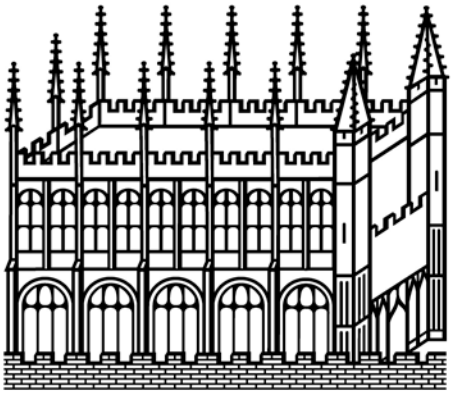

Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

تفسیر سورۂ یوسف - بمعرعہ -
تفسیر سورۂ یوسف - منظوم چار معرعہ -
ہفت سورہ مترجم -
پنج سورہ مترجم - لائق وظائف وتلاوت -
تحفۃ الاخیار - ترجمۂ شارق الانوار مترجمۂ مولوی خرم علی -
مظاہر حق - ترجمۂ اردو مشکوٰۃ شریف مترجمۂ جناب نواب قطب الدین خان دہلوی چار جلد مین -
بہار خلد - شرح منظوم شمائل ترمذی مصنفۂ مولوی محمد کافی -
زاد نجات - مسائل صوم وصلوٰۃ مع طریقہ کار مصنفۂ حافظ محمد علی -
مفتاح الجنۃ - مولفۂ مولوی کرامت علی -
حقیقۃ الصلوٰۃ - مع رسالۂ بے نمازان نماز روزہ کے فضائل واجر وثواب -
دُر مختار - ترجمۂ اردو فتاوی فقہ کا مترجمۂ مولوی محمد خرم علی صاحب بلہوری ومولوی محمد احسن بریلوی مرکو آبادی -
کشف الحاجات - یعنے مالابدمنہ اردو مترجمۂ مولفۂ مولوی محمد نور الدین -
ہزار مسئلہ - مجموعۂ ہفت رسالۂ ذیل مولفۂ عبداللہ بن سلام
۱ - ہزار مسئلہ - ۲ - مسائل ثمانیہ - ۳ - صد وسی مسئلہ -
۴ - مناجات باری تعالی - ۵ - حلیۂ شریف - ۶ - نور نامہ -
۷ - چہل مسائل -
شرع محمدی - منظوم عقائد اہل سنت ومسائل نماز وروزہ مولفۂ محمد خان قندھاری -
تنبیہ الغافلین - مسائل دین مصنفۂ مولوی سید محمد ومحمد طیب وامین ومحمد تقی -
جواب السائلین - مولفۂ مولوی لعل محمد -

حیرۃ الفقہ - مسائل مشکلہ کے سوال وجواب امتحانی مولفۂ سید ابراہیم حسینی
اظہار الحقیقت - بعضے مسائل فقہ کو حل کیا ہے -
تحفۃ المومنین - تصنیف مولوی قربان علی -
نور الہدایہ - ترجمہ شرح وقایہ درسی فقہ حنفیہ کی کتاب
جلدین اولین عبادات مین مترجمۂ مولوی وحید الزمان -
ایضاً - جلدین آخرین معاملات مین -
کنز الدقائق - اردو بسمی بہ تحفۃ العجم مصنفۂ مولوی محمد سبحان خان
احسن المسائل - ترجمۂ کنز الدقائق مترجمۂ مولوی محمد احسن -
رسالۂ چار باب کا ترجمۂ مسائل فقہیہ مصنفہ ومترجمۂ مولوی کفایت علی
چہل مسائل فقہ مصنفۂ مولوی محمد ابراہیم حسینی بنگلوری -
جواہر اشرف - ۔ مولفۂ مولوی اشرف علی خان -
صراط الاسلام - وصراط النجاۃ مسائل فقہ حنفیہ -
شبیہ احمدی - سراپائے خاتم المرسلین کا بیان مولفۂ جمال الدین خان
مثنوی زائر - دعوت قبائل قریش مصنفۂ نواب شیر علی خان -
دوازدہ مجلس - مسمی بہ ریاض الازہار فی احوال سید الابرار
مولفۂ مولوی وحید الدین محمد رضوی -
اسرار کربلا - حالات معرکۂ کربلا - مسمی مولفۂ منشی
محمد طہیر الدین بلگرامی -
مہر نبوت - نعت پیغمبر مین تصنیف نواب محمد حیدر علی خان
صاحب نظام -
رموز القرآن - اوقاف قرآن کا بیان مولفۂ مولوی
محمد حسین علی ہاتفی شاہجہانپوری -
صبح کا ستارہ - حالات بہشت ودوزخ وقیامت مولفۂ
مولوی عباس علی -

انوار العارفین — در اذکار و تذاکرہ صوفیین مصنفہ مولوی محمد حسین مراد آبادی —

حج الحج مسمی بغایۃ الشعور تصنیف مولوی محمد شاہ —

ادعیۂ زیارت — مدینہ منورہ مولفہ مولوی محمد احسن —

میزان الفرقان — در احوال قرآن مصنفہ محمد عثمان قیسی —

نقوش معظم — دافع ہر درد و غم جملہ نقوش مجرب و نقشہ کعبہ شریف و مدینہ منورہ ایک سطح تختہ پر تعویذ بنا کر بچون کے گلے مین واسطے حفاظت کے ڈالا جاتا ہی —

نقش نعلین شریفین رسول مقبول بطور زیارت ہی —

دعاے گنج عرش — مع شش قفل اور اور دعائین نادر نادر حفاظت کے لیے تعویذ کر کے گلے مین ڈالنا سود مند و مجرب بہت ہی —

رسالہ وظائف — ادعیہ ماثورہ بروایات صحیح الدرجہ جسمین مفصلہ ذیل دعائین ہین بنا بر مذہب امامیہ —

۱ پنجسورہ — ۲ — دعاے ماثورہ — ۳ — اعمال عاشورہ —

مجموعۂ اوراد — وظائف شامل دعاہاے ذیل —

۱ — درود اکبر — ۲ — حزب البحر مترجم — ۳ — درود مستغاث ۴ — درود تنجینا — ۵ — درود ماہی —

جواہر القرآن — مترجم وظائف قرآنی مدونہ محمد بن اسامہ —

جلاء الاذہان فی علم القرآن — نادر رسالہ ہی مصنفہ مولوی ابو الخیر معین الدین المشہدی —

مجموعۂ زینت القاری — جسمین رسالہ عمدۃ القرآن و مقصود القاری و رسالہ بیان الجزیل للترتیل شامل ہی —

مجموعۂ خطب — مشہور خطبے ہین مرتبہ مولانا محمد اسمعیل صاحب دہلوی کا —

نور الفواد — معروف بہ زاد المعاد مصنفہ مولوی نور الدین صدیقی

شواہد النبوۃ — اسمین سیر و اخلاق حضرت خیر البشر اور اذکار آل اطہار اور اصحاب کبار اور ازواج مطہرہ کے مذکور ہین از ملا عبد الرحمن —

معارج النبوۃ — بیان شرائف احوال حضرت خاتم المرسلین بڑی مستند کتاب ہی از ملا معین الدین کاشی —

مدارج النبوۃ — حالات فضیلت حضرت خاتم الرسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مصنفہ حضرت شاہ عبد الحق دہلوی دو جلد مین —

شرح سفر السعادت — مبنی اوپر احوال شرعیہ کے از روے احادیث کے جسکے چھ باب ہین —

۱ — در طہارت پیغمبر — ۲ — در نماز حضرت — ۳ — صیام النبی — ۴ — حج النبی — ۵ — اذکار النبی — ۶ — در عموم احوال معاش حضرت — مصنفہ مولانا عبد الحق دہلوی —

جامع طیبی — احوال سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین از شاہ طیب نعمۃ اللہی —

کتب مذہب اسلامی تفسیر حدیث فقہ دینیہ اردو

ترجمہ تفسیر حسینی مسمی بہ تفسیر قادری ترجمہ لفظ بلفظ بول چال اردو عام فہم کے موافق منجانب مطبع مولوی فخر الدین نے جنکا ترجمہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیاے سعادت پسندیدۂ عام ہی نہایت خوبی سے تحریر فرمایا بہت صحت و صفائی سے خوشخط واضح طبع ہوا دو جلد مین —

زاد الآخرت — پورے قرآن مجید کی تفسیر منظوم ہی بہت معتبر بیان چار جلد مین ساڑھے سات سات پارہ کی مصنفہ مولوی محمد عبد السلام صاحب —

تفسیر سورۂ فاتحہ مسمی بہ تحفۃ السلام منظوم مصنفہ محمد اکرام الدین —

وبگو عمرہ را در حج یعنے حساب کن این نماز را در برابر کن باعمرہ کہ در حج باشد و قول استعمال کردہ می شود در جمیع افعال - وفی روایۃ وقل عمرۃ وحجۃ - مقصود وبیان فضیلت نماز ست درین بقعہ شریفہ کہ حکم عمرہ و حج دارد - رواہ البخاری

خاتمۃ الطبع

بحسن توفیق خدای برتر کتاب برکت خطاب جلد ثانی ترجمہ فارسی مشکوۃ شریف مسمی بہ **اشعۃ اللمعات** کہ شامل ست بر احادیث نبوی از کتاب الصوم تا کتاب الحج مترجمہ فاضل خبیل عالم نبیل **شیخ عبد الحق** محدث دہلوی طاب ثراہ حسب خواہش طالبان دین بار دوم بصحت مہما امکن وفکر غائر بمقام لکھنؤ در مطبع نامی منشی نولکشور لباس پوش انطباع شد خدائے تعالی مرغوب دلہای اہل عالم گناد بمنہ وکرمہ

وثوری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان جالسا وقبر یحفر بالمدینۃ - آنحضرت نشستہ بود وگوری کندہ می شد در مدینہ - فاطلع رجل فی القبر - پس نظر کرد مردے در قبر - فقال بئس مضجع المومن - پس گفت آنمرد بد خوابگاہ مومن ست گور - فقال رسول اللہ - پس گفت پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم بئسما قلت - بد حرفی بود کہ تو گفتی کہ نکو ہش گور کردی برائے مسلمان - قال الرجل انی لم اردہذا - گفت آن مرد بدرستی کہ من مراد ندا شتم باین سخن نکو ہش موت برای مومن - انما اردت القتل فی سبیل اللہ - ارادہ نکردم مگر مدح وتحسین کشتہ شدن در راہ خدا کہ اگر کسی در غربت شہید شود بہتر ست از آنکہ بر بستر بمیرد و در جای خود بمیرد - فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا مثل القتل فی سبیل اللہ لیست مرون بمدینۃ کمثل کشتہ شدن در راہ خدا بلکہ مردن بمدینہ افضل واکمل ست ما علی الارض بقعۃ احب الی ان یکون قبری بہا منہا - نیست بر روی زمین ہیچ جائی کہ محبوب تر باشد نزد من کہ باشد قبر من در آنجا از مدینہ - ثلث مرات - سہ بار گفت آنحضرت این سخن را اینچنین تقریر کرد طیبی این حدیث را در اینجا لازم می آید کہ مردن در مدینہ ومدفون شدن در وے افضل ست از شہادت ومدفون شدن در جائے دیگر واین حدیث ابلغ واوضح ست در بیان فضیلت مدینہ ومدفون شدن در وے اما پوشیدہ نماند کہ ظاہر ترین تقدیر آن ست کہ گفتہ میشد نیست قتل در راہ خدا مانند موت بمدینہ ولفظ حدیث احتمال این ہم دارد کہ گفتہ شود مراد آن ست کہ آنحضرت فرمود صلی اللہ علیہ وسلم آری نیست موت مومن بمدینہ مثل قتل فی سبیل اللہ وقتل فی سبیل اللہ افضل واعظم ست از ہمہ ولیکن اگر آن روزی نشود موت در مدینہ وقبر در وے افضل ست از موت در سائر بلاد وقبہ دران وباین تقریر مفہوم میشود افضلیت موت بمدینہ از موت در سائر بلاد ولیکن باقی می ماند افضلیت شہید گشتن وکشتہ شدن در راہ خدا واللہ اعلم بالمراد - رواہ مالک مرسلا - روایت کردہ است این حدیث را مالک بطریق ارسال واز اینجا معلوم میشود کہ مراد یحیی بن سعید انصاری ست کہ تابعیست وامام مالک وہشام بن عروہ وشعبہ وثوری از وی روایت دارند یحیی بن سعید بن القطان کہ از ثقات وائمہ اہل حدیث واز اکابر ایشان ست چہ وی روایت از امام مالک واز ہشام بن عروہ ویحیی بن سعید انصاری وشعبہ وثوری دارد قدیر - وعن ابن عباس - رضی اللہ عنہما قال قال عمر ابن الخطاب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - گفت ابن عباس کہ گفت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شنیدم آن حضرت را - وہو بوادی العقیق - وحال آنکہ آنحضرت در وادی العقیق بود کہ نام وادی ست از اودیہ مدینہ وذکر آن در اشعار واحادیث بسیار واقع شدہ وآنحضرت آنجا میرفت ونماز میگذارد - یقول - میگفت آن حضرت - اتانی اللیلۃ آت من ربی - آمد مرا امشب آیندہ یعنی فرشتہ از جانب پروردگار من - فقال صل فی ہذا الوادی المبارک - بگزار نماز درین وادی مبارک - وقل عمرۃ فی حجۃ

صلی اللہ علیہ وسلم قال - روایت ست از انس از آنحضرت کہ گفت - اللھم اجعل بالمدینۃ ضعفی ما جعلت بمکۃ من البرکۃ
خداوندا بگردان در مدینہ دو چندان انچہ گردانیدہ در مکہ از برکت چنانچہ در فصل اول فرمود و مثلہ حدیث
و امثال آن و حالت در ندبر افضلیت مدینہ بر مکہ و این مسئلہ مختلف فیہ است میان علما و دلائل جانبین را در
کتاب جذب القلوب ذکر کردہ ام فلینظر ثم متفق علیہ - وعن رجل - من آل الخطاب - و روایت ست
از مردی از اولاد خطاب - عن النبی - از پیغمبر - صلی اللہ علیہ وسلم قال - گفت آنحضرت - من زارنی متعمدا کان
فی جواری یوم القیمۃ - کسیکہ زیارت کند مرا بہ قصد نہ بہ تفصیل کاری دیگر باشد آن کس در ہمسایگی من
و پناہ من ست روز قیامت از بعض عارفان می آرند کہ وی حج کرد و بزیارت نیامد گفت زیارت آن حضرت
را نمی خواہم کہ بہ تبع و تفصیل حج کنم و این غایت تشوق و تادب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ست و لیکن
صواب آن ست کہ قصد حج با قصد زیارت منافات ندارد و علما وقت زیارت بعد از ادای حج داشتہ اند مقصود
آن ست کہ مشوب بغرض دنیاوی و قصد سیر و تفرج نباشد بیت رفت بر بوی سر زلف تو حتی بچمن * ورنہ
کی بوی نسیم سحری بود غرض * و بتحقیق در ہر دو مکان ظہور کمال و جمال اوست و منظور اتباع و امتثال وی
صلی اللہ علیہ وسلم ع ہر دو جای تست یا بدر الدجی - ومن سکن المدینۃ وصبر علی بلائہا کنت لہ شہیدا و شفیعا
یوم القیمۃ - و کسیکہ ساکن شود در مدینہ و صبر کند بر بلای وی و شدت و محنت وی خصوصا چنانکہ در زمان
آن حضرت بود و در بعضی روایات علی لاوائہا چنانکہ سابقا گذشت باشم من مر او را گواہ و شفاعت کنندہ روز
قیامت گفتہ اند شہادت بر طاعات و شفاعت در معاصی - ومن مات فی احد الحرمین بعثہ اللہ من الامنین
یوم القیمۃ - و کسیکہ بمیرد در یکی از حرمین مکہ یا مدینہ بر انگیزد او را خدا تعالی از بی بیمان از عذاب روز قیامت
و آمدہ است کہ مقبرۂ مکہ و مدینہ را می نشانند در بہشت ہمچنین بی سوال و حساب رکما جاء - وعن ابن عمر
مرفوعا من حج فزار قبری بعد موتی - کسیکہ حج کند پس زیارت کند قبر مرا بعد از موت من - کان کمن
زارنی فی حیاتی - باشد ہم چون کسیکہ زیارت کرد و ملاقات نمود مرا در حیات من و یکی از فواید و بشائر زیارت
شریف آن ست کہ زائر را از نصیبہ صحبت معنوی و انچہ از لوازم و آثار آن ست حاصل میگردد و این مبنی
بر ثبوت حیات ست مر آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم حیات حقیقی دنیاوی بخلاف شہدا کہ بحیات معنوی
مشرف اند و این مسئلہ را بتفصیل ہر چہ تمامتر در جذب القلوب بیان کردہ ام و باللہ التوفیق - رواہما
روایت کرد این ہر دو حدیث را - البیہقی فی شعب الایمان - وعن یحیی بن سعید رض - یحیی بن سعید
دو است یکی یحیی بن سعید قطان از کبار آئمہ حدیث و ثقات ایشان و روایت میکند از مالک و شعبہ
و ثوری و جز ایشان - دیگر یحیی بن سعید انصاری از تابعین ست روایت میکند از وی مالک و شعبہ

عمرست کہ میکرد اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک سو تحقیق مستجاب شد دعای وی رضی اللہ عنہ نیز این دعا میکنیم بامید اجابت آن انشاء اللہ تعالی رب العالمین شفاعت آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم تمامۂ مسلمانان امید وارند و در موت رسنیہ واجب میگردد شفاعت یا شفاعت خاص برای بخشیدن تمامہ گناہان و رفع مراتب و درجات عظیمہ یا این کنایت ست از انکہ موت درین بلدۂ مطہرہ البتہ بر ایمان ست چہ شفاعت خرمؤمن را نباشد چنانکہ در زوار قبر شریف نیز این توجیہات کردہ اند و مثل این بشارت در موت بحرم مکہ نیز واقع شدہ است چنانچہ بیاید - رواہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح غریب اسنادا - وعن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر قریۃ من قری الاسلام خرابا المدینۃ فرمود آنحضرت آخر شہری کہ خراب شود از شہرہای اسلام نزدیک قیامت مدینہ است ہمہ عالم خراب گردد و مدینہ منورہ آباد باشد و بعد از ہمہ بجریان حکم الٰہی تعالی این نیز ویران و فانی گردد قریہ اینجا بمعنی موضع ست و ترتیب اسماء بدین طریق ست کہ قریباست کہ بالاتر از وی بلد و بالاتر از بلد مدینہ و فوق ہمہ و جامعتر از ہمہ مصر یعنی بلد و مدینہ را در یک مرتبہ نہادہ اند و مدینہ الآن نام شہر حضرت سید کائنات شدہ است و بحسب شرف و فضل بالاتر از ہمہ ہست - رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب - وعن جریر بن عبد اللہ رض صحابی مشہورست شریف و مطاع و جلیل و جمیل بود و بسیار زیبا و جمال بود چنانکہ امیر المؤمنین عمر گفتہ است کہ یوسف این امت است یعنی در زیبائی و جمال را از امت خود بوازجریر مگر آنکہ حکایت کردہ اند یوسف را از حسن یوسف و صفات حمیدہ وی بسیارست رضی اللہ عنہ عن النبی - روایت میکند از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قال گفت آنحضرت - ان اللہ اوحی الی ای ہولاء الثلثۃ نزلت فی دار ہجرتک - بدرستی خدای تعالے وحی فرستاد بسوی من کہ ہر کدام ازین سہ جا را کہ فرود آئی تو پس آن سرائے و جای ہجرت تست یعنی مرانجا ساختند کہ ہر کدام ازینجا ہا کہ خواہی جائے تست - المدینۃ - یکی مدینہ - او البحرین - بحرین کہ جزیرہ ایست بحر عمان مشہور - او قنسرین - بکسر قاف و فتح نون مشددہ و سکون سین و کسر او فتح آن ہر دو بکسر نون نیز گفتہ اند نام بلدی ست از بلاد شام و در تاریخ مدینہ میگوید کہ مخیر ساختہ شد آنحضرت را پیش از ہجرت میان این سہ موضع و در آخر تعیین کردہ شد در مدینہ - رواہ الترمذی

الفصل الثالث - **عن ابی بکرۃ** - بفتح موحدہ و سکون کاف صحابی مشہورست از اہل طائف و چون آنحضرت طائف را محصر ساختہ بود وی خود را از قلعہ در خم چاہ افگندہ بجانب لشکر حضرت انداخت و اسلام آورد و ابو بکرہ نام یافت و بکرہ خم چاہ را گویند - عن النبی - روایت میکند از پیغمبر - صلی اللہ علیہ وسلم قال - گفت آنحضرت - لایدخل المدینۃ رعب المسیح الدجال - در نمی آید مدینہ را ترس مسیح دجال لہا یومند سبعۃ ابواب علی کل باب ملکان - مر مدینہ را در آن وقت کہ دجال آید و بیرون مدینہ نزول کند ہفت دروازہ خواہد بود بر ہر دو دو فرشتہ نگہبان نشستہ - رواہ البخاری - وعن انس - رض عن النبی

او را - فلا ارد علیکم طعمة اطعمنیها رسول الله پس باز نمیگردانم بر شما و نمیدهم خود شیئی را که خورانیده است مرا آن خورش
پیغمبر خدا - صلی الله علیه وسلم - و عطائیکه کرده است بمن و فی الصراح الطعمة بالضم خورش و وجه کسب یعنی من که
نمیدهم آنرا بجهت آنکه این عطاست از آنحضرت صلی الله علیه وسلم بر من و کسبی ست که من بفرموده آن حضرت
حاصل کرده ام - ولکن ان شئتم دفعت الیکم ثمنه - ولیکن اگر می خواهید شما و بسیار بجد اید میدهم شما بهای آنرا
از پیش خود - رواه ابو داود - **وعن صالح** - مولی لسعد - روایت ست از صالح که مولی بود مر سعد بن ابی
وقاص را - ان سعدا وجد عبیدا من عبید المدینة یقطعون من شجر المدینة - سعد یافت چندی غلام را از غلامان
اهل مدینه که می بریدند بعضی از درختان مدینه را - فاخذ متاعهم - پس گرفت رخت و جامه آنها را - وقال یعنی لموالیهم
و گفت سعد یعنی موالی ایشان را وقتیکه طلب کردند رد کردن آن متاع بسوی ایشان - سمعت رسول الله
شنیدم پیغمبر خدا را - صلی الله علیه وسلم ینهی ان یقطع من شجر المدینة شیئی - نهی میکرد از آنکه بریده شود از درختان
مدینه چیزی - وقال - و گفت آنحضرت - من قطع منه شیئا فلمن اخذه سلبه - کسیکه ببرد از درختان مدینه چیزی را
پس مر کسی راست که گرفته است آن برنده را متاع او درخت او - رواه ابو داود - **وعن الزبیر** -
روایت ست از زبیر بن العوام به تشدید واو که از عشره مبشره است و ابن عمه رسول الله است صلی الله
علیه وسلم - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان صید وج وعضاهه - گفت آنحضرت که شکار وج و
درختان وج بفتح واو و تشدید جیم نام وادی ست بطائف - حرم - حرام ست حرم بکسر حای و سکون را بمعنی
حرام ست - محرم لله - حرام کرده شده است برای خدا تاکید حرم ست - رواه ابو داود وقال محی السنة رحمه الله
وج ذکروا انها من ناحیة الطائف - وج ذکر کرده اند علمای حدیث که وی از جانب طائف ست - وقال الخطابی
و گفته است خطابی - انه بضمیر مذکر بدل انها بضمیر مونث که در روایت محی السنة است و بر هر تقدیر راجع
بوج ست و در اسمای مواضع تذکیر و تانیث هر دو درست ست تانیث بتاویل بقعه و ناحیه و تذکیر باعتبار
موضع و مکان و گفته اند که حرمت وج بر سبیل حمی بود که آنحضرت برای اهل صدقه گرد کرده بود نه بطریق حرم و اگر بطریق حرم
بود در وقتی بود بعد از آن منسوخ شد شافعیه برین اند و حنفیه مثل این در حرم مدینه نیز گفته اند و اکثر علما برانند
که حرم مدینه و وج باعتبار رعایت تعظیم و احترام ست نه باعتبار تحریم جنایت و وجوب جزا **وعن ابن عمر**
رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت بها - گفت آنحضرت
کسیکه میخواهد که بمیرد بمدینه پس گو که بمیرد در وی یعنی این قصد و نیت مبارک ست باید که بفعل آرد آنرا و اقامت
کند در وی تا آنکه بمیرد در وی - فانی اشفع لمن یموت بها - پس بدرستی که من شفاعت میکنم مر کسی را
که بمیرد بمدینه و در بعضی نسخ اشفع به تشدید فا یعنی مقبول الشفاعة گردانیده میشوم دعای امیر المومنین

پس نظر میکرد بسوے دیوارهای مدینه - اوضع راحلته - تیز میراند شتر سواری خود را - وان کان علی دابة - واگر
سوار میبود بر دابهٔ دیگر که مراد بدان اسپ واستر و مانند آن ست - حرکها من حبها - می جنبانید آنرا بجاذبهٔ
محبت مدینه استعمال ایضاع مخصوص بشتر ست و در غیر شتر تحریک استعمال می یابد - رواه البخاری - وعنه
ان النبی صلی الله علیه وسلم طلع له احد - وهم از انس ست که ظاهر شد مر آنحضرت را جبل احد یعنی نظر شریف
وے بران افتاد - فقال - پس گفت آنحضرت - هذا جبل یحبنا ونحبه - این کوهیست که دوست میدارد ما را
و دوست میداریم ما او را - اللهم ان ابراهیم حرم مکة - خداوندا بدرستی که ابراهیم حرام گردانید مکه را - وانی احرم
ما بین لابتیها - و بدرستی که من حرام میگردانم زمینی را که میان دو سنگستان مدینه است - متفق علیه - اثبات
محبت احد را بعضی تاویل میکنند و میگویند که این همه تکلم بمجاز ست باعتبار محبت اهل آن که دران مومنان و
موحدان باشند از انصار چنانکه شاعر گفته است (ع) ومن مذهبی حب الدیار لاهلها - و در مقابل این در بعضی
روایات زیاده آمده است که - غیر جبل یبغضنا ونبغضه - و غیر بعین مهمله مفتوحه کوهی ست که دشمن میدارد ما را
و دشمن میداریم ما او را زیرا که ساکنان وی منافقان بوده اند و تحقیق آن ست که این محمول بر ظاهر ست
از جهت ابداع علم و فهم و لوازم آن از محبت و عداوت در جمادات بران وجهی که لائق بحال آنهاست خصوصاً
بانبیا و اولیا خصوصاً سید انبیا و سلطان اولیا که محبوب عالمیان و محبوب پروردگار عالمیان و هر که را خدا
دوست داشت همه چیز و همه کس او را دوست دارند زیرا که هر چیز خلق و محکوم اوست و حنین جذع بمفارقت
آن حضرت صلی الله علیه وسلم اول دلیل ست بران و حنین جذع حدیث مشهور ست که بسر حد تواتر رسیده
است - وعن سهل بن سعد قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم - سهل بن سعد ساعدی که از مشاهیر
صحابه است گفت که گفت آنحضرت - احد جبل یحبنا ونحبه - رواه البخاری

الفصل الثانی - عن سلیمان - بن ابی عبد الله - تابعی ست بسیاری از مهاجران را دریافته روایت
میکند از سعد بن ابی وقاص و ابی هریره و صهیب ثقه است - قال رایت سعد بن ابی وقاص اخذ رجلا بصید
فی حرم المدینة الذی حرم رسول الله صلی الله علیه وسلم - گفت دیدم سعد بن ابی وقاص را که گرفت مردی را
که شکار میکرد در حرم مدینه که حرام گردانید آنحضرت و حد آن تعیین نموده و مردم را از ارتکاب صید و جز آن
دران منع کرده - فسلبه ثیابه - پس ربود سعد و گرفت جامه های آنمرد را - فجاءوا الیه فکلموه فیه - پس آمدند
صاحبان آنمرد پس سخن کردند سعد را در شان او که جامه های او را بدهد - فقال ان رسول الله - پس گفت
سعد که پیغمبر خدا - صلی الله علیه وسلم حرم هذا المحرم - حرام گردانیده این حرم را یعنی حرم مدینه را - وقال من اخذ
احدا الصید فیه فلیسلبه - و گفت هر کس که بگیرد یکی را که شکار میکنند درین حرم پس باید که بگیرد رخت و سلاح

وفتح طاء کسر یای مشددہ ہر دو روایت ست وثانی اصح واقوی ست ۔متفق علیہ۔ وگفتہ اند کہ این نفی ونصع باوزمان آنحضرت بود وصلی اللہ علیہ وسلم یاد رآخر زمان خواہد بود ہنگامیکہ دجال بیرون می آید وجنبانیدہ وافشاندہ میشود مدینہ بہ سہ کرت پس بیرون آید وبرود بجانب دجال ہر کافر ومنافق واحتمال دارد کہ در ہر زمان باشد حکایت آوردہ اند کہ چون عمر بن عبد العزیز مدتی از جانب ہشام بن عبد الملک حاکم مدینۂ طیبہ بود چون بیرون آوردند او را گفت می ترسم از انہا نباشم کہ مدینہ نفی آنہا میکند وچنین می ترسد ہر کہ ازان مکان شریف برآمدہ است یارب مگر بضرورت بحکم شرع ورعایت حق شرعی برآمدہ باشد بیت ضرورت ست وگرنہ خدای مے داند ؎ کہ ترک صحبت جانان نہ اختیار من ست ۔ دوری ز حضرت تو نخستم باختیار ؎ خود دورہ راز مہر جدائی چہ در خورست نسأل اللہ العافیۃ وحسن العاقبۃ۔ وعن ابی ہریرۃ ۔رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ حتی تنفی المدینۃ شرارہا ۔ برپا نمیشود قیامت تا آنکہ نفی میکند مدینہ بدان را کہ در وی نیند ۔کما ینفی الکیر خبث الحدید ۔ این حدیث ظاہر ست دران کہ نفی در آخر زمان باشد ۔ رواہ مسلم ۔ وعنہ ۔قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی انقاب المدینۃ ملائکۃ لایدخلہا الطاعون ولا الدجال ۔ بر راہہای مدینہ فرشتگان نگاہبان اند کہ در نمی آید مدینہ را بہ نگہبانی آنہا وبا ونہ دجال نقب بفتح نون وضم نیز آمدہ وسکون قاف راہ در میان دو کوہ یا فرجہ میان دو کوہ بدرآمدن دجال بیشک در آخر الزمان خواہد بود ونگہبانی تا در آمدن ویا ہمدران وقت خواہد بود یا ہمیشہ است ۔متفق علیہ۔ وعن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس من بلد الا سیطاہ الدجال ۔ نیست ہیچ شہرے مگر آنکہ نزدیک ست کہ پی سپر کند آنرا دجال ودر آید الا مکۃ والمدینۃ ۔ مگر مکہ ومدینہ ۔ لیس نقب من انقابہا الا علیہ الملائکۃ ۔ نیست ہیچ راہی از راہہای مدینہ مگر آنکہ بروے فرشتگانند ۔ صافین ۔ صفہا زدہ ۔ بحیر سونہا ۔ پاس میدارند او را ۔ فینزل السبخۃ ۔ پس نزول میکند دفرودی آید دجال شورہ زمین را کہ بیرون مدینہ است وسبخہ بسین مہملہ وموحدہ وخای معجمہ مفتوحات وسکون موحدہ نیز آمدہ شورستان ۔ فترجف المدینۃ باہلہا ۔ پس می جنباند مدینہ ساکنان خود را ثلث رجفات ۔ سہ بار جنبانیدن ۔ فیخرج الیہ کل کافر ومنافق ۔ پس بیرون می آید بسوی او ہر کافر ومنافق متفق علیہ ۔ وعن سعد ۔ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایکید اہل المدینۃ احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء ۔ بد سگالی نکند واندیشہ نکند اہل مدینہ را ہیچ یکی مگر آنکہ بگدازد وفانی گردد عنقریب چنانکہ میگدازد نمک در آب ہمچنانکہ ظاہر شد از حال یزید پلید کہ بعد از واقعہ حرہ در اندک فرصت ہلاک شد وبعقاب الیم والم رق وسل بگداخت وفانی شد ۔متفق علیہ ۔ وعن انس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قدم من سفر فنظر الی جدرات المدینۃ ۔ روایت ست از انس کہ آنحضرت چون قدوم می آورد از سفر

قصد و اہانت آن میکند و مذمت کہ بر زبان بعضی اکابر در اشعار لفظ تیرب آمدہ - تنفی الناس کما تنفی الکیر خبث الحدید
مہر آمد و دور میکند مدینہ مردم بد را و پلید را چنانکہ دور میکند کورۂ آہنگران چرک و پلیدی آہن را و کیر بکسر کاف و سکون
تحتانیہ کورہ کہ از گل بنا کنند کہ در وی آہن را بگدازند یا مشک کہ بدان بدمند و بعضی گفتہ اند کہ بنا کردہ شدہ گل را
کورہ گونیدہ مشک را کہ بدان در دمند کیر خوانند و این قول اصوب و اوجح ست و مراد اہل کفر اند و شرک اند کہ
از انجا بقوت اسلام برآوردہ شدند و ساحت قدس این مکان شریف ازان پاک کردہ شد - متفق علیہ -

وعن جابر - بن سمرۃ - بفتح سین و ضم میم صحابی مشہور و خواہرزادۂ سعد بن ابی وقاص ست - رض قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ تعالیٰ سمی المدینۃ طابۃ - بدرستیکہ خدای تعالیٰ نام کردہ است
مدینہ را بزبان حبیب خود طابہ و همچنین طیبہ بفتح طاء و سکون تحتانیہ و طیبہ بہ تشدید و طاب از جہت طہارت وی
از انجاس شرک و موافقت ہوای وے طبائع سلیمہ را طیب عیش و خوشی زندگانی در وی و طیب رائحہ وی
و ہمہ چیزہا وے و بعضی از عرفا گفتہ اند کہ از خاک مدینہ و در و دیوار وی روائح طیبہ می آید کہ در می یابد آنرا کسیکہ
شائبہ باطن وے بکام کفر و نفاق و خبث اعتقاد مذکوم نباشد و شاید کہ بشام بعضی از عرفای مخلص مشتاق
نیز ازان رسیدہ باشد و بحس باطن و ظاہر آنرا دریافتہ باشد بیت ودان زمین کہ نسیمی وزد ز طرۂ دوست +
چہ جای دم زدن نافہای تاتاریست + ابو عبد اللہ عطار گفتہ است شعر بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا +
فما المسک و الکافور و الند و الرطب + رواہ مسلم - وعن جابر - بن عبد اللہ ان اعرابیا بایع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم - روایت میکند جابر کہ بادیہ نشینی بیعت میکرد با آنحضرت - فاصاب الاعرابی وعک بالمدینۃ
پس رسید آن اعرابی را تبی بمدینہ - فاتی النبی - پس آمد آن اعرابی نزد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و قال -
و گفت یا محمد اقلنی بیعتی - باز گردان مرا بیعت مرا کہ کردہ بودم من فی الصراح اقالہ بیع انداختن بیع - فابی رسول اللہ
پس ابا آورد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم - از بر انداختن بیعت وے و قبول کردن قول وے - ثم جاءہ
پستر باز آمدن آن اعرابی آنحضرت را - فقال - پس گفت - اقلنی بیعتی فابی ثم جاءہ فقال اقلنی بیعتی فابی فخرج
الاعرابی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما المدینۃ کالکیر تنفی خبثہا و تنصع طیبہا - نیست مدینہ مگر مانند دمہ آہنگر
کہ دور میکند پلید خود را و خالص میگرداند پاک خود را یعنی دور میگرداند و بدر میکند مردم پلید را و خالص میگرداند
مردم پاک را از مردم پلید و تنصع بصاد و عین مہملتین از نصوع ست بمعنی خلوص و ناصع خالص از ہر چیز و برین
تقدیر بطیبہا مرفوع ست و بعضی گفتہ اند کہ از نصع بمعنی خالص گردانیدن و برین وجہ طیبہا منصوب ست و بضم
تا و بفتح نون و کسر صاد مشددہ از تنصیع نیز روایت ست و تبصیع بموحدہ بجای نون و صاد مہملہ نیز روایت
کردہ اند از بصع بمعنی جمع و بموحدہ و ضاد معجمہ نیز از بضع بمعنی قطع لحم گذانی مجمع البحار و طیبہا بکسر طاء و سکون یا

العراق فیاتی قوم یبسون فیتحملون باهلیهم ومن اطاعهم والمدینة خیر لهم لو کانوا یعلمون - یعنی ولایتها در اسلام فتح میشوند
ومردم برای طلب سعت معیشت وحطام دنیا وحظوظ فانیه وی از مدینه بیرون می روند واز جوار رسول خدا صلی الله
علیه وسلم واقامت در مهبط وحی ومنزل برکات اعراض می نمایند واگر بدانند وبفهمند حقیقت حال وسعادت مبدأ و
مآل را اقامت بمدینه بهتر باشد پس درین تذمیم وتحقیر حال مردم ست وبعضی گفته اند که مراد آن ست که مردم از ولایات
وبلاد برآیند وبمدینه سکونت نمایند پس مقصود مدح مدینه ونازلان اوست واول معنی اصح واوجه است واظهر
ست از حدیث والله اعلم متفق علیه - وعن ابی هریرة - رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم امرت بقریة تاکل القری - امر کرده شده ام من بهجرت کردن بقریه که میخورد قریه های دیگر را یعنی غالب
می آید وفرو می برد همه را یعنی هر که در وی ساکن میگردد ووطن میسازد وغالب می آید وفتح میکند همه بلاد را واین
خاصیت این بلده عظیم الشان ست که هر که در وی آمد بر همه بلاد غالب گردید نخست عمالقه آمدند وغالب شدند
وفتح کردند بلاد وولایت را بعد از ان یهود ساکن شدند وغالب آمدند بر عمالقه پس از ان انصار رسیدند و
غالب شدند بر یهود پستر سید المرسلین آمد صلی الله علیه وسلم ومهاجران رضی الله عنهم وغالب گشتند وجه غلبه
که ایشان را حاصل شد که عالم را از مشرق تا مغرب در گرفتند واخبار ساکنان این بلده شریفه در کتاب جذب القلوب
الی دیار المحبوب که تاریخ مدینه مطهره است ذکر کرده ام ویکی از اسمای این بلده مطهره اکالة القری واکالة البلدان
است از جهت تسلط وغلبه وی بر سائر بلاد وامصار ونفاذ امر وی بر تمامی اهل اقطار وحمل کرده اند آنرا بعضی
بر زیادت فضل وکرامت نسبت بفضائل بسائر اماکن گویا فضائل همه مضمحل ومتواری اند در جنب فضائل وی
چنانکه مکه را ام القری گفتند از جهت اصالت وعراقت وی نسبت بسائر بقاع ارض وگفته اند که مضمون
اکالة القری ابلغ واکمل از معنی ام القری ست چه امومت تقاضا نمیکند محو واهلاک را مگر ثبوت اصالت وحق امومت را
بخلاف اکل که مقتضی تواری واضمحلال ست ومر این بلده را اسما والقاب بسیار اند از صد متجاوز بعضی
از انها در کتاب مذکور نقل کرده ایم - یقولون یثرب - میگویند مردم در زمان قدیم آن بلده را یثرب -
وهی المدینة - ونام وی الآن مدینه است اسم این بقعه شریفه پیش از زمان نبوت یثرب واثرب بود بر وزن
مسجد پس آنحضرت او را مدینه نام نهاد از جهت تمدن واجتماع مردم واستیناس وایتلاف ایشان در وی ونهی کرد
از خواندن به یثرب یا از جهت آنکه نام جاهلیت ست یا بسبب آنکه مشتق از یثرب بمعنی هلاک وفساد وتثریب بمعنی توبیخ
وملامت ست یا به تقریب آنکه یثرب در اصل نام صنمی یا یکی از جبابره بود وبخاری در تاریخ خود حدیثی آورده که
هر که یکبار یثرب گوید باید که ده بار مدینه گوید تا تدارک وتلافی آن کند ودر روایتی دیگر آمده باید که استغفار کند وبعضی
گفته اند که تعزیر باید کرد قائل آنرا وآنکه در قرآن مجید آمده است یا اهل یثرب از زبان منافقان ست که بذکر آن

بفتحتین غنیمت انفال جمع وی تنفیل غنیمت دادن - وابی ان یرد علیهم - وابا آورد سعد از این که باز گرداند سلب او را
بر ایشان این جزای تعرض کردن بحرم مدینه است چنانکه در شرح ترجمه اشارت بآن رفت - رواه مسلم - وعن
عائشة - رضی الله عنها قالت لما قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة وعک ابو بکر وبلال گفت عائشه وقتیکه
قدوم آورد آنحضرت مدینه را تپ زده شد ابو بکر و بلال رضی الله عنهما وعک تپ یا درد تپ وفی الصراح وعک تیزی تپ
فجئت رسول الله فاخبرته - پس آمدم نزد پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم پس خبر کردم او را - فقال - پس گفت آنحضرت
اللهم حبب الینا المدینة کحبنا مکة او اشد - خداوندا محبوب گردان بسوی ما مدینه را مانند محبت ما مکه را بلکه سخت تر و بیشتر از
محبت مکه - وصححها - و دوست و نیک گردان هوای مدینه را صحت بمعنی تندرستی ست و مراد تندرستی که بساکنان مدینه است - وبارک
لنا فی صاعها ومدها - و برکت ده ما را در صاع مدینه و مدینه - وانقل حماها - و بجای دیگر ببر تپ مدینه را - فاجعلها بالجحفة
پس بگردان و ببر تپ مدینه را بجحفه بضم جیم و سکون حای مهمله و بفا نام موضعی ست میان مدینه و مکه ساکنان او در آن
وقت یهود نا بهبود بوده اند گفته اند که زمین مدینه پیش از هجرت سید البشر صلی الله علیه وسلم زمین وبا و بلا و تپ
و بیماری بود پس دعا کرد آنرا که بر زمین کفار رود و درین حدیث دلیل ست بر جواز دعا بر کفار بامراض و اسقام
و موت و هلاک و فساد بلاد ایشان متفق علیه - وعن عبد الله بن عمر رض فی رویا النبی صلی الله علیه وسلم
فی المدینة رایت امرأة سوداء ثائرة الراس - روایت ست از عبد الله ابن عمر در حدیث خواب دیدن آنحضرت
در شان مدینه دیدم من زنی را سیاه ژولیده موی - خرجت من المدینة - بیرون آمد آن زن از مدینه - حتی
نزلت مهیعة - تا آنکه فرود آمد موضعی را که نام او مهیعه است بفتح میم و سکون ها و فتح تحتانیه و عین مهمله تا در آخر
فتاولتها ان وباء المدینة - گفت آنحضرت پس تعبیر کردم من این رویا را یا آن زن را که آن تپ و بیماری
مدینه بود - نقل الی مهیعة - برده شد بوی مهیعه - وهی الجحفة و مهیعه نام جحفه است که در حدیث سابق مذکور شد
فی الصراح وبا بمد و قصر بیماری عام که او را مرگ مرگی گویند وفی القاموس وبا طاعون یا هر بیماری عام و در حرف نون
گفته طاعون وبا وفی الصراح طاعون مرگ وبا - رواه البخاری - وعن سفیان - بن ابی زهیر بضم زای و فتح
ها و سکون تحتانیه صحابی ست معدود در اهل مدینه - قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول بفتح الیمن
فیاتی قوم یبسون بفتح تحتانیه و ضم موحده و تشدید سین مهمله گفت سفیان شنیدم آنحضرت را که میگفت فتح کرده شود
یمن پس می آیند گروهی که سیر میکنند و نرم میروند و می رانند ستوران خود را پس سیر نرم و راندن ستور چنانکه
در قرآن مجید واقع شده است وبست الجبال بسا - فیتحملون باهلیهم ومن اطاعهم - پس کوچ میکنند با کسان
خود و با کسانیکه اطاعت و فرمان برداری میکنند ایشان را یعنی باهل و عیال و توابع و لواحق خود - والمدینة خیر لهم
لو کانوا یعلمون و بفتح الشام فیاتی قوم یبسون فیتحملون باهلیهم ومن اطاعهم والمدینة خیر لهم لو کانوا یعلمون و بفتح

مقامات ست و عبودیت حقیقیه که اکمل صفات و ارفع مقامات ست خاصه مقام محمدیت ست و هر که غیر اوست فروتر ست
از وے صلی الله علیه وسلم درین صفت چنانچه اهل تحقیق بیان کرده اند و احتمال دارد که بعد ازین وقت مخصوص و ملقب
بآن مقامات شده باشد والله اعلم - وانه دعاک لمکة و بدرستی که ابراهیم دعا کرد ترا برای مکه و حرم ساختن وی - وانا ادعوک
للمدینة بمثل ما دعاک لمکة - و من دعا میکنم ترا برای مدینه بمانند آنچه دعا کرده است ابراهیم ترا برای مکه و مثله معه و مانند
آن بآن یعنی مدینه را دو چندان میخواهم که مکه راست - ثم یدعوا صغر ولید له - پستر میخواند آنحضرت خردترین خردی را که بود
مر آنحضرت را از اهل بیت وے - فیعطیه ذلک الثمر - پس میداد آن خرد را آن میوه و تخصیص خردان از جهت زیادت
رحم و شفقت بر خردان و از جهت رعایت مناسبتی که واقع هست میان ایشان و نوباوه و از جهت آنکه خردان راغب
تر و مائل تر و خوشحال شونده تر اند بدان و در ایثار غیر ارشاد و تعلیم ست مر امت را بر قمع شره شهوت و خصوصاً در آنچه
میل طبع بدان بیشتر و سخت تر ست چنانچه نوباوه - رواه مسلم - وعن ابی سعید - رض عن النبی صلی الله علیه وسلم
قال ان ابراهیم حرم مکة فجعلها حراما - گفت آنحضرت بدرستی که ابراهیم حرام گردانید مکه را پس گردانید او را حرام یعنی دعا کرد
حق تعالی را که او را حرام گرداند - وانی حرمت المدینة حراما - و بدرستیکه من حرام گردانیده ام مدینه را حرام گردانیدنی -
ما بین مازمیها - چیزیکه میان دو طرف اوست از کوهها و مازم بکسر زای تنگی میان کوهها که بیکدیگر بچسپند مراد لابتین ست
که در حدیث سعد گذشت - ان لا یهراق فیها دم - که ریخته نشود در وی خون - ولا یحمل فیها سلاح لقتال - و برداشته
نشود در وی سلاح برای کارزار کردن - ولا یخبط فیها شجرة الا لعلف - و ریخته نشود در وی برگهای درخت مگر برای خورش ستور
و خبط زدن درخت بعصا تا بریزد برگهای او و خبط بفتحتین برگ که افتد از درخت بمعنی مخبوط و چون ریختن برگ از درخت
جائز نباشد بریدن بطریق اولی نخواهد بود - رواه مسلم - وعن عامر بن سعد - تابعی ثقه است و مراد به سعد
سعد بن ابی وقاص ست - ان سعدا رکب الی قصره بالعقیق - روایت میکند عامر که سعد پدر او سوار شد
بجانب کوشک خود که در جانب وادی عقیق داشت که نام موضعی ست مشهور و متبرک که ذکر آن در اشعار واقع شده است
در حدیث او را وادی مقدس خوانده اند - فوجد عبدا یقطع شجرا او یخبط - پس یافت سعد غلامی را که می برید درختی
را و می ریزد برگ آنرا - فسلبه - پس گرفت سعد جامه و سلاح او را - فلما رجع سعد جاءه اهل العبد - پس وقتیکه باز آمد
سعد بمدینه آمدند او را کسان آن غلام - فکلموه ان یرد علی غلامهم - پس گفتند سعد را که باز گرداند از جامه و سلاح
بر غلام ایشان او علیهم - یا بر ایشان شک راوی ست بجای علی غلامهم علیهم گفته یعنی بدهد بایشان - ما اخذ من
غلامهم - چیزی را که گرفته است از غلام ایشان از جامه و سلاح - فقال معاذ الله ان ارد شیئا نفلنیه رسول الله
پس گفت سعد پناه میجویم بخدا که باز دهم چیزی را که عطا کرده است و غنیمت گردانیده است مرا پیغمبر خدا صلی الله
علیه وسلم یعنی گفته است آنحضرت که هر که برد درخت مدینه را سلب وی غنیمت ست مر کسی را که بگیرد او را نفل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی احرم ما بین لابتی المدینۃ ان یقطع عضاھا او یقتل صیدھا۔ گفت سعد بن ابی وقاص
کہ گفت آنحضرت بدرستی کہ من حرام میگردانم میان ہر دو لابۂ مدینہ کہ بریدہ شود درختان آن و کشتہ شود شکار آن
لابہ بتخفیف موحدہ زمین سنگستان و در ہر دو طرف مدینہ سنگستان ست و مدینہ در میان آن ست و عضاہ بکسر
عین و ضاد معجمہ و ہا در آخر جمع عضہ درخت کلان خاردار۔ و قال۔ و گفت آنحضرت۔ المدینۃ خیر لہم لو کانوا یعلمون
مدینہ بہتر ست مر ایشان را اگر بدانند و در حدیث دیگر آمدہ است کہ بلاد و امصار فتح خواہد شد و مردم از مدینہ
بیرون آمدہ در آنجا خواہند رفت و مدینہ بہتر ست مر ایشان را اگر بدانند۔ لا یدعھا احد رغبۃ عنھا الا ابدل
اللہ منھا من ہو خیر منہ۔ میگذارد مدینہ را ہیچ کس از جہت اعراض کردن و روے گردانیدن ازان مگر آنکہ بدل
میکند و بجاے او می آرد خدای تعالی کسی را کہ آنکس بہتر ست از وی۔ و لا یثبت احد علی لاوائھا و جھدھا۔
و پایدار نماند ہیچ کس بر سختی و گرسنگی مدینہ و مشقت و محنت مدینہ۔ الا کنت لہ شفیعا و شھیدا یوم القیمۃ
مگر آنکہ باشم من مر او را شفاعت کنندہ گناہان او را و گواہی دہندہ بر طاعتہای او روز قیامت و گفتہ اند
وجھدھا در نسخ بضم تصحیح کردہ اند و ظاہر آن ست کہ بفتح باشد بمعنی مشقت و بضم بمعنی وسع و طاقت ست و بعضی گفتہ اند
این ہر دو لغت ست بہر دو معنی۔ رواہ مسلم۔ و عن ابی ہریرۃ۔ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال لا یصبر علی لاواء المدینۃ و شدتھا احد من امتی۔ گفت آنحضرت صبر نکند بر شدت و محنت مدینہ
ہیچ کس از امت من۔ الا کنت لہ شفیعا یوم القیمۃ۔ مگر آنکہ باشم من او را شفاعت کنندہ روز قیامت۔
رواہ مسلم۔ و عنہ۔ قال کان الناس اذا رأوا اول الثمرۃ جاؤا بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ و ہم از ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ ست کہ گفت بودند مردم چون میدیدند اول میوہ را کہ آنرا نوباوہ میگویند می آوردند آنرا بسوے
آنحضرت۔ فاذا اخذہ قال۔ پس چون میگرفت آنحضرت میوہ را میگفت و میخواند این دعا را۔ اللھم بارک
لنا فی ثمرنا۔ خداوندا برکت دہ ما را در میوۂ ما برکت نفع را گوا لیدن و افزون شدن و معنی ثبات و دوام نیز آید
و بارک لنا فی مدینتنا۔ و برکت دہ ما را در شہر ما۔ و بارک لنا فی صاعنا و بارک لنا فی مدنا۔ و برکت دہ ما را
در صاع ما و برکت دہ ما را در مد ما بضم میم و تشدید دال صاع و مد ہر دو پیمانہ است و لیکن مد یک رطل و یک
ثلث نزد اہل حجاز و دو رطل نزد اہل عراق و صاع چہار مد مراد توسعہ رزق و برکت دران ست۔ اللھم ان
ابراہیم عبدک و خلیلک و نبیک۔ خداوندا بدرستی ابراہیم بندۂ خاص تست و دوست جانی تست و پیغمبر تست
و انی عبدک و نبیک۔ و بدرستی کہ من بندۂ تو ام و پیغمبر تو ام اثبات خلت برای خود نکرد با وجود ثبوت آن در ذات شریف
وی صلی اللہ علیہ وسلم اکمل و اتم از ابراہیم و نہ حب کہ اکمل ست از خلت زیرا کہ حبیب محبی ست کہ بمقام محبوبیت
رسیدہ و خاصۂ ذات شریف او ست از جہت تواضع و اکتفا کردن بثبوت عبودیت کہ خاصۂ اکمل صفات و ارفع

کافرے را و عهد بندد بوے و در پناه خود در آرد و لازم ست بر همه رعایت و حفظ آن و جائز نیست نقض آن عهد و عهد را
ذمه ازان گویند که نقض آن موجب مذمت ست - فمن اخفر مسلما - پس کسیکه عهد شکنی کند مسلمانی را یعنی عهدی و وثیقتی
که با مسلمانی بسته باشد و آن عهد را بشکند و غدر کند یا همین عهدیکه مسلمانی بذمی بسته است بشکند چنانکه سوق کلام
دران ست - فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل منه صرف ولا عدل ومن والی قوما بغیر اذن موالیه
و کسیکه دوستی و پیوستگی کند گروهی را بی اذن و رضای دوستان و پیوستگان وے - فعلیه لعنة الله والملائکة
والناس اجمعین لا یقبل منه صرف ولا عدل - بدانکه ولا دو قسم ست یکی را ولای موالاة گویند و عادت عرب بود که
بیکدیگر دوستی میکردند و عهدی می بستند و سوگند میخوردند که در نیک و بد در یکدیگر شریک و ممد و معاون باشند
و با دوستان یکدیگر دوست باشند و با دشمنان دشمن و در جاهلیت در باطل و ناحق نیز امداد و معاونت میکردند و در
اسلام در حق میکردند و اکثر اهل عجم که تابعین و تبع تابعین باشند در عرب آمده با صحابه عقد موالات می بستند
و دوم ولای عتاقه است که هر که آزاد کرد بنده را آزاد کننده را حق ولایتی ثابت شد و نزد عدم وارثان قریب
وارث میگردد از وے پس احتمال دارد که مراد اینجا موالی بولای موالات باشند و معنی آن باشد که مردے
را موالی باشد پس نباید که قومی دیگر را موالی گیرد بی اذن موالی خود که دارد و بی استشاره ایشان زیرا که درین
نوعی از نقض عهد و ایذا است که نباید کرد و بعضی گفته اند هر که موالات کند کافران را بقصد ایذای مسلمانان و احتمال
دارد که ولای عتاقه مراد باشد پس معنی آن باشد هر که نسبت کند خود را بغیر معتق خود مستحق لعنت گردد چنانچه
اگر نسبت کند بغیر پدر خود مستحق لعنت ست متفق علیه وفی روایة لهما من ادعی الی غیر ابیه او تولی غیر موالیه -
و کسیکه دعوی کند و انتساب کند بسوے غیر پدر خود یا والی گیرد غیر موالی خود را - فعلیه لعنة الله والملائکة والناس
اجمعین لا یقبل منه صرف ولا عدل - این روایت تائید اراده ولایت عتاقت میکند چنانچه در حدیث آمده است
العتق لحمة کلحمة النسب یعنی عتق پیوندی و رابطه است مانند رابطه نسب - تنبیه - اشکالی که درین حدیث شده است
این ست که عیر خود نام کوهی ست بمدینه منوره اما جبل ثور پس آن بمکه است نه بمدینه و آن کوهی ست که آنحضرت
در غار آن بهجرت مخفی شده بود اما در مدینه جبلی مشهور نیست که او را ثور خوانند و لهذا اکثر رواة بخاری آنرا مبهم
گذاشتند و بعضی علامت کذا نوشته و بعضی بجای ثور بیاض گذاشته و در فتح الباری گفته که ظاهر آن ست
که اصل ما بین عیر الی احد بوده است و نزد احمد و طبرانی همچنین واقع شده و بعضی گفته اند که عیر نام جبلی ست بمکه
و معنی حدیث آن ست که حرم مدینه مقدار مسافت ست که میان عیر و ثور ست بمکه و شیخ مجد الدین در قاموس
گفته که ثور جبلی ست صغیر بمدینه در حدای جبل احد پس ذکر ثور صحیح ست و وهم نیست چنانکه ائمه گمان برده اند
و در اثبات آن غایت استقصا و تحقیق نموده است در شرح آنرا نقل کرده ام - وعن سعد رض قال قال

فاذا ضیعوا ذلک ہلکوا۔ پس چون ضائع گردانند آن حرمت را ہلاک شوند۔ رواہ ابن ماجہ۔

باب حرم المدینۃ حرسہا اللہ تعالیٰ

و احادیث در تحریم حرم مدینہ مختلفہ آمدہ و اختلاف کردہ اند علما در ترتب حکم تحریم بران و مذہب امام ابی حنیفہ آن ست کہ معنی حرمت دران مجرد تعظیم و تکریم ست بی ثبوت احکام دیگر مثل حرمت صید و قطع شجر و لزوم جزا و ہر کہ بکند چیزے ازان آثم میگردد و جزائی نیست بران و این ست قول مالک و روایتی ست از احمد و قولی ست مر شافعی را و نووی گفت کہ مشہور از مذہب مالک و شافعی و جمہور علما آن ست کہ ضمان نیست در صید مدینہ و قطع شجر آن بلکہ حرام ست بی ضمان و نووی گفتہ کہ قائل نہ شدند بہ تحریم صید مدینہ مگر چندین معدود از صحابہ و جمہور ایشان منکر نیستند اصطیاد طیور را در مدینہ و رسیدہ است ما را نہی ازان بہ طریقی کہ اعتماد توان کرد بران و بعضے علما گفتہ اند کہ واجب ست در وے جزا چنانچہ در حرم مکہ و بعضی گفتہ اند کہ جزا در حرم مدینہ اخذ سلب ست از جہت حدیث مسلم کہ از سعد بن ابی وقاص بیاید و قاضی عیاض گفتہ کہ قائل نشدہ باین مگر شافعی در قول قدیم۔

الفصل الاول ۔ **عن علی** ۔ رضی اللہ عنہ قال ما کتبنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا القرآن و ما فی ہذہ الصحیفۃ ۔ گفت امیر المومنین علی ننوشتیم ما از آنحضرت از وحی مگر قرآن را و چیزے کہ در ین صحیفہ است چون مردم گفتند کہ علی را رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص گردانید بصحیفہ دیگر جز قرآن پس گفت وے رضی اللہ عنہ کہ ننوشتیم ما ازان حضرت جز قرآن را و انچہ درین صحیفہ است و آن ورقہ بود کہ در وے احکام دیات و بعضی احکام دیگر بود کہ در قراب سیف وی رضی اللہ عنہ می بود و این حکم حرم مدینہ نیز بود کہ می گوید۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ حرام ما بین عیر الی ثور ۔ مدینہ حرام ست و حد وے از عیر بفتح عین مہملہ و سکون تحتانیہ تا ثور بفتح مثلثہ و سکون واو این نام دو کوہ است بمدینہ مطہرہ کہ حرم ست ۔ فمن احدث فیہا حدثا ۔ پس کسیکہ نو پیدا آرد دران بدعتی را یعنی انچہ نہی کردہ اند در ارتکاب آن درین حرم ۔ او آوی محدثا یجانی دہد وے را و پناہ دہد او را عانت کند حدیث پیدا کنندہ را و محدث بفتح دال نیز روایت ست یعنی امر محدث تبدیع آوی بضمی رضی یعنی خود کند بدعت یا راضی گردد بہ بدعت از غیر خود ۔ فعلیہ لعنۃ اللہ و الملائکۃ و الناس اجمعین ۔ پس بر وے ست لعنت خدا و لعنت فرشتگان و آدمیان ہمہ ۔ و لا یقبل منہ صرف و لا عدل ۔ و نیز بر نفس او ست لعنت کسی از فریضہ و نافلہ و بعضی تفسیر کردہ اند صرف را بشفاعت و نیز گفتہ اند کہ آن باز میگرداند عذاب را از کسی کہ مستحق عذاب ست و توبہ نہ کردہ و وے باز میگرداند بندہ را از معصیت و تفسیر کردہ اند عدل را بفدیہ و نیز گفتہ اند کہ وی معادل و مساوی مفدی ست و از جملہ احکامیکہ در صحیفہ نوشتہ بود این بود کہ ذمۃ المسلمین واحدۃ یسعی بہا ادناہم ۔ عہد مسلمانان یکی ست سعی میکند بآن فرو ترین مسلمانان یعنی ہر کہ از مسلمانان اگرچہ وضیع و حقیر بود مثل بندہ و زن امان دہد

ترا سخنی کہ خطبہ خواند بان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم الغد من یوم الفتح - فردای روز فتح مکہ - سمعتہ اذنای - شنیدہ است
این سخن را ہر دو گوش من - ووعاہ قلبی - و یاد داشتہ است آنرا دل من - وابصرتہ عیناي - و دیدہ است
ہر دو چشم من یعنی در حضور شنیدہ ام نہ در پردہ - حین تکلم بہ - ہنگامیکہ تکلم کرد آنحضرت آن سخن را - حمد اللہ واثنی
علیہ - ستایش کرد مر خدای را و ذکر کرد صفات وی تعالی را - ثم قال ان مکۃ حرمہا اللہ - پستر گفت آنحضرت بدرستی کہ
مکہ حرام گردانیدہ است ورا خدای تعالی - ولم یحرمہا الناس - و حرام نگردانیدہ اند او را مردم - فلا یحل لامرئ یؤمن
باللہ والیوم الآخر - پس حلال نیست مر مردی را کہ ایمان می آرد بخدا و روز آخرت - ان یسفک بہا دما - این کہ
بریزد در مکہ خون را - ولا یعضد بہا شجرۃ - و نہ حلال ست کہ برد در وی درختی را - فان ترخص احد لقتال رسول اللہ
پس اگر رخصت جوید یکی و حجت آرد بکارزار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فیہا - در مکہ و گوید کہ پیغمبر خدا قتال کرد ما نیز
کنیم - فقولوا لہ ان اللہ قد اذن لرسولہ - پس بگوئید مر او را کہ خدا اذن کرد پیغمبر خدا را - ولم یاذن لکم - و اذن
نکردہ است مر شما را - وانما اذن لی فیہا ساعۃ من نہار - و اذن نکردہ است خدای تعالی مرا در وی مگر یکساعت
و زمان قلیل از روز - وقد عادت حرمتہا الیوم کحرمتہا بالامس - و بہ تحقیق باز گشتہ است حرمت او امروز ہمچو حرمت
او دیروز - ولیبلغ الشاہد الغائب - و باید کہ برساند این حکم را ہر کہ حاضر ست و شنیدہ است از من ہر کرا کہ غائب
است - فقیل لابی شریح ما قال لک عمرو - پس گفتہ شد مر ابو شریح را چہ گفت مر ترا عمرو بن سعید در برابر این سخن
قال - گفت ابو شریح - قال - گفت عمرو بن سعید - انا اعلم بذلک منک - من داناترم باین حدیث کہ تو گفتی از تو یا ابا شریح
یعنی من ہم میدانم کہ مکہ حرام ست ولیکن - ان الحرم لا یعیذ عاصیا - بدرستی کہ حرم پناہ نمیدہد گناہگار را کہ خلاف امر والی
کند و خروج نماید بروے - ولا فارا بدم - و نہ پناہ میدہد گریزندہ را بخون یعنی کسیکہ خون کسی را ریختہ در حرم در آید -
ولا فارا بخربۃ - بضم خای معجمہ و سکون را و بفتح نیز گفتہ اند و بموحدہ فساد در دین و خیانت و بلیہ یعنی اگر یکی فسادی در دین
کند یا خیانتی دیگر کند چنانکہ مال یکی را تلف کند یا حق یکی را ضایع سازد و بحرم گریزد جزای آن از وے ساقط نگردد و
مقصود آنکہ عبد اللہ بن الزبیر عاصی ست و از طاعت امام بر آمدہ و اگر از حرم بر آید آنجا سزایش میدہم و اگر نہ در حرمش
میکشم - متفق علیہ وفی البخاری الخربۃ الخیانۃ - یعنی در صحیح بخاری تفسیر کردہ خربۃ را بخیانت - وعن عیاش
بفتح عین و تشدید تحتانیہ و شین معجمہ - بن ربیعۃ - بفتح را و کسر موحدہ - المخزومی - بخای معجمہ و زای صحابی ست
قدیم الاسلام برادر ابو جہل ست از مادرش و آنحضرت او را دعا میکرد در قنوت اللہم انج عیاش بن ربیعۃ چنانچہ
در باب القنوت گذشت - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال ہذہ الامۃ بخیر ما عظموا ہذہ الحرمۃ -
ہمیشہ اند این امت بخیر و سلامت در دین و دنیا مادامی کہ تعظیم کنند این حرمت را یعنی حرمت مکہ و حرم خدا را و اجتناب
کنند از ارتکاب آنچہ نہی کردہ اند در آن حق تعظیمہا - چنانچہ باید و شاید تعظیم وے کرد و مبالغہ و احتیاط در آن نمود

کنند۔ یقلعها حجراً حجراً بر میکند آن شخص کعبه را سنگ سنگ ظاهر حدیث این ست که یک کس خواهد بود که خراب خواهد کرد و احتمال دارد که این سردار قوم باشد و با وی لشکری بود۔ رواه البخاری

الفصل الثانی عن یعلی۔ بن امیة قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال احتکار الطعام فی الحرم الحاد فیه۔ غله نگاه داشتن تا بگرانی فروشند در حرم معصیت و نافرموده کردن ست احتکار در همه بلاد حرام و منهی ست و در مکه سخت تر ست حرمت آن و الحاد از دین برگشتن و ارتکاب آنچه حرام ست در حرم۔ رواه ابوداؤد

وعن ابن عباس۔ رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لمکة ما اطیبک من بلد۔ چه عجب خوش شهرے بودی تو۔ احبک الی۔ و چه عجب دوست داشته شده تو۔ بسوے من لولا ان قومی اخرجونی منک ما سکنت غیرک۔ اگر نمی بود این که قوم من بیرون می آوردند مرا از تو سکونت نمیکردم من جز در تو۔ رواه الترمذی وقال هذا حدیث حسن صحیح غریب اسنادا۔ وعن عبد الله۔ بن عدی بن حمراء۔ قرشی زهری ست و بعضی گفته اند ثقفی حلیف بنی زهره صحابی ست معدود در اهل حجاز۔ قال رایت رسول الله۔ گفت دیدم پیغمبر خدا را صلی الله علیه وسلم واقفا علی الحزورة۔ استاده بر حزورة بفتح حا و سکون زاے معجمه و فتح واو و تا در آخر و بعضی بفتح زاے و تشدید واو روایت کرده اند و عوام مکه تصحیف میکنند و عزوره میگویند بعین مهمله در اصل تل صغیر را گویند و الان نام موضعی ست نزد منارهٔ مسجد که متصل باب اجیاد ست۔ فقال والله انک لخیر ارض الله الی الله واحب ارض الله الی الله۔ پس گفت آنحضرت خطاب بمکه معظمه کرده بدرستی که تو بهترین زمین خدائی و محبوب ترین زمین خدائی نزد خدا۔ ولولا انی اخرجت منک ما خرجت۔ و اگر نمی بود که من بیرون آورده میشدم از تو بیرون نمی آمدم و در بعضی روایات بجای الی الله الی ست بهتر و دوست داشته شده تر نزد من و بسوی من و بود این قول از آنحضرت صلی الله علیه وسلم نزد خروج وی از مکه در عمرهٔ قضا زیرا که قریش گفتند که بعد از سه روز بر آید و نه نشیند و بعضی گمان برده اند که نزد خروج بهجرت بود و این سخن صحیح نیست زیرا که در بعضی از طرق این حدیث آمده است که آنحضرت که گفت و وی سوار بود بر راحلهٔ خود و در خروج بهجرت باین صفت نبود بلکه پنهان بر آمد و دور ترین ازین آن ست که در تاریخ ازرقی مذکور ست که در سال فتح بود زیرا که در فتح اخراج نبود مگر آنکه تذکر حال سابق کرده باشد والله اعلم۔ رواه الترمذی و ابن ماجه

الفصل الثالث۔ عن ابی شریح العدوی۔ بفتح عین و دال صحابی ست روایت ست از وے انه قال لعمرو بن سعید۔ که وی گفت مر عمرو بن سعید بن عاص اموی را که امیر مدینه بود از جانب عبد الملک بن مروان وهو یبعث البعوث الی مکة۔ و حال آنکه عمرو بن سعید میفرستاد لشکرها را بسوے مکه برای قتال عبد الله بن الزبیر پس گفت ابو شریح۔ ائذن لی ایها الامیر احدثک قولا قام به رسول الله۔ دستوری ده مرا ای امیر تا حدیث کنم

وعلیہ عمامۃ سوداء۔ روایت ست از جابر کہ آنحضرت در آمد روز فتح مکہ و بر وے دستار سیاہ بود بغیر احرام۔ در آمد بی احرام۔ رواہ مسلم۔ و ازین حدیث دلیل ست بر استحباب پوشیدن سواد چنانکہ مذہب حنفی ست و بعضی میگویند سیاہ نبود بلکہ باستعمال دہن و سودن آہن سیاہ می نمود و نیز دلیل ست بر آنکہ واجب نیست احرام داخل شوندہ مکہ را اگر آنکہ نیت حج و عمرہ کند و اصح قولین شافعی این ست و جواب مر حنفیہ را آن ست کہ حلال کردہ شد مر آنحضرت را ساعتی۔ وعن عائشۃ۔ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغزو جیش الکعبۃ۔ غزا میکند لشکرے کعبہ را تا خراب کنند آنرا و این خبرست از انچہ واقع میشود در آخر زمان و لشکر لشکر سفیانی ست بادشاہ مصر در عہد مہدی موعود و تفصیل آن از کتب سیر و تواریخ باید جست۔ فاذا کانوا بہیداء من الارض یخسف بأولہم و آخرہم پس چون می باشند بہ بیابان از زمین در زمین خسف کردہ میشود اول ایشان و آخر ایشان و بعضی میگویند بیداء نام موضعی ست میان مکہ و مدینہ عائشہ میگوید۔ قلت۔ گفتم من۔ یا رسول اللہ و کیف یخسف بأولہم و آخرہم و فیہم اسواقہم۔ و چگونہ خسف کردہ شود باول ایشان و آخر ایشان و حال آنکہ در میان ایشان اند اہل بازارہای ایشان و بعضی گفتہ اند اسواق اینجا مع سوقہ است یعنی رعیت۔ و من لیس منہم۔ و کسیکہ نیست از ایشان یعنی شریک در کفر و معصیت و قصد تخریب کعبہ و غا کردن باہل آن بلکہ ضعیف و بندہ یانند مثلا۔ قال یخسف بأولہم و آخرہم۔ گفت آنحضرت خسف کردہ میشوند باول ایشان و آخر ایشان۔ ثم یبعثون علی نیاتہم۔ پس بر انگیختہ میشوند بر نیات ایشان و ہمچنین ست جریان عادت الٰہی غا سمہ ہلاک میکند اخیار را بشومی اشرار کہ مختلط اند میان ایشان بعد ازان تمیز کردہ میشود میان ایشان روز قیامت۔ متفق علیہ۔ وعن ابی ہریرۃ۔ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرب الکعبۃ ذو السویقتین من الحبشۃ۔ و بیان میکند کعبہ را شخصی کہ او را ذو السویقتین میگویند کہ از حبشہ است و سویقہ تصغیر ساق و سویقتین تسمیہ او ست و حبشہ را اکثر ساقہای خورد و نحیف و باریک میباشد و ظاہر اینست کہ این شخص را ساقہای باریکتر و خرد تر ازانہا باشد و حکم الٰہی بران رفتہ است کہ ہلاک کعبہ و خرابی وی بدست حبشہ است و این محل عبرت ست کہ کعبہ با ینقدر رو عظمت بر دست احقر الناس خراب میگردد و سفیانیان آن شوکت و عظمت بہ قصد تخریب وی ہلاک شدند و بر زمین فرو رفتند واللہ علی کل شئ قدیر و چون کعبہ خراب شود قیامت قائم گردد و ملک دنیا خراب گردد کہ بقاے این عالم و آبادانی او منوط و مربوط بوجود این خانۂ معظم و مکرم ست متفق علیہ۔ وعن ابن عباس۔ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کأنی بہ۔ گفت آنحضرت گویا کہ من می بینم نجراب کنندۂ کعبہ را می بینم او را و وی حاضر ست نزد من۔ اسود۔ سیاہ است اللون۔ بفاوہ بہ تقدیم حای مہملہ بر جیم آنکہ در دو پاے وی فرجہ کشادہ باشد و پایہای او از یکدیگر دور باشند و در مشی وے باد ی قدمین نزدیکی باشد در باشنہا دوری و بعضی گفتہ اند میان رانہای وی دوری بود چنانکہ شتر و گاو و گوسفند نزدود رشیدن

علف تر وے وخلا مقصور علف تر وخشیش خشک را گویند وقطع خشیش نیز درست نیست زیرا کہ حکم شوک وارد و بعضی خلا را بدر روایت کردہ اند و آن خطاست کذا قال التوربشتی - فقال العباس - پس گفت عباس - یا رسول اللہ الا الاذخر مگر اذخر کہ آنرا استثنا کن از میان خلا و اذخر بکسر ہمزہ وسکون ذال معجمہ نام گیاہی مشہور ست خوشبوی - فانہ لقینہم زیرا کہ اذخر برای آہنگران مردم ست و در بعضی روایات لقیونا قیون جمع قین بفتح قاف وسکون تحتانیہ آہنگر وصاحب نہایہ گفتہ آہنگر وزرگر یعنی محتاج اند باذخر در گداختن آہن وزر - ولبیوتہم واز برای خانہای مردم نیز کاری آید کہ بدان سقف خانہ می سازند و در روایت صحیحین آمدہ فانا نجعلہ فی قبورنا وبیوتنا زیرا کہ ما میگردانیم اذخر را در قبرہا و خانہ ہای ما اذخر را عرب درمیان گورہا نیزی انداختند - فقال چون التماس کرد عباس استثنا اذخر را ازان حضرت وحی آمد پس استثنا کرد و فرمود - الا الاذخر - مگر اذخر کہ رواست قطع کردن و در مذہب بعضی آن ست کہ احکام مفوض بود بوحی صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد و بر ہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند و بعضی گویند باجتہاد گفت و اول اصح و اظہر ست و اللہ اعلم - وفی روایۃ ابی ہریرۃ لا یعضد شجرہا ولا یلتقط ساقطتہا الا منشد - برنمی دارد و بر زمین افتادہ مکہ را مگر منشد و انشاد تعریف گم شدہ کردن - وعن جابر - رض قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل لاحد کم ان یحمل بمکۃ السلاح - گفت جابر شنیدم آنحضرت را کہ میگفت روا نیست مردمی را از شما کہ ببرد در مکہ سلاح را یعنی بی ضرورت و حاجت و بعضی گفتہ اند کہ مکروہ است تنزیہا و قول اول صحیح تر ست و قول جمہور علما ست زیرا کہ آنحضرت در عمرۂ قضا بسلاح در آمد و لیکن کافران گفتند کہ آنہا را در قراب دارد و روز فتح نیز سلاح آمد - رواہ مسلم - وعن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ یوم الفتح وعلی راسہ المغفر - روایت ست از انس کہ آنحضرت در آمد بمکہ روز فتح و بر سر مبارک وے مغفر بود بکسر میم وسکون غین معجمہ و فتح فا زرہ خود کہ در زیر کلاہ می پوشند کذا فی الصراح - فلما نزعہ جاءہ رجل وقال ان ابن خطل متعلق باستار الکعبۃ - پس ہنگامہ کشید آنحضرت مغفر را از سر آمد نزد آنحضرت مردے و گفت کہ ابن خطل بفتح معجمہ و مہملہ آویختہ است بپردہ ہای کعبہ - فقال اقتلہ - پس گفت آنحضرت بکش او را و ابن خطل نام او عبد اللہ است و بعضی گفتہ اند غالب مرتد شدہ و مسلمانی را کشتہ کہ بنجہ بود و آنحضرت را و مسلمانان را ہجو میکرد و گفتہ اند کہ او را دو دواہ بود مغنیہ کہ ہجو مسلمانان تغنی میکردند و نووی گفتہ کہ در ین حدیث دلیل ست مر کسی را کہ واجب است اقامت حدود و قصاص در حرم مکہ چنانکہ مالک و شافعی و نزد ابی حنیفہ جائز نیست و جواب میدہند کہ حکم ابن خطل مستثنی ست چنانکہ از قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلوم میشود - ومن دخل المسجد فہو آمن کسیکہ در آید مسجد را آمن ست و نیز میگویند کہ اباحت قتل وے در ساعت اباحت حرم بود و شاید کہ بر آوردہ کشتہ باشند واللہ اعلم متفق علیہ - وعن جابر رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل یوم فتح مکۃ

او بصلح است زیرا که ایشان متهیئ نبودند برای حرب و وقوع آن اتفاقی بود بعد از دخول خالد رضی الله عنه و تعرض
بعضی مشرکان مر او را و اعتذار آنحضرت بحلال شدن قتال مر او را ساعتی صریح ست در وقوع قتال و فتح عنوه
و ثمره خلاف آن ست کسیکه میگوید فتح عنوه بود جائز نمیدارد فروختن خانه و اجاره زمین و خانهای آنها را
زیرا که آنحضرت گرفت آنرا از کفار و وقف گردانید میان مسلمانان و کسیکه میگوید صلحا بود تجویز میکند بیع و اجاره را
زیرا که برین تقدیر آن مملوک صاحبان اوست و باقی ست بر ملک ایشان - فهو حرام بحرمة الله الی یوم القیمة -
تکریر از برای تقریر و تاکید ست - لا یعضد شوکه - بریده نشود خار او چه جای اشجار و در هدایه گفته که هر که حشیش
حرم یا درخت آنرا که ببرید مملوک نیست و خود رسته است بر و است قیمت آن مگر آنچه خشک شده از آن دور آنکه خشک شده
ضمان نیست زیرا که نامی نیست و چرانیده نشود حشیش حرم و بریده نشود مگر از خرد امام ابو یوسف گفته باکی نیست
بر چرانیدن از جهت وجود ضرورت و تعذر منع دواب از آن و دلیل امام ابو حنیفه و امام محمد این حدیث
ست و نیز برداشتن آن از حل ممکن ست پس ضرورتی نباشد و اذخر مستثنی ست چنانچه در حدیث بیاید و
جائز ست قطع او و رعی او و کمارت نیز مستثنی ست زیرا که از جمله نباتات نیست و نزد امام شافعی و هر که موافق
اوست جائز ست رعی بهائم در کلاء حرم و مذهب امام احمد همچو مذهب ماست و شیخ امام اجل عارف و اورع بارع
عبد الوهاب متقی از عارضه عمی خود که در آخر عمر عارض شده بود حکایت میکرد که از اصحاب ما مردی بود که وی را احمد
سقا میگفتند روزی کلی از حرم آورده بدست ما می میداد به تقدیر الهی سهو شد و ما آنرا بوی کردیم بمجرد بوی کردن
المی در بینی ما دوید چنانچه مورچه دود و بدماغ رسید و از دماغ بهر دو چشم بر آمد و روز بروز زیاده شد تا رسید
بجائی که رسید ما شاء الله و یقدره و لا ینفر صیده - و رمانیده و رنجانیده نشود شکار او و چون تنفیر حرام شد قتل
و اتلاف بطریق اولی حرام باشد و اگر تنفیر کرده ام در نفار پیش از سکون تلف شد ضامن گردد - و لا یلتقط لقطة
الا من عرفها - و بر ندارد بر زمین افتاده و حرم را مگر کسیکه تعریف کند و بشناساند آنرا یعنی در لقطه حرم نیست مگر
تعریف تا آنکه یابد مالک آنرا پس خرج نمیکند آنرا و مالک نمیگردد و تصدق نمیکند چنانکه حکم لقطه بقاع دیگر ست
که تعریف کند و اگر فقیر باشد خرج کند و بعد از آنکه صاحب او را بیابد بدهد اما اینجا ندهد یعنی در لقطه حرم جز تعریف نیست
و این اظهر قولین شافعی ست و اکثر علما فرق نکرده اند میان لقطه حرم و غیر وی از اماکن و مذهب ما نیز همین ست
و دلیل بر آن اطلاق احادیثی ست که وارد شده اند در لقط چنانکه در باب لقطه بیاید انشاء الله تعالی و میگویند
که معنی قول وی الا من عرفها درین حدیث آن ست که تعریف کند تا یکسال درست چنانکه همه جا میکنند
و مخصوص بایام موسم نیست و این خلاف ظاهر عبارت ست و نیز سیاق کلام برای بیان فضل حرم که و ذکر خصائص
اوست و اگر حکم لقط وی حکم لقط سائر بقاع باشد ذکر آنرا فائده نمی بینیم فتدبر - و لا یختلی خلاها - و بریده نه شود

الفصل الاول - عن ابن عباس - رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکۃ لا ہجرۃ ولکن جہاد ونیۃ - گفت آنحضرت در روز فتح مکہ نیست ہجرت ولیکن باقی ست جہاد ونیت بیانش آن ست کہ ہجرت از مکہ بمدینہ فرض بود بر کسے کہ استطاعت دارد وبعد از ہجرت آوردن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمدینہ وچون فتح شد کہ منقطع گشت آن ہجرت کہ فرض بود زیرا کہ مکہ دار الحرب نماند ولیکن باقی ماند ہجرت از دیار کفر بدار الاسلام از برائے صیانت دین وحفظ احکام اسلام واین داخل ست تحت جہاد ونیت یعنی باقی ماند جہاد کہ گرد آورده شود بدان از فضیلت وثواب انچہ فوت نہ یافتہ از ہجرت وباقی ماند جہاد کہ تصحیح نیت ونیک کردن آن در ہر عمل ودرین نیز معنی ہجرت ست یعنی ترک ہوائے نفس وبیرون آمدن از موطن طبیعت وترک کردن انچہ نہی کرده شارع ازان - واذا استنفرتم - وچون خوانده شوید وبر آورده شوید برائے جہاد یعنی حکم کند امام کہ برآئید بجنگ کافران ونصرت دہید مسلمان را - فانفروا - پس برائید واجابت نمائید وامتثال کنید امر او را - وقال یوم فتح مکۃ - وگفت آنحضرت روز فتح مکہ - ان ہذا البلد حرمہ اللہ یوم خلق السموات والارض - بدرستی کہ این شہر یعنی مکہ حرام گردانیده است او را خدا تعالی ونہی کرده است از ارتکاب چیزے چند دران روزی کہ پیدا کرده است آسمانہا وزمینہا را یعنی تحریم وے امر قدیم وشریعت سالفہ است ونیست ازان قبیل کہ حادث بود ومخصوص باشد بغیر بنی دون شرعی یا مراد آن ست کہ این زمین را در وقتیکہ پیدا کرده است محترم کرده شده است واین صفت در وے نہاده اگر گفتہ شود کہ در باب حرم المدینہ بیاید کہ ابراہیم عم حرام گردانیده مکہ را وساختہ است او را حرم ومن حرم گردانیده ام مدینہ را وساختہ ام او را حرم واگر حرم ساختن وے قدیم باشد وجہ اسناد آن بابراہیم علیہ السلام چہ باشد جوابش آنکہ اسناد وتحریم بابراہیم علیہ السلام از جہت آن باشد کہ وے رسانید واعلام کرد حکم الٰہی را زیرا کہ حاکم بشرائع واحکام خدا تعالی ست وحکم وے قدیم ست وانبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم رساننده آن احکام اند یا چون برداشتہ شد خانہ بیت المعمور بآسمان در وقت طوفان نوح عم ومندرس ومنطمس گشت عمارتے کہ بنا کرده بود آدم علیہ السلام وبطرف شد حرمت او وگشت شریعت متروکہ نسیا تا آنکہ احیا کرد او را ابراہیم علیہ السلام - فہو حرام بحرمہ اللہ تعالی یوم القیمۃ - پس این بلد حرام ست بحرام گردانیدن خدائے تعالی تا روز قیامت - وانہ لم یحل القتال فیہ لاحد قبلی - وبدرستی شان این ست کہ ہرگز حلال نگردد کارزار کردن در این بلد مر ہیچ یکی را پیش از من - ولم یحل لی الا ساعۃ من نہار - وحلال نشد مر اگر یک ساعت از روز اشارت ست بوقوع قتال از خالد بن الولید ولابد آن بامر واذن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواہد بود ولہذا اکثر علما وامام ابو حنیفہ از ایشان ست میگویند کہ فتح مکہ بقہر وغلبہ است کہ آنرا در کتب فقہ فتح عنوہ میگویند ومذہب شافعی وبروایتی از احمد آن ست کہ فتح

می آرند کہ یکی در جزو اخیر شب در آنجا رسید و نماز عشا نگزارده است بحیثیتی کہ اگر وقوف کند نماز از دست رود و اگر مقید نماز شود حج بدست نیاید چہ کار کند نماز کند یا حج گزارد و بعضی گفتہ اند نماز کند کہ افضل عبادت ست و بعضی گفتہ اند کہ حج کند کہ در قضاے او عمرتی تمام و مشقتے عظیم ست وہو المختار ایام منیٰ ثلثۃ - روزہاے منیٰ سہ روز است یازدہ و دوازدہ و سیزدہ کہ آنہا را ایام تشریق گویند درین سہ روز در منیٰ باید بود و رمی باید کرد فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ - پس کسیکہ شتابی کند و در روز آنجا باشد و در آخر روز دوم برآید پس نیست ہیچ بزہ بروے و نیست در وے ترک واجب - ومن تاخر فلا اثم علیہ - و کسیکہ پس ماند و سوم سیزدہم ہم بایستد پس نیست ہیچ بزہ بروے و نیست در وے ارتکاب بدعت و مجاوزت یعنی ہر دو برابر اند در جواز اگرچہ توقف و تاخیر افضل ست از جہت کثرت عبادت، و حصول زیادت مشقت و آوردہ اند کہ اہل جاہلیت دو فرقہ بودند بعضے تعجیل را گناہ دانستہ بودند و بعضی تاخیر را پس وارد شد تنزیل کہ تعجیل و تاخیر ہر دو برابر اند و در ہیچ یکی اثمی و حرجی نیست - رواہ الترمذی و ابو داؤد و النسائی و ابن ماجۃ و الدارمی و قال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح

باب حرم مکۃ حرسہا اللہ تعالیٰ

حرم مکہ زمینی ست کہ احاطہ کردہ است بدان و گردانیدہ است او را خداے تعالیٰ در حکم آن بجہت تعظیم و تشریف و تسمیہ بحرم بجہت آن ست کہ حرام گردانیدہ است وی سبحانہ تعالیٰ در وے بسیاری از انچہ حرام نیست در غیر وے و سبب تحریم بعضی گفتہ اند آن ست کہ چون آدم علیہ السلام را بزمین فرستادند ترسید از شیاطین تا ہلاک نکنند او را پس فرستاد وے سبحانہ ملائکہ را تا نگہبانی و پاسبانی وی کنند پس درین مواضع کہ حدود حرم ست از ہر جانب ایستادند و ہر چہ از زمین در میان مکہ و مواقف ملائکہ بود حرم گشت و بعضی گفتہ اند کہ چون حجر اسود را خلیل الرحمن صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علی نبینا در وقت بناے کعبہ نہاد روشن گشت بوے در یمین و شمال و شرق و غرب وے پس ہر چہ از زمین روشن شد بنور حجر حرم شد و حد و حرم را علامات ست و آن منارہ ہاست کہ بنا کردہ شدہ اند در جمیع جوانب مگر در جانب جدہ و جعرانہ کہ درین دو جانب اتفاق نیفتادہ و اول کسیکہ نصب کردہ ابراہیم خلیل ست علیہ السلام بدلالت جبرئیل علیہ السلام بعد از وے قصی بن کلاب و بعضی گفتہ اند کہ اسمعیل علیہ السلام کرد و بعد از پدر خویش و بعد از وے قصی و گفتہ اند عدنان بن اوس اول کسی ست کہ نصب کرد انصاب حرم را در وقتیکہ ترسید کہ مندرس نگردد حرم و بعد از وی قریش کردند بعد ازان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در سال فتح پس عمر بن الخطاب پس عثمان بن عفان بعد از وے معاویۃ بن ابی سفیان و حد و حرم از ہمہ جانب مساوی نیست و نزدیک نہ از ہمہ جانب تنعیم ست و در تاریخ مکہ ہمہ را بتفصیل بیان کردہ است و اللہ اعلم

ان یبدلوا الھدی الذی نحروا عام الحدیبیۃ فی عمرۃ القضاء - روایت ست از ابن عباسؓ کہ آن حضرت امر کرد اصحاب را
کہ تبدیل کنند ہدی را کہ نحر کردہ اند در سال حدیبیہ در عمرۂ قضا یعنی سابقاً در وقت احصار نحر کردہ بودند سال آیندہ
کہ عمرۂ قضا بجا آرند ہدی دیگر نحر کنند تا نحر در حرم واقع شود زیرا کہ ہدی احصار ذبح کردہ نمیشود مگر در حرم
چنانکہ مذہب امام ابوحنیفہ است و این بر تقدیر سے ست کہ نحر در حدیبیہ در غیر حرم بود ظاہر ست و اگر گوئیم حدیبیہ
نیز در حرم بود زیرا کہ حدیبیہ اکثرش در حرم ست چنانچہ در شرح ترجمہ اشارت بدان کردیم پس تبدیل بجہت احتیاط
و ادراک فضیلت ست ثانیاً و امر برائے استحباب ست - رواہ ابوداؤد - و در بعضی نسخ این عبارت زیادہ است
کہ در آنجا ضعف و فی سندہ محمد بن اسحٰق - وعن حجاج ابن عمرو الانصاری - صحابی ست معدود در اہل مدینہ
و حدیث او نزد مجازیین ست روایت کرد از وی عکرمہ و جز وے - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من کسر کہ یا شکستہ شود بلفظ مجہول یعنی پای او - او عرج - بکسر را بلفظ معلوم یا لنگ شود - فقد حل - پس
بتحقیق حلال شد یعنی باید کہ از احرام برآید - وعلیہ الحج من قابل - و بر او ست حج از سال آیندہ
این حدیث نیز دلالت دارد بر آنکہ احصار بغیر عدو ہم میباشد چنانکہ مذہب ابوحنیفہ است و تقیید باشتراط
تکلف ست - رواہ الترمذی و ابوداؤد و النسائی و ابن ماجہ و الدارمی و زاد ابوداؤد فی روایۃ اخری
و زیادہ کردہ است ابوداؤد در روایت دیگر - او مرض - یا بیمار شود - وقال الترمذی ہذا حدیث
حسن - و در نسخۂ حسن صحیح - و فی المصابیح ضعیف - و در مصابیح گفتہ است کہ این حدیث ضعیف ست و تورپشتی
گفتہ کہ حکم بضعف این حدیث باطل ست و گفتہ کہ مراین حدیث را تتمہ ایست از قول عکرمہ دوی یکے
از راویان حجاج بن عمرو است و آن قول این ست کہ گفت قد ذکرت ذلک لابی ہریرۃ و ابن عباس
عکرمہ میگوید کہ بتحقیق ذکر کردم من آنرا مر ابی ہریرہ را و ابن عباس را کہ حجاج بن عمرو ہمچنین میگوید
فقالا صدق پس گفت ابوہریرہ و ابن عباس رض راست گفتہ است وعن عبد الرحمن
بن یعمر - بفتح تحتانیہ و سکون عین مہملہ و فتح میم - الدیلی - بکسر دال مہملہ و سکون تحتانیہ صحابی است
کہ نزول کرد بہ کوفہ و وفات یافت بہ خراسان - قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الحج عرفۃ -
گفت شنیدم آن حضرت را کہ میگفت حج عرفہ است یعنی ملاک حج و معظم ارکان وے وقوف ست
بعرفہ اگرچہ طواف نیز رکن ست امّا این عظیم تر ست از آنکہ بی وی حج اصلا صورت ندارد - من ادرک عرفۃ
لیلۃ جمع قبل طلوع الفجر فقد ادرک الحج - کسیکہ دریابد وقوف عرفہ را در شب مزدلفہ کہ شب دہم از
ذی الحجہ است پیش از طلوع صبح صادق پس بتحقیق دریافت حج را اول وقت و وقوف بعرفہ بعد از زوال
روز عرفہ ست و آخر وی تا طلوع فجر عید ست و معنی وقوف ایستادن دران وادیست اگرچہ بیکساعت بود و اگرچہ در خواب باشد اینجا مسئلہ است

وعبادت بہ تقدیر یست کہ مترتب گردد بر افعال حج وعمرہ وپیش از نسک نیست وآن حضرت وصحابہ کہ کردند برای آن کردند تا دانستہ شود استحکام عزیمت بر انصراف واللہ اعلم - رواہ البخاری - وعن ابن عمر رض انہ قال الیس حسبکم سنۃ رسول اللہ - گفت ابن عمر ایا کافی نیست شمارا سنت پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم - سنت آن ست کہ ان حبس احدکم عن الحج طاف بالبیت وبالصفا والمروۃ - اگر منع کردہ شد وباز داشتہ شد یکی از شما از حج طواف کند بخانۂ کعبہ وبصفا ومروہ یعنی عمرہ کند - تم حل من کل شئی - پس حلال شود وبر آید از ہر چہ کہ حرام شدہ بود - حتی یحج عاما قابلا - تا آنکہ حج کند سال آیندہ - فیہدی - پس ذبح کند ہدی را - او یصوم ان لم یجد ہدیا - یا روزہ دارد اگر نیابد ہدی را در بنحدیث بیان احکام احصار کرد گویا بعضی مردم جاہل بودند بآن یا خلافی میکردند دران پس گفت ابن عمر کہ سنت آن حضرت این ست کہ اگر کسی حصر وحبس کردہ شود از حج عمرہ بر آرد واز احرام بر آید وبعد ازان حج را قضا کند - رواہ البخاری - وعن عایشۃ رضی اللہ عنہا قالت دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ضباعۃ بنت الزبیر - گفت عایشہ در آمد آن حضرت بر ضباعہ بضم ضاد معجمہ وتخفیف موحدہ وبعین مہملہ بنت عم آن حضرت ست وزبیر بن عبد المطلب یکی از اعمام اوست کہ بشرف اسلام مشرف نشدہ ضباعہ صحابیہ است از مہاجرات آن حضرت بروے در آمد - فقال لعلک اردت الحج - پس گفت آن حضرت شاید کہ ارادہ میکنی حج را استفسار ست بر سبیل تلطف ومہربانی قالت - گفت ضباعہ آری ارادہ حج دارم ولیکن - واللہ ما اجدنی الا وجعۃ - بخدا سوگند نمی یابم خود را مگر بیمار دوردناک یعنی در خود ضعفی مے یابم ونمیدانم کہ قدرت بر اتمام حج یابم یا نہ وجع بفتح جیم ودر دو بکسر دردناک چنانکہ درع ودرع - فقال لہا حجی - پس گفت آن حضرت مر ضباعہ را حج کن یعنی احرام حج ببند - واشترطی وقولی - وشرط کن وبگو - اللہم محلی من حیث حبستنی - خدایا مکان بر آمدن من از احرام ہمانجاست کہ حبس کنی وباز داری تو مرا در آنجا محل بفتح میم وکسر حا مکان یا زمان حل متفق علیہ - واین حدیث دلالت دارد بر تحقیق احصار بمرض لیکن دلالت دارد بر صحت اشتراط وجماعہ کہ میگویند احصار نیست مگر بعدو میگویند کہ اگر مرض میتحلل میبود احتیاج باشتراط چہ بودی وجواب میگویند کہ اشتراط برائے تعجیل تحلل ست کہ اگر اشتراط نبودی متاخر باشد تحلل تا رسیدن ہدی در محل خود کہ حرم ست وبر تقدیر اشتراط پیش از نحر ہدی تحلل نتواند کرد وہمچنین ست مذہب ابی حنیفہ وہر کہ موافق ست او در تحقق احصار بہ مرض وبعضے گفتہ اند کہ جائز نیست تحلل با وجود اشتراط واین حکم مخصوص ست بضباعہ واللہ اعلم وبحث رسیدہ است از ابن عمر کہ وی اشتراط را انکار میکرد وحج وقول وے در حدیث سابق الیس حسبکم سنۃ رسول اللہ بحجت این ست واز ینجا مفہوم میگردد کہ ابن عمر قائل ست باحصار از جہت مرض فافہم

الفصل الثانی - عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر اصحابہ

معنی و چون محصر شد محرم نتوانست به مقصد رسید جائز ست او را که از احرام برآید لیکن ائمه ثلثه میگویند که احصار نمی باشد مگر بعدو چنانکه در واقعهٔ حدیبیه شده و مریض نزد ایشان باقی می ماند بر احرام و اگر عذر زائل گشت و حج فوت شد برآید از احرام بعمل عمره و نزد ما احصار بمرض نیز میباشد و در حدیث آمده است که کسی لنگ شد یا شکست پاے او برآید از احرام و بر دست در سال آینده و درین باب خلافی دیگر ست و آن این ست که هدی میفرستد نزد ما بحرم زیرا که شناخته نشده است ریختن خون قربت و عبادت جز در زمان یا مکان مخصوص و نزد شافعیه موقوف نیست بر حرم و ذبح کند همانجا که محصر شده چنانکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم و صحابه رضی الله عنهم هم در حدیبیه ذبح کردند و حدیبیه از زمین حل ست جوابش آن ست که ممکن نبود فرستادن ایشان هدی را بحرم پس بحکم ضرورت همان جا کردند و بعضی گفته اند که حدیبیه پارهٔ از حل و پارهٔ از حرم ست پس شاید که ذبح در حرم وے کرده باشند و در مواهب لدنیه از محب طبری آورده که حدیبیه اکثرش از حرم ست و خلافی دیگر آنکه چون محصر شود قضا کند و نزد شافعی قضا نیست تسمیه بعمرة القضا مؤید مذهب ماست و ایشان میگویند قضا اینجا بمعنی صلح ست۔

الفصل الاول عن ابن عباس رض قال احصر رسول الله صلی الله علیه وسلم فحلق رأسه وجامع نساءه ونحر هدیه گفت ابن عباس احصار کرده شد آنحضرت یعنی در حدیبیه و منع کردند مشرکان مکه او را از در آمدن بمکه و عمره گزاردن پس برآمد آنحضرت از احرام و حلق کرد سر مبارک خود در او جماع کرد زنان خود را و نحر کرد شتران خود را که همراه داشت حتی اعتمر عاما قابلا۔ تا آنکه عمره کرد سال آینده بمقتضای صلحی که باهل مکه واقع شده۔ رواه البخاری۔ وعن عبد الله بن عمر رض قال خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ گفت ابن عمر بیرون آمدیم ما با آنحضرت یعنی بعمره پس نزول کرد آنحضرت بحدیبیه۔ فحال کفار قریش دون البیت۔ پس حائل شدند و در میان آمدند و مانع شدند قریش نزد خانهٔ کعبه۔ فنحر النبی پس نحر کرد پیغمبر صلی الله علیه وسلم هدایاه۔ هدیه های خود را که همراه داشت و حلق۔ و حلق کرد آنحضرت۔ وقصر اصحابه و تقصیر کردند اصحاب آن حضرت و حلق نکردند یعنی بعضے از ایشان و بعضی حلق کردند بعد از توقف بسیار در برآمدن از احرام بجهت غم و اندوه ناشی از منع وصول بیت پس ام سلمه گفت یا رسول الله تو برآی از احرام و حلق کن تا همه خواهند کرد پس آن حضرت از احرام برآمد و حلق کرد بضرورت متابعت نمودند اصحاب پس حلق کردند بعضی و قصر کردند بعضے دیگر بعد از آنکه بیان کرد آن حضرت فضل حلق را با وجود آن تقصیر کردند۔ رواه البخاری۔

وعن المسور۔ بکسر میم و سکون سین و فتح واو۔ بن مخرمة۔ بفتح میم و سکون خای معجمه و را۔ قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نحر قبل ان یحلق وامر اصحابه بذلک۔ نحر کرد آن حضرت پیش از حلق چنانچه معهود ست و در هدایه گفته که نیست حلق یا تقصیر در احصار در قول ابی حنیفه و محمد رحمهما الله و ابو یوسف رح میگوید باید کرد و اگر نکند جزاے نیست زیرا که رسول الله صلی الله علیه وسلم حلق کرد عام حدیبیه و ایشان میگویند که حلق قربت

ابی وقاص آمدہ کہ وے میخورد و از ابن عباس نیز اباحت آن مروی ست و امام شافعی و امام احمد باین رفتہ اند و امام ابو حنیفہ و امام مالک بکراہت آن رفتہ اند زیرا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہی کردہ از ہر وحشی ناب از سباع و حدیثی در کراہت لحم او علی الخصوص نیز روایت کردہ اند لیکن میگویند کہ آن حدیث ضعیف ست شافعیہ میگویند کہ ضبع مخصوص ست از عموم نہی از ہر سباع بقرینۂ حدیث جابر واللہ اعلم۔ وعن جابر رضی اللہ عنہ قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الضبع قال ہو صید۔ گفت جابر پرسیدم آن حضرت را از ضبع کہ آیا آن صید ست کہ بکشتن آن بر محرم جزا ثابت میشود گفت آن حضرت ضبع صید ست۔ ویجعل فیہ کبشا اذا اصابہ المحرم۔ و میگرداند و میدہد بر محرم در جزای آن قوچ را وقتی کہ بر سد و بکشد آن را محرم۔ رواہ ابو داؤد و ابن ماجۃ والدارمی وعن خزیمۃ بضم خای معجمہ و فتح زای۔ بن جزئی۔ بہ فتح جیم و سکون زای بعد از وے ہمزہ و فتح جیم و کسر زای و بیا نیز میگویند و بعضی بہ تشدید زای میخوانند بدری یا۔ قال سالت رسول اللہ۔ گفت پرسیدم پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل الضبع۔ از خوردن ضبع۔ قال او یاکل الضبع احد۔ گفت آنحضرت آیا می خورد ضبع را ہیچ کس یعنی وی چیزی نیست کہ کسی او را بخورد۔ وسالتہ عن اکل الذئب۔ و پرسیدم آنحضرت را از خوردن گرگ۔ قال او یاکل الذئب احد فیہ خیر۔ گفت آیا میخورد ذئب را ہیچ کس کہ در وی نیکی ست۔ رواہ الترمذی وقال لیس اسنادہ بالقوی۔

الفصل الثالث عن عبد الرحمن بن عثمان التیمی۔ عبد الرحمن بن عثمان بن عبید اللہ صحابی ست برادر زادۂ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اسلام آورد بعد از بیعۃ الرضوان و بعضی گفتہ اند روز فتح کشتہ شد با ابن زبیر در یک روز۔ قال کنا مع طلحۃ بن عبید اللہ ونحن حرم۔ گفت بودیم ما با طلحہ و حال آنکہ ما محرم بودیم۔ فاہدی لہ طیر۔ پس ہدیہ آوردہ شد برای طلحہ پرندگان پختہ۔ وطلحۃ راقد۔ و طلحہ خوابیدہ بود۔ فمنا من اکل۔ پس بعضی از ما کسی بود کہ خورد۔ ومنا من تورع۔ و بعضے از ما کسی بود کہ پرہیزگاری نمود و نخورد۔ فلما استیقظ طلحۃ وافق من اکلہ۔ پس چون بیدار شد طلحہ با آنہا موافقت کرد کہ خوردہ بودند بقبول موافقت کرد یا از آن چیزے کہ باقی ماندہ بود بخورد۔ قال فاکلناہ مع رسول اللہ۔ گفت طلحہ پس خوردیم ما آنرا با پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یعنی برای آنحضرت نیز اہدا کردہ بودند و بخورد زیرا کہ برای ایشان صید نکردہ بود و این تاویل کسی ست کہ میگوید نخورد محرم از آنچہ برای وے صید کردہ باشند و ظاہر این مطلق ست و تورع کسیکہ نخورد بجہت احتمالات دیگر ست مانند مشارکت محرم در دلالت یا اشارت و اعانت واللہ اعلم

باب الاحصار و فوت الحج

حصر و احصار منع و حبس و باز داشتن کسی را از سفر و کاری و جز آن و تنگ گرفتن بر کسی احصرہ المرض او السلطان میگویند وقتیکہ باز دارد بیماری یا بادشاہ منع کند از کار و مقصدے کہ دارد و ہم چنین میگویند حصرہم اللہ بعین

عقرب مذکور شد نه حیه و در حدیث لاحق بر عکس و غراب گاهی مطلق مذکور میشود و گاهی موصوف بابقع و گفته اند که مقتول در حل و حرم که قاتل وے محرم باشد یا محل منحصر درین پنج نیست بلکه همه موذیات را حکم همین ست و سباع همه مانند شیر و گرگ و پلنگ همه داخل کلب عقور اند و اتفاق کرده اند علما بر جواز قتل محرم مر ایشان را و هر موذی را جائز ست قتل وے در حل و حرم و اما قتل جانی خواه در حرم جنایت کرده باشد یا در حل جائز ست نزد شافعی و نزد ما اگر در حرم کرده باشد یا پناه بحرم بوده تنگ ساخته شود بر وے محال بمنع اکل و شرب تا مضطر گردد بخروج پس قتل کرده شود و حد زده شود

الفصل الثانی - عن جابر - رض ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لحم الصید لکم فی الاحرام حلال مالم تصیدوه - روایت ست از جابر که آنحضرت گفت گوشت شکار مر شما را در احرام حلال ست مادام که صید نکنید شما که محرمید - او یصاد لکم - یا صید کرده شود برای خاطر شما اگر صید کننده محرم نبود مذهب مالک و شافعی این ست و این متوسط ست میان دو مذهب دیگر چنانکه مذکور شد - رواه ابو داود والترمذی والنسائی - وعن ابی هریرة رض ان النبی صلی الله علیه وسلم قال الجراد من صید البحر - گفت آنحضرت که ملخ از شکار دریاست یعنی حکم وے حکم صید بحر ست وارد شده است که جراد از بینی افشاندن ماهی ست و بعضی گفته اند که متولد میگردد از ماهی مانند کرمکها پس می اندازد ایشان را دریا بساحل و پرورش می یابد و باین حدیث تجویز کردند بعضی از علما که صید کند او را محرم زیرا که وے صید بحر ست و صید بحر بحکم قول حق سبحانه واحل لکم صید البحر ما دمتم حرما حلال ست اما کسیکه تجویز نمیکند میگوید که وے صید بر ست که استقرار او در انجاست و بیضه میکند در زمین و قوت میکند از انچه بیرون می آید از زمین از نباتات و ثمرات آن و بعضی گفته اند که آنحضرت صلی الله علیه وسلم او را از صید بحر گفت مراد آن ست که در حکم صید بحر ست در حل اکل بی ذبح و تذکیه والله اعلم - رواه ابو داود والترمذی

وعن ابی سعید - الخدری رضی عن النبی صلی الله علیه وسلم قال یقتل المحرم السبع العادی - فرمود بکشد محرم درنده حمله کننده را و وے در حکم کلب عقور ست چنانکه گفته شد - ورواه الترمذی وابو داود وابن ماجه - وعن عبد الرحمن - بن ابی عمار - بفتح عین مهمله و تشدید میم تابعی ست مکی قرشی عابد بود مشغوف بعبادت مشمول عفت و سلامت - قال سالت جابر بن عبد الله عن الضبع اصید هی - گفت پرسیدم جابر را از ضبع بفتح معجمه و ضم موحده حیوان معروف که آنرا گرگ کفتار گویند آیا شکار ست وے که حرام ست قتل آن محرم را - فقال نعم - پس گفت جابر آری ضبع از جمله شکار ست - فقلت ایوکل - پس گفتم من آیا خورده میشود و حلال ست خوردن آن - فقال نعم - پس گفت جابر آرے خورده میشود - فقلت سمعته من رسول الله - پس گفتم من آیا شنیدی تو آنرا از پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم قال نعم - گفت آرے شنیدم از آنحضرت - رواه الترمذی والنسائی والشافعی وقال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح - بدانکه اختلاف کرده اند در اباحت لحم ضبع از سعد بن

فقتناولہ - پس فرود آمد ابو قتادہ از اسپ پس گرفت سوط را و در روایتے سوط و رمح را فحمل علیہ - پس حملہ آورد و
تباخت بر حمار وحشی فعقرہ - پس پے کرد و بیفگند و بکشت او را ثم اکل فاکلوا - پس خورد ابو قتادہ پستر خوردند یاران
وے نیز - فندموا - پس پشیمان شدند بعد از خوردن کہ چرا گوشت شکار در حالت احرام خوردند و ابو قتادہ پارہ
گوشت را نگاہ داشتہ بود - فلما ادرکوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالوہ - پس ہنگامیکہ دریافتند آنحضرت
را و بملازمت شریف رسیدند و حقیقت حال را عرض نمودند و پرسیدند آنحضرت را از حکم آن کہ رد ابو قتادہ خوردن
آن یا نہ - قال ہل معکم منہ شئی - گفت آنحضرت آیا ہست باشما از ان چیزے - قالوا معنا رجلہ - گفتند با ما پای او
ست در روایتی باز وے او - فاخذہا النبی - پس گرفت آنرا پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم فاکلہا - پس خورد پای
آنرا - متفق علیہ و فی روایۃ لہما - و در روایتی مر بخارے وسلم را ہر دو انچنین آمدہ کہ - فلما اتوا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال - پس چون آمدند نزد آنحضرت فرمود - امنکم احد امرہ ان یحمل علیہا - آیا شما از ہیچ یکی بود کہ امر کرد
ابو قتادہ را کہ حملہ کند و بتازد او بروے - او اشار الیہا - یا اشارت کردہ باشد بجانب وی یعنی اعانت
کردہ باشد بوجہی از وجوہ بر شکار کردن آنرا - قالوا لا - گفتند نکردہ - قال فکلوا ما بقی من لحمہا - گفت آنحضرت
پس خوب کردید کہ خوردید و بخورید بقیہ آنچہ باقی ماندہ است از گوشت وے این حدیث دلالت بر اباحت میکند
مادامی کہ خود صید نکردہ یا دلالت و اشارت و اعانت بران نکردہ است و حدیث سابق بر حرمت آن مطلقاً
دلالت میکند و احادیث و آثار بسیار در ہر دو جانب آمدہ و لابد بعضی ناسخ بعضی خواہد بود و قد حقق فی موضعہ
و عن ابن عمر - عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خمس لا جناح علی من قتلہن فی الحرم والاحرام - پنج چیز اند کہ گناہ
بر کسیکہ بکشد آنرا در زمین حرم اگرچہ در زمان احرام باشد - الفارۃ - بہ تخفیف راموش - والغراب - زاغ
والحداۃ - بکسر حا و فتح دال و ہمزہ بر وزن غبہ جانورے معروف ست کہ آنرا غلیواز میگویند و در صراح خاتمہ گفتہ
والعقرب - و کژدم - والکلب العقور - و سگ جراحت کنندہ متفق علیہ - و عن عائشۃ - رضی اللہ عنہا
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خمس فواسق یقتلن فی الحل والحرم - پنج چیز از حیوانات فاسق اند کشتہ میشوند
در زمین حل و حرم و میکشند آنرا محرم - الحیۃ - مار - والغراب الابقع - بوجہہ و قاف زاغ بیشہ کہ سیاہ و سفید
میباشد و در پشت و شکم وے سفید باشد و این در طیر و کلاب میباشد و فی الصراح بقع پیسگی در مرغ و در حدیث
در شان قاتل سیدنا امام حسین سلام اللہ علیہ و علی ابائہ الکرام واقع شدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کہ گویا من می بینم بسوے کلب ابقع کہ دہان می اندازد در خون اہل بیت من و بود شمر ملعون ابرص
والفارۃ - وموش - والکلب العقور - و سگ گزندہ والحدیا تصغیر حداۃ است کہ در حدیث سابق مذکور
شد - متفق علیہ - بدانکہ در ہر یکی ازین دو حدیث پنج چیز از جنس موذیات مذکور شد لیکن در حدیث سابق

واعانت بران نمایند وے یا محرم دیگر اگرچہ برای وی صید کردہ شود چنانکہ حدیث ابی قتادہ بیان دلالت دارد این ست تحریر مذاہب و احادیث درین مجلس ظاہر مخالف و متعارض آمدہ و در شرح سفر السعادۃ این را بہ تفصیل ہر چہ تمامتر استیفا کردہ شدہ است آنجا باید نگریست واللہ اعلم

الفصل الاول ـ **عن الصعب** ـ بفتح صاد و سکون عین مہملتین ـ بن جثامۃ ـ بفتح جیم و تشدید مثلثہ صحابی ست ابن عباس از وے روایت دارد بات فی خلافۃ ابی بکر الصدیق رض ـ انہ اہدی لرسول اللہ ـ روایت ست از وے کہ وے ہدیہ آورد برای پیغمبر خدا ـ صلی اللہ علیہ وسلم حمار اوحشیا ـ گورخر را کہ شکار کردہ بود ـ وہو بالابواء ـ و آن حضرت در ابواء بود بفتح ہمزہ و سکون موحدہ ـ او بوادان ـ یا در دوان بود بفتح واو و تشدید دال نام دو موضع است میان مکہ و مدینہ نزدیکتر بمدینہ و میگویند کہ قبر عبد اللہ والد آنحضرت در ابواء است و ابن صعب ابن جثامہ در انجا ساکن بود ـ فرد علیہ ـ پس برگردانید آنحضرت بروے و قبول نکرد ـ فلما رای ما فی وجہہ ـ پس ہنگامیکہ دید آنحضرت چیزے را کہ در روے اوست از ناخوشی و انفعال و اندوہ از قبول نکردن آنحضرت ہدیہ او را ـ قال ـ گفت آنحضرت ـ انا لم نردہ علیک الا انا حرم ـ بدرستی کہ ما برنگردانیدہ ایم آنرا بر تو مگر بجہت آنکہ ما محرمانیم و حرم بضمتین جمع حرام ست بکسر یعنی حرام کذا فی القاموس و در صحاح گفتہ کہ جمع حرام ست ـ متفق علیہ پوشیدہ نماند کہ ظاہر این حدیث دران ست کہ صعب بن جثامہ حمار وحشی زندہ ہدیہ آورد و محرم را جائز نیست قبول آن و لیکن سخن در گوشت شکار ست کہ محرم را خوردن آن در روایات یانہ و در روایات آمدہ است کہ ہدیہ لحم حمار وحشی بود پس در روایات مسلم آمدہ کہ ہدیہ کرد سرین حمار وحشی را کہ خون از وی بچکید و در روایتی آوردہ شق حمار را و شق بکسر نیمہ ہر چیزے و در روایتی آورد عضو یرا از وے و در روایتی پاے او را پس بقرینہ این روایات درین حدیث نیز ہمین مراد خواہد بود ـ **وعن ابی قتادہ** ـ رض انہ خرج مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت ست از ابی قتادہ صحابی کہ مشہور روے بیرون آمد ہمراہ آنحضرت و این در عام حدیبیہ بود در سال ششم از ہجرت ـ فتخلف مع بعض اصحابہ وہم محرمون ـ پس پس ماند ابو قتادہ با بعضی از یاران خود و یاران وے محرم بودند ـ وہو غیر محرم ـ و وے محرم نبود ـ فرأوا حمار وحشیا قبل ان یراہ ـ پس دیدند یاران وے حمار وحشی را پیش از انکہ ببیند وے او را ـ فلما راوہ ترکوہ ـ پس ہنگامیکہ دیدند یاران او گذاشتند او را و دلالت و اشارت نکردند بدان ـ حتی راہ ابو قتادہ ـ تا آنکہ دید او را ابو قتادہ ـ فرکب فرسالہ ـ پس سوار شد ابو قتادہ اسپ را کہ مراد را بود ـ فسالہم ان یناولوہ سوطہ ـ پس سوال کرد ایشان را کہ بدہند بدست وے تازیانہ او را بعضی گفتند کہ مراد بسوط اینجا سیف ست و در بعضے روایات یا سوط رمحہ نیز مذکور ست ـ فابوا ـ پس آبا آوردند یاران از دادن سوط بدست وے بجہت احرام تا لازم نیاید اعانت بر صید ـ

کہ پوشند و سابقاً معلوم شد کہ اگر محیط را پوشند نہ بر وجہی کہ متعارف دران ست باکی ندارد یا از جہت احتیاط کردہ ست واللہ اعلم۔ رواہ ابوداؤد۔ وعن عبد اللہ بن مالک ابن بحینۃ۔ مالک بتنوین ست و این صفت ثانیہ عبد اللہ را و بحینۃ بفتح باء و فتح حاء مہملہ و سکون یا نام مادر عبد اللہ است و مالک نام پدر او ست و اگر بے تنوین بخوانند لازم آید کہ بحینۃ مادر مالک باشد و حال آنکہ زوجہ او ست و این را در مواضع دیگر ذکر کردہ ام فتدبر۔ قال احتجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو محرم۔ خون کشید آنحضرت و حال آنکہ وے محرم بود۔ بلحی الجمل۔ بفتح لام و سکون حاء مہملہ و جمل بلفظ حیوان مشہور نام موضعی ست میان مکہ و مدینہ چنانکہ گفت۔ من طریق مکۃ فی وسط راسہ۔ خون کشید در میان سر خود وسط را اینجا بفتح سین تصحیح کردہ اند و فرق میان وسط و وسط بفتح سین و سکون مشہور ست و گفتہ اند کہ این محمول بر ضرورت ست زیرا کہ بے قطع شعر نخواہد بود و اگر در بعضی مواضع باشد کہ در آنجا موی نیست جائز ست بی فدیہ۔ متفق علیہ۔ وعن انس رض قال احتجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو محرم علی ظہر القدم حجامت کرد آنحضرت و حال آنکہ وے محرم بود بر پشت پا۔ من وجع کان بہ۔ از جہت دردے کہ بود در پشت پا و پاجائے موی نیست غالبا و باوجود آن دردے ہم داشت۔ رواہ ابوداؤد والنسائی۔ وعن ابی رافع مولائے آنحضرت و وی نخست غلام عباس بود کہ بحضرت بخشید قبطی بود و چون خبر اسلام او عباس را رسانیدند ازادش کرد و حاضر شد احد را و خندق را نامش بعضی مصعب گفتہ اند و بعضی ابراہیم و بعضی غیر آن و اسلام او پیش از بدر بود و لیکن در بدر حاضر نشدہ۔ قال تزوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میمونۃ وہو حلال۔ نکاح کرد آنحضرت میمونہ را و حالانکہ آنحضرت حلال بود۔ و نبی بہا و ہو حلال۔ و دخول کرد آنحضرت بہ میمونہ را و حال آنکہ آنحضرت حلال بود۔ و کنت انا الرسول بینہما۔ و بودم من میانجی میان آنحضرت و میمونہ۔ رواہ احمد والترمذی و قال ہذا حدیث حسن

باب المحرم

یجتنب الصید۔ بدانکہ صید کردن محرم و راہ نمودن وے و دیگرے را بصید و اشارت کردن بدان حرام ست باتفاق و اگر چیزے ازین افعال کند لازم میگردد و خوردن محرم صید را تفصیل ست اگر خود صید کند یا محرمی دیگر صید کند آن نیز حرام ست باتفاق و اگر غیر محرم صید کند برای خود یا برائے محرم باذن وی یا بی اذن وے و اینجا مذاہب و اقوال ست مر علماء را مذہب بعضی صحابہ و تابعین و من بعدہم و ابن عباس و طاؤس و ثوری آن ست کہ حرام ست بر محرم اکل صید مطلقا بدلیل اطلاق حدیث صعب بن جثامہ کہ بیاید و مذہب مالک و شافعی و احمد آن ست کہ محرم اگر خود صید کند یا کسے برائے وے صید کند باذن وے یا بی اذن وے حرام ست و اما اگر غیر محرم صید کند برائے خود و چیزے از آن برائے محرم ہدیہ کند حلال ست و مذہب امام ابی حنیفہ و اصحاب وی آن ست کہ حلال ست اکل لحم صید مر محرم دیگر را مادام کہ خود صید نکند و امر بدان نکند و دلالت و اشارت نا

از گندم بدہ و اصع جمع صاع و اصل وی اصوع قلب کردند اصع خواندند چنانکہ آدر جمع دار میکنند۔ او صم ثلثۃ ایام۔
یا روزہ دار سہ روزہ۔ او انسک۔ بضم سین بلفظ امر نسیکۃ۔ یا ذبح کن ذبیحہ را۔ متفق علیہ

الفصل الثانی۔ عن ابن عمر۔ رضی اللہ عنہما انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینہی النساء فی احرامہن عن القفازین والنقاب وما مس الورس والزعفران من الثیاب۔ ترجمہ این از حدیث ابن عمر در فصل اول ظاہر شد۔ ولتلبس بعد ذلک ما احبت من الوان الثیاب۔ و باید کہ بپوشد بعد از بر آمدن از احرام ہر چہ دوست دارد از اصناف جامہ ہا و بیان کرد آنرا بقول خود۔ معصفر او خز او حلی او سراویل او قمیص او خف فی الصراح عصفر رنگ سرخ معصفر معروف و خز بخاے معجمہ و زاے نیز نوعے از جامہ و در قاموس گفتہ عصفر نبت معروف ست معصفر جامہ رنگ کردہ شدہ بآن نبت معروف و حلی زیور ست او را نیز داخل لباس اعتبار کردہ رواہ ابو داؤد۔ **وعن عائشۃ۔** رضی اللہ عنہا قالت کان الرکبان یمرون بنا۔ بودند سواران کہ می گذشتند بما۔ ونحن مع رسول اللہ۔ و ما یعنی زوجات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم محرمات محرم بودیم۔ فاذا جازوا بنا سدلت احدانا جلبابہا۔ پس چون نزدیک آمدند یعنی مردان از ما و میگذشتند از پیش ما فرو می ہشت یکی از ما چادر خود را۔ من راسہا علی وجہہا۔ از سر خود بر روے خود و لفظ جازوا ہمچنین واقع شدہ است از جواز در سنن ابی داؤد در مصابیح جاوزنا از مجاوزت و در بعضی الفاظ جاذوا بجاے مہملہ و ذال معجمہ نیز آمدہ فاذا جاوزونا پس چون میگذشتند از پیش ما۔ کشفناہ۔ دور میکردیم ما چادر را از روے و میکشادیم روی را و برہنہ میکردیم روے را۔ رواہ ابو داؤد و لابن ماجۃ معناہ۔ **وعن ابن عمر** ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یدہن۔ بفتح یا و تشدید دال۔ بالزیت وہو محرم۔ بود آنحضرت طلا میکرد روغن زیت را بر خود و حال آنکہ وے محرم بود۔ غیر المقتت۔ اما زیت غیر مقتت۔ یعنی غیر المطیب۔ زیت خوشبوے نکردہ شدہ و مقتت بضم میم و تشدید تا زیتی کہ ریختہ شدہ در وی ریاحین یا آمیختہ شدہ بروغنہاے خوشبو وقت و تقتیت روغن در گل پروردن و نزد امام ابو حنیفہ زیت مطلقا از طیب ست زیرا کہ اصل او ست کذا قالوا۔ رواہ الترمذی

الفصل الثالث۔ عن نافع۔ ان ابن عمر رضی اللہ عنہ وجد القرا۔ روایت ست از نافع کہ مولای ابن عمر ست کہ ابن عمر یافت سردی و سرما خورد۔ فقال۔ پس گفت القی علی ثوبا یا نافع۔ بینداز بر من جامہ را ای نافع کہ سردی میخورم نافع میگوید۔ فالقیت علیہ برنسا۔ پس انداختم بر بالاے ابن عمر برنسی را۔ فقال تلقی علی ہذا وقد نہی رسول اللہ۔ پس گفت ابن عمر آیا می اندازی بر من این را و حال آنکہ بتحقیق نہی کردہ است پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان یلبسہ المحرم۔ از اینکہ بپوشد برنس را محرم ظاہر مذہب ابن عمر اجتناب مخیط بود مطلق بہر نوع

آنحضرت وحال آنکہ وے محرم بود و اکثر علما بر جواز حجامت محرم اند اگر موی شکستہ نشود۔ متفق علیہ۔ وعن عثمان رضی اللہ عنہ حدیث عن رسول اللہ۔ حدیث کرد عثمان رضی اللہ عنہ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی الرجل اذا اشتکی عینیہ وہو محرم۔ در مرد مے کہ چون شکایت کرد ہر دو چشم خود را یعنی چون چشمان او بد رد آید۔ ضمد بہما بالصبر۔ تضمید کند ہر دو چشم را بہ صبر و قید بہ تثنیہ اتفاقی ست اگر یک چشم نیز بد رد آید درست است بہ طریق اولے وصبر بہ فتح صاد و کسر موحدہ و سکون آں جائز نیست مگر در ضرورت شرعی صبر داروی تلخ مشہور ست کہ درد چشم را بدان دوا کنند و در چشم و تضمید و تضمد جراحت بستن ست بضمادہ یعنی بعصابہ و نہادن دارو را بر جراحت نیز گویند اگرچہ عصابہ بستہ نشود و ظاہر آں ست کہ مراد اینجا بستن عصابہ باشد زیرا کہ وے می پوشد خرقے از روی را و محتاج ست بہ بیان کردن آنکہ این چون بحکم ضرورت ست موجب جنایت بر احرام نباشد رواہ مسلم۔ وعن ام الحصین۔ صحابیہ است حاضر شد حجۃ الوداع را۔ قالت رایت اسامۃ و بلالا واحد ہما آخذ بخطام ناقۃ رسول اللہ۔ گفت دیدم اسامہ و بلال را رضی اللہ عنہما و یکی از ین دو کس گیرندہ بود مہار ناقۂ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم والآخر رافع ثوبہ یستر من الحر۔ و دیگر بردارندہ بود جامۂ خود را کہ می پوشید آنحضرت را یعنی سایہ میکرد او را از گرمی آفتاب حتی رمی جمرۃ العقبۃ۔ تا آنکہ رمی کرد آنحضرت جمرۃ العقبہ را و در روایتی آمدہ است بردارندہ مانند تاج چیزے بر سر وی و این حدیث دلیل ست بر جواز استظلال مرحرم را طیبی گفتہ کہ این قول اکثر علماء است و مالک و احمد مکروہ میدارند آنرا۔ رواہ مسلم۔ وعن کعب بن عجرۃ۔ بضم عین مہملہ و سکون جیم در اصحابی الانصاری ست از اصحاب شجرہ گویند کہ او راہبی بود کہ می پرستید آنرا و عبادہ بن صامت یار او بود روزی بر وے در آمد دید کہ بت را پرستیدہ از خانہ بیرون آمد و عبادہ بن صامت در خانہ او در آمد بت را بہ شکست و چون کعب در آمد و بت را شکستہ دید بہ خشم آمد و خواست کہ دشنام ابن صامت کند باز بفکر رفت و گفت اگر درین بت چیزے می بود نگاہ میداشت خود را پس مسلمان شد۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بہ وہو بالحدیبیۃ قبل ان یدخل مکۃ۔ روایت میکند کہ آنحضرت گذشت بر وے وی با آنحضرت در حدیبیہ بود پیش از انکہ در آید بمکہ وہو محرم وہو یوقد تحت قدر۔ وحال آنکہ کعب محرم بود و وے آتش می افروخت زیر دیگ۔ والقمل تتناثر علی وجہہ۔ و شپشہا می افتادند بر روے وے۔ فقال اتوذیک ہوامک۔ پس گفت آنحضرت آیا آزار میکنند ترا شپشہاے تو۔ قال نعم۔ گفت کعب آرے آزار میکنند۔ قال فاحلق راسک۔ گفت آنحضرت پس اگر اینچنین ست بتراش سر خود را۔ واطعم فرقا بین ستۃ مساکین۔ و بخوران و قسمت کن فرق را میان شش مسکین۔ والفرق بفتح الفاء ثلثۃ اصع و فرق سہ صاع ست پس ہر مسکین را نیم صاع ست

تزوج میمونه وهو محرم - روایت ست از ابن عباس که آنحضرت نکاح کرد میمونه را رضی الله عنها وحال آنکه آنحضرت
محرم بود برای عمرهٔ قضا - متفق علیه - وعن یزید - بن الاصم بن اخت میمونه رض - خواهرزاده میمونه بعضی گویند
که او را روایت ست وصحابی ست وصحیح آن ست که تابعی ست ثقه کثیر الحدیث عن میمونه - روایت میکند از خاله
خود میمونه - ان رسول الله صلی الله علیه وسلم تزوجها وهو حلال - که آنحضرت تزوج کرد او را وحال آنکه محرم نبود -
رواه مسلم قال الشیخ الامام محی السنة رحمه الله والاکثرون علی انه تزوجها حلالا - گفت محی السنة اکثر بر آنند که آنحضرت
تزوج کرد میمونه را در حالی که حلال بود - وظهر امر تزویجها وهو محرم - وظاهر شد امر تزویج وی در حالی که آنحضرت
محرم بود - ثم بنی بها وهو حلال - پستر بنا کرد یعنی دخول کرد میمونه را وحال آنکه وی حلال بود - بسرف فی طریق
مکة - نکاح میمونه وبنای وی در سرف بود بفتح سین مهمله وکسر را وبفا نام موضعی ست بر راه مکه بر ده میل
از مکه واز عجائب اتفاقات آنکه فوت میمونه نیز درین موضع اتفاق افتاد والآن در انجا در مرقد وی عمارتی ست
که بعضی امرا ساخته اند بدانکه حدیث ابن عباس وحدیث یزید بن الاصم هر دو متعارض آمدند حدیث ابن عباس
ناطق ست بانکه تزوج میمونه در حالت احرام بود وحدیث ابن الاصم دلالت دارد بر آنکه در حالت حل بود
واصحاب ما ترجیح کردند حدیث ابن عباس را بر حدیث ابن اصم زیرا که ابن عباس افضل واکمل ست
در حفظ واتقان وفقه وحدیث وی متفق علیه است مانند آنکه حدیث امیر المومنین عثمان رض که دال ست
بر نهی ماول ست بانکه مراد آن ست که نکاح وانکاح از شان محرم ومناسب بحال او نیست که مشغول ست
بکار دیگر نه آنکه مراد تحریم دست وآنکه حمل کرده اند شافعیه حدیث ابن عباس را بر آنکه ظاهر شد امر تزویج وی
در احرام باین اعتبار گفته است تزوج وهو محرم تکلف ست ومبنی ست که مراد حل اصلی ست که قبل الاحرام
بود وحال آنکه اکثر روایات دران ست که حل عارضی بود که بعد از احرام میباشد وبرین تقدیر حدیث ابن اصم
را نیز حمل میتوان کرد که مراد آن ست که ظاهر شد امر تزویج وحال آنکه حلال بود وکلام در اینجا در کتب اصول
زیاده برین ست جمله ازان در شرح ذکر کرده ام فتدبر - وعن ابی ایوب - ان النبی صلی الله علیه وسلم
کان یغسل راسه وهو محرم - روایت ست از ابی ایوب انصاری که بود آنحضرت که می شست سر مبارک خود را
وحال آنکه وی محرم ست - متفق علیه - بدانکه جائز ست محرم را شستن سر از برای جنابت باتفاق ودر
تبرد خلاف ست وهم چنین در شستن به خطمی ومانند آن نیز خلاف ست ودر هدایه گفته است که لا باس ست
در غسل کردن وبحمام در آمدن ودر شرح گفته است زیرا که بمجرد شستن نمیرود ز ولیدگی موی بلکه زیاده کند
تلبد شعر وی را ونشوید سر وریش به خطمی زیرا که وی نوعی از طیب ست ووی میکشد هوام سر وی را - وعن
ابن عباس - رضی الله عنهما قال احتجم النبی صلی الله علیه وسلم وهو محرم - گفت ابن عباس که خون کم کرد

القفازین - و نپوشد زن بہ دست قفاز را بضم قاف و تشدید فا و زای در آخر پوششی ست کہ زنان عرب برای دفع سرما در دستہا پوشند کہ انگشتان را می گیرد و ساعد ہم را می پوشد و در میان آن پنبہ است پر کردہ شدہ و بعضی گفتہ اند نوعی از زیور ست کہ زنان در دستہای پوشند و عن ابن عباس - رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطب و ہو یقول - گفت ابن عباس شنیدم آنحضرت را کہ خطبہ میخواند و حال آنکہ وے میگفت - اذا لم یجد المحرم نعلین لبس خفین - وقتی کہ نیابد محرم نعلین را بپوشد موزہ ہا را - و اذا لم یجد ازارا لبس سراویل - چون نیابد تہ بند را بپوشد تنبانی را ولیکن قطع میکند موزہ ہا را از زیر پاشنہا چنانکہ در حدیث سابق بیان کرد و جمہور برین اند و اگر بہمان طور درست بپوشد فدیہ دہد و امام احمد میگوید قطع نکند کہ در ان اضاعت مال ست و بحکم ضرورت چنانکہ ہستند بحال خود پوشد و فدیہ نیست و در سراویل نیز خلاف ست و نزد امام ابو حنیفہ پارہ کند و ازار سازد متفق علیہ - و عن یعلی - بفتح تحتانیہ و سکون عین مہملہ - بن امیۃ - بضم ہمزہ و فتح میم و تشدید تحتانیہ صحابی ست اسلام آورد روز فتح و حاضر شد حنین و طائف را - قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالجعرانۃ اذ جاءہ رجل اعرابی - گفت بودیم ما نزد آنحضرت در جعرانہ کہ بریک مرحلہ از مکہ است و آن حضرت از انجا عمرہ برآورده بودند ناگاہ آمد او را مردے ساکن بادیہ - علیہ جبۃ و ہو متضمخ بالخلوق - بر ان مرد جبہ بود و حال آنکہ آنمرد آلودہ بود بخلوق بفتح خاے معجمہ و قاف در آخر نام طیبی ست کہ عربان بسازند و در ان زعفران می اندازند مشہور ست میان ایشان و ضمخ بصاد و طاے مہملتین آلودن جسد بطیب چنانکہ گویا می چکد از وے فقال - پس گفت آنمرد - یا رسول اللہ انی احرمت بالعمرۃ و ہذہ علی - بدرستیکہ من احرام بستم برائے عمرہ و حال آنکہ این جامہ بر بدن من بود - فقال - پس گفت آنحضرت - اما الطیب الذی بک فاغسلہ ثلث مرات - اما خلوقی کہ با تست بشوے آنرا سہ بار از جہت آنکہ استعمال زعفران حرام ست بمردان زنان را جہت کہ بقاے اثر طیب بعد از حرام مفسد احرام ست فافہم - و اما الجبۃ فانزعہا - و اما جبہ کہ تو پوشیدہ پس برکش آنرا و بردار از بدن - ثم اصنع فی عمرتک کما تصنع فی حجک - پس بکن در عمرہ تو چنانکہ میکنی در حج تو گویا آنمرد عالم بود باحکام حج نہ عمرہ پس تشبیہ داد آنحضرت عمرہ را بحج در فرمود ہر چہ احکام و ارکان حج ست از احرام و شرائط آن احکام عمرہ نیز ہمان ست و فرق نیست میان حج و عمرہ مگر بوجود وقوف بعرفہ و عدم آن متفق علیہ و عن عثمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینکح المحرم و لا ینکح و لا یخطب - ہر سہ لفظ بر نفی و جزم مروی ست نکاح نکند محرم خود را و نکنند نکاح دیگرے را بولایت و وکالت و خواستگاری نکنند زن را خطبہ بکسر خا زن خواستن و این مذہب شافعی و جمہور علماء ست لیکن نہی از نکاح و انکاح تحریمی ست و از خطبہ نہی تنزیہی و نزد ما جائز ست ہمہ و دلیل ما تزوج میمونہ است رض - رواہ مسلم و عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وعن ابی البداح - بفتح موحدہ و تشدید دال و حای مہملتین - بن عاصم بن عدی - ابو البداح تابعی ثقہ است و پدر وے صحابی ست - عن ابیہ روایت میکند از پدر خود - قال رخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرعاء الابل فی البیتوتۃ گفت رخصت کرد آنحضرت برای چرانندگان شتران در شب باش بمنی یعنی اگر در منا بیوتت نکنند رخصت ست - ان یرموا یوم النحر - رخصت کرد کہ رمی کنند روز نحر ثم یجمعوا رمی یومین بعد یوم النحر - پس جمع کنند رمی دو روز را کہ بعد از روز نحر ست - فیرموا فی احدہما - پس رمی کنند در یکی ازین دو روز - رواہ مالک و الترمذی و النسائی وقال الترمذی ہذا حدیث صحیح

باب ما یجتنبہ المحرم

باب در بیان چیزہای کہ پرہیز میکند آنرا محرم یعنی حرام ست بروے کردن آن خواہ واجب گردد بروی دم یا صدقہ یا نہ و صدقہ نصف صاع از گندم یا صاع از شعیر یا چیزے قلیل غیر مقدر بمقداری معین و ہمہ مذکور ست در کتب فقہ در مسایل مناسک و ما ازان در رسالۂ فارسی مناسک بیان کردہ ایم -

الفصل الاول - عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان رجلا سال رسول اللہ - مردے پرسید از پیغمبر ما - صلی اللہ علیہ وسلم ما یلبس المحرم من الثیاب - چہ چیز جائز ست کہ بپوشد محرم از جامہ ہا و چہ چیز نپوشد فقال لیس گفت آنحضرت ہمہ چیز بپوشید لیکن - لا تلبسوا القمص - نپوشید پیراہن ہا را قمص بفتحتین جمع قمیص ولا العمائم - و نپوشید دستار ہا را ولا السراویلات و نپوشید از ہا را و مراد بپوشیدن قمیص و سراویل پوشیدن آنہاست بروجہ متعارف دران چنانچہ پیراہن را در بر افگندن و تنبان را در پا کنند والا اگر بر تن افگنند مثل ردا چیزے لازم نمی آید زیرا کہ درین صورت نمیگویند کہ پیراہن پوشیدہ و ازار پوشیدہ - ولا البرانس و نپوشید برنس ہا را و برنس بضم موحدہ و نون و سکون را و میان اینہا تفسیر کردہ اند او را بقلنسوۃ طویلۃ یعنی کلاہ دراز و این تفسیر قاصر ست از معرفت آن و آنچہ مشہور ست این ست کہ از بلاد شام می آیند تمام بدن و سر و گردن را بای پوشند و در وقت باران می پوشند - ولا الخفاف - و نہ پوشیدہ موزہ ہا را - الا احد لا یجد نعلین فلیلبس خفین - مگر کسی کہ نیابد نعلین را پس بپوشد موزہ ہا را - ولیقطعہما اسفل من الکعبین - و باید کہ ببرد ہر دو موزہ را پایان تر از ہر دو پاشنہ تا از حد موزکی بماند - ولا تلبسوا من الثیاب شیئا مسہ زعفران - و نپوشید از جامہ ہا چیزے را کہ سودہ است آنرا زعفران - ولا ورس - و نجامہ کہ سودہ است آنرا ورس بفتح واو و سکون را گیاہ زرد بست کہ رنگ کردہ میشود بدان و آنرا اسپرک گویند - متفق علیہ و زاد البخاری فی روایۃ - و زیادہ کردہ است بخاری در روایتی این عبارت را - ولا تنتقب المراۃ المحرمۃ - و نقاب بروے نیفگند زنی کہ محرم ست و در بعضی فتح لا تنتقب تا بین و تشدید قاف و نقاب بکسر نون روی نبند - ولا تلبس

روایت کردہ از حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در حدیث - قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطب الناس بمنی حین ارتفع الضحی - گفت دیدم آنحضرت را کہ خطبہ میکرد مردم را بمنا ہنگامی کہ بلند شد چاشتگاہ - علی ناقتہ صہباء - سوار بر استر صہبا و صہبا ناقہ کہ بالائے پشم وے سرخی بود و درون سفیدی چنانکہ شقراء شین معجمہ و قاف - وعلی یعبر عنہ - وعلی مرتضی رضی اللہ عنہ تعبیر و تفسیر میکرد از آنحضرت و بمردم می شنوانید و می فہمانید و میرسانید آن کسان کہ دور بودند انچہ آنحضرت میفرمود - والناس بین قائم وقاعد - و مردم بعضی ایستادہ بودند و بعضی نشستہ و رج سہ خطبہ مسنون ست یکی در روز ترویہ یکی دوم روز عرفہ سوم در منی و در ہر جا احکام کہ بعد آن باید کرد تعلیم و تلقین میفرمود - رواہ ابو داؤد - وعن عائشۃ - و ابن عباس رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر طواف الزیارۃ یوم النحر الی اللیل - و روایت ست از عائشہ و از ابن عباس کہ آنحضرت تاخیر کرد طواف زیارت را تا شب ظاہر این معارض ست بحدیث عائشہ کہ آنحضرت طواف کرد و ظہر بگزارد و این اضطرابی ست کہ در حدیث عائشہ واقع شدہ و بسبب این تقدیم و ترجیح کردہ اند حدیث ابن عمر را کہ در صحیحین واقع شدہ کہ آنحضرت ظہر بمنا گزارد چنانکہ گذشت واللہ اعلم - رواہ الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجۃ - وعن ابن عباس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرمل فی سبع الذی افاض فیہ - روایت ست از ابن عباس کہ آنحضرت رمل نکرد در طواف افاضہ از اینجا معلوم میشود کہ رمل در طواف زیارت سنت نیست و رمل در طواف وداع ہم نیست پس رمل نیست مگر در طواف قدوم - رواہ ابو داؤد و ابن ماجۃ - وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رمی احدکم جمرۃ العقبۃ فقد حل لہ کل شیء الا النساء گفت آنحضرت وقتیکہ رمی کرد یکی از شما جمرۃ العقبہ را پس بہ تحقیق از احرام بر آمد و حلال شد مر او را ہمہ چیز مگر زنان و بعد از طواف زنان نیز حلال خواہند شد - رواہ فی شرح السنۃ قال اسنادہ ضعیف و فی روایۃ احمد و النسائی عن ابن عباس قال اذا رمی الجمرۃ فقد حل لہ کل شیء الا النساء - وعنہا قالت افاض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من آخر یومہ حین صلی الظہر - گفت عایشہ افاضہ کرد در روان گشت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بجانب مکہ برای طواف در آخر روز خود در وقتی کہ گزارد ظہر را ظاہر این حدیث نیز ہمین ست کہ ظہر بمنا گزارد - ثم رجع الی منی - پس برگشت بسوے منی - فمکث بہا لیالی ایام التشریق - پس درنگ کرد بمنی شبہای روز تشریق - یرمی الجمرۃ اذا زالت الشمس - رمی میکرد جمرہ را وقتیکہ برگشت آفتاب از جانب مشرق بسوے مغرب - کل جمرۃ بسبع حصیات - ہر جمرہ ہفت سنگریزہ - یکبر مع کل حصاۃ - تکبیر میگفت با ہر سنگریزہ - و یقف عند الاولی والثانیۃ - و می ایستاد نزد جمرۂ اولی و ثانیہ بعد از رمی و یطیل القیام - و دراز میکرد ایستادن را - و یتضرع - و زاری میکرد و دعا چنانکہ گذشت - و یرمی الثالثۃ فلا یقف عندہا - و رمی میکرد جمرۂ سوم را پس نمی ایستاد نزد آن سعی میکرد و میگذشت - رواہ ابو داؤد

در حلق را معنی گفته که این کلمه است که در محل تعجب استعمال میکنند و این دو کلمه را زیاده برین تحقیق ست که در شرح کرده شده است - اطافت یوم النحر - ایا طواف کرده است روز نحر طواف زیارت - قیل نعم - گفتند آری کرده است

قال گفت آنحضرت خطاب بصفیه - فانفری - پس برآی و کوچ کن - متفق علیه -

الفصل الثانی - عن عمرو بن الاحوص - رضی الله عنه بفتح همزه وسکون حاے مهمله و بضاد معجمه صحابی ست روایت کرده است از وے پسروے سلیمان - قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول فی حجة الوداع اے یوم ندا گفت شنیدم آنحضرت را که میگفت در حجة الوداع کدام روز ست این روز - قالوا یوم الحج الاکبر گفتند روز حج اکبر ست حج اکبر نام حج ست مطلقا چنانچه در قرآن مجید واقع شده است و میگویند اکبر در مقابله اصغر ست که عمره است و راجع اصغری نامند و آنکه الآن مردم حج را که روز جمعه افتد حج اکبر میگویند متعارف زبان علم و شریعت نیست و حدیثی هم روایت کرده اند که حج روز جمعه برابر هفتاد حج ست و گفته اند که این حدیث موضوع و باطل ست نعم حج که آنحضرت کرده صلی الله علیه وسلم روز جمعه بود و بیشک در حج روز جمعه فضیلتی خاص دارد و از جهت اجتماع شرف زمان و مکان - قال فان دماءکم واموالکم واعراضکم بینکم حرام کحرمة یومکم هذا فی بلدکم هذا - شرح این در فصل اول معلوم شده است - الا لایجنی جان علی نفسه آگاه باشید باید که گناه نکند و ستم نکند هیچ گناه کننده و ستم کننده بر نفس خود مقصود نهی از گناه کردن و ستم کردن ست بر غیر چه هر که بر کسی ستم میکند بحقیقت بر خود میکند که اثم و جزاے آن راجع بدو ست پس این خبر در معنی نهی ست و در روایتی ست الا علی نفسه و برین تقدیر بمعنی خبر ست نه بمعنی نهی - الا لایجنی جان علی ولده آگاه باشید باید که جنایت نکند هیچ جنایت کننده بر فرزند خود - ولا مولود و علی والده - و جنایت نکند هیچ فرزندی بر والد خود ذکر این حدیث بجهت آن ست که قبح و شناعت این بیشتر ست از جنایة بر اجانب یا بجهت آنکه نیز حکم جنایت بر نفس ست بجهت جریان عادت جاهلیت بر اخذ اقارب شخصی بجنایت وے و بیان و تاکید حکم سابق ست فافهم - الا ان الشیطان قد ایس ان یعبد فی بلدکم هذا ابدا - آگاه باشید بدرستی که شیطان بتحقیق ناامید شد ازین که عبادت کرده شود او را کنایت ست از بت پرستیدن در شهر شما که این ست یعنی مکه همیشه تا روز قیامت - ولکن ستکون له طاعة فیما تحتقرون من اعمالکم فیرضی به - ولیکن عنقریب انجام ست که باشد مر شیطان را فرمانبرداری در چیزے که حقیر و کم میشمارید شما از عملهاے خود یعنی کارها میکند و گناهان می ورزید و آنرا خرد و حقیر می پندارید و دران عمل اطاعت شیطان ست که راضی میگردد شیطان بدان و آن عملها مودی بفتن و هیجان حروب و شر و میگردد - رواه ابن ماجه والترمذی وصححه - و حکم بصحت کرده است ترمذی این حدیث را و عن رافع - بن عمرو المزنی - بضم میم و فتح زاے و نون نسبت بمزینه صحابی ست

روایت کرده

وگذارد ہم در آنجا نماز عصر بعد ازاں فرمود سوا شنوید این قدر دریافت معاودت اتباع کافی ست و فرمود کفی بذالک و این قول شیخ نبی ست بر انچہ گفتہ اند کہ نزول بحصب سنت ست ولیکن توقف آنحضرت تا عشا از برائے عمرہ عائشہ بود چنانکہ بیاید واللہ اعلم وعنہا قالت احرمت من التنعیم العمرۃ۔ گفت عائشہ احرام بستم من از تنعیم برائے عمرہ۔ فدخلت مکۃ۔ پس در آمدم مکہ را۔ فقضیت عمرتی۔ پس قضا کردم عمرہ خود را کہ از جہت حدوث حیض فوت شدہ بود چنانکہ در باب قصہ حجۃ الوداع گذشت۔ وانتظرنی رسول اللہ۔ وانتظار کرد مرا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بالابطح۔ در ابطح کہ در آنجا نزول فرمودہ بود۔ حتی فرغت۔ تا آنکہ فارغ شدم من۔ فامر الناس بالرحیل۔ پس امر کرد مردم را بکوچ کردن بجانب مدینہ۔ فخرج فمر بالبیت پس بیرون آمد آنحضرت از محصب پس گذشت بخانہ کعبہ فطاف بہ قبل صلوٰۃ الصبح۔ پس طواف کرد بخانہ کعبہ پیش از نماز بامداد و این طواف وداع ست و طواف صدر بفتح دال نیز گویند و در وے رمل نیست و بعد از وے سعی نہ۔ ثم خرج الی المدینۃ۔ پس بیرون آمد بسوے مدینہ۔ ہذا الحدیث ما وجدتہ بہذا اللفظین۔ مولف میگوید کہ این حدیث نیافتم من آنرا بر وایتے بخاری و مسلم۔ بل بروایۃ ابی داؤد۔ بلکہ یافتم بروایت ابی داؤد مع اختلاف یسیر فی آخرہ۔ باندک اختلافے در آخر حدیث۔ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان الناس ینصرفون فی کل وجہ بودند مردم کہ بر می گشتند در ہر طرف و مقید بدر آمدن در مکہ و بر آوردن طواف وداع مقید نمیشدند۔ فقال رسول اللہ۔ پس گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم لا ینصرفن احدکم حتی یکون آخر عہدہ بالبیت۔ باید کہ بر نیاید کسی از شما و کوچ نکند تا آنکہ باشد آخر زمان بیان و امان وے بخانہ کعبہ کنایت ست از طواف وداع۔ الا انہ خفف عن الحائض۔ مگر آن ست کہ سبک گردانیدہ است کار بر حائض و ساقط گردانیدہ شد از وے طواف وداع اگر طواف زیارت کردہ است۔ متفق علیہ۔ این حدیث دلالت دارد بر وجوب طواف وداع و این ست مذہب ابی حنیفہ و احمد و صحیح از مذہب شافعی و سنت ست نزد مالک و فرض نیست بالاتفاق و احادیث سابق اگرچہ ظاہر وے در امر بر جیل ست بی تقیید بطواف محمول ست بر ایں بقرینۂ این حدیث۔ وعن عائشۃ۔ قالت حاضت صفیۃ لیلۃ النفر۔ حیض کرد صفیہ در شب نفر مراد ہمین شب ست کہ آنحضرت در محصب بود و شب در باب الحج مضاف بروز سابق میگردد و نہ بر آینده چنانکہ متعارف ست۔ فقالت ما اراہا الا حابستکم۔ نمیدانم خود را مگر موقوف دارندہ و مانع آینده شما یعنی از رحیل بمدینہ زیرا کہ من حیض کردم و طواف نکردہ ام۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عقری۔ بفتح عین و سکون قاف۔ حلقی۔ بفتح حا و سکون لام و این دعاست کہ بر زن کنند و لیکن حقیقت دعا مراد ست ہم چنین زبان زد عادت عرب شدہ است چنانکہ در امثال آن و عقر مجروح کردن و قتل کردن و ہلاک ساختن یا بمعنی نازائیدن و حلق رسیدن درد در حلق یا زدن چیزے

اند و زنحر ست که از منی می برآیند فی الصراح نفر بسکون گروه گروه بازگشتن حاجیان از منا - قال بالابطح - گفت گزارد
نماز عصر بابطح که همان محصب ست - ثم قال - پستر گفت انس - افعل کما یفعل امراءک - بکن چنانچه میکنند امرای
تو یعنی آنحضرت خود اینچنین کرده و تو همچنان کن که امرای تو میکنند و مخالفت مکن که باعث تهییج شر نگردد و امرے
ضرورے هم نیست متفق علیه - وعن عائشة - رضی الله عنها قالت نزول الابطح لیس بسنة - گفت عائشه
فرود آمدن آنحضرت ابطح را نیست سنت و از مناسک حج و آنحضرت آنرا بطریق سنت و تعبد نکرد - انما نزله
رسول الله - فرود نیامد پیغمبر خدا در وے - صلی الله علیه وسلم لانه کان اسمح لخروجه اذا خرج - مگر از جهت آنکه
نزول دران موضع سهلتر و آسانتر بود برای بیرون آمدن آنحضرت وقتی که بیرون آید زیرا که چون
در ابطح نزول فرمود و اسباب و متاع در آنجا گذاشت و بمکه در آمد و طواف کرد تا از همان راه بمدینه رجوع
نمودن آسان باشد - متفق علیه - بدانکه اختلاف ست دران که تحصیب یعنی نزول محصب سنت ست
یا نه بعضی میگویند و این قول ابن عمر ست که آن از سنن حج و تتمه مناسک اوست زیرا که آنحضرت صلی الله
علیه وسلم در منا گفت ما فرود آینده ایم ان شاء الله تعالی فردا بخیف بنی کنانه که آنجا مشرکان بیکدیگر عهد کرده بودند
و سوگند خورده بودند که با بنی هاشم و بنی عبد المطلب مخالطت نکنند و مناکحت و مبایعت نکنند و مواصلت
ننمایند تا آنکه محمد را تسلیم ما نکنند و بما نسپارند پس آنحضرت صلی الله علیه وسلم خواست که ظاهر گرداند شعائر اسلام
را در مکانیکه ظاهر کرده بودند شعائر کفر را و شکر نعمت خدا و فضل وے جل و علا ادا نماید و طبرانی در اوسط
از عمر بن الخطاب آورده که وی رضی الله عنه فرمود از جمله سنت ست نزول بالابطح در لیل یوم النفر و امر میکرد مردم را
بدان و در هدایه گفته که اصح آن ست که نزول آن حضرت صلی الله علیه وسلم بمحصب بقصد نمودن مشرکان بود لطف
صنیع باری تعالی را پس سنت باشد چنانکه رمل در طواف انتهی و بعضی گفته که سنت نیست بلکه امرے اتفاقی
بود و ابو رافع مولی آنحضرت که گماشته و عهده دار بار خانه وے بود آنجا فرود آمد و خیمه رسول را صلی الله علیه وسلم
آنجا زده بر حسب اتفاق و رای خود نه بر مقتضای امر آنحضرت چنانکه مسلم از ابو رافع روایت کرده است و این
قول ابن عباس ست چنانکه بخاری از وے آورده است و عائشه نیز بهمین جانب ست چنانکه در حدیث متفق علیه
آمده مخفی نماند که هرگاه آنحضرت صلی الله علیه وسلم در اینجا آمده و نزول فرموده اگرچه بطریق اتفاق بود اتباع
وے احب و احسن باشد و صحابه و خلفای راشدین نیز آنرا میکردند و امام محمد در موطای خود گفته که نزول
در محصب احسن ست و اگر نکند چیزے لازم نمی آید و این قول ابی حنیفه است و بنده مسکین عبد الحق بن
سیف الدین اصلح الله حاله و احسن مبداه و مآله چون در خدمت شیخ امام اجل اکرم اوحد عبد الوهاب رحمة الله
علیه حج گزارد و نفر مود با وے از منا و رسید بمحصب نزول فرمود حضرت شیخ و بگزارد نماز ظهر را بخواب رفت

روایت ست از ابن عباس کہ آنحضرت آمد بسوے سقایۂ زمزم - فاستسقے - پس طلب کرد آب از عباس کہ سقایہ حوالہ وے بود - فقال العباس یا فضل اذہب الی امک - پس گفت عباس مر پسر خود را کہ فضل نام داشت ای فضل برو بسوے مادر خود - فاتٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشراب من عندہا - پس بیار آنحضرت را آبی از نزد مادر خود - فقال اسقنی - پس گفت آنحضرت بعباس آب نجوران مر یعنی از آب زمزم و آب درون خانہ میار - فقال پس گفت عباس - یا رسول اللہ انہم یجعلون ایدیہم فیہ - مردم می اندازند دستہای خود را در آب زمزم - فقال اسقنی - باز گفت آنحضرت آبے دہ مرا چہ شد کہ دست در آب می اندازند - فشرب منہ - پس خورد آنحضرت از آب زمزم ثم اتی زمزم - پس آمد آنحضرت بآب زمزم - وہم یسقون ویعملون فیہا - و ایشان یعنی اولاد عبد المطلب آب میدادند مردم و کار میکردند در سقایہ - فقال - پس گفت آنحضرت - اعملوا فانکم علی عمل صالح - کار کنید و مشقت نہ کشید درین کار زیرا کہ شما بر عمل صالح آید یعنی این آب دادن و خدمت سقایہ کردن عمل صالح ست - ثم قال لولا ان تغلبوا لنزلت گفت آنحضرت اگر نمی بود خوف این کہ غلبہ کردہ شوید شما یعنی غالب آیند بر شما مردم در آب کشیدن بجہت اتباع سنت من فرو نگزارند شما را کہ آب بہ کشید و این کار از دست شما برود - لنزلت حتی اضع الحبل علی ہذہ - ہر آئینہ فرود می آمدم یعنی از ناقۂ آنحضرت آنروز سوار بود تا مردم بہ بینند و احکام بیاموزند تا آنکہ می نہادم ریسمان را بر ین - و اشار الی عاتقہ - و اشارہ کرد آنحضرت بلفظ ہذہ بسوے کتف خود - رواہ البخاری - وعن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظہر والعصر والمغرب والعشاء ثم رقدۃ بالمحصب - روایت ست از انس کہ آنحضرت بگزارد نماز پیشین را و دیگر را و شام را و خفتن را بہ محصب پس خواب کرد یکان خوابی در محصب بفتح صاد و مشدد ہ ہر موضعی کہ ریگ باشد سنگریزہ مردی و الآن نام موضعی معین ست بیرون مکہ در جانب منا متصل بمعلاۃ آنرا ابطح و بطحا نیز میگویند و خیف بنی کنانہ نیز نام اوست و نزول درین مکان بعد از برآمدن از منی بود در روز چہارم از یوم نحر و سیزدہم ذی الحجہ - ثم رکب الی البیت وطاف بہ - بعد از خواب سوار شد و بخانۂ کعبہ آمد و طواف کرد طواف وداع - رواہ البخاری - وعن عبد العزیز بن رفیع - بضم را و فتح فا از مشاہیر تابعین و ثقات ایشان ست - قال سالت انس بن مالک قلت اخبرنی بشیء عقلتہ عن رسول اللہ - گفت پرسیدم انس را گفتم خبر دہ مرا بچیزے کہ دانستۂ و یاد داری از پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم این صلی الظہر یوم الترویۃ - کجا گزارد آنحضرت نماز پیشین را روز ترویہ کہ روز ہشتم ذی الحجہ است و مردم از مکہ بمنا میروند و وجہ تسمیہ در باب حجۃ الوداع در حدیث جابر گذشت - قال بمنی - گفت انس نماز ظہر بمنی گزارد پس معلوم شد کہ آنحضرت از مکہ پیش از ظہر برآمد - قال فاین صلی العصر یوم النفر - گفت ابن رفیع بانس و ظاہر موافق بسیاق این بود کہ گوید فقلت پس گفتم من پس کجا گزارد نماز عصر را روز نفر بفتحہ نون و سکون فا و فتح نیز جائز ست نام روز چہارم

تجاوز اللہ عنہ وعفا وقتیکہ مشترف شد باین عبادت انداختہ شد در دل وی بی سابقہ فکر وتامل بطریق الہام نکتہ در عدم وقوف نزد این جمرہ یعنی جمرۃ العقبہ وامید ست کہ صواب باشد وآن این ست کہ در عدم وقوف نزد این جمرہ اشارت ست از رب رحیم ورسول کریم کہ بندہ چون در دو جمرۂ اولی مجاہدہ کرد ورياضت ومشقت کشید ومبالغہ کرد دران وبایستاد بر باب رحمت ودعا کرد وسوال کرد وداد نمود حق خدمت بر وسع وطاقت خود آسان گردانید وے تعالی کار را بر وے ومباح گردانید ورا آسودگی وراحت بفضل وکرم خود وافاضہ کرد بر وے آثار رحمت وعفو ومغفرت خود لاسیما درین عبادت کہ حج ست کہ ثمرغایت آثار رحمت ونتایج مغفرت ست چنانکہ بیک وقفہ در عرفات نامہ گناہان می بخشد گویا کہ گفت بر وردگار تعالی کہ اے بندگان من بسیار تعب کشیدید ومجاہدہ کردید بیائید آرام گیرید وآسودہ باشید کہ گناہان شما را بخشیدم وبر شما رحمت کردم واین نکتہ را بر اکابر علمای مکہ کہ دران وقت درین مشہد حاضر بودند عرض کردم خصوصاً شیخنا ومولانا القاضی علی ابن القاضی جار اللہ القرشی الخالدی مفتی بلد اللہ الحرام الشہیر باین ظہرہ پس ہمہ قبول کردند واستحسان نمودند ودعا بخیر وبرکت کردند واللہ اعلم —

وعن ابن عمر - قال استاذن العباس ابن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبیت بمکۃ لیالی منی - روایت ست از ابن عمر کہ گفت طلب اذن کرد عباس عم آنحضرت از آنحضرت کہ شب باش کند بمکہ در ایام منی - من جل سقایتہ - از بہر منصب سقایۃ زمزم کہ حوالۂ بنی عبد المطلب بود وعباس رئیس ایشان بود ودر آنوقت وسقایہ جای آب دادن - فاذن لہ - پس اذن کرد آنحضرت مر عباس را بہ بیتوتت مکہ - متفق علیہ - بدانکہ بیتوتت بمنی واجب ست نزد جمہور علما وسنت ست نزد امام ابو حنیفہ وہم چنین در روایتی از شافعی واحمد ومعتبر در بیتوتت اکثر لیل ست وہمچنین ست حکم در مواضعی کہ قیام لیل در انجا مستحب ست وبعضی گفتہ اند کہ بیتوتت یکساعت کفایت ست وتمسک قول بسنیت آن بانیجہ ست کہ اگر واجب میبود چون اذن میفرمودند آنحضرت عدم عباس را بہ بیتوتت مکہ وجواب میگویند کہ بجہت عذر وضرورت بود ودر بعضی روایات بلفظ رخصت واقع شد بجای اذن وگاہی تمسک میکنند کہ اگر سنت بودی چہ حاجت استیذان بودی بے اذن نیز میرفت واین سخن ضعیف ست زیرا کہ مخالفت سنت امر خطیر بود نزد ایشان خصوصاً در مثل این مقام از جہت استلزام این مجانبت ومخالفت تمامۂ مردم وترک ملازمت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشک نیست کہ در ترک سنت آثام ست واستیذان برای اسقاط آن اشارت بود ودر ہدایہ گفتہ است کہ بیتوتت بمنی از مناسک حج مقصود لذاتہ نیست بلکہ برای آسانی رمی ست اگر یکی بیتوتت کند در غیر منی وحاضر گردد در وقت رمی لازم نمی آید بر وے چیزے لیکن ترک متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ست وامیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ادب میکرد در ترک آن - **وعن ابن عباس** - رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء الی السقایۃ

رمی میگوید و بره - فاعدت علیه المسئلة - پس باز عرض کردم بروی مسئله را - فقال کنا نتحین - پس گفت ابن عمر
بودیم که انتظار می بردیم وقت را و طلب میکردیم دخول وقت رمی را - فاذا ازالت الشمس رمینا - پس وقتیکه
میگشت آفتاب رمی میکردیم - رواه البخاری وعن سالم - عن ابن عمر انه کان یرمی جمرة الدنیا بسبع حصیات
روایت میکند سالم از ابن عمر که وے بود که رمی میکرد جمره را که نزدیک ترست از منازل که در جانب مسجد
خیف ست بهفت سنگریزه - یکبر علی اثر کل حصیات - در حالی که تکبیر میگفت بر پی هر سنگریزه - ثم یتقدم - پستر
پیشتر میرفت - حتی یسهل - بضم یا و کسر ها تا در می آمد زمین نرم را و سهل ضد خون بفتح حای مهمله و سکون رای زمین
درشت - فیقوم مستقبل القبلة طویلا - پس می ایستاد مقابله قبله ایستادنی دراز گفته اند که آن مقدار می ایستاد
که کسے سوره بقره بخواند چنانکه گذشت - ویدعو - و دعا میکرد - ویرفع یدیه - و بر میداشت هر دو دست خود را
ثم یرمی الوسطی - پس رمی میکرد جمره میانه را - بسبع حصیات یکبر کلما رمی بحصاة - تکبیر میگفت هرگاه که می انداخت
سنگریزه را - ثم یاخذ بذات الشمال - پستر میگرفت راه و می رفت بجانب دست چپ - فیسهل ویقوم مستقبل
القبلة ثم یدعو ویرفع یدیه ویقوم طویلا - و می ایستاد دراز - ثم یرمی جمرة ذات العقبة من بطن الوادی - پستر
رمی میکرد جمرة العقبه را از مغاک وادی - بسبع حصیات یکبر عند کل حصاة ولا یقف عندها - و نمی ایستاد نزد
جمرة العقبه - ثم ینصرف - پستر بر می گشت فیقول هکذا رایت رسول الله - پس میگفت اینچنین دیدم پیغمبر خدا را - صلی الله علیه وسلم
یفعله - میکرد آنرا - رواه البخاری - بدانکه سنت چنین واقع شده است که بعد از رمی دو جمره اولی می باید ایستاد و بسیار
ایستاده در دو دعا کرد و جمره اخیر را رمی میکنند و برگردند و نایستند سر آنرا جز شارع کسی نداند و معظم ارکان حج و افعال آن تعبدی ست که عقل
را بدریافت کنه آن راهی نیست و این نیز از آن قبیل ست و لهذا گفت ابن عمر رضی الله عنهما هکذا رایت و بعضی از
علما گفته اند که وجه در نا ایستادن در اینجا آن بود که درین روز مشاغل بسیار بودند از ذبح و حلق و افاضه بمکه
برای طواف اما این معنی در ایام منی مفقود ست و بعضی گویند جمرة العقبه در راه واقع ست پس وقوف نزد
آن موجب ازدحام و تضییق طریق ست و لحوق ضرر ست بگذرندگان راه بخلاف دو جمره دیگر که بر کرانه راه اند
نه در میان آن و بعضی گفته اند دعا در صلب عبادت و وسط وی میباشد نه در نهایت وے و دعا در صلب
عبادت افضل ست و اکثر دعاے حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم در نماز در تشهد بود پیش از سلام
و بر آمدن از نماز و دو جمره اولی در وسط اند پس دعا کرد در انها و بعد از جمره عقبه منتهی گشت عبادت و باین
وجه اشارت کرده است در هدایه و شمنی نیز گفته و در سفر السعادة نیز ذکر کرده و این وجه نیز خالی از ضعفی نیست چه دعا
بعد از فراغ نیز مشروع ست و چندین ادعیه و اذکار بعد از نماز ماثور شده و دعا بعد از افطار صوم نیز آمده و بتحقیق
گردانیده شده است یکی از احوال اجابت دعا عقیب نماز هاے فرض و عقیب تلاوت قرآن و جز آن و بنده ضعیف

گفت آنحضرت ۔ ای بلد ہذا ۔ کدام شہر ست این شہر ۔ قلنا اللہ ورسولہ اعلم سکت حتی ظننا انہ سیسمیہ بغیر اسمہ قال الیس البلدۃ ۔ گفت ایا نیست این بلدہ ۔ قلنا بلی ۔ گفتیم آری این شہر بلدہ است بلدہ بہ سکون لام یعنی شہر ست ہر شہر کہ باشد و بہ غلبہ نام مکہ شدہ کہ فرد کامل شہر این ست کہ بلدہ جامع خیرات و برکات و فضائل و کمالات ست گویا شہر ہمین ست چنانکہ بیت نام مخصوص کعبہ شدہ است و بلدہ در لغت یعنی اقامت ست ۔ قال فای یوم ہذا ۔ گفت آنحضرت پس کدام روز ست این روز ۔ قلنا اللہ ورسولہ اعلم فسکت حتی ظننا انہ سیسمیہ بغیر اسمہ قال الیس یوم النحر قلنا بلی قال فان دمائکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام ۔ گفت آنحضرت پس بدرستی کہ خونہای شما و مالہای شما و آبروہای شما حرام ست کہ بی حق شرعی تعرض کنید بآن ۔ کحرمۃ یومکم ہذا فی بلدکم ہذا فی شہرکم ہذا ۔ مانند حرام بودن روز شما کہ این روز ست در شہر شما کہ این شہر ست در ماہ شما کہ این ماہ است این تاکید ست بر ای حرمت کہ ہر یکی ازین سہ محل حرمت و احتیاط ست خصوصاً نزد اجتماع ۔ وستلقون ربکم ونزدیک ست کہ بیش آیند پروردگار خود را و برسند در حضرت وے ۔ فیسالکم عن اعمالکم ۔ پس پرسد پروردگار شما از کردارہای شما ۔ الا ۔ دانا و آگاہ باشید ۔ فلا ترجعوا بعدی ضلالا ۔ پس نگردید بعد از رفتن من از دنیا گمراہان و در روایتی کفارا ۔ یضرب بعضکم رقاب بعض ۔ بزنند بعد از شما گردنہای بعضی را کہ از اعظم انواع ضلالت ست مقصود نہی از ظلم و در گذشتن از حد شرع در حفظ حرمت وی و اموال و اعراض ست و در توجیہ روایت کفار را چند وجہ گفتہ اند یکی آنکہ کفر در حق مستحل ست یا مراد کفران نعمت ست و تضییع حق اسلام یا مراد نزدیک رسیدن بکفر کہ ارتکاب حرام مودی بکفر میگردد و نزدیک بآن میسازد یا بکنند افعالی کہ مشابہ افعال کافران ست در خونریزی و بعضی گفتہ اند کہ مراد بکفر پوشیدن سلاح ست و کفر بمعنی لبس سلاح می آید بعد ازین خطاب بمسلمانان کردہ فرمود ۔ الا ہل بلغت ۔ و ناد آگاہ باشید آیا ہست کہ رسانیدم من رسالت را و حکم شریعت را ۔ قالوا نعم ۔ گفتند صحابہ آری رسانیدی قال اللہم اشہد ۔ گفت آنحضرت خداوندا گواہ باش کہ ایشان قرار کردند کہ رسانیدم تا روز قیامت منکر نشوند و عذر نیارند ۔ فلیبلغ الشاہد الغایب ۔ پس باید کہ برساند ہم چنانکہ شنیدہ ست احکام را ہر حاضرست مر غائب را ۔ فرب مبلغ اوعی من سامع ۔ پس بسا کسیکہ رسانیدہ است بوی یاد دارندہ تر باشد از کسیکہ شنیدہ است از من و رسانیدہ است ۔ متفق علیہ وعن وبرۃ ۔ بفتح واو و بفتح موحدہ و سکون وے و برہ از تابعین ست روایت دارد از ابن عمر و سعید بن جبیر ۔ قال سالت ابن عمر متی ارمی الجمار ۔ گفت پرسیدم ابن عمر را کی رمی کنم ۔ قال ۔ گفت ابن عمر ۔ اذا رمی امامک فارمہ ۔ وقتیکہ رمی کند امام تو پس رمی کن تو ظاہر آن ست کہ مراد سلطان ست یا امیرے کہ نائب اوست در اقامت مناسک حج لیکن بشرط آنکہ اعلم باشد و لہذا تفسیر کردہ است این را بطبی و گفت یعنی اقتدا کن بکسیکہ آنکس اعلم ست از تو وقت

گوشت و چون گوشتهای قربانی بمنا درین ایام قدید میکنند ایام تشریق گفتند و از جهت آنکه نیز گفته اند که قربانیها را ذبح در وقت
طلوع آفتاب میکنند پس از شروق بمعنی ضوء شمس باشد و در حدیث آمده است من ذبح قبل التشریق فلیعد و مراد بتودیع
وداع کردن کعبه است بطواف وداع یا وداع کردن آنحضرت ست مردم را و لهذا حج آنحضرت را حجة الوداع نام کردند

الفصل الاول - عن ابی بکرة - بفتح با و سکون کاف تا در آخر صحابی مشهور ست - قال خطبنا النبی
صلی الله علیه وسلم یوم النحر - خطبه کرد ما را آنحضرت در روز نحر - قال ان الزمان قد استدار کهیئته یوم خلق الله السموات
والارض - گفت آنحضرت که زمان یعنی سال به تحقیق باز گشت همچو هیئته و حالت وے یعنی وضع و حساب وے
که در روز پیدا کردن خدا تعالی آسمانها و زمینها را بود - اثنا عشر شهرا - یعنی دوازده ماه گشت که در اول خلقت
بود چنانکه در قرآن مجید فرموده است که ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فی کتاب الله یوم خلق السموات
والارض الآیة معنی کلام آن ست که عرب تاخیر میکردند محرم را تا صفر تا قتال کنند در وی و میکردند این را در هر سال
و از هر سالی یکروز می دزدیدند تا سال بعد از چند سال سیزده ماه می آمد و این را کبیسة العرب میگویند و این سال
که حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم در وی حج گذارد بهمان زمان مخصوص بجاے خود باز آمدند محرم باصل خود
و همچنین هر ماه بجاے خود آمد و میگویند ازین جهت تاخیر کرد آنحضرت صلی الله علیه وسلم حج را تا حج در ذی الحجه واقع شود
که میقات اوست - منها اربعة حرم - از آن دوازده ماه چهار ماه حرام ست که قتال در آنها حرام ست و حرم بضمتین جمع
حرام ست - ثلثا متوالیات - سه ماه حرام پیهم آینده اند - ذو القعدة - بفتح قاف و کسر نیز آمده ماهی ست که می نشستند
در وے از سفرها - و ذو الحجة - بکسر حا ماهی که در وے حج میکردند و نزد بعضی بفتح ست - و رجب مضر - مضر بضم میم
و فتح ضاد معجمه بن نزار که ابو قبیله است و مضر در اصل شیر ترش را گویند که جغرات ست و وے دوست میداشت
و بسیار میخورد آنرا ازینجهت نام او مضر افتاد یا از جهت سفیدی رنگ او نام کردند و اضافت رجب بمضر بجهت
آن ست که مبالغه میکردند ایشان در محافظت تحریم وے - الذی بین جمادی و شعبان - آن ماه که میان جمادی الاخری
و شعبان ست صفت رجب مضر ست از برای زیادت بیان - و قال - و گفت آنحضرت - ای شهر هذا -
کدام ماه است - این ماه مقصود ازین سوال تمهید و تاسیس بیان مقصود ست و تقریر آن در اذهان ایشان
قلنا الله و رسوله اعلم - گفتیم ما خدا و رسول خدا داناتر ست عادت صحابه بود که نزد سوال آنحضرت صلی الله علیه وسلم
این کلام میگفتند و ادب میدادند اگرچه خود جواب آنرا میدانستند خصوصا درینجا که با وجود آنکه معلوم و متعین بود
پرسیدند شاید غرضی داشته باشند که می پرسیدند - فسکت - پس خاموش ماند آنحضرت - حتی ظننا انه سیسمیه
بغیر اسمه - تا آنکه گمان بردیم ما که آنحضرت نزدیک ست که نام می برد آنرا بجز نام مشهور که دارد - فقال
الیس ذا الحجة - پس گفت آیا نیست این ماه ذی الحجه - قلنا بلی - گفتیم آری این ماه ذی الحجه است - قال -

واحمد از ایشانند کہ سنت ست تمسک باین حدیث و جماعت کہ امام ابو حنیفہ و مالک از ایشان ست میگویند واجب ست و میگویند مراد نفی حج رفع اثم ست از جہت جہل و نسیان و لیکن ذم واجب ست و طیبی گفتہ کہ ابن عباس روایت کردہ مثل این حدیث و واجب گردانیدہ دم را پس اگر نمی فہمید وی این معنی را امر نمیکرد بخلاف آن و اللہ اعلم۔

الفصل الثانی ۔عن علی ۔ رضی اللہ عنہ قال اتاہ رجل فقال ۔گفت علی آمد آنحضرت را مردے پس گفت یا رسول اللہ انی افضت قبل ان احلق ۔من طواف افاضہ کردم پیش از حلق ۔ قال لہ احلق او اقصر ولا حرج گفت آنحضرت مر آن مرد را حلق کن یا تقصیر کن و نیست حرج چون تخفیف کرد بروے در ترتیب زیادہ کرد در ترخیص یعنی اگر حلق ہم نکنی بقصر اکتفا کنی نیز جائز ست ۔ وجاء آخر فقال ذبحت قبل ان ارمی ۔ و آمد دیگرے پس گفت ذبح کردم پیش از رمی ۔ قال ارم ولا حرج ۔ این دو صورت در احادیث سابق مذکور نشدہ بود ۔

رواہ الترمذی

الفصل الثالث ۔عن اسامۃ ۔ بن شریک ۔ بفتح شین و کسر را صحابی ست نزول کرد کوفہ را حدیث او در کوفیان ست ۔ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجا فکان الناس یاتونہ ۔ گفت برآمدم من با آنحضرت قصد حج کنندہ پس بودند مردم کہ می آمدند نزد آنحضرت ۔ فمن قائل ۔ پس بعضی گوئندہ بود این را کہ ۔ یا رسول اللہ سعیت قبل ان اطوف ۔ سعی کردم میان صفا و مروہ پیش از آنکہ طواف کنم ۔ و اخرت شیئا او قدمت شیئا ۔ یا گوئندہ بود ند کہ تاخیر کردم چیزے را پیشتر کردم از وقتش یا پیشتر کردم ازان ۔ فکان یقول لا حرج ۔ پس بود آنحضرت کہ میگفت ہیچ باک نیست و ہیچ نبرہ نیست ۔ الا علی رجل اقترض عرض مسلم ۔ و لیکن حرج و نبرہ بر مردی ست کہ بریدہ و پارہ کرد آبروے مسلمان را بغیبت و اہانت و حرآن فی الصراح عرض بکسر عین حسب مردم و فی القاموس عرض محل مدح و ذم از آدمی خواہ در نفس وے باشد یا در پدران یا در ہر چہ لازم امر اوست و فخر میکنند بدان از حسب و شرف و نگاہ میدارد آن را از نقص و عیب کردن ۔ و ہو ظالم ۔ و حال آنکہ آنمرد ستم کنندہ است و بناحق ازار رساننده است و برائے عرض صحیح و بنی نکردہ چنانکہ حج رواہ و مشہود بہ تفسیق و تکذیب و مانند آن میکنند ۔ فذلک الذی حرج و ہلک ۔ پس آنکس ست کہ بزہ کار شدہ و ہلاک گشتہ بہ معصیت و حرج بکسر راست بروزن سمع ۔ رواہ ابو داؤد

باب خطبۃ یوم النحر و رمی ایام التشریق و التوديع

خطب بفتحتین شان و امر کہ واقع میشود در وی مخاطبت و خطبہ کلام منثور مسجع کذا فی القاموس و معنی خطاب کردن نیز می آید و غالب آمدہ در عرف بر موعظت چنانکہ خطبہ بکسر خاے در طلب امرأۃ و ایام تشریق نام سہ روز ست بعد از روز نحر و تشریق قدید کردن

در صحیحین ست متفق علیه اگرچه اینجا از مسلم آورده

الفصل الثانی - عن علی و عائشة - رضی الله عنهما قالا نهی رسول الله - گفتند نهی کرد پیغمبر خدا - صلی الله علیه وسلم ان تحلق المرأة راسها - از حلق کردن زن سرش را - رواه الترمذی وعن ابن عباس رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس علی النساء الحلق نیست بر زنان حلق و چون این عبارت محتمل جواز حلق بود دفع این توهم کرد بقول خود انما علی النساء التقصیر - نیست بر زنان مگر تقصیر - رواه ابوداود والدارمی وهذا الباب خال عن الفصل الثالث

باب در لواحق و متممات ما سبق

الفصل الاول - عن عبد الله - بن عمرو بن العاص ان رسول الله صلی الله علیه وسلم وقف فی حجة الوداع بمنی للناس یسالونه - آنحضرت توقف کرد و ایستاد در جاے در حجة الوداع بمنا برای خاطر مردم که سوال میکردند و استفسار می نمودند و تعلیم احکام و استکشاف ابهام می نمودند - فجاءه رجل فقال لم اشعر فحلقت قبل ان اذبح - پس آمد آنحضرت را مردے پس گفت آنمرد آگاه نشدم پس حلق کردم پیش از آنکه ذبح کنم و حال آنکه حلق بعد از ذبح باید کرد - فقال اذبح ولا حرج - پس گفت آنحضرت ذبح کن هیچ تنگی و باکی نیست - فجاءه آخر فقال لم اشعر فنحرت قبل ان ارمی - پس آمد آنحضرت را مردے دیگر پس گفت آگاه نشدم پس نحر کردم پیش از آنکه رمی کنم - فقال ارم ولا حرج - گفت آنحضرت بینداز و نیست هیچ حرج - فما سئل النبی صلی الله علیه وسلم عن شیء قدم ولا آخر الا قال افعل ولا حرج - پس پرسیده نشد آنحضرت در هیچ چیز که تقدیم کرده شد و نه در چیزیکه تاخیر کرده شد مگر آنکه گفت بکن هیچ باکی نیست - متفق علیه وفی روایة لمسلم - و در روایتی مر مسلم را اینچنین آمده که - اتاه رجل فقال حلقت قبل ان ارمی - آمد آنحضرت را مردے پس گفت حلق کردم من پیش از آنکه رمی کنم - قال ارم ولا حرج گفت آنحضرت رمی کن هیچ باکی نیست - واتاه آخر فقال افضت الی البیت قبل ان ارمی قال ارم ولا حرج - تقدیم و تاخیر درین صورت بدو سه واسطه است - وعن ابن عباس - رض قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یسال النحر بمنی فیقول لا حرج - گفت ابن عباس بود آن حضرت که پرسیده میشد روز نحر بمنی پس میگفت نیست هیچ حرج - فساله رجل فقال - پس پرسید آن حضرت را مردے پس گفت رمیت بعد ما امسیت - رمی کردم بعد از آنکه شام کردم و حال آنکه رمی وقت بامداد ست - فقال - پس گفت آنحضرت - لا حرج - و نزد ائمه اگر تاخیر کند تا غروب لازم میگردد دم و مراد از مسا نزد ایشان بعد از عصر ست و نزد ما اگر در شب کرد لازم نمیشود چیزے و اگر تاخیر شد تا فردا لازم میشود - رواه البخاری - بدانکه افعال روز نحر چهار ست رمی و ذبح و حلق و طواف و اختلاف کرده اند که این ترتیب سنت ست یا واجب اکثر علما بر آنند و شافعی

علیہ وسلم انی منافاتی الجمرۃ فرمایا۔ روایت ست از انس کہ آنحضرت آمد بمنا پس آمد جمرۃ العقبۃ را پس رمی کرد آنرا و این در روز نحر ست کہ از مزدلفہ آمد چنانکہ گذشت۔ ثم اتی منزلہ بمنا و نحر نسکہ۔ پس آمد در منزل خود کہ منا داشت و نحر کرد قربانی خود را۔ ثم دعا بالحلاق۔ پس طلبید سر تراش را کہ نام وے معمر بن عبد اللہ است قرشی عدوی قدیم الاسلام است و در روایت امام احمد آمدہ کہ چون معمر آمدہ و استرہ در دست گرفتہ بر سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایستاد آنحضرت گفت یا معمر تمکن کرد انید ترا پیغمبر خدا بر دو نرمۂ گوش خود و در دست تو استرہ است یعنی ہشیار باش و قدر این نعمت بدان معمر گفت یا رسول اللہ بدرستی کہ این از نعمتہائے خداست و منت اوست بر من آنحضرت گفت آرے ہمچنین ست۔ و ناول الحالق شقہ الایمن۔ و داد سر تراش را جانب راست خود ظاہر این حدیث آن ست کہ معمر در ابتدا یمین مخلوق ست و بعضی یمین حالق اعتبار کنند۔ فحلقہ۔ پس حلق کرد جانب راست آنحضرت را۔ ثم دعا ابا طلحۃ الانصاری فاعطاہ ایاہ۔ پس خواند آنحضرت ابو طلحہ انصاری را کہ از مشاہیر صحابہ است و او ست کہ لحد قبر شریف را حفر کردہ و زوج ام سلیم ست کہ مادر انس بن مالک ست و ازین جہت در بعضی روایات آمدہ کہ بام سلیم داد۔ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق۔ پس داد آنحضرت جانب چپ خود را پس گفت تبراش۔ فحلق۔ پس تبراشید۔ فاعطاہ ابا طلحۃ۔ پس داد موے را بابی طلحہ۔ فقال اقسمہ بین الناس پس گفت قسمت کن این را میان مردم پس ہر یک را یکتارہ موے و دو تارہ موی نصیب رسیدہ گویا شاعر باین قصہ اشارت کردہ است۔ بیت۔ مرا از زلف تو موی بسندست۔ فضولے لیکنم بوے بسندست۔ و ہمچنین ناخنان نیز تقلیم کرد و بر حاضران قسمت فرمود و این برکات و احسان است تا الی یومنا ہذا باقی ماند کہ باعث تذکرہ و یاد داشتی بود از اجزای وجود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گویا بوے بسندست کہ گفتہ است انیمنی مراد ست۔ متفق علیہ۔ وعن عائشۃ۔ رضی اللہ عنہا قالت کنت اطیب رسول اللہ۔ گفت عائشہ بودم من کہ طیب میکردم پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یحرم۔ پیش از انکہ احرام بندد۔ و یوم النحر قبل ان یطوف بالبیت۔ و طیب میکردم روز نحر پیش از انکہ طواف کند بخانہ کعبہ بعد از حلق۔ و لبیص ثیاب بطیب فیہ مسک۔ بخوشبوی کہ در وے مشک می بود و گفتہ اند کہ افضل اولی در طیب احرام مشک و گلاب ست کہ بوے دارد و رنگ ندارد روز نحر از احرام می برآیند و ہمہ چیز حلال میشود مگر نساء و بعد از طواف نسا نیز حلال میشوند۔ متفق علیہ۔ وعن ابن عمر۔ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افاض یوم النحر ثم رجع فصلی الظہر بمنا۔ روایت ست از ابن عمر کہ آنحضرت آمد روز نحر بمکہ و طواف کرد پس باز گشت بمنی پس بگذارد ظہر را بمنی۔ رواہ مسلم۔ و در حدیث جابر و عائشہ آمدہ کہ گذارد ظہر را بمکہ و درین دو حدیث تعارض ست سخن در ترجیح یکی بر دیگری ست و حدیث جابر و عائشہ از افراد مسلم ست و حدیث ابن عمر

الفصل الاول - **عن ابن عمر** - ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلق راسہ فی حجۃ الوداع - آنحضرت حلق کرد سر مبارک خود را در حجۃ الوداع - و اناس من اصحابہ - و حلق کردند جماعہ از اصحاب وے نیز از جہت دریافت شرف و متابعت و فضیلت حلق کہ بیان کرد آنحضرت آنرا بعد عام محلقین را چند بار - و قصر بعضہم - و تقصیر کردند بعضی از اصحاب جہت اخذ برخصت بعد از دعاے آنحضرت مقصر آن را نیز در مرۃ اخیر بالتماس ایشان چنانکہ در حدیث بیاید -

متفق علیہ - **وعن ابن عباس** - رضی اللہ عنہما قال قال لی معاویۃ انی قصرت من راس النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند المروۃ بمشقص - گفت ابن عباس کہ مرا گفت معاویہ کہ من تقصیر کردہ ام موی از سر آنحضرت نزد مروہ بمشقص و درین حدیث اشکال ست کہ در شرح بیان کردہ شد و مشقص بکسر میم و سکون شین معجمہ و فتح قاف پیکان عریض یا طویل یا تیر کہ این پیکان در وست و بعضی گفتہ اند کہ مشقص نام جلم ست بفتح جیم و لام مقراض کہ بوی موے و پشم و خز و رگوسپند و شتر را ببرند و این معنی انسب و اظہر ست - متفق علیہ - **وعن ابن عمر** - ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی حجۃ الوداع - روایت ست از ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ آنحضرت گفت در حجۃ الوداع در وقت بر آمدن از احرام - اللہم ارحم المحلقین - خداوندا رحمت کن موے سر ستردگان را - قالوا و المقصرین گفتند صحابہ و کوتاہ کنندگان موے را نیز دعا ببر رحمت کن - یا رسول اللہ قال اللہم ارحم المحلقین - باز آنحضرت دعا کرد محلقان را و گفت خداوندا رحمت کن محلقان را - قالوا و المقصرین یا رسول اللہ - التماس دعا بازکردند صحابہ برائے مقصران و درین مرتبہ - قال - گفت - و المقصرین - و مقصران را ہم رحمت کن درین روایت دو بار تخصیص بہ محلقین کردہ در بار سوم مقصران را جمع کرد با ایشان و در روایتی دیگر سہ بار گفت چہارم بار گفت و المقصرین متفق علیہ - ازین حدیث معلوم شد کہ این دعا مر محلقین را و التماس صحابہ دعا مر مقصرین را در حجۃ الوداع بود و این دو احتمال دارد کہ در عمرہ بود کہ صحابہ را بر آمدن از احرام امر کرد یا در روز نحر بود کہ از احرام حج بر آمدند و بعضی گفتہ اند کہ در حدیبیہ بود کہ بعلت احصار از احرام بر آمد و حلق کرد و صحابہ را نیز امر کرد بحلق و ایشان در امتثال این امر توقف کردند چنانکہ در باب الاحصار بیاید و اللہ اعلم **وعن یحیی بن الحصین** - بضم حای تابعی ثقہ صدوق ست عن جدتہ - روایت میکند از جدہ خود کہ صحابی ست و کنیت وی ام الحصین ست - انہا سمعت النبی - کہ جدہ او شنید پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع دعا للمحلقین ثلثا و للمقصرین مرۃ واحدۃ - کہ دعا کرد او آنحضرت مر محلقین را سہ بار و مر مقصرین را یکبار ظاہر حدیث آن ست کہ سہ بار گفت اللہم ارحم المحلقین چہارم بار گفت و المقصرین و احتمال دارد کہ دو بار گفتہ باشد و ثالث دعای محلقین در قول او و المقصرین کہ مفید اشتراک آنہاست با مقصرین فافہم و چہ عجب ست موقع لفظ و المقصرین در ینمقام کہ بجہت تقصیر خود را در امتثال امر محروم شمردند از دعاے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - رواہ مسلم متفق علیہ - **وعن انس** رض ان النبی صلی اللہ

وپیادہ باسواران جنگ میکرد و سبقت می نمود۔ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ضحی منکم فلا یصبحن بعد ثالثۃ۔ گفت سایہ گفت آنحضرت آن کسے کہ قربانی کند از شما پس باید کہ صبح نکند آنکس کہ بعد از شب سوم۔ وفی بقیۃ منہ شیء۔ وحال آنکہ باشد در خانۂ وے از ان چیزے۔ فلما کان العام المقبل قالوا۔ پس ہنگامیکہ شد سال آیندہ گفتند۔ یا رسول اللہ نفعل کما فعلنا العام الماضی۔ بکنیم چنانکہ کردیم در سال گذشتہ یعنی نگاہ نداریم گوشت اضحیہ را بعد از سہ روز۔ قال۔ گفت آنحضرت کلوا و اطعموا و ادخروا۔ بخورید و بخورانید و ذخیرہ کنید۔ فان ذلک العام کان بالناس جہد۔ زیرا کہ بد رستی دران سال بود بمردم مشقت و رنج یعنی فقر و احتیاج۔ فاردت ان تعینوا فیھم۔ پس خواستم من نہی از او خاد کہ اعانت کنید در مردم بخوراندن آن چون امسال احتیاج بر طرف شد نہی نیز بر طرف گشت و اگر نہد رخصت ست۔ متفق علیہ۔ وعن نبیشۃ بضم نون و فتح موحدہ و سکون تحتانیہ و شین معجمہ صحابی ست او را نبیشۃ الخیر میگویند۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا کنا نہیناکم عن لحوم ھا ان تاکلوھا فوق ثلث۔ گفت آنحضرت بد رستی ما بودیم کہ نہی میکردیم شما را از گوشتہائے قربانی ہا کہ مخورید آنرا بالائے سہ روز زیادہ بر آن لکی تسعکم۔ برای آنکہ تا گنجایش کند شما را و فراخی شود میان شما و بہمہ کس برسد۔ جاء اللہ بالسعۃ۔ آورد خدا تعالیٰ فراخی و گنجایش را۔ فکلوا و ادخروا۔ پس بخورید و بنہید۔ واتجروا۔ بہمزہ یعنی طلب کنید بوی اجر و ثواب را نہ از تجارت و الا بہ تشدید تا می بود و تجارت در گوشت قربانی درست نبود یعنی تصدق کنید و بخورانید مردم را شاید کہ در خورون نیز اجرے و ثوابی باشد کہ ایام ضیافۃ اللہ است چنانکہ فرمود۔ الا ان ھذہ الایام ایام اکل و شرب۔ و ناوآگاہ باشید بد رستی کہ این روز ہا یعنی روز ہائے منی روز ہائے قربانے و روز ہائے خوردن و آشامیدن ست چون سال تمام ریاضت کشیدید و محنت دیدید درین چند روز کہ حج کردید و مغفور شدید بخورید و بنوشید و روے آسایش بنہید اما باوجود آن خدا را یاد دارید و از ذکر خدا غافل مباشید چنانکہ فرمود و ذکروا اللہ۔ و این روز ہائے ذکر خدا ست۔ رواہ ابو داؤد۔

باب الحلق

حلق سترون موے و انفاق دارند بر آنکہ حلق افضل ست از تقصیر حاج و معتمر را مگر زنانرا کہ حلق حرام ست بر ایشان و وجہ افضلیت آن ست کہ مقصر باقی دارندہ است بر نفس خود زینت را از موی و حاج و معتمر مامور اند بترک زینت و تبذل و انکسار و ادنی تقصیر آن ست کہ بگیرند از موے سر خود مقدار سہ انگشت و کفایت میکند در حلق نزد ما حلق ربع راس و حلق تمام سر اقرب ست بسنت چنانکہ در مسح ثابت نشدہ است حلق از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در غیر حج و عمرہ و در حلق سائر شعور بدن کلام ست مذکور در موضع خود و نیست کلام در اصل جواز و لیکن اولی ترک آن ست

الفصل

گفتم من یا رسول الله کیف اصنع بما عطب من البدن - چگونه کنم معامله بچیزے که هلاک و مانده گردد از بدن - قال انحرها
ثم اغمس نعلها فی دمها - گفت آنحضرت نحر کن آنرا پستر غوطه ده نعل او را که قلادهٔ اوست - ثم خل بین الناس
وبینها - پستر سر ده و بگذار و مانع بر دار میان مردم و میان آن بدنه - فیاکلونها - پس میخورند مردم آنرا یعنی فقرا
غیر جماعه که رفیقانند چنانکه گذشت - رواه مالک والترمذی وابن ماجه ورواه ابو داؤد والدارمی عن ناجیة
الاسلمی - ظاهر آن ست که اختلاف در نسبت ست و ذات یکی ست زیرا که ناجیه در صحابی یکی ست و در کتب
او را اسلمی گفته اند و مولف خزاعی گفته - وعن عبد الله - بن قرط - بضم قاف و سکون را در آخر طای مهمله
صحابی ست نام او شیطان بود آنحضرت عبد الله نام نهاد - عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ان اعظم الایام
عند الله یوم النحر - گفت آنحضرت بدرستی که بزرگترین روزها نزد خدا روز نحر ست - ثم یوم القر - بفتح قاف
و تشدید را - قال ثور - گفت ثور که راوی حدیث ست - وهو الیوم الثانی - یعنی یوم القر روز دوم از روز
نحر ست نامیده شد بدان از جهت قرار گرفتن مردم و سکونت ورزیدن ایشان در منی بعد از تعب کشیدن
در اداے مناسک و مراد آن ست که از جملهٔ اعظم ایام روز نحر ست والا در حدیث آمده است که افضل ایام
روز عرفه است پس افضل ایام عشرهٔ ذوالحجه است و روز نحر از جملهٔ این ایام ست و در روز جمعه نیز آمده است
که افضل ایام ست و مردم اختلاف کرده اند در عرفه و جمعه بعضی گفته اند که افضل ایام هفته جمعه است و افضل
ایام سال روز عرفه است والله اعلم - قال - گفت عبد الله بن قرط - قرب لرسول الله صلی الله علیه وسلم
بدنات خمس اوست - نزدیک گردانیده شد از براے نحر برای آنحضرت بدنه ها پنج یا شش فطفقن یزدلفن
الیه بایتهن یبدا - پس در ایستادند بدنه ها که نزدیک میشدند بسوے آنحضرت تا بکدام از ایشان آغاز کند
در نحر - فلما وجبت جنوبها - پس هنگامیکه ساقط شد و افتاد بر زمین پهلوهاے بدنه ها یعنی سرد شدند و افتادند
قال - گفت راوے - فتکلم بکلمة خفیة - پس تکلم کرد آنحضرت بکلمهٔ پنهان یعنی آهسته گفت - لم افهمها - که نه فهمیدم
من آن کلمه را - قال وقلت ما قال - گفت راوے پس گفتم من یعنی پرسیدم از کسی که در پهلوے آنحضرت بود
و در بعضی نسخ فسالت الذی یلیه یعنی پس پرسیدم من کسی را که پیوسته بود با آنحضرت که چه گفت آنحضرت
قال قال - گفت آنکس که گفت آنحضرت - من شاء اقتطع - هر که خواهد ببرد ازین شتران براے خود قطعه
رواه ابو داؤد - و ازینجا استدلال کرده اند بعضی علما بر جواز نهب و غارت در نثار بعد از اذن مالک - وذکر حدیثا
ابن عباس وجابر رض فی باب الاضحیة - و ذکر کرده شد حدیث ابن عباس و جابر که در مصابیح درین باب
مذکور اند در اضحیه

الفصل الثالث - عن سلمة - بن الاکوع - صحابی مشهور ست از شجاعان و تیر اندازان نامے بود

بستہ شدہ یعنی پائے چپ بسنۃ محمد۔ لازم گیر سنت محمد را۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سنت در شتر نحر ست وطریق نحر نیست کہ پائے چپ شتر را بریسمانی بر بند و در بالائے سینہ وے نیزہ زند تا خوان رود بفتد و در گاہ و گوسفند ذبح ست و در شتر نیز ذبح رواست ولیکن سنت نحر ست بر وجہ مذکور۔ متفق علیہ۔ وعن علی رضی اللہ عنہ قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقوم علی بدنہ۔ گفت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کہ امر کرد مرا آنحضرت کہ باستم بر بدن وے و خبردار باشم از کار و بار آن۔ وان اتصدق بلحمہا۔ وامر کرد کہ تصدق کنم بگوشت آن وجلود ہا۔ و پوستہای آن و اجلتہا۔ وجلہای آن۔ وان لا اعطی الجزار منہا۔ وامر کرد کہ ندہم شتر کشندہ را یعنی اجرت او را ازان قال۔ گفت آنحضرت۔ نحن نعطیہ من عندنا۔ ما میدہیم جزار را از پیش خود۔ متفق علیہ۔ وعن جابر۔ رض قال کنا لا ناکل من لحوم بدننا فوق ثلث۔ گفت جابر بودیم ما کہ نمیخوردیم از گوشتہای قربانیہای خود بالائے سہ روز یعنی در سہ روز بخش میکردیم و میخوردیم و بمردم میدادیم و زیادہ تر سہ روز جائز نبود نگاہ داشتن آن۔ فرخص لنا رسول اللہ پس رخصت کرد ما را پیغمبر خدا۔ صلی اللہ علیہ وسلم فقال کلوا وتزودوا۔ پس گفت بخورید و توشہ سازید یعنی زیادہ بر سہ روز۔ فاکلنا وتزودنا۔ پس خوردیم و توشہ کردیم چون احتیاج بمردم در ابتدای امر بسیار بود حکم کردہ بودند کہ تصدق کنند و توشہ نسازند و زیادہ بر سہ روز نگاہ ندارند بعد ازان کہ احتیاج برطرف شد و قربانی کردن ہمہ کس را میسر شد رخصت کردند کہ اگر زیادہ بر سہ روز نگاہ دارند باکی نیست چنانکہ در حدیث سلمہ بن بالا کوع بیاید۔ متفق علیہ۔ وضابطہ در خوردن ذبائح آنست کہ از اضحیہ و دم تمتع و قران نخورد از دم جنایات نخورد

الفصل الثانی ۔ **عن ابن عباس** ۔ رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اہدی عام الحدیبیۃ فی ہدایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جملا کان لابی جہل۔ روایت ست از ابن عباس کہ آنحضرت فرستاد در سال حدیبیہ کہ محصر شد و نگذاشتند او را قریش کہ بمکہ در آید و عمرہ در آید و عمرہ برآرد در ہدایائے خود شتری را کہ مر ابو جہل را بود و در روز بدر بغنیمت بدست آمدہ بود۔ فی راسہ برۃ من فضۃ۔ در سر آن شتر یعنی در بینی وے حلقہ بود از نقرہ برہ بضم با و فتح را ے مخففہ حلقہ کہ در بینی شتر یا در لحمۂ بینی وے اندازند کذا فی القاموس بغیظ بذلک المشرکین۔ و خشمی انداخت و غمگین بساخت بہ سبب آن مشرکان را تا بہ بینند آنرا در دست مسلمانان افتادہ و فیچ گشتہ و ازانجا معلوم میشود کہ غمگین گردانیدن کفار و در غم و غصہ انداختن ایشان مستحسن و مستحب ست قولہ تعالی لیغیظ بہم الکفار۔ رواہ ابو داود۔ وعن ناجیۃ الخزاعی صحابی ست نام وے ذکوان بود آنحضرت ناجیہ نام کردہ و ہدایائے خود را بوے سپردہ و بمکہ فرستادہ بود چنانکہ در فصل اول گذشت در اینجا کہ تسمیہ او بناجیہ بجہت نجات یافتن او بود از قریش۔ قال قلت۔ گفت ناجیہ گفتم

سوار شو او را باعتدال و اندازه بی افراط و تجاوز از حد اعتدال - اذا الجئت الیها - این نیز وقتیکه مضطر گردانیده شوی
و ضرورت افتد و تواند که این سال بالمعروف باشد - حتی تجد ظهرا - تا آنکه بیابی تو پشت را یعنی مرکب را که بر پشت
او سوار شوی - رواه مسلم - وعن ابن عباس - رضی الله عنه قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم
ستة عشر بدنة مع رجل - گفت ابن عباس فرستاد آنحضرت شانزده بدنه بمکه همراه مردے و گفته اند که نام
آنمرد ناجیة بن جندب اسلمی ست - وامره فیها - و امیر و حاکم گردانید او را در آن بدنها که نگاهبانی آن نکند و خبردار
باشد - فقال - پس گفت آنمرد - یا رسول الله کیف اصنع بما ابدع علی منها - چگونه کنم و چه سازم ببدنه که
مانده شود و هلاک گردد ابداع باز آمدن شتر از جهت ماندگی یا بار گران ابدع بضم همزه و سکون موحده
و کسر دال تحقیق این عبارت بیانی دارد بزبان علم در شرح ذکر کرده شده است حاصلش همین ست
که گفته شد - قال - گفت آنحضرت - انحرها - نحر کن او را - ثم اصبغ نعلیها فی دمها - پستر رنگ کن هر دو نعل
بدنه را که تقلید کرده شده است بدان در خون وے - ثم اجعلها علی صفحتها - پستر بگردان نعل را گویا هر دو
نعل یکی اند و لهذا در حدیث دیگر که در فصل ثانی بیاید نعل بلفظ مفرد ذکر کرد بر صفحه سنام بدنه تا بدانند راهگذریان
که هدی است پس بخورند از وے فقرا از اغنیا که خوردن آن بر ایشان حرام ست - ولا تاکل منها انت ولا احد
من اهل رفقتک - و مخور از آن بدنه تو و نخورد هیچ یکی از رفیقان تو که در سفر با تو همراه اند خواه فقرا باشند یا اغنیا
و حکمت در نهی ایشان از اکل هر چند فقیر باشند قطع طمع و خیانت ایشان ست از آن و رفع تهمت تا یکی بکشد و بخورد
و ابداع را بهانه سازد و رفقه بضم را و کسر نیز گفته اند و سکون تا جماعت رفیق راه و در بعضی نسخ لفظ اهل نیست و لیکن
صحیح ثبوت او ست در روایت و اضافت بیانیه است و گفته اند این در بدنه که واجب گردانیده است بر خود و از
بدنه تطوع میتوان خورد و اگر گویند چو هیچکس نخورد سباع میخورند و درین تضییع مال ست جوابش آنکه عادت بر آن ست
که اهل بوادی می آیند در پس ایشان و میخورند و نفع میگیرند و گاهی قافله دیگر هم میرسد و منتفع میگردد - رواه مسلم -
وعن جابر - قال نحرنا مع رسول الله - گفت جابر نحر کردیم ما با پیغمبر خدا - صلی الله علیه وسلم عام الحدیبیة
البدنة عن سبعة والبقرة عن سبعة - در سال حدیبیه که بعمره آمدند و محصر شدند شتر را از هفت کس و بدنه نزد شافعیه
مخصوص به شتر ست و نزد حنفیه بقره را هم بدنه میگویند و این حدیث بظاهر مؤید قول شافعیه است که بدنه را با بقره
مقابل نهاد و در باب الجمعه نیز هم چنین آمده است غالب این ست و لیکن ما میگوئیم که اینجا بقریة مقابله شتر
مراد ست و اگر نه شامل ابل و بقر و غنم ست کذا قال اهل اللغة - رواه مسلم - وعن ابن عمر - رض انه اتی علی
رجل قد اناخ بدنته ینحرها - و از ابن عمر آمده است که بدرستی وے آمد بر مردے که نشانده است بدنه خود را
در حالیکه نحر میکند آنرا - قال - گفت ابن عمر - ابعثها قیاما مقیدة - برانگیز آنرا در حالیکه ایستاده است

متفق علیہ وعن جابر - رضی اللہ عنہ قال ذبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشۃ بقرۃ یوم النحر - گفت جابر ذبح کرد آنحضرت از جانب عائشہ و از جہت وے گاو یا روز نحر و گفتہ اند شاید این باذن وے بود زیرا کہ تضحیہ از غیر بے اذن وے روا نبود - رواہ مسلم - وعنہ نحر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن نسائہ بقرۃ فی حجۃ - وہم از جابر ست کہ نحر کرد آنحضرت از جانب زنان خود گاوے در حج خود نحر اینجا بمعنی ذبح ست زیرا کہ نحر بمعنی نیزہ زدن ست خصوص بشتر ست و مشہور نزد ائمہ آن ست کہ گاو از ہفت کس بود و نزد امام مالک از اہل بیت تمام کفایت میکند و ایجاب صلاحیت احتجاج مالک دارد اگر زیادہ از ہفت کس کردہ باشند - رواہ مسلم - وعن عائشۃ - رضی اللہ عنہا قالت فتلت قلائد بدن النبی - گفت عائشہ بافتم من گردن بندہای شتران پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم بہیدی - بدو دست خود بدن بضمتین وسکون جمع بدنہ فتحات - تم قلدہا و اشعرہا - پستر تقلید کرد بدن را و اشعار آنہا را و گردن آنہا را شعار کرد آنہا را - واہدا ہا - و فرستاد آنہا را بمکہ یعنی ہمراہ ابی بکر کہ در سال اول فرضیت حج امیر حاج کردہ فرستادند - فما حرم علیہ شئی کان احل لہ - پس حرام نشد بر آنحضرت چیزے کہ حلال کردہ شدہ بود مراورا یعنی جاری نشد احکام احرام عائشہ این را بر اے آن گفت کہ رسیدہ بوی کہ ابن عباس میگوید کہ ہر کہ ہدی بکند فرشد حرام میگردد بر وے انچہ حرام میشود بر محرم تا برسد ہدی بحرم و نحر کردہ شود پس رد کرد بر ابن عباس این قول وے را - متفق علیہ وعنہا قالت فتلت قلائد ہدی من عہن کان عندی - و ہم از عائشہ است کہ گفت بافتم قلائد بدن آنحضرت را از صوفی کہ بود نزد من عہن بکسر وسکون ہا و پشم یا پشم رنگین - ثم بعث بہا مع ابی - پستر فرستاد آنحضرت بدن را ہمراہ پدر من یعنی ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ - متفق علیہ - وعن ابی ہریرۃ - رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا یسوق بدنۃ - آنحضرت دید مردے را کہ میراند شتر را - فقال ارکبہا پس گفت آنحضرت سوار شو آنرا - فقال انہا بدنۃ - پس گفت آنمرد این بدنہ است یعنی شتر ہدی است چون سوار شوم - قال ارکبہا ویلک - باز فرمود سوار شو آنرا وای بر تو من میفرمایم کہ سوار شود تو عندوی تمائی - فی الثانیۃ او الثالثۃ - در کرت دوم گفت آنحضرت این را یا در کرت سوم و از انچہ ذکر کرد درین حدیث معلوم میشود کہ در کرت سوم فرمود اما این درین روایت ست و در روایت دوم باز آمدہ است و علما اختلاف کردہ اند کہ سوار شدن بر ہدی درست ست یا نہ قومی بر انند کہ درست ست اگر زیان نکند او را و جمہور میگویند اگر مضطر گردد درست ست والا نہ و قول امام ابو حنیفہ است و حال این رجل معلوم نیست کہ چہ بود و اللہ اعلم متفق علیہ - وعن ابی الزبیر - نام وے محمد بن مسلم مکی ست تابعی ست واسع العلم - قال سمعت رسول اللہ عبد اللہ سئل ان رکوب الہدی - گفت شنیدم جابر را در حالتی کہ پرسیدہ شد جابر از سوار شدن بر ہدی فقال سمعت النبی - پس گفت جابر شنیدم پیغمبر را - صلی اللہ علیہ وسلم یقول - میگفت - ارکبہا بالمعروف

الفصل الاول - عن ابن عباس - قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر بذی الحلیفۃ - گفت ابن عباس گزارد آنحضرت نماز پیشین را در وقتیکہ برآمد بحج در ذی الحلیفہ کہ میقات اہل مدینہ است - ثم دعا بناقتہ پستر طلبیدہ و خواندہ ناقۂ خود را کہ منحواست آنرا ہدی گرداند - فاشعر فی صفحۃ سنامہا الایمن - پس شگافت در آن ناقہ را در کرانۂ راست کوہان وے فی الصراح صفحہ کرانۂ ہر چیز صفح انسان پہلوی وی - وسلت الدم عنہا - و پستر دور پاک کرد خون را ازان - وقلدہا نعلین - و آویخت در گردن ناقہ دو نعل را فی الصراح تقلید چیزی در گردن ستور قربانے در آویختن بجہت علامت ہدی و این از عادت جاہلیت بود کہ میکردند تا معلوم گردد کہ ہدے است و ہیچکس نزند و در اسلام نیز مقرر داشتند از جہت صحت غرض - ثم رکب راحلتہ - بعد ازان سوار شد آنحضرت بر شتر سوارے خود کہ ناقہ قصوا بود - فلما استوت بہ علی البیداء اہل بالحج - پس ہنگامیکہ برد راست ناقۂ آنحضرت را بر بیداء کہ نام موضعی ست تلبیہ کرد بحج - رواہ مسلم - بدانکہ اشعار پارہ کردن یکجانب کوہان ست تا آنکہ روان شود ازوے خون مشتق از شعور ست بمعنی علم یعنی تا بداند کہ این ہدی ست و متمیز گردد و نزدد و اختلاط و شناختہ شود و نزدکم شدن و باز آیند ازان و روان و بخورند آنرا فقرا اگر ہلاک گردد و اتفاق دارند بر ترک اشعار در غنم بہ سبب ضعف وے و نیز مستور می گردد در موہای او و در غنم تقلید بس ست و اشعار منت ست نزد جمہور ائمہ و روایت کردہ شدہ است از امام ابو حنیفہ کہ مستحب ست تقلید و مکروہ است اشعار زیرا کہ این مثلہ است و تعذیب حیوان ست و آن حرام ست و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کردہ بود از جہت آن کرد کہ مشرکان باز نیایند از تعرض آن مگر باشعار و مردم بر سر این سخن بسیار پیچیدہ و گفتہ اند کہ این مخالف احادیث صحیحہ است کہ وارد شدہ اند در اشعار و این مثلہ نیست بلکہ در حکم فصد و حجامت و ختان و داغ ست کہ برائے مصلحت میکنند و نیز تعرض مشرکین در آن وقت بغایت بعید بود از جہت قوت اسلام و شوکت دین و کثرت اصحاب بحیث لا یعد و لا یحصی این کلام مشہور ست میان قوم و گفتہ اند کہ کراہت ابی حنیفہ مر اشعار را از اہل زنان خود بود کہ مبالغہ میکردند در آن چنانکہ خوف سرایت جراحت و فساد عضو بود پس میگفت تقلید بس ست در احرام و حصول غرض و با شعار حاجت نیست نہ آنکہ اصل اشعار را مکروہ می پنداشت یا آنرا مکروہ می پنداشت کہ اشعار کنند و تقلید نکنند نیز در زمان وے مردم اشعار ترک دادہ بودند و آنہا کہ میکردند بہ مبالغہ میکردند و اشعار علامت احرام نازدہ بود پس مکروہ پنداشت از جہت آن واللہ اعلم و تورشتی از توجیہ این سخن زیادہ تقریر و تحریر کردہ در شرح آنرا نقل کردہ ایم و باللہ التوفیق - وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت اہدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ الی البیت غنما - گفت عائشہ ہدی فرستاد آنحضرت یکبارے بخانۂ کعبہ گوسفندی را - فقلدہا - پس تقلید کرد آنرا و اشعار نکرد

شتر ست و مراد اینجا منزل ست یعنی منا جاے نیست که مخصوص بکسی باشد جاے عبادت ست اگر در آنجا بناها کنند تنگ گردد جاے بر بندگان خدا این توجیه شافعیه است و نزد ما وجه نهی آن ست که زمین حرم وقف ست زیرا که حضرت رسول صلی الله علیه وسلم فتح کرد مکه را و وقف گردانید زمین حرم را پس مالک نشود آنرا هیچ یکی و آلان عربان جاها ساخته و محلها بنا کرده اند و عمارتهاے عالی بنا نموده که کسی را مجال نیست که دران تواند نشست حکایتی از حضرت شیخ اجل اکرم عبد الوهاب متقی یاد می آمد رحمة الله علیه که خادمان ایشان جائی بکرا در منا گرفته و متعین ساخته بودند چنانکه الآن عادت ست قاضی صالح سندی مدنی که مرد صالح و اعلم و فاضل بود آنجا آمد و نشست خادمان آن بحضرت شیخ آمده گفتند که قاضی صالح آمده از ما بزور آنجا را گرفته نشسته است فرمودند تعرض نکنید و بگذارید و چند طبق از فواکه طعام مهیا ساخته نزد قاضی صالح فرستادند و فرمود بایشان عرض کنید که ملازمان خوب کردند که اینجا آمده نشستند جای شماست غایت آنچه مقتضاے حسن خلق و مباسطت است کار فرمودند۔

رواه الترمذی وابن ماجه والدارمی

الفصل الثالث ۔ عن نافع ۔ قال ان ابن عمر کان یقف عند الجمرتین الاولیین ۔ گفت نافع که ابن عمر بود که می ایستاد نزد دو جمرهٔ اولی یعنی بعد از رمے ۔ وقوفا طویلا ۔ ایستادنی دراز یعنی بسیار می ایستاد یکبر الله ۔ تکبیر میگفت خدا را ۔ ویسبحه ۔ و تسبیح میکرد وے تعالی را ۔ ویحمده ۔ و حمد میگفت او را یحمده بتخفیف و تشدید هر دو روایت ست ۔ ویدعو الله ۔ و دعا میکرد و خدا را بسیار ایستادن درین دو مقام و دعا کردن و تضرع نمودن مستحب و مسنون ست و گفته اند مقدار قرارت سورهٔ بقره می باید ایستاد و بعضی از غربای متعطش زلال رحمت چندان ایستاده اند که پایهاے ایشان اماسیده شده و بالله التوفیق ۔ ولا یقف عند جمرة العقبة و نمی ایستاد بعد از رمی نزد جمرهٔ عقبه در روز نحر و نه در ایام دیگر و در باب یوم نحر بیاید که گفت ابن عمر هم چنین دیده ام پیغمبر خدا را صلی الله علیه وسلم و عقبه را و بر آمدن بر کوه و این جمره در پایان کوه واقع شده است و وجه عدم وقوف نزد این جمرهٔ عقبه و طول وقوف نزد دو جمرهٔ دیگر همانجا مذکور گردد ان شاء الله تعالی ۔ رواه مالک

باب الهدی

بفتح و سکون و بفتح و کسر و تشدید هر دو آمده اول لغت اهل حجاز و لغت قرآن ست و ثانی لغت بنی تمیم و هر دو قرارت ست و واحد هر دو هدیه است و وے چیزی ست که فرستاده میشود از چهار پایها بمکه تا ذبح کرده شود و گاهے بر مطلق ابل نیز اطلاق می یابد و وجه تسمیه بهدی آنست که بنده هدیه می فرستد بجناب حق و تقرب میجوید نزد وے بدان و هدیه از ابل و بقر جائز ست باتفاق و در غنم خلاف ست و نزد ما جائز ست و جائز نیست در هدایا مگر آنچه جائز ست در ضحایا

صفا و مروہ نیز ہفت بار ست - والطواف تو - وگشتن گرد کعبہ نیز ہفت بار ست - واذا استجمر احدکم فلیستجمر بتو -
وچون استجمار کند یکی از شما باید کہ استجمار کند بطاق نکر بر برائے تاکید ست مر حکم سابق را بجہت اہتمام و مبالغہ
در رعایت تثلیث - رواہ مسلم -

الفصل الثانی - عن قدامۃ - بضم قاف و تخفیف دال - بن عبد اللہ بن عمار - بفتح عین و تشدید میم
صحابی ست قدیم الاسلام قلیل الحدیث اقامت کرد بمکہ و ہجرت نکرد بمدینہ - قال رایت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یرمی الجمرۃ یوم النحر علی ناقۃ صہباء - گفت دیدم آنحضرت را کہ رمی میکرد جمرہ را روز نحر بر شتر مادہ
سفید موے کہ سرہائے موی وے سرخ بود فی الصراح اصہب شترے کہ سفیدی وے با سرخی آمیختہ بود باین
نوع کہ بالائے پشم وے سرخ بود درون وے سفید - لیس ضرب ولا طرد - و نبود زدن و نہ راندن یعنی مردم
را از پیش می راندہ باشند و میزدہ باشند چنانکہ پیش ملوک و امراء میکنند - ولیس قیل الیک الیک -
و نبود گفتن یکسو شو و دو شو قیل بمعنی قول ست - رواہ الشافعی والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والدارمی
وعن عائشۃ - رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انما جعل رمی الجمار والسعی بین الصفا والمروۃ
لاقامۃ ذکر اللہ - فرمود آنحضرت مشروع گردانیدہ نشدہ است انداختن سنگریزہ ہا و دویدن میان صفا
و مروہ مگر از برائے یاد کردن خدائے تعالی چون افعال حج اکثر از ان قبیل بود کہ در عقل نمی آید اسرار آن
و درک نمیکند معنی عبارت دران خصوصاً سنگریزہ ہا بکیفیت مخصوص انداختن و ازین جا تا آنجا دویدن کہ
این امور تعبدے محض اند اشارت فرمود بآنکہ تشریع این امور از برائے اقامت و ذکر خدا و یاد کردن او ست
تعالی در حد ذات شان بانچہ مقارن آنہاست از ادعیہ و اذکار اگرچہ ظاہر نزد عقل شما ندر آید یا آنکہ عاقل اگر
تفکر کند در سعی و رمی مثلاً متحیر میشود و فہم نمیکند مگر از ان تعبد محض می یابد و عقل خود را معزول و مضمحل می شمارد و
نمی بیند مگر امر شارع را و یاد نمی آرد ماسوائے حق را و این قسمی از فناست کہ اخص انواع ذکر حقیقی ست و این
باعتبار اصل ست اما الآن تصور فعل آنحضرت و وجود وقوف آنحضرت دران اماکن در مواقف و اتباع و موافقت
وے صلی اللہ علیہ وسلم و رسیدن دہان و دست و پائے در آنجا کہ وے نہادہ لذت و نورانیت و ذوق و حالت
می بخشد و اثرہا و ذوقہا در باطن می آرد کہ زبان تعبیر از بیان آن عاجز ست عرف من ذاق (ع) ذوق این
می نشناسی بخدا تا نچشی ✦ اللہم ارزقنا واذقنا - رواہ الترمذی والدارمی وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح
وعنہا قالت قلنا - و ہم از عائشہ است کہ گفت گفتیم ما اہل بیت یا رسول اللہ الا نبنی لک بناء یظلک بمنی - آیا
نہ بر آریم برائے تو بنائے و خانہ کہ سایہ کند ترا بمنا - قال لا - گفت آنحضرت بنا نکنید در منا خانہ - منی مناخ من سبق
منا جائے فرود آمدن و نشستن کسی ست کہ پیشی کردہ و پیشتر آنجا رسیدہ مناخ در اصل لغت جای نشستن

رمی جمرات دیگر غیر جمرة العقبه افضل آنست که پیاده کند زیرا که بعد از وے ایستادن و دعا کردن و تضرع نمودن ست
و حالت مشی اقرب ست به تضرع و بیان افضلیت مروی ست از ابی یوسف حکایت کرده شده است از ابراهیم
بن جراح که گفت در آمدم بر ابی یوسف در مرض موت وے پس بکشاد چشم خود را و گفت رمی سواره فاضلتر ست
یا پیاده گفتم پیاده فاضلتر ست گفت خطا کردے پس گفتم سواره فاضلتر ست گفت خطا کردی بعد از ان گفت هر رمے
که بعد از وے ایستادن ست پیاده فاضلتر ست و آنکه بعد از وے ایستادن نیست سواره فاضلتر ست
پس برخاستم از وے تا در خانه رسیده بودم که آواز موت وے برخاست پس تعجب کردم و حیران شدم از
حرص وے بر علم و مثل این حالت رحمة الله علیه و آنچه در احادیث صحیحه آمده آنست که آنحضرت صلی الله علیه وسلم
رمی جمرهٔ عقبه کرد روز نحر سواره در روزهاے دیگر رمی کرد پیاده در کل - وعنه قال رایت رسول الله صلی الله
علیه وسلم رمی الجمرة بمثل حصی الخذف - و هم از جابر ست که گفت دیدم آنحضرت را که رمی جمره میکرد در مانند
حصی خذف شرح این گذشت در باب حجة الوداع - رواه مسلم - وعنه - رمی رسول الله صلی الله علیه وسلم
الجمرة یوم النحر ضحی - و هم از جابر ست که رمی کرد آنحضرت جمره را روز نحر وقت چاشت - واما بعد ذلک فاذا زالت
الشمس - واما بعد از روز نحر در سه روز دیگر پس وقتی کرد که برگشت آفتاب چنانکه بیان آن بیاید - متفق علیه
وعن عبد الله - بن مسعود رضی الله عنهما انه انتهی الی الجمرة الکبری - روایت ست از ابن مسعود که وے
برسید بجمرهٔ کبری که در جانب مسجد خیف ست - فجعل البیت عن یساره ومنی عن یمینه - پس گردانید خانه
کعبه را بجانب دست چپ خود و گردانید منا را از جانب دست راست خود - ورمی بسبع حصیات - و انداخت
هفت سنگریزه را - یکبر مع کل حصاة - تکبیر میگفت با هر سنگریزه - ثم قال - پستر گفت ابن مسعود - هکذا رمی
الذی انزلت علیه سورة البقرة - اینچنین رمی کرد آن کسی که فرود آورده شده است بر وے سورهٔ بقره عبارت
است از ذات شریف حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم و تخصیص سورهٔ بقره بجهت آنست که در وی مناسک
حج مذکور ست یا مقصود انزال قرآن ست و سورهٔ بقره اطول و ارفع سورهٔ قرآنی است چنانکه در حدیث واقع شده
است که لکل شیء سنام و سنام القرآن سورة البقرة - متفق علیه - وعن جابر - رض قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم الا تجمار تو - بفتح مثناة و تشدید واو بمعنی فرد و طاق و مراد باستجمار مسح کردن بجمار ست در استنجا
از غایت یعنی سنت در پاک کردن موضع استنجا آنست که به سه کلوخ و سنگ و کنند شرح این در کتاب الطهارة
در باب آداب الخلا در گذشت و بعضی گفته اند بخور مراد ست که در مجمر میسوزند یعنی سه قطاع از عود مثلا بگیرند
یا سه بار بگردانند - ورمی الجمار تو - و انداختن سنگریزها در حج نیز طاق ست که هفت سنگریزه می اندازند و در بعضی
روایات رمی جمار مذکور نیست و مراد باستجمار همین ست - والسعی بین الصفا والمروة تو - و سعی در میان

نہ آنکہ اصلا فرود نیامد الا در مکہ و در حدیث بخاری از حدیث اسامہ آمدہ است کہ در را بجانب شعب رفت و بول کرد و وضو ساخت پس اسامہ گفت الصلوٰۃ یا رسول اللہ فرمود کہ نماز در پیش تست یعنی در مزدلفہ است۔ رواہ ابوداؤد

وعن ابن شہاب - از مشاہیر تابعین ست زہری کہ گویند اوست - قال اخبرنی سالم ان الحجاج بن یوسف عام نزل بابن الزبیر - گفت ابن شہاب خبر داد مرا سالم بن عبد اللہ بن عمر کہ حجاج بن یوسف ثقفی ظالم مشہور در سالے کہ فرود آمد بمکہ بہ جنگ عبد اللہ بن الزبیر از جانب عبد الملک بن مروان و حج گزارد - سال عبد اللہ کیف یصنع فی الموقف یوم عرفۃ - پرسید از عبد اللہ ابن عمر کہ چگونہ کنیم نماز را روز عرفہ - فقال سالم - پس گفت سالم کہ پسر عبد اللہ بن عمر ست بحجاج - ان کنت ترید السنۃ فہجر بالصلوٰۃ یوم عرفۃ - اگر ہستی تو کہ میخواہی سنت را پس تہجیر کن بنماز و در نیمروز بگزار و روز عرفہ و ہجر و ہاجر سختی گرمی در نیمروز و تہجیر و اہجار سیر کردن در نیمروز - فقال عبد اللہ بن عمر صدق - پس گفت ابن عمر راست گفت سالم - انہم کانوا یجمعون بین الظہر والعصر فی السنۃ - بدرستی کہ ایشان یعنی اصحاب آنحضرت بودند کہ جمع میکردند میان نماز پیشین و دیگر از جہت سنت و در روایتی آمدہ است کہ گفت ابن عمر راست و درست نام کردہ است او را مادر او سالم یعنی کلمۂ حق گفت نزد آن ظالم و سلامت ماند از مداہنت در پیش اینچنین ظالمی - فقلت لسالم - زہری میگوید پس گفتم مر سالم را ابن عمر فعل صحابہ نقل کرد - افعل ذلک رسول اللہ آیا کرد آنرا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فقال سالم - پس گفت سالم - وہل تتبعون فی ذلک الا السنۃ - و آیا ہست کہ پیروی میکردند در آن یعنی در تہجیر و گزاردن نماز در نیمروز مگر سنت پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم - رواہ البخاری

باب رمی الجمار

جمار در اصل بمعنی سنگہاے خرد می آید و جمار حج نام سنگریزہ ہاست کہ رمی کردہ میشود و آن مواضع را کہ آنجا رمی میکنند جمرات میگویند بجہت رمی جمار در آن یا بجہت آنکہ محل اجتماع حصار ست و جمر بمعنی جمع می آید و بعضی گویند کہ اجمار بمعنی اسراع است یعنی شتابی کردن آمدہ است کہ آدم علیہ السلام رمی کرد ابلیس را جمنا پس بگریخت ابلیس از پیش وے بہ شتابے

الفصل الاول - **عن جابر** رضی اللہ عنہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرمی علی راحلتہ یوم النحر - گفت جابر دیدم من آنحضرت را کہ رمی میکرد سوارہ بر شتر خود روز نحر - ویقول لتاخذوا مناسککم - و میگوید باید کہ بگیرید و بیاموزید مناسک خود را و مناسک در اصل بمعنی عبادات ست و اکثر اطلاق وے در اعمال و عبادات حج ست و درین کلام اشارتے بعد از سواری ہم ہست کہ تا ہمہ بہ بینند و دریابند - فانی لا ادری لعلی لا احج بعد حجتی ہذہ - زیرا کہ بدرستی کہ من در نمی یابم شاید کہ حج نکنم بعد از حج من کہ این ست - رواہ مسلم و درین حدیث دلیل ست بر جواز رمی سوارہ و در ہدایہ گفتہ است کہ ہر رمے کہ بعد از وے رمی ست چنانکہ

راجز رے نوشتہ و در تخریج ابن حجر اخرجہ البیہقی من حدیث مسور بن مخرمۃ نحوہ۔ **وعن ابن عباس** رضی اللہ عنہما قال قدمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المزدلفۃ۔ پیش فرستاد ما را آنحضرت در شب مزدلفہ۔ اغیلمۃ بنی عبد المطلب ماکہ کودکان عبد المطلب باشیم۔ علی حمیرات۔ سوار بر خرکان۔ فجعل یلطح افخاذنا۔ پس گشت آنحضرت کہ میزد بکفدست ران ہاے ما را بروجہ تلطف در وداع فی الصراح لطح لطاوحاے مہملتین بکفدست بر پشت زدن کسے را نرم نرم و یقول ومیگفت۔ ابنی۔ بضم ہمزہ و فتح موحدہ وسکون تحتانیہ وکسر نون و فتح یاے مشددہ اے پسرکان من در تصحیح این لفظ سخن بسیار ست در شرح بیان کردہ ام۔ لاترموا الجمرۃ حتی تطلع الشمس۔ رمی نکنید جمرہ را تا آنکہ طلوع کند آفتاب وقت مستحب براے رمی نزد ما این ست تا وقت زوال و بعد از طلوع فجر نیز جائز ست ولیکن اساءتی دارد و نزد شافعی و احمد در روایتی پیش از طلوع فجر ہم رواست بی اساءت بشرطیکہ بعد از نصف لیل باشد رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ۔ **وعن عائشۃ**۔ رضی اللہ عنہا قالت ارسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بام سلمۃ لیلۃ النحر۔ گفت عائشہ فرستاد آنحضرت ام سلمہ را در شب نحر۔ فرمت الجمرۃ قبل الفجر۔ پس رمی کرد جمرہ را پیش از فجر ثم مضت فافاضت۔ پس گذشت ام سلمہ پس طواف افاضہ کرد۔ وکان ذلک الیوم الذی یکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندہا۔ و بود آن روز ے کہ می بود آنحضرت نزد ام سلمہ یعنی روز نوبت او بود گویا این اشارت ست بہ سبب استعجال وے در رمی و افاضت واللہ اعلم وگفتہ اند کہ این رخصتی بود خاص بام سلمہ و درین حدیث مقال ست و اساطین علم حدیث منکر اند آنرا۔ رواہ ابوداؤد۔ و در فرستادن ام حبیبہ و سودہ نیز احادیث آمدہ و ظاہر آنست کہ ہمہ را فرستادہ بودند۔ **وعن ابن عباس**۔ رض قال یلبی المقیم او المعتمر حتی یستلم الحجر تلبیہ میکند مقیم یا معتمر تا آنکہ استلام حجر میکند و شروع در طواف می نماید و کلمہ او برا ے شک راوی ست و مراد بمقیم کسی ست کہ اقامت بکہ کردہ است و عمرہ بجا می آرد پس مراد بمعتمر و مقیم یکی می افتد و مقصود آن ست کہ در عمرہ قطع تلبیہ نزد استلام حجر میکنند چنانچہ در حج بر می جمرۃ العقبۃ می نمایند۔ رواہ ابوداؤد۔ روایت کردہ است این حدیث را ابوداؤد یعنی مرفوعا بحضرت۔ وقال۔ وگفتہ است۔ و در ے موقوفا علی ابن عباس۔ و در روایت کردہ شدہ است موقوف بر ابن عباس ولیکن این موقوف در حکم مرفوع خواہد بود۔

الفصل الثالث عن یعقوب۔ بن عاصم بن عروۃ انہ سمع الشرید۔ روایت ست از یعقوب بن عاصم بن عروۃ بن مسعود ثقفی تابعی ثقہ است کہ وے شنید شرید را بفتح شین معجمہ وکسر راء وسکون تحتانیہ و دال مہملہ در آخر کہ از صحابہ است دوے نیز ثقفی ست و بعضی گفتہ اند از حضر موت ست۔ یقول۔ میگفت شرید افضت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ افاضہ کردم از عرفات ہمراہ آنحضرت۔ فما مست قدماہ الارض حتی اتی جمعا پس نسود پاہاے آنحضرت زمین را تا آنکہ آمد مزدلفہ را مقصود آن ست کہ در تمام راہ سوار رفت و پیادہ راہ نرفت

یا ہفتاد کہ ہفت امروز خواہند انداخت وشصت وسہ برائے روزہای دیگر۔ وقال لم یزل رسول اللہ۔ وگفت فضل ابن عباس ہمیشہ بود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بلبہ میگفت۔ تلبیہ میگفت۔ حتی رمی جمرۃ العقبۃ۔ بعد از رمی جمرہ از تلبیہ باز میماند رواہ مسلم۔ وعن جابر۔ ض قال افاض النبی صلی اللہ علیہ وسلم من جمع وعلیہ السکینۃ۔ افاضہ کرد یعنی روان شد آنحضرت از مزدلفہ وحال آنکہ بود بروی قرار وآرام۔ وامرہم بالسکینۃ وامر کرد مردم را نیز بسکینۃ وایستگی وافع فی وادی المحسر وتیز راند در وادی محسر میان این سہا تا گذشت۔ وامرہم بان یرموا بمثل حصی الخذف۔ وامر کرد مردم را کہ رمی کنند بمانند سنگریزۂ خذف کہ مقدار نخود یا مقدار پشک باشد چنانکہ گذشت۔ وقال لعلی لا ارانی بعد عامی ہذا۔ وگفت آنحضرت باصحاب شاید کہ من نہ بینم شما را بعد ازین سال یعنی پس بیاموزید احکام دین را واز ین جہت این حج را حجۃ الوداع گویند کہ آنحضرت تعلیم کرد احکام را ودواع کرد یاران را ومؤلف میگوید کہ۔ لم اجد ہذا الحدیث فی الصحیحین۔ نیافتم من این حدیث را در احادیث صحیح بخاری وصحیح مسلم وذکر کردن صاحب مصابیح آنرا در فصل اول دلالت میکند بر وجود آن در صحیحین۔ الا فی جامع الترمذی دیگر در جامع ترمذی آنرا یافتم۔ مع تقدیم وتاخیر۔ با تقدیم بعضی الفاظ بر بعضے وتاخیر بعضے از بعضے ومقتضای این آن ست کہ در فصل ثانی ذکر کردہ میشد

الفصل الثانی۔ عن محمد بن قیس بن مخرمۃ۔ بفتح میم وسکون خاے معجمہ وفتح راو بمیم تابعی ثقہ است۔ قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اہل الجاہلیۃ کانوا یدفعون من عرفۃ حین تکون الشمس کانہا عمائم الرجال فی وجوہہم۔ خطبہ خواند آنحضرت پس گفت بدرستی کہ اہل جاہلیت بودند کہ روان میشدند از عرفۃ تا آنکہ بلبود آفتاب گویا کہ وے دستارہاے مردان ست در رویہاے ایشان۔ قبل ان تغرب۔ یعنی پیش ازان کہ فرو رود آفتاب طیبی در بیان وجہ تشبیہ از قاضی نقل کردہ کہ تشبیہ کردہ است چیزے را کہ می افتد از نور آفتاب ہنگامی کہ نزدیک میشود بافق بعمامہ زیرا کہ نور آفتاب می درخشد در روے مردان مانند درخشیدن بیاض عمامہ انتہی وبعضی گفتہ اند کہ گویا آفتاب ہنگامی کہ غائب میگردد ونصف گویا عمامہ است بر سر کوہ زیرا کہ شکل عمامہ نصف کرہ است ومن المزدلفۃ بعد ان تطلع الشمس حین تکون کانہا عمائم الرجال فی وجوہہم۔ وروان میشدند از مزدلفہ بعد از طلوع کردن آفتاب ہنگامیکہ میشد آفتاب گویا کہ عمامہ مردان ست در روے ایشان وانا لا ندفع من عرفۃ حتی تغرب الشمس۔ وبدرستی کہ ما روان نمیشویم از عرفۃ تا آنکہ غروب کند آفتاب۔ وندفع من المزدلفۃ وروان شویم از مزدلفہ۔ قبل ان تطلع الشمس۔ پیش از انکہ طلوع کند آفتاب۔ ہدینا مخالف لہدی عبدۃ الاوثان سیرت وروش ما یان مخالف ست مر سیرت پرستندگان بتان را۔ والمشرک یخالف ست مشرک یعنی اہل شرک را رواہ البیہقی فی شعب الایمان وقال فیہ۔ وگفتہ است بیہقی در وے۔ خطبنا رسالۃ نحوہ۔ ورانندہ است حدیث را وذکر کردہ مانند حدیثی کہ گذشت یعنی مختلف ست در بعضی الفاظ در اصل کتاب اینجا بیاض ست واین عبارت را

از ینجا معلوم شد کہ جمع میان صلوٰتین کہ در صفر روایت میکنند بران وجہی کہ شافعیہ نہیدہ اند محل سخن ست و آنکہ جمع میان ظہر و عصر در سفر عرفہ نگفت از جہت شہرت امر اوست - وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتہا - و گذارد نماز بامداد را در روز مزدلفہ پیش از وقت وے یعنی وقت معتاد وے کہ ہمیشہ میگزارد و در تاریکی گذارد چنانکہ مردم در شک و شبہہ بودند کہ وقت شدہ است یا نہ و فجر طلوع کردہ یا نہ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریافت نبود وحی یا بزید علمی کہ داشت و حدیثے دیگر در صحیح بخاری ہم از ابن مسعود آمدہ کہ مفسر انحدیث ست و مصرح ست یا آنکہ بعد از طلوع فجر گذارد نہ پیش ازوے و در بعضی روایات بخاری ہم از ابن مسعود رض آمدہ کہ وے گزارد نماز فجر را بمزدلفہ بعد از طلوع فجر و گفت کہ گزارد آنحضرت نماز فجر را درین ساعت و بعضے توہم کردہ اند کہ پیش از دخول وقت گزارد و این خطاست و مخالف اجماع -

متفق علیہ - وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال انا ممن قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المزدلفۃ فی ضعفۃ اہلہ گفت ابن عباس من از جملہ کسانے بودم کہ پیش فرستادہ بود آنحضرت شب مزدلفہ در ضمن ضعیفان اہل و عیال خود از نساء و اطفال چنانکہ در احادیث بیاید و خود بعد از اسفار فجر پیش از طلوع آفتاب سوار شد و سنت این ست و این جماعہ را در شب فرستاد و فرمود کہ رمی جمرۃ العقبہ نکنید مگر بعد از بر آمدن آفتاب چنانکہ ہم در حدیث ابن عباس بیاید و قول امام ابی حنیفہ ہمین ست و در بعضی احادیث مطلق آمدہ کہ بر وید در رمی جمرۃ العقبہ بکنید و نظر باین اطلاق امام شافعی و امام احمد تجویز رمی بعد از نصف لیل کردہ اند و شیدہ نماند کہ ظاہر نظر بقاعدہ مستمرۂ شافعیہ آن ست کہ مطلق را حمل بر مقید میکروند و اللہ اعلم - متفق علیہ - عن الفضل بن عباس وکان ردیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - روایت ست از فضل و بود وے پس آنحضرت نشیندہ بر ناقہ - انہ قال فی غدیۃ عرفۃ وغداۃ جمع للناس حین دفعوا - کہ آنحضرت گفت در شبانگاہ عرفہ و بامداد مزدلفہ مردم را ہنگامیکہ تیز راندند و دفع و زجر و ضرب بسیار کردند - علیکم بالسکینۃ - بر شما باد اے مردم کہ قرار و آرام کنید و شتابی و اضطراب نورزید - وہو کاف ناقتہ - و حال آنکہ آنحضرت باز دارندہ بود ناقہ خود را از تیز رفتن کاف بہ تشدید فا از کف بمعنی باز داشتن - حتی دخل محسرا - تا آنکہ در آمد وادی محسر را بہ سین مکسورہ مشددہ - وہو من منی - و این وادی محسر از مناست و بعضی میگویند از مزدلفہ است و تحقیق آن ست کہ بر نزخ ست میان ہر دو چنانکہ گذشت - قال علیکم بحصی مثل حصی الخذف الذی یرمی بہ الجمرۃ - گفت آنحضرت بر شما باد کہ بر دارید سنگریزہ ہا را ازین وادی مانند سنگریزہ خذف کہ رمی کردہ میشود بآن جمرۃ و سابقا میان حصی الخذف گذشت ظاہر این حدیث آن ست کہ سنگریزہ ہا از راہ بر داشتند و در بعضی روایات آمدہ کہ از مزدلفہ بر داشتہ بودند و این منقول ست از ابن عمر و سعید بن جبیر و از ہر موضعی کہ بر دارند جائز ست مگر آن جمرات کہ بوے رمی کردہ شدہ است کہ آنہا را نباید بر داشت و اگر از آنہا بر دارند اصل جواز باقی ست لیکن خلاف اولیٰ و افضل ست و نیز اختلاف کردہ اند کہ ہفت سنگریزہ بر دارند کہ برائے رمی جمرۃ العقبہ امروز بکار خواہند کرد

صلی اللہ علیہ وسلم یسیر فی حجۃ الوداع حین دفع - بچہ کیفیت سیر میکرد در حجۃ الوداع ہنگامیکہ برگشت از عرفات - قال گفت اسامہ - کان یسیر العنق - بود آنحضرت کہ سیر میکرد وشتاب در عنق بفتحتین سیر سریع و بعضی گفتہ اند میان آہستگی وشتابی زیادہ بر شتی و بعضی گفتہ گام کشادہ نہادن - فاذا وجد فجوۃ نص - پس چون می یافت فرجہ تیز تر میرفت فی الصراح فجوۃ بفتح فا وسکون جیم قولہ تعالیٰ فی قصۃ اصحاب الکہف وہم فی فجوۃ منہ ونص بصاد مہملہ سیر شدید فوق عنق وفی الصراح نص نیک راندن نص ناقۃ میگویند وقتیکہ برآمد نہایت انچہ در رواست از سیر واصل وے استقصا ورسیدن نہایت چیزی ست متفق علیہ - وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ دفع مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم عرفۃ - روایت ست از ابن عباس کہ وے دفع کرد وبیرون آمد ہمراہ آنحضرت روز عرفہ - فسمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وراءہ زجرا شدیدا وضربا للابل - پس شنید آنحضرت در پس خود منع سخت وزدن مر شتران را کہ مردم مبالغہ میکردند در تیز راندن وشتاب رفتن واضطراب می نمودند - فاشار بسوطہ الیہم - پس اشارت کرد آنحضرت بتازیانہ خود بسوے مردم وقال - وگفت - ایہا الناس علیکم بالسکینۃ - ای مردمان بر شما باد کہ آہستگی وآرام ووقار در زید - فان البر لیس بالایضاع - زیرا کہ نیکی کردن وثواب یافتن در باب حج وغیر آن نیست بہ تیز راندن وشتاب رفتن واضطراب نمودن وشتابی کردن بلکہ باجتناب از محرمات ومکروہات نمودن واز رفث وفسوق در زبودن - رواہ البخاری - وعنہ ان اسامۃ بن زید کان ردف النبی صلی اللہ علیہ وسلم من عرفۃ الی المزدلفۃ - وہم از ابن عباس ست کہ اسامہ بن زید بود سوار در پس آنحضرت در سوار شدن از عرفہ بسوے مزدلفہ - ثم اردف الفضل من المزدلفۃ الی منی - پستر سوار کرد آنحضرت در پس خود فضل بن عباس را در سواری کہ اسن اولاد عباس بود از مزدلفہ بسوی منی - فکلاہما قال لم یزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم - پس ہر دو یعنی اسامہ وفضل گفتند در روایت کردند کہ ہمیشہ بود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم - یلبی حتی رمی جمرۃ العقبۃ - تلبیہ میکرد تا آنکہ رمی کرد در جمرۂ عقبہ در روز نحر وبعد از رمی تلبیہ تمام کرد وذکر جمرۃ العقبۃ در حدیث سابق گذشت ودر باب رمی الجمار نیز بیاید - متفق علیہ - وعن ابن عمر رض قال جمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم المغرب والعشاء بجمع - گفت ابن عمر جمع کرد آنحضرت نماز مغرب وعشا را در یک وقت کہ وقت عشاء است بگزارد در مزدلفہ وجمع نام مزدلفہ است چنانکہ گذشت - کل واحد منہما باقامۃ - گزارد ہر یکی ازین دو نماز را باقامت یعنی ہر یکی را تکبیر جدا بیاورد واگرچہ اذان یکی بود چنانکہ در فصل اول از باب حجۃ الوداع گذشت - لم یسبح بینہما - ونگزارد نماز نفل میان این دو نماز - ولا علی اثر کل واحدۃ منہما - ونہ در پے ہر یکے از ینہا یعنی نماز نفل اصلا گزارد نہ راتبہ مغرب ونہ عشا - رواہ البخاری - وعن عبد اللہ بن مسعود رض قال ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصلوۃ الا لمیقاتہا - گفت ابن مسعود ندیدم من پیغمبر را کہ گزاردہ ہیچ نمازے را مگر در وقتش - الا صلوتین المغرب والعشاء بجمع - مگر دو نماز را کہ مغرب وعشا باشد در مزدلفہ

است از شادی و خوشحالی - قال - گفت آنحضرت - ان عدو اللہ ابلیس لما علم ان اللہ عز وجل قد استجاب دعائی وغفر لامتی - بدرستی کہ دشمن خدائے کہ ابلیس ست ہنگامیکہ دانست کہ خدائے تعالیٰ بتحقیق قبول کرد دعائے مرا و بیامرزید مر امت مرا - اخذ التراب فجعل یحثوہ علی راسہ - گرفت خاک را پیش کشت کہ می اندازد بہر دو دست خاک را بر سر خود - ویدعو بالویل والثبور - و دعا میکند بویل و ثبور ہلاک و میگوید یا ویلاہ و یا ثبوراہ و ویل بمعنی وائے و سختی و ثبور بمعنی ہلاک و در قاموس گفتہ کہ ویل بمعنی حلول شر ست و ثبور ثبا بمعنی فضیحت و گفتہ اند کہ ویل نام وادی ست در دوزخ - فاضحکنی ما رایت من جزعہ - پس در خندہ آورد مرا چیزے کہ دیدم من از بی صبرے و نالہ و فریاد او - رواہ ابن ماجہ و روی البیہقی فی کتاب البعث والنشور - بدانکہ ازین حدیث معلوم میگردد کہ حج مکفر مظالم نیز میشود و طبرانی گفتہ کہ این محمول ست بر ظالمی کہ توبہ کردہ و عاجز آمدہ از وفائے حقوق و بیہقی گفتہ کہ مر این حدیث را شواہد بسیار ست اگر صحیح ست حجت ست والا پس قول حق سبحانہ ویغفر ما دون ذلک کافی ست و ظلم داخل در ما دون شرک ست و در مواہب لدنیہ میگوید کہ در ندی گفتہ است کہ آنچہ در حدیث صحیح آمدہ است کہ کسیکہ حج کند در وقت نکند و فسق نورزد بیرون آید از گناہان ہم چون روزے کہ زائیدہ است او را مادر و مخصوص ست بمعاصی متعلقہ بحقوق اللہ نہ حقوق العباد و در حقوق اللہ نیز ساقط نمیگردد نفس حقوق پس کسیکہ بر ذمہ او نماز یا کفارت ست و مانند آن از حقوق اللہ ساقط نمیگردد زیرا کہ آن حقوق ست نہ ذنوب ذنب نیست مگر تاخیر وے پس نفس تاخیر وے ساقط میگردد بحج نہ آن حقوق بانفسہا پس حج مبرور ساقط میگرداند اثم مخالفت را نہ حقوق و ابن تیمیہ کہ از مشاہیر علما محدثین ست گفتہ کسیکہ اعتقاد کند کہ حج ساقط میگرداند چیزے را کہ واجب ست بر وے از حقوق خدا ہم چو نماز کہ بر ذمہ او ست مثلاً توبہ دادہ شود او را ازین قول او و اگر توبہ نکند قتل کردہ شود و ساقط نمیگردد حق آدمی بحج اجماعاً انتہی و درین کلام از تشدید و تضییق چیزے ست کہ مخفی نیست و مشہور آن ست کہ حقوق اللہ مغفور ست بحج و در حقوق عباد خلاف ست و جمہور بر آنند کہ مغفور نیست و ظاہر احادیث عموم ست واللہ اعلم

باب الدفع

من عرفۃ والمزدلفۃ - باب در بیان برگشتن و بیرون آمدن و شتاب راندن از عرفہ و مزدلفہ ظاہر آن ست کہ بجائے اندفع گویند زیرا کہ دفع بمعنی برگردانیدن و بیرون آوردن ست نہ برگشتن و بیرون آمدن لیکن دفع اینجا بمعنی خروج و ذہاب ست تعبیر بدفع بجہت آن کردند کہ چون ازدحام بود وقت برگشتن بعضی مردم را بعضی دفع میکردند یا مراد دفع نفس و مرکب ست و ذکر آن در احادیث فصول سابقہ معلوم شدہ اینجا بیان کیفیت آن میکند

الفصل الاول - عن ہشام - بن عروۃ - تابعی ست مثل پدرش - عن ابیہ قال - روایت میکند از پدر خود کہ گفت - سئل اسامۃ بن زید کیف کان رسول اللہ - پرسیدہ شد اسامہ بن زید را کہ چگونہ بود پیغمبر خدا

یقفون بعرفة - پس بودند باقی عرب کہ وقوف میکردند بعرفہ - فلما جاء الاسلام امر اللہ نبیہ - پس ہنگامیکہ آمد دین اسلام
امر کرد خداے تعالی مر پیغمبر خود را - صلی اللہ علیہ وسلم ان یاتی عرفات کہ بیاید عرفات را فیقف بہا پس وقوف کند در وے
ثم یفیض منہا - پستر براند و سیر کند بہ شتابی از وے یفیض بضم یا از افاضت ریختن اشک و آب بکثرت و بیکبار
روان شدن از عرفات - فذلک قولہ تعالی پس آنست معنی قول خداے تعالی - ثم افیضوا من حیث افاض الناس
پستر روان شوید و برآئید از انجا کہ روان میشوند و میرانند مردم این خطاب براے قریش ست و لازم می آید ازین
امر مر مسلمانان را نیز - متفق علیہ - وعن عباس - بن مرداس - صحابی ست از مولفۃ القلوب اسلام آوردہ
پیش از فتح باندک زمانے و نیکو شد اسلام وے و شریف بود در قوم خود حاضر شد فتح را با پانصد کس از قوم خود وے
از جماعہ است کہ حرام گردانیدہ بودند خمر را بر نفس خود در جاہلیت - ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - روایت ست
از وے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم - دعا لامتہ عشیۃ عرفہ بالمغفرۃ - دعا کرد مر امت خود را در شبانگاہ روز عرفہ بامرزیدہ
شدن گناہان مراد امتی ست کہ حاضر شدہ اند بعرفات یا مطلق ست و اول ظاہر تر است - فاجیب انی قد غفرت
لہم ما خلا المظالم - پس اجابت کردہ شد و قبول کردہ شد دعاے آنحضرت باین طریق کہ بدرستی کہ من بتحقیق آمرزیدم
مر ایشان را ہمہ گناہان را جز مظالم کہ مراد بآن حقوق عباد ست جمع مظلمہ بکسر لام و فتح آن و بعضی فتحہ را منکر اند و بعضی
ضم را نیز تجویز کردہ اند و مظالم عام تر ست کہ در مال باشد یا در عرض - فانی اخذ للمظلوم منہ پس بدرستی کہ من گیرندہ ام در بدل البتہ
از براے مظلوم حق او را و این قسم از گناہان را نمی بخشم و اخذ بلفظ متکلم نیز روایت ست - قال ای رب ان شئت
اعطیت المظلوم من الجنۃ - گفت آن حضرت اے پروردگار من اگر میخواہی میدہی مر مظلوم را از نعیم بہشت یعنی
در بدل حق وے کہ ظالم گرفتہ است - وغفرت للظالم - و می آمرزی مر ظالم را - فلم یجب عشیتہ - پس اجابت نکردہ شد
و قبول کردہ نشد دعاے آنحضرت در شبانگاہ عرفہ - فلما اصبح بالمزدلفۃ - پس ہنگامیکہ صبح کرد آنحضرت بمزدلفہ
عاد الدعاء - باز کرد دعا را - فاجیب الی ما سال - پس اجابت کردہ شد آنحضرت بسوے چیزے کہ سوال
کرد و قبول افتاد دعاے آنحضرت در آمرزیدہ شدن تمامہ گناہان اگرچہ مظالم باشند - قال فضحک رسول اللہ
گفت راوے پس خندہ کرد پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم او قال تبسم - یا گفت راوے بجای ضحک تبسم - فقال
لہ و ابو بکر و عمر - پس گفتند مر آنحضرت را ابو بکر و عمر - بابی انت و امی ان ہذہ الساعۃ ما کنت تضحک فیہا - پدر
و مادر من فداے تو باد بدرستی کہ این ساعتی ست کہ نبودی تو کہ خندہ میکردی در وے یعنی شان و مقتضاے
حال این ساعت نیست کہ خندہ کنی با مراد مثل این ساعت ست این تاویل از براے آن میکنم کہ ابو بکر
و عمر آنحضرت را ہرگز پیش ازین در مزدلفہ ندیدہ بودند تا بگویند کہ نبودی تو کہ خندہ میکردی درین ساعت
فما الذی اضحکک اضحک اللہ سنک - پس چہ چیز خندانید ترا ہمیشہ بہ خنداند خدای تعالی دندان ترا کنایت

راندگی وخواری وغصہ وغم شیطان در روز عرفہ مگر بجہت چیزے کہ می بیند از فرود آمدن رحمت بر آدمیان - وتجاوز اللہ عن الذنوب العظام - و در گذشتن خدائے تعالیٰ از گناہان بزرگ ایشان - الا ما رئی یوم بدر - مگر آنچہ دیدہ شد از خواری وزاری ونزاری شیطان روز بدر کہ روز فتح ونصرت مسلمانان وعزت وشوکت اسلام بود در ان روز خواری وے مانند روز عرفہ بود یا بیشتر - فانہ قد رای جبرئیل یزع الملائکۃ - پس بدرستی کہ شیطان تحقیق دید جبرئیل را در روز بدر کہ ترتیب میدہد ملائکہ را وصفہا راست میکند برائے جنگ مشرکان ودر ع برائے وعین حملہ باز داشتن ومنع کردن ولشکر را فراہم آوردن ودر ع بفتح واو سرہنگ وسالار لشکر وبازدارندہ - رواہ مالک مرسلا وفی شرح السنۃ بہ لفظ المصابیح روایت کرد این حدیث را در شرح سنۃ بہ لفظے کہ در مصابیح مذکور ست - وعن جابر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم عرفۃ ان اللہ ینزل الی السماء الدنیا - چون بباشد روز عرفہ بدرستی کہ خدائے تعالیٰ فرود می آید بآسمانے کہ پایان تر ست یعنی قریب میشود برحمت واحسان وکرم - فیباہی بہم الملائکۃ - پس می نازد بآدمیان فرشتگان را فیقول انظروا الی عبادی - پس میگوید وے سبحانہ نگرید بسوے بندگان من - اتونی شعثا غبرا صاجین - آمدہ اند درگاہ رحمت مرا ژولیدہ موے غبار آلودہ فریاد کنندہ برآرندہ آواز ہا را بتلبیہ وذکر وشعث بضم شین مع اشعث وغبر بضم غین جمع اغبر وضج صناد معجمہ بانگ وفریاد کردن من کل فج عمیق - از ہر راہ کشادہ دور رود دراز - اشہدکم انی قد غفرت لہم - گواہ میگیرم شمارا بر اینکہ بدرستی کہ من آمرزیدم ایشان را - فیقول الملائکۃ یارب فلان کان یرہق - پس میگویند فرشتگان اے پروردگار فلان کس از میان این حاضران بود کہ نسبت برہق کردہ میشود ورہق بدی کردن وارتکاب محارم کردن وظلم کردن - وفلان وفلانہ - وفلان مرد وفلان زن چنین وچنان اند - قال - گفت آنحضرت - یقول اللہ - میگوید خدائے - عزوجل قد غفرت لہم - بتحقیق آمرزیدم مر ایشان را قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما من یوم اکثر عتیقا من النار من یوم عرفۃ - گفت آنحضرت پس نیست ہیچ روزی بیشتر از روے آزاد شدن وروے از آتش دوزخ از روز عرفہ - رواہ فی شرح السنۃ

الفصل الثالث - عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان قریش ومن دان دینہا - گفت عائشہ بودم قریش وکسانے کہ گرفتہ بودند دین قریش را وتابع ایشان بودند - یقفون بالمزدلفۃ - وقوف میکردند بمزدلفہ از جہت ترفع وتفرق بر مردم ومیگفتند ما اہل اللہ وساکنان حرم اوئیم بیرون نمی آئیم از حرم ومزدلفہ حرم ست وعرفات حل - وکانوا یسمون الحمس - وبودند قریش کہ نام کردہ میشدند حمس بضم حاء وسکون میم جمع احمس یعنی شجاع از حماسۃ یعنی شدت وشجاعت باز جہت شدت ایشان در دین خود یا از جہت التجاء ایشان بحمسا کہ نام کعبہ است زیرا کہ سنگہاے او سیاہ اند مائل بسفیدی وآن سخت بباشد - فکان سائر العرب

وتخالف نیفتند - رواہ الترمذی وابوداود والنسائی وابن ماجہ - وعن جابر رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل عرفۃ موقف وہر جزو وے موقف ست ہر جائیکہ وقف کنید صحیح ست - وکل منی منحر - وہمہ منا منحر ست در ہر جاے وی کہ نحر کنید جائز ست - وکل المزدلفۃ موقف - وہمہ مزدلفہ موقف ست - وکل فجاج مکۃ طریق ومنحر - وہمہ راہہاے مکہ راہ ومنحر ست فجاج بکسر فا جمع فج بفتح راہ کشادہ میان دو کوہ یعنی از ہر راہ کہ بمکہ درآیند درست ست وہر جائیکہ در مکہ نحر کنند رواست نحر در حرم باید ومکہ حرم ست لیکن در منی اعادت شدہ است در روز نحر کہ یوم ذی الحجہ است در منی می باشند آنجا قربانے میکنند ودمہاے دیگر مثل ہدی ودم شکر تمتع ونذر وجزآنہا اگر در مکہ کنند قصورے ندارد ومقصود از تسویۂ مواضع مذکورہ اصل جواز وخروج از عہدہ است والا فضیلت موقف آنحضرت ومنحر وطریق وے باقی ست کما لایخفی - رواہ ابوداود والدارمی - وعن خالۃ - بن ہوذۃ - بفتح حا وسکون واو وذال معجمہ - قال رایت النبی - گفت دیدم پیغمبر را - صلی اللہ علیہ وسلم یخطب الناس یوم عرفۃ - خطبہ میکرد مردم را روز عرفہ یعنی در عرفات - علی بعیر قائمًا فی الرکابین - بر شتر سوار ایستادہ در ہر دو رکاب گویا کہ این بقصد ارتفاع وحصول قوت در کلام بودتا ازدور ونزدیک ہمہ بشنوند - رواہ ابوداود - وعن عمر - وبن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر الدعاء دعاء یوم عرفۃ - بہترین دعا ہا دعاے روز عرفہ است کہ در عرفات کنند یا ہر جا کہ کنند ومقصود اصلی ذکر احوال حج وحاجیان ست - وخیر ما قلت انا والنبیون من قبلی - وبہترین دعا وذکرے کہ گفتم من وپیغمبران کہ پیش از من بودہ اند این ست - لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر رواہ الترمذی وروے مالک عن طلحۃ من عبید اللہ الی قولہ لا شریک لہ وعن طلحۃ - بن عبید اللہ بن کریز - بفتح کاف وکسر راء وسکون شناۃ تحتانیہ ودر آخر زاے وعبید اللہ بہ لفظ تصغیر اینچنین واقع شدہ است در نسخ مشکوۃ موافق انچہ واقع شدہ است ودر بعضی نسخ مصابیح وکاشف ذہبی وبعضی کتب دیگر وصواب عبد اللہ بدون یا موافق انچہ در اکثر کتب اسماء الرجال ست تابعی ست روایت میکند از وے حمید الطویل وحماد بن سلمہ ومالک وجز ایشان وحدیث او مرسل ست وطلحۃ بن عبد اللہ از عشرہ مبشرہ است وروے طلحۃ بن عبد اللہ بن عثمان ست وعثمان نام ابو قحافہ است والد ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ - ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما رئی الشیطان یوما ہو فیہ اصغر - گفت آنحضرت دیدہ نشدہ است شیطان در ہیچ روزے کہ وے در ان روز خوار تر باشد - ولا اوحر - بدال وحاے مہملتین ونہ دور تر رانندہ تر - ولا احقر - ونہ خوار تر وخورد تر - ولا اغیظ منہ - ونہ خشم وغصہ خورندہ تر از خودش - فی یوم عرفۃ کہ در روز عرفہ بیباشد یعنی شیطان ہمیشہ از مشاہدۂ خیر وخوبی از آدمیان غصہ میخورد وخوار میگردد در روز عرفہ از ہمہ روز ہا بیشتر وزیادہ تر ست خواری وغصہ وے - وما ذلک الا لما یری من تنزل الرحمۃ - ونیست آن

کردہ اند - ومنی کلہا منحر - ومنا ہمہ محل نحر ست در ہر موضعی از منی کہ نحر کنند جائز ست - فانحروا فی رحالکم - پس نحر کنید شما در منزلہا و جایہاے رخت خود این را در منی گفت و در عرفات گفت - ووقفت ہہنا وعرفۃ کلہا موقف - ووقوف کردم من اینجا و عرفات ہمہ محل وقوف ست و در مزدلفہ کہ او را جمع نیز گویند بفتح جیم بجہت اجتماع آدم وحوا در وے و از دلف نیز بمعنی قرب و اجتماع ست گفت - ووقفت ہہنا وجمع کلہا موقف - ووقوف کردم من اینجا و جمع ہمہ موقف ست و شک نیست کہ مکان آنحضرت افضل و اشرف خواہد بود اما جواز شامل ست ہمہ را - رواہ مسلم - وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من یوم اکثر من ان یعتق اللہ فیہ عبدا من النار من یوم عرفۃ گفت آنحضرت نیست ہیچ روزی بیشتر از روے آزاد کردن خداے تعالی در ان روز بندہ را از آتش دوزخ از روز عرفہ - وانہ لیدنو - وبدرستی کہ وے تعالی نزدیک میشود برحمت و مغفرت - ثم یباہی بہم الملائکۃ - پستر مفاخرت می نماید و نازش میکند بہ بندگان کہ حاضر اند در ان موقف ملائکہ را - فیقول ما اراد ہؤلاء - پس میگوید بملائکہ چہ میخواہند این بندگان من بلفظ استفہام تعجب تا ملائکہ اعتراف کنند بفضل نبی آدم و پشیمان شوند از طعنی کہ در ایشان میکردند رواہ مسلم

الفصل الثانی - عن عمرو بن عبد اللہ بن صفوان - تابعی قرشی ست ذکر کردہ او را ابن حبان در ثقات عن خال لہ یقال لہ یزید بن شیبان - روایت میکند عبد اللہ از حالیکہ مر او را است گفتہ میشود او را یزید بن شیبان صحابی ست - قال کنا فی موقف لنا بالعرفۃ - گفت یزید بن شیبان بودیم ما در موقفی کہ بود ما را در عرفہ در قدیم الزمان در عہد جاہلیت بمیراث آبا و اجداد و قوم ما آنجا وقوف کردہ آمدہ اند - یباعدہ عمرو من موقف الامام جدا - دوری انداخت یعنی وصف میکرد بہ بعد آن موقف را عمرو بن عبد اللہ از موقف امام بسیار و البتہ - فاتانا - پس آمد ما را این مربع الانصاری - بکسر میم و سکون را و فتح موحدہ نام او زید ست یا زید بن عبد اللہ - فقال انی رسول رسول اللہ - پس گفت من فرستادہ پیغمبر خدایم - صلی اللہ علیہ وسلم الیکم - بسوے شما - یقول لکم قفوا علی مشاعرکم میگوید آنحضرت شما را وقوف کنید شما بہ مشاعر خود - فانکم علی ارث من ارث ابیکم ابراہیم - پس بدرستی کہ شما بمیراث اید از میراث پدر کلان شما کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ست حاصل معنی حدیث آن ست کہ ہر قومی و قبیلہ را از عرب پیش از زمان اسلام موقفی معین بود از عرفات کہ در انجا وقوف میکردند و موقف قبیلہ این یزید بن شیبان در جائے بود کہ بسیار دور بود از موقف آنحضرت کہ موقف امام عبارت از ان ست پس اینہا خواستند کہ عرض نمایند کہ نزدیکتر بایستند یا حضرت خود تفرس نمود کہ خواہند درخواست پس صحابی را کہ ابن مربع میگفتند بہ ایشان فرستاد کہ بجاے خود بایستند از موقف قدیم کہ از پدران آمدہ است و مشاعر ایشان عبارت از ان ست انتقال نکنند کہ عرفات ہمہ موقف ست و دوری و نزدیکی از موقف امام تفاوتے ندارد تا در نزاع

ورواہ احمد مع اختلاف - روایت کردہ است این حدیث را در شرح السنۃ باین لفظ کہ گذشت ورواہ احمد باختلاف در لفظ - وعن قدامۃ - بضم قاف وتخفیف دال مہملہ - بن عبد اللہ بن عمار - صحابی ست قدیم الاسلام ساکن شد مکہ را و ہجرت نکرد ازان - قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسعی بین الصفا والمروۃ علی بعیر - گفت دیدم آنحضرت را کہ سعی میکرد میان صفا و مروہ بر شتر سے سوار - لاضرب ولا طرد - نہ زدن بود ونہ راندن و دور کردن مردم را چنانکہ پیش ملوک وامرا میکنند ولا الیک الیک - ونہ بود یکسو شو یکسو شو - رواہ فی شرح السنۃ - وعن یعلی - بفتح تحتانیہ وسکون عین مہملہ - بن امیۃ - بضم ہمزہ وفتح میم وتشدید یا صحابی ست حلیف قریش اسلام آورد روز فتح وحاضر شد حنین وطائف وتبوک را عامل عمر ابن الخطاب بود بر نجران - قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طاف بالبیت مضطبعا - گفت کہ پیغمبر خدا طواف کرد بخانہ کعبہ در حالیکہ مضطبع ست واضطباع رداء از زیر بغل راست بر کتف چپ انداختن - ہبر داخضر - بجامہ سبز - رواہ ابو داؤد وابن ماجۃ والدارمی - وعن ابن عباس رض اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ اعتمروا من الجعرانۃ روایت ست از ابن عباس کہ آنحضرت واصحاب وے عمرہ کردند از جعرانہ کہ نام موضعی ست چنانکہ در میان عمرہ ہائے آنحضرت سابقا معلوم شد - فرملوا بالبیت ثلثا - پس رمل کردند بطواف بیت در سہ شوط - وجعلوا ارذیتہم تحت آباطہم - وگردانیدند ردا ہائے خود را زیر بغلہائے خود - ثم قذفوہا علی عواتقہم الیسری پس انداختند ردا ہا را بر دوشہائے چپ خود کہ معنی اضطباع ست مشہور آن ست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از جعرانہ شبانگاہ بمکہ آمد وہیچکس را خبر نکرد وظاہر صحابہ اوقات دیگر کردہ باشند آنرا روایت میکند واللہ اعلم - رواہ ابو داؤد -

الفصل الثالث - عن ابن عمر - قال ما ترکت استلام حزین الرکنین الیمانی والحجر فی شدۃ ولا رخاء - گفت ابن عمر رضی اللہ عنہما ترک نکردم من بوسہ دادن این دو رکن را کہ یمانی وحجر اسود ست در سختی ونرمی یعنے در ازدحام وخلوت - منذ رایت رسول اللہ - ازان باز کہ دیدم پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم یستلمہما - کہ بوسہ میدہد آن دو رکن را - متفق علیہ وفی روایۃ لہما - ودر روایتی مر بخاری ومسلم را اینچنین آمدہ است کہ - قال نافع رایت ابن عمر یستلم الحجر بیدہ - گفت نافع دیدم ابن عمر را کہ بوسہ میداد حجر اسود را بدست خود - ثم قبل یدہ پس بوسید دست خود را - وقال ما ترکتہ منذ رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعلہ - وگفت ابن عمر ترک نکردم این را ازان باز کہ دیدم آنحضرت را کہ میکرد این را - وعن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت شکوت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اشتکی - گفت ام سلمہ گلہ کردم بسوی آن حضرت کہ من بیمارے دارم یعنی پیادہ طواف نمی توانم کرد شکوا و شکایت بمعنی گلہ کردن ومعنی بیمار شدن نیز می آید واین نیز راجع بمعنی اول ست گویا عضوے گلہ میکند از حال خود - فقال طوفی من وراء الناس وانت راکبۃ - پس گفت آنحضرت طواف

بعضی گفتہ اند آنحضرت را دیدہ واللہ اعلم روایت میکند - ان ابن عمر کان یبوا علی الرکنین - کہ ابن عمر بود کہ انبوہی میکرد
بر ہر دو رکن رکن اسود و رکن یمانی - زحاما ما رایت احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزاحم علیہ -
انبوہی کردنی کہ ندیدم من ہیچ یکی از یاران آنحضرت را کہ انبوہی میکرد بر ہر یکی ازین دو رکن - قال ان افعل فانی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - گفت ابن عمر اگر میکنم انبوہی منکر نشوید بر من کہ حجت دارم بران زیرا کہ من شنیدہ ام
پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم - یقول - میگفت - ان مسحہما کفارۃ للخطایا - بدرستی کہ مالیدن این دو رکن بدست پوشندہ
است مر گناہان را - وسمعتہ یقول - وشنیدم آنحضرت را کہ میگفت - من طاف بہذا البیت اسبوعا - کسیکہ بگردد گرد این
خانہ ہفت طوفہ - فاحصاہ - پس محافظت کند برعایت واجبات وسنن وآداب آن - کان کعتق رقبۃ - باشد ثواب
آن مانند ثواب آزاد کردن بندہ - وسمعتہ یقول - وشنیدم آنحضرت را کہ میگفت - لا یضع قدما ولا یرفع اخری -
ننہد کسی قدمے را در طواف و بر نمیدارد بار دیگر - الا حطہ اللہ عنہ بہا خطیئۃ - مگر آنکہ فرود می آرد و کم میکند خدا تعالی
از ان کس بسبب آن قدم نہادن و برداشتن گناہان او را - وکتب لہ بہا حسنۃ - و می نویسد برائے وی نیکی را یعنی
در ہر قدم گناہے کم میکند و حسنہ می نویسد - رواہ الترمذی - وعن عبد اللہ بن السائب - صحابی ست اہل مکہ
قرأت از وے دارند و مجاہد بر وے خواندہ - قال سمعت رسول اللہ - گفت شنیدم پیغمبر خدا را - صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ما بین الرکنین - میگفت آنحضرت میان رکن یمانی و رکن اسود این دعا را - ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ
وقنا عذاب النار - گفتہ اند کہ صحیح نشدہ از حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعائی در طواف مگر این دعا و دعاہائے
دیگر کہ میخوانند از صحابہ و تابعین و سلف کرام آمدہ واللہ اعلم رواہ ابوداود - وعن صفیۃ بنت شیبۃ - بعضی گفتہ اند کہ وی آنحضرت را
دیدہ و بعضی گفتہ اند ندیدہ و ابن حبان او را در تابعین از کتاب ثقات نوشتہ و وی صفیہ بنت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ حجبی ست
کہ کلید خانہ کعبہ در دست ایشان بود - قالت اخبرتنی - گفت صفیہ خبر داد مرا - بنت ابی تجراۃ - بضم فوقانیہ و سکون جیم
و فتح را پیش از الف و در بعضے نسخ بہمزہ - قالت دخلت من نسوۃ من قریش دار آل ابی حسین - گفت بنت
ابی تجراۃ در آمدن با زنانی چند از قریش سرای آل ابی حسین را - ننظر الی رسول اللہ - در حالیکہ نگاہ میکنیم بسوی پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم وہو یسعی بین الصفا والمروۃ - و آنحضرت میدوید میان صفا و مروہ - فرأیتہ یسعی وان مئزرہ لیدو
من شدۃ السعی - پس دیدم من او را کہ سعی میکرد و بدرستی کہ میزر آنحضرت ہر آئینہ میگردید از سختی دویدن میزر
بکسر میم و سکون تحتانیہ بمعنی ازار آید کہ زیر می بندند و بمعنی لحاف و ملحفہ بکسر میم بمعنی لباس کہ بالای ہمہ لباسہا باشد
نیز می آید و اینجا این مراد ست - وسمعتہ یقول - وشنیدم آنحضرت را کہ میگفت - اسعوا فان اللہ کتب علیکم السعی - سعی
کنید زیرا کہ حق تعالی نوشتہ است و واجب گردانیدہ است بر شما سعی را و سعی فرض ست نزد مالک و شافعی
و احمد و نزد ما واجب ست و بعضے تطوع گفتہ اند بظاہر کریمہ فلا جناح علیہ ان یطوف بہما - رواہ فی شرح السنۃ

وسفید بودن او و سیاہ گشتن او بگناہان آدمیان تنبیہ است مر آدمیان را کہ عبرت گیرند کہ گناہان در جماد تاثیر میکنند چہ دلہاے ایشان و این ہمہ تردد و شک و تاویل از ظلمت باطن و حیلۂ نفس ست و راہ راست آن ست کہ بظاہر آن ایمان بیارند و حقیقت آنرا بہ علم الٰہی تفویض نمایند و بگویند کہ ان اللہ علی کل شیٔ قدیر و در شرح زیادہ بریں تبیین و تفصیل و بسط و تطویل کردہ شدہ است و باللہ التوفیق - فائدہ - مشہور شدہ میان مردم کہ باقی ماندہ است در حجر اسود سفیدی چونکہ آن سفیدی میرود می آید قیامت بانزدیک میشود قیامت و فقیر حقیر درین متحیر بود کہ این را اصلی باشد یا نہ پس در تاریخ مکہ فارسی کہ تصنیف کردہ گفتہ کہ این چیز ذکر کردہ است کہ در حجر اسود نقطۂ سفید دیدہ صغیر مشرق و بود در حلت این چیز در سنہ پانصد و ہفتاد و نہ و فقیہ سلیمان عقلانی در مناسک خود گفتہ کہ دیدم من در حجر اسود سہ جا سفیدی و بعد ازان دیدم کہ ہر وقت در نقصان بود و این در ہفصد و ہشت بود واللہ اعلم

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحجر - و ہم از ابن عباس ست کہ گفت آنحضرت در شان حجر اسود **واللہ لیبعثنہ اللہ یوم القیمۃ** - بخدا سوگند بر انگیزد حجر اسود را خداے تعالیٰ روز قیامت - **لہ عینان یبصر بہما** در حالیکہ مر او را دو چشم ست کہ می بیند بآن دو چشم **ولسان ینطق بہ** و زبانی ست کہ سخن میگوید بآن - **یشہد علی من استلمہ بحق** - گواہی میدہد بر تقبیل و حافظہ میگردد بر کسی کہ استلام کردہ است او را بحق یعنی با ایمان و صدق و یقین - **حسبہ اللہ** - گواہی میدہد بحق و راستی و این حدیث نیز محمول ست بر ظاہر زیرا کہ حق سبحانہ قادر ست بر ایجاد بصر و نطق در جمادات و تاویل میکنند آن کسانی کہ در دل ایشان ریغ و تقلسف ست و میگویند کہ این کنایت ست از تحقق ثواب مستلم و عدم ضیاع اجر و سعی او عجب ست از بیضاوی کہ میگوید غالب بر ظن آن ست کہ مراد ہمین ست اگرچہ ممتنع نیست حمل او بر ظاہر و ہیچ عجب نیست از بیضاوی زیرا کہ وے مجبول ست نیز بر تقلسف و تاویل در تفسیر قرآن و شرح احادیث تجاوز اللہ عنہ - رواہ الترمذی و ابن ماجۃ والدارمی

وعن ابن عمر - قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الرکن والمقام یاقوتتان من یاقوت الجنۃ - گفت ابن عمر رضی اللہ عنہما شنیدم آنحضرت را کہ میگفت بدرستی کہ رکن یعنی حجر اسود و مقام یعنی مقام ابراہیم و آن سنگی ست کہ در ان اثر پایہاے او ست علیہ السلام ہر دو یاقوت اند از جنس یاقوت بہشت و یاقوت نام جوہری مشہور ست **طمس اللہ نورہما** - محو و ناپدید کردہ است خداے تعالیٰ نور این ہر دو را - **ولو لم یطمس نورہما لاضاء ما بین المشرق والمغرب** - و اگر ناپدید نمیکرد نور این ہر دو را ہر آئنہ روشن میشد ہر چہ میان مشرق و مغرب ست یعنی تمام دنیا و گویا حکمت در طمس نور آن ست تا ایمان بہ غیب باشد امتحان ایمان درین صورت ست - رواہ الترمذی و امام احمد حنبل در مسند خود و ابن حبان در صحیح خود نیز روایت کردہ اند

وعن عبید بن عمیر - ہر دو لفظ مصغر ست از کبار تابعین و ثقہ است و در زمان نبوت ولادت یافتہ

پس در آمد مکہ را - فاقبل الی الحجر - پس روے آورد سوے حجر اسود - فاستلمہ - پس استلام کرد حجر را - ثم طاف بالبیت
پستر طواف کرد بخانہ - ثم اتی الصفا - پستر آمد بجبل صفا - فعلاہ - پس بالا بر آمد او را - حتی ینظر الی البیت - تا آنکہ نظر میکرد
بخانہ - فرفع یدیہ - پس برداشت ہر دو دست را فجعل یذکر اللہ ما شاء ویدعو - پس گشت کہ ذکر میکند خدا تعالے
را کہ میخواہد و دعا میکند پس ازین معلوم میشود کہ بنظر بسوے خانہ دست بر میداشت و دعا میکرد مگر مراد از حدیث
سابق در غیر این حالت کہ صعود صفاست باشد واللہ اعلم - رواہ ابوداؤد - وعن ابن عباس رض ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال الطواف حول البیت مثل الصلوٰۃ - طواف کردن گرد خانہ مانند نماز ست در ثواب - الا
انکم تکلمون فیہ - پس فرق این ست کہ شما سخن میکنید دران و سخن کردن مبطل نیست آنرا چنانکہ نماز او درین عبارت
ایمائی ست کہ اگر سخن نکند بہتر ست - فمن تکلم فیہ فلا یتکلمن الا بخیر - پس کسیکہ سخن کند در طواف پس باید کہ تکلم نکند
مگر بہ نیکی یعنی سخن نیک کند اگرچہ از جنس کلام ناس باشد و باین حدیث استدلال کردہ شدہ است بر اشتراط طہارت
در طواف چنانچہ در نماز شرط ست و مذہب ائمہ ہمین ست ولیکن پوشیدہ نماند کہ حقیقت تشبیہ من کل الوجوہ مراد
نیست زیرا کہ طہارت ثوب و استقبال قبلہ و قراءت و سائر ارکان معتبر نیست ولیکن طہارت افضل ست نزد ما
و اتفاق دارند بر آن کہ نماز افضل ست از طواف و بعضی میگویند کہ براے غربا طواف افضل ست کہ غنیمت ست و
جای دیگر نخواہند یافت - رواہ الترمذی والنسائی والدارمی وذکر الترمذی جماعۃ وقفوہ علی ابن عباس - و ذکر کردہ است
ترمذی جماعہ را از رواۃ کہ وقف کردہ اند این حدیث را بر ابن عباس و گفتہ اند کہ این قول ابن عباس ست ولیکن
ظاہر آنست کہ این موقوف در حکم مرفوع خواہد بود واللہ اعلم - وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نزل الحجر الاسود من الجنۃ - فرود آمدہ است حجر اسود از بہشت - وہو اشد بیاضا من اللبن - وی در حال نزول سخت تر بود در سفیدی
از شیر - فسودتہ خطایا بنی آدم - پس سیاہ گردانیدہ است او را گناہان اولاد آدم و رسیدن دستہای ایشان
رواہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح - و گفتہ اند کہ درین حدیث امتحان ایمان مراد ست اگر کامل الایمان
است قبول می کند آنرا بے تردد و بے تاویل و ضعیف الایمان متردد میگردد و کافر منکر میشود و لعمری درین حدیث
چیزے نیست کہ مخالف دلیل قاطع کہ حکم باستحالہ آن کند باشد تا تاویل کنند و صرف از ظاہر نمایند و قول اہل زیغ کہ نادانستہ
ایم بنصوص کہ بہشت و آنچہ در وست از جواہر مباین و مخالف ست بحقیقت چیزہا را کہ مخلوق اند درین دار فانیہ
از خواص و لوازم و در زوال و فنا و احاطہ آفات بدان و باین حجر خود آفات برسید تا آنکہ از دست قرامطہ ملاحدہ
شکست کہ ہنوز اثر آن در وے باقی ست و جوابش آنست کہ تواند کہ بعد از نزول در دار دنیا آن احوال
متغیر و متبدل شدہ باشد چنانکہ در آدم علیہ السلام شدہ از گرسنگی و تشنگی و مانند آن و بعضی میگویند کہ مراد
نبودن او از جنت جہت وجود یمن و برکت و شرف و کرامت ست گویا چیزی ست کہ از بہشت آمدہ است

ومانند آن رواه مسلم - وعن عائشة - رضی الله عنها قالت خرجنا مع رسول الله - گفت عائشه بیرون آمدیم ما با پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم
لا نذکر الا الحج - در حالیکه ذکر نمیکردیم در تلبیه مگر حج را - فلما کنا بسرف طمثت پس هنگامیکه بودیم ما بسرف حیض کردم من و بسروف بفتح سین و کسر را و فا در
آخر نام موضعی ست بر یک مرحله از مکه در آنجا مرقد ام المومنین میمونه است رض و نکاح وے رضی الله عنها و زفاف
و موت وے همدرین موضع اتفاق افتاده بودند - فدخل النبی صلی الله علیه وسلم وانا ابکی - پس در آمد آنحضرت و حال
آنکه من گریه میکنم از وقوع حیض که مبادا مانع شود از گزاردن حج - فقال لعلک نفست - به لفظ معلوم پس گفت آنحضرت
شاید که تو حیض کردی مراد از نفاس اینجا حیض ست و در ولادت نفست به لفظ مجهول میگویند - قلت نعم گفتم آری - قال فان ذلک
شیء کتبه الله الی بنات آدم - گفت آنحضرت اندیشه مکن زیرا که حیض چیزی ست که نوشته شده است یعنی تقدیر کرده است خدا تعالی
آنرا بر دختران آدم بیواسطه و در بعضی روایات آمده است که ابتداے آن از نساء بنی اسرائیل ست و کلام در وے
در باب حیض گذشت - فافعلی ما یفعل الحاج پس بکن ای عائشه چیزے که میکنند حاجیان - غیر ان لا تطوفی بالبیت
حتی تطهری - جز آنکه طواف نمیکنی بخانه تا آنکه پاک شوی - متفق علیه - وعن ابی هریرة - رض قال بعثنی ابوبکر
رضی الله عنه فی الحجة التی امره النبی صلی الله علیه وسلم علیها - گفت ابوهریره فرستاد مرا ابوبکر در حجی که امیر گردانیده بود
او را آنحضرت برای حجه یعنی بر اهل حجه قبل حجة الوداع پیش از حجة الوداع که آنحضرت به نفس شریف خود کرد سابقا معلوم شد که چون حج
فرض شد آنحضرت بجهت اشتغال بغزوات نتوانست رفت ابوبکر رضی الله عنه را امیر حاج ساخت - یوم النحر فی رهط -
فرستاد مرا ابوبکر روز نحر میان گروهی که - امره ان یؤذن فی الناس - امر کرد ابوبکر آن گروه را که اذان گوید و اعلام
کند در مردم احتمال دارد که ضمیر امره بر ابوهریره رود - الا لا یحج بعد العام مشرک - آگاه باشید که حج نکند بعد ازین حال
هیچ مشرکی حج کردن مخصوص به مسلمانان باشد - ولا یطوفن بالبیت عریان - و باید که طواف نکند بخانه کعبه هیچ برهنه
و این عادت اهل جاهلیت بود که برهنه طواف میکردند و میگفتند عبادت نه کنیم خدا را در جامهای که گناه میکنیم در آن -
متفق علیه

الفصل الثانی عن المهاجر المکی - قال سئل جابر عن الرجل یری البیت یرفع یدیه - گفت مهاجر که از
تابعین ست پرسیده شد جابر از مردے که می بیند بیت را بر میدارد هر دو دست خود را - فقال قد حججنا مع النبی -
گفت جابر به تحقیق حج کردیم با پیغمبر صلی الله علیه وسلم فلم نکن نفعله - نبودیم پس نبودیم که به کنیم آنرا و بیا نیز روایت
است یعنی نبود آنحضرت که میکرد آنرا که مذهب ائمه ثلثه این ست و امام احمد گفته دستها بر دارد و دعا کند و در شرح
کتاب خرقی که در مذهب امام احمد ست حدیثی درین باب روایت کرده است و در بعضی رسائل که در مذهب حنفی ست
ذکر کرده اند که در اول که نظر بر بیت افتد دعا کند و لابد رفع یدین از سنن دعاست والله اعلم - رواه الترمذی
وابوداود - وعن ابی هریرة - قال اقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم فدخل مکة - روے آورد آنحضرت

یعنی ابتداے طواف از حجر اسود کرد۔ ثم مشی علی یمینہ۔ پستر مشی میکرد بر دست راست خود از برائے طواف۔ فرمل ثلثا و مشی اربعا۔ پس رمل کرد در سہ طوفہ و مشی کرد در چہار۔ رواہ مسلم۔ وعن الزبیر بن عربی۔ تابعیست روایت میکند از ابن عمر و غیر وے روایت ست از وے یک حدیث در استلام حجر۔ قال سأل رجل عن ابن عمر عن استلام الحجر۔ گفت سوال کرد مردے از ابن عمر از بوسہ دادن حجر اسود۔ فقال۔ پس گفت ابن عمر۔ رایت رسول اللہ دیدم پیغمبر خدارا صلی اللہ علیہ وسلم میستد یقبلہ۔ استلام میکرد او را و بوسہ میداد او را و اسا بقا معلوم شد کہ استلام شامل لمس بید و تقبیل بدہان ہر دو راست و گویا مراد با استلام این جا لمس بید ست بقرینۂ مقابلت بہ تقبیل رواہ البخاری۔ وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال لم ار النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستلم من البیت الا الرکنین الیمانین۔ گفت ابن عمر ندیدم من آنحضرت را کہ استلام میکرد از خانۂ کعبہ مگر دو رکن یمانی را کہ حجر اسود ست و رکن یمانی کہ محاذی او ست رکن یمانی نام ہمین رکن ست ولیکن اینجا ہر دو رکن را یمانی خواند بطریق تغلیب و بیت را دو رکن دیگر ست یکی رکن عراقی دیگر رکن شامی و ہر دو را شامیان میگویند و دو رکن یمانی را افضل ست باعتبار بقاے ایشان بر اصل بناے خلیل علیہ السلام ازین جہت تخصیص کردہ شدہ اند باستلام و رکن اسود افضل ست بوجود حجر اسود در وے و لہذا تقبیل کردہ میشود در رکن یمانی اکتفا بلمس میکنند و از حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقبیل رکن یمانی ثابت نہ شدہ و جمہور برین اند و در استلام رکنین شامیین کلام ست ذکر کردہ ایم آنرا در شرح سفر السعادت و تصحیح لفظ یمانی در شرح کردہ شدہ است۔ متفق علیہ۔ وعن ابن عباس رض قال طاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع علی بعیر۔ گفت ابن عباس طواف کرد آنحضرت در حجۃ الوداع بر شتر یستلم الرکن بمحجن۔ در حالیکہ استلام میکرد حجر اسود را بچیزے کہ در دست وے بود بآن چوب اشارت بمحجر میکرد و چوب را بوسہ میداد و محجن بکسر میم و سکون حاے مہملہ و فتح جیم چوب سر کج مانند چوگان۔ متفق علیہ وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طاف بالبیت علی البعیر۔ و ہم از ابن عباس ست کہ آن حضرت طواف کرد بخانہ بر شتر کلما اتی الی الرکن اشار الیہ بشئی فی یدہ ہر گاہ کہ می آمد و میرسید بر حجر اسود اشارت میکرد بسوے وے بچیزے یعنی بہ چوبی کہ در دست مبارک وے بود۔ وکبر۔ و تکبیری بر آورد و درین حدیث بوسہ دادن آن چیز مذکور نیست۔ رواہ البخاری۔ وعن ابی الطفیل۔ صحابی ست آخر الصحابہ موتا و از خواص یاران و تابعان امیر المومنین علی بود رضی اللہ عنہما۔ قال رایت رسول اللہ گفت دیدم پیغمبر خدارا صلی اللہ علیہ وسلم یطوف بالبیت و یستلم الرکن بمحجن معہ و یقبل المحجن۔ طواف میکرد بخانہ و استلام میکرد رکن را بمحجن کہ با او بود و بوسہ میداد محجن را و درین حدیث استلام رکن ست بچوب و تقبیل آن و در حدیث سابق اشارت بمحجن بود مجمل آنکہ بہر چہ استطاعت دارد بکند بوسہ یا استلام یا اشارت بدست یا بچوب

علیہ وسلم لما جاء مکۃ دخلہا من اعلاہا - گفت عایشہ کہ آنحضرت ہنگامی کہ می آمد مکہ را در می آمد او را از بالای او کہ ہمان جانب ذی طوی ست و معلاکہ مقبرہ مکہ است ہمان جانب ست و معلا بفتح میم و سکون عین مہملہ و تخفیف لام ست و عامہ معلا میگویند بضم میم و تشدید لام - وخرج من اسفلہا - و بیرون می آمد از پایان او کہ جانب دیگر ست متفق علیہ - وعن عروۃ بن الزبیر عروۃ بن الزبیر کہ از کبار تابعین و ثقات ایشان ست و خواہر زادۂ عایشہ صدیقہ است و پسر اسماء بنت ابی بکر روایت میکند از عایشہ کہ گفت - قدم حاج النبی - بہ تحقیق حج کرد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتنی عایشۃ ان اول شئی بدأ بہ حین قدم مکۃ انہ توضأ ثم طاف بالبیت - پس خبر داد مرا عایشہ کہ نخست چیزے کہ اغاز کرد آنحضرت بدان چیز در وقتیکہ قدوم آورد مکہ را این بود کہ آنحضرت وضو کرد پستر طواف کرد بخانۂ کعبہ و این طواف را طواف قدوم گویند - ثم لم تکن عمرۃ - پستر نبود عمرہ - ثم حج ابو بکر - پستر حج کرد ابو بکر - وکان اول شئی بدأ بہ الطواف بالبیت ثم لم تکن عمرۃ ثم عمر ثم عثمان مثل ذلک یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و این خلفای ثلثہ رضی اللہ عنہم بمکہ آمدند نخست کاری کہ کردند طواف کردند و ہیچ عمرہ بجا نیاوردند و در بعضی روایات ثم لم یکن غیرہ یعنی نبود غیر طواف و بعضی گفتہ اند کہ این تصحیف ست و لیکن معنی صحیح ست پوشیدہ نماند کہ در احادیث سابق معلوم شد کہ آنحضرت و صحابہ بعد از قدوم بمکہ عمرہ کردند و لیکن ہر کہ سوق ہدی کردہ بود بر احرام باقی ماند و ہر کہ سوق نکردہ بود از احرام برآمد مگر آنکہ مراد بنفی عمرہ فسخ حج بعمرہ و برآمدن از احرام ست و عروہ این کلام را رد نمود کسی گفت کہ زعم کرد کہ آنحضرت فسخ حج بعمرہ نمود و بیان کرد کہ آنحضرت بر قران خود باقی ماند مگر آن کسی کہ سوق ہدی نکرد او را فرمود کہ از احرام برآید و فسخ حج بعمرہ کند و بعد از عمرہ احرام دیگر برای حج بہ بندد متفق علیہ - وعن ابن عمر - قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا طاف فی الحج او العمرۃ اول ما یقدم - بود آنحضرت کہ چون طواف میکرد در حج یا در عمرہ در اول قدوم آوردن سعی ثلثۃ اطواف - سعی میکرد یعنی تیز میرفت در سہ شوط مراد رمل ست کہ بیان آن گذشت - ومشی اربعۃ و میرفت بروش معتاد در چہار شوط طواف کہ عبارت ست از ہفت بار گشتن گرد خانہ کعبہ و ہر یک گشتن را شوط گویند بضمی تگ و در رسائل مناسک ہمین لفظ شوط واقع شدہ و در قاموس گفتہ است کہ جماعۂ از فقہا اطلاق این لفظ را نکردہ داشتہ اند بجای آن طواف را اطلاق میکنند و وجہ آن بیان نکردہ مگر آنکہ گویند کہ طواف دلالت بر تعظیم دارد و نیز شوط لفظ غالبیت ست چنانکہ در کراہت اطلاق شیرب بر مدینہ مطیبہ گفتہ اند - ثم سجد سجدتین - پستر میگزارد بعد از طواف دو رکعت - ثم یطوف بین الصفا والمروۃ - پستر طواف میکرد یعنی سعی میکرد میان صفا و مروہ پس رمل در طوافی میبود کہ بعد از وی سعی ست متفق علیہ - وعنہ - قال رمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - و ہم از ابن عمر ست کہ گفت رمل کرد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بین الحجر الی الحجر ثلثا از حجر اسود تا حجر اسود سہ بار - ومشی اربعا و مشی کرد چہار بار - وکان یسعی ببطن المسیل اذا طاف بین الصفا والمروۃ و بود آنحضرت کہ سعی میکرد در مغاک جای سیلان آب چون طواف میکرد میان صفا و مروہ بیان این در حدیث جابر گذشت - رواہ مسلم - وعن جابر - قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم مکۃ اتی الحجر فاستلمہ ہنگامیکہ قدوم آورد آنحضرت مکہ را آمد حجر اسود را

صلی اللہ علیہ وسلم لاربع مضین من ذی الحجہ - گفت عائشہ قدوم آورد آنحضرت یعنی بمکہ ہنگامیکہ چہار شب گذشتہ بودند از ذی الحجہ - او خمس - یا پنج شب - فدخل علی وہو غضبان - پس در آمد آنحضرت بر من وحال آنکہ وے خشمناک ست فقلت من اغضبک - پس گفتم من کہ در غضب آورد ترا - یا رسول اللہ او خلہ النار - در آرد او را خدائے تعالی در آتش دوزخ - قال - گفت آنحضرت - او ما شعرت انی امرت الناس بامر - آیا نمیدانی وخبر نداری کہ من امر کردم مردم را بامرے - فاذا ہم تیر دودن پس ناگاہ مردم تردد و توقف میکنند در امتثال آن - ولو انی استقبلت من امری ما استدبرت ما سقت الہدی معی - واگر می بود کہ پیش میدانستم من از کار خود چیزے را کہ پس دانستم نمی آوردم ونمیراندم ہدی را ہمراہ خود یعنی اشتر یہ - تا آنکہ می خریدم ہدی را اکنون بعد از احرام - ثم احل کما حلوا - پس حلال میشدم چنانکہ حلال شدند مردم - رواہ مسلم

باب دخول مکۃ والطواف

ذکر کرد در ین باب کیفیت دخول مکہ کہ از کدام سو در آید واز کدام جانب بدر رود و چہ وقت در آید و ذکر کردہ کیفیت طواف را و انچہ لازم ست او را از استلام حجر و جز آن و ملک یعنی ہلاک و نقصان کردن ست پس این بلد شریف را از ین جہت مکہ میگویند کہ وے ہلاک میکند و ناکس وفا نے میگرداند گناہان را و ہلاک میکند مر کسے را کہ ظلم کند و الحاد ورزد در ان و بکہ نیز میگویند و بک یعنی کوفتن ست از جہت کوفتن وے اعناق جباران را یا از جہت ازدحام خلایق نزد وے کہ موجب دق اعناق ست یا از جہت آنکہ وے میگوید مردان را و مے شکند قوت و تیزی ایشان را بریاضت و مجاہدات و طواف گشتن گرد چیزے اکنون غالب آمدہ و اسم شدہ گشتن گرد کعبہ زادہا اللہ تعظیما و تشریفا

الفصل الاول - عن نافع - قال ان ابن عمر کان لا یقدم مکۃ الا بات بذی طوی - گفت نافع کہ ابن عمر بود کہ قدوم نمی آورد بمکہ را مگر آنکہ شب میکرد بذی طوی بفتح طاے مہملہ وبضم وکسر نیز آمدہ وفتح اصح واشہر ست بہ تنوین و بے تنوین نام موضعی قریب مکہ داخل حرم در طرف راہ عمرہ حتی یصبح ویغتسل ویصلی - تا آنکہ صبح میکرد ابن عمر وغسل می بر آورد و نماز میگزارد وظاہر آن ست کہ مراد نماز نفل ست برای در آمدن مقام شریف فیدخل مکۃ نہارا - پس در آمد مکہ را روز انہ - واذا انفر منہا مر بذی طوی وبات بہا حتی یصبح ویذکر ان النبی - وذکر میکرد ابن عمر کہ پیغمبر - صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل ذلک - بود کہ میکرد آنرا کہ ابن عمر کرد از بیوتت بذی طوی واغتسال وصلوٰۃ و در ین حدیث استحباب در آمدن مکہ در روز ست تا بہ بیند کعبہ را و دعا کند والان عادت جاری شدہ بدر آمدن وقت سحر مر کسانے را کہ می آیند از جدہ وسنت موافق اول ست واگرچہ جلوۂ جمال سحر ذوقے وحالے دیگر مے بخشد ولیکن ظہور سلطان عزت وابہت وجلالت بیت اللہ زادہا اللہ تعظیما وتشریفا در وقت چاشت اظہر وابہر ست عرف ذلک بالذوق والحمد للہ - متفق علیہ - وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ان النبی صلی اللہ

فقدم النبی پس قدوم آورد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صبح رابعۃ مضت من ذی الحجۃ - در صبح شب چہارم کہ گذشتہ بود از ماہ ذی الحجہ - فامرنا ان نحل - پس امر کرد ما را آنحضرت ما را کہ حلال شویم و از احرام برآئیم - قال عطاء - گفت عطاء در تفسیر قول جابر کہ امر کرد ما را آنحضرت ما را کہ حلال شویم - قال - گفت آنحضرت - حلوا واصیبوا النساء - از احرام برآئید و برسید زنان را - قال عطاء ولم یعزم علیہم - اما واجب نگردانیدہ شد بر ایشان رسیدن بزنان - ولکن احلہن لہم - ولیکن حلال گردانید زنان را برای ایشان و مباح گردانید وطی ایشان را - فقلنا لما لم یکن بیننا وبین عرفۃ الا خمس پس گفتیم ما کہ ہنگامیکہ نباشد میان ما و میان عرفہ مگر پنج شب - امرنا ان نفضی الی نسائنا - امر کرد ما را کہ برسیم بسوی زنان خود و مباشرت کنیم ایشان را - فنأتی عرفۃ تقطر مذاکیرنا المنی - پس بیائیم عرفہ را در حالیکہ می چکاند آلتہای مردی ما آب منی قطر چکیدن و چکانیدن و مذاکیر جمع ذکر ست تفتحتین بر خلاف قیاس - قال - گفت عطاء - یقول جابر بیدہ - در حالیکہ اشارت میکند جابر بدست از برای تمثیل چکانیدن مذاکیر منی را - کانی انظر الی قولہ بیدہ یحرکہا - عطا میگوید گویا کہ من نگاہ میکنم الآن بسوی اشارت جابر بدست خود کہ می جنباند دست خود را از برای نمودن صورت ذکر قال - گفت جابر - فقام النبی - پس ایستاد و خطبہ خواند پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فینا - در میان ما - فقال قد علمتم انی اتقاکم للہ - بتحقیق دانستہ اید شما کہ بدرستی کہ من پرہیزگارترین شما ام مر خدا را و در بعضی نسخ علی اللہ یعنی گرامی ترین شما بر خدا - واصدقکم - وراست گوترین شما ام - وابرکم - ونیکوکارترین شما ام - ولولا ہدیی لحللت کما تحلون واگر نمی بود ہدی من ہر آینہ حلال می شدم من چنانچہ شما حلال میشوید - ولو استقبلت من امری ما استدبرت لم اسق الہدی - واگر پیش میدانستم از کار خود چیزے را کہ پس دانستم یعنی اگر میدانستم کہ برآمدن از احرام این چنین بر شما شاق خواہد آمد نمیراندم ہدی را و من نیز از احرام می برآمدم - فحلوا - پس حلال شوید و برآئید از احرام کہ حکم الٰہی عرشانہ چنین ست - فحللنا وسمعنا واطعنا - پس حلال شدیم ما و شنیدیم قول آنحضرت را بہ سمع رضا و اطاعت و فرمانبرداری کردیم قال عطاء قال جابر - گفت عطاء کہ گفت جابر - فقدم علی رضی اللہ عنہ من سعایتہ - پس قدوم آورد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ از یمن کہ برای گرفتن صدقات رفتہ بود و سعایت خراج و باج ساعی باج ستان - فقال بم اہللت - پس گفت آنحضرت علی را بہ چہ چیز احرام بستی تو - قال بما اہل بہ النبی - گفت علی رضی اللہ عنہ احرام بستم بچیزے و نوعی کہ احرام بست بآن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ - پس گفت مر علی را پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فاہد وامکث حراما پس اہدا کن یعنی برآن ہدی باخود و درنگ کن و بایست کہ در حالیکہ محرمی چنانکہ من کردہ ام - فقال واہدی لہ علی ہدیا - گفت جابر پس گرفت ہدی برای خود علی رضی اللہ عنہ - فقال سراقۃ بن مالک بن جعشم - پس گفت سراقہ - یا رسول اللہ العامنا ہذا ام لابد - آیا برای امسال است این حکم یا برای ہمیشہ است - قال لابد - گفت آنحضرت جرای ہمیشہ است چنانکہ در فصل اول گذشت - رواہ مسلم - وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت قدم رسول اللہ

فلیصم ثلثۃ ایام فی الحج - پس باید کہ روزہ دارد سہ روز در حج سہ ہر روز کہ باشد و افضل آن ست کہ سابع و ثامن و تاسع
بدارد و بعضی گفتہ اند کہ پیش از تاسع دارد - وسبعۃ اذا رجع الی اہلہ - و روزہ دارد ہفت روز وقتیکہ برگردد بسوے خانہ
خود کہ مجموع دہ روز باشد در قرآن مجید مطلق رجوع واقع شدہ است زیرا کہ فرمود وسبعۃ اذا رجعتم پس بعضی تفسیر کردہ اند
آنرا رجوع باہل و بعضی بفراغ از اعمال حج و بر آمدن از منا و رجوع بمکہ بیضاوے گفتہ کہ مذہب ابی حنیفہ این ست و طیبی نیز
موافق آن گفتہ اما در ہدایہ گفتہ کہ اذا رجع الی اہلہ و ظاہر این حدیث موید این مذہب ست و چون آنحضرت قدوم آورد
بمکہ و امر کرد اصحاب را بدانچہ کرد - فطاف حین قدم مکۃ - پس طواف کرد ہنگامیکہ رسید بمکہ - واستلم الرکن اول شئی - و بوسہ داد
حجر اسود را نخست از ہر چیز - ثم خب ثلثۃ اطواف - پستر بویہ کرد و رمل کرد چنانکہ گذشت در سہ طواف کہ آنرا شوط میگویند
کہ یکبار گرد کعبہ گشتن ست - ومشی اربعا - و مشی کرد بطریق معتاد آہستہ چہار مجموع ہفت طواف و شوط شد کہ آنرا طواف
گویند - فرکع حین قضی طوافہ بالبیت عند المقام رکعتین - پستر گزارد ہنگامیکہ تمام کرد طواف بیت را نزد مقام ابراہیم دو رکعت
نماز را - ثم سلم - پستر سلام داد - فانصرف - پس برگشت از نماز - فاتی الصفا - پس آمد کوہ صفا را - فطاف بالصفا والمروۃ
سبعۃ اطواف - پس طواف کرد بصفا و مروہ ہفت طواف مراد بطواف اینجا گشتن ست میان این دو کوہ ہفت بار کہ
آنرا سعی بین الصفا والمروہ گویند - ثم لم یحل من شئی حرم منہ - پستر حلال نشد آنحضرت از ہیچ چیزے کہ حرام شدہ از وے
و از احرام نیز آمد زیرا کہ قارن بود اگر متمتع ہم بود ہدی با خود داشت - حتی قضی حجہ ونحر ہدیہ یوم النحر - تا آنکہ گزارد حج
خود را و نحر کرد ہدی خود را روز نحر - وافاض - و ریخت بسوے مکہ یعنی از منی بمکہ آمد - فطاف بالبیت
پس طواف کرد بخانہ کعبہ طواف زیارت - ثم حل من کل شئی حرم منہ - پستر حلال شد از ہر چیزے کہ حرام
شدہ بود از وے حتی نساء و پیش از طواف بعد از نحر حلال شدہ بود از غیر نساء و اینجا حج تمام شد و مطلق از احرام
بر آمد - وفعل مثل ما فعل رسول اللہ - و کرد مانند آنچہ کرد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم من ساق الہدی من الناس
کسیکہ سوق ہدی کرد از مردم - متفق علیہ - وعن ابن عباس - رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہذہ عمرۃ استمتعنا بہا - این عمرہ است کہ منفعت گرفتیم ما بدان - فمن لم یکن عندہ الہدی فلیحل الحل کلہ - پس کسیکہ
نباشد نزد وے ہدی پس باید کہ حلال شود حلال شدنی ہمہ - فان العمرۃ قد دخلت فی الحج الی یوم القیمۃ - زیرا کہ عمرہ
بتحقیق در آمد در حج تا روز قیامت شرح این معنی گذشت - رواہ مسلم وہذا الباب خال عن الفصل الثانی - و این
باب تہی ست از فصل ثانے

الفصل الثالث - عن عطاء قال سمعت جابر بن عبد اللہ فی ناس معی - روایت ست از عطا گفت شنیدم
جابر را در میان مردمی کہ شریک بودند بمن در شنیدن - قال - گفت جابر - اہللنا اصحاب محمد - احرام بستیم ما کہ اصحاب
محمدیم - صلی اللہ علیہ وسلم بالحج خالصا وحدہ - بحج سادہ و بی آمیزش عمرہ تنہا - قال عطاء قال جابر - گفت عطاء کہ گفت جابر -

فطاف الذین کانوا اہلوا بالعمرۃ بالبیت - پس طواف کردند آن کسانی که احرام بسته بودند برائے عمره بخانه کعبه - وبین الصفا والمروۃ - وسعی کردند میان صفا ومروه - ثم حلوا - پس حلال شدند وبرآمدند از احرام - ثم طافوا بعد ان رجعوا من منی - بعد ازان طواف کردند بعد ازان که بازگشتند وآمدند از منا روز نحر طواف زیارت - واما الذین جمعوا الحج والعمرۃ فانما طافوا طوافا واحدا - واما آن کسانی که جمع کردند حج وعمره را وقران کردند پس طواف نکردند مگر یک طواف روز نحر برائے حج وعمره معا - متفق علیه - وعن عبد اللہ - بن عمر قال تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی حجۃ الوداع بالعمرۃ الی الحج - تمتع کرد آنحضرت بعمره بسوئے حج - فساق معه الهدی من ذی الحلیفۃ - پس راند وبرد با خود هدی را از ذی الحلیفه که آنجائے احرام ست - وبدأ فاهل بالعمرۃ - وآغاز کرد پس اهلال کرد بعمره - ثم اهل بالحج - پس اهلال کرد بحج - فتمتع الناس مع النبی - پس تمتع کردند مردم با پیغمبر - صلی اللہ علیه وسلم بالعمرۃ الی الحج - بعمره بسوئے حج چنانکه صورت تمتع ست - فکان من الناس من اهدی ومنهم من لم یهد - پس بود از مردم کسیکه هدی برد با خود وبعضے از ایشان کسے بود که هدی نبرد - فلما قدم النبی صلی اللہ علیه وسلم مکۃ قال للناس - پس هنگامیکه قدوم آورد آنحضرت بمکه گفت مردم را - من کان منکم اهدی فانه لا یحل من شئی حرم منه - کسیکه هست از شما که اهدا کرده پس بدرستی که وے حلال نشود از هیچ چیزے که حرام شده ازوے یعنی از احرام نه برآید وهم بران حال که بوده باشد - حتی یقضی حجه - تا آنکه بگزارد حج خود را - ومن لم یکن منکم اهدی فلیطف بالبیت وبالصفا والمروۃ - وکسیکه نباشد از شما که اهدا کرده پس باید که طواف کند بخانه کعبه وبصفا ومروه - ولیقصر - وباید که قصر کند موئے خود را ادنی این ست والاحلق افضل ست - ولیحلل وباید که حلال شود وانچه از مناسک واعمال عمره است بجا آرد چنانکه در حدیث جابر گذشت سخن در اینجا آنست که ازین حدیث معلوم میشود که رسول خدا صلی اللہ علیه وسلم متمتع بود واصح آن ست که آنحضرت قارن بود وتاویل این حدیث آن ست که مراد تمتع معنی لغوی ست که انتفاع واللذاذ ست وشک نیست که این معنی در قران موجود ست از جهت اکتفا از دو نسک بنسک واحد یا مراد آنست که امر کرد اصحاب را بتمتع واسناد تمتع بحضرت وے بطریق اسناد بسبب ست چنانکه میگویند بنا کرد بادشاه شهرے را زیرا که چون بنا بامر او ست گویا خود بنا کرده اما روایت آنکه آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم منفرد بود پس وجه آن ست که نخست احرام حج بست پس ازان نیت عمره کرد وقارن شد هر که لفظ اول را شنید خیال کرد که تنها برائے حج احرام بست وافراد کرد واین تاویلات بجهت تطبیق میان روایات کرده اند وکلام درین مقام بسیار ست در شرح سفر السعادت ذکر کرده شده است واللہ اعلم بالصواب بعد ازان حال متمتع را که هدی نکرد بیان نمود که چون از احرام برآمد وطواف وسعی نمود وعمره تمام کرد - ثم لیهل بالحج - پس باید که چون ایام حج در رسند احرام بندد برائے حج - ولیهد - وباید که اهدا کند که هدی کردن در اثنا وقت دم نمودن واجب ست متمتع را برائے شکر گزاری این نعمت که توفیق ادائے هر دو نسک یافت - فمن لم یجد هدیا فلیصم فمن لم یجد هدیا پس کسیکه نیابد هدی را

نام جد آنحضرت ست ومنصب سقایۂ زمزم بدست ایشان بود۔ یستقون علی زمزم۔ درحالیکہ آب میدادند مردم را بر زمزم۔ فقال۔ پس گفت آنحضرت۔ انزعوا بنی عبد المطلب۔ بکشید آب از زمزم اے پسران عبد المطلب۔ فلولا ان یغلبکم الناس علی سقایتکم۔ پس اگر نمیبود خوف اینکہ غالب آیند بر شما مردم در کشیدن آب از زمزم واجتماع واز دحام ایشان بران از جہت اتباع فعل من وبیرون آید این منصب از دست شما۔ لنزعت معکم۔ ہر آئینہ میکشیدم من آب از زمزم از جہت فضل وشرف این فعل۔ فناولوہ دلوا فشرب منہ۔ پس دادند آنحضرت را دلوی از آب زمزم پس نوشید آنحضرت ازان آب این احکام در حدیث جابر رضی اللہ عنہ واقع شدہ واحکام دیگر بعد از طواف ہست کہ در ایام منی آنرا میکنند ہم در محل خود مذکور گردد ان شاء اللہ تعالیٰ۔ رواہ مسلم۔ وعن عائشۃ۔ رضی اللہ عنہا قالت خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع۔ گفت عایشہ بیرون آمدیم ما با آنحضرت در حجۃ الوداع۔ فمنا من اہل بعمرۃ ومنا من اہل بحج پس بعضے از ما کسی بود کہ احرام بست وتلبیہ کرد بعمرہ وبعضے بود کہ احرام بست بحج وتلبیہ کرد بحج۔ فلما قدمنا مکۃ پس ہنگامیکہ قدوم آوردیم بمکہ۔ فقال۔ پس گفت۔ رسول اللہ۔ پیغمبر خدا۔ صلی اللہ علیہ وسلم من اہل بعمرۃ ولم یہد فلیحل۔ کسیکہ اہلال کرد بعمرہ وہدی نہ فرستاد پس باید کہ حلال شود وبر آید از احرام یعنی احرام بند بحج در ایام حج۔ ومن احرم بعمرۃ وأہدی فلیہل بالحج مع العمرۃ۔ وکسیکہ احرام بست بعمرہ وہدی فرستاد پس باید کہ اہلال کند بحج باعمرہ۔ ثم لا یحل حتی یحل منہما۔ بعد ازان حلال نشود تا آنکہ حلال شود از ہر دو۔ وفی روایۃ فلا یحل حتی یحل بنحر ہدیہ۔ ودر روایتے اینچنین آمدہ کہ پس حلال نشود تا آنکہ حلال شود بہ نحر کردن ہدی خود مہل بعمرہ این حکم دارد۔ ومن اہل بحج فلیتم حجہ۔ وکسیکہ احرام بست بحج پس باید کہ تمام کند حج خود را۔ قالت۔ گفت عایشہ۔ فحضت۔ پس حیض کردم من۔ ولم اطف بالبیت ولا بین الصفا والمروۃ۔ وطواف نکردم بخانہ کعبہ برائے عمرہ۔ ونہ طواف کردم میان صفا ومروہ مراد بہ طواف اینجا سعی ست وبرسمی نیز اطلاق طواف آمدہ است۔ فلم ازل حائضا۔ پس ہمیشہ بودم من حایض حتی کان یوم عرفۃ۔ تا آنکہ شد روز عرفہ۔ ولم اہل الا بعمرۃ۔ واحرام نہ بستہ بودم من مگر برائے عمرہ۔ فامرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان انقض راسی وامتشط۔ پس امر کرد مرا آنحضرت کہ بگشایم سر خود را وشانہ کنم یعنی بر آیم از احرام ومباح گردانم انچہ حرام شدہ بود باحرام۔ واہل بالحج واحرام بندم بعد ازان بحج۔ واترک العمرۃ۔ وترک کنم عمرہ را۔ ففعلت۔ پس کردم من انچہ فرمود آنحضرت۔ حتی قضیت حجی۔ تا آنکہ تمام کردم حج خود را۔ بعث معی عبد الرحمن بن ابی بکر۔ فرستاد با من برادر مرا کہ عبد الرحمن بن ابی بکر باشد واین عبد الرحمن برادر عایشہ بود از یک مادر۔ وامرنی ان اعتمر مکان عمرتی۔ وامر کرد مرا کہ عمرہ کنم در بدل عمرہ من کہ فوت شدہ بود از من بجہت حیض وبر آمدہ بودم از احرام آن۔ من التنعیم۔ احرام بندم این عمرہ را از تنعیم کہ جایی ست بیرون مکہ بدو سہ میل نزدیکتر بزمین حل بجرم ودر آنجا جامی ست کہ آنرا مسجد عایشہ میگویند یعنی جاے احرام بستن وے از انجا وعوام الناس این تنعیم را عمرہ گویند چون از برائے عمرہ احرام از انجا می بندند۔ قالت۔ گفت عایشہ۔

بر جمرہ اولی کہ در جانب مزدلفہ قریب مسجد خیف ست مقصود تعیین طریق ست اما امروز ازان جمرہ میکذرند و بجمرہ می آیند
کہ در جانب مکہ است او را جمرہ عقبہ میگویند و عقبہ بفتح عین و قاف راہ در کوہ و این جمرہ در تہ اوست و بیعۃ العقبہ کہ انصار
کردند نیز مضاف باوست و احکام رمی جمار بتفصیل در باب خود بیاید۔ حتی اتی الجمرۃ التی تحت الشجرۃ۔ تا آنکہ آمد آنحضرت
جمرہ را کہ زیر درخت ست مراد ہمین جمرہ عقبہ است کہ مذکور شد۔ فرماہا بسبع حصیات۔ پس انداخت بر وے ہفت سنگریزہ را
یکیہ مع کل حصاۃ منہا۔ و حالیکہ تکبیر میگفت با ہر سنگریزہ ازان سنگریزہ ہا مثل حصی الخذف۔ مانند سنگریزہ ہائے خذف
بفتح خاء و سکون ذال معجمتین سنگریزہ انداختن بانگشتان مخذفہ بکسر میم و سکون خا فلاخن و صورت خذف آن ست
کہ سنگریزہ یا خستہ دارد و انگشت سبابہ میگیرند تا میان نرانگشت و سبابہ نہادہ می اندازند یا مخذفہ میسازند از چوب
و بوے می اندازند و در حدیث از خذف نہی واقع شدہ است و این مقصود بیان مقدار سنگریزہ ہاست و ضعر و کبر
و بعضی تفسیر کردہ اند حصی و خذف را بمقدار دانہ باقلا و بعضی گفتہ اند کلان تر از نخود و خرد تر از بندق و بعضی مثل پشک
گوسفند۔ رمی من بطن الوادی۔ انداخت آنحضرت سنگریزہ ہا را از میانہ وادی کہ جمرہ در انجاست۔ ثم انصرف الی
المنحر۔ پس باز برگشت آنحضرت بسوے قربان جاے کہ در منا بود۔ فنحر ثلثا وستین بدنۃ بیدہ۔ پس نحر کرد آنحضرت
شصت و سہ شتر را بدست مبارک خود نحر شتر کشتن و بر سینہ زدن نیزہ و میان نحر و ذبح آنکہ سنت در شتر نحر ست
و در غیر وے ذبح در باب اضحیہ گذشت۔ ثم اعطی علیا رضی اللہ عنہ فنحر ما غبر۔ پس داد آنحضرت یعنی شتران را یا کارد را
بعلی پس نحر کرد علی چیزے را کہ باقی ماند بعد از نحر آن حضرت از شتران و سابقا معلوم شد کہ ہمہ صد شتر بودند پس باقی
سی و ہفت باشد۔ و اشترکہ فی ہدیہ۔ و شریک گردانید آنحضرت علی را رضی اللہ عنہ در قربانی خود۔ ثم امر من کل بدنۃ
بقطعۃ۔ پس امر کرد آنحضرت بہ گرفتن گوشت پارۂ از ہر شتر بہ نہ بفتحات واحد بدن بضم و سکون۔ فجعلت فی قدر۔
پس گردانیدہ شد این گوشت پارہ ہا در دیگی فطبخت۔ پس پختہ شد آن گوشت پارہ ہا۔ فاکلا من لحمہا۔ پس خوردند
ہر دو یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی رضی اللہ عنہ از گوشت ہدایا یا از گوشت قدر و قدر مونث
می آید۔ و شربا من مرقہا۔ و نوشیدند از شوربائے آن مرق بفتح میم و راشور بابجہت آنکہ منسب ست کہ از قربانی
خود چیزے بخورند و باقی گوشتہا بخش کردند و در روایتے آمدہ کہ ثمار کردند فرمودند کہ ہر کہ خواہد بگیرد و تاراج کند۔
ثم رکب رسول اللہ۔ بعد از قربانی کردن سوار شد پیغمبر خدا۔ صلی اللہ علیہ وسلم فافاض الی البیت۔ پس شتابی راند
بسوے خانہ کعبہ و طواف کرد و این را طواف افاضہ گویند و این رکن دیگر ست از حج بعد از وقوف بعرفہ و باین
تمام میشود حج و این افضل ست روز نحر و بعد از وے نیز جایز ست فصلی بمکۃ الظہر۔ پس گزارد در مکہ نماز پیشین را
این روایت جابر ست و عایشہ نیز ہمین جانب ست و در روایت ابن عمر آمدہ کہ نماز گزارد پیشین را بمنا بعد از
برگشتن از مکہ و ہر دو روایت صحیح ست و سخن در اینجا بسیار ست و در شرح مبین شدہ و اللہ اعلم۔ فانی علی نبی عبد المطلب

بن زید سار ولیف ساختہ بود۔ حتی اتی بطن محسر۔ تا آنکہ آمد ببطن وادی محسر را بضم میم و فتح حا و کسر سین مشددہ کہ میان مزدلفہ و منا ست و برزخ ست میان ہر دو پارۂ ازان ست و پارۂ از ان منی و مشتق از حسور یعنی ماندہ شدن و تحسیر ماندہ کردن و این وادی ماندہ میگذارند گذرندگان را یا ماندہ گردانیدہ است اصحاب فیل را چنانکہ در بیان حکمت آن معلوم گردد۔ فحرک قلیلا۔ پس جنبانید ناقہ را اندکے و تیز راند و از بعضے احادیث مفہوم میشود کہ سخت تر راند و شاید کہ قلت باعتبار زمان باشد کہ مقدار مسافت وادی ست و مستحب ست شتاب رفتن از این وادی و اگر پیادہ است تیز رود و اگر سوار ست تیز راند بقصد دریافت شرف اتباع و اختلاف کردہ اند در سبب و حکمت تیز راندن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناقہ را درین وادی و مشہور آن ست کہ این مکان نزول عذاب بود بر اصحاب فیل کہ قاصد ہدم بیت اللہ زادہ اللہ تعظیما و تکریما آمدہ بودند پس مستحب داشت شتاب رفتن و گذشتن ازان و ثابت شدہ است در صحیح امر کردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذرندگان از دیار ثمود را بہ تیز گذشتن و گریہ کردن و عبرت گرفتن ازان و ہمچنین بود عادت شریف در مواضع کہ نازل شدہ در وے عذاب خدا و در مواہب لدنیہ از ہندی کہ از علماے شافعیہ است نقل کردہ کہ سبب وے آن ست کہ نصاری ایستادند در وے چنانکہ رافعی گفتہ یا مشرکان عرب ایستادند چنانکہ در وسیط گفتہ پس امر کردہ شدیم بمخالفت ایشان و امام شافعی در الام گفتہ کہ جائز ست کہ این تیز گذشتن از جہت عدم قرار گرفتن موضع باشد و بعضی گفتہ از جہت انکہ این جاے بودن شیاطین ست و نشاید کہ بعضے از فرار کنندگان از طاعون را در اینجا متمسکی بتوہم گردد کہ چون تیز گذشتن از مکان نزول عذاب مشروع ست این نیز ازین باب ست و این از نادانی و عدم فہم و غلط محض ست زیرا کہ امر حضرت گذرندگان را بہ تیز گذشتن بجہت خوف حق و شہود قہر و جلال اوست تعالی و نیز از شومی آن موضع نہ آنکہ آنجا عذابے نازل شدہ تا آنکہ اگر می ایستند نازل میگردد عذاب این بابان اصلا نہی ماند و با وجود آن چون صریح نہی و منع و وعید در گرنختن از طاعون وارد شدہ این قیاس در مقابل نص ست و فائدہ ندارد و گرنختن در بعضے مواضع دیگر آمدہ است چنانکہ کسی در خانہ نشستہ و زلزلہ آمد چنانکہ غالب ظن بافتادن خانہ است یا خانہ را آتش گرفت و اگر می ایستد مے سوزد از اینجا باید برآمد و اگر این را بران قیاس کنند نیز صحیح نیست چہ آنجا غالب ظن و اینجا توہم محض ست و فرق ست میان اسباب ظنیہ و وہمیہ و مباشرت این منافی توکل نیست و وہمیہ منافی ست و اینجا خبر منع و نہی واقع نشدہ و بسا ارتکاب آن وعید و بہ ترک مواعید واقع شدہ دیگر چہ جاے سخن ست اعاذنا اللہ من موجبات سخطہ و اسباب عذابہ۔ ثم سلک الطریق الوسطی بتر رفت آنحضرت میانہ راہ را و این غیر راہی ست کہ ازان رفتہ بود آن راہ سخت را طریق ضب میگویند بفتح معجمہ و تشدید موحدہ و این را طریق مازمین کہ نام دو کوہ ہست بکسر زاے و فتح میم و الف در وقت رفتن بر وادی محسر نگذشتہ بود۔ التی تخرج علی الجمرۃ الکبری۔ آن راہی کہ بیرون می آید

وہمچنین نزد امام احمد و بعضی شافعیہ و نزد بعضے از ایشان فرض ست و وجہ تسمیۂ وی بمزدلفہ بجہت آنست کہ مشتق از زلف بمعنی قرب ست و مردم در وے قریب بمنی کہ محل مناسک ست می آیند و نیز زلف بمعنی زمین ہموار جارو ب دادہ را گویند زمین این موضع ہمچنین واقع شدہ است و مزدلفہ را جمع بفتح جیم و سکون میم نیز گویند و مروی ست از ابن عباس کہ میان آدم و حوا در ین موضع اجتماعی و اقترانی حاصل شد و تعارف در عرفات شدہ بود واللہ اعلم بالصواب - فصلی بہا المغرب والعشاء - پس گزارد آنحضرت در مزدلفہ مغرب و عشا را - باذان واحد و اقامتین بیک اذان و دو اقامت چنانکہ ظہر و عصر را بعرفات گزاردہ بود و این مذہب شافعی و زفر و بعضے دیگر از ایمہ است و نزد امام ابو حنیفہ بہ روایتے از امام احمد و بسیارے از علما بیک اذان و یک اقامت زیرا کہ عشا اینجا در وقت خود ست پس احتیاج باقامت جدا و اعلام نباشد و عصر در غیر وقت بود پس محتاج بود بزیادت اعلام و در صحیح مسلم این را از ابن عمر روایت کردہ و ترمذی نیز این را تحسین و تصحیح نمودہ - ولم یسبح بینہما شیئا - و نگذارد نماز نفل در میان مغرب و عشا چیزے و سبحہ بضم سین نماز نفل را گویند - ثم اضطجع - پس بپہلو نہاد آنحضرت و بخواب رفت - حتی طلع الفجر - تا آنکہ طلوع کرد صبح و درین شب بہ تہجد برنخاست با وجود آنکہ سنت دائمی وی صلی اللہ علیہ وسلم بود - فصلی الفجر حین تبین لہ الصبح - پس بگزارد نماز فجر را در ہنگامیکہ ظاہر شد مر او را فجر از ین کلام مفہوم میگردد کہ بر دیگران طلوع صبح ظاہر نشدہ تا آنکہ بعضے روایت کردہ اند کہ گزارد نماز صبح را در غیر وقتش و در روایتی گزارد در تاریکی و صواب آنست کہ در وقت گذارد و لیکن مردم شک داشتند کہ صبح طلوع کردہ یا نکردہ آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم بوحی یا بجہت کمال علم وے ظاہر شد کہ طلوع کردہ است و مراد آنکہ در غیر وقت گزارد یعنی در غیر وقت معہود گزارد و سخن درین باب در مواقیت صلوٰۃ گذشتہ است فلیتذکر - باذان و اقامۃ - پس گزارد نماز فجر باذان و اقامت این را برائے دفع توہم گفت کہ با وجود آنکہ استعجال نمود دیگر ترک نکرد اما اذان و اقامت کہ سنت مستمرہ بود ترک نداد - ثم رکب القصواء حتی اتی المشعر الحرام - پس سوار شد ناقہ را تا آنکہ آمد بر مشعر حرام کہ نام موضعی ست در مزدلفہ کہ آنرا قزح میگویند بضم قاف و فتح زائے و حا رہملہ در آخر کہ قریش در جاہلیت وقوف دران میکردند چنانکہ گذشت بدانکہ در باب حج مشعر حرام و مشاعر حج و شعائر حج ندکور میگردد و مشاعر جمع مشعر ست و شعائر جمع شعیرہ مراد امور حج و مناسک و علامات آنست و اصل از شعور بمعنی علم ست - فاستقبل القبلۃ - پس روے آورد آنحضرت بقبلہ - فدعاہ وکبرہ وہللہ ووحدہ - پس دعا کرد حق سبحانہ را و تکبیر و تہلیل و تو حید یاد کرد او را - فلم یزل واقفا حتی اسفر جدا - پس ہمیشہ بود آنحضرت ایستادہ تا آنکہ روشن شد صبح خوب و تمام جد کوشیدن در کار و این وقوف بمزدلفہ واجب ست نزد ما - فدفع قبل ان تطلع الشمس - پس براند و بیرون آمد از مزدلفہ پیش از انکہ برآید آفتاب - وارد ف الفضل بن عباس - و ردیف گردانید فضل بن عباس را چنانکہ از عرفات اسامہ

کرد آنحضرت بانگشت شہادت خود۔ برفعہا الی السماء۔ درحالیکہ برمیداشت آن انگشت را بسوے آسمان۔ وینکہا الی الناس و مائل میگردانید وی خمید آن را بسوے مردم وفی الصراح النکتہ کالنقطۃ یعنی خم۔ اللھم اشھد اللھم اشھد۔ خداوندا گواہ باش تلث مرات۔ سہ بار گفت این کلمہ را یا سہ بار کرد اشارت و نکت استشہاد او بعضی گفتہ اند کہ نیکتہا صواب آن ست کہ بباے موحدہ باشد بجاے تاے فوقانیہ و در مشارق گفتہ کہ روایت یا تباہد و نقطہ فوق اوست و بعضی متقنین گفتہ کہ صوابش بہ بایک نقطہ و معنے تنکیب برگردانیدن و نکیسو کردن یعنی رو و قلب وے بجانب مردم اشارت کنندہ بجانب ایشان زیرا کہ آنحضرت سوار بود انتہی و نظر بانصاف معنی نکت بقوقانیہ غیر ظاہر ست اگرچہ بقرینۂ کلمہ را الی مجاز از اشارت تواند بود و در مجمع البحار ہر دو روایت آوردہ و گفتہ بقوقانیہ یعید المعنی۔ ثم اذن بلال۔ پستر بانگ نماز گفت بلال۔ ثم اقام۔ پستر اقامت گفت و تکبیر بیاورد۔ فصلے الظہر۔ پس گزارد آنحضرت نماز پیشین را۔ ثم اقام۔ پستر اقامت گفت بلال۔ فصلی العصر۔ پس گزارد آنحضرت نماز دیگر را۔ ولم یصل بینہما شیئا۔ و نگزارد میان نماز ظہر و عصر چیزے را از سنن رواتب و نوافل و درین استعجال و قوف ست اینجا می پرسند ہیچ جاے ست کہ فرض را بجہت نفل ترک دہند جواب میگویند در عرفات ست کہ فرض وقت نماز عصر ست بجہت استعجال وقوف کہ نفل ست ترک میدہند۔ ثم رکب حتی اتی الموقف۔ پستر سوار شد آنحضرت تا آنکہ آمد جاے ایستادن را در عرفات۔ فجعل بطن ناقتہ القصوا الی الصخرات پس گردانید شکم ناقۂ خود را کہ قصوا بود بسوے صخرات جمع صخرۃ سنگ بزرگ و در روایتے صخیرات بلفظ تصغیر سنگہاے خرد و سیاہ نزدیک بجبل رحمت کہ در آنجا موقف آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم۔ وجعل حبل المشاۃ بین یدیہ و استقبل القبلۃ۔ و گردانید حبل المشاۃ را کہ نام موضعی ست ہم در انجا پیش دو دست خود یعنی پیش خود در روے آورد بجانب قبلہ حبل بفتح ہاے مہملہ و سکون باے موحدہ ریگ کہ دراز افتادہ باشد و گفتہ اند تودۂ ریگ مستطیر و جمع وی حبال ست و بعضے گفتہ اند حبال بجا در ریگ مانند جبال بجیم در غیر ریگ و مشاۃ بضم میم جمع ماشی و اضافت حبل بمشاۃ از جہت اجتماع ایشان ست در روے و قاضی عیاض گفتہ کہ مراد بحبل المشاۃ صف مشاۃ و محل اجتماع ایشان ست تشبیہ کرد صف ایشان را بحبل رمل و موقف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در عرفات در انجا بود و اگرچہ موقف شریف بقطعہ متعین نشدہ است اما باید کہ در گرد ہمین موضع می گشتہ باشد گاہے اینجا و گاہے آنجا نزدیک بہ بناے قدیم کہ آنجا ست کہ عامۂ مردم از مطلع آدم علیہ السلام میگویند شاید کہ بموقف شریف فائز گردد و باین نعمت مشرف شود۔ فلم یزل واقفا حتی غربت الشمس پس ہمیشہ بود آنحضرت ایستادہ تا آنکہ غروب رفت آفتاب۔ و ذہبت الصفرۃ قلیلا۔ و رفت زردی اندکے۔ حتی غاب القرص۔ تا آنکہ ناپدید شد قرص آفتاب تاکید و بیان غروب ست تا کسے گمان نبرد کہ مراد قریب غروب ست دفع و اسامۃ۔ و پس خود سوار کرد اسامۃ بن زید را۔ و دفع۔ و برگشت بیرون آمد از عرفات و سرعت کرد در سیر حتی اتی المزدلفۃ۔ تا آنکہ آمد مزدلفہ را کہ موضعی ست در میان عرفات و منی و بتونت در روے نزدیک واجب ست

پس بعضے لفظ ابن را در نسخ مصابیح الحاق کردہ اند و تورپشتی میگوید کہ ما تسلیم نمیکنیم این تخطیہ را با وجود امکان تقریر معنی حدیث
بر وجہ ثواب و حال آنکہ این روایت بخاری ست و جماعۃ از علما نقل کردہ و حفاظ روایت کردہ اند کہ دم ربیعہ و وجہ صحت
آنست کہ اضافت دم بربیعہ بجہت آن ست کہ وے ولی دم ست و دم را چنانکہ اضافت بہ مقتول نتوان کرد بولی وے
نیز توان کرد و ضمیر در کان مستتر صفا راجع بمقتول ست فافہم باز فرمود آنحضرت - و ربا الجاہلیۃ موضوع - و ربا زمان جاہلیت
نہادہ شدہ و ساقط گردانیدہ شدہ است - و اول ربا اضع من ربانا ربا عباس بن عبد المطلب - و نخست ربائیکہ
مے نہم از ربائے قبیلہ ما ربائے عباس بن عبد المطلب ست - فانہ موضوع کلہ - پس بدرستیکہ کہ ربائے عباس
موضوع و باطل ست و عباس بن عبد المطلب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در جاہلیت ربا مے خورد و اموال وے
بحکم ربا بر ذمہ مردم بود آن ہمہ را از ذمہ ایشان نہاد و باطل گردانید و باز فرمود - فاتقوا اللہ فی النساء - پس تقوے
و پرہیز کنید از عذاب خدا در زنان و اداے حقوق ایشان - فانکم اخذتموہن بامان اللہ - پس بدرستی کہ شما گرفتہ اید
زنان را بامان خدا و عہد وے کہ با شما کردہ یا عہدے کہ شما با وے کردہ اید در رعایت حقوق ایشان - و استحللتم فروجہن
بکلمۃ اللہ - و حلال کردہ اید فرجہاے زنان را بکلمۂ خدا کہ امر فانکحوا ست یا بایجاب و قبول کہ بدان امر کردہ یا بکلمۂ توحید
زیرا کہ حلال نیست زن مسلمان جز مرد مسلمان را - و لکم علیہن ان لا یوطئن فرشکم احدا تکرہونہ - و مر شما را حق ست
بر زنان این کہ پائمال نگردانند فراشہاے شما را ہیچ یکی را کہ ناخوش میدارید شما او را ایطاء از وطی ست بمعنی پی سپر کردن
کنایت ست از قادر گردانیدن غیر بر در آمدن بر ایشان و اختلاط کردن و سخن گفتن چنانکہ عادت عرب بود
فان فعلن ذلک فاضربوہن ضربا غیر مبرح - پس اگر بکنند زنان آنرا پس بزنید ایشان را زدنی غیر مؤثر و مؤلم و
برح بحاء مہملہ سختی و گزند و مشقت و ازینجا معلوم میشود کہ ایطاے فرش کنایت از زنا نیست و الا عقوبت
آن عقوبت زنا می بود - و لہن علیکم رزقہن و کسوتہن بالمعروف - و مر زنان راست بر شما روزے ایشان و جامۂ
ایشان بر وجہ مشروع و اعتدال و رزق روزے و روزے دادن و کسوت جامہ و جامہ پوشانیدن کسے را -
و قد ترکت فیکم ما لن تضلوا بعدہ ان اعتصمتم بہ - و تحقیق گذاشتہ ام در شما چیزے را کہ ہرگز گمراہ نمیشوید بعد از وجود وے
و گذاشتن وے باختیار و قبول وے و عمل بوے اگر چنگ در زنید و پناہ گیرید بآن چیز و کدام ست آن چیز -
کتاب اللہ - کتاب خدا ست کہ قرآن مجید ست و سنت در حکم وے و متمم اوست یا آنچہ نوشتہ است خدا و فرض
گردانیدہ است بر شما و فرمودہ - و انتم تسألون عنی - و شما پرسیدہ میشوید روز قیامت از من کہ چہ معاملہ کردم با شما
در رسانیدن احکام دین و اداے امانت و نصیحت - فما انتم قائلون - پس چہ خواہید گفت شما - قالوا نشہد انک قد
بلغت و ادیت و نصحت - گفتند صحابہ گواہی میدہیم ما یعنی پیش خدا کہ تو بتحقیق رسانیدی رسالت را و ادا کردے
امانت را و نصیحت کردے امت را و نصیحت خالص شدن و خیر خواہی نمودن - فقال باصبعہ السبابۃ - پس اشارت

صلی اللہ علیہ وسلم - بجانب عرفات - ولا تشک قریش الا انہ واقف عند المشعر الحرام - وگمان نمی بردند قریش مگر آنکہ آنحضرت
وقوف کنندہ است نزد مشعر حرام کہ نام کوہی ست بمزدلفہ کہ آنرا قزح میگویند - کما کانت قریش تصنع فی الجاہلیۃ - چنانکہ
بودند قریش کہ میکردند در جاہلیت زیرا کہ ایشان وقوف بمزدلفہ میکردند وآنرا موقف خمس واہل حرم اللہ میگفتند و
بعرفات نمیرفتند بخلاف سائر عرب کہ وقوف بعرفات میکردند پس گمان بردند کہ آنحضرت نیز وقوف بمزدلفہ خواہد کرد -
فاجاز رسول اللہ - پس تجاوز کرد ودرگذشت پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم - از مزدلفہ - حتی اتی عرفۃ - تا آنکہ آمد عرفہ را
وعرفہ بفتح راے مفرد بمعنی مکان وزنان ہر دو می آید وعرفات بلفظ جمع مخصوص بمکان ست ووجہ تسمیہ بعرفہ بیاید -
فوجد القبۃ قد ضربت لہ بنمرۃ - پس یافت خیمہ را کہ بہ تحقیق زدہ شدہ است براے وے بنمرہ - فنزل بہا - پس
فرود آمد بنمرہ - حتی اذا زاغت الشمس امر بالقصواء - تا آنکہ وقتی گشت آفتاب ووقت زوال شد امر کرد کہ پالان
کردہ شود قصوا را کہ ناقہ آنحضرت بود - فرحلت لہ - پس پالان کردہ شد قصوا را براے آنحضرت - فاتی بطن الوادی
پس آمد آنحضرت درون وادی نمرہ ومغاک آنرا - فخطب الناس - پس خطبہ خواند وخطاب کرد مردم را - وقال
وگفت - ان دماءکم واموالکم حرام علیکم - بدرستی کہ خونہاے شما ومالہاے شما بناحق حرام ست بر شما - کحرمۃ
یومکم ہذا - ہمچو حرام بودن این روز شما کہ عرفہ است - فی شہرکم ہذا - درین ماہ شما یعنی ذی الحجہ - فی بلدکم ہذا - درین
شہر شما یعنی مکہ واین تاکید وتقریر ست حرمت دماء واموال را وعرب ہمہ قائل بودند بحرمت این روز وماہ و
شہر کہ نابایستہای در وے حرام ست - الا کل شیء من امر الجاہلیۃ تحت قدمی موضوع - آگاہ باشید کہ ہر چیز وہر رسم
از کار جاہلیت زیر ہر دو پاے من نہادہ شد وپست وپایمال ست یعنی خوار وباطل ومتروک ست - ودماء
الجاہلیۃ موضوعۃ - وخونہاے زمان جاہلیت موضوع ومتروک وہدر ست یعنی رسم اہل جاہلیت آن بود کہ کینہ
نگاہ میداشتند ہر کس از ہر قبیلہ کہ خون کردہ ہر چند کہ مدتہا بران میگذشت کینہ میکشیدند ومی کشتند پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم آن ہمہ را باطل گردانید وفرمود - وان اول دم اضع من دمائنا دم ابن ربیعۃ بن الحارث
وبدرستی نخست خونی کہ می نہم وہدر میکنم از خونہاے قبیلہ ما دم پسر ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب ست
حارث عم رسول اللہ است صلی اللہ علیہ وسلم وربیعہ پسر وے صحابی ست در خلافت امیر المومنین عمر رضی اللہ
عنہ وفات یافت واورا پسرے بود نامش آدم یا تمام یا ایاس در جنگی کہ میان سعد وہذیل بود سنگی بوے رسیدہ وکشتہ شد
وکان مسترضعا فی بنی سعد - وبود پسر ربیعہ شیر دادہ شدہ در قبیلہ بنی سعد - فقتلہ ہذیل - پس کشتند اورا ہذیل بضم
ہا وفتح ذال معجمہ بسبب جنگی کہ میان سعد وہذیل شدہ واز ینجا معلوم شد کہ صحیح دم ابن ربیعہ است بزیادت لفظ
ابن چنانکہ در عبارت مشکوۃ از روایت مسلم واقع شدہ است ودر نسخ مصابیح کہ دم ربیعہ واقع شدہ بی ذکر لفظ
ابن وجمعی از اہل علم گفتہ کہ راویان این حدیث خطا کردہ اند کہ دم ربیعہ نقل کردہ اند وصواب دم ابن ربیعہ است

بل لابد ابد - بلکہ برای ہمیشہ ہمیشہ مقصود ابطال آن ست کہ در جاہلیت بود از امتناع عمرہ در اشہر حج - وقدم علی رضی اللہ
عنہ من الیمن امیر المومنین علی را کہ بقضاے یمن فرستادہ بودند در ہمین ایام حج قدوم آورد - بہ بدن النبی - ببدنہ ہای
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم - وبدن بضم با وسکون دال جمع بدنہ بفتح با ودال شتر وگاو قربانے کہ بحرم کنند ونزد شافعی
مخصوص بدنہ بشتر ست یعنی علی رضی اللہ عنہ آمد وبدن بسیار براے آنحضرت آورد فقال ماذا قلت حین فرضت الحج
پس گفت آنحضرت بہ علی چہ چیز گفتی ونیت کردے تو ہنگامیکہ فرض کردی حج را واحرام بستی - قال - گفت علی
رضی اللہ عنہ قلت - این گفتم ونیت کردم کہ - اللہم انی اہل بما اہل بہ رسولک - خداوندا بدرستی کہ من احرام بستم بہ چیزے
کہ احرام بست بآن چیز پیغمبر تو - قال - گفت آنحضرت - فان معی الہدی - پس بدرستی کہ با من ہدی ست واز احرام
نمی برایم - فلا تحل - پس حلال مشو واز احرام بیرون میا - قال - گفت جابر کہ راوے این حدیث ست فکان جماعۃ
الہدی الذی قدم بہ علی من الیمن - پس بود مجموع شتران کہ آورد آنہا را علی رضی اللہ عنہ از یمن - والذی اتی بہ النبی
وآن شتران کہ آورد آنہا را پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از مدینہ ہمراہ خود - مائۃ - صد - قال - گفت - جابر - فحل الناس
کلہم - پس حلال شدند وبرآمدند از احرام مردم ہمہ - وقصروا - وموے قصر کردند مردم ہمہ گویا قصر موے با وجود
افضلیت حلق چنانچہ در حدیث آمدہ است براے آن بود تا بقیہ از موے بماند کہ در حج حلق کنند یا ہنوز در طبیعت
ایشان تنگی بود از برآمدن از احرام پس تقصیر کردند در ابقاے حکم آن بہ تمام کہ حلق ست واقتصار کردند بر قدر کفایت
واللہ اعلم - الا النبی - مگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم - کہ از احرام نہ برآمد - ومن کان معہ ہدی - ودیگر کسی کہ بود با وی ہدی
فلما کان یوم الترویۃ - پس ہرگاہ کہ شد روز ترویہ - توجہوا الی منی - روے آوردند بسوے منی ومنا را منی از آن گویند
کہ در وے ریختہ میشوند خونہا یا بجہت آنکہ چون جبرئیل خواست کہ مفارقت کند آدم را علیہما السلام گفت تمنی کن چہ خواہی
گفت بہشت میخواہم - واہلوا بالحج - واحرام بستند براے حج یوم الترویہ نام روز ہشتم از ذی الحجہ است زیرا کہ در وے
سیراب میکردند شتران را یا بجہت آنکہ ابراہیم علیہ السلام راے میزد وتفکر میکرد در رویاے خود کہ در ذبح دیدہ بود
کذا فی القاموس ورفتن بمنی وبیتوتت در آن نزد ما واجب نیست بلکہ سنت ست - ورکب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فصلی بہا الظہر والعصر والمغرب والعشاء والفجر - وسوار شد آنحضرت بسوے منی ورسید بمنی پس بگذارد در منی این
پنج نماز وشب در منی بیتوتت کرد - ثم مکث قلیلا - پستر درنگ کرد اندکی بعد از گزاردن نماز فجر - حتی طلعت الشمس -
تا آنکہ برآمد آفتاب - وامر بقبۃ من شعر تضرب لہ بنمرۃ - وامر کرد بخیمہ از موے کہ زدہ شود براے وے صلی اللہ علیہ وسلم
در وادے نمرہ بفتح نون وکسر میم کہ قریب وادی عرفات ست ومنتہاے زمین حرم ست وآنجا کوہے ست کہ بروے
منارہ است کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ از براے نشان حرم بنا کردہ وعرفات از حل ست ونمر نام حیوان مشہور ست
کہ او را پلنگ گویند این کوہ را کہ نکتہ ہاے سیاہ وسفید دارد بآن تشبیہ کردند - فساء رسول اللہ - پس رفت وراند پیغمبر خدا

که هاجر بفتح جیم ام اسمعیل عم در وقتیکه اسمعیل عم طفل بود روزے به طلب آب رفت و چون درون وادی می درآمد
اسمعیل از نظر وے پوشیده میگشت پس بر صفا و مروه می برآمد تا بر وے نگاه کند پس این سنت از وے ماند و آنحضرت
نیز کرد و الآن چون زمین بلند را خاک پر کرده مغاک نگذاشته و بعد از نزول از صفا انحدار و انصباب نمانده تکلف باید کرد
در سعی بجهت بجاے آوردن سنت - حتی الی المروة - تا آنکه آمد آنحضرت بر مروه که کوهے دیگرست مقابل صفا و مروه
در اصل سنگ سفید براق را گویند که از وے آتش بجهد - ففعل علی المروة ما فعل علی الصفا - پس کرد بر مروه آنچه
کرد بر صفا مگر تکرار توحید و تکبیر و دعا و سعی بین الصفا والمروه واجب هفت بارست از صفا بمروه یکی و از مروه به صفا
دو پس ابتدا از صفاست و ختم به مروه چنانکه فرمود - حتی اذا کان آخر طواف علی المروة - تا آنکه چون یافته شد آخر طواف
بمروه - فقال - پس گفت آنحضرت - لو انی استقبلت من امری ما استدبرت - اگر میشد که من پیشتر میدانستم
از امر خود و حال خود چیزے که از پس دانستم - لم اسق الهدی - نمیراندم هدی را و نمی آوردم با خود و هدی بفتح ها و سکون
دال قربانے که بحرم فرستند - وجعلتها عمرة - و میگردانیدم حج را عمره و بیرون می آمدم از احرام فمن کان منکم لیس مع هدی
فلیحل - پس کسیکه هست از شما که نیست با وے هدی پس باید که حلال شود و برآید از احرام ولیجعلها عمرة - و بگرداند
آنرا عمره شرح این کلام بسطے می طلبد حاصلش آن ست که آنحضرت صلی الله علیه وسلم بعد از وصول بمکه معظمه و ادای عمره
امر کرده اصحاب را که هر که سوق هدی ننموده و با خود قربانی که آنرا در ایام نحر ذبح کند نیاورده عمره کند و از احرام
برآید و فسخ حج بعمره کند و بعد از آن در ایام حج احرام به بندد و حج بگزارد و هر که سوق هدی نموده است عمره کند بر احرام
خود بماند تا حج بگزارد و بعد از آن از احرام برآید و آنحضرت خود سوق هدی نموده بود و بر احرام باقی ماند و این معنی بوجوه
بر صحابه گران آمد یکی بجهت آنکه از احرام برآیند و رسول خدا صلی الله علیه وسلم محرم باشد و ترک متابعت او کنند دوم
آنکه گفتند در میان ما و عرفه جز پنج روز نماند پس مناسب نیست که از احرام برآییم و پیش زنان برویم و هنوز از
مذاکیر ما منی میچکیده باشد و بعرفه درآییم و حج کنیم سوم آنکه در جاهلیت عمره در اشهر حج از اشنع شنائع بود پس آنحضرت
صلی الله علیه وسلم در غضب آمد و فرمود چه کار کنم حکم الهی چنین ست که اگر من پیش ازین می دانستم برآمدن
از احرام بر شما شاق خواهد آمد من نیز سوق هدی نمیکردم و از احرام می برآمدم و فسخ حج بعمره میکردم و من نمیدانستم
که حکم الهی چنین خواهد شد - فقام - پس ایستاد - سراقة - بضم سین مهمله - بن مالک بن جعشم - بضم جیم و سکون عین
و شین معجمه - فقال - پس گفت سراقه - یا رسول الله العامنا هذا ام لابد - آیا برای امسال ست این حکم یا برای
همیشه است - فشبک رسول الله - پس درهم آورد پیغمبر خدا - صلی الله علیه وسلم اصابعه - انگشتان خود را -
واحدة فی الاخری - یک انگشت را در انگشت دیگر برای تمثیل - وقال دخلت العمرة فی الحج - و گفت درآمد
عمره در حج مرتین - دو بار گفت این کلام را و گفت - لا - اینچنین نیست که تو گفتی این حکم بامسال مخصوص باشد

وتقدیم قل ہو اللہ احد بر قل یا ایہا الکافرون واقع ست در صحیح مسلم و در یک روایت از شرح سنۃ وتوجیہ میکنند آنرا کہ قل ہو اللہ احد برائے اثبات توحید ست وقل یا ایہا الکافرون برای تبرے از شرک پس تقدیم کردہ شد بجہت اہتمام بحال اثبات توحید و در بعضی روایات تقدیم قل یا ایہا الکافرون نیز آمدہ چنانکہ ظاہر ست واین حدیث دلالت کرد بر آنکہ تقدیم سورۂ متاخر بر سورۂ متقدم جائز ست واین را شواہد کثیر ست در احادیث - ثم رجع الی الرکن فاستلمہ یستبر برگشت آنحضرت بسوے رکن یعنی حجر اسود پس بوسہ داد آنرا - ثم خرج من الباب الی الصفا - پستر بیرون آمد از در مسجد بسوے کوہ صفا وہم برآمدن از در صفا بود و صفا در لغت سنگ سطبر صلب الملس الآن نام کوہی ست متصل باباقبیس - فلما دنا من الصفا قرأ - پس نزدیک شد آنحضرت بصفا خواند این آیت را ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ - بدرستی کہ صفا و مروہ از نشانہا اند کہ ساختہ است خدائے تعالی برائے حج و فرمود آنحضرت - ابدأ بما بدأ اللہ بہ - آغاز کنم بچیزے کہ آغاز کرد خدائے تعالی بآن - فبدأ بالصفا - پس آغاز کرد آنحضرت بصفا چنانچہ خدائے تعالی در آیت کریمہ آغاز بآن کردہ فرمودۂ علیہ - پس برآمد آنحضرت بصفا حتی رأی البیت - تا آنکہ دید خانہ را و دران زمان کعبہ از صفا نمودار میشد و حجابی درمیان نبود والا من بناے حرم پوشیدہ است آنرا و باوجود آن نظر بر حجر اسود از بعضی درہاے حرم کہ محاذی اوست مے افتد - فاستقبل القبلۃ - پس روے آورد آنحضرت قبلہ را - فوحد اللہ وکبرہ - پس بیگانگی یاد کرد خدا را و بہ بزرگی یاد کرد او را وقال - وگفت - لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ - روا کرد و راست گردانید وعدۂ خود را کہ بفتح مکہ وحصول فتوحات عظیم کردہ بود ہمہ بوجود آورد - ونصر عبدہ - ویاری داد بندۂ خود را کہ ذات شریف وے باشد - وہزم الاحزاب وحدہ - وشکست داد گروہہاے کافران و دشمنان دین را تنہا - ثم دعا بین ذلک بپستر دعا کرد میان این اذکار - قال مثل ہذا ثلث مرات - گفت مانند این سہ بار یعنی ذکر کرد و دعا کرد و باز ذکر و دعا کرد تا سہ کرت انچنین کرد - ثم نزل - پستر فرود آمد از صفا - ومشی الی المروۃ - ورفت بسوے مروہ کہ کوہی دیگر ست طرف دیگر از صفا - حتی اذا انصبت قدماہ فی بطن الوادی سعی - تا آنکہ بہ پستی فرود آمد ہر دو پاے آنحضرت در مغاک وادی یعنی از بلندی وادی بہ پستی آمد رسید و شتاب رفت انصباب در اصل ریختہ شدن آب ست وصب بفتحتین نشیب چون پاے از بلندی بہ پستی زیر آن می آید تعبیہ بانصباب کردند و بطن شکم و مغاک زمین - حتی اذا صعدتا مشی بفتح ہمزہ و سکون صاد تا آنکہ چون شروع در بالا برآمدن کرد ہر دو قدم آنحضرت یعنی از پستی وادی بہ بلندی برآمد مشی کرد و آہستہ رفت و سعی نگذاشت و اصعاد در اصل رسیدن و رفتن در زمین خواہ در بلندی باشد یا در پستی و اینجا از انقطاع مراد ست کذا قیل وقاضی عیاض در مشارق گفتہ صعود و اصعاد یک معنی ست و اصل درین باب آن ست

قال جابر لسنا ننوی الا الحج - گفت جابر نبودیم ما که نیت میکردیم مگر حج را - لسنا نعرف العمرة - نبودیم ما که می شناختیم
عمره را یعنی در اشهر حج - حتی اذا اتینا البیت معه استلم الرکن - تا آنکه چون آمدیم خانه کعبه را با آنحضرت بوسه داد آنحضرت
حجر اسود را رکن کرانه خانه و مراد آن کرانه است که در وے حجر اسود مرکوز ست و آنرا رکن اسود نیز گویند و رکن آنجا
که مطلق واقع شود همین رکن مراد گردد مراد باستلام بوسه دادن اوست یا سودن بدست افتعال ست از سلام
بمعنی تحیت و سلام بر وے همین ست که او را بوس کنند و لهذا اهل یمن این رکن را محیا گویند بضم میم و تشدید یا که
او را تحیت میکنند یعنی سلام میکنند و بعضی گویند از سلام ست بکسر سین بمعنی حجاره واحد وے سلمه بکسر لام پس
استلام از وست چنانکه اکتحال از کحل استلمت الحجر بمعنی لمسته و وجوه دیگر نیز هست که در شرح آنرا ذکر کردیم -
فرمل ثلثا و مشی اربعا - پس رمل کرد آنحضرت در طواف در سه گشتن و مشی کرد در چهار و ذکر طواف نکرد از جهت
ظهور و شهرت و در بعضی نسخ نوشته اند فطاف سبعا فرمل الی آخره و رمل بفتحتین جهیدن و مشی که سخت نبود یا جنبانیدن
دوشها چنانکه پهلوانان و مبارزان در میان دو صف قتال کنند و باید که در رمل گامها نزدیک هم زنند و اصل
در تشریع این فعل آن ست که چون آنحضرت در عمرة القضا بمکه آمد مشرکان گفتند که ایشان را تب یثرب
لاغر و سست ساخته است پس آنحضرت مسلمانان را فرمود که باین نوع مشی و حرکت و اظهار جلادت و قوت
کنند و بعد از رفع علت حکم باقی ماند و در حجة الوداع نیز کردند اگرچه گاهے بزوال علت حکم نیز زائل میگردد چنانکه نصیب
مؤلفة القلوب اما اینجا باقی ماند و رمل مسنون ست در هر طوافی که بعد از وے سعی ست چنانکه طواف عمره و
طواف قدوم و طواف افاضت نه طواف وداع کذا قیل و در آخر باب خطبه یوم النحر از ابن عباس بیاید که آنحضرت
در طواف افاضت رمل نکرد فتدبر و معانی این الفاظ در شرح احادیث معلوم گردد ان شاء الله تعالی و در حدیث
ذکر اضطباع بضاد معجمه و بای موحده نیست با آنکه این نیز مسنون ست و در احادیث دیگر ذکر آن بیاید و کیفیت اضطباع ردا از زیر بغل
راست بر کتف چپ انداختن و ضبع بمعنی بازو ست و بمعنی زیر بغل نیز آید و درین نیز صورت تجلد ست چنانکه در رمل - ثم تقدم الی مقام
ابراهیم - پستر بعد از طواف پیش آمد بسوی مقام ابراهیم که نام سنگی ست که در وی نشان پایهای ابراهیم ست علیه السلام و الآن در پیش
خانه در حجره نهاده اند فقرا - پس خواند آنحضرت این آیت را - واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی - و بگیرید مقام ابراهیم را جای نماز
اتخذوا بفتح خاء و کسر آن در قرآن هر دو قرأت ست و روایت در حدیث بکسر آمده - فصلی رکعتین - پس گزارد
آنحضرت دو رکعت نماز و این دو رکعت واجب ست نزد ما بعد از هر طواف از جهت ورود امر بدان و نزد شافعی
سنت ست - فجعل المقام بینه و بین البیت - پس گردانید مقام ابراهیم را میان خود و میان خانه کعبه یعنی خلف
مقام ایستاد و این افضل مواضع ست برای گزاردن این دو رکعت و جائز ست هر جا که گذارند - و فی روایة انه
قرأ فی الرکعتین - و در روایتے آمده است که آنحضرت خواند درین دو رکعت - قل هو الله احد و قل یا ایها الکافرون

مکث بالمدینة تسع سنین لم یحج - روایت ست از جابر که آنحضرت درنگ کرد بمدینه نه سال که حج نگزارد - ثم اذن فی الناس
فی العاشرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم حاج - پستر ندا در داد یا ندا داده شد در سال دهم که آنحضرت حج گزارنده است
یعنی اراده دارد که بحج بیرون آید - فقدم المدینة بشر کثیر - پس آمدند بمدینه مردم بسیار در بعضی روایات آمده که مردم
بیشتر از حصر و احصا بودند و تعیین نکرده اند عدد ایشان را و در غزوه تبوک که آخر غزوات آنحضرت بود صلی الله علیه وسلم
صد هزار کس بودند و حجة الوداع بعد از وے بود و لابد زیاده بر آن شده باشند و در روایتے یکصد و چهارده هزار
بودند و در روایتے صد و بیست و چهار هزار والله اعلم - فخرجنا معه - پس بیرون آمدیم ما یعنی صحابه بآن حضرت -
حتی اذا اتینا ذا الحلیفة - تا آنکه چون آمدیم ذو الحلیفه را و رسیدیم باین موضع - فولدت اسماء بنت عمیس محمد بن ابی بکر
رضی الله عنهما - پس بزائید اسماء دختر عمیس بضم مهمله و فتح میم زوجه ابی بکر صدیق بود محمد بن ابی بکر را و این اسماء بنت
عمیس زنی بود جمیله عاقله که همه کس او را میخواستند نخست در تحت ابو بکر صدیق بود بعد از آن علی مرتضی خواست
بعد از وے جعفر بن ابی طالب رضی الله عنهم اجمعین و در وقتیکه حضرت بحج بر آمدند نزد ابی بکر بود و محمد بن ابی بکر
را زائیده - فارسلت الی رسول الله - پس کس فرستاد اسماء نزد پیغمبر خدا - صلی الله علیه وسلم کیف اصنع - که چه
کار کنم حکم چیست احرام به بندم یا نه و چگونه به بندم - قال - گفت آنحضرت - اغتسلی - غسل کن - و استثفری بثوب -
و بر بند جاے خون را بجامه - و احرمی - و احرام بند و صورت استثفار بثاے مثلثه و بفا آن ست که چیزے را در کمر
خود بندند و خرقه پهن گرفته بر جاے خون به نهند و هر دو طرف آنرا از پیش و پس بآن کمر بند محکم کنند تشبیه واو آنرا
بثفر بفتح ثا و فا بمعنی پاره دم و این حدیث دلالت دارد بر صحت احرام نفساء و این مجمع علیه است فصلی رسول الله -
پس گزارد پیغمبر خدا - صلی الله علیه وسلم - یعنی نماز احرام دو رکعت - فی المسجد - در مسجد ذی الحلیفه - ثم رکب القصواء
پستر سوار شد ناقه خود را که نام وے قصواء است بفتح قاف و سکون صاد مهمله و تسمیه او بقصواء بجهت آن ست که
سابق بود در سیر و در اقصاے سیر و غایت جرے بود و بعضی گفته اند که تسمیه او بقصوی بجهت آن بود که جانب
گوش وے بریده بود و قصوی آن ناقه را گویند که طرف گوش وے بریده باشد و شاة قصوی و ناقه قصوے
و جمل اقصی گویند و گفته اند که قصوی و عضبا بفتح عین مهمله و سکون ضاد معجمه و بموحده و جدعا بجیم و دال مهمله نام یک ناقه
است که آنحضرت را بود صلی الله علیه وسلم و گفته اند که اگر کمتر از ربع بریده اند جدعا ست و اگر به ربع رسیده
قصواء و اگر زیاده بر ربع عضبا است و اگر از بیخ بریده اند صلما ست بصاد مهمله و بهمه این الفاظ روایات
واقع شده است و گفته اند که طرف گوش ناقه آنحضرت بریده نبود بلکه در اصل خلقت همچنین واقع شده حتی اذا استوت
به ناقته علی البیداء اهل بالتوحید - تا آنکه چون برداشت آنحضرت را ناقه وے بر بیدا آواز بلند کرد بتوحید مراد
تلبیه است چنانکه بیان کرد - لبیک اللهم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک

کہ تلبیہ کند این دعا بکند۔ رواہ الشافعی

الفصل الثالث ۔ عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اراد الحج اذن فی الناس ۔ روایت ست از جابر کہ آنحضرت ہنگامے کہ خواست بحج برآیند اور داد در مردم و خبر کرد کہ برآیند ۔ فاجتمعوا پس فراہم آمدند مردم ۔ فلما اتی البیداء احرم ۔ پس ہنگامیکہ رسید آنحضرت بہ بیدا کہ نام موضعی ست و بمعنی بیابان نیز آید احرام بست و تلبیہ کرد احرام خود را در مسجد ذی الحلیفہ بستہ بود تلبیہ اینجا کرد و بہ روایتی تلبیہ ہم در مسجد کرد و بہ روایتے بعد از برآمدن بر پشت ناقہ چنانکہ گذشت و وجہ تطبیق میان روایات نیز معلوم شد ۔ رواہ البخاری ۔ وعن ابن عباس ۔ رض قال کان المشرکون یقولون ۔ بودند مشرکان در وقتیکہ تلبیہ میکردند میگفتند ۔ لبیک لا شریک لک فیقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویلکم ۔ وای بر شما ۔ قد قد ۔ بس بس بفتح قاف و سکون دال و بہ تنوین آن ہر دو روایت ست الا شریکا ہو لک تملکہ وما ملک ۔ مگر شریکے کہ او مر تراست مالک ہستی تو او را و چیزے را کہ مالک ست آن شریک آن چیز را ۔ یقولون ہذا وہم یطوفون بالبیت ۔ میگفتند مشرکان این را و حال آنکہ ایشان طواف میکردند خانہ کعبہ را مشرکان نیز حج و عمرہ و طواف و استلام بحجر میکردند و این خانہ را ہمیشہ تعظیم میکردند و لیکن بجہت شرک تلبیہ باین عبارت میکردند کہ لبیک لا شریک لک الا شریکا ہو لک نفی شریک از حق تعالی میکردند و بتان را استثنا میکردند کہ آنہا شریک خدا اند و لیکن مملوک اویند و اگر مالک ہم باشند آن چیز را آن نیز مملوک خداست و چون تا آنجا میرسیدند لبیک لا شریک لک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میفرمود بس بس ہمین مقدار بگوئید کہ نیست شریک مر خدا را و زیادہ بر آن نگوئید کہ الا شریکا الخ و بحقیقت شرکت با مملوکیت منافات دارد و مملوک شریک مالک نمیباشد ۔ رواہ مسلم

باب قصۃ حجۃ الوداع

وداع بفتح واو پدرود و تودیع پدرود کردن و حجی را کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرد حجۃ الوداع گویند زیرا کہ مردم را تعلیم شرائع نمودہ وداع کرد و خبر داد برحلت خود و ایشان را گواہ گرفت بر اداے رسالت و تبلیغ احکام و این در سنہ عاشرہ بود کہ آخر سنوات عمر شریف وے بود صلی اللہ علیہ وسلم و حدیث جابر اجمع و اتم احادیث ست درین باب و وی مروی ست از حضرت امام جعفر صادق از پدرش امام محمد باقر از جابر و امام محمد باقر شاگرد جابر بود و سماع حدیث از وے دارد گویند کہ آنحضرت بشارت دادہ بودند جابر را کہ یکے از اولاد من از تو اخذ علم خواہد کرد و امام محمد باقر از عظماے تابعین و کبار علما بودہ رضی اللہ عنہ وعن ابائہ الکرام

الفصل الاول ۔ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سر شستنی چنانکہ خطمی وگل وجز آن تلبید برائے آن بود تا منتشر نگردد و موئے ژولیدہ نشود چنانکہ در فصل اول گذشت
یعنی غسل را عسل خواندہ بمعنی شہد و این تصحیف و خطاست - رواہ ابوداؤد - وعن خلاد - بفتح خای معجمہ و تشدید
لام - ابن السائب - از ثقات تابعین ست - عن ابیہ - روایت میکند از پدر خود کہ سائب ست - قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبرئیل - آمد مرا جبرئیل - فامرنی ان امر اصحابی ان یرفعوا اصواتہم بالاہلال -
پس امر کرد مرا جبرئیل کہ امر کنم یاران خود را کہ بلند کنند آوازہائے خود را باہلال - او التلبیۃ - یا لفظ تلبیہ گفت بجائے
اہلال و مراد یکی ست اگرچہ اختلاف در ذکر افضل ست اما اینجا افضل رفع صوت ست - رواہ مالک والترمذی
وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ والدارمی - وعن سہل بن سعد - روایت ست از سہل بن سعد ساعدی
کہ از کبار صحابہ است و آخر صحابی ست کہ مرد بمدینہ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلم یلبی الا لبی من
عن یمینہ وشمالہ - نیست ہیچ مسلمانی کہ تلبیہ کند مگر آنکہ تلبیہ کند کسیکہ از جانب دست راست و دست چپ ارست
من حجر او شجر او مدر - از سنگ یا درخت یا کلوخ و در روایتے ما عن یمینہ وشمالہ - حتی تنقطع الارض من ہہنا وہہنا
تا آنکہ منقطع و منتہا میگردد زمین از اینجا و از اینجا عبارت ست از منتہائے ارض از جانب یمین و شمال - رواہ الترمذی
وابن ماجۃ - وعن ابن عمر - رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرکع بذی الحلیفۃ رکعتین - بود
آنحضرت کہ میگزارد در برائے احرام بذی الحلیفہ دو رکعت - ثم اذا استوت بہ الناقۃ قائمۃ عند مسجد ذی الحلیفۃ - پس
وقتیکہ برمیداشت او را ناقہ ایستادہ نزد مسجد ذی الحلیفہ کہ در جائے نزول آنحضرت بنا کردہ اند - اہل بہؤلاء
الکلمات ویقول - بلند میکرد آواز را باین کلمات و میگفت - لبیک اللہم لبیک لبیک وسعدیک - معنی لبیک معلوم
شد و معنی سعدیک یارے میدہم ترا یارے دادنی بعد از یارے دادنی یعنی مکرر دائم در نصرت و تقویت
دین و امتثال امر توام - والخیر فی یدیک لبیک - و نیکی در دو دست تو و قدرت و نصرت تست - الرغباء الیک
و میل و رغبت و طلب نیز بسوے تست زیرا کہ خیر در دست تست و رغبا بفتح را و سکون معجمہ و بعد و بضم را و بقصر
ہر دو روایت ست - والعمل - و عمل نیز منتہی بسوے تست و تو مقصودے از عمل و بسوے تو معود میکند آن -
متفق علیہ - و لفظ لمسلم - وعن عمارۃ - بضم عین و تخفیف میم و تاء در آخر - ابن خزیمۃ - بضم خای معجمہ و بفتح زاے -
بن ثابت - از ثقات تابعین ست - عن ابیہ - روایت میکند از پدر خود کہ خزیمہ بن ثابت ست کہ او را ذو الشہادتین
گویند - عن النبی - از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان اذا فرغ من تلبیتہ سال اللہ رضوانہ والجنۃ - روایت میکند
کہ آنحضرت بود چون می پرداخت از تلبیہ خود سوال میکرد از خدائے تعالی رضائے او را کہ این حج و عمرہ مرضی و
متقبول وے گردد و سوال میکرد بہشت را کہ ثواب آن گردد چنانکہ در حدیث دیگر فرمود الحج المبرور ثوابہ الجنۃ
و استعفاہ برحمتہ من النار - و طلب عفو میکرد برحمت وے تعالی از آتش و در نسخ و سنت آن ست کہ ہر بار

واہلال کرد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بالحج بحج تنہا۔ فاما من اہل بعمرۃ فحل۔ اما کسیکہ اہلال کرد بعمرہ پس حلال شد یعنے بیرون بر آمد از احرام بعد از ادائے عمرہ پیش از ایام حج۔ واما من اہل بالحج او جمع الحج والعمرۃ فلم یحل۔ واما کسیکہ اہلال کرد بحج تنہا یا جمع کرد حج و عمرہ پس حلال نشد و نہ بر آمد از احرام و در بعضی نسخ فلم یحلوا بضمیر جمع۔ حتی کان یوم النحر تا آنکہ شد روز نحر یعنے روز عید کہ وقت تمام شدن حج و بر آمدن از احرام ست اگرچہ طواف باقی ست متفق علیہ۔ وعن ابن عمر قال تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع بالعمرۃ الی الحج۔ تمتع کرد آنحضرت در حجۃ الوداع بعمرہ بسوے حج تفسیرش آن ست کہ گفت۔ ببدا فاہل بالعمرۃ۔ آغاز کرد بعمرہ۔ ثم اہل بالحج۔ پس اہلال کرد بحج متفق علیہ۔ تنبیہ ناسکان مناسک حج بر سہ قسم اند یکی مفرد بضم میم و سکون فا و کسر را یعنی افراد کنندہ کہ وے احرام بر اے حج تنہا بست یا بر اے عمرہ تنہا دوم قارن یعنی قران کنندہ کہ احرام بر اے حج و عمرہ ہر دو بست سوم متمتع و صورت تمتع آنست کہ اول عمرہ میکند اگر سوق ہدی کردہ است ہم بر احرام می ماند و اگر نکردہ است از احرام می بر آید بعد ازاں در مکہ می نشیند و چوں ایام حج می در آید احرام حج می بندد و حج میکند چنانچہ در بیان این احکام بیاید و فضیلت تمتع آن ست کہ این ہر دو نسک در یک سال بدست آمدہ و احادیث و اخبار مختلف آمدہ کہ صحابہ مفرد بحج بودند یا قارن یا متمتع و ہمچنین در فعل آنحضرت اکثر احادیث صحیحہ دراں آمدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قارن بود و بہندہ صحابہ آنرا روایت کردہ اند و در افراد بحج نیز احادیث بسیار آمدہ و در تمتع نیز احادیث مروے شدہ و در توفیق و تطبیق این احادیث و روایات علما تکلم کردہ اند و قران را ترجیح دادہ اند و در شرح سفر السعادت آنرا ذکر کردہ شدہ است آنجا باید نگریست بعضی از ملاحدہ و ابر اہل اسلام در اینجا راہ طعن کشادہ شد و گفتہ اند چہ شد شمارا اے معاشر مسلمانان کہ ضبط نتوانستید کرد حال پیغمبر خود را صلی اللہ علیہ وسلم کہ قارن بود یا مفرد با وجود این ہمہ کثرت و اجتماع کہ شما را دراں مواطن بودند انستند این گروہ نادانان کہ ہمیں کثرت و اجتماع و ازدحام مانع تشخیص و تعیین شد و باوجود آنکہ نزد تحقیق و تطبیق شخص ست کہ حال چہ بود شما ید کہ بی تشخص زبان طعن میکشائید۔ ع خوے بدرا بہانہ بسیار ست

الفصل الثانی عن زید۔ بن ثابت رضی اللہ عنہما از رائے النبی صلی اللہ علیہ وسلم تجرد لاہلالہ و اغتسل روایتی ست از زید بن ثابت کہ از فقہاے صحابہ و کبار ایشان و کاتب وحی و جامع قرآن و قائم بفرائض بود کہ دے دید آنحضرت را کہ برہنہ شد برای احرام خود و غسل کرد اہلال یعنی آواز بلند کردن ست بر اے تلبیہ و مراد اینجا احرام ست کہ سبب اہلال ست و در نسخہ مصابیح لاحرامہ واقع شدہ و غسل کردن بر اے احرام افضل و اکمل ست و اگر وضو کنند نیز کفایتی ست۔ رواہ الترمذی والدارمی۔ وعن ابن عمر۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبد راسہ بالغسل۔ و روایت ست از ابن عمر کہ آنحضرت چسپانیدہ موے سر مبارک خود را بغسل بکسر غین معجمہ

علیه وسلم اذا ادخل رجله فی الغرز - وهم از ابن عمر ست گفت بود آنحضرت چون می درآورد پای مبارک خود را در رکاب غرز بفتح معجمه
وسکون را و زای در آخر رکاب که از چرم باشد و چون از چوب و یا از آهن باشد آنرا رکاب خوانند - واستوت به ناقته قائمة - و برمیداشت
آنحضرت را بر پشت خود ناقه وی استاده - اهل من عند مسجد ذی الحلیفة - بانگ می آورد آنحضرت بتلبیه از مسجدی که در ذی الحلیفه است
که میقات اهل مدینه است و مسجد را بعد از زمان آنحضرت بنا کرده اند و در زمان ایشان مسجد نبود و راوی سخن موافق این زمان کرده پس
آنحضرت نماز ظهر گزارده از مدینه روان شد و نماز عصر در ذی الحلیفه گزارد و شب آنجا گزاردند صباح احرام بست و چون
بر پشت ناقه برآمد و بایستاد تلبیه گفت متفق علیه - از این حدیث معلوم میشود که آنحضرت بعد از برآمدن بر پشت شتر
و ایستادن شتر تلبیه گفت و باین اخذ کرد شافعی و نزد ما تلبیه بعد از نماز مسنون ست و قول مالک نیز همین ست و در هدایه
می گوید که تلبیه کند عقیب صلوة که مروی از آنحضرت ست و اگر بعد از استوا بر پشت راحله کند نیز درست ست
ولیکن بعد از نماز افضلست و مشهور در مذهب امام احمد بعد از نماز ست و مختار نزد بعضی از اصحاب وی
بعد از استوا است و در شرح کتاب خرقی گفته که سعد بن جبیر گفت گفتم با بن عباس عجب از صحابه رسول صلی الله علیه وسلم
که اختلاف کرده اند در اهلال رسول الله صلی الله علیه وسلم که بعد از نماز بود یا بعد از استوا بر پشت ناقه پس گفت
ابن عباس بدرستی که من داناترم بحقیقت حال اهلال کرد پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم بعد از فراغ رکعتین احرام
پس شنیدند آنرا قومی و یاد گرفتند پس از آن سوار شد آنحضرت و اهلال کرد پس شنیدند آنرا قومی و گفتند اهلال آنحضرت
همدرین حال بود بعد از آن روان شد و نیز بر بیدا که موضعی بلند ست برآمد و اهلال کرد و شنیدند قومی و گمان
بردند که الآن ابتدای اهلال کرد و دائم البته ابتدای اهلال وی صلی الله علیه وسلم در مصلای او بود و ازینجا
حاصل شد توفیق میان روایات و ازدحام و اجتماع صحابه در حج بسیار بود تا گفته اند که از شمار بیرون بود و از صد رکن بیشتر
و از هر طرف آنجا که چشم کار میکرد آدمی بود - وعن ابی سعید - الخدری رض قال خرجنا مع رسول الله صلی الله
علیه وسلم نصرخ بالحج صراخا - بیرون آمدیم ما با آنحضرت در حالتی که فریاد می آوردیم بحج فریاد برآوردنی یعنی نیت حج کرده
بودیم تنها و این موضع اختلاف ست در شرح احادیث آینده مبین گردد صراخ بضم صاد و خای معجمه در آخر آواز فریاد -
رواه مسلم - وعن انس - قال کنت ردیف ابی طلحة - گفت انس بودم من در پس ابی طلحه انصاری که وی بود
سوار شونده - وانهم لیصرخون بهما جمیعا الحج والعمرة - بدرستی که ایشان یعنی صحابه هر آینه آواز می برآوردند بحج و عمره -
رواه البخاری - وعن عائشة - رضی الله عنها قالت خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم عام حجة الوداع
بیرون آمدیم ما با آنحضرت برای حجة الوداع که آنحضرت بحج برآمده بود و وجه تسمیه بحجة الوداع معلوم خواهد شد - فمنا من
اهل بعمرة - پس بعضی از ما کسانی بودند که بانگ می آوردند بعمره تنها - ومنا من اهل بحج وعمرة - و بعضی از ما کسانی بودند
که تلبیه میگفتند بحج و عمره هر دو - ومنا من اهل بالحج - و بعضی از ما کسانی بودند که تلبیه میکردند بحج تنها - واهل رسول الله

یا احرام یعنی در حرم در آمدن ست وچون احرام سبب استباحت دخول حرم ست نام کردہ شد بدان تلبیہ بلبیک گفتن چنانکہ بیاید

الفصل الاول - عن عائشۃ - رضی اللہ عنہا قالت کنت اطیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاحرامہ قبل ان یحرم

گفت عائشہ بودم من کہ خوشبو میکردم آن حضرت را وی مالیدم طیب را برائے احرام وے پیش ازانکہ احرام ببندد - ولحلہ

قبل ان یطوف بالبیت - وبرائے حل وے یعنی بیرون آمدن از احرام پیش ازانکہ طواف کند بخانہ کعبہ معلوم خواہد شد

کہ روز عید کہ از منی ومزدلفہ بمنا می آیند بعد از رمی جمرۂ عقبہ از احرام برمی آیند وہمہ چیز حلال میشود الا زنان پس بمکہ می آیند

وطواف میکنند بعد ازان بمنا رجوع میکنند وزنان نیز حلال میشوند - بطیب فیہ مسک - بطیب میگردم بطیبی کہ در وے

مشک می بود ومستحب ست کہ در احرام مشک وگلاب استعمال کنند - کانی انظر الی وبیص الطیب فی مفارق رسول اللہ

عائشہ میگوید گویا من می بینم درخشیدن طیب را در تارک سر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم - ووبیص بصاد مہملہ درخشیدن بود

وفرق آن ومفرق بکسر را تارک سر ومفارق بلفظ جمع نیز میگویند گویا سر منقسم است از تارک را مفرق نام نہادند - وہو محرم

وحال آنکہ آنحضرت محرم بود یعنی اثر طیب بعد از احرام در سر مبارک باقی میماند متفق علیہ - ودرین حدیث دلیل ست

بر آنکہ بقائے اثر طیب بعد از احرام مفسد احرام نیست مفسد استعمال طیب ست بعد از احرام وآنکہ از طیبی کہ در وقت

احرام استعمال کردہ باقی بیماند زیان ندارد ومشہور در مذہب ما واحمد انیست مستند باین حدیث ونزدیک مالک و

شافعی وبروایتی از احمد مکروہ است تطیب بچیزیکہ باقی ماند اثر آن بعد از احرام وطیبی اباحت قول شافعی وکراہت

قول مالک ما ایجاب فدیہ قول ابی حنیفہ ساختہ وانچہ ما ذکر کردیم مذکور ست در ہدایہ وشروح آن ودر شرح کتاب خرقی

کہ در مذہب امام احمد ست ذکر کردہ کہ از عبد اللہ بن عمر پرسیدند از مردے کہ شب احرام بست وتطیب کرد ودر خاست

صباح کہ بوے طیب می آید از وے گفت گر من طیب کنم بقطران دوست تر دارم کہ آنرا کنم واین خبر بعائشہ رسید پس انکار

کرد بر ابن عمر وروایت کرد این حدیث را وعبد اللہ بن الزبیر را دیدند کہ احرام بستہ بود ودر سر وریش وے طیب

بود واللہ اعلم - وعن ابن عمر - قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہل ملبدا - بکسر باے مشددہ گفت

ابن عمر شنیدم آنحضرت را کہ اہلال میکرد در حالتے کہ ملبد ست اہلال بلند کردن آواز در تلبیہ وتلبید گردانیدن

محرم در سر خود چیزے از قبیل صمغ وخطمی تا بہم نچسپد موے وژولیدہ وغبار آلودہ نگردد واز ہوام محفوظ ماند یقول

میگفت آن حضرت - لبیک اللہم لبیک لاشریک لک لبیک - می ایستم برائے خدمت وطاعت تو اے بار خدایا

نیست شریک مر ترا در استحقاق خدمت وطاعت - ان الحمد للہ - بکسر ہمزہ وبفتح نیز روایتی ست - والنعمۃ لک

بدرستی کہ ستایش ونیکوئی ونعمت مر ترا ست - والملک یضم میم یعنی بادشاہی - لاشریک لک لا نزید علی ہؤلاء

الکلمات - زیادہ نمیکرد آنحضرت در تلبیہ برین کلمات ودر بعضی روایات زیادہ ہم آمدہ وابن عمر میگوید انچہ من شنیدم

ہمین کلمات ست زیادہ بران نمی دہمین مقدار کافی ست فافہم - متفق علیہ - وعنہ - قال کان رسول اللہ صلی اللہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعہ من الحج حاجۃ ظاہرۃ۔ کسیکہ باز ندارد اورا از حج حاجتی ظاہر کہ عدم زاد و راحلہ است و سلطان جائر۔ یا قہر سلطان شتر سلطان در اصل بمعنی سلطنت و قہر مان ست و الآن استعمال می یابد در ذات صاحب سلطنت۔ او مرض حابس۔ یا بیماری باز دارندہ یعنی بیماری کہ نتواند بآن سفر کرد۔ فمات ولم یحج۔ پس بمیرد آنکس و حج نکرد کہ این موانع ندارد۔ فلیمت ان شاء یہودیا و ان شاء نصرانیا۔ پس گو بمیرد آنکس اگر خواہد یہودی و اگر خواہد نصرانی شرح این در حدیث علی رضی اللہ عنہ در فصل ثانی گذشت و مولف از ترمذی و بعضی راویان آن حدیث طعن کردہ اما درین حدیث دارمی طعنی مذکور نیست واللہ اعلم۔ رواہ الدارمی **وعن ابی ہریرۃ** رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال۔ روایت ست از ابی ہریرہ از آنحضرت کہ گفت۔ الحاج والعمار حج کنندگان و عمرہ برآرندگان یعنی آنہا کہ حج و عمرہ برآمدہ اند یا آنہا کہ حج و عمرہ کردہ اند ہر دو را شامل ست و حج در اصل بمعنی قصد ست۔ وفد اللہ قدوم آرندگانند و رسانندگانند بدرگاہ وے و وفادت بالکسر برسولی برآمدن و افد برسولی برآمدہ و وفد بفتح الواو وسکون فا و نون و بضم واو و دال جماعت آن۔ ان دعوہ اجابہم۔ اگر دعا میکنند خدارا اجابت میکند ایشان را و قبول میکند دعاے ایشان را۔ وان استغفروہ غفر لہم۔ و اگر طلب آمرزش گناہان میکنند از خدا می آمرزد ایشان را۔ رواہ ابن ماجۃ۔ **وعنہ**۔ قال سمعت رسول اللہ از ابی ہریرہ است گفت شنیدم پیغمبر خدارا۔ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وفد اللہ ثلثۃ۔ وافدان خدا سہ کسانند۔ الغازی والحاج والمعتمر رواہ النسائی والبیہقی فی شعب الایمان۔ **وعن ابن عمر**۔ رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا لقیت الحاج فسلم علیہ وصافحہ۔ چون ببینی حاج را پس سلام بکن بر وے و دست وے را بگیر مصافحہ دست یکدیگر باگرفتن و حاج را سلم مفرد ست و بر جماعت نیز اطلاق میکنند۔ و مرہ ان یستغفر لک۔ و بفرما او را کہ طلب آمرزش کند ترا۔ قبل ان یدخل بیتہ پیش از آنکہ در آید خانہ خود را۔ فانہ مغفور لہ۔ زیرا کہ وے آمرزیدہ شدہ است مر او را و استغفار او مقبول و دعاے او مستجاب ست و قید قبل ان یدخل بیتہ برائے آن ست کہ وے ہنوز در راہ خدا ست و اہل و عیال مشغول نشدہ پس این وقت خاص و حالتے مخصوص ست کہ دعاے وے اقرب باجابت ست و حقیقت مراد آن ست کہ ثواب حاج و بودن او از وفد اللہ ثابت ست از زمان خروج تا دخول در خانہ و منقطع نیست برجوع از حج۔ رواہ احمد **وعن ابی ہریرۃ**۔ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خرج حاجا او معتمرا او غازیا فکسیکہ بیرون آید بحج یا بعمرہ یا بغزا ثم مات فی طریقہ۔ پیش مرد در راہ۔ کتب اللہ لہ اجر الغازی والحاج والمعتمر۔ می نویسد خدای تعالیٰ مر او را اجر غازی و حاج و معتمر کہ از منزل و عمرہ برآمدہ و در حکم اوست ہر کہ بقصد علم و احکام دین برآمدہ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

باب الاحرام والتلبیۃ

احرام و تحریم حرام گردانیدن چیزے را در حج و عمرہ چند چیز حرام میگردد کہ بیان آن خواہد آمد و تحریمہ نماز غیر ازین باب ست

و باین رفته اند جماعت از ائمہ و شافعی و احمد از ایشان ست و جماعت دیگر میگویند جائز ست و مذہب ما و مذہب مالک نیست
رواہ الشافعی و ابو داؤد و ابن ماجہ و عنہ قال وقت رسول اللہ - توقیت کردہ یعنی میقات گردانیدہ است پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم لاہل المشرق العقیق - مراہل مشرق را عقیق بفتح عین و کسر قاف موضعیست قریب ذات عرق
کہ میقات اہل عراق ست لیکن پیش از عقیق ست پس امام شافعی میگوید کہ باید از عقیق احرام بست احتیاطاً و جمعا
بین الحدیثین و عقیق نام وادے مدینہ مطہرہ است بر سہ میل از وے و ظاہر آن ست کہ آن مراد نیست
مگر آنکہ از جانبی باین موضع رسیدہ باشد و اللہ اعلم و طیبی گفتہ است کہ اصح آن ست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بیان کردہ مراہل مشرق را میقاتے بلکہ امیر المومنین عمر حدیث وقتی کہ فتح کرد عراق را - رواہ الترمذی و ابو داؤد -
و عن عائشۃ - رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت لاہل العراق ذات عرق - اہل مشرق
و اہل عراق یکی اند و ذات عرق و عقیق نیز یکی اند باعتبار قرب یکی از دیگرے چنانکہ گفتہ شد - رواہ ابو داؤد و النسائی و عن ام سلمۃ
رض قال سمعت رسول اللہ - گفت ام سلمہ شنیدم پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم یقول - میگفت من اہل الحجۃ او عمرۃ من المسجد
الاقصی الی المسجد الحرام - کسیکہ احرام بندد بحج یا عمرہ از مسجد اقصی کہ نام بیت المقدس ست در شام بسوی مسجد حرام کہ نام کعبہ است
در مکہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ و ما تاخر - آمرزیدہ شود مر او را چیزے کہ پیش رفتہ است از گناہان او و چیزے کہ پس
مے آید یعنی ہمہ گناہان او از اول و آخر - او وجبت لہ الجنۃ - شک از راوی ست و چون از مسجد اقصی بیاید بمدینہ مطہرہ
در راہ نیز باید رسید پس مشرف میشود بافضل مقامات در اول و اوسط و آخر و لابد آنرا این ثواب عظیم روزی
گردد فافہم - رواہ ابو داؤد و ابن ماجۃ

الفصل الثالث - عن ابن عباس - رضی اللہ عنہما قال کان اہل الیمن یحجون - گفت ابن عباس
بودند اہل یمن می برآمدند بحج - فلا تنیزودون - پس توشہ بر نمیداشتند - و یقولون نحن المتوکلون - و میگفتند ما
متوکلانیم - فاذا قدموا مکۃ سألوا الناس - پس وقتیکہ قدوم می آوردند در میرسیدند بمکہ سوال میکردند از مردم و گدائی
میکردند - فانزل اللہ تعالی - پس فرو فرستاد خدائے تعالی این آیت را - و تزودوا فان خیر الزاد التقوی
یعنی توشہ بردارید و تقوی کنید و بپرہیز نمائید از سوال زیرا کہ تقوی بہترین توشہ است برای سفر آخرت و گویا
کہ ایشان توکل را توشہ خیال کردہ بودند پس فرمود تقوی بہترین توشہ ازان ست کہ او را توشہ گیرند در آن در حقیقت
توکل ہم نبود دفا بحق آن نکردند فافہم - رواہ البخاری - و عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قلت -
روایت ست از عائشہ گفت گفتم - یا رسول اللہ علی النساء جہاد - آیا بر زنان جہاد ہست - قال نعم علیہن جہاد
لا قتال فیہ - گفت آنحضرت آرے بر زنان جہادے ہست کہ نیست قتال در وی آن جہاد کہ نیست قتال در وے
کدام ست - الحج و العمرۃ یعنی حج و عمرہ از زنان بمنزلہ جہاد ست از مردان - رواہ ابن ماجۃ - و عن ابی امامۃ -

وآید واز امام مالک آمدہ است کہ اگر قوت پائے داشتہ باشد راحلہ شرط نیست۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ۔

وعنہ۔ قال سال رجل رسول اللہ۔ وہم از ابن عمر ست کہ گفت پرسید مردے پیغمبر خدارا صلی اللہ علیہ وسلم فقال۔ پس گفت آنمرد۔ ایالحاج چیست حج کنندہ وچیست صفت او۔ قال الشعث۔ بفتح شین وکسر عین ژولیدہ موے گرد آلودہ سر۔ والتفل۔ بفتح فوقانیہ وکسر فاے بوے ناک از عرق وچرکین وچون این دو صفت ابلغ بودند در سمت محرم در ریاضت ومشقت وے تخصیص کردہ شدہ اند بذکر۔ فقام آخر فقال۔ پس ایستاد مردے دیگر پس گفت۔ یارسول اللہ ای الحج افضل۔ کدام از اعمال حج فاضلتر وافزون ترست در حصول ثواب۔ قال گفت آنحضرت۔ العج۔ بفتح عین مہملہ وتشدید جیم آواز بر داشتن تلبیہ۔ والثج۔ بفتح ثاے مثلثہ وجیم مشددہ روان کردن خون قربانی۔ فقام آخر فقال۔ پس ایستاد مردے دیگر پس گفت۔ یارسول اللہ ما السبیل۔ چیست سبیل کہ در آیت قرآنے مذکور ست۔ من استطاع الیہ سبیلا قال زاد وراحلۃ گفت توشہ وسواری۔ رواہ فی شرح السنۃ ورواہ ابن ماجۃ فی سننہ الا انہ لم یذکر الفصل الاخیر۔ لیکن آن ست کہ ابن ماجہ ذکر نکردہ است فصل اخیر را کہ در روے بیان سبیل ست۔ وعن ابی رزین۔ بفتح راو کسر زاے۔ العقیلی۔ بضم عین وفتح قاف نام او بقیط صحابی مشہور ست اعداد وے در اہل طائف ست۔ انہ اتی النبی۔ روایت ست از وے کہ وے آمد پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم فقال۔ پس گفت۔ یارسول اللہ ان ابی شیخ کبیر لا یستطیع الحج ولا العمرۃ۔ بدرستی کہ پدر من پیر کبیر السن ست کہ توانائی ندارد حج را ونہ عمرہ را بہ سبب عدم اسباب سفر از زاد وراحلہ ولا انظعن۔ ونہ طاقت سوار شدن دارد وظعن بفتح ظاے معجمہ وسکون عین مہملہ وفتح وے سیر وسفر فی الصراح ظعن بسکون عین حرکت رفتن وکوچ کردن۔ قال حج عن ابیک واعتمر۔ گفت آنحضرت حج کن از جانب پدر خود وعمرہ کن اگرچہ فرض ست چنانچہ ظاہر آن ست بامر ونفقہ وے خواہد بود واگر نفل ست ثواب آن بوے می بخشد وآن درست ست یا اختلافے کہ در عبادت بدنی ست ونزد بعضی از ولدین درست ست مطلقاً وانچہ حدیث وجز آن محجت ست مراورا واللہ اعلم۔ رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح۔

وعن ابن عباس۔ رضی اللہ عنہما قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع رجلا یقول۔ گفت آنحضرت شنید مردے را کہ تلبیہ میکند ومیگوید۔ لبیک عن شبرمۃ۔ بضم شین معجمہ وسکون موحدہ وضم را نام مردے کہ این مرد تلبیہ از جانب او میگفت وے خواست کہ حج بگزارد از وے۔ قال۔ گفت آنحضرت۔ من شبرمۃ۔ کیست شبرمہ قال اخ لی۔ گفت برادر ست مرا۔ او قریب لی۔ یا گفت خویش ست مرا نسبی را وی ست۔ قال احججت عن نفسک گفت آنحضرت آیا حج کردہ تو از ذات خود۔ قال لا۔ گفت آنمرد نکردہ ام۔ قال حج عن نفسک ثم حج عن شبرمۃ۔ گفت حج کن از خود بعد ازان حج کن از شبرمہ این حدیث دلالت دارد کہ نیابت از غیر جائز نیست اگر بعد از ادائے فرض حج خود

تفاوت بر رسے کہ بمیرد کافر بر دین یہود یا دین نصارے و درین غایت تغلیظ و تشدید ست بر تارک حج و یہود و نصارے
گفت زیرا کہ صاحب کتاب و ملت اند اگرچہ کافر اند نہ از مشرکان از مجوسی و غیرہم کہ از ایمان و ملت مہجور و محروم اند۔ وذلک
ان اللہ تبارک و تعالی یقول۔ و آن وعید بجہت آن ست کہ خدائے تعالی میگوید۔ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع
الیہ سبیلا۔ و حق ست مر خدایرا بر مردم قصد خانۂ کعبہ ہر کہ بتواند راہ رفت بسوے وی و در آخر آیت میگوید ومن کفر
فان اللہ غنی عن العالمین و کسیکہ کفر ورزد و کفران نعمت خدا کند پس خدا بی نیاز ست از عالمیان بکنند یا نہ کنند او را
از ان سودے و زیانی نیست سود و زیان ایشان راست و تغلیظ در اینجا موافق آنچہ حدیث واقع شدہ گویا
مراد تمام این ست۔ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب وفی اسنادہ مقال وہلال بن عبد اللہ مجہول والحارث
یضعف فی الحدیث۔ و این ہر دو راوے این حدیث یکی مجہول ست و دیگرے ضعیف۔ وعن ابن عباس
رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صرورۃ فی الاسلام۔ صرورت بصاد مہملہ بر وزن ضرورت
بمعنی ترک نکاح و حج وفی الصراح آنکہ حج نکردہ باشد و گرد زن نگردیدہ صارورہ و صرارہ نیز گویند و اصل کلمہ
از صر است بمعنی حبس و منع یعنی باید مسلمان را کہ ترک تزوج و حج نکند۔ رواہ ابوداؤد۔ وعنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من اراد الحج فلیعجل۔ کسیکہ خواہد حج را و قادر باشد بر ادای او بوجود استطاعت پس باید
کہ شتابی کند و فرصت غنیمت داند و تاخیر نکند۔ ع کہ آفتہاست در تاخیر طالب را زیان دارد۔ رواہ ابوداؤد
والدارمی۔ وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تابعوا بین الحج والعمرۃ
متابعت کنید میان حج و عمرہ یعنی بکنید ہر یکی را بعد از دیگرے۔ فانہما ینفیان الفقر والذنوب۔ پس بدرستی
کہ حج و عمرہ دور میکند فقر را و گناہان را۔ کما ینفی الکیر خبث الحدید والذہب والفضۃ۔ چنانکہ دور میکند دمۂ آہنگری
ریم و چرک آہن و سیم و زر را کیر بکسر کاف و تحتانیہ مشک کہ در می دمد در وی آہنگر و کور بضم آن خانہ کہ آہنگر از گل میسازد کذا فی القاموس
و بعضی کیر را نیز باین معنی گفتہ اند و خبث بفتحتین چرک کہ بیرون می اندازد آنرا آتش از جواہر معدنیہ و بضم خا و
سکون با نیز روایت کردہ بمعنی شئی خبیث و اول اشہر و اظہر ست و مانا کہ سبب در نفی حج و عمرہ فقر و گناہان را
آن باشد کہ دران صرف اموال کردہ میشود پس جزاے آن اضعافا مضاعفہ مییابند و تعب و مشقت بسیار میکشند
و موجب عفو و مغفرت میگردد۔ ولیس للحجۃ المبرورۃ ثواب الا الجنۃ۔ و نیست مر حج مبرور را ثواب مگر بہشت۔
رواہ الترمذی والنسائی ورواہ احمد وابن ماجہ عن عمر الی قولہ خبث الحدید وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما
قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال۔ آمد مرد بسوے پیغمبر پس گفت۔ یا رسول اللہ ما یوجب
الحج۔ چہ چیز واجب میگرداند حج را بعد از بلوغ بمرتبۂ تکلیف۔ قال الزاد والراحلۃ۔ گفت آنحضرت واجب
میگرداند حج را ملک توشہ آن قدر کہ در رفتن و آمدن او را و عیال او را کافی باشد و راحلہ کہ بران سوار رود

واقع شدہ است یعنی صلح است و قضا بمعنی صلح می آید و عمرۂ قضا نزد ایشان بآن معنی ست کہ بمفاضات و مصالحہ قرار یافتہ در سال آیندہ کردند۔ وعمرہ من الجعرانۃ حیث قسم غنائم حنین فی ذی القعدۃ۔ سوم عمرہ آنست کہ از جعرانہ بمکہ رفتہ برآورد آنجا کہ قسمت کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمتہائے فتح حنین را جعرانہ بکسر جیم و عین مہملہ و تشدید راموضعیست بریک مرحلہ از مکہ کہ در سنہ ثامنہ بعد از فتح مکہ غزوۂ حنین بضم حا و فتح نون کردہ و غنائم بی شمار آنجا حاصل شدہ و در جعرانہ پانزدہ شانزدہ روز اقامت فرمودہ آن غنایم را آنجا قسمت نمود گویند کہ آنحضرت شب بعد از گزاردن نماز عشا سوار شد و بمکہ آمد و عمرہ گزارد و همدران شب بازگشت و نماز صبح بجعرانہ گزارد۔ وعمرۃ مع حجتہ۔ وعمرۂ چہارم با حج وے بعد از فرضیت حج کردہ و لابد این در ذی الحجہ بود و این چہار عمرہ است کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کردہ و اما حج اسلام خود یکی نبود و در ایام جاہلیت قریش حج میکردند و آنحضرت نیز میکردند و تعیین عدد آن در ضبط علمانہ در آمدہ است واللہ اعلم۔ متفق علیہ۔ وعن البراء بن عازب رض قال اعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذی القعدۃ قبل ان یحج مرتین۔ گفت براء عمرہ کرد آنحضرت در ذی القعدہ پیش از حج گزاردن و دو بار گویا براء بن عازب عمرۂ حدیبیہ را نشمرد زیرا کہ بحقیقت در وے عمرہ نبود چنانکہ معلوم شد پس عمرۂ آنحضرت سہ باشد دو پیش از حج یکی عمرۂ قضا دیگر از جعرانہ و یکی بعد از حج کہ همراہ حجۃ الوداع کرد۔ رواہ البخاری۔ بیان کیفیت حج و عمرہ خواہد آمد مجملش آن ست کہ حج وقوف بعرفہ و طواف بیت و سعی میان صفا و مروہ است و عمرہ طواف و سعی است و احرام در ہر دو شرط ست و حج فرض میباشد و نفل و عمرہ نفل ست مگر آنکہ کسی نذر کند

الفصل الثانی ۔عن ابن عباس ۔ رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ گفت آنحضرت بعد از نزول فرضیت حج ۔ یا ایہا الناس ان اللہ کتب علیکم الحج ۔ ای مردمان بدرستی کہ خدائے تعالی نوشت یعنی فرض گردانید بر شما حج ۔ فقام الاقرع بن حابس ۔ پس ایستاد اقرع بن حابس کہ در وفد بنی تمیم اسلام آورد و از مؤلفۃ القلوب بود در اسلام و جاہلیت شریف بود و شانی داشت ۔ فقال افی کل عام ۔ پس گفت آیا در ہر سال فرض ست حج ۔ یا رسول اللہ قال لو قلتہا نعم لوجبت ۔ گفت آنحضرت اگر بگویم من آن حجہ را یعنی برای وجوب وے آری ہر سال فرض ست ہر آینہ واجب میگردد در ہر سال ۔ ولو وجبت لم تعملوا بہا ولم تستطیعوا ۔ و اگر واجب گردد ہر سال عمل نمیکنید بدان و نمی توانید کرد بجہت غایت مشقتی کہ در وست ببذل اموال و ہجران اہل و اولاد و مفارقت اوطان خصوصا اہل بلاد بعیدہ ۔ فالحج مرۃ ۔ پس حج در عمر یکبار فرض ست ممن زاد متطوع ۔ پس کسیکہ زیادہ بر یکبار کند نفل ست ۔ رواہ احمد و النسائی و الدارمی ۔ وعن علی ۔ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک زادا و راحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ ۔ کسیکہ مالک شد توشہ را و شتری سواری را کہ برساند او را تا خانۂ خدا و لم یحج ۔ و حج نگزارد ۔ فلا علیہ ان یموت یہودیا او نصرانیا ۔ پس نیست

احرام می بندند و الآن متعارف موضعی ست کہ نام آنتعیم ست و این موضع قریب ترین مواضع حل ست بمکہ و عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا از ہمین جا برائے عمرہ احرام بست بامر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و در اینجا موضعی ست کہ او را مسجد عایشہ میگویند یعنی موضعی کہ آنجا عایشہ نماز گزارد و احرام بست چنانکہ در باب حجۃ الوداع بیاید متفق علیہ

وعن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مہل اہل مدینۃ من ذی الحلیفۃ والطریق الآخر الجحفۃ ومہل اہل العراق من ذات عرق ومہل اہل نجد قرن ومہل اہل الیمن یلملم رواہ مسلم - ترجمہ این حدیث از شرح حدیث سابق مفہوم شد و مراد بقول وے والطریق الآخر الجحفۃ آن ست کہ گفتہ شد کہ اہل مدینہ چون بر سر راہ شام بیایند جحفہ میقات ایشان میگردد و روا ست کہ از اینجا احرام نبندند و ذات عرق کہ میقات اہل عراق گفتہ در ان حدیث مذکور نیست و عراق بلاد معروف ست طول آن از عباد ان تا موصل و عرض آن از قادسیہ تا حلوان و تسمیۂ او بعراق بجہت آن ست کہ این بلاد بر عراق دجلہ و فرات ست و عراق ساحل بحر را گویند و ذات عرق نام موضعی ست از شرقی مکہ بدو مرحلہ موازی قرن و عرق بکسر عین کوہچۂ خرد را گویند - وعن انس رضی اللہ عنہ قال اعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع عمر - گفت انس عمر بہ او رد آنحضرت چہار عمرہ - کلہن فی ذی القعدۃ - ہمہ این چہار عمرہ در ماہ ذی القعدہ بودند - الا التی کانت مع حجتہ - مگر آن عمرہ کہ بود ہمراہ حج آنحضرت کہ آنرا در ذی الحجہ در ایام حج بر آورد عمرہ - بمتع ونصب - من الحدیبیۃ فی ذی القعدۃ - اول عمرہ از ان چہار عمرہ کہ آنحضرت کردہ از حدیبیہ است بضم حاء و فتح دال مہملتین و کسر موحدہ و تخفیف تحتانیہ و تشدید نیز آمدہ و تخفیف اشہر و اکثر ست نام قریہ ایست بر نہ میل از مکہ کہ اکثر آن در حرم است باقی حل و بعضی گویند نام چاہی ست و بعضی گویند نام درختیست کہ آن بقعہ را بوے نام کردند و بیعۃ الرضوان کہ تحت شجرہ بود و قرآن مجید در شان آن میگوید لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ آنجا بود و بر آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از مدینہ روز دوشنبہ غرۂ ذی القعدہ در سال ششم از ہجرت بقصد عمرہ در یک ہزار و چہار صد یا بیشتر نفر و جمع شدند قریش و باز داشتند او را از در آمدن مکہ پس صلح کردہ باز گشت و عہد کردند کہ سال آئندہ بیاید و عمرہ بگزارد پس بحقیقت اینجا عمرہ نبود ولیکن آنرا از عمرہ شمردہ اند و حکم احصار از اینجا مشروع شد و این را فتح نیز گفتہ اند کہ مبدا فتوحات بود و بعد از وے فتح خیبر بود و جز آن و تمامہ قصۂ حدیبیہ در کتب سیر مذکور ست و در کتاب الجہاد جملۂ از ان مذکور شد وعمرۃ من العام المقبل فی ذی القعدۃ - دوم عمرہ بود از سال آئندہ نیز در ذی القعدہ کہ در وقت صلح قرار یافتہ بود و آن حضرت بمکہ در آمد و عمرہ بگذارد و سہ روز در آنجا بود و در روز چہارم بر آمد و این عمرہ را عمرۂ قضا گویند و اطلاق این اسم بروی در احادیث واقع شدہ و این مؤید مذہب حنفیہ است میگویند کہ محرم باحصار از احرام بر آید و واجب ست قضائے ما فات و نزد شافعی بروے قضا نیست و لفظ قضا کہ در احادیث

مگر آنکہ باشد با وے محرم و لفظ ذو زائد ست و در بعضی روایات مسیرۃ سہ روز واقع شدہ و گفتہ اند بر ہر تقدیر مراد تحدید نیست بلکہ مطلق سفر ست طویل یا قصیر و نزد محدثین در سفر و احکام وے حدی معین از شارع ثابت نہ شدہ است و تحقیق این در باب صلوٰۃ سفر گذشت (متفق علیہ) و عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاہل المدینۃ ذا الحلیفۃ (میقات گردانیدہ است آنحضرت برای اہل مدینہ ذو الحلیفہ را کہ نام جائی است قریب بمدینہ بہ شش میل وقت ہنگام و میقات ہنگام کار و جای آن و غالب آمدہ این اسم بر جای احرام بستن کہ از انجا احرام نگذرند و مردم آفاق را مواضع معین ساختہ اند کہ از انجا احرام بہ بندند پس اہل مدینہ را ذو الحلیفہ میقات ساختہ اند) و لاہل الشام الجحفۃ (و مر اہل شام را جحفہ بضم جیم و سکون حای مہملہ او فانیز نام موضع است میان مدینہ و مکہ) و لاہل نجد قرن المنازل (و برائے اہل نجد موضعی کہ نام وے قرن المنازل ست و نجد در اصل یعنی زمین بلند ست مقابل غور کہ یعنی زمین پست ست و الآن نام بلاد عرب ست کہ از یمامہ تا زمین عراق ست و قرن بفتح قاف و سکون راء کہ او را قرن المنازل ہم گویند نام موضعی ست نزدیک طائف و اما قرن کہ ابویس رضی اللہ عنہ را بوی نسبت کنند بفتح راء ست از بلاد یمن کذا فی القاموس) و لاہل الیمن یلملم (و برائے اہل یمن یلملم بفتح تحتانیہ و فتح لام و سکون ہیم ہر دو مکرر نام موضعی ست) فہن لہن و لمن اتی علیہن من غیر اہلہن (پس این مواضع مذکورہ میقات اند برائے اہل آن مواضع کہ مذکور شدند و مر کسانی را کہ بیایند و بر سند بریں مواضع و بگذرند ازان چنانکہ اہل مدینہ بر سر راہ شام بر سند از جحفہ احرام بندند و اہل ہندوستان بر راہ یمن بر سند از سمت یلملم احرام بندند مثلا) لمن کان یرید الحج و العمرۃ (این مواقیت ست مر کسانی را کہ ارادہ نمیکنند حج و عمرہ را و ازین حدیث معلوم میشود کہ ہر کہ از میقات میگذرد بے ارادۂ حج و عمرہ لازم نیست او را احرام برای دخول مکہ و صحیح از مذہب شافعی ہمین ست و نزد ما روا نیست در آمدن مکہ بے احرام اگرچہ ارادۂ حج و عمرہ ندارد از جہت قول آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لا یجاوز احد المیقات الا محرما و این حدیث مطلق ست مقید بارادۂ حج و عمرہ نہ بلکہ وجوب احرام برائے تعظیم این بقعہ است پس برابر ست حاج و معتمر و غیر ایشان و اما ہر کہ داخل میقات ست او را جائز ست دخول مکہ بے احرام از برائے حاجت خود زیرا کہ در آمدن او مکہ را بسیار میشود و در ایجاب احرام ہر بار حرج ست پس حکم او حکم اہل مکہ است کذا فی الہدایۃ) فمن کان دونہن فمہلہ (بضم ہیم و فتح ہا و تشدید لام یعنی اہلہ پس کسیکہ باشد ورائے این مواضع داخل آن پس اہلال و احرام وے از جائے اوست کہ در آنجا ساکن ست و اہلال در اصل یعنی آواز بلند کردن و اینجا احرام مراد ست کہ در وے بہ تلبیہ آواز بلند میکنند) و کذاک و کذاک و ہم جنین و ہم جنین (یعنی ہر کہ آن طرف تر مواضع احرام وے از ہمانجاست کہ ساکن ست دران یعنی اہل مکہ یہلون منہا تا آنکہ ساکنان مکہ احرام می بندند از مکہ و این مخصوص ست بحج و از برائے عمرہ اہل مکہ از زمین حل

این زن بمشاہدۂ جمال او و والہ و نگران او شد و این زن نیز صاحب حسن بود و اکثر زنان قبیلہ صاحب حسن میباشند
ہر دو چشم یکدیگر دو خشند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چو این حال مشاہدہ کرد دست بر چشمان فضل بن عباس نہاد و گردن
او را برتافت عباس گفت یا رسول اللہ چرا بر می تابی گردن پسر عم خود را فرمودای عم شیطان مسلط بر بنی آدم
و در آیندہ است در رگ و پوست ایشان کما قال ۔ متفق علیہ ۔ وعنہ قال اتی رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ان اختی نذرت ان تحج وانہا ماتت ۔ و ہم از ابن عباس ست کہ گفت آمد مردے نزد آنحضرت پس گفت
بدرستی کہ خواہر من نذر کردہ کہ حج کند و وے مردہ است ۔ فقال النبی ۔ پس گفت پیغمبر ۔ صلی اللہ علیہ وسلم
لو کان علیہا دین اکنت قاضیہ ۔ اگر می بود بر خواہر تو وامی آیا میبودی تو کہ میگذاردی وام وے را ۔ قال نعم ۔
گفت آنمرد آری میگذاردم ۔ قال فاقض دین اللہ ۔ گفت آنحضرت پس بگذار وام خدا را ۔ کہ احق بالقضاء
زیرا کہ وام خدا بیشتر ادا ترست بگزاردن و درین صورت نیز جائز نیست مگر بوصیت و انفاق و این مذہب
ما است و نزد شافعی ہر کہ مرد و در گردن وے حق خدا ست حج یا غیر حج واجب ست قضای آن از راس
مال وے مقدم بر وصایا و میراث ۔ متفق علیہ ۔ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلون رجل
بامرأۃ ۔ باشد کہ خلوت نسازد مردی با زنی یعنی زن بیگانہ خواہ جوان باشد یا پیر ۔ خلوت تنہائی ساختن ۔ ولا تسافر
امرأۃ الا ومعہا محرم ۔ و باید کہ سفر نکند زنی مگر آنکہ باشد با وے محرمے و محرم کسی ست کہ نکاح با وے جائز نباشد ابدا خواہ
جوان باشد یا پیر و در بعضی روایات فقیہ آمدہ است کہ اگر با وے زنی باشد کہ بروے وثوق و اعتماد و صلاح
جائز ست و بعضی گفتہ اند زنان باشد متعددہ ثقات و با یک زن روا نیست و بعضی گفتہ اند کہ در ہجرت از دواج حرب
صحبت شرط نیست زیرا کہ اقامت وے در ان حرام ست ۔ فقال رجل یا رسول اللہ اکتبت ۔ بضم ہمزہ و سکون
کاف و ضم تای اولی و کسر تای ثانیہ و سکون با نوشتہ شدہ ام و ثابت کردہ شدہ است نام من در دیوان ۔ فی غزوۃ
کذا و کذا ۔ در جنگ چنین و چنین یعنی نام مرا با جماعۃ کہ بجنگ کافران در غزوات رفتند نوشتہ اند کہ ہمراہ ایشان بغزا بیرم
و خرجت امرأتی حاجۃ ۔ و بیرون آمدہ است زن من قصد کنندۂ خانۂ کعبہ را چکار کنم بجہاد روم و زن را تنہا نگذارم
کہ بحج رود یا ہمراہ زن روم ۔ قال اذہب فاحجج مع امرأتک ۔ گفت آنحضرت برو و بیں حج کن با زن خود زیرا کہ
غازیان بسیار اند و با زن تو خبۃ تو کسی نیست کہ برود ۔ متفق علیہ ۔ وعن عائشۃ ۔ رضی اللہ عنہا قالت استاذنت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجہاد ۔ گفت عائشہ طلب دستوری کردم آنحضرت را در جہاد یعنی اذن طلبیدم کہ اگر
بفرمائید بجہاد روم ۔ فقال جہادکن الحج ۔ پس گفت آنحضرت جہاد شما اے طائفۂ زنان حج ست یعنی بس ست مر زنان
را کہ بحج بیرون می آیند حاجت نیست کہ بجہاد برآیند ۔ متفق علیہ وعن ابی ہریرۃ ۔ رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسافر امرأۃ مسیرۃ یوم ولیلۃ الا ومعہا ذو محرم ۔ سفر نکند زنے در سیر یکروز شب

زن گوید رفث نبود و مراد بفسوق خروج از حد و دشرع ست بارتکاب حرام و در قرآن مجید نہی از جدال نیز کردہ و مراد بدان جنگ و جدل با رفیقان و خادمان و دشنام کردن یکدیگر ست و در حدیث ذکر آن نکرد و گویا آنرا داخل فسوق داشت متفق علیہ وعنہ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینہما - عمرہ تا عمرۂ دیگر کفارت ست مر گناہان را کہ واقع شدند میان دو عمرہ چنانکہ در وضو و نماز و رمضان وارد شدہ است و علما در انجا مخصوص بصغائر داشتہ اند و ظاہر آن ست کہ اینجا نیز ہمین مراد خواہد بود و کفارت از کبائر مخصوص بحج ست قید بر و الحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ و حج مبرور نیست مراد او اجزا اگر بہشت - متفق علیہ - وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العمرۃ فی رمضان تعدل حجۃ - بدرستی کہ عمرہ بجا آوردن در رمضان برابر حج گذاردن ست در ثواب و در بعضی روایات آمدہ برابر حجی کہ ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزاردند و این مبالغہ است بطریق الحاق ناقص بکامل چنانکہ در امثال این واقعہ شدہ است متفق علیہ - وعنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقی رکبا بالروحاء - و ہم از ابن عباس ست کہ آنحضرت پیش آمد سواری چند را روحا بفتح راء و سکون واو و حای مہملہ بدنام جائی ست بر سہ مرحلہ از مدینہ مطہرہ - فقال من القوم - پس گفت آنحضرت کیستند این گروہ - قالوا المسلمون - گفتند مسلمانیم - فقالوا من انت - پس گفتند تو کیستی - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - گفت پیغمبر خدایم - فرفعت الیہ امرأۃ صبیا - پس بر داشت بسوے آن حضرت و پیش آورد زنی کودکی را - فقالت الہذا حج - پس گفت آن زن آیا مر این کودک را اگر حج کند ثوابی داجری ست باوجود آنکہ بالغ نیست و حج بروے فرض نہ - قال نعم ولک اجر - گفت آنحضرت آری مر او را ثوابی ہست و مر ترا ہم کہ او را بر میداری و می بری و غمخواری میکنی اجرے و ثوابی ہست و صبی اگر در حالت صبا حج کند واجب ست بروے حج چون بالغ گردد و ہم چنین بندہ چون آزاد گردد و اما فقیر اگر حج کرد از واجب واقع شود و بعد از غنا اعادہ واجب نبود - رواہ مسلم وعنہ قال ان امرأۃ من خثعم قالت - و ہم از ابن عباس ست گفت کہ زنی از قبیلہ خثعم بفتح صحیحہ و سکون مثلثہ و فتح مہملہ گفتہ یا رسول اللہ ان فریضۃ اللہ علی عبادہ فی الحج - بدرستی کہ فرض خدا بر بندگان او در حج گزاردن ست - ادرکت ابی شیخا کبیرا - دریافتہ است و رسیدہ پدر مرا در حالیکہ وی کبیر ست و ضعیف ست بحدی کہ - لا یثبت علی الراحلۃ - نمیتواند بر جاے ماندن بر شتر - افاحج عنہ - آیا پس حج کنم من از جانب وی - قال نعم - گفت آری بکن و حج گذاردن از جانب غیر اگر فرض باشد جائز ست نزد عجز اگر فرو گیرد عجز تا وقت مرگ و امر کند آن غیر را و نفقہ کند و بعد از موت اگر وصیت کند و اگر نفل ست جائز ست باوجود قدرت مطلقا و در بعضی روایات آمدہ کہ از والدین جائز ست بی امر ایشان و بے وصیت و تفصیل این در کتب فقہ است - وذلک فی حجۃ الوداع - و این گفتن زن خثعمیہ حال پدر خود را و جواب دادن آنحضرت او را در حجۃ الوداع بود و آنجا قصہ دیگر ست کہ فضل ابن عباس ردیف آنحضرت بود و در غایت حسن و جمال و جوانی بود پس

در بعضی روایات آمده است که بآن مرد فرمودند که ترا دو بار جواب میدهند که قول عام ست بوحی باشد یا از پیش خود فافهم
ثم قال ذرونی ما ترکتکم - پس گفت آنحضرت بگذارید مرا و مپرسید از من که چند ست و چون ست که مادامیکه ترک دهم
شما را و بیان نکنیم که چند ست و چون ست یعنی هر چه من گویم بکنید اگر مطلق حکم کنم بی قید بعدوی عمل باطلاق آن کنید
و اگر بیان کنم که چندین بار کنید همچنان چند بار کنید زیرا که مرا برای بیان شرائع و رسانیدن احکام فرستاده اند
هر چه هست من خود بیان خواهم کرد و حاجت به سوال شما ندارد - فانما هلک من کان من قبلکم بکثرة سوالهم پس هلاک
نشدند آنکسانی که پیش از شما بودند مگر به سبب بسیار پرسیدن ایشان - واختلافهم علی انبیائهم - و بسبب اختلاف
کردن ایشان بر پیغمبران ایشان چنانکه از قوم بنی اسرائیل منقول ست - فاذا امرتکم بشیء فاتوا منه ما استطعتم -
پس چون امر کنم من شما را بچیزی پس بیارید از آن و بکنید آنچه می توانید و در طاقت شما ست و این تاکید و مبالغه
است در اتیان مامور به و بذل طاقت مجهود در آن و یا اشارت ست بتیسیر و رفع حرج چنانکه در نماز و ارکان
و شرائط وی و جز آن چون عاجز باشد از اتیان بعضی بجای آرد آنرا که تواند و این در امر ست اما در نهی
باید که احتیاط کرده شود در ترک آن و بذل مجهود نماید چندانکه تواند چنانکه اشارت کرد بدان بقول خود - واذا نهیتکم عن شیء فدعوه
چون نهی کنم و باز دارم شما را از چیزی پس بگذارید آنرا به تمام و کمال - رواه مسلم - وعنه قال سئل رسول الله صلی الله
علیه وسلم - پرسیده شد پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ای العمل افضل - کدام کار افزون تر ست در ثواب - قال ایمان بالله ورسوله - گفت
آنحضرت فاضلترین عمل ایمان آوردن بخدا و رسول خدا ست - قیل ثم ماذا - گفته شد پستر بعد از ایمان کدام عمل فاضلتر ست - قال
الجهاد فی سبیل الله - گفت بعد از ایمان فاضلتر کارزار کردن ست در راه خدا که فرض باشد - قیل ثم ماذا -
گفته شد پستر کدام - قال - فرمود - حج مبرور - حج مقبول متفق علیه - بدانکه حج مبرور کدام ست گفته اند آنکه در وی
ارتکاب مناهی نکند و سمعه و ریا نباشد و این صحیح ست و اصح آن ست که مراد بدان حج ست که بدرگاه حق مقبول
افتد و اگرچه سبب قبول همان ست که گفته اند ولیکن فضل خدا واسع است گاهی قبول میکند از بنده و میگذارد
از تقصیرات وی و عفو میکند و گفته اند نشان حج مبرور آن ست که بهتر از آنکه رفته است برگردد و بیاید راغب
در آخرت و زاهد در دنیا و بمعاصی عود نکند تنبیه احادیث مختلفه در بیان افضل اعمال آمده و وجه توفیق اختلاف
جهات و حیثیات و مقامات و احوال سائلین و مخاطبین ست چنانکه در اول کتاب الصلوة بدان اشارت کردیم
فتذکر - وعنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من حج لله فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه - کسیکه
حج کند برای خدا نه برای ریا و اغراض دیگر پس رفث نکند و فسق نورزد باز گردد پاک از گناهان هم چو پاک
بودن او از گناهان در روزی که زائیده است او را مادر او و مراد برفث بفتح را و فا جماع و فحش و سخن کردن
با زنان در جماع است و در نهایه گفته رفث منهی عنه آن ست که خطاب کرده شود بآن زن را و اگر بی شنیدن

فراگردن مومن نفس را باین طریق ست کہ پیش می آید مرچیزے را از بلاکہ طاقت ندارد۔ رواہ الترمذی وابن ماجۃ والبیہقی فی شعب الایمان وقال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب وعن عمر رضی اللہ عنہ قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قل گفت عمر بن الخطاب تعلیم کرد مرا آنحضرت گفت بگو۔ اللھم اجعل سریرتی خیرا من علانیتی خداوندا بگردان نہان مرا بہتر از آشکارائے من و ظاہر مرا نیکوتر از باطن من۔ واجعل علانیتی صالحۃ۔ و بگردان آشکارائے مرا نیک این را از برائے آن فرمود کہ شاید سریرت بہتر از علانیہ بد باشد پس فرمود علانیہ صالح باشد و سریرت بہتر ازان اللھم انی اسئلک من صالح ما تؤتی الناس من الاہل والمال والولد۔ خداوندا سوال میکنم ترا از نیک انچہ تو میدہی مردم را از اہل و مال و ولد۔ غیر الضال ولا المضل۔ کہ این اہل و ولد و مال گمراہ کنندہ نباشد۔ رواہ الترمذی

تمام شد کتاب الدعوات بتوفیق واہب العطیات و تالی ست او را

کتاب المناسک

جمع نسک بفتح سین و کسر ان بمعنی مصدر و زمان و مکان و مشتق از نسک مثلثۃ النون و المضمین بمعنی عبادت و نسک بمعنی ذبیحہ نیز آید و نسیکہ ذبیحہ را گویند و غالب آمدہ استعمال وے در امور حج و حج بفتح حا و کسر آن ہر دو وہر دو وجہ خواندہ اند در قول وے سبحانہ تعالی وللہ علی الناس حج البیت و صحیح آن ست کہ فرضیت حج بعد از ہجرت ست و آنکہ انچ گزاردن آنحضرت پیش از ہجرت مروی ست بنا بر عادت قریش ست کہ در جاہلیت حج میکردند و جمہور بر آنند کہ در سال ششم از ہجرت ست و طائفہ میگویند کہ در سال نہم ست و مہد بن سال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجہیز اسباب سفر حج مشغول شد و لیکن سبب اشتغال بامر غزوات و تشیید احکام شریعت و تعلیم وفود میسر نشد پس ابا بکر صدیق را امیر حاج ساختہ بکہ فرستاد تا حج با مردم بگذارد و از عقب ابی بکر صدیق علی مرتضی رض را فرستاد چون علی آنجا رسید ابو بکر گفت امیر اد یا مور علی گفت بل مامور و علی مرتضی را برائے مصلحت دیگر فرستادہ بودند کہ خواندن سورۂ توبہ و نقض عہد منافقین بود زیرا کہ عہد و نقض آن باہل بیت مرد مفوض نے باشد

الفصل الاول۔ عن ابی ہریرۃ۔ رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا الناس قد فرض علیکم الحج۔ ای مردمان بتحقیق فرض گردانیدہ شدہ است بر شما حج۔ فحجوا۔ پس بکنید حج را۔ فقال رجل اکل عام۔ پس گفت مردے کہ نام وی اقرع بن حابس بود آیا ہر سال حج کنیم۔ یا رسول اللہ۔ گویا این مرد قیاس کرد بغرض دیگر کہ بگذراند۔ فسکت حتی قالہا ثلثا۔ پس خاموش ماند آنحضرت تا آنکہ گفت آنمرد این کلمہ را سہ بار فقال۔ پس گفت آنحضرت۔ لو قلت نعم لوجبت۔ اگر میگفتم من آرے ہر آئینہ واجب میشد حج ہر سال۔ ولما استطعتم ہر آئینہ نمی توانستید کرد ظاہرا این حدیث دران ست کہ احکام مفوض اند بآنحضرت چنانکہ مذہب بعضی ست ولہذا

یا در جمیع حقوق شرعی — وحسن الخلق — وخوشخوئی — والرضا بالقدر — وخشنودی بتقدیر
وعن ام معبد رضی اللہ عنہا — نام دوزن ست ہر دو صحابیہ یکے آنکہ آن حضرت در سفر ہجرت در منزل
وے نزول فرمود دوم بنت کعب بن مالک وظاہر آن ست کہ مراد اینجا این باشد واللہ اعلم —
قالت سمعت رسول اللہ — گفت شنیدم پیغمبر خدا را — صلی اللہ علیہ وسلم بقول — میگفت — اللھم طھر قلبی
من النفاق — خداوندا پاک گردان دل مرا از نفاق وصفات وعلامات آن — وعملی من الریا — و
پاک گردان عمل مرا از ریا ودر یا خویشتن را بہ نیکی بہ خلق نمودن — ولسانی من الکذب — وپاک گردان زبان مرا
از دروغ — وعینی من الخیانۃ — وچشم مرا از زبانی دیانتی کہ نظر حرام باشد فی الصراح خیانت ناراستی وکم کردن حق کسی
فانک تعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور — پس بدرستیکہ تو میدانی نظر را کہ خیانت کنند چشمہا ست در نظر حرام و
چیزے را کہ می پوشند سینہا از شہوات ومعاصی واز ابن عباس در تفسیر خائنۃ الاعین مروی ست کہ مشاجعتے
از مردان شستہ اند ناگاہ زنی از پیش ایشان گذشت واز شرم یکدیگر نگاہ بآن نکردند چون چشمہا خرابیدند مردے
درین میان چشم برداشت وزیدہ بوئے نگاہ کرد — رواہما — روایت کرد این ہر دو حدیث را — البیہقی فی الدعوات
الکبیر وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاد رجلا من المسلمین قد خفت — روایت ست از انس
کہ آن حضرت عیادت کرد مردے را از مسلمانان کہ بتحقیق ضعیف شدہ بود چنانکہ آواز وے شنیدہ نمیشد خفت پستی
وآرامیدن آواز خفت المیت میگویند وقتیکہ خاموش گردد ومنقطع شود کلام او — فصار مثل الفرخ — پس گشتہ بود
مانند جوزۂ مرغ — فقال لہ رسول اللہ پس گفت مر آن مرد را پیغمبر خدا — صلی اللہ علیہ وسلم ھل کنت تدعو اللہ بشیٔ
او تسألہ ایاہ — ایا بودۂ تو کہ دعا میکردی ومیخواندی خدا را بچیزے از دعایا سوال میکردی ومیخواستی از خدا
چیزے را او کلمہ او احتمال شک وتنویع ہر دو دارد — قال نعم کنت اقول — گفت آنمرد آرے بودم من کہ دعا وسوال
میکردم ومیگفتم این را کہ — اللھم ما کنت معاقبی بہ فی الاخرۃ فعجلہ لی فی الدنیا — خداوندا عذابی کہ ہستی تو مرا دہندہ
من آن عذاب در آخرت پس شتاب کن آن عذاب را برائے من در دنیا — فقال رسول اللہ — پس گفت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ لا تطیقہ — عجب ست طاقت نمی آری تو عذاب خدا را — ولا تستطیعہ — ونمی توانی
بر داشت آن را — افلا قلت — آیا پس چرا نہ گفتی این دعا را کہ — اللھم آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا
عذاب النار قال فدعا اللہ بہ — گفت انس پس دعا کرد آن مرد خدا را باین قول — فشفاہ اللہ بہ — پس تندرستی
داد او را خدا بہ برکت این دعا — رواہ مسلم وعن حذیفۃ — رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا ینبغی للمومن ان یذل نفسہ — نمی باید ومنزد مسلمان را کہ خوار وزبون گرداند نفس خود را — قالوا وکیف یذل
نفسہ — گفتند صحابہ وچگونہ خوار میگرداند نفس خود را مسلمان — قال یتعرض من البلاء لما لا یطیق — گفت آنحضرت

فی الصلوٰۃ وقرۃ عین بمعنی خنکی چشم وقرار وے ودیدہ بدیدن محبوب خنک گردد وقرار یابد وچپ وراست نہ بیند
واسالک الرضا بعد القضاء - وسوال میکنم ترا رضا بعد از وقوع قضاء - واسالک برد العیش بعد الموت -
وسوال میکنم ترا سردی زندگانی وآسایش بعد از مردن - واسالک لذۃ النظر الی وجہک - وسوال میکنم ترا لذت
دیدن بروے تو اگر دیدن بچشم مراد ست آن در آخرت خواہد بود واگر بدیدۂ دل ست ہم در دنیاست -
والشوق الی لقائک - وسوال میکنم آرزومندی بسوی لقای تو کہ کنایت از موت ست - فی غیر ضراء مضرۃ - در غیر
حالت سخت کہ زیان کنندہ است این یا متعلق ست بشوق لقاے ومراد آن ست کہ شوقے میخواہم کہ زیان
نکند در سیر وسلوک من واستقامت من بر طریق ادب ورعایت احکام زیرا کہ گاہی شوق بدان میکشد کہ
زیان میکند نزد غلبۂ حال وطفح سکر وہمین ست مراد بقول وے کہ فرمود - ولا فتنۃ مضلۃ - ونہ آزمایش
وابتلاء گمراہ کنندہ ویا متعلق ست باجنبی کہ در بالا مذکور ست تا ہمہ را شامل باشد یعنی زندہ دار مرا باین نعمتہاے
مذکور در حال بودن من در غربتی کہ در آن صبر نکنم وشکر نگویم - اللہم زینا بزینۃ الایمان - خداوندا آراستہ گردان
مارا بہ آراستگی ایمان - واجعلنا ہداۃ مہدیین - وبگردان مارا راہ نمایندگان راہ راست روندگان یعنی چنانکہ
دیگران را راہ نمایم خود نیز براہ راست رویم واز قبیل لم تقولون ما لا تفعلون نباشیم رواہ النسائی - وعن ام سلمۃ
رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول فی دبر الفجر - ودر بعضی نسخ دبر صلوٰۃ الفجر بود آنحضرت کہ میگفت
در پس نماز بامداد - اللہم انی اسالک علما نافعا - خداوندا من سوال میکنم ترا علم سود کنندہ - وعملا متقبلا - وعملی
قبول کردہ شدہ - ورزقا طیبا - وروزی پاک یعنی حلال ذکر صلوٰۃ الفجر اتفاقی ست یا راوی درین وقت شنید
کہ میخواندند یا تخصیص بہ صلوٰۃ فجر بجہت آن ست کہ ابتداء نہار ووقت ظہور آثار علم وعمل ووصول رزق ست
واللہ اعلم - رواہ احمد وابن ماجہ والبیہقی فی الدعوات الکبیر وعن ابی ہریرۃ - رضی اللہ عنہ قال دعاء
حفظتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ادعہ - گفت ابوہریرہ کہ دعائی ست کہ یاد گرفتہ ام از آنحضرت
کہ ترک نمیکنم آنرا - اللہم اجعلنی اعظم شکرک - خداوندا بگردان مرا کہ بزرگ دارم وبزرگ کنم شکر نعمتہاے ترا
واعظم را از اعظام وتعظیم ہر دو ضبط کردہ اند - واکثر ذکرک - وبسیار گویم ذکر ترا واکثر را نیز بہمان دو وجہ تصحیح نمودہ اند
واتبع نصحک - وپیروے کنم نصیحت ترا - واحفظ وصیتک - ونگاہ دارم اندرز ترا نصیحت در اصل خاص
شدن عسل ناصح میگویند شہد خالص را یعنی براہ صدق وخلوص تو روم در اداے حقی کہ تراست بر من و
نگاہداشت وصیتی کہ تو کردہ در حفظ حقوق طیبی گفتہ کہ نصح ووصیت در حدیث قریب اند در معنی - رواہ الترمذی
وعن عبد اللہ بن عمرو قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہم انی اسالک الصحۃ - ظاہر آنست
کہ مراد صحت بدن ست - والعفۃ - وپارساے وباز ایستادن از حرام وسوال - والامانۃ - در اموال مردم

یعنی امامت میکرد مارا - فاوجز فیها - پس کوتاہی کرد در ان نماز یعنی قرأت دراز نخواند یا دعا بسیار نکرد چنانکہ سیاق حدیث ناظر در ان ست - فقال ابعض القوم - پس گفتند عمار را بعضی ازین گروہ کہ باوے نماز گزاردند - لقد خففت واوجزت الصلوٰۃ - ہر آئینہ بتحقیق سبک گزاردی و کوتاہ کردی نماز را - فقال اما علی ذلک - پس گفت عمار اے فلان نیست بر من موجب زیان این تخفیف و ایجاز - لقد دعوت فیها بدعوات - بتحقیق دعا کردم در ین نماز بدعاہا کہ سمعتهن من رسول اللہ - شنیدم آن دعاہا را از پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم - ظاہر آن ست کہ این دعاہا در تشہد خواندہ باشد و احتمال دارد کہ در استفتاح خواندہ باشد و این جواب بر تقدیرے کہ مراد ایجاز در قرأت باشد بان معنی ست کہ گفت اگرچہ ایجاز در قرأت کردہ ام ولیکن تبطویل دعا جبر نقصان آن نمودہ ام و اگر ایجاز در دعا باشد ظاہر ست یعنی من دعائیکہ از حضرت شنیدہ ام خواندہ ام و دیگر سخن چیست فافہم - فلما قام تبعه رجل من القوم - پس ہنگامیکہ برخاست عمار پیروی کرد او را مردے از قوم و در پے او رفت - هوابی - میگوید عطاء آن مرد پدر من بود سائب - غیر انه کنی عن نفسه حیاء آنکہ وے کنایت کرد از نفس خود و صریح نگفت کہ من در پے او رفتم - فسأله عن الدعاء - پس پرسید آن مرد کہ پدر من باشد عمار را از ان دعا - ثم جاء فاخبره القوم - پس آمد آنمرد و پس خبر داد بآن دعا قوم را دعا این ست - اللهم بعلمك الغيب - خداوندا سوال میکنم ترا بحق دانستن تو غیب را کہ پوشیدہ است بر خلق تو - وقدرتك على الخلق - و بقدرت و توانائی تو بر خلق کہ ہر چہ خواہی پیدا کنی و ہر حکمی کہ خواہی برانی - احینی ما علمت الحیوٰۃ خیرا لی - زندہ دار مرا تا آنکہ دانی زندگی را بہتر و لایق تر برائے من و توفنی اذا علمت الوفاۃ خیرا لی - و بمیران مرا وقتی کہ دانی مردن مرا بہتر و مصلحت تر برائے من - اللهم اسألك خشيتك في الغيب والشهادة - خداوندا سوال میکنم از تو ترس ترا در نہان و آشکارا - واسألك كلمة الحق في الرضا والغضب - و سوال میکنم ترا سخن راست در حالت رضا و در حالت خشم یعنی در حال صفائے خلق و غضب ایشان یعنی حق بگویم خواہ خلق راضی باشند خواہ ناراض چنانکہ گفتہ اند قل الحق وان کان مرا یا مرا دآن ست کہ در حالے راضی باشم از خلق یا در خشم باشم بر ایشان نہ چنانکہ تنا گویم و بستانم ایشان را اگر راضی باشم از ایشان و بدہ گویم و نکوہش کنم اگر ناراض باشم چنانکہ عادت عوام خلق ست - واسألك القصد في الفقر والغنى - و سوال میکنم از تو میانہ روے در فقیرے و تونگری کہ نہ بسیار فقیر باشم و محنت و اضطرار کشم و نہ بغایت تونگر کہ اسراف و اترافت کنم و گفتہ اند کہ کفاف افضل ست از فقر و غنا - واسألك نعيما لا ينفد - و سوال میکنم از تو نعمتی کہ بسیرے نشود کہ نعمت بہشت باشد یا نعمت دنیا کہ آثار خیر او تا ابد باقی ماند - واسألك قرة عين لا تنقطع - و سوال میکنم ترا قرۃ عینی کہ گسستہ و فانی نگردد و مراد بقائے اولاد ست بعد از وے چنانکہ در قرآن مجید میفرماید و وہب لنا من ازواجنا و ذریاتنا قرۃ اعین یا نماز و ادامت آن چنانکہ فرمودہ است و جعلت قرۃ عینی

نابینا آمد پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی - پس گفت دعا کن خدا را کہ عافیت دہد و شفا بخشد مرا یعنی از نابینائی - فقال ان شئت دعوت وان شئت صبرت - پس گفت آنحضرت اگر میخواہی دعا میکنم و اگر میخواہی صبر میکنی - فھو خیر لک - پس صبر کردن تو بر نابینائی بہتر ست مر ترا بجہت ثواب آخرت زیرا کہ ثواب آن بہشت ست در حدیث آمدہ است کہ فرمود حق تعالیٰ چون مبتلا گردانم من بندۂ خود را بدو چشم وے و بندہ صبر کند عوض آن بہشت دہم بوے - قال فادعہ - پس گفت آن مرد عافیت میخواہم پس دعا کن خدا را و این از جہت اضطرار و عدم تصبر و اختیار او بود در ثواب را و لہذا آنحضرت راضی نشدہ از وے و نفس شریف مقید بدعا نشد و ہم او را فرمود کہ دعا کند و لیکن چون مضطر دید دعا تلقین کرد مر او را و خود را شفیع و وسیلۂ استجابت ساخت چنانکہ میفرماید - قال - گفت عثمان بن حنیف - فامرہ ان یتوضأ فیحسن الوضوء - پس امر کرد آنحضرت آنمرد را کہ وضو کند پس نیک کند وضو را بر عایت شرائط و آداب و اسباغ و اکمال - ویدعو بھذا الدعاء - و دعا کند باین دعا - اللھم انی اسالک واتوجہ الیک - خداوندا بدرستیکہ من سوال میکنم در و بسوے تو می آیم - بنبیک محمد نبوسیلۂ پیغمبر تو کہ نام پاک وے محمد ست - نبی الرحمۃ - کہ پیغمبر رحمت ست و او را رحمۃ للعالمین فرستادہ و نبی الرحمۃ یکی از نامہاے آنحضرت ست - انی توجہت بک الی ربی - بدرستیکہ من روے آوردم بوسیلۂ تو بسوے پروردگار خود خطاب با آنحضرت ست و در بعضی روایات صریح آمدہ کہ یا محمد انی توجہت بک الی ربی لیقضی لی فی حاجتی ہذہ - تا حکم کند برآے من در حاجت من کہ این ست و زیادت کلمہ فی چنانکہ در قول وے سبحانہ است واصلح لی فی ذریتی - اللھم فشفعہ فی - خداوندا پس قبول کن شفاعت او را در حق من - رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح غریب وعن ابی الدرداء - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان من دعاء داود یقول - بود از جملہ دعاے داؤد پیغمبر علیہ السلام این کہ میگفت - اللھم انی اسالک حبک وحب من یحبک - خداوندا من میخواہم دوستی ترا و دوستی کسی را کہ دوست میدارد ترا - والعمل الذی یبلغنی حبک - و میخواہم کاریرا کہ برساند مرا دوستی ترا - اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی ومالی واہلی - خداوندا بگردان دوستی ترا دوست تر بسوے من از دوستی نفس من و از مال من و کسان من - ومن الماء البارد - و از آب سرد و در بعضی روایات الی العطشان زیادہ کردہ یعنی از آب سرد بتشنہ - قال وکان رسول اللہ - گفت ابو درداء بود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اذا ذکر داؤد بحدث عنہ یقول - چون ذکر میکرد داؤد علیہ السلام را در حالی کہ حکایت میکرد از وے میگفت - کان عبدا کثیر البکاء بود داؤد بندگی کنندہ ترین آدمیان یعنی در زمان خود - رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب وعن عطاء بن السائب عن ابیہ قال - عطاء کہ از ثقات تابعین ست روایت میکند از پدر خود سائب کہ صحابی ست کہ گفت - صلی بنا عمار بن یاسر صلوۃ - بگذارد با ما عمار بن یاسر نماز را

ہر حال نعمت و بلا و شدت و رخا کہ ہیچ حال خالی از لطف نیست ظاہر یا خفی و اقلش آن ست کہ زیادہ برین بلا نفرستاد و درین دلیل ست بر آنچہ بعضی عرفا گفتہ اند کہ وظیفہ در بلا نیز شکر ست بلاحظہ لطف خفی و تضمن آن خیر او ثواب آخرت را و حصول تعرف بصفات قہریہ جلالیہ ولیکن نظر بہ ضعف طبیعت و بشریت اقتصار بر صبر کردہ اند۔ و اعوذ باللہ من حال اہل النار۔ و پناہ میجویم بخدا از حال اہل دوزخ اشارت ست بشکر بر نعمت ایمان کہ متضمن تمامۂ نعم ست اگر فرضا تمامۂ بلا ہا در دنیا باشد نجات از آتش دوزخ در آخرت بس ست و مستوجب شکر ست

رواہ الترمذی و ابن ماجہ و قال الترمذی ہذا حدیث غریب اسنادا و عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا انزل علیہ الوحی۔ بود آنحضرت وقتی کہ فرو فرستادہ میشد بر وے وحی۔ سمع عند وجہہ دوی کدوی النحل۔ شنیدہ میشد از جانب روے وی مانند آواز زنبور دوی بفتح دال و کسر او و تشدید یا آواز دو دوی الریح وزش باد و آواز و میرا میگویند و ہم چنین دوی نحل و طایر و این دوی یا آواز وحی بود کہ می شنیدند آنرا صحابہ و منکشف نمیشد بر ایشان انکشاف تام و نمی فہمیدند آنچہ می شنیدند چنانکہ از کسی دوی و صوتی می شنود و نمی فہمد یا آواز بود کہ می شنیدند از ان حضرت از سختی تنفس وے صلی اللہ علیہ وسلم از ثقل وحی و اول ظاہر تر ست زیرا کہ وصف کردہ شدہ است وحی کہ گاہی مانند آواز جرس بود۔ فانزل علیہ یوما۔ پس فرو فرستادہ شد وحی بر وے روزی۔ فمکثنا ساعۃ۔ پس درنگ کردیم ساعتی۔ فسری عنہ۔ پس کشادہ شد و دور کردہ شد آن حالت وحی از وے کہ عارض شدہ بود و اصل تسریہ کشادہ شدن اندوہ۔ فاستقبل القبلۃ پس روے آورد آنحضرت قبلہ را۔ و رفع یدیہ۔ و برداشت ہر دو دست خود را۔ و قال۔ و گفت آنحضرت۔ اللہم زدنا و لا تنقصنا۔ خداوندا زیادہ گردان ما را نعمتہاے دنیا و آخرت و کم مگردان۔ و اکرمنا و لا تہنا۔ و گرامی دار ما را و اہانت مکن ما را و ہوان و مہانت خواری و سبک داشتن و اہانت تنگدا شتن و سہل انگاشتن۔ و اعطنا و لا تحرمنا۔ و بدہ ما را خیر دنیا و آخرت را و محروم گردان و حرمان و حرم نومید کردن کسے را از چیزے۔ و اثرنا و لا تؤثر علینا۔ و برگزین ما را بر اعداے دین و بر مگزین بر ما ایشان را۔ و ارض عنا۔ و راضی گردان ما را از خود یعنی چندان دہ کہ راضی شویم و راضی شوا ز ما یعنی توفیق کار ہا دہ کہ سبب رضاے تو باشد رضا خشنود شدن و پسندیدن تم قال۔ پس گفت آنحضرت۔ انزل علی عشر آیات من اقام من دخل الجنۃ۔ فرو فرستادہ شدہ بر من دہ آیت ہر کہ بر پا دارد آنہا را و عمل کند بہ ان در آید بہشت را۔ ثم قرا۔ پس خواند آنحضرت این آیت را۔ قد افلح المؤمنون حتی ختم عشر آیات۔ تا آنکہ تمام کردہ آیت را از اول این سورہ۔ رواہ احمد و الترمذی۔

الفصل الثالث۔ **عن عثمان**۔ بن حنیف۔ بضم حاء مہملہ و فتح نون و سکون تحتانیہ صحابی ست از اشرف انصار و معدود ست در اہل کوفہ۔ قال ان۔ جلا ضریر البصر اتی النبی۔ گفت بدرستیکہ مردی

وصوارف مشغول بعبادت تو باشم حاصل آنکہ اگر چیزے از دنیا دہی توفیق شکر آن بدہ تا از اغنیاے شاکر باشم و اگر
منع کنی و ندہی مرا از ان فارغ دار دل مرا از ان غیر متعلق بآن تا از فقراے صابر باشم۔ رواہ الترمذی۔ وعن ابن عمر
رضی اللہ عنہما قال قلما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقوم من مجلس حتی یدعو بہولاء الدعوات لاصحابہ۔ کم بود
آنحضرت کہ می ایستاد از مجلس تا آنکہ دعا میکرد باین دعاہا مر یاران خود را زیرا کہ ایشان داخل اند دران یا برای
تعلیم ایشان۔ اللہم اقسم لنا من خشیتک ما تحول بہ بیننا و بین معاصیک۔ خداوندا بخش و بہرہ دہ ما را از ترس خود
چیزے کہ حائل شوی بآن قسم از خشیت میان ما و میان گناہان تو یعنی چون قصد گناہ کنیم ترس تو در میان
آید و نگذارد کہ گناہ کنیم۔ ومن طاعتک ما تبلغنا بہ جنتک۔ و بخش دہ از طاعت و فرمانبرداری خود چیزے کہ
برسانی ما را بسبب آن طاعت بہشت خود را۔ ومن الیقین ما تہون بہ علینا مصیبات الدنیا۔ و بدہ از یقین
چیزے کہ آسان گردانی بآن یقین بر ما مصیبتہاے دنیا را و مصیبت تعزیت و سختی و اندوہ رسیدہ بہ کسے
ومتعنا باسماعنا وابصارنا وقوتنا۔ و بہرہ مند گردان ما را بہ شنوائیہاے ما و بینائیہاے ما و بقوت و توانائی ما و در بعضی
روایات وقوانا بضم قاف جمع قوت کہ آنرا حواس خوانند۔ ما احییتنا۔ تا آنکہ زندہ داری ما را۔ واجعلہ الوارث منا
و بگردان آن بہرہ مند شدن را وارث از ما یعنی باقی و موجود بعد از رفتن ما از عالم زیرا کہ وارث مردہ کسی میباشد
کہ بعد از وے باقی بود مراد بقاے حسن صیت بخیرات ست یا بگردان مذکور را کہ اسماع و ابصار و قوی باشد وارث
ما یعنی باقی تا وقت موت یعنی تمام مدت حیات اعضاء و حواس ما را سلامت دار۔ واجعل ثارنا علی من ظلمنا۔
و بگردان کینہ کشی ما را بر کسی کہ ظلم کردہ بر ما یعنی قادر گردان ما را کہ از ظالمان کینہ کشیم یا از جانب ما تو کینہ کشی بی آنکہ
ما کشیم و گفتہ اند کہ معنی این عبارت این ست کہ کینہ کشی ما را مقصور بر ظالم ساز کہ تعدی و تجاوز نہ کنیم در کینہ کشی
بغیر ظالم چنانکہ در جاہلیت میکردند کہ از متعلقان ظالم نیز کینہ میکشیدند و ہر کرا از قبیلہ و خویشان وے می یافتند
می کشتند و میزدند۔ وانصرنا علی من عادانا۔ و یاری و ظفر دہ ما را بر کسی کہ دشمن دارد ما را از اعداے دین و دنیا۔ ولا تجعل مصیبتنا فی
دیننا۔ و مگردان مصیبت ما را در دین ما۔ ولا تجعل الدنیا اکبر ہمنا ولا مبلغ علمنا۔ و مگردان دنیا را بزرگتر اندوہ و اندیشہ ما و نہ محل رسیدن
علم ما کہ تمام و کمال در فکر دنیا و اہتمام مہمات آن باشیم و اکبر از جہت آن گفت کہ ہیچکس بی اندیشہ دنیا کہ ضروری باشد از طعام و شراب
و لباس خالی نیست۔ ولا تسلط علینا من لا یرحمنا۔ و بر مگمار بر ما قہر و عنف کسی را کہ مہربانی نکند بر ما۔ رواہ الترمذی
وقال ہذا حدیث حسن غریب۔ وعن ابی ہریرۃ۔ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
اللہم انفعنی بما علمتنی۔ خداوندا سود مند گردان مرا بچیزے کہ تعلیم کردہ ما را در روزی کن عمل بدان۔ وعلمنی ما ینفعنی
و تعلیم کن مرا چیزے کہ سود کند اشارت ست بانچہ وارد شدہ است کہ ہر کہ عمل کند بانچہ دانستہ است بدہد او را
علمی کہ ندانستہ است چنانچہ فرمود۔ وزدنی علما۔ و زیادہ گردان مرا علم را۔ الحمد للہ علی کل حال۔ شکر مر خداے را

دلیل وبرہان مرا۔ وسدد لسانی۔ وراست ودرست گردان زبان مرا۔ واہد قلبی۔ وراہ راست نما دل مرا۔ واسلل سخیمۃ صدری۔ وبکش سیاہی دل مرا تا از دغل وحقد وحسد وسائر صفات ذمیمہ منقید وپاک گردد۔ رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ وعن ابی بکرۃ رض قال قام رسول اللہ۔ گفت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہ استاد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر۔ بر منبر۔ قم بکی۔ بترس بگریست۔ فقال۔ پس گفت۔ سلوا اللہ العفو والعافیۃ۔ بخواہید از خدا عفو از گناہان وسلامت از فتنہ وبلا۔ فان احدا لم یعط بعد الیقین خیرا من العافیۃ۔ زیرا کہ ہیچ کس را دادہ نشدہ است بعد از یقین ایمانی نعمتے بہتر از عافیت وگویا کہ گریۂ آنحضرت بہ سبب وقوع فتن وابتلا در امت بود از حروب وقتال وشہوات وحرص وغفلت وتقصیرات وسائر خصائل ذمیمہ واللہ اعلم۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ وقال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب اسنادا۔ وعن انس رض ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال۔ روایت است از انس کہ مردے آمد نزد آنحضرت پس گفت۔ یا رسول اللہ ای الدعاء افضل۔ کدام دعا فاضلتر وموافقتر است در منفعت۔ قال۔ گفت آنحضرت۔ سل ربک العافیۃ۔ سوال کن از پروردگار خود سلامت از آفات وبلیات ظاہر وباطن۔ والمعافاۃ۔ وآنکہ عافیت دہد ترا خدا تعالیٰ از مردم وبرگرداند از تو آزار ایشان را یا زیان ایشان آزار ترا تا ہمہ از شر یکدیگر سلامت باشند۔ فی الدنیا والاخرۃ۔ در دنیا وآخرت۔ ثم اتاہ فی الیوم الثانی۔ پس آمد آنحضرت را در روز دوم۔ فقال یا رسول اللہ ای الدعاء افضل فقال لہ مثل ذلک۔ پس گفت آنحضرت مر او را جواب مانند آنکہ در روز اول گفتہ بود۔ ثم اتاہ فی الیوم الثالث فقال لہ مثل ذلک۔ پس آمد آنحضرت را در روز سوم وہمان سوال کرد پس گفت آنحضرت مر او را مانند آن۔ قال۔ گفت آنحضرت۔ فاذا اعطیت العافیۃ والمعافاۃ فی الدنیا والاخرۃ۔ پس چون دادہ شوی تو عافیت ومعافات را در دنیا وآخرت۔ فقد افلحت۔ پس بہ تحقیق رستگاری وفیروزی یافتی تو۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ وقال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب اسنادا۔ وعن عبد اللہ بن یزید الخطمی۔ بفتح خاء معجمہ وسکون طاء مہملہ نسبت بخطمہ قبیلہ ایست از اوس صحابی ست ہفدہ سالہ بود کہ در حدیبیہ حاضر شد۔ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول فی دعائہ۔ روایت میکند از آنحضرت کہ میگفت در دعاے خود۔ اللہم ارزقنی حبک۔ خداوندا روزے کن مرا دوستی خود را۔ وحب من ینفعنی حبہ عندک۔ ودوستی کن دوستی کسی را کہ سود کند مرا دوستی او نزد تو۔ اللہم ما رزقتنی مما احب۔ خداوندا ہر چیزے کہ روزی کردۂ تو مرا از انچہ دوست میدارم من۔ فاجعلہ قوۃ لی فیما تحب۔ پس بگردان آنرا سبب توانائے مرا در انچہ دوست میداری تو یعنے نعمتہا کہ دادہ از مال وعافیت وسائر نعم دنیا باعث شکر وطاعت خود ساز۔ اللہم ما زویت عنی مما احب فاجعلہ فراغا لی فیما تحب۔ خداوندا ہر چیزے کہ قبض کردۂ ومور کشیدۂ از من از انچہ دوست میدارم از اشیاے مذکورہ پس بگردان او را سبب فراغ در چیزے کہ دوست میداری تو تا بفراغ بال بی موانع

رواہ مسلم - وعن ابی مالک الاشجعی عن ابیہ - روایت میکند از پدر خود - رضی اللہ عنہ - قال کان الرجل اذا اسلم علمہ النبی گفت بود مرد چون اسلام می آورد تعلیم میکرد او را پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ - نماز را - ثم امرہ ان یدعو بہولاء الکلمات پستر امر میکرد او را کہ دعا کند باین کلمات - اللہم اغفرلی وارحمنی واہدنی وعافنی وارزقنی رواہ مسلم وعن انس - قال کان اکثر دعاء النبی - گفت انس بود بیشتر دعا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اللہم آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار - این دعا جامع خیرات وحسنات ست طالب صادق اگر در وقت حضور مناجات در خلوت وصفاے باطن ہر یکے از افراد حسنات دنیا وآخرت ظاہر وباطن را تصور نمودہ در خواہد داند کہ چہ ذوق وجمعیت ونورانیت وسعادت در کار وے کند واشرف واجل افراد آن ست کہ مراد بحسنۃ دنیا اتباع وتحصیل کمال آنحضرت عم باشد وبحسنۂ آخرت حصول رویت جمال وے صلی اللہ علیہ وسلم ورویت حق سبحانہ وتعالیٰ درانجا اتم واکمل ست اللہم ارزقنا - متفق علیہ

الفصل الثانی - عن ابن عباس - رضی اللہ عنہما قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدعو ویقول -

بود آنحضرت کہ دعا میکرد ومیگفت - رب اعنی - پروردگار یارے دہ مرا بر دشمنان من در دین ودنیا از نفس وشیطان وجن وانس - ولا تعن علی - ویارے مدہ ایشان را بر من - وانصرنی ولا تنصر علی - وفتح وظفر دہ مرا بر ایشان ومدہ بر من ایشان را ونصر نیز بمعنی یارے دادن ست وحمل بر اثر ونتیجۂ آن کردیم تا مغایر شود باعانت ودر صراح نصر را بمعنی عطا نیز گفتہ - وامکر لی ولا تمکر علی - ومکر کن با اعدا برے من وبجہت یارے دادن من ومکر مکن بمن مکر بمعنی خداع است ومراد بمکر خدا فرستادن بلا بر اعداے دین از انجا کہ گمان ندارند چنانکہ در معنی استدراج گفتہ اند فی الصراح مکر حیلہ وبدسگالیدن وفریفتن - واہدنی ویسر الہدیٰ لی - وراہ است نما مرا وآسان گردان براہ راست رفتن مرا - وانصرنی علی من بغی علی - ونصرت دہ مرا بر کسیکہ ستم کرد وبر آمد بر من - رب اجعلنی لک شاکرا اے پروردگار من بگردان مرا شکر گوینده ترا بر تمامۂ نعمتہاے خود - لک ذاکرا - بگردان مرا ذکر کنندہ مر ترا در ہمہ احوال - لک راہبا - بگردان مرا ترسندہ مر ترا این ترس محبت وتعظیم ست کہ باعث بر انقیاد وامتثال امر است نہ وحشت ونفرت کہ باعث بر فرار وفراق بود ودر روایات دیگر شکارا وذکارا ورہابا بصیغۂ مبالغہ واقع شدہ لک مطواعا - بسیار اطاعت وفرمانبرداری کنندہ مر ترا - لک مخبتا - تواضع وفروتنی کنندہ مر ترا وخبت در اصل زمین پست نرم ریگناک - الیک اواہا منیبا - آہ ونالہ کنندہ وتوبہ کنندہ ورجوع آرندہ بسوے تو واواہ بتشدید واو کثیر التاوہ از ذنوب وہر کلامیکہ دلالت بر حزن کند آنرا تاوہ گویند واواہ یقین کنندہ در دعا ومہربان ونرم دل وفقیہ ومومن وفروتنی کنندہ را نیز گویند - رب تقبل توبتی - خداوندا بپذیر توبۂ مرا - واغسل حوبتی - بفتح حا وبضم آن وبشوے گناہ وبزہ مرا - واجب دعوتی - وقبول کن دعاے مرا - وثبت حجتی - وبر جای دار

بوقوع نیامدہ مراد غفران آنہاست بر تقدیر وقوع - وما اسررت وما اعلنت - وچیزے کہ پنہان کردہ ام از گناہان
وچیزے کہ آشکارا کردہ ام از گناہان - وما انت اعلم بہ منی - وچیزے کہ تو دانا تری بآن از من -
انت المقدم وانت المؤخر - توئی پیش کنندہ ہر کسے را کہ خواہی بتوفیق وقرب درگاہ خود وتوئی پس
افگنندہ ہر کرا خواہے بخذلان وتحقیق این معنے در باب اسماء اللہ معلوم شد - وانت علی کل شئی قدیر - وتو بر
ہر چیزے قادری - متفق علیہ **وعن ابی ہریرۃ** - رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول اللہم اصلح لی دینی الذی ہو عصمۃ امری - خداوندا نیک گردان برائے من دین مرا کہ آن نگاہداشت کار من ست
زیرا کہ عصمت در نفس ومال وعرض بدین حاصل میشود وباعث بر عصمت از ذنوب وامان از عذاب آخرت ایمان
کامل ست - واصلح لی دنیای التی فیہا معاشی - ونیک گردان برائے من دنیائے مرا کہ در وے زیست وزندگانی
من ست - واصلح لی آخرتی التی فیہا معادی - ونیک گردان برائے من آخرت مرا کہ در وے بازگشت وجائے
قرار من ست وصلاح نیکی ضد فساد واصلاح دنیا بحصول کفاف ست از وجہ حلال تا تمام گردد بآن امر معیشت و
حاصل گردد عون بر طاعت وسلامت از آفاتی کہ مورث خلل وتشویش در وقت گردد واصلاح آخرت توفیق
بچیزے کہ سبب نجات از عذاب وفوز بسعادت آن جہان بود - واجعل الحیوۃ زیادۃ لی فی کل خیر - وبگردان
حیات را سبب زیادتی برائے من در ہر نیکی کہ بسیار نبرم وکارہائے خیر بسیار کنم وخود کار خیر سبب زیادتی حیات
وبرکت دران ست - واجعل الموت راحۃ لی من کل شر - وبگردان موت را سبب آسایش ورہائی مرا
از ہر بدی یعنے اگر فتنہ پیدا گردد کہ باعث بر ارتکاب گناہ وبیرون آمدن از دین واحکام ایمان گردد در آر
مرا پیش از آنکہ در بلا نیفتم اشارت بقول وے صلی اللہ علیہ وسلم واذا اردت بقوم فتنۃ فتوفنی غیر مفتون رواہ مسلم
وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول اللہم انی اسالک الہدی
خداوندا میخواہم از تو راہ راست - والتقی - وپرہیزگاری - والعفاف - وباز داشتن از انچہ حلال نیست
ومحمود نہ چنانکہ سوال کردن وخوار شدن فی الصراح عفت پارسائی وبازایستادن از حرام واز سوال - والغنی
وتوانگری بمال وبدل اصل تونگری بدل است وبی نیازی از ماسوائے حق - رواہ مسلم **وعن علی** رضی اللہ
عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل - گفت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ گفت مرا آنحضرت علیہ السلام بگو -
اللہم اہدنی - خداوندا راہ راست نما - وسددنی - وراست گردان مرا فی الصراح سداد درستی کردار - وگفتار
واذکر بالہدی - ویاد کن وتصور کن در معنی ہدایت - ہدایتک الطریق راست گفتن ونمودن تو راہ راست را چنانکہ راہی
بیاشد راست ومیانہ وراہہائے دیگر کج یعنی چون بگوئی اللہم اہدنی این معنی را در دل بگذران این تشبیہ وتفہیم
معقول ست بمحسوس - وباالسداد سداد السہم - ویاد کن در طلب راستی راستی تیر را یعنی ہمچو تیر راست کن مرا -

فی دبر کل صلوٰۃ - بزیادت لفظ کل وظاہر آن ست کہ در روایت نسائی نیز ہمین مراد ست - وعن ابی سعید - رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول - گفت ابو سعید خدری شنیدم آنحضرت را کہ میگفت اعوذ باللہ من الکفر والدین - پناہ میجویم بخدا از کفر و وام فقال رجل - پس گفت مردے - یا رسول اللہ تعدل الکفر بالدین آیا برابر میکنی و ذکر میکنی کفر را با وام - قال نعم - گفت آنحضرت آرے برابر می نہم این ہر دو را و وجہ آن را ذکر نفرمود و وجہش آن ست کہ مردم بتقریب وام دروغ میگویند و خلاف وعدہ میکنند و این از صفات کافران و منافقان ست چنانچہ در احادیث آمدہ است - وفی روایۃ - و در روایتی این چنین آمدہ است - اللہم انی اعوذ بک من الکفر والفقر - کہ در کفر و فقر برابری نہادہ و معادلہ کردہ - قال رجل ویعدلان - گفت مردے بطریق استفہام و برابر کردہ میشوند کفر و فقر - قال نعم گفت آنحضرت آرے برابر اند زیرا کہ فقر گاہی بہ کفر میکشد اگر بی صبرے کند و چیزے بگوید و بکند کہ مستلزم کفر ست - رواہ النسائی -

باب جامع الدعا

آنچہ در ابواب سابق گذشت مخصوص بود باستغفار یا باستعاذہ و مخصوص اند باوقات و احوال و این باب در ذکر ادعیہ کہ جامع اند مقاصد و مطالب را و مخصوص نیستند بوقتی و حالی یا مراد ادعیہ است کہ جامع اند معانی کثیرہ را در الفاظ مثل جوامع الکلم

الفصل الاول - عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یدعو بہذا الدعا روایت ست از ابی موسیٰ اشعری کہ آنحضرت علیہ السلام دعا میکرد باین دعا اللہم اغفرلی خطیئتی - خداوندا بیامرز مرا گناہان مرا - وجہلی - و نادانی مرا یعنی بحکم نادانی اگر کارے کردہ باشم - واسرافی - و بیامرز اسراف مرا - و از حد در گذشتن مرا و اسراف ضد قصد کہ بمعنی میانہ روے کردن ست در ہر چیزے - فی امری - جہل کردن و اسراف کردن من در کار من - وما انت اعلم بہ منی - و بیامرز مرا چیزے یعنی گناہان کہ تو داناتری بدان از من اللہم اغفرلی جدی وہزلی وخطائی وعمدی - جد بالکسر درستی و کوشیدن بکار ضد ہزل و ہزل بیہودہ گفتن و خطا بی قصد و نادانستہ کاری کردن و عمد ضد وی ست - وکل ذلک عندی - و ہمہ این اقسام نزد من ست این تواضع و ہضم نفس و تضرع ست از آن حضرت بجناب عزت و کبریاے حق و در حقیقت این تعلیم ست امت را کہ این چنین استغفار کنند و توجیہات دیگر کہ در قول وے تعالیٰ لیغفر لک اللہ گفتہ اند نیز جاری ست - اللہم اغفرلی ما قدمت وما اخرت - خداوندا بیامرز مرا چیزے کہ پیش کردہ ام از گناہان و چیزے کہ پس کردہ ام کنایت ست از جمیع گناہان یا قطع نظر از معنی پیش و پس یا مراد پیش از نبوت و بعد از وست یا اعتبار کردہ شود نسبت بعضی از گناہان بہ بعض چہ گناہان کہ واقع میشود بعضی پیشتر از بعضی واقع میشود و بعضی پستر یا مراد بما آخرت گناہان کہ ہنوز

وعبارت ابی داؤد دیگر ست - **وعن انس** رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سال اللہ الجنۃ ثلث مرات رکسی کہ بخواہد از خدا بہشت سہ بار یعنی مطلق بگوید اللھم ادخلنی الجنۃ قالت الجنۃ - می گوید بہشت بناطق گردانیدن حق تعالیٰ اورا - اللھم ادخلہ الجنۃ - خداوندا در آر اورا در بہشت - ومن استجار من النار ثلث مرات - کسیکہ امان جوید از آتش دوزخ و بگوید - اللھم اجرہ من النار - سہ بار - قالت النار اللھم اجرہ من النار - بگوید آتش خداوندا امان دہ اورا از آتش - رواہ الترمذی والنسائی -

الفصل الثالث - **عن القعقاع** - بفتح قاف وسکون عین مہملہ تابعی ست - ان کعب الاحبار قال - اونیز تابعی ست از دانشمندان یہود زمان نبوت را دریافتہ اما آنحضرت را ندیدہ ودر زمان عمر بن الخطاب ایمان آوردہ گفت کعب - لولا کلمات اقولھن لجعلتنی یہود حمارا - اگر نمی بود چند کلمہ کہ میگویم من آنہا را ہر آئینہ میگردانیدند مرا یہود خر بسبب کہ ایمان من بر ایشان دشوار آمد ومراد بخر ساختن یا ذلیل وپلید ومسلوب العقل ساختن ست یا انقلاب حقیقت کذا ذکرہ الطیبی - **فقیل لہ** ماہن - پس گفتہ شد مر کعب را چہ چیز اند وکدام اند آن کلمات - قال گفت کعب آن کلمات این ست کہ - اعوذ بوجہ اللہ العظیم الذی لیس شیء اعظم منہ - پناہ میجویم بذات خدائے بزرگ کہ نیست ہیچ چیز بزرگتر ازان - وبکلمات اللہ التامات التی لا یجاوزھن بر ولا فاجر - وپناہ میجویم بکلمات خدا کہ تمام اند وتنمیگذرد ازان ہیچ کس نہ نیکوکار ونہ بدکار اگر مراد بکلمات اسماء وصفات اند پس ہمہ اشیاء در احاطہ آیند واگر کلمات قرآنی ست از وعد ووعید قرآن ثواب وعقاب نیز ہیچکس خارج نیست - وباسماء اللہ الحسنی وپناہ میجویم باسماء خدا کہ نیکتر اند از ہمہ اسماء واشیاء - ما علمت منہا وما لم اعلم - انچہ میدانم ازان اسماء وانچہ نمیدانم من شر ما خلق - از شر ہر چیزے کہ پیدا کردہ - وذرء - وبرء - وبرا گندہ گردانید - وبرء - وتراشید وپیدا آورد از کتم عدم این سہ لفظ نزدیک اند در معنی باندک تفاوت ودر حواشی در تفسیر برا نوشتہ وبری گردانید مخلوقات را از نقصان وتفاوت در انچہ تقاضا کرد حکمت - رواہ مالک - وعن مسلم بن ابی بکرۃ - تابعی ثقہ است قال - گفت - کان ابی یقول فی دبر الصلوٰۃ - گفت بود پدر من کہ میگفت در پس نماز - اللھم انی اعوذ بک من الکفر والفقر وعذاب القبر فکنت اقولھن - پس بودم من می گفتم این کلمات را - فقال اے نبی عمن اخذت ہذا - ای پسرک من از کہ گرفتہ تو این را - قلت عنک - گفتم گرفتہ ام از تو واز اینجا معلوم میشود کہ در اوراد وادذکار اخذ از مشائخ مستحسن ست - قال ان رسول اللہ - گفت پدر من بدرستیکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کان یقولھن فی دبر الصلوٰۃ - بود کہ میگفت این کلمات را در پس نماز - رواہ النسائی والترمذی الا انہ لم یذکر - مگر آن ست کہ ترمذی ذکر نکردہ است این لفظ را کہ - فی دبر الصلوٰۃ وروی احمد لفظ الحدیث وروایت کردہ است احمد لفظ حدیث را بی ذکر قصہ پدر وپسر - وعندہ - ونزد احمد این چنین ست کہ -

اسلامیان معتمد علیہ نیست بلکہ مراد آیات خدا کہ مندرست بدان مثل آن کہ عبرت گیرند و تبر مندکہ چون قمر باین نورانیت
در ساعت منخسف شد و نور از وے مسلوب گشت مبادا نور ایمان و عمل از وے زائل گردد و امثال آن ـــ
رواہ الترمذی ـ وعن عمران بن حصین بضم حا و فتح صاد ـ رضی اللہ عنہ صحابی مشہور ست و پدر او نیز صحابی ست
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی ـ گفت عمران بن حصین کہ گفت آنحضرت مر پدر مرا پیش از انکہ اسلام آرد
یا حصین کم تعبد الیوم الہا ـ چند خدا را عبادت میکنی امروز ـ قال ابی سبعۃ ـ گفت پدر من ہفت خدا را عبادت
میکنم ـ ستا فی الارض و واحد فی السماء ـ شش خدا در زمین و آن یغوث و یعوق و نسر و لات و منات و عزی و این
شش در قعر آن مجید ندکور اند و یکی در آسمان کہ خالق ہمہ اشیاست ـ قال ـ گفت آنحضرت ـ فایہم تعد لرغبتک
و رہبتک ـ پس کدام یکی از ایشان را می شماری و مہیا میداری برائے امید و بیم خود ـ قال الذی فی السماء ـ
گفت حصین آنکہ در آسمان ست ـ قال ـ گفت آنحضرت ـ یا حصین اما انک لو اسلمت علمتک کلمتین تنفعانک
ای حصین آگاہ باش بدرستی کہ تو اگر مسلمان می شدی و ما نیدم ترا دو کلمہ کہ سود میکردند ترا ـ قال ـ گفت عمران
فلما اسلم حصین ـ پس ہنگامیکہ مسلمان شد حصین پدر من ـ قال ـ گفت حصین ـ یا رسول اللہ علمنی الکلمتین اللتین
وعدتنی ـ بدانان مرا آن دو کلمہ را کہ وعدہ کردہ بودے مرا ـ فقال قل ـ پس گفت آنحضرت بگو ـ اللہم الہمنی
رشدی و قنی شر نفسی ـ خداوندا در دل من انگذر رشد مرا و رشد بضم را و سکون شین براہ شدن ـ و اعذنی من شر نفسی ـ و پناہ دہ
مرا از بدی نفس من ـ رواہ الترمذی ـ وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال اذا فزع احدکم فی النوم فلیقل ـ گفت آنحضرت چون بترسد یکی از شما در خواب پس باید کہ بگوید ـ اعوذ بکلمات
اللہ التامات ـ پناہ میجویم بکلمات خدا کہ تام و کامل و مبرا از نقصانند ـ من غضبہ ـ از خشم وے ـ و عقابہ ـ و از
عذاب کردن وے بر گناہان ـ و شر عبادہ ـ و از شر بندگان وے ـ و من ہمزات الشیاطین ـ و پناہ میجویم از
وساوسہائے شیطانان و خطرات ایشان کہ در دل اندازند ـ و ان یحضرون ـ و از حاضر شدن شیاطین مرا ـ
فانہا لن تضرہ ـ پس بدرستی کہ شیاطین زیان نمی رسانند گوینده این کلمات را از ینجا معلوم میشود کہ ترس در
خواب از تصرف شیطان ست ـ و کان عبد اللہ بن عمرو یعلمہا من بلغ من ولدہ ـ و بود عبد اللہ بن عمرو کہ جد شعیب ندکور ست او را دے
این حدیث ست تعلیم میکرد این کلمات را کہ کسی کہ بالغ بود از اولاد وی و من لم یبلغ منہم ـ و کسی کہ بحد بلوغ نرسیدہ بود از اولاد وے
کتبہا فی صک ثم علقہا فی عنقہ ـ می نوشت این کلمات را در صک یعنی در کاغذ پارہ پستر می آویخت آن کلمات را
در گردن او و از ینجا جواز آویختن تعویذات در گردن معلوم میشود و بعضی علما را در اینجا اختلاف ست مختار آن
است کہ تعلیق حرزات و امثال آن حرام و مکروہ است اما اگر قرآن یا اسماء الٰہی تعالیٰ نویسند باکی نیست چنانکہ
در رقیہ این تفصیل کردہ اند ـ رواہ ابو داؤد و الترمذی و ہذا لفظہ ـ و آنچہ مذکور شد عبارت ترمذی ست

گفته که اسکان در حرق خطاست - والهرم - و پناه میجویم بتو از پیری سخت - واعوذ بک من ان یتخبطنی الشیطان
عند الموت - و پناه میجویم بتو ازین که مساس کند مرا شیطان نزد مردن یعنی - در وسواس افگند و ایذا کند و تباه گرداند
فی الصراح تخبط بدیوانگی داشتن دیو مردم را و منه قوله تعالی کالذی یتخبطه الشیطان من المس ای یفسده - واعوذ بک
من ان اموت فی سبیلک مدبرا - و پناه میجویم بتو ازین که بمیرم در راه تو پشت دهنده مراد گریختن از جنگ کافران ست
و تواند که گریختن از لشکر شیطان و ترک طلب حق و سلوک طریق آن و توحش بعد از انس و سردی طلب پس از
گرمی نعوذ بالله من ذلک - واعوذ بک من ان اموت لدیغا - و پناه میجویم بتو از اینکه بمیرم گزیده مار و کژدم و جز آن
رواه ابو داؤد والنسائی وزاد فی روایة اخری - و زیاده کرده است نسائی در روایت دیگر لفظ - والغم - و پناه میجویم
بتو از غم و اندوه - وعن معاذ - رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال استعیذوا بالله من طمع یهدی
الی طبع - پناه جوئید بخدا از طمعی که راه نماید بعیب و زشتی در دین و نقصان در مروت و مردانگی طمع متحرک امید داشتن
مال از مردم و طبع بفتح در اصل زنگ گرفتن شمشیر و جز آن در نمناک شدن و مراد اینجا عیب و شین ست و در مجمع
البحار گفته که طبع به سکون مهر کردن و بحرکت دنس و شیخ رحمه الله میفرمود که طمع امید داشتن مالی که مشکوک
باشد رسیدن آن و اگر یقین بود چنانکه مشاهره و ادرار یا وعده صادق یا محبت راسخ بود طمع نباشد و میفرمود
چون کشتی ما بجزیره مکران رسیده و سه عرب در کسوت صوفیه نزد ما آمدند و گفتند که چون موسم کشتی در رسد در باطن
ما امیدی پیدا آید که مردم خواهند رسید و یا چیزی خواهند داد آیا این از باب طمع و اشراف که نزد این طایفه
مذموم ست باشد یا نباشد ما در جواب ایشان گفتیم که موسم کشتی در حق شما حکم موسم باران دارد اگر کسی در موسم
باران امید باران دارد مذموم نبود و اشراف نباشد - رواه احمد والبیهقی فی الدعوات الکبیر وعن عائشة
رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم نظر الی القمر فقال - روایت میکند عائشه که آنحضرت نگاه میکند بسوی
ماه پس گفت - یا عائشة استعیذی بالله من شرها - ای عائشه پناه جو بخدا از شر این اشارت بقمر کرد - فان هذا
هو الغاسق اذا وقب - پس بدرستیکه این ست غاسق وقتی که غروب کند و در قرآن مجید در سورهٔ فلق
واقع شده است و من شر غاسق اذا وقب و غاسق را تفسیر کرده اند به شب چون تاریک گردد بغیبوبت
شفق و بقمر وقتیکه گرفته شود و بآلت مرد وقتیکه غائب گردد در فرج زن یا قایم گردد و وقب بمعنی فرو شدن آفتاب
و جز آن ست و در آمدن تاریکی و گرفتن ماه و آفتاب و درین حدیث تفسیر کرده بقمر وقتیکه خسوف کند
و سبب استعاذه از آن آن ست که خسوف و کسوف از آیات خداوندی ست که منذر است بوجود حوادث و نزول نوائب
چنانچه در حدیث آمده است که چون گرفته شد آفتاب ایستاد آنحضرت صلی الله علیه وسلم ترسان هولناک
و نیست مراد باین حوادث و نوائب که منجمان از احکام کسوف و خسوف را اثبات کنند زیرا که آن نزد

نورانیت دل وصحت وسلامت بدن ست از امراض واعراض - واعوذبک من البیاتۃ - وپناہ میجویم تبوازبی امانتے وبی دیانتی فے الصراح خیانت ناراستی وکم کردن حق کسی را - فانہا بئست البطانۃ - پس بدرستیکہ ہر اہل ست خیانت بطانہ بکسر باو راصل معنی استر جامہ ضد ظہارہ ابرہ جامہ را گویند استعارہ میکنند برائے سریرت انسان کہ در باطن مضمر دارد ودوستی درونی خالصہ را نیز گویند رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ وعن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول اللہم انی اعوذبک من الہرص - بفتح باورا پیسی وپیسہ شدن وسفیدی کہ در ظاہر بدن پیدا شود بجہت فساد مزاج آن - والجذام - بضم جیم وذال معجمہ بیمارے مشہور کہ حادث میگردد از انتشار سودا در بدن وفاسد میگرداند مزاج اعضا وہیات آنہا را - والجنون - واز دیوانگی وپوشیدہ شدن عقل - ومن سئی الاسقام - واز ہمہ بیماریہائے بد - رواہ ابوداؤد والنسائی وعن قطبۃ بن مالک - بضم قاف وسکون طاء مہملہ وباء موحدہ صحابی کرنی ست - قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہم انی اعوذبک من منکرات الاخلاق والاعمال والاہواء - خداوندا من پناہ میجویم تبو از خلقہائے بد واز کارہائے بد واز ہواہا وخواستہائے بد کہ نفس بدان میل دارد ومنکر انکار کردہ شدہ در شرع وناآشنا کہ در دین وجود او شناختہ نشود وضد معروف - رواہ الترمذی - وعن شتیر - بضم شین معجمہ وفتح مثناۃ وسکون تحتانیہ وراء وآخر - بن شکل - بشین معجمہ وفتح کاف - بن حمید - بضم حاء وفتح میم تابعی کوفی ست وپدر وے شکل بن حمید صحابی کوفی ست عن ابیہ - روایت میکند شتیر از پدر خود شکل وغیر پسر وے ہیچکس از وے روایت نکردہ است - قال قلت یا نبی اللہ علمنی تعوذا اتعوذ بہ - گفتم اے پیغمبر خدا بدانان مرا فسونی کہ پناہ جویم بوی فی الصحاح التعویذ الرقیۃ - قال قل گفت آنحضرت بگو - اللہم انی اعوذبک من شر سمعی - خداوندا پناہ میجویم تبو از بدی شنوائی من کہ سخن بد را نشنوم وشر بصری - واز بدی بینائے من کہ چیز بد را نہ بینم - وشر لسانی - واز بدی زبان من کہ سخن بد را نگویم - وشر قلبی - واز بدی دل من کہ خاطر بد را نہ اندیشم - وشر منیی - وپناہ میجویم از بدی آب منی خود کہ در زنا نیفتد ونظر بحرام وشہوت نکند کہ آن نیز از نشانہای ست - رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی - وعن ابی الیسر - بفتح تحتانیہ وفتح مہملہ وراء صحابی مشہور ست از انصار حاضر شدہ عقبہ را وبدر را - ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یدعو - بود آنحضرت کہ دعا میکرد باین دعا - اللہم انی اعوذبک من الہدم - بفتح ہاء وسکون دال مہملہ افگندن ودویران کردن بنا یعنی از مردن زیر دیوارے کہ افتد وہدم بفتح دال نام آن خانہ کہ بیفتد وبکسر دال آن شخص کہ بمیرد وزیر آن دشمور در روایت حدیث بہ سکون دال ست چنانچہ در قرائن اوست وبفتح آن نیز روایت است - واعوذبک من التردی - وپناہ میجویم تبو از افتادن از جاے بلند - واعوذبک من الغرق والحرق - وپناہ میجویم تبو از غرق شدن در آب وسوختن در آتش وغرق وحرق ہر دو بحرکت راء وسکون مروی ست وتوریشتی

باز گشتم و روے آوردم - و بک خاصمت - و بقدرت تو و یارے دادن تو پیکار کردم - اللھم انی اعوذ بعزتک
خداوندا من پناہ میجویم بغلبہ قوت تو - لا الہ الا انت - نیست الہ مگر تو - ان تضلنی - از انیکہ گمراہ کنی تو مارا - انت الحی
الذی لا یموت - تو ہی زندہ کہ نمیرد - و الجن و الانس یموتون - و پریان و آدمیان ہمہ می میرند - متفق علیہ
الفصل الثانی - عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم
انی اعوذ بک من الاربع - خداوندا پناہ میجویم تو از چہار چیز - من علم لا ینفع و من قلب لا یخشع
و من نفس لا تشبع و من دعاء لا یسمع - آن چہار اینہا نند از علمیکہ نفع نکند و از دلی کہ نترسد و از نفسی کہ سیر نشود و از دعائیکہ شنیدہ
نشود یعنی مستجاب نگردد - رواہ احمد و ابو داود و ابن ماجہ و رواہ الترمذی عن عبد اللہ بن عمرو و النسائی عنہما
این حدیث را احمد و ابو داود و ابن ماجہ از ابی ہریرہ روایت کردہ اند و ترمذی از عبد اللہ بن عمرو بن العاص
و نسائی از ہر دو - و عن عمر رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتعوذ من خمس - بود آنحضرت
کہ پناہ میجست از پنج چیز من الجبن و البخل و سوء العمر - از بدی عمر و درازی آن چنانچہ قوی و حواس و قوت
طاعت و بندگی نماند - و فتنۃ الصدر - و از فتنہ و ابتلاے سینہ کہ در وے اخلاق ذمیمہ و عقاید باطلہ جای کند
یا ننگی آرد از قبول حق و تحمل بلایا - و عذاب القبر - رواہ ابو داود و النسائی و عن ابی ہریرۃ رض ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول اللھم انی اعوذ بک من الفقر - مراد فقرے ست کہ در وے صبر نباشد
و در حقیقت استعاذہ از فتنۂ فقر ست - و القلۃ - و از کمی خیرات و مبرات - و الذلۃ - بکسر ذال و از خواری نفس
کہ نزد خداوند و نزد ارباب دین عزتے کہ اشارت میکند بدان قول حق سبحانہ و للہ العزۃ و لرسولہ و للمومنین نماند
و اعوذ بک من ان اظلم - و پناہ میجویم من از ین کہ ظلم کنم یا ظلم کردہ شوم چنانکہ در باب سابق گذشت - رواہ ابو داود
و النسائی و عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول اللھم انی اعوذ بک من الشقاق - بکسر شین پناہ میجویم
از خصومت و عداوت اہل دین - و النفاق - و از نفاق اصل معنی نفاق در دین اضمار کفر ست و اظہار ایمان و شاید
کہ مراد اینجا عام تر از ان ست شامل ریا و علامات نفاق از کذب و خیانت و خلف وعدہ و اظہار انچہ خلاف مضمر ست
با اجلاب اصحاب - و سوء الاخلاق - و پناہ میجویم از بدی اخلاق - رواہ ابو داود و النسائی - و عنہ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول اللھم انی اعوذ بک من الجوع - خداوندا پناہ میجویم تو از گرسنگی - فانہ بئس الضجیع
پس بدرستیکہ بد ہم خوابہ ایست گرسنگی استعاذہ از گرسنگی از جہت تضرر انسان ست بدان در بدن و قوے
و حواس ظاہرہ و باطنہ و حصول فتور در جمعیت و حضور و منع وے از طاعت و خدمت و لہذا تعبیر کرد از وے
بضجیع کہ مفید معنی لزوم و صحبت ست و درین اشارت ست کہ جوع مذموم آن ست کہ ملازم حال انسان و مورث
ضرر باشد و آنکہ باعتیاد و ارتیاض بر وجہ اعتدال موافق حال گردد مضر نیست بلکہ موجب صفاے باطن و

کہ بسبب غنی در فسق و اسراف و بسبب فقر در جزع و فزع نیفتد۔ ومن شر فتنۃ المسیح الدجال۔ بیان این نیز در اوائل
کتاب کردہ شدہ است و در علامات ساعت نیز بیاید انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللھم اغسل خطایای بماء الثلج والبرد۔ خداوندا بشوی
گناہان مرا بآب برف و ژالہ و در بعضی روایات بالماء والثلج والبرد بآب و برف و ژالہ۔ ونق قلبی کما ینقی الثوب
الابیض من الدنس۔ و پاکیزہ گردان دل مرا چنانکہ پاکیزہ گردانیدہ میشود جامہ سفید از چرک و تخصیص جامہ سفید
بہ جہت آن ست کہ نظافت و نزاہت در وے بیشتر ظاہر شود و در وے اشارت ست بصفاے
فطرت و طہارت آن و دنس عارض ست بر آن۔ وباعد بینی وبین خطایای کما باعدت بین المشرق والمغرب
و دور ساز میان من و میان گناہان من چنانکہ دوری افگندہ میان مشرق و مغرب شرح این نیز در کتاب
الصلوٰۃ در باب ما یقرأ بعد التکبیر واقع شدہ است۔ متفق علیہ وعن زید بن ارقم۔ صحابی انصاری ست با
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ہفدہ غزوہ حاضر بود و از خواص امیر المومنین علی ست رضی اللہ عنہما۔ قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول۔ بود آنحضرت کہ میگفت۔ اللھم انی اعوذ بک من العجز والکسل والجبن والبخل
والھرم وعذاب القبر اللھم آت نفسی تقولھا۔ خداوندا بدہ نفس مرا تقوی و پرہیزگاری کہ حاصل شود او را۔ وزکھا
انت خیر من زکاھا۔ و پاکیزہ گردان او را تو ئی بہترین کسی کہ پاکیزہ گرداند او را۔ انت ولیھا ومولاھا تو ئی متولی
امر و صاحب تصرف وے و خداوند یاری کردن۔ اللھم انی اعوذ بک من علم لا ینفع۔ خداوندا من پناہ میجویم بتو از
دانشی کہ سود نکند چنانکہ علمہاے کہ تعلق بدین ندارد یا دارد و عمل بدان نکنم۔ ومن قلب لا یخشع۔ و از دلی کہ نترسد
و فروتنی نکند۔ ومن نفس لا تشبع۔ و از نفس کہ سیر نشود از دنیا۔ ومن دعوۃ لا یستجاب لھا۔ و از دعائیکہ اجابت
کردہ نشود آنرا۔ رواہ مسلم وعن عبد اللہ بن عمر قال کان من دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بود از جملہ
دعاے آن حضرت۔ اللھم انی اعوذ بک من زوال نعمتک۔ خداوندا پناہ میجویم بتو از دور شدن نعمت تو کہ عطا
کردہ۔ وتحول عافیتک۔ و از برگشتن عافیت تو کہ روزی کردہ۔ وفجاءۃ نقمتک۔ و ناگہان عتاب کردن تو
فجاء بضم فا و مد ہمزہ و بفتح فا و سکون جیم بی مد نیز ضبط کردہ اند ناگاہ گرفتن و نقمت بفتح نون و کسر آن۔ وجمیع
سخطک۔ و پناہ میجویم بتو از ہمہ بی رضاے و خشم گرفتن تو۔ رواہ مسلم۔ وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول۔ گفت عائشہ بود آنحضرت کہ میگفت۔ اللھم انی اعوذ بک من شر ما عملت
ومن شر ما لم اعمل۔ خداوندا پناہ میجویم از بدکاری کہ کردہ ام و از بدکاری کہ نکردہ ام یعنی در مستقبل کاری میکنم کہ راضی نباشی تو از آن
یا پندار کنم بترک قبایح با وجود عدم ترک آنہا۔ رواہ مسلم وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان یقول اللھم لک اسلمت۔ خداوندا مر ترا اسلام آوردم و انقیاد و اطاعت کردم۔ وبک امنت۔ و بتو ایمان
آوردم و بتو بگرویدم۔ وعلیک توکلت۔ و بر تو توکل کردم و کار خود را بتو گذاشتم۔ والیک انبت۔ و بسوے تو

می در آمد بازار را میگفت بسم اللہ - بنام خدا در آمدم - اللھم انی اسألک خیر ہذہ السوق وخیر ما فیھا - خداوندا من سوال میکنم نیکی این بازار را و نیکی چیزے را کہ درین بازار ست - واعوذبک من شرھا وشر ما فیھا - و پناہ میجویم از شر این بازار و از شر چیزے کہ درین بازار ست - اللھم انی اعوذبک ان اصیب فیھا صفقۃ خاسرۃ - خداوندا من پناہ میجویم بتو ازین کہ بر سم در وے بیع وشراء یا کار را صفقہ دست بہم زدن کہ آمد از آید دوست بر دست کس دیگر زدن در بیع وہبت - رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر

باب الاستعاذۃ

عوذ وعیاذ ومعاذ استعاذہ اند چنانکہ عذت بہ استعذت بہ پناہ بردم بوے وہو عیاذی واوست پناہ من واختلاف کردہ اند کہ افضل اعوذ باللہ است یا استعیذ باللہ اکثر بر قول ثانی اند کہ مدلول ظاہر قرآن مجید ست قولہ تعالیٰ فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم واخبار وآثار در اول نیز وارد شدہ اند واین در قرأت قرآن ست ودر ادعیہ ماثورہ بلفظ اعوذ واقع شدہ ومعنی یکی ست سخن در لفظ ست

الفصل الاول - عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعوذوا باللہ من جہد البلاء - پناہ جوئید بخدا از مشقت بلا وغایت آن بلا حالی کہ امتحان کردہ شود و در فتنہ انداختہ شود آدمی دران ودشوار آید بروے وجہد بضم وسع وطاقت وبفتح مشقت وغایت واینجا بفتح مناسب ست بعضی گفتہ اند مراد آن حالتی ست کہ اختیار کند موت را بر حیات وبعضی گفتہ کہ قلت مال وکثرت عیال مراد ست وصواب آن ست کہ عام تر ازان ست - ودرک الشقاء - وپناہ جوئید از لاحق شدن ودر یافتن سختی ودشواری شقاء بفتح در شدت وعسرت - وسوء القضاء - وپناہ جوئید از قضاے بد ومراد بقضاے بد آنچہ بد آید انسان را وبکردہ دارد آنرا وبدی را بہ بقضی ست نہ قضا برعکس آنچہ میگویند کہ رضا واجب ست بقضاء مقضی - وشماتۃ الاعداء - وپناہ جوئید از شاد شدن دشمنان دین ودنیا کہ متعلق بدین ودنیا باشد را ما اگر شخصی باشد کہ بقوت دنیا اسراف میکند وفسق وفجور وظلم میکند ودشمنان بدان آن شاد میشوند ازان استعاذہ نیت واستعاذہ ازان در معنی طلب فسق وظلم ست ودر عابد ان جائز نی متفق علیہ وعن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم انی اعوذبک من الھم والحزن والعجز والکسل والجبن والبخل وضلع الدین وغلبۃ الرجال - معانی این الفاظ در باب سابق معلوم شدہ اند وضلع بفتح ضاد معجمہ وفتح لام بسیار گران یعنی متفق علیہ - وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان النبی - بود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میگفت - اللھم انی اعوذبک من الکسل والہرم والمأثم اللھم انی اعوذبک من عذاب النار وفتنۃ النار یعنی فتنہ کہ برساند بعذاب نار یا سبب در آمدن در وی شود - وفتنۃ القبر وعذاب القبر ومن شر فتنۃ الغنی ومن شر فتنۃ الفقر - یادت شر گویا اشارت بآن ست کہ در غنی وفقر ایضاً فتنہ ہست وبی مخلیت آن نیت استعاذہ از شر

وخواندہ بان نام ذات خود را بہ ہر وجہ کہ باشد و این عام ست شامل ہمہ اقسام کہ بعد از وے ذکر میکند بقول خود۔
او انزلتہ فی کتابک۔ یا فرستادہ آن نام را در کتابہاے خود۔ او استاثرت بہ فی مکنون الغیب عندک۔ یا مستبد و منفرد
بآن نام در پردہ غیب نزد تو و در بعضی نسخ در حاشیہ بہ علامت ج ملحق بصح بعد او انزلتہ فی کتابک نوشتہ۔ او اعلمتہ
احدا من خلقک۔ یا دانانیدہ آنرا بہ یکی از خلق خود را۔ ان تجعل القرآن ربیع قلبی۔ سوال میکنم کہ بگردانی قرآن را بہار دل
من چنانکہ بہار سبب ظہور آثار رحمت و زندگی زمین ست معارف قرآنی دل مرا زندہ سازد و مورد رحمت
گرداند۔ وجلاء ہمی وغمی۔ و بگردانی قرآن را سبب بردن ہم و غم من ہر دو بمعنی اندوہ است ولیکن ہم مستقبل میباشد
و غم در ماضی۔ ما قالہا عبد قط الا ذہب اللہ عنہ۔ نگوید این کلمات را ہیچ بندہ ہرگز مگر آنکہ برد خداے تعالی غم و اندوہ
او را وابدلہ بہ فرجا۔ و بدہد او را عوض غم کشاد و راحت را فرج بجیم و فتح را کشایش میگویند فرج اللہ عنک غمک و فرج بحاء مہملہ شادمانی
و در کتب احادیث در امثال این مقام بجیم ست و درینجا در بعضی نسخ بحای مہملہ نیز ضبط کردہ است۔ رواہ رزین وعن جابر
رضی اللہ عنہ قال کنا اذا صعدنا کبرنا واذا نزلنا سبحنا۔ گفت جابر بودیم ما چون می برآمدیم زمین بلند را تکبیر میکردیم
و چون فرود می آمدیم از ان تسبیح میکردیم و در بعضی روایات تہلیل نیز آمدہ وجہ این در باب التسبیح والتکبیر والتہلیل
گذشت۔ رواہ البخاری وعن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا کربہ امر یقول۔
بود آنحضرت چون اندوہگین میگردانید او را کاری میگفت۔ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث۔ ای زندہ بحیات حقیقی
اے برپا دارندہ خلق را برحمت و مہربانی تو فریاد میکنم۔ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب ولیس بمحفوظ۔
وعن ابی سعید الخدری رض قال قلنا یوم الخندق۔ گفت ابو سعید خدری گفتیم ما روز خندق۔ یا رسول اللہ
ہل من شیء نقولہ۔ ہست چیزے یعنی ذکر و دعائی کہ بگوئیم ما آنرا و بخوانیم تا کشادی در کار ما پیدا آید۔ فقد بلغت القلوب
الحناجر۔ پس بہ تحقیق رسیدہ دلہاے ما گلوہاے ما را کنایت ست از اندوہ و تنگدلی و بیضاوی گفتہ یعنی از ترس
شش می آماسد از سختی ترس پس بلند میگردد و میرسد تا راس حنجرہ و آن منتہاے حلقوم ست کہ مدخل طعام و شراب
است و در قول او مدخل طعام و شراب نظر ست و صواب آن ست کہ آن مجرای نفس ست و مدخل طعام و شراب
مری ست و آن زیر حلقوم ست۔ قال نعم۔ آنحضرت گفت آری ہست چیزے کہ بگوئید آنرا۔ اللہم استر عوراتنا۔ خداوندا بپوش
عیبہاے ما را و عورت ہر چہ از نمودن و دیدن آن شرم آید۔ وآمن روعاتنا۔ و ایمن گردان و امن دہ ترسہای
ما را روع بفتح را ترسیدن و بضم را بمعنی دل می آید۔ قال فضرب اللہ وجوہ اعدائہ بالریح۔ گفت ابو سعید پس
بزد خداے تعالی رویہاے دشمنان خود را بہ بادی کہ فرستاد۔ فہزم بالریح۔ پس شکست داد لشکر دشمنان را
بباد و این معنی منطوق قرآن ست و قصہ غزوہ خندق کہ آنرا غزوہ احزاب نیز گویند در کتب سیر مسطور ست۔
رواہ احمد۔ وعن بریدۃ۔ رض قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل السوق قال۔ بود آنحضرت چون

و بی نیاز گردان مرا بفزونی کرم خود از ہر کسی کہ جز تست - رواہ الترمذی والبیہقی فی الدعوات الکبیر و سنذکر حدیث جابر -
و سر انجام ست کہ ذکر کنیم حدیث جابر را کہ در اول ادا نیست - اذا سمعتم نباح الکلاب فی باب تغطیۃ الاوانی - در باب
پوشیدن آوندہا در شب انشاء اللہ تعالی

الفصل الثالث عن عائشۃ - رضی اللہ عنہا قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا جلس مجلسا او صلی تکلم
بکلمات گفت عائشہ کہ بود آنحضرت چون می نشست در نشستگاہی یا چون نماز میگزارد تکلم میکرد بچند کلمہ - فسألتہ عن الکلمات
پس پرسیدم آنحضرت را از آن کلمات کہ کدام از کلمات و چیست فضیلت آن کلمات - فقال - پس گفت آنحضرت نخست
در فضیلت آن - ان تکلم - اگر کلام کردہ شود - بخیر - یعنی واقع شود کلامی نیک کہ در وے ثواب ست یا در وے عقاب
نیست و برین تقدیر تکلم بضم تا و کاف و کسر لام ست یا اگر تکلم کند متکلمی یا مردے بخیر و برین تقدیر بفتحات ست کان -
باشد آن کلمات کہ مذکور اند در ما بعد - طابعا علیہن - مہر و دلیل بر صحت و حقیت آن کلمات کہ تکلم کردہ شدہ است
بآنہا - الی یوم القیامۃ وان تکلم بشر - و اگر تکلم کردہ شدہ است بہ بدی - کان کفارۃ لہ - باشد سبب پوشیدن و بخشیدن
مر او را و آن کلمات کہ در مجلس یا بعد از نماز میگفت اینہا اند - سبحانک اللہم وبحمدک لا الہ الا انت استغفرک واتوب
الیک - رواہ النسائی - وعن قتادۃ - از اجلہ علماء تابعین و مشاہیر ایشان ست و اکثر روایت وے از انس
است و از ابو الطفیل و سعید بن المسیب نیز میکند - بلغہ - رسیدہ است قتادہ را - ان رسول اللہ - بدرستیکہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا رای الہلال قال - بود آنحضرت چون میدید ماہ نو را میگفت - ہلال خیر و رشد
ہلال خیر و رشد ہلال خیر و رشد - سہ بار مکرر میگفت و رشد بضم را و سکون شین معجمہ بسامان و برہ بودن خلاف غی بعد از آن خطاب بہلال
میکرد و میگفت - آمنت بالذی خلقک - ایمان آوردم من بآن کسیکہ پیدا کردہ است ترا ثلث مرات - این عبارت را ہم سہ بار میگفت
ثم یقول - پستر میگفت - الحمد للہ الذی ذہب بشہر کذا وجاء بشہر کذا - شکر مر خدایرا کہ برد ماہ چنین را و نام ماہ گذشتہ را می برد و آورد
ماہ چنین را و نام ماہ آیندہ میگفت شکر یا بر گذشتن و آمدن ہر دو ماہ بخیر باشد یا بر بقاے عمر و سلامت -
رواہ ابو داود - وعن ابن مسعود - رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کثر ہمہ فلیقل - روایت ست
از ابن مسعود کہ آنحضرت گفت کسیکہ بسیار گردد اندوہ وے باید کہ بگوید - اللہم انی عبدک وابن عبدک وابن امتک
خداوندا من بندۂ توام و پسر بندۂ توام و پسر داہ توام کہ پدر و مادر من اند - وفی قبضتک - و در پنجۂ قدرت توام
کنایت ست از ملک و تصرف میگویند فلان در قبض تست یعنی در ملک تست و قبضہ بضم قاف و فتح ہر دو روا ست
ناصیتی بیدک - موے پیشانی من در دست تصرف و ارادت تست - ماض فی حکمک - گذارندہ است در من
حکم تو یعنی حکم ترا توقفی و مانعی نیست ہر چہ گوئی و خواہی ہمان شود - عدل فی قضائک - عدل ست در من قضاے تو
عدل داد خلاف جور - اسألک بکل اسم ہو لک سمیت بہ نفسک - سوال میکنم ترا بہر نامی کہ آن نام ترا ست نام نہادہ

فی المرأۃ والخادم - و در روایتی در زن و خادم این آمده که - ثم لیاخذ بناصیتها ولیدع بالبرکۃ - پستر باید که بگیرد موی پیشانی
زن یا خادم را و باید که دعا کند ببرکت - رواه ابوداود وابن ماجه - وعن ابی بکرۃ - بفتح با و سکون کاف و تا در آخر
صحابی مشهور ست چنانکه گذشت - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوات المکروب - دعاهاے کسی که اندوهگین ست
یعنی دعاے که اگر بخوانند هیچ اندوه نماند و چون این دعا مشتمل بر معانی کثیره و دعاهاے متعدده بود لفظ جمع آورده
و دعوات گفت دعا این ست - اللهم رحمتک ارجو - خداوندا رحمت ترا امید میدارم - فلا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین
پس مگذار مرا به نفس من یک چشم زدن - واصلح لی شانی کله - و نیک گردان مرا کار مرا و حال مرا همه - لا اله الا انت
رواه ابوداود - وعن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رجل - گفت ابوسعید که گفت مردے - هموم لزمتنی
و دیون - اندوهها چسپیده است مرا و وامها - یا رسول اللہ - ای پیغمبر خدا هم اندوه و گداختن بیمارے تن را -
قال - گفت آنحضرت - افلا اعلمک کلاما اذا قلته اذهب اللہ همک - آیا پس نیاموزانم ترا کلامیکه چون بگوئی آنرا ببرد
خداے تعالی اندوه ترا - وقضی عنک دینک - و بگذارد از تو خدا وام ترا یعنی سببی سازد که وام تو گزارده شود -
قال - گفت آنمرد - قلت بلی - گفتم بیاموزان مرا آن کلام را - قال قل - گفت آنحضرت بگو - اذا اصبحت واذا امسیت
چون صبح کنی و چون شبانگاه کنی - اللهم انی اعوذ بک من الهم والحزن - خداوندا پناه میجویم من بتو از هم و حزن هر دو
بمعنی اندوه ست ولیکن هم در امر متوقع بود و حزن در امر واقع - واعوذ بک من العجز والکسل - و پناه میجویم بتو از
ناتوانی و کاهلی - واعوذ بک من البخل والجبن - و پناه میجویم بتو از ممسکے و ناجوانمردی و بددلی و ترسندگی - واعوذ بک
من غلبۃ الدین وقهر الرجال - و پناه میجویم بتو از چیره شدن وام و چیره شدن مردان به سبب دین و جز آن - قال
ففعلت ذلک - گفت آنمرد پس کردم من آنرا که فرمود آنحضرت و گفتم در صباح و مسا این کلمات را - فاذهب اللہ همی
پس برد خداے تعالی اندوه مرا - وقضی عنی دینی - و گزارد وے تعالی از من وام مرا - رواه ابوداود - وعن علی -
رضی اللہ عنہ انه جاءه مکاتب - روایت ست از امیر المومنین علی که آمد او را مکاتبی و مکاتب بنده که بهاے خود را
بر خود نوشته که اگر اداے آن کند آزاد شود - فقال انی عجزت عن کتابتی - پس گفت آن مکاتب که بدرستی من عاجز
آمده ام از وجه کتابت خود - فاعنی - پس یارے کن مرا یعنی چیزے بده که بدل کتابت من شود و یکی از مصارف
زکوٰۃ مکاتب ست که در بدل کتابت او را اعانت کنند یا چیزے بیاموزان مرا از دعا که بخوانم و بدان از بدل کتابت
خلاص شوم - قال الا اعلمک کلمات علمنیهن رسول اللہ - گفت علی رضی اللہ عنہ آیا نیاموزانم ترا چند کلمه که آموزانیده است
مرا آن کلمات را پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم لو کان علیک مثل جبل کبیر دینا اداه اللہ عنک - اگر باشد بر تو مانند کوه
بزرگ از وام بگزارد آن وام را خداے تعالی از تو - قل - بگو - اللهم اکفنی بحلالک عن حرامک - خداوندا کفایت کن
مرا بحلال خود از حرام خود یعنی رزق حلال برسان که بآن از حرام بی نیاز شوم - واغننی بفضلک عمن سواک -

کیف لک برجل قد هدی وکفی ووقی - چگونه میسر میشود ترا تعرض و تسلط بمردے که بتحقیق هدایت وکفایت و وقایت
کرده شده است تقریر طیبی این ست و میتوان گفت که شاید آن شیطان بعد از تنحی و تحسر و خیبت و خسران
باز خیال اغوا و اضلال میکرده باشد و در فکر و مکرے دیگر و حیله دیگر شده باشد که بر انگیزد و کار خود بکند این
شیطان بوے میگوید از این خیال برگرد و در بند آن مباش که بی فائده است فافهم - رواه ابوداود و روے
الترمذی الی قوله له الشیطان - و روایت کرده ترمذی تا قول فتنحی له الشیطان و قول شیطان دیگر با وے
روایت نکرده - وعن ابی مالک الاشعری رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا ولج الرجل بیته
فلیقل - وقتیکه در آید مرد خانه خود را پس باید که بگوید - اللهم انی اسالک خیر المولج - خداوندا من سوال میکنم ترا نیکی
در آمدن درین خانه - وخیر المخرج - و نیکی بر آمدن از آن خانه که بر آمدن و در آمدن همه نیک باشد و متضمن نیکی گردد
و مولج بکسر لام ست و مخرج بفتح را بسم الله ولجنا - بنام خدا در آمدیم - وعلی الله ربنا توکلنا - و بر خدا که پروردگار ماست
کار و بار گذاشتیم - ثم لیسلم علی اهله - پستر باید که سلام کند بر کسان خانه خود و گفته اند اگر در خانه کس نباشد نیز سلام
گوید باین عبارت السلام علی عباد الله الصالحین به نیت ملائکه که در آنجا اند - رواه ابوداود - وعن ابی هریرة
رض ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا رفاء الانسان اذا تزوج قال - بود آنحضرت چون دعا میکرد مردے
را وقتیکه تزوج کرده و زنی خواسته میگفت - بارک الله لک - برکت دهد خداے تعالی مر ترا خطاب بمرد میکرد بار خطاب
بمرد و زن هر دو میکرد و میفرمود - بارک علیکما - و برکت کند بر هر دو شما و برکت در لغت گوالیدن و افزون شدن
و تبریک دعا کردن به برکت - وجمع بینکما فی خیر - و جمع کند و التیام و اتفاق دهد میان شما در خیر و رفاء بتشدید
فا و همزه در آخر از ترفیه و رفو در لغت پیوستن و نیکو کردن بریدگی و دریدگی جامه و در جاهلیت دعاے متزوج باین
لفظ میکردند که بالرفاء والبنین یعنی اتفاق و التیام باد میان شما و پسران زائیده باد باین جهت ترفیه نام دعاے
متزوج شد و در شرع از آن نهی کردند از جهت اشعار آن بکراهیت بنات و آنحضرت چون ترفیه میکرد میگفت بارک الله
لک الخ - رواه الترمذی و ابوداود و ابن ماجه وعن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده عن النبی صلی الله علیه وسلم
قال اذا تزوج احدکم امرأة واشترے خادما فلیقل - چون نکاح کند یکی از شما زنی را یا بخرد خدمت گارے را خادم
بر وزن و غلام هر دو اطلاق میکنند پس باید که بگوید - اللهم انی اسالک خیرها وخیر ما جبلتها علیه - خداوندا من سوال
میکنم ترا به نیکی این زن یا خادم را و نیکی خصلتها و عملها که پیدا کرده تو او را بران - واعوذ بک من شرها وشر ما جبلتها علیه
و پناه میجویم بتو از بدی آن و بدی چیزے که پیدا کرده تو او را بران - واذا اشترے بعیرا - و چون بخرد یکی از شما شتری را
فلیاخذ بذروة سنامه - پس باید که بگیرد بلندی کوهان او را - ولیقل مثل ذلک - و باید که بگوید مانند آن که در تزوج
امرأة و شراء خادم میگفت و ذروه بضم و الکسر بالاے هر چیز و بالاے کوهان و کوه و سنام بفتح کوهان - وفی روایة

عدو بر گماری تا قتال کند از جانب تو و حائل گردد میان تو و میان عدو و تخصیص نحر بذکر زیرا کہ عدو بنحر استقبال میکند نزد استادان بقتال یا آنکہ درین اشارتی بذبح و قتل او نیز ہست۔ ونعوذ بک من شرورہم۔ و پناہ میجوئیم بتو از شرہاے ایشان۔ رواہ احمد و ابوداود۔ وعن ام سلمۃ۔ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا خرج من بیتہ قال۔ بود آنحضرت وقتی کہ بیرون می آمد از خانہ خود میگفت۔ بسم اللہ توکلت علی اللہ اللہم انا نعوذ بک من ان نزل۔ خداوندا پناہ میجوئیم بتو از آنکہ بلغزیم زلت لغزیدن پاے در راہ رفتن بیفتد یا نیفتد کنایت است از وقوع ذنب بی قصد۔ او نضل۔ یا گمراہ شویم در راہ راست بگذاریم و راہ کج رویم کنایت ست از صدور ذنب باختیار۔ او نظلم۔ بفتح نون و کسر لام او نظلم بضم نون و فتح لام یا ظلم کنیم بر کسی یا ظلم کردہ شویم و کسی کہ بر ما ظلم کند این نیز مکروہ و مذموم ست بسبب ذلت و اہانت و زبونی اگرچہ اجرے باشد و در وے آفتی دیگر ست کہ مبادا دعاے بد کند بر ظالم و از حد تجاوز نماید یا در مکافات و مجازات آن زیادتی کند و ظلم بوے عود کند سلامت درین ست نہ ظالم باشد و نہ مظلوم۔ او نجہل۔ یا جہل کنیم بر کسی و مثل کارہاے جاہلان کنیم از ایذا و اضرار۔ او یجہل علینا۔ یا جہل کردہ شود بر ما و مردم ما را ایذا کنند۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی وقال الترمذی ہذا حدیث غریب حسن صحیح وفی روایۃ ابی داود وابن ماجہ۔ و در روایت این دو کس اینچنین آمدہ است کہ۔ قالت ام سلمۃ گفت ام سلمہ۔ ما خرج رسول اللہ۔ بیرون نیامد پیغمبر خدا۔ صلی اللہ علیہ وسلم من بیتی قط۔ از خانہ من ہرگز۔ الا رفع طرفہ الی السماء۔ مگر آنکہ بر پشت نظر خود را بسوے آسمان طرف بہ سکون چشم و نگریستن۔ فقال۔ پس گفت۔ اللہم انی اعوذ بک من ان اضل۔ پناہ میجویم بتو از آنکہ گمراہ شوم من۔ او اضل۔ یا گمراہ گردانم کسی را یا گمراہ گردانیدہ شوم یعنی گمراہ گرداند مرا کسے۔ او اظلم او اظلم او اجہل او یجہل علی۔ درین روایت ازل بزاے نیست و اضل بصیغہ مجہول زیادہ است و دعا بلفظ مفرد ست وعن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج الرجل من بیتہ فقال۔ چون بیرون آید مرد از خانہ خود پس بگوید۔ بسم اللہ توکلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ یقال لہ حینئذ۔ گفتہ میشود مر آن مرد را درین ہنگام کہ این کلمات گفت۔ ہدیت۔ راہ راست نمودہ شدی تو یعنی بعد از بر آمدن کہ راہ روی و کار کنی بر وفق صواب و سداد یا مراد آن ست کہ این نام خدا را گرفتی و توکل بروے کردی و از حول و قوت خود بر آمدی ہدایت یافتی براہ راست و راہ راست این ست کہ بندہ در یاد خدا باشد و کارہاے خود را بوے سپارد بیت کار خود را بخدا باز گذار۔ کت نمی بینم ازین بہتر کار۔ وکفیت ووقیت۔ و کفایت کردہ شدی در جمیع مہمات و نگاہداشتہ شدی از جمیع شرور۔ فتنحی لہ الشیطان۔ پس یکسو میشود شیطان براے وے و باز ایستد از اضلال و اغوا و ایذاے وے۔ ویقول لہ شیطان آخر۔ و میگوید شیطان دیگر بآن شیطان کہ یکسو شد و خاسر و خائب شد از اغوا و اضلال وی آیس و متحسر گشت از براے تسلیہ وے۔

وغفر ذنبک - وبیامرزد خدائے تعالیٰ گناہان ترا - قال زدنی بابی انت وامی - گفت زیادہ کن پدر و مادر من فدائے تو باد - یا رسول اللہ قال وبیرک الخیر - گفت وآسان گرداند خدائے تعالیٰ مر ترا و توفیق دہد خیرا را حیثی کنت ہر جا باشی - رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب وعن ابی ہریرۃ - رضی اللہ عنہ ان رجلا قال - روایت ست از ابی ہریرہ کہ مردے گفت - یا رسول اللہ انی ارید ان اسافر فاوصنی - میخواہم کہ مسافرت کنم پس وصیت کن مرا - قال علیک بتقوی اللہ - فرمود لازم گیر بر خود تقوی را - والتکبیر علی کل شرف - ولازم گیر تکبیر گفتن را چون بر جائے بلند روے - فلما ولی الرجل - پس ہنگامی کہ پشت داد آن مرد - قال - گفت آنحضرت و دعا کرد - اللہم اطو لہ البعد خداوندا بپیچان برائے وے دروے راہ - وہون علیہ السفر - وآسان کن بروے سفر را - رواہ الترمذی وعن ابن عمر - رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر فاقبل علیہ اللیل - بود آنحضرت چون مسافرت میکرد پس روے می آورد بروے شب - قال - میگفت - یا ارض ربی وربک اللہ - اے زمین پروردگار من و پروردگار تو خداست - اعوذ باللہ من شرک - پناہ میجویم بخدا از شر تو یعنی شری کہ در ذات تو حادث گردد مثل خسف وتحیر در بیابانہا - وشر ما فیک - واز شر چیزے کہ قرار کردہ است در تو از حیوانات وخزانات وجن وانس - وشر ما خلق فیک - واز شر چیزے کہ پیدا کردہ شدہ است و زندگانی میکند در درون تو در غارہا ومغاکہا - وشر ما یدب علیک - واز شر چیزے کہ می جنبد ومیرود بر تو از تمامی حیوانات کہ بر زمین میروند - و اعوذ باللہ من اسد واسود - وپناہ میجویم بخدا از شیر و مار سیاہ کہ بدترین مارہاست - ومن الحیۃ والعقرب - واز ہر بلیس مار وکژدم ودر بعضی نسخ من الحیۃ ابی داود ومن شر ساکن البلد - واز شر ساکنت کنندۂ شہر مراد آدمیان اند وبعضی گفتہ اند مراد جنیانند کہ در شہرے وہر سرزمینی میباشند واگر ہر دو مراد دارند نیز وجہی دارد - ومن والد وما ولد - مراد بوالد ابلیس ست وبما ولد نسل وے بر عموم اولی ست تا ہمہ را شامل باشد واللہ اعلم رواہ ابو داود - وعن انس - رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ - بود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اذا قاتل چون جنگ میکرد بکافران میگفت - اللہم انت عضدی ونصیری - خداوندا تو بازوے منی ویارے دہندۂ منی عضد بفتح عین وضم ضاد باستعمال اشہر نام عضو مشہور ست ودر عرف بمعنی ناصر ومعین آید پس قول وے ونصیری تفسیر وبیان اوست - بک احول - بقدرت تو حیلہ میکنم ودر دفع کردن اعدا یا بتوی جنبم از حالی بحالی وبک اصول - وبقوت تو حملہ میکنم بر دشمنان دین - وبک اقاتل - وبتائید ونصرت تو کارزار میکنم - رواہ الترمذی وابو داود - وعن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا خاف قوما قال - بود آنحضرت چون مے ترسید گروہی را میگفت - اللہم انا نجعلک فی نحورہم - خداوندا میگردانیم ترا در نحرہائے ایشان نحر نام بالائی سینہ ست کہ محل ذبح ست ومنحر جای قربان عرب میگویند جعلتہ فی نحر العدو گردانیدم اورا در نحر عدو وقتیکہ اورا در مقابلہ

از چہ چیز خندہ کردی یا امیر المومنین قال رأیت رسول اللہ گفت دیدم پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم صنع کما صنعت کرد چنانکہ من کردم از ذکر و تسبیح - تم ضحک - پستر خندہ کرد آنحضرت فقلت من ای شیٔ ضحکت - پس گفتم از کدام چیز خندہ کردی یا رسول اللہ - قال ان ربک لیعجب من عبدہ - گفت آنحضرت ازین جہت خندہ کردم کہ پروردگار تو ہر آینہ عجب دارد و خوش و راضی میگردد از بندۂ خود - اذا قال - وقتیکہ میگوید بندہ - رب اغفرلی ذنوبی یقول اللہ یعلم انہ لا یغفر الذنوب غیری - میگوید خدائے تعالیٰ میداند بندہ کہ نمی آمرزد گناہان را کسی مگر من پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از قول رب الغفر جل شانہ خندہ کرد و حضرت امیر بقصد اتباع آنحضرت یا از ہمان قول - رواہ احمد والترمذی وابو داؤد - وعن ابن عمر - رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اودع رجلاً اخذ بیدہ - بود آنحضرت چون بدرود میکرد مردے را میگرفت دست او را - فلا یدعہا - پس نمیگذاشت آنحضرت دست او را و این از غایت تواضع آنحضرت و رفق اوست بامت - حتی یکون الرجل ہو یدع ید النبی - تا آنکہ بود آن مرد کہ وے میگذاشت دست پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم - عجب ازان مرد کہ میگذارد دست آنحضرت را بعد ازان کہ دست داده باشد بمصرع خوش و دلبستی ست اینکہ ترا دست داده است - ویقول استودع اللہ دینک - و میگفت ودیعت می نہم و نگاہ میدارم نزد خدائے تعالیٰ دین ترا - وامانتک - و امانت ترا یعنی اموال کہ معاملہ کنی آنرا - مردم دعا میکرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحفظ امور دین و دنیائے وے بسبب انچہ میرسد آدمی را در سفر از مشقتی کہ سبب اجمال طاعات داوراد و معاملہ و معاشرت با مردم میشود و بعضی میگویند کہ مراد بامانت اہل و اولاد اند و آخر عملک - و آخر عمل تو - و فی روایۃ و خواتیم عملک و در روایتی بجائے و آخر عملک خواتیم عملک واقع شدہ و تخصیص بآخر عمل بجہت آن ست کہ اعتبار خاتمہ است رواہ الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجۃ وفی روایتہما - و در روایت ابی داؤد و ابن ماجۃ - لم یذکر - ذکر کردہ نہ شدہ است - و آخر عملک لاجرم و خواتیم عملک کہ بدال او ست نیز نہ خواہند بود - وعن عبد اللہ - الخطمی بفتح معجمہ و سکون طاء مہملہ صحابی انصاری ست ہفتاد سالہ بود کہ در غزوہ حدیبیہ حاضر شد - قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یستودع الجیش قال - بود آنحضرت چون میخواست کہ بجدا سپارد در وقت وداع لشکر را میگفت - استودع اللہ دینکم و امانتکم و خواتیم اعمالکم رواہ ابو داؤد - وعن انس رضی اللہ عنہ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال - گفت انس آمد مردے نزد آنحضرت گفت - یا رسول اللہ انی ارید سفرا نزودنی بد ستیکہ من میخواہم سفرے را پس توشہ دہ مرا یعنی دعا کن کہ برکت آن با من در سفر باشد توشہ باشد و احتمال دارد کہ مراد آن مرد توشہ متعارف باشد - فقال - پس گفت آنحضرت - زودک اللہ التقوی - توشہ دہد ترا خدائے تعالیٰ را کہ توشہ راہ آخرت ست - فقال زدنی - پس گفت آن مرد زیادہ دعا کن مرا - قال - گفت آنحضرت

من میطلبم از تو تمامی نعمت - فقال اے شئی تمام النعمۃ - پس گفت آنحضرت و پرسید از ان مرد و اعرابی چہ چیز ست تمامی نعمت
کہ تو می طلبی - قال دعوۃ ارجو بہا خیرا - پس گفت آنمرد این دعائی ست کہ امید میدارم بآن نیکی را و مجملاً میدانم کہ نزد
خدا نعمتی نام ست و من می طلبم آنرا و حقیقت آنرا بتفصیل نمیدانم پس آنحضرت تعلیم کرد آن را - فقال - پس گفت
آنحضرت - ان من تمام النعمۃ دخول الجنۃ والفوز من النار - بدرستیکہ از جملۂ تمام نعمت در آمدن در بہشت ست
و رستگاری یافتن از آتش دوزخ کہ در دنیا بہ نعمتہاے حق تعالیٰ محفوظ و مسرور بشدہ در آخرت از آتش دوزخ
امان یافتہ در بہشت در آید و در روے بدیدار روے جل جلالہ مشرف گردد و زیادہ برین چہ نعمت باشد - وسمع رجلا
یقول - و شنید آنحضرت مردے را کہ میگفت - یا ذا الجلال والاکرام فقال - گفت آنحضرت - قد استجیب لک فسل
بتحقیق قبول کردہ شد و آمادہ کردہ شد جانور دے چہ جاے اجابت دعا برائے تو پس سوال کن و بخواہ ہر چہ خواہے
وسمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا وہو یقول - و شنید آنحضرت مردے را و حال آنکہ آنمرد میگوید اللہم انی اسالک
الصبر - خداوندا من می طلبم از تو صبر - فقال سالت اللہ البلاء - پس گفت آنحضرت صبر کہ می طلبی از خدا بلا میطلبی
چہ صبر بر بلا میباشد - فاسالہ العافیۃ - پس بہ طلب از خدا عافیت را کہ از جمیع آفات و بلایا نگاہدارد کہ تحمل بلا سخت ست
بلا نباید طلبید و اگر بلا نازل گردد صبر باید کرد و طریقہ این ست و آداب و صلاح حال ہمہ این ست رواہ الترمذی
وعن ابی ہریرۃ - رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جلس مجلسا فکثر فیہ لغطہ -
کسیکہ بنشیند نشستگاہی را پس بسیار گردید در ان مجلس بانگ و خروش دے و در قاموس گفتہ لغط بفتحین
معجمۃ مفتوحہ و سکون نیز آمدہ و طاے مہملہ آواز با آواز ہا کہ فہمیدہ نشود معنی آن و مراد اینجا کلام لا طائل و لایعنی
است - فقال قبل ان یقوم - پس بگوید پیش از انکہ برخیزد - سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت
استغفرک واتوب الیک الا غفر لہ ما کان فی مجلسہ ذلک - نگوید این کلمات را مگر آنکہ آمرزیدہ شود مر او را ہر چہ
بود گذشتہ در ان مجلس - رواہ الترمذی والبیہقی فی الدعوات الکبیر - وعن علی رضی اللہ عنہ انہ اتی
بدابۃ لیرکبہا - روایت ست از امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ آوردہ شد نزد وے چارواے تا سوار شود
بر وے - فلما وضع رجلہ فی الرکاب قال - پس ہنگامیکہ نہاد وے رضی اللہ عنہ پاے خود را در رکاب گفت -
بسم اللہ فلما استوی علی ظہرہا قال - پس ہرگاہ کہ برآمد و نشست بر پشت دابہ گفت الحمد للہ ثم قال - پستر گفت
سبحان الذی سخر لنا ہذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون - ترجمہ این در فصل اول گذشت ثم قال
پستر گفت - الحمد للہ ثلثا - سہ کرت و اللہ اکبر ثلثا - سہ کرت سبحانک انی ظلمت نفسی فاغفر لی انہ لا یغفر الذنوب الا انت
پاکی یاد میکنم خدا را بدرستیکہ من ظلم کردہ ام نفس خود را فاغفر لی - پس بیامرز مرا - فانہ لا یغفر الذنوب الا انت - پس بدرستیکہ شان این ست کہ نمی آمرزد
گناہان را ہیچ کس مگر تو - ثم ضحک - پستر خندید وے رضی اللہ عنہ - فقیل من ای شئی ضحکت - پس گفتہ شد

کہ اصول عطاو عظائم نعیم ست بلکہ شامل ست تمامۂ نعمتہا را و ہلال مشہور آن ست کہ تا سہ شب از اول ماہ است و بعد ازاں قمر گویند و در قاموس گفتہ کہ ہلال غرۂ قمر تا دو شب یا تا سہ شب یا تا ہفت و دو شب کہ از آخر ماہ بیست و شش و بیست و ہفت و در جزآں قمر گویند انتہی و ظاہر آں ست کہ معتبر در دعا اول شہر باشد و آنچہ مشہور ست از اقوال واللہ اعلم

ربی و ربک اللہ - پروردگار من و پروردگار نوائے ہلال خداست و درین تنزیہ است مر آنرا کہ خالق ست از خویش و روا ست بر و ہر یہ و در حدیث تنبیہ است بر استحباب دعا عند ظہور آیات و تقلت احوال و عبور بمشاہدۂ صانع بنظر در مصنوعات - رواہ الترمذی و قال ہذا حدیث حسن غریب و عن عمر - بن الخطاب و ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من رجل رأی مبتلی فقال - نیست ہیچ مردے کہ دید شخصی را کہ بہ بلائے گرفتار ست پس گفت - الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ - شکر مر خدائے را کہ عافیت داد مرا از انچہ مبتلا گردانیدہ است ترا بدان - و فضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا - و فضیلت داد و زیادتی بخشید مرا بر بسیارے از کسانیکہ پیدا کردہ است فضیلت دادنی - لم یصبہ ذلک البلاء - مگر آنکہ نرسد او را آں بلا - کائنا ما کان - ہر بلائے کہ باشد و لیکن گفتہ اند کہ این گفتن و خطاب کردن بدیدن کسی ست کہ مبتلا ست بہ فسق و معصیت و مجاہر ست بآں تا متاثر شود و زجر گردد و اما اگر بیمارے و ناقص الخلقی را بیند یا فاسق مستور الحال را بہ بیند خطاب بکند در دل نگوید و در دل بگوید و بس تا متاذی و منکسر نگردد - رواہ الترمذی و رواہ ابن ماجۃ عن ابن عمر و قال الترمذی ہذا حدیث غریب و عمرو بن دینار الراوی لیس بالقوی - و عن عمر - رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من دخل السوق فقال - کسی کہ در آید در بازار پس بگوید - لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت و ہو حی لا یموت بیدہ الخیر و ہو علی کل شئی قدیر کتب اللہ لہ الف الف حسنۃ بنویسد خدائے تعالیٰ مر او را ہزار ہزار نیکی - و محی عنہ الف الف سیئۃ - و بستر و پاک کند از وے ہزار ہزار بدی - و رفع لہ الف الف درجۃ - و بلند میگرداند برائے آں شخص ہزار ہزار پایہ - و بنی لہ بیتا فی الجنۃ - و برآرد برائے وے خانہ در بہشت یکی در تقریر این حدیث اطناب و بیان وافی کردہ حاصلش این ست کہ این ہمہ ثواب از جہت آن ست کہ دفع میکند از اہل بازار کہ محل زور و سوگند ہائے دروغ ست ظلمت غفلت را و چون در ظلمت اطناب غلظت و شدت ست اجر و ثواب نیز کثیر و عظیم شد بجہت وجود اشتداد و ہدایت کہ اعلی مرتبہ کمال ست - رواہ الترمذی و ابن ماجۃ و قال الترمذی ہذا حدیث غریب و فی شرح السنۃ - این عبارت آوردہ کہ - من قال فی سوق جامع یباع فیہ - کسی کہ بگوید در بازاریکہ جمع کنندہ است مردم را کہ خرید و فروخت کردہ میشود در وے - بدل من دخل السوق - بجائے این عبارت کہ در روایت اولے مذکور ست و عن معاذ - بن جبل رض قال سمع النبی - گفت معاذ کہ شنید پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یدعو بقول - مردیرا کہ دعا میکند میگوید - اللہم انی اسالک تمام النعمۃ - خداوندا

وعار رسول اللہ - وعاکرد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاحزاب علی المشرکین نقال - دعاے بد کرد آنحضرت روز غزوۂ احزاب کہ غزوۂ خندق ست بر مشرکان پس گفت - اللھم منزل الکتاب - ای خداے فرستندۂ کتاب یعنی قرآن یا جنس کتاب سماوی - سریع الحسات - بشتاب گیرندۂ حساب از بندگان بجہت علم و احاطۂ تمامۂ اعمال بندگان قلیل و کثیر - اللھم اہزم الاحزاب - خداوندا شکست دہ این گروہہاے کافران را - اللھم اہزمہم وزلزلہم - خداوندا شکست دہ ایشان را و بہ جنبان ایشان را و بلغزان پاے ثبات ایشان را متفق علیہ - وعن عبد اللہ - ابن بسر - بضم موحدہ و سکون مہملہ صحابی مشہور ست کہ او را و پدر و مادر او برادر و خواہر او را صحبت ست و آنحضرت در خانۂ ایشان آمد و طعام خورد و دعا کرد ایشان را چنانکہ درین حدیث آمدہ کہ - قال نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابی - گفت نزول کرد آنحضرت و آمد بر پدر من - فقربنا الیہ طعاما - پس نزدیک گردانیدیم و پیش آوردیم بسوے آنحضرت طعامی را و وطبۂ کہ فاکل منہا - و پیش آوردیم وطبہ را پس خورد آنحضرت از وطبہ این لفظ را بر وجوہ متعددہ روایت کردہ اند و اختلاف کردہ اند کہ اصح کدام ست قاضی عیاض در مشارق الانوار در حرف دال گفتہ کہ وطبۃ بکسر طا و ہمزہ ممدودہ بعد وی تمر است کہ خشک آنرا بر آرند و در شیر خمیر کنند و ابن درید گفتہ کہ وطبۃ عصیرۂ تمر است و اختلاف وہم درین لفظ بسیار ست و صحیح این ست و در حرف را گفتہ است کہ سمر قندی بضم را و فتح طا و احد رطب بمعنی خرماے تر روایت کردہ و وطبہ بسکون الطا بعدے بای موحدہ انتہی و نقل کردہ اند از نووے کہ روایت اکثر بواو و اسکان طا و بای موحدہ است و موجود در نسخ مشکوۃ ہمین ست و معنی وے مشک شیر واللہ اعلم - ثم اتی تمر - پستر آوردہ شد خرماے خشک نکان پار کلہ و بقی النوی بین اصبعیہ - پس بود آنحضرت کہ میخورد خرما را و می انداخت خستہ را میان دو انگشت خود یعنی السبابۃ والوسطی و جمع میکرد این دو انگشت را - وفی روایۃ - و در روایتی اینچنین آمدہ است کہ فجعل یلقی النوی علی ظہر اصبعیہ السبابۃ والوسطی - پس گردانید کہ می انداخت خستہ را بر پشت این دو انگشت خود - ثم اتی بشراب فشربہ - پستر آوردہ شد آب خوردن پس نوشید او را - فقال ابی - پس گفت پدر من آنحضرت - واخذ بلجام دابتہ - و گرفت بلگام چارپایۂ او را کہ بر وے سوار بود - ادع اللہ لنا - دعا کن خدا را براے ما - فقال - پس گفت آنحضرت اللھم بارک لہم فیما رزقتہم - خداوندا برکت دہ مر ایشان را در چیزے کہ رزق دادۂ ایشان را - واغفر لہم وارحمہم - و بیامرز ایشان را و رحمت کن ایشان را رواہ مسلم

الفصل الثانی - عن طلحۃ - بن عبید اللہ - روایت ست از طلحہ رضی اللہ عنہ کہ از عشرۂ مبشرہ است - ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا رای الہلال - قال - بود آنحضرت چون میدید ماہ نو را میگفت - اللھم اہلہ علینا بالامن والایمان - خداوندا طالع گردان ہلال را بر ما و بنما ما را با من از آفات نفس و مخافات و ہر دو بہ ثبات ایمان - والسلامۃ والاسلام و بہ سلامت قلب و احوال اسلام و استسلام احکام الٰہی یعنی مقرون گردان رویت آنرا برای ما باین اشیا

و این امری ست مشہور و مستفیض ست کہ بر ہیچ احد مخفی نیست ۔ ربنا صاحبنا ۔ پروردگار ما صاحب شو ما را بعنایت
و کلاءت و رعایت ۔ و افضل علینا ۔ و احسان کن بفزونی کرم و عنایت طلب ست مزید عنایت و ادامت نعمت و
حصول برکت را و درین اشارت ست بآنکہ بندہ با وجود افاضت نعم و توالی آن مستغنی نیست از طلب مزید
ع آنانکہ غنی ترانند محتاج ترانند ۔ عائذا باللہ من النار ۔ میگویم این را در حالتیکہ پناہ جوینده ام بخدا از آتش یا معنی
آن ست کہ میگفت آن حضرت این قول را در حالی کہ عائذ بود بر تقدیر اول قول رسول اللہ است و بر تقدیر ثانی
قول راوی فافہم ۔ رواہ مسلم ۔ و عن ابن عمر ۔ رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قفل
من غزو او حج او عمرۃ ۔ بود آنحضرت چون باز میگشت از غزا یا از حج یا از عمرہ ۔ یکبر علی کل شرف من الارض ثلث
تکبیرات ۔ تکبیر می برآورد بر ہر جاے بلند از زمین سہ تکبیر و این عادت مستمرہ وے بود صلی اللہ علیہ وسلم در جمیع
احوال کہ چون بر جاے بلندی برآمدی تکبیری برآوردی و تورپشتی گفتہ است کہ سبب استحباب ذکر ست نزد تجدد
احوال و تقلب دران و رعایت میکرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنرا در زمان و مکان چنانکہ در صباح و مساء و لفظہ
و منام ذکر میکرد اشارت بآنکہ آدمی را باید کہ در تقلب احوال از مقلب احوال غافل نباشد بعضی گفتہ اند تواند کہ
وجہ در تشریع تکبیر آن باشد کہ چون برآمدن بر جاے بلند علو و ارتفاع حسی حاصل میگردد شاید کہ در نفس وے
چیزے ازان راہ یابد پس رفع کرد آنرا بشہود کبریاے حق و عظمت وے و بتیوان گفت کہ برآمدن بہ مکان عالی مذکر
میگردد عارف را بکبریاے حق غرو علا و شہود عظمت وے بی آنکہ در نفس وے چیزے ازان حاصل گردد و این معنی
احسن و اوفق ست بحال شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و در آخر فصل ثالث باید کہ وے تسبیح میکرد نزد نزول
و در بعضی اخبار آمدہ است کہ تہلیل میکرد نزد ہبوط و آن بجہت انچہ حاصل میشد از ذلت و انکسار و تنزل پس تنزیہ
میکرد حق تعالیٰ را ازان چنانچہ ظاہر میشود از قول وے ۔ ثم یقول ۔ پس میگفت ۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک
و لہ الحمد و ہو علی کل شئی قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ۔ راست کرد خدا وعدہ
خود را در تقویت و تائید دین اسلام و نصر عبدہ ۔ و یارے دادن بندہ خود را کہ عبارت از ذات شریف خود ش ست
و ہزم الاحزاب وحدہ ۔ و شکست دادگروہہاے کفر را تنہا اگرچہ مسلمانان جہاد کردند و شکست دادند ولیکن بحقیقت
ہمہ بقدرت اوست تعالیٰ و احتمال دارد کہ مراد باحزاب گروہہاست از طوائف مشرکین و قبایل یہود کہ در غزوۂ
خندق کہ آنرا غزوہ احزاب نیز میگویند جمع شدہ و لشکرہا ساختہ و در محاربۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اتفاق نمودہ
بودند و پروردگار تعالیٰ بادہا فرستاد و لشکرہاے ملائکہ برگماشتہ و ما را از دوز نگار آنہا برادر و قول وے وحدہ
تاکید ست بقول سبحانہ و کفی اللہ المؤمنین القتال و کان اللہ قویا عزیزا متفق علیہ و عن عبد اللہ بن ابی اوفے
بفتح ہمزہ و سکون واو و بفا صحابی مشہور ست و آخر کسی ست کہ مرد در کوفہ از صحابہ رضی اللہ عنہم ۔ قال ۔ گفت

کنند گانیم توبہ کنند گانیم بندگی کنند گانیم - لربنا حامدون - برائے پروردگار خود حمد گویند گانیم و در بعضی الفاظ ابین تابین عابدین لربنا حامدین نیز آمدہ - رواہ مسلم وعن عبد اللہ - بن سرجس - بفتح سین مہملتین وسکون را وکسر جیم صحابی بصری ست - قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر تعوذ من وعثاء السفر وکآبۃ المنقلب والحور بعد الکور - وپناہ می جست از نقصان بعد از زیادت وکمی بعد از بسیاری واز فساد امور بعد صلاح آن واز وحدت بعد از جماعت وبعد الکون نبون نیز روایت کردہ اند یعنی از نابودن حالت مستحسنہ بعد از بودن واز تغیر بعد از اثبات واصل کور پیچیدن وشکستن آن - ودعوۃ المظلوم - وپناہ می جست از دعای مظلوم وپناہ جستن از دعوت مظلوم در حقیقت پناہ جستن از ظلم ست کہ ظلم نکنم بکسی تا مظلوم دعا نکند بر من - وسوء المنظر فی الاہل والمال - رواہ مسلم - وعن خولۃ - بفتح خاء معجمہ وسکون واو - بنت حکیم - صحابیہ است از صحابیات فاضلات قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من نزل منزلا فقال - گفت خولہ شنیدم آنحضرت را کہ میگفت کسی کہ فرود آمد منزلے را پس بگوید - اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق - پناہ میجویم بکلمات خدا کہ تام وکامل اند از نقصان بدان راہ نیست مراد کلمات قرآنی ست وبعضی گفتہ اند اسماء وصفات حق از شر چیزے کہ پیدا کردہ است خدا - لم یضرہ شیٔ حتی یرتحل من منزلہ ذلک - زیان نکند آن کس را چیزے از موذیات تا آنکہ کوچ کند از ان منزل - رواہ مسلم - وعن ابی ہریرۃ - رض قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - آمد مردے بسوئے آنحضرت - فقال - پس گفت آن مرد - یا رسول اللہ ما لقیت من عقرب لدغتنی البارحۃ - چہ عجب ومحنت یافتم من از الم وتشویش از گزیدم کہ گزید مرا دے شب - قال - گفت آنحضرت - اما لو قلت حین امسیت - آگاہ باش اگر میگفتی تو ہنگامیکہ شبانگاہ کردی تو این دعا را - اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق لم یضرک - زیان نمیکرد وعقرب ترا و نمیگزید - رواہ مسلم وعنہ - ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان فی سفر واسحر یقول - وہم از ابی ہریرہ است کہ آنحضرت چون می بود در سفر وسحر میکرد یعنی چون وقت سحر میشد یا سیر در وقت سحر میکرد میگفت - سمع سامع بحمد اللہ وحسن بلائہ علینا - سمع را بدو وجہ - روایت کردہ اند یکی بکسر میم وتخفیف آن از سماع بمعنی شنیدن ودوم بفتح وتشدید از تسمیع بمعنی شنوانیدن مر غیر را بر ہر تقدیر خبر ست بمعنی امر وبر تقدیر اول معنی آنست باید کہ بشنود شنونده حمد گفتن ما را خدا را بخوبی نعمت وے بر ما تا اتباع کند وگواہ شود بران وبلابہ معنی نعمت نیز آمدہ وحقیقت وے ابتلاء وامتحان خدا است مر بندہ را ودے تعالیٰ بندہ را گاہے بامتحان بمضرت میکند تا صبر کند وگاہی بمسرت تا شکر گوید وہر دو نعمت ست باعتبار حصول تعرف وترتیب اجر وکمال ایمان ومعنی بر تقدیر ثانی آنست باید کہ بشنوانند مر غیر را وبرساند بدیگران حمد گفتن ما را تا اتباع کنند در حمد گفتن در این وقت چنانکہ امر تبلیغ شاہد مر غائب را آمدہ است وبعضی بر خبر نیز حمل کردہ اند یعنی آنکہ ہر کرا سمع ست شنیدہ است حمد گفتن ما را وشنوانیدہ است

فانہا رات ملکا - پس بدرستیکہ مرغ دیدہ است فرشتہ را دوے بانگ می کند بدیدن فرشتہ پس دعا کنید بامید آمین فرشتہ بدانکہ احادیث در فضائل خروس بسیار آمدہ است ومحدثان را در اکثر آنہا سخن ست و در حدیث خروس سفید که در زیر عرش ست که چون وے آواز کند ہمہ خروسان آواز کنند نیز سخن است و این مبحث بہ تفصیل در شرح سفر السعادۃ مذکور و مسطور ست - واذا سمعتم نہیق الحمار فتعوذوا باللہ من الشیطان در وقتی که بشنوید آواز خر را پس پناہ جوئید بخدا از شیطان و بگوئید اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم فانہ رای الشیطان - پس بدرستیکہ وے دیدہ است شیطانے را از شیاطین - متفق علیہ - وعن ابن عمر - رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا استوی علی بعیرہ - بود آنحضرت چون بری آمد و قرار میگرفت بر پشت شتر خود - خارجا الی سفر - بیرون آینده بسوے سفر کبر ثلثا - تکبیری بر آورد سہ بار - ثم قال - پس بستر میگفت - سبحان الذی سخر لنا ہذا - پاکی آن خدائے را کہ فرمان بردار گردانید برائے ما این را یعنی شتر را و مانند آن از مراکب وما کنا لہ مقرنین - ونبودیم ما مر او را اطاعت آرندہ و در واقع این حیوانات مثل اسب وشتر وفیل اگر تسخیر الٰہی نباشد آدمیان کجا طاقت سواری و رام کردن آنہا دارند محض قدرت و اقتدار اوست که اینہا را م آدمیان شدہ اند فی الصراح مقرن بالکسر آنکہ او را یارے گرنباشد در ستور راندن و کشادرزی - وانا الی ربنا لمنقلبون - وبدرستیکہ ما بسوے پروردگار خود ہر آینہ باز گردندہ ایم ورجوع کنندہ ایم ووجہ اتصال این کلام بکلام سابق آنست که رکوب از برائے انقلاب وانتقال از مکانی بمکانی ست وانتقال عظمیٰ انقلاب بسوی خدا ست جل جلالہ ونیز سواری محل خطر وہلاک ست پس سوار را باید که غافل نباشد ازان ومستعد باشد از برائے لقائے خدا که مرگ ست - اللہم انا نسالک فی سفرنا ہذا البر والتقوی خداوندا ما سوال میکنیم ترا در این سفر نیکی وپرہیزگاری - ومن العمل ما ترضی - وسوال می کنیم از عمل آنچہ خشنود باشی تو - اللہم ہون علینا سفرنا - خداوندا آسان وسبک گردان بر ما این سفر ما را تا تعب وسنج نکشیم در وے - واطو عنا بعدہ - ودر نور دبرائے ما دوری این سفر را - اللہم انت الصاحب فی السفر - خداوندا تو ئی یار وہمراہ در سفر والخلیفۃ فی الاہل - ونگاہبان ومتولی امور پس از ما در اہل خانہ - اللہم انی اعوذ بک من وعثاء السفر خداوندا پناہ میجویم تو از مشقت سفر که در رویم دران بآسانی و وعث جائے نرم که پائے فرو رود در وے وبآسانی نتوان رفتن بروے که پائے بلغزد - ومن کآبۃ المنظر - واز شکستگی نفس که جائے نگریستن ست وکآبۃ بفتح کاف بروز ن رافت وبہمزہ شکستگی وبدحالی از غم واندوہ - وسوء المنقلب - بفتح لام فی المال والاہل - واز بدی بازبرگشتن در مال وکسان خانہ یعنی غم واندوہ گشتم بہ سبب آنکہ در ایشان مکارہ بنیم از فقد ونقصان یا بر گردم بحالت بدبے قضائے حاجت وحصول مقصود - واذا رجع قالہن وزاد فیہن - وچون بری گشت از سفر میگفت این کلمات مذکورہ را وزیادہ میکرد در اینہا این کلمات را که آیبون تائبون عابدون لربنا حامدون

اذا اراد ان یاتی اہلہ قال - اگر ثابت شود این کہ یکی از شما وقتی کہ خواہد بیاید زن خود را و جماع کند بگوید بسم اللہ اللھم
جنبنا الشیطان - خداوندا نگہ دار ما را از شیطان - وجنب الشیطان ما رزقتنا - و نگہ دار دور دار شیطان
را از چیزے کہ روزی کنی ما را از ولد - فانہ ان یقدر بینہما ولد فی ذلک - پس بدرستیکہ شان این ست کہ اگر تقدیر کردہ
شود میان زن و مرد او ہ شود فرزندی دران جماع - لم یضرہ شیطان ابدا - زیان نمیکند او را شیطان ہرگز -
متفق علیہ - و از اینجا مفہوم میشود کہ گر نگوید این دعا را در وقت جماع و توفیق ذکر دعا کہ نیابد نکند شیطان دران راہ
میابد و زیان میکند و کیست کہ دران وقت توفیق ذکر و دعا می یابد و از اینجاست فساد احوال اولاد و تباہکاری
ایشان - وعنہ ان رسول اللہ - و ہم از ابن عباس ست کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول عند الکرب - بود
کہ میگفت نزد اندوہ فی الصراح کرب اندوہ کہ دم باز گیرد از وے یعنی اندوہ سخت - لا الہ الا اللہ العظیم الحلیم
لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الہ الا اللہ رب السموات و رب الارض و رب العرش الکریم - عظیم و کریم صفت
عرش ست یا صفت اللہ اگر گفتہ شود کہ این ذکر ست نہ دعا جوابش آنکہ ذکر در حکم دعا ست زیرا کہ ثنائے کریم در معنے
سوال ست و نیز وارد شدہ است کہ حق تعالیٰ میگوید اگر کسی کہ باز دارد او را ذکر من از سوال من بدہم او را
زیادہ تر از انچہ میدہم سائلان را - متفق علیہ - و عن سلیمان بن صرد - بضم صاد و فتح را صحابی بود حبر فاضل عابد سن
عالی داشت و شریف قوم خود بود و امیر بود بر لشکرے کہ بکینہ کشی خون امام شہید حسن بن علی ابن ابی طالب بیامدند
و او قصہ - قال - گفت سلیمان - استب رجلان عند النبی - و دشنام یکدیگر گرفتند دو مرد نزد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
ونحن عنده جلوس - و ما صحابہ نزد آنحضرت نشستہ بودیم - و احدہما یسب صاحبہ مغضبا قد احمر وجہہ - و یکی از آن دو مرد
دشنام می داد یار خود را در حالی کہ در غضب آوردہ شدہ است کہ بتحقیق سرخ شدہ است روی وے - فقال النبی
پس گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعلم کلمۃ لو قالہا - بدرستیکہ من ہر آینہ میدانم کلمہ را کہ اگر میگفت وی آن
کلمہ را - لذہب عنہ ما یجد ہر آینہ میرفت از وے انچہ می یابد از غضب آن کلمہ این ست - اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم فقالوا للرجل - پس گفتند صحابہ مر آن مرد را - الا تسمع ما یقول النبی - ایا نمی شنوی چیزے کہ میگوید پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم قال - گفت - انی لست بمجنون - بدرستیکہ من نیستم دیوانہ و این کلمہ کسی را گویند کہ مجنون نیست
و گفتہ اند کہ این کلام کسی ست کہ آراستہ نیست بانوار شریعت و تفقہ نکردہ در دین پس توہم کرد کہ استعاذہ
مخصوص بمجنون می باشد و نہ دانست کہ غضب از تزغات شیطان است و گفتہ اند کہ احتمال دارد کہ آن مرد
منافق باشد یا از درشت خویان عرب باشد واللہ اعلم متفق علیہ - و عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمعتم صیاح الدیکۃ - وقتیکہ بشنوید بانگ خروس را و دیگ بکسر دال و فتح یاے تحتانیہ جمع دیک
بکسر و سکون تحتانیہ مثل قرد و قرود - فاسئلوا اللہ من فضلہ - پس سوال کنید خدا را از افزونی کرم وے -

کہ شب میکنی بقال یا نبی سمعت رسول اللہ - پس گفت پدر من اے پسرک شنیدم پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم یدعو بہن - و دعا میکرد باین کلمات و میخواند این دعا را - فانا احب ان استن بسنتہ - پس من دوست میدارم کہ عمل کنم و اتباع کنم بطریقہ آنحضرت اشارت کرد بانکہ در عمل از دعا و جزآن منظور اصلی باید کہ امتثال امر و اتباع سنت باشد نہ جزائے عمل و استجابت دعا - رواہ ابوداؤد - و عن عبد اللہ - بن ابی اوفی - صحابی مشہور ست قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اصبح قال - بود آنحضرت کہ چون صبح میکرد میگفت - اصبحنا و اصبح الملک للہ والحمد للہ والکبریاء والعظمۃ للہ والخلق والامر واللیل والنہار وما سکن فیہما للہ - و ہمہ مر خدا راست و ملک اوست و صفات اوست و مخلوق و آفرینش و حکم اوست - اللھم اجعل اول ہذا النہار صلاحا - خداوندا بگردان اول این روز را نیکی و صلاح ضد فساد - و اوسطہ نجاحا - و بگران میان این روز را پیروزی و برآمد حاجت - و آخرہ فلاحا - و بگردان پایان این روز را رستگاری - یا ارحم الراحمین - ای مہربان ترین مہربانان کہ مہر تو شامل تمامۂ اوقات و احوال ست - ذکرہ النووی فی کتاب الاذکار بروایت ابن السنی (بضم سین و تشدید نون) و عن عبد الرحمن - بن ابزی - (بفتح ہمزہ و سکون موحدہ و بزای) مقصورہ آنحضرت را دریافتہ و پس وے صلی اللہ علیہ وسلم نماز گزاردہ و عامل امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بود بخراسان و اکثر روایات وے از امیر المومنین عمر و ابی بن کعب ست - قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا اصبح - میگفت آنحضرت چون صبح میکرد اصبحنا علی فطرۃ الاسلام - صبح کردیم بر دین اسلام - و کلمۃ الاخلاص - و بر کلمۂ اخلاص کہ لا الہ الا اللہ ست - و علی دین نبینا محمد - و بر دین پیغمبر ما کہ محمد ست صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر آن ست کہ این لفظ آنحضرت ست و آنحضرت مبعوث بود بسوے خلق و بسوے خود - و علی ملۃ ابینا ابراہیم - و بر دین پدر ما کہ ابراہیم علیہ السلام ست - حنیفا - مائل از باطل بحق و از شرک بتوحید - و ما کان من المشرکین - و نبود ابراہیم علیہ السلام از مشرکان رواہ احمد والدارمی

باب الدعوات فی الاوقات

باب در ذکر دعاہائے کہ خواندن آن در اوقات مخصوص آمدہ است و وقت زمانی را گویند کہ برائے چیزے مخصوص گردانیدہ شدہ ست چنانکہ وقت نماز و وقت روزہ و وقت حج و ہمچنانکہ دعا در اوقات مخصوص آمدہ در احوال مخصوص نیز آمدہ چنانکہ در حال غضب و حال صف بستن در جنگ کافران و مانند آن و چون آن مستلزم اوقات ست مؤلف ہمہ را داخل اوقات ساخت و بعضی اوقات را جدا ذکر کردہ اند و احوال را جدا از بہر آنکہ معتبر دران ہمان حال ست نہ وقت فافہم

الفصل الاول - عن ابن عباس - رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان احدکم

وقال ہذا حدیث لیس اسنادہ بالقوی الحکم - بفتحتین - بن ظہیر بضم ظاء معجمہ وفتح ہاء - الراوی - کہ راوی این حدیث است - قد ترک حدیثہ بعض اہل الحدیث - بتحقیق ترک دادہ اند حدیث او را بعضی از اہل حدیث این چنین گفتہ است بخاری و ابوزرعہ ونسائی وابن ابی حاتم وگفتہ است ابن معین کہ وے چیزے نیست وابن عدی گفتہ کہ اکثر احادیث وے غیر محفوظ است ودر بعضی نسخ الحکیم بیاست ودر حاشیہ نوشتہ کہ صواب حکم ست بی یا چنانکہ در تقریب وکاشف وجز آن مذکور ست

الفصل الثالث - عن ابی مالک - روایت ست از ابی مالک اشجعی وبعضی گفتہ اند اشجعی صحابی ست کہ در نام وے اختلاف ست اشہر آن ست کہ نام وے کعب بن مالک ست - ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اصبح احدکم فلیقل اصبحنا واصبح الملک للہ رب العالمین اللہم انی اسالک خیر ہذا الیوم - خدایا من سوال میکنم ترا نیکی این روز را وبیان کرد خیر را بقول خود - فتحہ - گشایش او را کہ ابواب خیرات در روے کشادہ گردد - ونصرہ - ویارے دادن تو مرا در ین روز کہ بر نفس وشیطان وخلق مرا یارے دہی ونصرت نجشی ومخذول نگردانی - ونورہ - وروشنائی دل کہ بنور ایمان وطاعت ومعرفت نورانی باشد - وبرکتہ - وفروانی لطف وکرم وفضل تو کہ برسد مرا در ین روز - وہداہ - وراہ راست کہ در عمل واعتقاد برحق وثواب باشم واصل ہمہ برکات وشامل ہمہ خیرات این ست واین جز بتوفیق وتائید الٰہی میسر نگردد ورزقنا اللہ - واعوذ بک من شر ما فیہ - وپناہ میجویم تو از بدی چیزے کہ در ین روز ست ذکر این مبالغہ وتاکید ست از افراد این خصال مذکورہ - وشر ما بعدہ وپناہ میجویم تو از شر چیزے کہ بعد ازین روز ست ذکر این مبالغہ وتاکید ست در استعاذہ از شر کہ متوالے وشواتر نگردد ونعوذ باللہ من ذلک - ثم اذا امسی فلیقل مثل ذلک - بیتر چون شب کند پس باید کہ بگوید مانند این - رواہ ابوداود - وعن عبد الرحمن - بن ابی بکرۃ ابوبکرۃ - بفتح باء آخر تا صحابی مشہور ست کہ خود را در روز طائف از دیوار حصن بچرخ چاہ پایان افگندہ ودر خدمت آنحضرت آمدہ اسلام آورد وآنحضرت او را ابابی بکرۃ کنیت کرد وبکرۃ البئر چرخ چاہ وعبد الرحمن بن ابی بکرۃ تابعی کثیر الحدیث ست - قال - گفت - ملت لابی گفتم مر پدر خود را کہ ابی بکرہ است - یا ابت اسمک تقول کل غداۃ - اے پدر من میشنوم ترا کہ میگوئی ہر بامداد مراد بغداۃ اینجا یوم ست شامل صبح ومسا - اللہم عافنی فی بدنی - خداوندا عافیت وسلامت دہ مرا در تن من - اللہم عافنی فی سمعی - خداوندا عافیت بخش مرا در شنوائی من - اللہم عافنی فی بصری - خداوندا عافیت وسلامت دہ مرا در بینائی من تخصیص سمع وبصر از جملہ اعضا واجزاے بدن بجہت شرف آنہا ست وتقدیم طلب عافیت سمع تلویح ست باشرفیت وے از بصر چنانکہ اکثر علما بر انند واکثر ذکر این دو صفت بہمین ترتیب ست - لا الہ الا انت تکرر ثلثا حین نصبح وثلثا حین نمسی - مکرر میگردانی این کلمات را سہ کرت ہنگامیکہ صبح میکنی وسہ کرت ہنگامے

شیطان مرا مراد قرین اوست یا ہر کہ قصد اغوائے او کند و خسارا ندن سگ ست - وفک رہانی - و برہان و بیرون آر
گرد مرا مراد خلاص کردن نفس ست کہ بجزائے عمل خود در گرد می باشد چنانکہ در قرآن مجید میفرماید کل نفس بما کسبت
رہینۃ و فک خلاص کردن و بیرون آوردن از گرد و رہان بکسر را گرد - واجعلنی فی الندی الاعلی - و بگردان
مرا در مجلس اعلیٰ کہ ملائکہ کرام مقربین اند و ندی بفتح نون و کسر دال و تشدید بمعنی مجلس ست و اہل مجلس را نیز
خوانند و آنحضرت اگرچہ در مرتبہ عزت و فضیلت و کرامت اعلا و اکمل از ملائکہ است اما شوق لقائے قرب درگاہ
علو و ارتفاع مقام ملکوت او را بران میدارد کہ ہمیشہ در انجا میباشد و از مباشرت و مخالطت ناسوت کہ بحکم بشریت
در اینجاست مبرا و معلا باشد فافہم و باللہ التوفیق - رواہ ابوداود - وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اخذ مضجعہ قال الحمد للہ الذی کفانی و اوانی و اطعمنی و سقانی - شکر مر خدایرا کہ کفایت
کرد مرا و جائے پناہ داد مرا و خورانید مرا و نوشانید مرا - والذی من علی فافضل - و آن کسیکہ نعمت داد مرا پس
زیادہ و افزون داد مرا - والذی اعطانی فاجزل - و آن کسیکہ عطا کرد مرا پس بسیار کرد و قریب بفقرہ اولیٰ ست
آن باعتبار کیفیت ست و این باعتبار کمیت - الحمد للہ علی کل حال - حمد مر خدایرا ست بر ہر حال فقر و غنا و شدت و رخا و نعمت و بلا کہ در ہر دو نعمت
و لطف وے ظاہر یا خفی شامل حال بندہ است - اللہم رب کل شیء و ملیکہ و الہ کل شیء اعوذ بک من النار رواہ ابوداود
وعن بریدۃ - بضم با صحابی مشہور ست - قال شکی خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال - گلہ کرد خالد
بن الولید بسوئے آنحضرت پس گفت - یا رسول اللہ ما انام اللیل من الارق - خواب نمیتوانم کرد در شب از
بیدارے و ارق بفتح ہمزہ و را و بقاف علتی ست کہ خواب می برد - فقال نبی اللہ - پس گفت پیغمبر خدا - صلی اللہ
علیہ وسلم اذا اویت الی فراشک فقل - وقتیکہ بیائی تو بفراش خود پس بگو این کلمات را - اللہم رب السموات
السبع و ما اظلت - ای خدا پروردگار ہفت آسمان و پروردگار ہر چیزے کہ سایہ افگندہ آسمانہا بران چیز -
و رب الارضین و ما اقلت - و پروردگار زمینہا و بارہا کہ بر داشتہ اند زمینہا آنرا ارض را گاہی مفرد می آرند باعتبار
آنکہ طبقات وے ہمہ حکم یک طبقہ دارند و گاہی جمع نیز می آرند کہ متعدد اند و گاہی تاویل میکنند لفظ جمع را بآفاق و اقالیم
واللہ اعلم - و رب الشیاطین و ما اضلت - و پروردگار شیطانان و کسیکہ گمراہ میکنند شیاطین مراد جنود شیطانند تا شامل
جن و انس باشند - کن لی جارا من شر خلقک - باش مرا ہمسایہ و پناہ از شر خلق خود - کلہم جمیعا - ہمہ - ان یفرط
علی احد منہم - ازین کہ پیش دستی کند و بگذرد و بشتابد بر من یکی از ایشان او ان یبغی - یا این کہ ستم کند بر من و از
حد در گذرد و یبغی بفتح غین معجمہ - عز جارک - غالب و قوی ست ہمسایہ تو و زنہار دادہ تو کہ در پناہ عزت و قدرت
تو آمدہ و جائے گرفتہ است - و جل ثناءک - و بزرگ ست ستایش تو کہ ہیچکس جز تو نتواند کہ بجا آرد - و لا الہ غیرک -
لا الہ الا انت تاکید او تقریر توحید ست و ازینجا معلوم میشود کہ ارق از تصرفات شیطان و جن ست - رواہ الترمذی

ہم از تست و بقدرت و ارادت تست - فلک الحمد و لک الشکر - پس مر تراست ستایش و مر تراست سپاس و خصوص ست
تبو و غیر تو دران شریک نباشد پس کسیکہ در وقت صبح این دعا بخواند - فقد ادی شکر یومہ پس تحقیق ادا کرد
شکر روز خود را - و من قال مثل ذلک حین یمسی فقد ادی شکر لیلتہ - و کسیکہ بگوید مانند این ہنگامیکہ شب کند
پس تحقیق ادا کرد شکر شب خود را در اخبار وارد شدہ است کہ داؤد علیہ السلام گفت پروردگارا نہایتہای
تو نزد من بسیار شدہ شکر آن چگونہ گویم فرمان آمد یا داؤد چون دانستی کہ آنچہ نزدیک تست از نعمت ہمہ از تست
بہ تحقیق شکر گفتی تو را - رواہ ابو داؤد و عن ابی ہریرۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول اذا آوی
الی فراشہ روایت میکند ابو ہریرہ از آنحضرت کہ میگفت کہ چون می آمد بسوے فراش خود - اللھم رب السموات
و رب الارض - ای خدا پروردگار آسمانہا و پروردگار زمین اشارت ست باصول اسباب کلیہ بقاے عالم -
و رب کل شئی و پروردگار ہر چیز تعمیم بربوبیت ست نسبت بہر چیز از انکہ درمیان آسمان و زمین ست از عناصر و
موالید و افراد و جزئیات آن - فالق الحب و النوے - شگافندہ دانہ و ہستہ اشارت ست بارزاق جسمانیہ کہ آن
بقاے اجسام ست و حب در اطعام استعمال یابد و نوے در تمر و مانند آن - منزل التورٰیۃ و الانجیل و القرآن
فرو فرستندۂ این سہ کتاب بزرگ جلیل الشان اشارت ست بارزاق روحانیہ متعلق بتدبیر احوال آخرت و ذکر
زبور نکرد از جہت عدم اشتمال آن بر احکام و شرائع چہ اکثر آنچہ در وے مذکور ست اذکار و دعوات و مناجات
و تحقیقت وے جزوے تورات ست کذا قالوا - اعوذ بک من شر کل ذی شر انت آخذ بناصیتہ - پناہ میجویم
تو از بدی ہر خداوند بدی کہ تو گیرندۂ موے پیشانی اوراو مسخر داری اورا بقدرت خود - انت الاول فلیس
قبلک شئی تو ئی اول پس نیست پیش از تو چیزے - و انت الآخر فلیس بعدک شئی - و تو ئی آخر پس نیست پس
از تو چیزے - و انت الظاہر فلیس فوقک شئی - و تو ئی ظاہر و پیدا پس نیست بالاے تو چیزے - و انت الباطن
فلیس دونک شئی - و تو ئی باطن و پنہان پس نیست زیر تو چیزے ہر چہ بالاست ظاہر بیاشد و ہر چہ پایان ست
باطن پس نفی فوقانیت مناسب ظہور باشد و نفی دونیت مناسب بطون و دون اینجا بمعنی ضد فوق ست
اقض عنی الدین - بگذار از من وام را یعنی بری گردان مرا ازان و توفیق دہ کہ قضا کنم آنرا باعطاے اسباب
و قضا دام گذاردن و رسانیدن در و اکردن حاجت - و اغنی من الفقر - و غنا دہ مرا از فقر و من بمعنی بعد ست
رواہ ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجۃ و رواہ مسلم مع اختلاف یسیر - و روایت کرد آنرا مسلم باندک اختلافے در
الفاظ و عن ابی الازہر الانماری - بفتح ہمزہ و سکون نون صحابی ست کہ ساکن شام بود - ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اخذ مضجعہ من اللیل - بود آنحضرت چون بخوابگاہ میرفت در شب - قال - میگفت
بسم اللہ وضعت جنبی - بنام خدا نہادم پہلوے خود را - اللھم اغفر لی ذنبی و اخسأ شیطانی - و بران دور کن

و محمد گوید و اصد بار سی و سہ بار تسبیح سی و سہ بار حمد و سی و چہار بار تکبیر چنانکہ گذشت - فتلک مائۃ فی اللسان و الف فی المیزان
پس آن صد است در زبان و ہزار است در میزان و مجموع این دو خصلت دو ہزار و پانصد شد - فایکم یعمل فی الیوم
و اللیلۃ الفین و خمسمائۃ سیئۃ پس کدام یکی از شما میکند در روز و شب دو ہزار و پانصد بدی تا کفر گردد بدان پس
لابد باقی نماند بعد از تکفیر رفع درجات شود - قالوا و کیف لا نحصیہا - گفتند چگونہ احصا نکنیم این کلمات را یا این
مذکورات را یعنی ہر گاہ کہ احصاے این کلمات را اینچنین ثواب ست چرا نکنیم آنرا و در بعضی نسخ لا نحصیہا ست
بضمیر تثنیہ راجع بخلتین - قال - گفت آنحضرت - یاتی احدکم الشیطان و ہو فی الصلوٰۃ - می آید یکی از شما را شیطان
در حال آنکہ آن یکی در نماز خود ست - فیقول اذکر کذا اذکر کذا - پس میگوید شیطان یاد کن چنین را یاد کن چنین را
کنایت ست از خطرات و وساوس کہ شیطان در دل مصلی می اندازد حتی ینفتل فلعلہ ان لا یفعل - تا آنکہ باز
می گردد یکی از شما از نماز بہان خواطر پس شاید کہ نکند و نگوید آن اذکار و کلمات را یعنی چون در نماز حضور از دست
رفت و بخواطر گرفتار شد شاید کہ یاد نیاید و گفتن میسر نگردد این بیان عدم احصا و اتیان خصلت اولی باشد
کہ ذکر این کلمات ست بعد از نماز و اما بیان عدم احصاے خصلت ثانیہ کہ ذکر ست در وقت بخواب رفتن این ست
کہ فرمود - و یاتیہ فی مضجعہ - و می آید یکی از شما را شیطان در خوابگاہ وے - فلا یزال نیومہ - پس ہمیشہ است
شیطان کہ می خواباند او را - حتی ینام - تا آنکہ خواب میکند پس فرصت ذکر نمی یابد - رواہ الترمذی و ابو داؤد
و النسائی و فی روایۃ ابی داؤد - و در روایت ابی داؤد اختلافے در بعضی الفاظ ست یکی آنکہ در روایت
وے اینچنین آمدہ است - خصلتان او خلتان - شک در لفظ کہ خصلتان گفتہ یا خلتان دیگر اختلاف این ست
کہ گفتہ - لا یحافظ علیہما عبد مسلم - بجاے لا یحصیہما رجل مسلم - رکذا فی روایۃ بعد قولہ - و ہکذا ہست در روایت ابی داؤد
بعد از قول وے کہ گفتہ - و الف و خمسمائۃ فی المیزان - اینچنین واقع شدہ است کہ - قال و یکبر اربعا و ثلثین اذا
اخذ مضجعہ و یحمد ثلثا و ثلثین و یسبح ثلثا و ثلثین - تقدیم یکبر اربعا و ثلثین بر قول وے اذا اخذ مضجعہ و بر ذکر حمد
و تسبیح و بیان عدد ہر یک و در روایت دیگر آن اذا اخذ مضجعہ مقدم ست و ایضا ذکر تسبیح و حمد مقدم ست بر ذکر
تکبیر و بیان عدد نیست فافہم - و فی اکثر نسخ المصابیح عن عبد اللہ بن عمر - این بیان فائدہ دیگر ست کہ مولف در روایت
این حدیث را از عبد اللہ بن عمرو بن العاص و در اکثر نسخ مصابیح از عبد اللہ بن عمر بن الخطاب کردہ و عن عبد اللہ
بن غنام - بفتح غین معجمہ و تشدید نون صحابی ست انصارے معدود ست در اہل حجاز - قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من قال حین یصبح - کسیکہ بگوید ہنگامیکہ صبح کند - اللہم ما اصبح بی من نعمۃ او باحد من خلقک
فمنک وحدک - خدایا آنچہ صبح کردہ است بہ من از نعمت یا صبح کردہ است بہ یکی از خلق تو از نعمت پس از تست
تنہا - لا شریک لک - نیست انباز مر ترا در دادن آن نعمت اگرچہ بسبب و واسطہ باشد اما آن سبب و واسطہ

ولا تخلف وعدک بضم تا و کسر لام بہ نقط خطاب یعنی خلاف نمیکنی وعدۂ خود را۔ ولا ینفع ذا الجد منک الجد۔ وسود نمیکند خداوندہ بخت را از خدائے تو بخت و جد بمعنی پدر۔ پدر نیز اراده نموده اند یعنی سود نمیکند نسب و جد بکسر جیم بمعنی کوشش نیز گفته اند و در باب رکوع ذکر آن گذشته است وجه اول اصح و اشهر و اظهر است۔ سبحانک و بحمدک۔ تنزیه میکنم ترا نیز بهی که لائق ذات تو هست و متلبس بحمد تو تسبیح میکنم۔ رواه ابو داؤد۔ وعن ابی سعید رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من قال حین یاوی الی فراشه۔ کسیکه بگوید هنگامیکه پناه آرد و قصد باشش کند بسوے جامۂ خواب خود این کلمه را۔ استغفر اللہ الذی لا الٰه هو الحی القیوم و اتوب الیه ثلث مرات سه مرتبه غفر اللہ له ذنوبه۔ می آمرزد خدائے تعالیٰ مر او را گناهان او را۔ و ان کانت مثل زبد البحر او عدد رمل عالج۔ و اگرچه باشند گناهان وے مانند کف دریا و ریگ بیابانے یا باشند گناهان وے بشمار ریگ عالج بفتح لام و کسر آن نام وادی ست در زمین مغرب که ریگ وے بسیار ست و بعضی عالج را بمعنی ریگ بسیار بر هم افتاده گفته اند بر این معنی عالج اضافت رمل ست۔ او عدد ورق الشجر۔ یا باشند بشمار برگ درختان۔ او عدد ایام الدنیا۔ یا باشند بشمار روزهائے دنیا و در چهار چیز تردید واقع شده تا مبالغه در کدام یکی ازینها بیشتر ست۔ رواه الترمذی و قال هذا حدیث غریب

وعن شداد۔ بن اوس۔ صحابی ست برادر زاده حسان بن ثابت۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما من مسلم یاخذ مضجعه تفرارة سورة من کتاب اللہ۔ نیست هیچ مسلمانی که بگیرد خوانجواه خود را انجواند ن سورۂ از کتاب خدا۔ الا وکل اللہ به ملکا۔ مگر آنکه وکیل میگرداند خدائے تعالیٰ بروے فرشته را توکیل گذاشتن کار کسی۔ فلا یقربه شیئ یوذیه۔ پس نزدیک نمیشود او را چیزے که ایذا کند او را۔ حتی یهب متی هب۔ تا آنکه بیدار شود هر گاه که بیدار شود رواه الترمذی۔ وعن عبد اللہ۔ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خلتان لا یحصیهما رجل مسلم الا دخل الجنة۔ دو خصلت اند که محافظت نکند و بجاے نیارد آنها را مردے مسلمان مگر آنکه در آید بهشت را۔ الا وهما یسیر۔ و انا واگاه باشید که آن دو خصلت اندک و آسانند و من یعمل بهما قلیل و کسی که عمل کند بآن دو خصلت اندک ست یکی خصلت این ست که۔ یسبح اللہ فی دبر کل صلوة عشرا۔ تسبیح کند خدائے تعالیٰ را یعنی سبحان اللہ گوید در پس هر نماز ده بار۔ و یحمده عشرا۔ و حمد گوید او را یعنی والحمد للہ گوید ده بار۔ و یکبره عشرا۔ و تکبیر گوید او را یعنی واللہ اکبر گوید ده بار۔ قال۔ گفت عبد اللہ بن عمرو۔ فانا رأیت رسول اللہ۔ پس من دیدم پیغمبر خدا را صلی اللہ علیه وسلم یعقد ها بیده۔ بشمرد این کلمات را و عقدی کرد انها را بدست خود۔ قال۔ گفت آنحضرت۔ فتلک خمسون و مائة باللسان۔ پس آن صد و پنجاه است در شب و روز بر زبان۔ و الف و خمسمائة فی المیزان۔ و هزار و پانصد ست در ترازوے اعمال بحساب یکی بده و خصلت دوم این ست و اذا اخذ مضجعه یسبح و یکبره و یحمده مائة۔ و قتیکه بگیرد و بیاید خوابگاه خود را تسبیح کند خدا را و تکبیر گوید

وبر آنکہ محمد بندۂ تو و فرستادۂ تو ہست۔ الا غفر اللہ لہ ما اصابہ فی یومہ ذلک من ذنب۔ نگوید کسی این کلمات را در وقت صبح مگر آنکہ بیامرزد خدائے تعالیٰ مر او را چیزے کہ رسیدہ ہست او را در ان روز از گناہ۔ و ان قالہا حین یمسی غفر اللہ لہ ما اصابہ فی تلک اللیلۃ من ذنب۔ و اگر گوید این کلمات را ہنگامیکہ شب کند می آمرزد خدائے تعالیٰ مر او را چیزے کہ رسیدہ او را در ان شب از گناہ و در شب اللھم امسینا بگوید رواہ الترمذی و ابو داؤد و قال الترمذی ہذا حدیث غریب **وعن ثوبان** رض روایت ست از ثوبان۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد مسلم یقول اذا امسی و اذا اصبح ثلثا۔ نیست ہیچ بندۂ مسلمان کہ بگوید چون شام کند و چون صبح کند سہ بار این کلمات را۔ رضیت باللہ ربا۔ راضی شدم بخدا آنکہ پروردگار ست۔ و بالاسلام دینا۔ و راضی شدم باسلام آنکہ دین ست و بمحمد نبیا۔ و راضی شدم بمحمد آنکہ پیغمبر ست شرح این کلمات در اول کتاب و در فصل اول از کتاب الایمان گذشتہ ہست فتذکر۔ الا کان حقا علی اللہ ان یرضیہ یوم القیمۃ۔ مگر آنکہ باشد حق واجب بر خدا بہ فضل و کرم وے اینکہ راضی گرداند او را روز قیامت یعنی بدہد او را ثواب چندانکہ راضی گردد۔ رواہ احمد و الترمذی **وعن حذیفۃ** رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اراد ان ینام وضع یدہ تحت راسہ۔ بود آنحضرت وقتیکہ میخواست کہ خواب کند می نہاد دست مبارک خود را زیر سر خود سابقا در فصل اول ہم از حدیث حذیفہ گذشت و در حدیث حفصہ بیاید کہ دست مبارک می نہاد زیر رخسارہ پس احتمال دارد کہ بجہت قرب سر و رخسارہ بہ یکدیگر باشد یا گاہے زیر رخسارہ می نہاد و گاہی زیر سر و ہر تقدیر حکمت در ان تہیئ برای تیقظ ست چنانکہ حکمت در نوم بر شق ایمن نیز ہمین ست چنانکہ گذشت۔ ثم قال اللھم قنی عذابک۔ خدایا نگاہدار مرا از عذاب خود۔ یوم تجمع عبادک۔ در روزے کہ فراہم می آری بندگان خود را یعنی روز محشر۔ او تبعث عبادک۔ شک راوی ست یعنی بجائے تجمع تبعث گفت یعنی می برانگیزے بندگان خود را۔ رواہ الترمذی و رواہ احمد عن البراء **وعن حفصۃ** رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اراد ان یرقد وضع یدہ الیمنی تحت خدہ ثم یقول اللھم قنی عذابک یوم تبعث عبادک مضمون این حدیث مضمون حدیث سابق ست باذکر خد و زیادت۔ ثلث مرات یعنی سہ بار۔ رواہ ابو داؤد **وعن علی** رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول عند مضجعہ اللھم انی اعوذ بوجہک الکریم و کلماتک التامات۔ خداوندا بدرستیکہ من پناہ میجویم بذات بزرگ تو و بکلمہ ہائے تو کہ تام و کامل اند و مراد اسماء و صفات او ست یا کلمات قرآنی۔ من شر ما انت اخذ بناصیتہ۔ از بدی چیزے کہ تو گیرندۂ موئے پیشانی آنرا یعنی ہر جنبندہ بر زمین بحکم قول وے سبحانہ و ما من دابۃ الا ہو آخذ بناصیتہا۔ اللھم انت تکشف المغرم و المآثم۔ خدایا تو میکشائی و دور میکنی وام و گرفتاری آنرا و بزہ آن را یعنی چیزے کہ از ان بزہ لازم آید۔ اللھم لا یہزم جندک۔ خدایا شکستہ نمیشود لشکر تو۔ و لا یخلف وعدک۔ و خلاف کردہ نمیشود وعدۂ تو و در بعضی نسخ

عنک کذا وکذ - بدرستیکہ ابو عیاش حدیث میکند از تو چنین وچنین کنایت از مضمون این حدیث ست کہ مذکور شد
فقال صدق ابو عیاش - گفت آنحضرت راست گفت ابو عیاش - رواہ ابو داؤد وابن ماجہ وعن الحارث
بن مسلم التمیمی - روایت ست از حارث بن مسلم کہ تابعی ست - عن ابیہ - از پدر خود - عن رسول اللہ - از پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم انہ امرہ الیہ - کہ آنحضرت پوشیدہ وپنہان گفت بوے سخن سر را از اسرار یکبسر نمرہ راز گفتن -
فقال - پس گفت آنحضرت - اذا انصرفت من صلوۃ المغرب قبل ان تکلم احدا - وقتیکہ برگردی از نماز مغرب
وسلام دہی بگو پیش از انکہ سخن گوئی کسی را - اللھم اجرنی من النار - خدایا پناہ دہ مرا از آتش سبع مرات - بگو
ہفت بار - فانک اذا قلت ذلک - پس بدرستیکہ تو وقتی کہ بگوئی آنرا - ثم مت فی لیلتک - پستر بمیری تو در ہمین شب
کتب لک جوازا منہا - نوشتہ شود مر ترا روان گذشتن از آتش - واذا صلیت الصبح فقل کذلک - وچون بگذاری
نماز صبح را پس بگو ہم چنین این کلمہ را ہفت بار - فانک اذا مت فی یومک - پس بدرستیکہ تو چون بمیری در ان
روز - کتب لک جوازا منہا رواہ ابو داؤد - وعن ابی عمر قال لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدع ہؤلاء الکلمات
حین یمسی وحین یصبح - نبود آنحضرت کہ ترک میداد ومینگفت این کلمات را بنگامیکہ شب میکرد وبنگامیکہ صبح میکرد
اللھم انی اسالک العافیۃ فی الدنیا والآخرۃ - خدایا من سوال میکنم ومی خواہم از تو سلامت از جمیع آفات در دنیا واخرت
اللھم انی اسالک العفو والعافیۃ - خدایا سوال میکنم عفو وعافیت وسلامت را - فی دینی ودنیای - در دین من
ودنیاے من واہلی ومالی - ودر کسان من ومال من - اللھم استر عوراتی - خدایا بپوش عیبہاے من فی الصراخ
عورت اندام شرم مردم وہر چہ از دیدن ونمودن آن شرم آید عورات جماعت - وآمن روعاتی - وایمن کردان
ترسہاے مرا - اللھم احفظنی من بین یدی ومن خلفی - خدایا نگاہ دار مرا از پیش من واز پس من وعن یمینی و
عن شمالی - واز جانب راستاے من واز جانب چپای - ومن فوقی ونگاہدار مرا از بالاے من کہ عذابے
وآفتی از آسمان نازل شود - واعوذ بعظمتک من ان اغتال من تحتی - وپناہ میجویم بہ بزرگی تو از انکہ بناگاہ
ہلاک کردہ شوم من از زیر من از انجا کہ شعور ندارم ومعنی اغتیال این ست - یعنی الخسف - می خواہد از اغتیال
خسف را یعنی بزمین فرو بردن - رواہ ابو داؤد - وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من قال حین یصبح - کسیکہ بگوید بنگامیکہ صبح کند - اللھم اصبحنا نشہدک ونشہد حملۃ عرشک خدایا صبح کردیم ما در حالے
کہ گواہ میگیریم ترا وگواہ میگیریم ہمہ دارندگان عرش ترا وایشان ہشت فرشتہ اند کہ میان گوش ودوش ایشان
دو ہزار سالہ راہ ست ودر روایتے ہفت ہزار سالہ راہ ست - وملائکتک - وگواہ میگیریم ہمہ فرشتگان ترا -
وجمیع خلقک - وگواہ میگیریم ہمہ خلق ترا - انک انت اللہ - بر آنکہ تو ئی خدا - لا الہ الا انت - نیست خدا جز تو - وحدک
تنہا لا شریک - لک - نیست انباز مر ترا در خداے ودر آفرینش ودر معبودیت - وان محمدا عبدک ورسولک

اصبحنا واصبح الملک للہ۔ رواہ ابو داؤد والترمذی وفی روایۃ لم یذکر من سوء الکفر وعن بعض بنات النبی روایت ست
از بعضی دختران پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی۔ کہ بدرستی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کان یعلمہا بود کہ تعلیم میکرد
پیغمبر خدا اورا۔ فیقول۔ پس میگفت آنحضرت۔ قولی حین تصبحین۔ بگو ہنگامیکہ صبح کنی۔ سبحان اللہ وبحمدہ ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ۔ ودر روایتی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ما شاء اللہ کان وما لم یشأ لم یکن اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر
وان اللہ قد احاط بکل شیء علما فانہ من قالہا حین یصبح۔ پس بدرستی کسیکہ بگوید این کلمات را ہنگامیکہ صبح میکند۔
حفظ حتی یمسی۔ نگاہداشتہ شود از آفات انفسی وآفاقی تا آنکہ شب کند۔ ومن قالہا حین یمسی حفظ حتی یصبح۔ وکسیکہ
بگوید آنرا ہنگامیکہ شب کند نگاہداشتہ شود تا آنکہ صبح کند۔ رواہ ابو داؤد وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال حین یصبح کسیکہ میگوید ہنگامیکہ صبح کند این آیت را کہ۔ فسبحان اللہ
حین تمسون وحین تصبحون پس بپاکی یاد کنید خدا را وہنگامیکہ شام میکنید وہنگامیکہ صبح میکنید ولہ الحمد فی السموات والارض۔ ومر خدا راست
حمد در آسمانہا وزمین۔ وعشیا وحین تظہرون۔ ودر وقت شبانگاہ از وقت مغرب تا عشا ودر ہنگام پیش از
زوال۔ الی قولہ۔ تا قول وے تعالیٰ۔ وکذلک تخرجون۔ درین آیت اشارت بصلوٰۃ خمس واقع شدہ چنانکہ
در مجلس بیان کردہ شدہ است وکسیکہ بخواند این آیت را در وقت صبح۔ ادرک ما فاتہ فی یومہ ذلک۔ دریابد
چیزے را کہ در گذشتہ است اورا از اورا دوران روز۔ ومن قالہن حین یمسی ادرک ما فاتہ فی لیلتہ۔ وکسیکہ بگوید
این را ہنگام کہ شام کند دریابد چیزے را کہ فوت شدہ است دران شب۔ رواہ ابو داؤد وعن ابن عیاش
بہ تشدید تحتانیہ وشین معجمہ صحابی ست نام وے زید بن صامت انصاری وابو عیاش تابعی نیز ہست ووی زید بن
عیاش مخزومی ست روایت میکند ابو عیاش صحابی۔ ان رسول اللہ بدرستی کہ پیغمبر خدا۔ صلی اللہ علیہ وسلم
قال۔ گفت۔ من قال اذا اصبح۔ کسی کہ بگوید چون صبح کند۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد
وہو علی کل شیء قدیر کان لہ عدل رقبۃ من ولد اسمعیل۔ باشد مر اورا ثواب برابر ثواب آزاد کردن بندہ وبردہ
از اولاد اسمعیل علیہ السلام بیان این در فصل ثانی از حدیث ثانی از باب تسبیح وتحمید در حدیث عمرو بن شعیب
گذشتہ است۔ وکتب لہ عشر حسنات۔ ونوشتہ میشود برائے وی دہ نیکی۔ وحط عنہ عشر سیئات۔ وفرو افگندہ شود از وے
دہ بدی۔ ورفع لہ عشر درجات۔ وبلند گردانیدہ شود برائے وے دہ پایہ۔ وکان فی حرز من الشیطان۔ وباشد
در پناہ وجائے استوار از شیطان۔ حتی یمسی۔ تا آنکہ شب کند۔ ومن قالہا اذا امسی کان لہ مثل ذلک حتی یصبح
وکسیکہ بگوید این کلمہ را چون شب کند باشد مر اورا مانند آنکہ مذکور شد از ثواب تا آنکہ صبح کند راوے از ابی
عیاش میگوید کہ۔ فرأی رجل رسول اللہ۔ پس دید مردے پیغمبر خدا را۔ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یری النائم
ورا نچہ می بیند خواب کنندہ یعنی در خواب دید۔ فقال۔ پس گفت آن مرد۔ یا رسول اللہ ان ابا عیاش یحدث

بفتح ہمزہ وتخفیف موحدہ۔ بن عثمان۔ از تابعین ست۔ ودر حرب جمل با عائشہ بود نخست کسی کہ گریختہ وی بود واحوال وابرص واصم بود ودر آخر لفالج درماندہ شد روایت دارد از پدر خود وغیر وے از صحابہ رض۔ قال سمعت ابی یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ گفت شنیدم پدر خود را کہ میگفت گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔ ما من عبد یقول فی صباح کل یوم ومسا کل لیلۃ۔ نیست ہیچ بندہ کہ بگوید در صباح ہر روز ومساء ہر شب۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء۔ صبح کردم وشام کردم بنام خدائے کہ زیان نمیکند بنام وے ہیچ چیز در آسمان وزمین۔ وہو السمیع العلیم۔ واوست شنوائے وانا ثلث مرات۔ بگوید سہ بار فیضرہ شئی۔ پس زیان کند اورا چیزے وبرسد اورا آفتے۔ فکان ابان قد اصابہ طرف فالج۔ پس بود ابان بہ تحقیق رسیدہ بود اورا بعضے از فالج بفتح لام نام مرضی مشہور ست کہ بر جائے ماندگی آرد وآن سست شدن یکی از دو شق بدن ست بہ سبب ریختن خلط بلغمی کہ سد مسالک روح میکند۔ فجعل الرجل ینظر الیہ۔ پس در ایستاد مردے کہ روایت حدیث میکند از وے کہ می نگرد بسوئے ابان یعنی شمار روایت میکرد ید کہ ہر کہ این دعا ہر روز نخواند ہیچ آفتی بوے نرسد وشما میخوانید آنرا اکنون چون بشما آفت فالج رسید۔ فقال لہ ابان ما تنظر الی۔ پس گفت مر آن مرد را ابان چہ نگاہ میکنی بسوئے من۔ اما ان الحدیث کما حدثتک۔ آگاہ باش بدرستی کہ حدیث ہمچنان ست کہ حدیث کردم من ترا یعنی صحیح ست ولکنی لم اقلہ یومئذ۔ ولیکن من نگفتم ونخواندم آنرا امروز روز توفیق نداد خدائے تعالیٰ مرا بدان۔ یمضی اللہ علی قدرہ تا بگذراند ونافذ گرداند خدائے تعالیٰ بر من تقدیر خود را۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ وابو داؤد وفی روایۃ۔ ودر روایت ابی داؤد اینچنین آمدہ است کہ ہر کہ بگوید این را ہر مساء سہ بار۔ لم تصبہ فجاءۃ بلاء حتی یصبح۔ نرسد اورا ناگہانی بلا تا آنکہ صبح کند وفجاءۃ بفتح فا وسکون جیم وفتح ہمزہ وبضم فا وفتح جیم وبعد ہر دو جائز ست۔ ومن قالہا حین یصبح لم تصبہ فجاءۃ بلاء حتی یمسی۔ وکسیکہ بگوید آنرا در وقتیکہ صبح میکند نرسد اورا بلائے ناگہان تا وقتیکہ شام کند وعن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول اذا امسی۔ روایت ست از عبد اللہ بن مسعود کہ بدرستیکہ آنحضرت بود کہ میگفت چون شب میکرد۔ امسینا وامسی الملک للہ۔ شبانگاہ کردیم وشبانگاہ کرد تمام ملک خدا را اے خدا۔ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر رب اسالک خیر ما فی ہذہ اللیلۃ۔ اے پروردگار من سوال میکنم ترا نیکی آنچہ در ین شب واقع شود۔ وخیر ما بعدہا۔ ونیکی آنچہ واقع شود بعد ازین شب۔ واعوذ بک من شر ما فی ہذہ اللیلۃ وشر ما بعدہا رب اعوذ بک من الکسل ومن سوء الکبر او الکفر۔ بجائے الکبر بمعنی عدم ایمان یا بمعنی کفران نعمت وفی روایۃ ودر یک روایت۔ من سوء الکبر والکبر بکسر کاف وفتح او بکسر کاف وسکون باو در روایت اولے نیز ہر دو وجہ روایت ست۔ رب اعوذ بک من عذاب فی النار وعذاب فی القبر واذا اصبح قال ذلک ایضا۔ وچون صبح میکرد میگفت آنرا ومیگفت

وخادم واحد خدم ست واقع میشود بر ذکر و انثی فی الصراح خادم چاکر و ظاہر آن ست کہ سوال فاطمہ از جاریہ بود۔

متفق علیہ۔ **وعن ابی ہریرۃ** ۔ رضی اللہ عنہ قال جاءت فاطمۃ رضی اللہ عنہا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسالہ خادما گفت ابو ہریرہ آمد فاطمہ نزد آنحضرت در حالی کہ سوال میکند وی طلبد خادم را فقال الا ادلک علی ما ہو خیر من خادم پس گفت آیا راہ ننمایم ترا بر چیزے کہ آن چیز بہتر ست از خادم تسبحین اللہ ثلثا وثلثین وتحمدین اللہ ثلثا وثلثین وتکبرین اللہ اربعا وثلثین عند کل صلوۃ وعند منامک۔ نزد ہر نماز ونزد خواب خود درین حدیث بعد از نماز و نزد خواب رفتن ہر دو واقع شدہ و در حدیث سابق نزد خواب ست فقط وخواندن آن بعد از ہر نماز مقرر و مشہور ست واز امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نقل کردہ اند کہ فرمود ہرگز این ورد از من فوت نہ شد حتی در شب صفین نیز رواہ مسلم

الفصل الثانی ۔ **عن ابی ہریرۃ** ۔ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اصبح قال بود آنحضرت چون صبح میکرد میگفت۔ اللہم بک اصبحنا وبک امسینا وبک نحیی وبک نموت۔ خداوندا تو یعنی بقدرت تو وبحفظ تو وبنام تو صبح کردیم وتو شام کردیم وتو میزیم وتو میمیریم۔ والیک المصیر۔ وبسوے تست بازگشت۔ واذا امسی قال۔ وچون شبانگاہ میکرد میگفت۔ اللہم بک امسینا وبک اصبحنا وبک نحیی وبک نموت والیک النشور۔ و درین حدیث در صبح ومساہر دو ذکر اصبحنا وامسینا است لیکن در صبح تقدیم اصبحنا ست بر امسینا و در مسا تقدیم امسینا بر اصبحنا و در صبح الیک المصیر و در مسا الیک النشور۔ ومشہور روایت اصبحنا فقط والیک النشور در صبح و در مسا امسینا والیک المصیر وہمہ صحیح ست فافہم وبک نحیی وبک نموت در صبح مذکور شدہ نہ در مسا۔ رواہ الترمذی وابو داؤد وابن ماجۃ۔ **وعنہ قال قال ابوبکر** قلت۔ وہم از ابی ہریرہ است کہ گفت گفت امیر المومنین ابو بکر رضی اللہ عنہ گفتم۔ یا رسول اللہ مرنی بشیء اقولہ اذا اصبحت واذا امسیت۔ امر کن مرا بچیزے یعنی بورد ی کہ بگویم ونجوانم آنرا چون صبح کنم وچون شام کنم۔ قال قل۔ گفت آنحضرت بگو۔ اللہم عالم الغیب والشہادۃ اے خداے دانائے پدید وحاضر وغائب۔ فاطر السموات والارض۔ ای افرینندۂ آسمانہا وزمینہا۔ رب کل شیء ومالکہ۔ اے پروردگار ہر چیز ومالک وبادشاہ وے اشہد ان لا الہ الا انت۔ گواہی میدہم کہ نیست معبود بحق مگر تو اعوذ بک من شر نفسی۔ پناہ میجویم از بدی نفس خود۔ ومن شر الشیطان وشرکہ۔ وپناہ میجویم از شر شیطان و اشراک وے کہ میخواند وباعث میشود مردم را بران وشرک بفتح شین وراء نیز روایت ست یعنی دام صیاد ومراد انچہ در فتنہ وابتلای انداز دو گرفتار میکند شیطان آدمیان را بسبب آن مثل نساء واموال واولاد کہ از یاد خدا واز فرمودۂ وے باز میدارند۔ قلہ اذا اصبحت واذا امسیت بگو این را چون صبح کنی وشام کنی۔ واذا اخذت مضجعک۔ وچون بگیرے خوابگاہ خود را وبخواب روے۔ رواہ الترمذی وابو داؤد والدارمی **وعن ابان**

این کلمات گفته است - مات علی الفطرة - بمیرد بر دین اسلام - وفی روایة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رجل گفت
گفت آن حضرت مر مردی را - یا فلان اذا اویت الی فراشک فتوضأ وضوءک للصلوة - ای فلان وقتی که خواهی که پناه آری و باشش کنی
بسوی فراش خود پس وضو کن همچو وضوئی که برای نماز میکنی - ثم اضطجع علی شقک الایمن - پستر پهلو بنه بر جانب راستای خود - ثم
قل - پستر بگو - اللهم اسلمت نفسی الیک الی قوله - تا قول وی - ارسلت یعنی تمام آن ذکر که گذشت - وقال - وگفت آنحضرت - فان مت
من لیلتک مت علی الفطرة - پس اگر بمیری در همین شب بمیری بر دین اسلام - وان اصبحت اصبت خیرا - و اگر صبح کنی می یابی
تو خیر کثیر و در روایتی ان اصبحت اصبحت خیرا - متفق علیه وعن انس رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا
اوی الی فراشه قال - بود آنحضرت چون می آمد بفراش خود میگفت - الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وکفانا - حمد مر خدای را که خورانید
ما را و نوشانید ما را و کفایت کرد تمام مهمات ما را و دفع کرد شر موذیات ما را - وآوانا و پناه و جای باشش داد ما را و آوانا اینجا بمد است
و بقصر نیز روایت است - فکم ممن لا کافی له ولا مؤوی له - پس بسا مردم از آنکس است که نیست هیچ کفایت کننده مهمات مر ایشان را بلکه گذاشته است
ایشان را با شر ایشان و نه جای دهنده مر ایشان را بلکه گذاشته است ایشان را هائم و حائر در مفاوز و بوادی یا مراد کفایت و نصر او مخصوص
بمومنان است چنانکه در قرآن مجید فرموده است ذلک بان الله مولی الذین آمنوا وان الکافرین لا مولی لهم - رواه مسلم وعن علی رضی الله عنه ان فاطمة
عنها اتت النبی صلی الله علیه وسلم روایت میکند امیر المومنین علی که فاطمه زهرا رضی الله عنها آمد نزد آنحضرت - تشکو الیه ما تلقی فی یدیها
من الرحی - در حالتی که گله میکند مشقتی را که می یابد در دست خود از آسیا گردانیدن - وبلغها انه جاءه رقیق - و رسیده بود فاطمه را
که بتحقیق آمده است آن حضرت را بنده ها از غنایم - فلم تصادفه - پس نیافت فاطمه زهرا رض آنحضرت را در خانه تا بحضور کشف این حال کند -
فذکرت ذلک لعائشة - پس ذکر کرد حال خود را بعائشه که چون آنحضرت بیاید بگوید - فلما جاء اخبرته عائشة - پس هنگامیکه آمد آنحضرت خبر کرد
عائشه آنحضرت را بانچه ذکر کرده بود فاطمه رضی الله عنها قال - گفت علی رضی الله عنه - فجاءنا - پس چون شنید آنحضرت این خبر را
از عائشه آمد نزد ما - وقد اخذنا مضاجعنا - و حال آنکه بتحقیق گرفته بودیم ما خوابگاههای خود را - فذهبنا نقوم - پس در ایستادیم
و قصد کردیم تا بایستیم برای آنحضرت و برخیزیم از خوابگاه - فقال - پس گفت آنحضرت - علی مکانکما - بر جای خود باشید و بحال
خود باشید - فجاء فقعد بینی وبینهما - پس آمد آنحضرت و نشست میان من و میان فاطمه و این غایت تعطف و شفقت و بی تکلفی
است از آنحضرت نسبت بایشان چنانکه گفته اند اذا جاءت الالفة رفعت الکلفة - حتی وجدت برد قدمه علی بطنی - تا آنکه
یافتم من سردی قدم آنحضرت را بر شکم خود و تواند والله اعلم که مراد برد یقین باشد که از پای مبارک آنحضرت
مصطفی صلی الله علیه وسلم بباطن شریف مرتضی سرایت کرد - فقال الا ادلکما علی خیر مما سألتما - پس گفت آنحضرت
آیا راه ننمایم شما را بر بهتر از آنچه سوال کردید و خواستید که خدمتگار باشد و آن این است که - اذا اخذتما مضجعکما -
وقتی که بگیرید شما خوابگاه خود را - فسبحا ثلثا وثلثین - پس سبحان الله بگوئید سی و سه بار - واحمدا ثلثا وثلثین والحمد لله بگوئید
سه و سی بار - وکبرا اربعا وثلثین - والله اکبر گوئید سی و چهار بار - فهو خیر لکما من خادم - پس این در و بهتر است شما را از خادم که طلبیده بودید

باید کہ بیفشاند بجامۂ خود فراش را پس ازان بخسپد شاید کہ کرمی وخسی وخاشاکی بروے افتادہ باشد۔ ثم یقول پستر بگوید بعد از پہلو
نہادن این دعا را۔ باسمک ربی وضعت جنبی۔ بنام تو اے پروردگار من نہاد و پہلوے خود را۔ وبک ارفعہ وبنام تو برمیدارم آنرا
ان امسکت نفسی فارحمہا۔ اگر باز داری وقبض کنی نفس مرا یعنی روح مرا رحم کن او را۔ وان ارسلتہا فاحفظہا۔ واگر باز فرستی
نفس مرا پس نگاہدار آن را۔ بما تحفظ بہ عبادک الصالحین۔ بچیزے کہ نگاہ میداری بآن چیز بندگان خود را کہ صالح اند آدمی
چون بخواب میرود حکم مردہ دارد کہ حق تعالیٰ روح او را می ستاند پس ازان یا نگاہ میدارد روح او را و می میراند و یا باز
می فرستد و میزیاند پس دعا میکند خداوندا اگر نگاہداشتی و میرانیدے بیامرز واگر باز فرستادی و زندہ داشتی محفوظ دار
چنانکہ بندگان صالح خود را می داری۔ وفی روایۃ۔ ودر روایتے این چنین آمدہ است کہ چون بیاید یکے از شما فراش
خود را بیفشاند۔ ثم لیضطجع علی شقہ الایمن۔ پستر باید کہ پہلو نہد بر جانب راستاے خود۔ ثم لیقل پستر باید کہ بگوید۔ باسمک
تا آخر متفق علیہ وفی روایۃ۔ ودر روایتے باین لفظ آمدہ است۔ فلینفضہ بصنفۃ ثوبہ ثلث مرات۔ پستر باید کہ بیفشاند فراش
خود را بہ کنارۂ جامہ خود کہ ازار باشد سہ بار وبصنفہ بہ فتح صاد مہملہ وکسر نون وبفا طرف ازار ازان جانب کہ طرۂ اوست
ودرین روایت وان مسکت نفسی فاغفر لہا واقع شدہ بجای فارحمہا وگفتہ اند کہ حکمت در خواب بر پہلوی راست آنست
کہ دل در پہلو چپ ست پس چون خواب کند بر پہلوی راست دل معلق می ماند وحاصل نمی شود زیادت استراحت
کردن وگران نمی آید خواب وآسان میگردد بیداری براے نماز شب وبخواب کردن بر پہلوے چپ دل قرار می یابد
وراحت بسیار حاصل می شود وخواب گران می شود ودر شرح سفر السعادت این سخن را بیان زیادہ برین ست آنجا
باید نگریست۔ وعن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اوی الی فراشہ نام علی شقہ
الایمن۔ بود آنحضرت کہ چون پناہ می آورد بسوے فراش خود خواب می کرد بر جانب راست خود۔ ثم قال۔ پستر میگفت۔ اللہم
اسلمت نفسی الیک۔ خداوندا سپردم نفس خود را بسوی تو۔ ووجہت وجہی الیک۔ وآوردم روی خود را بسوی تو وفوضت امری
الیک۔ وسپردم کار خود را بتو۔ والجات ظہری الیک۔ وتکیہ دادم پشت خود را بسوے تو یعنے اعتماد کردم
بر تو وپناہ آوردم بتو در ہمہ کارہا۔ رغبۃ ورہبۃ الیک۔ از جہت میل وخواہش نمودن بسوے تو وبجہت
ترسیدن از تو۔ لا ملجاء ولا منجا منک الا الیک۔ نیست پناہ ونہ رہائی از تو مگر بسوے تو یعنے از صفات
قہریۂ تو بصفات لطیفۂ تو ملجا بہمزہ است ومنجا بالف۔ آمنت بکتابک الذی انزلت۔ گرویدم
بکتاب تو کہ فرو فرستادۂ۔ ونبیک الذی ارسلت۔ وبہ پیغمبر تو کہ فرستادۂ یعنے ہر کتاب وہر
پیغمبر یا قرآن وذات شریف خود را ارادہ نمودہ وبر آنحضرت واجب بود ایمان آوردن بخود وقرآن
خود اول مومنان اوست وہم چنین ہر پیغمبر صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من قالہن۔ کسیکہ بگوید این کلمات را۔ ثم مات تحت لیلتہ۔ پستر بمیرد زیر حادثۂ شب خود یعنی ہمین شب کہ در وی

من سوال میکنم ترا از نیکی این شب۔ وخیر ما فیہا۔ و نیکی کائنات وحوادث کہ درین شب ست۔ واعوذ بک من شر ہا وشر ما فیہا۔ پناہ میجویم تو از بدی این شب و بدی چیزے کہ درین شب ست۔ اللہم انی اعوذ بک من الکسل خداوندا پناہ میجویم تو از کاہلی۔ والہرم۔ بفتحتین و پناہ میجویم از نہایت کلان سالے۔ وسوء الکبر۔ بکسر کاف وفتح باز بدے بیری گویا تفسیر ہرم وتاکید اوست وبکسر کاف وسکون ہا نیز روایت ست یعنی تکبر در روایت اولی اصح واظہر ست۔ وفتنۃ الدنیا۔ و پناہ میجویم از فتنہاے دنیا و بلاہا و آزمایشہاے آن۔ وعذاب القبر۔ واز عذاب قبر یا فتنۂ عذاب قبر۔ واذا اصبح قال ذلک۔ وچون صبح میکرد میگفت آنرا و در بعضی نسخ لفظ ایضاً نیز ہست و میگفت۔ اصبحنا واصبح الملک للہ۔ بجاے امسینا وامسی الملک للہ۔ و فی روایۃ۔ و در روایتی آمدہ است کہ میگفت۔ رب انی اعوذ بک من عذاب فی النار وعذاب فی القبر رواہ مسلم۔ وعن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اخذ مضجعہ من اللیل۔ بود آنحضرت کہ چون میگرفت خوابگاہ خود را بہ شب ضجع پہلو نہادن بر زمین و مضجع بفتح میم وجیم جاے پہلو نہادن و مضطجع نیز میگویند۔ ووضع یدہ تحت خدہ۔ می نہاد آن حضرت دست خود را زیر رخسارۂ خود مراد او دست راست ست چنانکہ در حدیث آمدہ است علی شقہ الایمن۔ ثم یقول۔ پستر میگفت اللہم باسمک اموت واحیی۔ خداوندا بر نام تو می میرم و زندہ میشوم یعنی خواب میکنم و بیدار میشوم و تواند کہ مراد حقیقت موت و حیات باشد۔ واذا استیقظ قال۔ وچون بیدار میشد میگفت۔ الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا۔ شکر مر خدایرا کہ زندہ گردانید ما را بعد از آنکہ میرانید ما را ظاہر این عبارت در معنی اول ست۔ والیہ النشور۔ و بسوے اوست بر انگیختہ شدن بہ بیدار شدن ما در روز رستخیز۔ رواہ البخاری۔ روایت کرد این حدیث را از حذیفہ بخاری۔ ورواہ مسلم عن البراء۔ وروایت کرد مسلم از براء بن عازب اگر گویند چون این حدیث را بخاری و مسلم ہر دو روایت کردہ اند چرا متفق علیہ نہ گفت جوابش آن ست کہ در حدیث متفق علیہ بحسب اصطلاح شرط ست از یک صحابی روایت باشد وچون بخاری از حذیفہ کرد و مسلم از براء این حدیث متفق علیہ نبود کذا قال الشیخ

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اوی احدکم الی فراشہ چون پناہ آرد و باشش کند یکی از شما بسوے بساط خود کہ افگندہ است برای خواب اوی بقصر یعنی پناہ آرد و آوی بمد یعنی پناہ داد و گاہی یعنی یکدیگر نیز آیند و اول اکثر و افصح ست پس اینجا بقصر باشد و بدنیز روایت ست و اوانا کہ در حدیث انس بیاید بمد ست میفرماید چون بیاید یکی از شما بجامۂ خواب خود۔ فلینفض فراشہ بداخلۃ ازارہ پس باید کہ بجنباند فراش خود را بجاشیۂ درونی لنگ خود و آن اطراف ازار کہ متصل تن ست۔ فانہ لا یدری ما خلفہ علیہ۔ زیرا کہ وی درنمی یابد کہ چہ چیز پس ازوی آمدہ است وافتادہ است بر فراش یعنی نخست

صالحات را سر انجام ست کہ بگرداند ایشانرا خدا ے مہربان محبت را در تفسیر این آیہ آمدہ است کہ چون دوست میدارد خدا تعالی بندہ را از بندگان خود خبر میدہد خدا ے تعالی بجبرئیل کہ من دوست میدارم فلان بندہ را تو نیز دوست دار او را و خبر کن بملائکہ کہ دوست دارند او را بعد ازان مے اندازد محبت او را در دلہا ے آدمیان تا ہمہ دوست دارند او را انتہی این ست سبب قبول و شہرت اولیا و دوستان حق کہ ہمہ دوست میدارند ایشان را و آنکہ بحیلہ و اسباب مکہ و تلبیس جلب قلوب عوام میکند و گرد مے آرد خارج از دائرۂ اعتبار ست اعاذ اللہ الصادقین عن ذلک ۔ وعن اسامۃ بن زید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ عز وجل ۔ اسامہ بن زید بن حارثہ کہ محبوب و مقرب درگاہ نبوت بودہ و او را احب رسول اللہ میخواندند و زید بن حارثہ پدرش متبنا ے آنحضرت بودہ روایت میکند ازان حضرت در قول خدا ے تعالی ۔ فمنہم ظالم لنفسہ ۔ اول آیت این ست کہ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ الآیہ تفسیر این ست کہ میفرماید بستر دادیم ما کتاب و شریعت آن کسانے را کہ برگزیدہ ایم ما از بندگان ما بایمان و اسلام پس بعضی ازین بندگان برگزیدہ کسی ست کہ ظلم کنندہ است نفس خود را بہ تقصیر در عمل ۔ ومنہم مقتصد ۔ و بعضی از ایشان کسی ست کہ میانہ رو ست و عمل میکند در اغلب اوقات اما آن جد و اجتہاد کہ مے باید کرد نمیکند ۔ منہم سابق بالخیرات ۔ و بعضی از ایشان کسی ست کہ پیشرو است بخیرات کہ غایت جد و اجتہاد در عمل دارد و با وجود علم و عمل تعلیم و ارشاد دیگران میکند و بعضی گفتہ اند کہ ظالم جاہل و مقتصد متعلم و سابق عالم و بہمین قیاس در انواع خیرات و مبرات مرتبۂ ادنی و متوسط و اعلی میتوان قرار داد و این ہر سہ قسم بندگان از برگزیدگانند ۔ قال ۔ گفت آن حضرت کلہم فی الجنۃ ۔ ہمہ ایشان در بہشت اند بر حسب تفاوت مراتب و درجات و ازینجاست رحمت الٰہی معلوم شد ۔ رواہ البیہقی فی کتاب البعث والنشور

باب ما یقال عند الصباح والمساء والمنام

صباح و صبح فجر و بہ اول نہار تا بر آمدن آفتاب نیز اطلاق کنند و مساء ضد صباح و ادعیہ مذکورہ نزد صباح و مساء شامل ست آنرا کہ خواندہ شود پیش از صلوۃ فجر و مغرب و بعد از وے و منام بمعنی نوم و زمان نوم و ظاہر آن ست کہ مراد نوم لیل ست و شامل قیلولہ نیست و دلالت میکند بر این قول وے در حدیث ثانی اذا اخذ مضجعہ من اللیل فتدبر واللہ اعلم

الفصل الاول عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امسی قال بود آن حضرت چون شبانگاہ میکرد میگفت ۔ امسینا و امسی الملک للہ شب کردیم و شب کرد ملک مر خدا را ۔ الحمد للہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر اللہم انی اسالک من خیر ہذہ اللیلۃ ۔ خداوندا

بگیسو میگیرد آن زن پسر خود را تا از گرمی آتش بوے آزارے نرسد وفی الصراح وہیچ بفتحتین سوزانی آتش - فانت النبی صلی اللہ علیہ وسلم - پس آمد آن زن نزد آنحضرت - قالت انت رسول اللہ - پس پرسید آن زن تو نبی پیغمبر خدا قال نعم - گفت آنحضرت آرے منم پیغمبر خدا - فقالت بابی انت وامی - پس گفت آن زن مادر و پدر من فدای تو باد الیس اللہ ارحم الراحمین - آیا نیست خدا مہربان ترین مہربانان - قال بلی - گفت آنحضرت آری - قالت الیس اللہ ارحم بعبادہ من الام بولدہا قال بلی - گفت آن زن آیا نیست خدا مہربان تر بابندگان خود از مادر بہ فرزند خود گفت آنحضرت آرے - قالت ان الام لا تلقی ولدہا فی النار - گفت آن زن کہ مادر نمی اندازد فرزند خود را در آتش یعنی پس خدا چون اندازد بندگان خود را در آتش - فاکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبکی - پس شروع کرد و لازم گرفت پیغمبر خدا کہ گریہ می کند اصل اکباب بمعنی بروے افتادن ست وانجا بمعنی لزوم واقبال وباین معنی نیز استعمال می یابد چنانکہ در قاموس گفتہ و در بعضی احادیث آمدہ است و بعضی گویند بمعنی سر فرو افگندن ست کذا قالوا واللہ اعلم - ثم رفع راسہ الیہا - پس بر داشت آنحضرت سر مبارک خود را بسوے آن زن فقال ان اللہ تعالیٰ لا یعذب من عبادہ الا المارد والمتمرد - پس گفت آنحضرت در جواب آن زن کہ خداے تعالیٰ عذاب نمیکند از بندگان خود مگر مارد و متمرد را - الذی یتمرد علی اللہ - آنکہ تمرد و سرکشی کند بر خدا - وابی ان یقول لا الہ الا اللہ - و سرکشی میکند از اقرار بتوحید الٰہی مارد و مرید از شیاطین جن و انس آنکہ مجرد و عاری ست از خیرات و بیرون آمدہ است از حکمی کہ واجب ست بر نوع وے و تمرد مبالغہ است دران واصل مادہ مرد براے تجرد و تعری ست امرد میگویند جوان بی ریش را و شجر امرد درختی را کہ برگ ندارد - رواہ ابن ماجہ - وعن ثوبان - رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان العبد لیلتمس مرضاۃ اللہ - گفت آنحضرت بدرستی کہ بندہ ہر آینہ طلب میکند رضاے خدا را بطاعات و مرضات بسکون را یعنی رضا است و لفظ مفرد ست - فلا یزال بذلک - پس ہمیشہ است متلبس و متعلق باین معنی یعنی بہ طلب رضاے حق - فیقول اللہ عز وجل لجبرئیل - پس میگوید خداے تعالیٰ مر جبرئیل را - ان فلانا عبدی یلتمس آن یرضینی - بدرستی کہ فلان بندہ من طلب می کند و میخواہد کہ راضی میگرداند مرا - الا وان رحمتی علیہ - و آنا آگاہ باش و بدرستی کہ رحمت من بر اوست - فیقول جبرئیل رحمۃ اللہ علی فلان - پس میگوید جبرئیل رحمت خدا ست بر فلان - ویقولہا حملۃ العرش - و میگویند این کلمہ را یا رحمت را برداران گان عرش - ویقولہا من حولہم - و میگویند آنرا کسانی کہ گرد ایشان اند از فرشتگان - حتی یقولہا اہل السموات السبع - تا آنکہ میگویند آنرا کسان ہفت آسمان - ثم تہبط لہ الی الارض - پس فرود آورده میشود رحمت براے وے بسوے زمین و تہبط بلفظ معلوم نیز روایت ست ہبوط فرود آمدن اہباط فرود آوردن - رواہ احمد - مثل این حدیثی ست آنچہ آمدہ است در تفسیر قول سبحانہ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لہم الرحمن ودا و بدرستی آن کسانی کہ ایمان آوردند و عمل

میان خوارج بحال ابی الدرداء راہ یافت و آنکہ در عرف میگویند بر عرف وی چنین کردم و چنین گفتم یعنی دارد و این گفتن مستلزم آن نیست کہ خلاف نفس الامر باشد چنانکہ در عرف مردم این معنی متوہم میگردد۔ رواہ احمد و عن عامر الرام صحابی ست و رام مخفف رامی ست یعنی تیر انداز و بعضی عامر بن الرام گفتہ اند و اول صحیح ترست۔ قال بینا نحن عندہ۔ گفت عامر و را تمامی آنکہ پیش وی بودیم۔ یعنی عند النبی یعنی نزد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل علیہ رجل علیہ کساء۔ ناگاہ روی آورد و پیش آمد بر آنحضرت مردے بردی گلیمی ست۔ و فی یدہ شیء قد التفت علیہ۔ و در دست آنمرد چیزے ست کہ تحقیق پیچیدہ است گلیم را بران چیز۔ فقال لیس گفت آنمرد۔ یا رسول اللہ مررت ببیضۃ تنجر۔ گذشتم بہ بیضۂ درختان و بیضہ بفتح غین معجمہ و سکون تحتانیہ و ضاد معجمہ بیشہ و جنگل کہ در وے درختان باشند فسمعت فیہا اصوات فراخ فاسرعت۔ شنیدم دران بیشہ آوازہای جوجہای پرندگان فراخ بکسر جیم فرخ بفتح جوجہ فاخذتہن۔ پس گرفتم آن جوجہ ہا را۔ فوضعتہن فی کسائی۔ پس نہادم آن جوجہ ہا را در گلیم خود۔ فجاءت امہن۔ پس آمد مادر این جوجہ ہا۔ فاستدارت علی راسی۔ پس گردید بر گرد گشت مادر ایشان بر سر من فکشفت لہا عنہن۔ پس کشادم و دور کردم برائے مادر ایشان پردہ از روی این جوجہ ہا فوقعت علیہن۔ پس افتاد مادر بران جوجہ ہا فلففتہن بکسائی۔ پس پیچیدم من آن جوجہ ہا را بگلیم خود۔ معن اولادی۔ پس این جوجہ ہا اینہا اند با من۔ قال نعم۔ گفت آنحضرت بنہ جوجہ ہا را۔ فوضعتہن۔ پس نہادم آنہا را۔ و ابت امہن الا ان ازدمن۔ و ایا کرد و امتناع آورد مادر ایشان مگر لازم بودن و چسپیدن ایشان را۔ و ام الشاۃ و غیرہا فی ہذا کالناقۃ۔ و در این حال تعجب کردند۔ فقال رسول اللہ پس گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اتعجبون لرحم ام الافراخ فراخہا۔ آیا تعجب میکنید از مہربانی کردن مادر جوجہ ہا جوجہ ہا را و رحمہا بضم راء و سکون حاء و ضم آن یعنی رحمت و مہربانی۔ فوالذی بعثنی بالحق پس سوگند بآنکسی کہ فرستادہ است مرا براستی۔ اللہ ارحم بعبادہ من ام الافراخ بفراخہا۔ ہر آئینہ خدائے تعالیٰ مہربان تر است بہ بندگان خود از مادر جوجہ ہا کہ چندین بعنایت و کرامتہائے نثار حال ایشان کردہ است و میخواہد کہ بسوے وے بیایند و توبہ کنند و در درگاہ قبول وے حاضر باشند۔ ارجع بہن۔ باز گردان این جوجہ ہا را۔ حتی یضعن من حیث اخذتہن۔ تا آنکہ نہی ایشان را از انجا کہ گرفتہ ایشان را۔ و امہن معہن۔ و مادر ایشان با ایشان بود فرود آید بہن پس باز گردانید آن مرد ایشان را۔ رواہ ابو داؤد

الفصل الثالث ۔ عن عبد اللہ۔ بن عمر رضی اللہ عنہما قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض غزواتہ۔ گفت ابن عمر بودیم با آنحضرت در بعضی جنگہاے او با کافران۔ فمر بقوم۔ پس گذشت آنحضرت بگروہی فقال۔ پس گفت آنحضرت۔ من القوم۔ کیستند این گروہ۔ قالوا نحن المسلمون۔ گفتند این قوم ما ہمہ مسلمانان ایم۔ و امراۃ تحضب بقدر ہا و زنی آتش۔ و زنے افروخت زیر دیگ خود حضب بجاے مہملہ و ضاد معجمہ آتش افروختن و چیزے کہ بوے آتش افروزند مثل حصب بصاد مہملہ و حصب جہنم را ابن عباس حضب جہنم نیز خواندہ اند بمعجمہ و معہا ابن لہا۔ و بود با آن زن پسرے مر آن زن را۔ فاذا ارتفع وہج پس چون بالا میشد گرمی آتش تحت

عنہا۔ مگر آنکہ بگذرد خدائے تعالی از ان و یک بدی ہم ندہد این فضل و کرم و رحمت الٰہی ست کہ جزائے نیکی را بآن مرتبہ
میرساند و از بدی میگذرد و اگر جزا ہم بدہد یکی دہد۔ رواہ البخاری۔ وعن ابن عباس۔ رضی اللہ عنہما قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ کتب الحسنات والسیئات۔ بدرستیکہ خدائے تعالی نوشت نیکیہا را و بدیہا را
فمن ہم بحسنۃ۔ پس کسیکہ قصد کند نیکی را۔ فلم یعملہا۔ پس عمل نکند آنرا و بفعل نیارد۔ کتبہا اللہ عندہ حسنۃ کاملۃ۔ مینویسد
آنرا خدائے تعالی نزد خود نیکی کامل کاملہ برائے تاکید ست و عندہ نیز افادہ تاکید و اہتمام میکند۔ فان ہم بہا فعملہا
پس اگر قصد کند بحسنات پس در عمل در آرد۔ کتبہا اللہ لہ عندہ عشر حسنات۔ می نویسد آن را خدای تعالی برائے
وے نزد خود دہ نیکی۔ الی سبعمائۃ ضعف۔ تا ہفتصد مثل۔ الی اضعاف کثیرۃ۔ تا مثلہائے بسیار۔ ومن ہم بسیئۃ فلم
یعملہا کتبہا اللہ عندہ حسنۃ کاملۃ۔ و کسیکہ قصد کرد ببدی پس نکرد آنرا مینویسد آنرا خدائے تعالی نیکی کامل۔ فان ہو ہم
بہا فعملہا کتبہا اللہ لہ سیئۃ واحدۃ۔ پس وے اگر قصد کرد بہ بدی پس کرد آن را مینویسد آنرا یک بدی حقیر قلیل
درین حدیث مبالغہ ہا است در فضل خدا و کرم و عفو وے چنانکہ ظاہر ست متفق علیہ

الفصل الثانی۔ عن عقبۃ۔ بن عامر رضی اللہ عنہ صحابی مشہور ست۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان مثل الذی یعمل السیئات ثم یعمل الحسنات۔ بدرستی حال و قصۂ آن کسی کہ میکند بدیہا را پستر میکند نیکیہا را۔
کمثل رجل کانت علیہ درع ضیقۃ قد خنقتہ۔ ہم چو حال مردی ست کہ ہست بر وے زرہ تنگ کہ بتحقیق خفہ کردہ است
او را۔ ثم عمل حسنۃ فانفکت حلقۃ۔ پستر کرد نیکی را پس جدا شد و کشادہ شد حلقۂ او۔ ثم عمل اخری پستر کرد نیکی دیگر را۔
فانفکت اخری۔ پس جدا شد حلقۂ دیگر۔ حتی تخرج الی الارض۔ تا آنکہ بیرون می آید درع از تن او و می افتد بر زمین حاصل
آنکہ نیکی کردن سبب کشاد سینہ و فرح است و بدی کردن موجب ضیق صدر و تنگدلی ست و تشبیہ کرد آنرا بپوشیدن
زرہ تنگ کہ سبب خفہ شدن ست و کشودہ شدن وے سبب فراخی و خوشدلی ست۔ رواہ فی شرح السنۃ۔
وعن ابی الدرداء۔ رضی اللہ عنہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقص علی المنبر وہو یقول۔ روایت ست از
ابی الدرداء کہ وے شنید آنحضرت را کہ تحدیث میکرد و وعظ میگفت بر منبر و حال آنکہ وے میگفت۔ ولمن خاف
مقام ربہ جنتان۔ و مر کسی را کہ بترسد پروردگار خود را با ایستادن برائے حساب در درگاہ وے دو بہشت ست
قلت وان زنی وان سرق۔ گفتم من بطریق سوال و استفہام و اگرچہ زنا کند و دزدی کند یا رسول اللہ فقال الثانیۃ
پس گفت آنحضرت بار دوم۔ لمن خاف مقام ربہ جنتان فقلت الثانیۃ پس گفتم من بار دوم۔ وان زنی وان سرق یا رسول اللہ
فقال الثالثۃ ولمن خاف مقام ربہ جنتان فقلت الثالثۃ پس گفتم من بار سوم۔ وان زنی وان سرق یا رسول اللہ قال۔
گفت آنحضرت۔ وان رغم انف ابی الدرداء۔ اگرچہ بخاک بچسپد بینی ابی الدرداء کنایت ست از کراہت و خواری
چون ابی الدرداء درین حکم ایستادگی کردہ استبعاد نمود آنحضرت بر ضد و خلاف قول وے مکرر فرمود و درین

تعالیٰ خود قادر ست بر آنکہ نیندازد او را در آتش پس اگر گویند پس چون می اندازد خدائے تعالیٰ کافران را مؤبد و عاصیان را تا وقتیکہ خواہد جوابش این ست کہ کافران بانکار و استکبار و عاصیان بعدم انقیاد و ترک اطاعت از بندگی بر آمدند و عبد نماندند چنانکہ در فصل ثالث از حدیث عبد اللہ بن عمر بیاید۔ متفق علیہ۔ وعن ابی ہریرۃ۔ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن ینجی احدا منکم عملہ۔ ہرگز رستگاری نمیدہد ہیچ یکی از شما را عمل او بلکہ نجات بفضل و رحمت الٰہی ست۔ قالوا۔ گفتند صحابہ بطریق استفہام۔ ولا انت۔ و نہ تو رستگاری می یابی بعمل خود با وجود عمل عظیم کامل کہ تو داری۔ یا رسول اللہ قال ولا انا۔ گفت آنحضرت و نہ من۔ الا ان یتغمدنی اللہ منہ برحمتہ۔ مگر آنکہ بپوشد مرا خدائے تعالیٰ از جانب خود برحمت خود ماخوذ ست از غمد بکسر غین معجمہ غلاف شمشیر و چون این کلام مشعر بود بانغائے عمل در علیت نجات و این منافی نیست سببیت عمل را و مدخلیت او را در نجات پس بحکم تعالیٰ و وضع وے اشارت کرد باثبات آن و فرمود۔ فسددوا۔ پس راست و درست کنید عمل را بی افراط و تفریط چنانچہ تیر راست میرود فی الصراح سداد بفتح درستی کردار و گفتار۔ وقاربوا۔ و میانہ روے کنید در عمل بی افراط و تفریط این در معنی تفسیر و تاکید سددوا ست۔ واغدوا وروحوا۔ و سیر کنید در بامداد و شبانگاہ وشیء من الدلجۃ۔ بضم دال و سکون لام و بکنید چیزے از سیر در شب کنایت ست از نماز تہجد و شیء بجر و رفع ہر دو روایت ست والقصد القصد و لازم گیرید میانہ روے را تبلغوا۔ تا برسید بمنزل مقصود این جواب ہر سہ است از سیر غدوہ و روحہ و دلجہ یا متعلق ست بالتزام قصد زیرا کہ افراط و تفریط ہر دو مانع وصول بمقصد ست۔ متفق علیہ۔ وعن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل احدا منکم عملہ الجنۃ۔ در نمی آرد ہیچ یکی از شما را عمل او در بہشت ولا یجیرہ من النار۔ و نمیرہاند عمل او را از آتش دوزخ۔ ولا انا۔ و نہ من می در آیم و می رہم۔ الا برحمۃ اللہ۔ مگر برحمت خدا رواہ مسلم۔ وعن ابی سعید۔ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اسلم العبد فحسن اسلامہ۔ وقتیکہ اسلام آورد مرد پس نیک شود اسلام وے یعنی صحیح شود بیقین و اخلاص بے شائبہ شک و نفاق چنانکہ باید۔ یکفر اللہ عنہ کل سیئۃ کان زلفہا۔ میپوشد و می بخشد خدائے تعالیٰ از وے ہر بدی کہ بود آنکس کہ پس گذرانیدہ و سابق کردہ است و زلفہا و تشدید لام ست و بہ تخفیف لام نیز روایت کردہ شدہ است زلف و زلف و ازلف ہمہ بیک معنی ست و اصل او از زلفی ست بمعنی قرب۔ وکان بعد القصاص۔ و میباشد بعد از ان قصاص یعنی مجازات و مماثلت در عمل و جزائے آن مشتق از قصص بمعنی در پی اثر رفتن و بازگشتن مرد بآنجای کہ از انجا آمدہ است و چون جزا در پے عمل می آید آنرا قصاص نام کردند و جزائے عمل چیست۔ الحسنۃ بعشر امثالہا نیکی بدہ چند مانند وے۔ الی سبع مائۃ ضعف۔ تا ہفتصد مثل یعنی یکی بدہ بلکہ یکی بہفتصد۔ الی اضعاف کثیرۃ۔ تا امثال بسیار۔ و بیشتر از ہفتصد نیز بر حسب مشقت و صدق اخلاص۔ والسیئۃ بمثلہا۔ و بدی بیک مانند وے۔ الا ان یتجاوز اللہ

مرد گمان می برد کہ عذاب مخصوص بکسی ست کہ او را گور کنند و باوجود آن گفت فواللہ لان قدر اللہ علیہ۔ پس بخدا سوگند اگر قادر شود خدائے تعالیٰ بر وے۔ لیعذبنہ عذابا لا اعذبہ احدا من العالمین۔ ہر آئینہ عذاب میکند او را عذابے کہ نکند آن عذاب ہیچ یکی از جہانیان را۔ فلما مات فعلوا ما امرہم۔ پس ہنگامیکہ مرد آن مرد کردند کسان او و پسران او آنچہ کہ امر کردہ بود ایشان را فامر اللہ البحر فجمع ما فیہ۔ پس امر کرد خدائے تعالیٰ دریا را پس فراہم آورد دریا ہر چیزیکہ در وے بود از اجزائے خاکستر کہ در وے بود۔ وامر البر فجمع ما فیہ وامر کرد بر را پس جمع کرد آنچہ در وے بود از اجزاء۔ ثم قال لم فعلت ہذا۔ پس گفت خدائے تعالیٰ مر آن مرد را بعد از زندہ گردانیدن ترا بر چہ کردہ بودی این وصیت را۔ قال من خشیتک یارب۔ گفت از ترس عذاب تو اے پروردگار من۔ وانت اعلم۔ و تو دانا تری بحال من۔ فغفر لہ۔ پس بیامرزید خدائے تعالیٰ مر او را۔ متفق علیہ۔

ماند آنکہ در قول اولین قدر را قدر اشکال کردہ اند کہ این شک ست در قدرت باری تعالیٰ و آن کفر ست و این توجیہات و تاویلات بسیار کردہ اند بعضی گفتہ کہ قدر اینجا از قدرت نیست بلکہ از قدر ست بمعنی قضا و قدر و در روایتی قدر آمدہ بتشدید دال و آن صریح ست در معنی تقدیر و این توجیہ در قول یونس پیغمبر علیہ السلام فظن ان لن نقدر نیز کردہ اند و بعضی گفتہ اند کہ قدر بمعنی ضیق ست چنانکہ در قول وے تعالیٰ فقدر علیہ رزقہ آمدہ است و بعضی گفتہ اند کہ این مجاز ست از کلام عرب کہ او را تجاہل العارف و مزج الشک بالیقین میگویند اگرچہ در صورت شک ست و لیکن مراد بوے یقین ست و بعضی گفتہ اند کہ این مردی ست کہ جاہل ست بہ صفتی از صفات حق سبحانہ و متکلمین خلاف دارند در انکہ جہل بہ بعضی از صفات کفر ست یا نہ یا وے در زمان فترت نبوت بود کہ مجرد توحید در ان زمان کافی و نافع ست و بعضی گفتہ اند کہ این کلامی ست کہ واقع شدہ است در غلبۂ حیرت و دہشت و خوف و خشیت کہ مر او را در وے حکم مجنون و مغلوب العقل دارد و بر ان ماخوذ نیست چنانکہ قول آنکس کہ در وقت وجد ان را حلہ و غایت فرح و سرور و بنحو دی گفت انت عبدی و انا ربک و اللہ اعلم۔ وعن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبی۔ قدوم آوردند بر آنحضرت ببردہ بندہ و اسیران از بعضی غنایم۔ فاذا امراۃ من السبی قد تحلب ثدیہا۔ پس ناگاہ زنی از ان بندیان بتحقیق بر شدہ پستان او بشیر چنانکہ سیلان کردن گرفت تسمی۔ در حالی کہ می دوید آن زن و در روایتی مر مسلم تبغی۔ یعنی می طلبید فرزند خود را۔ اذا وجدت صبیا فی السبی اخذتہ۔ چون می یابد کودکی را در بندیان میگیرد او را بمحبت فرزند خود۔ فالصقتہ ببطنہا و ارضعتہ۔ پس می چسپاند او را بشکم خود و شیر میدہد۔ فقال لنا النبی۔ پس گفت پیغمبر خدا ما را صلی اللہ علیہ وسلم اترون ہذہ طارحۃ ولدہا فی النار۔ آیا گمان می برید شما و میدانید این زن را انداز ندۂ فرزند خود را در آتش و ترون الضم تاست و بفتح نیز روایت ست۔ فقلنا لا۔ پس گفتیم ما کہ گمان نمی بریم آن را۔ وہی تقدر علی ان لا تطرحہ۔ و حال آنکہ آن زن توانا باشد بر انکہ نیندازد او را۔ فقال اللہ ارحم بعبادہ من ہذہ بولد ہا۔ پس گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر آئینہ خدای تعالیٰ مہربان ترست بہ بندگان خود از این زن کہ مہربان ست بفرزند خود۔

مؤمن خواہند بود۔ متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم عن سلمان نحوہ۔ ودر روایتے مسلم را از سلمان فارسی مانند این آمدہ است کہ در معنی متفق علیہ است و در لفظ اختلافے دارد۔ وفی آخرہ۔ ودر آخر حدیثیکہ بروایت مسلم از سلمان آمدہ این عبارت است کہ قال۔ گفتہ است آنحضرت یا راوے۔ فاذا کان یوم القیمۃ الملہا اللہ الرحمۃ۔ پس چون باشد روز قیامت تمام وکامل میگرداند خدائے تعالے آن نود و نہ رحمت را باین رحمت کہ در دنیا فرستادہ بود بر جن وانس وجز ایشان وازین روایت لازم می آید کہ در روز قیامت این رحمت ہم باشد نود و نہ دیگر را بوے ضم کنند تا مجموع صد رحمت ہمہ کار خود کنند وعنہ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو یعلم المؤمن ما عند اللہ من العقوبۃ۔ اگر بداند مؤمن چیزے را کہ نزد خدا است از عذاب کہ بآن سزا میدہد۔ ما طمع بجنتہ احد۔ طمع نمی کند وامید نمی دارد در بہشت خدا ہیچ یکی از مؤمنان۔ ولو یعلم الکافر ما عند اللہ من الرحمۃ ما قنط من جنتہ احد۔ واگر بداند کافر چیزے را کہ نزد خدائے تعالی ست از رحمت نا امید نمیگردد از بہشت او ہیچ یکی از کافران وقنط بفتح نون وبکسر نیز روایت ست و در صراح او را از نصر وضرب وسمع گفتہ و در قاموس از نصر وضرب وکرم داشتہ متفق علیہ۔ وسیاق این حدیث برائے بیان صفت لطف وقہر ورحمت وغضب ست کہ ہیچ یکی بلکہ آن نمیتواند رسید پس مؤمنان کہ مظہر رحمت ولطف خدا اند اگر قہر او را تصور کنند ہیچ یکی از ایشان طمع بہشت ندارد و کافران کہ مظہر غضب وقہر اند اگر نظر بر رحمت ولطف او دارند نومید نشوند واین مقصود دیگر ست کہ منافات بسبق وغلبہ رحمت بر غضب بروجہی کہ مبین گشت ندارد فافہم گویا در ین معنی گفتہ اند تہدید گر کشد تیغ حکم + بماند کرو بیان صم وبکم۔ وگر در ہد یک صلائے کرم + ز ازل گوید نصیبی برم + قدرت او ہمہ را شامل ست ولیکن بانچہ ارادت او رفتہ ہمان بشود یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید وان اللہ علی کل شئ قدیر۔ وعن ابن مسعود۔ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجنۃ اقرب الی احدکم من شراک نعلہ۔ بہشت نزدیکتر ست بیکی از شما از دوال نعل۔ والنار مثل ذلک۔ وآتش مانند آن ست یعنی در نیز نزدیکتر ست از شراک نعل این تمثیل وتشبیہ است برائے قرب بہشت ونار از مردم زیرا کہ سبب دخول جنت ونار سعی بندہ وحکم خدا ست واین ہر دو بالفعل موجود اند وحاصل آنکہ رواہ البخاری۔ وعن ابی ہریرۃ۔ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رجل لم یعمل خیرا قط۔ گفت آنحضرت کہ گفت مردیکہ نکردہ بود ہیچ عمل خیر را ہرگز۔ لاہلہ مر کسان خود را۔ وفی روایۃ۔ ودر روایتے این چنین آمدہ است کہ۔ اسرف رجل علی نفسہ۔ ظلم کرد مردے بر نفس خود واز حد در گذرانید گناہان را فلما حضرہ الموت اوصی بنیہ۔ پس ہنگامی کہ حاضر شد او را مرگ اندرز کرد پسران خود را۔ اذا مات فحرقوہ۔ وفی روایۃ فانہ بمعنی وفی روایۃ فانہ بمعنی وفی روایۃ فانہ بمعنی

ناقص بہ کامل ست واللہ اعلم۔ رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان وقال تفرد بہ النہرانی وہو مجہول۔ وگفت بیہقی منفرد ست باین حدیث نہرانی ونہرانی مجہول ست۔ وفی شرح السنۃ روی عنہ موقوفا۔ ودر شرح السنۃ روایت کردہ است ازابن مسعود بطریق موقوف۔ قال۔ گفت ابن مسعود۔ الندم توبۃ پشیمان شدن از گناہ توبہ است وعزم بر عدم رجوع را نیز در مفہوم ندم داخل ساختہ اند۔ والتائب کمن لا ذنب لہ۔ وتوبہ کنندہ ہمچو کسی ست کہ نسبت گناہ مرا و را ہرگز۔

باب در متممات ولواحق ابواب سابقہ

در بعضی نسخ باب فی سعۃ رحمۃ اللہ واین ترجمہ مناسب احادیث باب ست

الفصل الاول عن ابی ہریرۃ - رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قضی اللہ الخلق کتب کتابا وہو تحتہ کہ پیدا کرد خدائے تعالیٰ خلق را وتقدیر نمود وحکم کرد باحکام خود نوشت کتابے را فہو عندہ فوق عرشہ پس آن کتاب نزد خدا ست بالائے عرش خدا تخصیص بالائے عرش تنبیہ ست بر تعظیم امر وجلالت شان آن کتاب ان رحمتی سبقت غضبی۔ آن کتاب یعنی مکتوب این ست یا دران کتاب این ست کہ رحمت من پیشی کردہ است غضب مرا وفی روایۃ غلبت غضبی ودر روایتی بجائے سبقت غلبت مذکور ست ومقصود یکی ست متفق علیہ ومعنی سبقت رحمت وغلبۂ وے بر غضب بر غلبۂ آثار رحمت وجود وانعام اوست تعالیٰ کہ تمامۂ مخلوقات را در گرفتہ است وغیر متناہی ست بخلاف اثر غضب کہ در بعضی نبی آدم ظاہر ست بعضی وجوہ چنانکہ فرمود وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا وفرمود عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء ونیز تہادن وتقصیر بندگان در ادائے شکر نعماے حق جل جلالہ وعم نوالہ زیادہ از حد وعد واحصاست چنانکہ فرمود ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمہم ما ترک علی ظہرہا من دابۃ پس از رحمت حق تعالیٰ ست کہ باقی میدارد ایشان را وروزی میدہد ونعمت میرساند وعذاب نمی کند این در دنیا وظہور رحمت وے سبحانہ در آخرت حدیث آیندہ متکفل بیان اوست کہ فرمود۔ وعنہ۔ وہم از ابی ہریرہ است۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ مائۃ رحمۃ مر خدائے تعالیٰ را صد رحمت ست وظاہر آن ست کہ کنایت از کثرت اوست یا مراد انواع کلیہ آن ست کہ در زیر ہر نوعی افراد غیر متناہی ست یا حصر باعتبار این وصف ست چنانکہ ان للہ تسعۃ وتسعین اسما گفتہ شد واللہ اعلم انزل منہا رحمۃ واحدۃ بین الجن والانس۔ فرو فرستادہ است از ان صد رحمت یک رحمت را میان پریان وآدمیان والبہایم۔ ومیان چارپایہا۔ والہوام۔ ومیان ہر جنبندہ بر روے زمین۔ فبہا یتعاطفون پس بآن رحمت مہربانی می کنند بر یکدیگر وبہا تعطف الوحش علی ولدہا۔ وبآن رحمت مہربانی می ورزند جانوران وحشی بر فرزندان خود وتخصیص وحوش بذکر بجہت آن ست کہ انس والفت ومہربانی از ایشان مستغرب ومستبعد ست واخر اللہ تسعا وتسعین رحمۃ یرحم بہا عبادہ یوم القیمۃ۔ وپس گذاشتہ ونگاہداشتہ است خدائے تعالیٰ نود ونہ رحمت را کہ رحم میکند وبخشایش مینماید بآن رحمتہا بندگان خود را روز قیامت وچون مقرر ست کہ بخشش ورحمتی در آخرت مخصوص بمومنان ست مراد بندگا

گریزندہ است از مولائے تعالیٰ و توبہ بازیافتن اوست - روی المسلم المرفوع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہ فحسب روایت کرد مسلم ازین دو حدیث ہمین کہ مرفوع ست بسوئے پیغمبر خدا کہ در دے قصۂ گریختن راحلہ ہست و بازیافتن او پس حدیث موقوف بر ابن مسعود کہ دیدن مومن ست گناہ را مانند کوہ و دیدن منافق مثل ذباب روایت نکردہ در دے البخاری الموقوف علی ابن مسعود ایضا - و روایت کرد بخاری حدیث موقوف را نیز - وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب العبد المومن المفتن التواب - بدرستیکہ خدائے تعالیٰ دوست میدارد بندۂ مسلمان مبتلی و ممتحن بمعاصی را کہ توبہ میکند و رجوع می آرد بجناب رحمت و مغفرت حق و محبت از جہت توبہ است نہ معصیت و ہمین جہت بعضی تفضیل دادہ اند تائب را کہ لذت شہوت و معصیت چشیدہ خود را ازان کشیدہ است بخلاف آنکہ از اول بر نشأۂ عفت و صلاح پیدا شدہ - وعن ثوبان - رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما احب ان لی الدنیا بہذہ الآیۃ - گفت ثوبان کہ مولائے آنحضرت بود و در سفر و حضر ملازم درگاہ بود شنیدم آنحضرت را کہ میگفت کہ دوست ندارم من کہ مرا تمام متاع دنیا باشد در مقابل این آیت کہ بشارت بہ مغفرت تمامہ گناہان میدہد - یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ الآیۃ فقال رجل - پس گفت مردے و پرسید نمن اشرک - پس کسیکہ شرک آرد و کفر ورزد چہ حال دارد و را ہم می آمرزد - فسکت النبی - پس خاموش ماند پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال - بسے گفت - الا و من اشرک - آگاہ باشید و بشنوید و می آمرزد کسی را کہ شرک آوردہ نیز و لیکن ہر توبہ و جز شرک بے توبہ ہم می آمرزد اگر خواہد کہذا المذہب ثلث مرات - سہ بار گفت آنحضرت این کلمہ را - وعن ابی ذر - رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ لیغفر لعبدہ ما لم یقع الحجاب - بدرستیکہ خدائے تعالیٰ ہر آئینہ می آمرزد مر بندۂ خود را - مالم یقع الحجاب - تا وقتیکہ واقع نشود پردہ میان بندہ و رحمت حق - قالوا گفتند صحابہ - یا رسول اللہ و ما الحجاب - چیست پردہ - قال ان تموت النفس وہی مشرکۃ - گفت آنحضرت پردہ این ست کہ بمیرد نفس و حال آنکہ وے شرک آرندہ است - روی الاحادیث الثلثۃ احمد - روایت کردہ است این حدیثہا را امام احمد - و روے البیہقی الاخیر فی کتاب البعث والنشور - و روایت کرد بیہقی حدیث اخیر را کہ از ابی ذر ست در کتاب بعث و نشور کہ نام کتاب اوست - وعنہ - قال قال رسول اللہ - و ہم از ابی ذر ست رض کہ گفت گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم من لقی اللہ تعالیٰ لا یعدل بہ شیئا دخل الجنۃ - کسیکہ پیش آید خدائے تعالیٰ را در آخرت در حالیکہ برابر نمیسازد یعنی شریک نمیگرداند بوے تعالیٰ چیزے را در دنیا تم کان علیہ مثل جبال ذنوب - پر تر باشد بر وے مانند کوہہا گناہان - غفر اللہ لہ - می آمرزد خدائے تعالیٰ مر او را اگر میخواہد - رواہ البیہقی فی کتاب البعث والنشور وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ - توبہ کنندہ از گناہان مثل کسی ست کہ نیست گناہ مر او را چنانستی کہ گویا نکردہ است آن گناہ را در نارسیدن زیان گناہ و گفتہ اند کہ این از باب الحاق

بضم سین وفتح واو وسکون یا از کبار تابعین کوفہ وثقات ایشان ست امام احمد را از حال وے پرسید ندگفت وے
از انہا نیست کہ از حال وے پرسید یعنی حال وے بیرون از حیطۂ بیان ست - قال - گفت حارث - حدثنا عبد اللہ
بن مسعود حدثین - حدیث کرد ما را ابن مسعود دو حدیث - احدہما عن رسول اللہ - یکی ازین دو حدیث از پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم والآخر عن نفسہ - وحدیث دیگر از خودش وحدیثی کہ از خودش ست این ست کہ - قال ان المؤمن
یرے ذنوبہ کانہ قاعد تحت جبل - گفت ابن مسعود بدرستیکہ مؤمن مے بیند وے نیدارد گناہان خود را خواہ کبیرہ
باشد یا صغیرہ مانند کوہہا مے بیند خود را گویا وے نشستہ است زیر کوہی - یخاف ان یقع علیہ - می ترسد کہ بیفتد
بروے از جہت غایت خوف واستعظام وے گناہ را - وان الفاجر یرے ذنوبہ کذباب مر علی انفہ - وبدرستیکہ
فاسق کہ مبالات ندارد بذنوب می بیند گناہان خود را مانند مگس کہ گذشت بر بینی وے - فقال بہ ہکذا - پس اشارت
کرد بآن مگس این چنین - ای بیدہ - یعنی اشارت کرد بدست خود - فذبہ عنہ - پس براند او را از بینی خود یا از خود
بے آنکہ تبر سد از گناہ وقوع در ہلاک بخلاف آن مؤمن حدیثے کہ از ان حضرت تحدیث کرد این ست - ثم قال
سمعت رسول اللہ - پس تر گفت ابن مسعود شنیدم پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم بقول - میگفت - للہ افرح بتوبۃ
عبدہ المؤمن ہر آئینہ خدائے تعالے خوش وشادمان شوندہ تر ست بتوبۂ بندۂ خود کہ مؤمن ست - من رجل نزل
فی ارض دویۃ - از مردیکہ فرود آمد در زمین بیابان - مہلکۃ - کہ جای ہلاک ست بفتح میم وکسر لام نیز آمدہ ومہلکۃ بضم میم وکسر لام نیز روایت
روایت ست یعنی ہلاک کنندہ ودویۃ بفتح دال وکسر او مشددہ وتشدید یا یعنی بیابان وزمین خالی کہ در وے گیاہ نروید
ودواتیہ بزیادت الف نیز روایت ست واصل دو بہ تشدید واو یعنی بیابان ارض را بوے نسبت کردند والف
در نسبت زیادہ مے کنند چنانکہ نسبت لیلی لیلائی میگویند - معہ راحلتہ - بآن مرد شتر سواری او بود علیہا طعامہ وشرابہ
بران راحلہ خوراک وآب او بود کہ با خود برداشتہ بود - فوضع راسہ - پس نہاد آن مرد سر خود را یعنی بر زمین - فنام
نومۃ پس خواب کرد خواب کردنے - فاستیقظ وقد ذہبت راحلتہ پس بیدار شد آن مرد حال آنکہ تحقیق
رفتہ دگر یختہ بود راحلۂ وے - فطلبہا - پس جست راحلہ را حتی اذا اشتد علیہ الحر والعطش - تا آنکہ وقتیکہ سخت
شد بروے گرمی وتشنگی - او ماشاء اللہ - یا سخت شد بلا ومحنت دیگر کہ خواستہ بود خدا - قال ارجع الی مکانی
الذی کنت فیہ فانام - گفت آن مرد باز برگردم بجائے خود کہ بودم وران پس خواب کنم - حتی اموت - تا آنکہ بمیرم
فوضع راسہ علی ساعدہ لیموت - پس نہاد سر خود را بر بازوے خود چنانکہ عادت ست تا بمیرد - فاستیقظ فاذا
راحلتہ عندہ - پس بیدار شد پس ناگاہ شتر او حاضر ست نزد او - علیہا زادہ وشرابہ - بر او ست توشۂ او وآب او -
فاللہ اشد فرحا بتوبۃ العبد المؤمن من ہذا براحلتہ وزادہ - پس خدا سخت تر ست اندروے خوشی وشادمانی ازین مرد
کہ خوش وشادمان شد بیافتن راحلۂ خود وتوشۂ خود کہ گریختہ بود وگم شدہ بود وہمچنین بندۂ گناہگار

وابوداؤد ولکنہ عند ابی داؤد۔ ہلال بن یسار۔ ودر قاموس نیز ہلال بن یسار گفتہ و مشہور بلال بن یسار ست و در اکثر کتب مثل جامع الاصول والکاشف وغیرہما ہمچنین ست۔ وقال الترمذی ہذا حدیث غریب

الفصل الثالث ۔ **عن ابی ہریرۃ** ۔ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل لیرفع الدرجۃ للعبد الصالح فی الجنۃ ۔ بدرستیکہ خدائے تعالیٰ ہر آئینہ بلند میگرداند پایہ مرتبۂ صالح را در بہشت ۔ فیقول یارب انی لی ہذہ ۔ پس میگوید آن بندۂ صالح اے پروردگار من از کجاست مرا این درجہ فیقول باستغفار ولدک لک ۔ پس میگوید پروردگار تعالیٰ این درجہ بسبب استغفار فرزند تست مر ترا و این یکی از منافع نکاح و اعظم فوائد آن ست و یکی از ان سہ چیزیست کہ لاحق میشود مومن را از عمل او و حسنات وے بعد از موت چنانکہ در اول کتاب گذشت ۔ رواہ احمد ۔ **وعن عبد اللہ بن عباس** رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او ام او اخ او صدیق فاذا لحقتہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا وان اللہ تعالیٰ لیدخل علی اہل القبور من دعاء اہل الارض امثال الجبال وان ہدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لہم ۔ بدرستیکہ تحفۂ زندگان بسوے مردہ ہا طلب آمرزش کردن ست مر ایشان را رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۔ **وعن عبد اللہ** ۔ بن بسر بضم موحدہ وسکون مہملہ صحابی ست پدر و مادر و برادر و خواہر او ہمہ صحابی اند و آنحضرت بزیارت ایشان آمدہ و طعام بہ ایشان خوردہ و ایشان را دعا بخیر کردہ نزول کرد بشام و وفات یافت بحمص ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طوبی لمن وجد فی صحیفتہ استغفارا کثیرا ۔ خوشی و خوبی باد مر کسی را کہ یافت در صحیفۂ خود استغفار بسیار را مقصود مدح استغفار و بشارت اہل استغفار ست رواہ ابن ماجہ و در روایت النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ **وعن عائشۃ** ۔ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول ۔ روایت ست از عائشہ کہ آنحضرت بود کہ میگفت و میخواند این دعا را اللہم اجعلنی من الذین احسنوا استبشروا واذا ساؤا استغفروا ۔ خداوندا بگردان مرا از ان کسانیکہ چون نیکی کنند خوش و شادمان شوند از جہت شکر توفیق الٰہی و روبت فضل و رحمت وے و چون بدی کنند استغفار کنند از جہت روبت تقصیر و از راستہ نشدن عمل ایشان در نظر ایشان و گفتہ اند کہ نشان زندہ ولی این ست کہ چون عمل نیک بوجود آید شاد گردد و چون کار زشت صادر گردد غمگین شود ۔ رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی الدعوات الکبیر ۔ **وعن رالحارث** بن سوید

هر آدمی از شما چیزے که به نهایت برسد آرزوے وے - فاعطیت کل سائل منکم - پس بدهم هر سائل را هر چه خواهد
ما نقص ذلک من ملکی الا کما لو ان احدکم مر فی البحر فغمس فیه ابرة - مگر چنانکه اگر بگذرد یکی از شما در دریا و فرو برد در دریا
سوزنے را - ثم رفعها پستر برآورد آن سوزن را معلوم ست که چه قدر از آب دریا در آن می آید هنوز دریا نهایتے
دارد و آنجا خود نهایت نیست و این مثالی ست که برائے تفهیم ذکر کرده - ذلک بانی جواد ماجد - آن بجهت این ست
که من بخشنده و بخشایش کننده بزرگم وجود صفت ذاتی من ست و تمام عالم پر ست از آثار جود من و انوار وجود من
و هیچ غرضی و غایتی در عطا و افاضه ندارم و بزرگ و کریم و تفصیل این معانی در شرح اسما گذشت - افعل ما ارید میکنم
هر چه میخواهم یعنی این همه جود و کرم باراده و اختیار من ست ارادهٔ بندهٔ و خواهش او را دخل نیست - عطائی کلام
و عذابی کلام - داد من سخن ست و عذاب کردن من سخن ست یعنی بیک سخن این همه را می کنم و محتاج و موقوف باسباب
نیستم و این توطیه است مر قول وی را که گفت - انما امری لشیء اذا اردت ان اقول له کن فیکون - نیست امر من
مر چیزے را وقتیکه خواهم مگر آنکه بگویم مر آن چیز را شو پس میشود آن چیز بیدرنگ این تمثیل ست برائے سرعت
ایجاد وجود و تواند که سنت الهی بر آن جاری شده باشد که در وقت ایجاد این لفظ میگوید پس موجود می گردد
والله اعلم - رواه احمد والترمذی وابن ماجه - وعن انس رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قرأ
روایت ست از انس که آنحضرت خواند این آیت را - هو اهل التقوی واهل المغفرة - وے جل وعلا اهل تقوی ست
واهل مغفرت - قال - گفت آنحضرت در تفسیر این کریمه قال ربکم - گفت پروردگار شما - انا اهل ان اتقی من سزاوارانم
که پرهیز کرده شوم و ترسیده شود از عذاب من - فمن اتقانی فانا اهل ان اغفر له - پس کسیکه تقوی کند و بترسد از من
پس من سزاوارانم که بیامرزم آنکس را - رواه الترمذی وابو داود وابن ماجه والدارمی - وعن ابن عمر
رضی الله عنهما قال ان کنا لنعد لرسول الله - گفت ابن عمر بتحقیق بودیم ما که می شمردیم مر پیغمبر خدا را صلی الله
علیه وسلم فی المجلس - در یک مجلسی که با ما می نشست - یقول - می گفت - رب اغفر لی وتب علی انک انت التواب
الغفور مائة مرة - صد بار - رواه احمد والترمذی وابو داود وابن ماجه - وعن بلال بن یسار بفتح تحتانیه و تخفیف
مهمله - بن زید رض مولی النبی صلی الله علیه وسلم - این صفت زید ست و این غیر زید بن حارثه است و وے
زید بن بولے بفتح موحده و سکون واو مقصور بندهٔ نوبی بود صحابی ست و ابن بلال و پدرش یسار از تابعین اند
بلال روایت میکند از پدرش از جد - قال - گفت بلال - حدثنی ابی - حدیث کرد مرا پدر من که یسار ست
عن جدی - از جد من که زید ست - انه سمع رسول الله - که وے شنید پیغمبر خدا را - صلی الله علیه وسلم یقول -
میگفت - من قال استغفر الله الذی لا اله هو الحی القیوم واتوب الیه غفر له - هر که بگوید این استغفار آمرزیده شود
مر او را - وان کان قد فر من الزحف - و اگر چه گریخته باشد از جنگ کافران که گناه کبیره است - رواه الترمذی

صغیرہ و قلیل باشد بدرستیکہ پروردگار تو فراخ مغفرت ست و فی الصراح لمم گناہ صغیرہ کردن - قال رسول اللہ - گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم درین آیت این کلام راکہ - ان تغفر اللھم تغفر جما - اگر ہی آمرزی بار خدایا می آمرزی گناہ بزرگ را جم بفتح جیم و تشدید میم بمعنی کبیر عظیم - واے عبدلک لاالما - وکدام بندہ ا ت مر تراکہ گناہ صغیر نکردہ است یعنی شان تو و فضل تو آن ست کہ اگر خواہی می بخشی گناہ کبیرہ را صغائر خود چہ باشد و کیست از بندگان تو کہ صغائر را نمی کند و تو نمی بخشی بلکہ بکفر میگردانی بحسنات و این بیت امیۃ بن ابی الصلت ست کہ از شعرائے جاہلیت بود و دران زمن تدین می نمود و تکلم بحکمت میکرد و آنحضرت شعر او را می شنید و خود نیز میخواند و احوال او در باب بیان الشعر بیاید انشاء اللہ تعالیٰ و صحیح آن ست منفی ازان حضرت انشاء شعر ست نہ انشاد آن - رواہ الترمذی و قال ہذا حدیث حسن صحیح غریب - وعن ابی ذر - رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ میگوید خدائے تعالیٰ - یاعبادی کلکم ضال الا من ہدیت - اے بندگان من ہمہ شما گمراہید مگر کسی راکہ راہ نمایم من فسلونی الھدی اہدکم - پس سوال کنید و درخواہید از من راہ راست را تا بنمایم شما را راہ راست - وکلکم فقراء الا من اغنیت وہمہ شما فقرائید و نیازمندید مگر کسیکہ غنی گردانم من او را و بے نیاز سازم - فسلونی ارزقکم - پس سوال کنید و درخواہید از من رزق خود را تا دہم شما را و غنی گردانم - وکلکم مذنب الا من عافیت - وہمہ شما گناہ کنندگانید مگر کسیکہ عافیت بخشم و سلامت دارم او را از گناہ کردن این کلام اشعار دارد بآنکہ عافیت در ترک گناہکاری ست دائم و اکمل افراد ادست - فمن علم منکم انی قدرت علی المغفرۃ - پس کسیکہ بداند کہ من خداوند قدرتم بر آمرزیدن گناہان فاستغفرنی پس طلب آمرزش کند از من - غفرت لہ ولا ابالی - من می آمرزم او را و باک ندارم - ولو ان اولکم و آخرکم وحیکم ومیتکم ورطبکم ویابسکم - پس اگر ثابت شود کہ اول شما و آخر شما و زندہ شما و مردہ شما و تر شما و خشک شما کنایت ست از جمیع بندگان بہر صفت کہ باشند چنانکہ فرمودہ است ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین و بعضی گفتہ اند کہ مراد بہ رطب نبات و شجر ست و بہ یابس حجر و مدر یعنی اگر فرض کنند کہ ہر چہ در زمین ست از سنگ و درخت انسان شوند و بتوانند گفت کہ مراد بہ رطب و یابس انس و جن باشند زیرا کہ خلق انس از آب ست و خلق جن از آتش و موید این معنی ست انچہ در حدیث ابی ذر کہ در فصل اول گذشت حتکم و انسکم واقع شدہ و میفرماید اگر تمام بندگان - اجتمعوا - جمع شوند - علی اتقی قلب عبد من عبادی - بر پرہیزگار ترین دل بندہ از بندگان من - ما زاد ذلک فی ملکی جناح بعوضۃ زیادہ نگرداند در ملک من مقدار بازوے پشہ - ولو ان اولکم و آخرکم وحیکم ومیتکم ورطبکم ویابسکم اجتمعوا علی اشقی قلب عبد من عبادی ما نقص ذلک من ملکی جناح بعوضۃ و اگر ہمہ بندگان جمع شوند بر بدبخت ترین قلب بندہ از بندگان من کم نگرداند آن از ملک من مقدار بازوے پشہ - ولو ان اولکم و آخرکم وحیکم ومیتکم ورطبکم ویابسکم اجتمعوا فی صعید واحد و اگر ہمہ بندگان جمع شوند در یک روے زمین - فسأل کل انسان منکم ما بلغت امنیتہ - پس سوال کند ہر طالب

یوما علی ذنب استغفرہ تا آنکہ یافت آن مرد عابد او را روزے گناہی کہ عظیم پنداشت آنرا۔ فقال فقصر پس گفت باز آئی فقال پس گفت خلنی حتی اصیب ذنبا اغفرہ لی۔ بگذار مرا تا بیابم گناہی کہ بیامرزم مرا بدان۔ فاوحی اللہ الی ربیتہ۔ آیا فرستادہ شد بسوئے تربیت کنندہ او یعنی ملکے کہ موکل بود بر تربیت او۔ ان عبدی قد علم ان لہ ربا یغفر الذنب ویاخذ بہ۔ بندہ من دانست کہ مرا پروردگارے ہست کہ بیامرزد گناہ را و مواخذہ کند بدان۔ فقد غفرت لہ۔ بیامرزیدم او را۔ وفی روایۃ فقال قد غفرت لعبدی۔ در روایتے گفت بیامرزیدم بندہ خود را۔ ثم مکث ما شاء اللہ۔ پس درنگ کرد آن مرد عابد تا آنچہ خواست خدا۔ ثم اصاب ذنبا۔ پس بیافت گناہی۔ او ما شاء اللہ۔ یا آنچہ خواست خدا۔ فقال یا رب اذنبت ذنبا فاغفرہ لی۔ گفت اے پروردگار من گناہی کردم پس بیامرز مرا بدان۔ فقال الم تعلم ان لی ربا یغفر الذنب ویاخذ بہ۔ آیا ندانستی کہ مرا پروردگارے ہست کہ بیامرزد گناہ را و مواخذہ کند بدان۔ فقد غفرت لعبدی۔ بیامرزیدم بندہ خود را۔ ثم مکث ما شاء اللہ۔ پس درنگ کرد آن مرد عابد تا آنچہ خواست خدا۔ ثم اصاب ذنبا۔ پس بیافت گناہی۔ او ما شاء اللہ۔ یا آنچہ خواست خدا۔ فقال یا رب اذنبت ذنبا آخر فاغفرہ لی۔ گفت اے پروردگار من گناہی دیگر کردم پس بیامرز مرا بدان۔ فقال الم تعلم ان لی ربا یغفر الذنب ویاخذ بہ۔ آیا ندانستی کہ مرا پروردگارے ہست کہ بیامرزد گناہ را و مواخذہ کند بدان۔ فقد غفرت لعبدی۔ بیامرزیدم بندہ خود را۔ ثلثا۔ سہ بار۔ فلیعمل ما شاء۔ پس باید کہ بکند آنچہ خواہد۔ ای ما دام علی ھذہ الحالۃ۔ یعنی مادام کہ بر ین حالت باشد کہ ہر گاہ گناہ کند استغفار کند و توبہ نماید۔ وفی روایۃ فلیعمل ما شاء ان شاء اللہ۔ در روایتے گفت پس باید کہ بکند آنچہ خواہد اگر خدا خواہد۔ ای ما دام علی ھذہ الحالۃ۔ یعنی مادام کہ بر ین حالت باشد

میشود و ظاہر این حدیث آن ست کہ توبہ نزد حضور موت خواہ از کفر یا معصیت قبول نمی افتد و ظاہر کریمہ انما التوبۃ الآیۃ نیز ہمین ست و لیکن بعضی علما بر آن رفتہ اند کہ توبہ از معصیت صحیح ست نہ از کفر پس نزد ایشان ایمان باس غیر مقبول ست و توبہ باس مقبول رواہ الترمذی و ابن ماجۃ۔ وعن ابی سعید۔ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان قال وعزتک یا رب لا ابرح اغوی عبادک۔ بدرستیکہ شیطان گفت سوگند بعزت تو اے پروردگار من نمیروم از جاے خود کہ گمراہ میکنم بندگان ترا۔ ما دامت ارواحہم فی اجسادہم۔ مادام کہ جانہاے ایشان در بدنہاے ایشان ست فقال الرب۔ پس گفت پروردگار عزوجل۔ وعزتی وجلالی و ارتفاع مکانی۔ سوگند میخورم بعزت خود و بزرگی و بلندی مرتبۂ خود۔ لا ازال اغفر لہم ما استغفرونی۔ ہمیشہ ام کہ می آمرزم بندگان را مادام کہ طلب آمرزش میکنند از من رواہ احمد۔ وعن صفوان۔ بن عسال بفتح عین و تشدید سین مہملتین صحابی ست ساکن کوفہ مرا و را دوازدہ غزوہ است و گویند عبد اللہ بن مسعود روایت دارد از وے رض۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالے جعل بالمغرب بابا عرضہ مسیرۃ سبعین عاما للتوبۃ۔ بدرستیکہ خداے تعالی گردانیدہ است در جانب مغرب دری کہ پہناے وے مسافت ہفتاد سال ست مر توبہ را۔ لا یغلق مالم تطلع الشمس من قبلہ۔ بستہ نمیشود آن در مادام کہ نمی برآید آفتاب از جانب مغرب۔ و ذلک قول اللہ تعالی۔ و این ست مراد بقول اللہ تعالے کہ فرمودہ است۔ یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن آمنت من قبل ولیکن ظاہر این آیت در عدم قبول ایمان ست کہ توبہ از کفر ست و حدیث دلالت دارد بر عدم قبول مطلق چنانکہ گفتہ شد۔ رواہ الترمذی و ابن ماجۃ و عن معویۃ۔ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنقطع الہجرۃ۔ ہجرت نمی گردد و بر طرف نمیشود ہجرت۔ حتی تنقطع التوبۃ تا آنکہ بریدہ نمی گردد توبہ۔ و لا تنقطع التوبۃ حتی تطلع الشمس من مغربہا۔ و بریدہ نمیگردد توبہ تا آنکہ می برآید آفتاب از جانب مغرب خود مراد بہجرت انجا ہجرت متعارف کہ از مکہ بمدینہ باشد نیست زیرا کہ منقطع شد بلکہ مراد ہجرت از ذنوب و خطایا ست چنانکہ در حدیث آمدہ است المہاجر من ہاجر الذنوب و الخطایا یا ہجرت از مقامے کہ در وے قدرت بر امر معروف و نہی منکر نباشد و این منقطع نمیگردد با نقطاع حکم الٰہی و شریعت و سبحانہ تعالے بقبول توبہ کہ در وقت ندکور باشد۔ رواہ احمد و ابو داود و الدارمی۔ وعن ابی ہریرۃ۔ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رجلین کانا فی بنی اسرائیل متحابین۔ بدرستیکہ دو مرد بودند در بنی اسرائیل دوست گیرندہ یکدیگر را۔ احدہما مجتہد فی العبادۃ۔ یکی از ان دو مرد کوشش کنندہ بود در عبادت۔ و الآخر یقول مذنب۔ و مرد دیگر میگفت آنحضرت کہ آن مرد گناہگار ست یا می گفت آن مرد من گنہگارم معنی ثانی اظہر ست بسیاق حدیث فجعل یقول اقصر عما انت فیہ۔ پس در ایستاد آن مرد کہ عبادت میکرد و میگوید آن مرد دیگر را کہ گناہگار بود و باز آی از انچہ تو در ان ہستی از گناہ کردن۔ فیقول خلنی و ربی۔ پس میگوید وے گذار مرا با پروردگار من۔ حتی وجدہ

ومومن مغفور ست پس ذکر عالم بیشتر گردر حکم تاکید ست - رواہ فی شرح السنۃ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لزم الاستغفار جعل اللہ لہ من کل ضیق مخرجا کسی کہ لازم گیرد استغفار را میگرداند خدائے تعالیٰ مر او را از ہر تنگی بیرون شدن یا جائے بیرون شدن و من کل ہم فرجا - و میگرداند او را از ہر اندوہ کشادگی - ورزقہ من حیث لا یحتسب - و روزی میرساند او را از انجا کہ گمان ندارد و امید ندارد زیرا کہ کسی ملازمت کند استغفار را امر زیدہ میشود مر او را گناہان او پس در حکم متقی میباشد کہ ہیچ گناہ ندارد و حال متقی این ست کہ ذکر کردہ شد - رواہ احمد و ابو داود و ابن ماجۃ - وعن ابی بکر الصدیق - رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اصر من استغفر - اصرار نکرد کسیکہ استغفار کرد - وان عاد فی الیوم سبعین مرۃ - و اگرچہ باز گردد بر معصیت روز ہفتاد بار اصرار دائم بودن و مقیم شدن و بر چیزے و اصرار بر گناہ مذموم ست و اصرار بر صغیرہ کبیرہ است پس کسی کہ ہر کہ استغفار بکند از اصرار می برآید و بے استغفار مصر ست و بعضی گفتہ اند حد اصرار تکرار ذنب ست چنانکہ در حدیث خود بیاید پس باید با استغفار اصرار نبود - رواہ الترمذی و ابو داؤد و عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی آدم خطاء - اکثر فرزندان آدم کہ در حکم کل اند خطا کنندہ اند و صیغہ مبالغہ باعتبار وجود کثرت ست فی الجملہ یا برائے مبالغہ و خطا ضد ثواب و اثم و گناہ و ہر کہ ہست از آدمیان غیر انبیاء صلوات اللہ و سلامہ علیہم کہ معصوم اند از خطا خالی نباشند و اگر خطا را شامل صغائر دانند بر قول کسی کہ صدور صغیرہ را از ایشان جائز میدارد انبیا نیز داخل این حکم باشند - و خیر الخطائین التوابون - و بہتر ان خطا کنندگان توبہ کنندگانند - رواہ الترمذی و ابن ماجۃ والدارمی - وعن ابی ہریرۃ - رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المؤمن اذا اذنب کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ - بدرستیکہ مؤمن چون گناہ میکند پیدا میشود نقطۂ سیاہ در دل وے و نکتہ سوداء منصب تیز روایت ست یعنی میگردد آن گناہ سبب پیدا شدن نقطۂ سیاہ و نکتہ یعنی نقطہ می آید و در اصل اثر چوبی کہ بدان زمین بکاوند - فان تاب و استغفر صقل قلبہ - پس اگر توبہ کند و استغفار نماید زدودہ میشود دل وے و میرود سیاہی آن - وان زاد زادت - و اگر بیشتر میکند گناہ بیشتر میشود آن نقطہ - حتی تعلو قلبہ - تا آنکہ بالا می آید دل او را و در میگیرد تمامۂ دل را و سیاہ میگردد دل - فذلکم الران الذی ذکر اللہ تعالیٰ - پس آن زنگی ست کہ ذکر کردہ است خدائے تعالیٰ و فرمودہ است - کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون - زنگ گرفتہ و غالب آمدہ است بر دلہائے ایشان کارہائے کہ میکردند - رواہ احمد و الترمذی و ابن ماجۃ و قال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح

وعن ابن عمر - رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر - بدرستیکہ خدائے تعالیٰ قبول میکند توبہ بندہ را مادام کہ غرغرہ نکند یعنی نرسد روح در حلقوم و غرغرہ آمدن در حلق آواز در گلو و جان در حلق و غرغرہ در اصل ترد یدآب در حلق و وقت مردن در حلق آوازے مثل غرغرہ پیدا

فضیلت این سید الاستغفار را بیان میکند و میگوید - قال - گفت آن حضرت - ومن قالها من النهار - وکسیکہ بگوید این کلمات
را در جزوے از روز - موقنا بها - در حالی کہ یقین دارندہ و اعتقاد آرندہ است بآن - فمات من یومه پس مرد ہمدران
روز قبل ان یمسی پیش از انکہ شام کند فهو من اهل الجنة - پس آنکس از کسان بہشت ست - ومن قالها من اللیل وهو
موقن بها فمات قبل ان یصبح فهو من اهل الجنة - وکسیکہ بگوید آن را در جزوے از شب و حال آنکہ وے یقین دارندہ است
بدان پس بمیرد پیش از ان کہ صبح کند پس وے از اہل بہشت ست - رواہ البخاری

الفصل الثانی

عن انس - رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی یا ابن آدم
انک ما دعوتنی ورجوتنی غفرت لک علی ما کان فیک - گفت آنحضرت کہ گفت خدائے تعالی اے فرزند آدم بدرستی کہ تو
مادام کہ دعا کنی مرا بآمرزیدن و امیدواری می آمرزم ترا بر ہر عملی کہ باشد در ہر تو از گناہان - ولا ابالی و باک ندارم
از اینکہ گویند چرا گناہگاری را کہ سزاوار عقاب گناہ بود بخشید - یا ابن آدم لو بلغت ذنوبک عنان السماء ثم استغفرتنی
غفرت لک ولا ابالی - اے فرزند آدم اگر میرسند گناہان تو بر آسمان و نواحی آنرا پستر طلب آمرزش میکردے
تو مرا مے آمرزم ترا و باک ندارم و عنان بفتح عین ابر و اضافت ابر بآسمان برائے مبالغہ در علو و ارتفاع اوست
و عنان بکسر عین نیز روایت ست بمعنی انچہ ظاہر شود ترا از آسمان چون بر داری سر خود را و بنگرے بجانب آن
و اعنان بمعنی نواحی جمع عین نیز روایت ست - یا ابن آدم انک لو لقیتنی بقراب الارض خطایا ای فرزند آدم
بدرستیکہ تو اگر پیش آئی مرا نزدیک بپری زمین از روے گناہان - ثم لقیتنی لا تشرک بی شیئا - پستر پیش می آئی
مرا در حالیکہ شریک نگردانی بمن چیزے را و کفر نمی ورزی بمن - لاتیتک بقرابها مغفرة - ہر آئینہ می آیم من ترا نزدیک
بپرے زمین از روے آمرزیدن یعنی ہر مقدار کہ گناہ کنی تو بیامرزم من بشرط ایمان بمن و قراب بضم و کسر چیزے
کہ قریب مقدار چیزے باشد پس قراب ارض قریب پری زمین و در مشارق گفتہ کہ قراب بکسر ظرفی ست مثل
انبان دراز کہ در وے شمشیر کہ با نیام و کارد و تازیانہ و مانند آن نگاہدارند و توشہ سوار کہ سبک باشد نیز بردارند
و بضم بمعنی قرب و در حدیث بضم ست و بکسر نیز آمدہ است انتہی - رواہ الترمذی و رواہ احمد والدارمی عن ابی
ذر وقال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال قال اللہ تعالے من علم انی ذو قدرة علی مغفرة الذنوب غفرت لہ ولا ابالی - روایت میکند ابن عباس
از ان حضرت کہ گفت گفت خدائے تعالی کسی کہ دانست کہ بدرستی کہ من خداوند قدرتم بر آمرزیدن گناہان می آمرزم
مر آنکس را و باک ندارم - مالم یشرک بی شیئا - مادام کہ شریک نگرداند بمن چیزے را زیرا کہ چون میداند کہ وی تعالی قادر ست
بر آمرزیدن گناہان امید میدارد او را و ہر کہ امید دارد کریم را محروم نگرداند او را با آنکہ در ذکر قدرت ایمائی بجواز
تعذیب نیز ہست پس خوف نیز دارد و ہر کہ بترسد قادر را رحم میکند او را و نیز این شخص مومن ست بخدا و صفات وے

گذشت وعن شداد - بشین معجمه و تشدید دال اولی - بن اوس - بفتح همزه و سکون واو صحابی انصاری برادرزاده
حسان بن ثابت او را و پدر او را صحبت ست - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سید الاستغفار ان تقول -
افضل استغفار این ست که بگوئی اللهم انت ربی - خداوندا توئی پروردگار من - لا اله الا انت - نیست معبودی بحق
مگر تو خلقتنی - پیدا کردی تو مرا - وانا عبدک - و من بنده توام وانا علی عهدک ووعدک - و من ثابت و دایم بر عهد عبودیت
که با تو بسته ام و وعده که با تو کرده ام اگرچه وفای آن از من نمی آید یا عهدی و وعده که تو بفضل و کرم خود برای اهل ایمان
و طاعت کرده پس من مقیم و معتمدم بر عهد تو و مصدقم بوعده تو و دل بر بسته بر در امید نشسته ام اگرچه هیچ طاعتی چنانکه
باید از من نمی آید - ما استطعت - آن قدر که استطاعت دارم و میتوانم نه آن چنانکه لائق درگاه تو باشد و ادای حق
تو توانم کرد که آن مقدور بشر نیست و از طاقت آدمی بیرون ست - اعوذ بک من شر ما صنعت - پناه میجویم بتو از بدی
آنچه کرده ام از گناهان بلکه ازین طاعت صوری که میکنم که از معنی حسن و احسان خالی ست و متضمن دعوی حول
و قوت ست نعوذ بالله من ذلک - ابوء لک بنعمتک علی - اعتراف میکنم برای تو بتواتر فیضان نعمت تو بر من - وابوء
بذنبی - و اعتراف میکنم بدوام و استمرار وجود گناه خود و تقصیر از شکر نعمتهای تو و این معنی دایم ست بی انقطاع وجود
نعمت از جانب مولی و صدور گناه از بنده و در اخبار آمده است که پروردگار تعالی میگوید که ای بنده تا کی خیر و
نعمت من بر تو نازل باشد و شرک و کفران از تو بسوی من صادر گردد و من محبت و تودد می کنم بسوی تو بآنکه
بی نیازم از تو و تو دشمنی کنی بمن به معصیت و بیفرمانی با آنکه محتاجی بمن فاغفرلی - پس بیامرز مرا - فانه لا یغفر
الذنوب الا انت - پس بدرستیکه نمی آمرزد گناهان را هیچکس مگر تو و درین غایت عجز و اعتذار و نهایت ذلت و افتقار
و انکسار ست و لهذا سید الاستغفار نام کردند از جهت اجتماع معانی آن در وی و سید قوم رئیس و مقدم را گویند
که همه را در حوایج امور رجوع بوی باشد و حاصل معنی ازین استغفار این ست که بنده باید که همیشه نظر بر گناهان
و تقصیرات خود دارد و فقیر صرف و محتاج محض باشد زیرا که اگر تفتیش کند عیوب نفس خود را معلولیت عمل خود داند
که صلاحیت قربت درگاه و قابلیت قبول وی ندارد و لنعم ما قال بیت طاعت ناقص ما موجب غفران نشود +
راضیم گر مدد علت عصیان نشود + و قال آخر بیت گر طاعت خود نقش کنم بر نانی + وان نان بنهم پیش سگی بر خوانی
وان سگ سالی گرسنه در زندانی - از ننگ در آن نان نزند دندانی - رحم الله قائله و اگر فرضا عملی خالص گردد و
حالی صحیح نشود در وقتی که صافی گردد منت و فضل الهی را مشاهده کند و از خود نداند و بدان مغرور نگردد و خود را بل و
مستحق نداند پس بنده دایم در دیدن عیوب نفس خود و عمل خود و رویت منت و فضل خداست و این از اجل
معارف و انفع و اسلم احوال ست برای بنده و با وجود آن متمسک بوعده حق و مستوثق بعهد وی باشد و
علامت آن ثبات و استقامت ست بر وفای عهد عبودیت و ادای حق ربوبیت رزقنا الله تعالی بعد از آن

تو پروردگار منی و منم بندۂ تو مقصود بیان شدت رضای حق و تشبیہ آن ست کہ بہ فرح شخصیکہ گم شدہ و گریختہ خود را
یابد و بندہ گناہگار بندہ گریختہ از پروردگار تعالی است و توبہ حکم باز آوردن و باز یافتن دارد فافہم رواہ مسلم
وعن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عبدا اذنب ذنبا۔ بدرستیکہ بندہ از بندگان
کرد گناہے۔ فقال رب اذنبت فاغفرہ۔ پس گفت آن بندہ اے پروردگار من گناہے کردم پس بیامرز این گناہ را
فقال ربہ۔ پس گفت پروردگار او یعنی با ملائکہ۔ اعلم عبدی ان لہ ما یغفر الذنب و یاخذ بہ۔ آیا دست بندہ
من کہ مرا پروردگاری ست کہ می آمرزد گناہان را و میگیرد بہ گناہ۔ غفرت لعبدی۔ آمرزیدم مر بندۂ خود را بہمین
علم۔ ثم مکث ما شاء اللہ۔ پستر درنگ کرد آن بندہ در گناہ کردن مدتے کہ خواستہ بود خدا۔ ثم اذنب ذنبا۔ پستر گناہ
کرد بار دیگر۔ فقال رب اذنبت ذنبا فاغفرہ۔ پس گفت آن بندہ درین باے پروردگار من گناہ کردم پس
بیامرز این گناہ را۔ فقال پس گفت پروردگار درین بار نیز۔ اعلم عبدی ان لہ ما یغفر الذنب و یاخذ بہ غفرت
لعبدی ثم مکث ما شاء اللہ ثم اذنب ذنبا فقال رب اذنبت ذنبا آخر فاغفر لی۔ درین مرتبہ لفظ آخر و لی
زیادہ است و در بعضی نسخ در اول لی و در دوم آخر و لی نیز موجود ست و در نسخ مصححہ ہمین مقرر ست کہ ذکر کردیم۔ فقال
اعلم عبدی ان لہ ما یغفر الذنوب و یاخذ بہ غفرت لعبدی فلیفعل ما شاء۔ پس گو بکند بندہ ہر چہ میخواہد از گناہان مادام
کہ استغفار آرد مقصود بیان فضیلت استغفار ست و تاثیر وے و غفران نہ امر بگناہ۔ متفق علیہ۔ وعن جندب
بضم جیم و سکون نون و ضم دال و فتح آن نام ابوذر غفاری ست کہ از اکابر صحابہ و زہاد ایشان ست و جندب نام بعضی
صحابہ دیگر ہم ہست و ظاہر آن ست کہ مراد اینجا ابوذر باشد واللہ اعلم۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدث ان
رجلا قال واللہ لا یغفر اللہ لفلان۔ روایت ست از جندب کہ آن حضرت حکایت کرد کہ مردے گفت بخدا سوگند
کہ نمی آمرزد خداے تعالی مر فلان را ظاہر آن مرد فاسق مصر بود و این مرد سخن فضول گفت و سوگند خورد کہ خدای تعالے
او را نمی آمرزد۔ وان اللہ تعالی قال۔ و بدرستی کہ خداے تعالی گفت۔ من ذا الذی یتالی علی انی لا اغفر لفلان
کیست آنکہ سوگند میخورد بر من کہ نمی آمرزم فلان را یا مراد این عمل ست کہ سوگند خورد یعنی دروغ گوے ساختم ترا و
باطل گردانیدم سوگند ترا و آمرزیدم او را تالی بہمزہ و کسر لام مشددہ ایلاء سوگند خوردن۔ فانی قد غفرت لہ لفلان۔
پس بدرستیکہ تحقیق آمرزیدم مر فلان را و احبطت عملک۔ و باطل گردانیدم عمل ترا خطاب بآن مرد ست کہ گفت خدای تعالے
نمی آمرزد فلان را یا مراد این عمل ست کہ سوگند خورد یعنی دروغ گو گردانیدم ترا و باطل گردانیدم سوگند خوردن ترا و بیامرزیدم
او را۔ او کما قال۔ یا چنانچہ کہ گفت راوی بآن حضرت این عبارت را در جاے میگویند کہ راوی را لفظ حدیث بعینہ محفوظ
نماندہ ست۔ رواہ مسلم۔ و درین حدیث بر سر کسی را کہ شخصی حکم کند یوم مغفرت اگرچہ فاسق و بدکار باشد شاید کہ مولی تعالے
او را بہ بخشد و این را بگیرد و از ینجا گفتہ است۔ بیت نا امیدم مکن از سابقہ روز ازل۔ تو چہ دانی کہ پس پردہ کہ خوب ست

من بدست قدرت اوست اگر گناہ نمیکنید شما ہر آئینہ ببرد خدائے تعالیٰ شما را۔ ولجاء بقوم یذنبون۔ وہر آئینہ می آرد قومی را کہ گناہ کنند۔ فیستغفرون اللہ۔ پس طلب آمرزش کنند از خدا۔ فیغفر لہم پس بیامرزد مر ایشان را مقصود بیان عفو ومغفرت الٰہی سبحانہ است گناہان را از برائے اظہار مقتضائے اسم عفو وغفور۔ بیت گر جرم ز بندگان نیاید عفو تو جمال کے نماید۔ تا رغبت کنند در توبہ واستغفار نہ حث بر سر ذنوب وعدم مبالات بدان زیرا کہ خدائے تعالیٰ نہی کردہ است از ذنوب وفرستادہ است پیغمبر آنرا تا باز دارند از ان فافہم وباللہ التوفیق۔ رواہ مسلم۔ وعن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبسط یدہ باللیل لیتوب مسیٔ النہار۔ بدرستیکہ خدای تعالیٰ فراخ میگرداند دست رحمت خود را بہ شب تا توبہ کند بدی کنندہ در روز۔ یبسط یدہ بالنہار لیتوب مسیٔ اللیل وفراخ میکند دست خود بروز تا توبہ کند بدی کنندۂ شب وبسط ید کنایت ست از توسع در غفران واظہار کرم۔ حتی تطلع الشمس من مغربہا۔ تا آنکہ برآید آفتاب از جانب مغرب خود کہ دران وقت درہائے توبہ بستہ گردد وبیان این در اواخر کتاب در بیان علامات ساعت بیاید۔ رواہ مسلم۔ وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا اعترف۔ بدرستیکہ بندہ وقتیکہ اقرار میکند یعنی بگناہ خود۔ ثم تاب۔ پستر توبہ میکند ورجوع مینماید بدرگاہ رحمت حق۔ تاب اللہ علیہ قبول میکند خدائے تعالیٰ توبہ او را ورجوع میکند برحمت بروے متفق علیہ۔ وعن ابی ہریرۃ۔ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تاب قبل ان تطلع الشمس من مغربہا تاب اللہ علیہ۔ کسیکہ توبہ کند پیش از انکہ طلوع کند آفتاب از مغرب خود توبہ کند خدائے تعالیٰ بروے وقبول توبۂ او واجب ست بفضل الٰہی وکرم وے۔ رواہ مسلم۔ وعن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للہ اشد فرحا بتوبۃ عبدہ حین یتوب الیہ۔ ہر آئینہ خدائے تعالیٰ سخت ترست از روے شادمانی بتوبۂ بندۂ خود ورضائے وے تعالیٰ از بندہ ہنگامیکہ توبہ میکند بندہ ورجوع میکند بسوے خدائے تعالیٰ۔ من احدکم کانت راحلتہ بارض فلاۃ۔ یکی از شما کہ بود شتر سواری وبارکش وے بر زمین دشت۔ فانفلتت منہ پس برمید وگریخت راحلہ از وے۔ وعلیہا طعامہ وشرابہ وبران راحلہ بود خورش وی وآب وی۔ فایس منہا پس ناامید شد آنکس از ان راحلہ۔ فاتی شجرۃ۔ پس آمد آن کس درختی را فاضطجع فی ظلہا پس پہلو نہاد در سایہ آن درخت بسبب کوفت وملالت وے۔ قد ایس من راحلتہ۔ درحالی کہ بتحقیق ناامید شدہ است از راحلۂ خود فبینما ہو کذلک اذ ہو بہا قائمۃ عندہ۔ پس در اثنائے آنکہ آن کس ہمچنین بر پہلو افتادہ بود ناگاہ آن کس متلبس وحاضر ست براحلہ درحالتی کہ ایستادہ است راحلہ نزد وے فاخذ بخطامہا۔ پس گرفت مہار راحلہ را۔ ثم قال من شدۃ الفرح۔ پس گفت آن کس از سختی شادمانی۔ اللہم انت عبدی وانا ربک۔ خداوندا توئی بندۂ من ومنم خداوند تو اخطا من شدۃ الفرح۔ خطا کرد آن کس از سختی فرح وگفت تو بندۂ منی ومنم پروردگار تو بجائے آنکہ باید گفت

ذلک ما عندی - کم نگیرد اندآن داون ازانچہ نزد من ست از نعمت - الا کما ینقص المخیط اذا دخل البحر یگیرد چنانچہ کم میگیرد سوزن یعنی از آب دریا چون درآورده شود در دریا یا عبادی انما ہی اعمالکم احصیہا علیکم - ای بندگان من نیست آن عملہاے نیک و بد مگر عملہاے شما کہ میدانم و میشمارم بر شما ثم اوفیکم ایاہا پستر تمام میدہم شما را جزای اعمال را - فمن وجد خیرا فلیحمد اللہ - پس کسی کہ بیابد نیکی یا نیک در عملہاے خود پس باید کہ شکر گوید و ثنا کند خدا را کہ توفیق آن داد و جزای خیر بران مترتب گردانید - ومن وجد غیر ذلک فلا یلومن الا نفسہ - و کسیکہ بیابد غیر نیکی را در عملہاے خود پس باید کہ نکوہش نکند مگر نفس خود را کہ بشومی آن بجزاے بد رسید - رواہ مسلم - وعن ابی سعید - الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی بنی اسرائیل رجل قتل تسعۃ وتسعین انسانا - بود در بنی اسرائیل مردی کہ کشت نود و نہ آدمی را ثم خرج یسأل - پستر بیرون آمد در حالی کہ می پرسید مردم را از قبول توبہ خود یا سوال میکند مغفرت را از خدا و استغفار میکند ومعنی اول انسب و ألصق ست بقول وے فاتی راہبا فسألہ ہل لہ توبۃ - پس آمد راہبی را پس پرسید او را آیا ہست مر او را توبہ وقبول می افتد از وے توبہ و در بعضی فسخ الی توبۃ آیا مر است توبہ و این اگرچہ بحسب معنی ظاہر ست اما اول از حیثیت روایت صحیح ترست - قال لا - گفت راہب نیست ترا توبہ - فقتلہ - پس کشت آن مرد راہب را وجعل یسأل - و در ایتاد کہ سوال میکند مردم را - فقال لہ رجل ایت قریۃ کذا وکذا - پس گفت مر او را مرد ے بیا قریہ چنین وچنین را کہ محل رحمت ست و در بعضی روایات آمدہ کہ در وے عالمی ہست یعنی در وے کسی ست کہ حل مشکل تو خواہد کرد - فادرکہ الموت - پس در یافت او را امارات و علامات مرگ یعنی مرگش در رسید - فناء بصدرہ نحوہا - پس میل کرد آن مرد بسینہ خود بجانب آن قریہ یعنی در ہمان حالت در رسیدن مرگ سینہ را بر زمین کشیدہ آن جانب رفت نو میل کردن و بگرانی بر خاستن - فاختصمت فیہ ملائکۃ الرحمۃ وملائکۃ العذاب - پس بیکار کردند و نزاع نمودند در شان آن مرد فرشتگان رحمت و فرشتگان عذاب فرشتگان رحمت بران شدند کہ وے مرحوم و مغفور ست و فرشتگان عذاب بران آمدند کہ وے معذب و معذب ست فاوحی اللہ الی ہذہ ان تقربی پس وحی فرستاد خداے تعالیٰ بسوے این قریہ کہ متوجہ شدہ بود بجانب آن نزدیک شو بمیت - والی ہذہ ان تباعدی - و وحی فرستاد بسوے این قریہ ظالمہ کہ وے از ان ہجرت کردہ بود کہ دور رو از میت - فقال قیسوا بینہما - پس گفت خداے تعالیٰ فرشتگانرا اندازہ کنید و بہ پیائید مسافتے را کہ میان دو قریہ است نسبت بہ میت کہ کدام ازین دو نزدیکتر ست بمیت - فوجد الی ہذہ اقرب بشبر - پس یافتہ شد میت بسوے این قریہ رحمت کہ نزدیکتر ست بیک شبر بدست - فغفر لہ - پس آمرزیدہ شد مر او را و در ین حدیث کمال مبالغہ است بسعت رحمت الٰہی و امید وارے بمغفرت وے تعالیٰ و آن بصدق نیت او بود در توبہ و استغفار - متفق علیہ - وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لو لم تذنبوا لذہب اللہ بکم - سوگند بخداے کہ بقاے ذات

کہ وے تعالیٰ گفت - یا عبادے انی حرمت الظلم علی نفسی - اے بندگان من بدرستیکہ من حرام گردانیدہ ام ظلم را بر نفس خود یعنی سلب کردہ ام آنرا از ذات خود کنایت ست از تنزہ و تقدس وے تعالیٰ و ذکر تحریم از جہت مشاکلت ست بقول او کہ فرمود - وجعلتہ بینکم محرما فلا تظالموا - پس ظلم نہ کنید بر یکدیگر و تجاوز نکنید از حد اعتدال و انصاف - یا عبادے کلکم ضال الا من ہدیتہ - اے بندگان من ہمہ شما گمراہید مگر آن کسی را کہ راہ نمودم من او را - فاستہدونی اہدکم - پس طلب ہدایت کنید از من تا ہدایت کنم شما را - یا عبادے کلکم جائع الا من اطعمتہ اے بندگان من ہمہ شما گرسنہ اید مگر کسیکہ طعام بخورانم من او را - فاستطعمونی اطعمکم پس طلب طعام کنید از من تا اطعام کنم شما را - یا عبادے کلکم عار الا من کسوتہ فاستکسونی اکسکم - اے بندگان من ہمہ شما برہنہ اید مگر کسیکہ جامہ پوشانم من او را پس طلب کسوت کنید از من تا کسوت دہم شما را یعنی ہمہ از من ست چہ نعمت دینی کہ ہدایت ست وچہ نعمت دنیا کہ طعام و جامہ است لیکن اول مخصوص ست ببعضی و ثانی عام ست ہمہ را پس متوجہ نشود سوال کہ حیثیت معنی استثناء در الا من اطعمتہ والا من کسوتہ وحال آنکہ آن ہمہ را ثابت ست و ہیچکس محروم نیست ازان و طیبی گفتہ است کہ مراد اطعام و کسوت بسط و رزق و اغناست فافہم - یا عبادے انکم تخطئون - بضم تا و سکون خا و کسر طا - باللیل والنہار وانا اغفر الذنوب جمیعا اے بندگان من بدرستیکہ شما گناہ میکنید شب و روز و من می آمرزم گناہان را ہمہ - فاستغفرونی اغفر لکم - پس طلب آمرزش کنید از من بیامرزم من شما را - یا عبادے انکم لن تبلغوا ضری فتضرونی - اے بندگان من بدرستیکہ شما ہرگز نمیرسید گزند مرا تا کہ گزند رسانید مرا یعنی بہ معصیت و ہرگز نرسانید بضم ضاد و فتح آن ضر نفع یا بفتح مصدر ست و بضم اسم کذا فی القاموس و در مشارق گفتہ کہ ضر ہر دو متقارب نفع شود و گفتہ نشود مگر بضم - ولن تبلغوا نفعی فتنفعونی - و ہرگز نمی رسید سود مرا تا سود رسانید مرا یعنی بطاعت یعنی از معصیت بندگان زیانے و نقصانی بدرگاہ صمدیت حق نمیرسد و از طاعت سودے و کمالے نہ بلکہ سود و زیان ایشان ست یا عبادے لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم - اے بندگان من اگر باشند این کہ اول شما و آخر شما و آدمیان شما و جنیان شما کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم - باشند بر پرہیزگار ترین دل یک مرد از شما یعنی اگر فرض کردہ شود دل یک کسی از شما کہ متقی ترین دلہا باشد و شما ہمہ بریں صفت باشید - ما زاد ذلک فی ملکی شیئا - زیادہ نمیکند آن در ملک بادشاہی من چیزے را - یا عبادے لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد منکم ما نقص ذلک من ملکی شیئا اے بندگان من اگر باشد این کہ اول شما و آخر شما و آدمیان شما و جنیان شما باشند بر بدکارترین دل یک مرد از شما کم نکنند آن از ملک من چیزے را - یا عبادی لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم قاموا فی صعید واحد - اے بندگان من اگر باشد اینکہ اول شما و آخر شما آدمیان شما و جنیان شما بایستند در یک روے زمین - فسالونی پس سوال کنند مرا و بخواہند ہر چہ بخواہند - فاعطیت کل انسان مسئلتہ - پس بدہم ہر آدمی را خواست او را -

حق و ترقی مے کرد در ہر آن و درین تجلیات وے مے شمرد مرتبہ تحت را بعد از ترقی بدرجہ فوق بمثابہ ذنب کہ استغفار کردہ شود
ازان و ہمچنین بود حال قلب شریف وے دائم و انوار صفات ہمہ حجاب ذاتند غایتش آنکہ حجاب نورانی اند و باین اشارت
بقول وے صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمۃ و ارفع کلام درین مقام قول اصمعی ست
در وقتیکہ پرسیدہ شد از معنی این حدیث گفت اے سائل اگر از قلب دیگرے می پرسیدی میگفتم و بیان میکردم
آنچہ میدانستم اما از حال قلب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دم نتوانم زد کہ چیست و حال وے از جملہ متشابہات ست
کہ در انجا دم نتوان زد و شیخ تورپشتی میگوید رحمۃ اللہ علیہ کہ خدا خیر دہاد اصمعی را در رفتن وے بر نہج ادب و
اجلال و اعظام وے شان ویرا کہ موقع وحی و منزل فرود آمدن قرآن ست بعد ازان میگوید کہ ما درین مسلک بدورش
میرویم یکی آنکہ گوئیم ہرگاہ قلب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم تمامترین و کاملترین و روشن ترین و عارفترین دلہا بود
و اعتنا و اہتمام داشت با وجود آن بتشریع ملت و تاسیس سنت ناچار بود او را از فرود آمدن بمرتبہ رخص و التفات
بعضی حظوظ نفس و ممتحن بود باحکام بشریت و چون ارتکاب میکرد و میگرفت زود می دید چیزے ازانہا کدورتا ما بوے
از جہت کمال رقت و فرط نورانیت چہ شے چندانکہ رقیق تر و صافتر زود تاثیرات بر وے ظاہر تر و پیدا تر و آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ چیزے ازان میدید آنرا از جملہ گناہان مے شمرد و ازان استغفار میکرد و ازین باب بود
استغفار وے نزد بیرون آمدن از متوضا میگفت وے صلی اللہ علیہ وسلم غفرانک از جہت فقدان ذکر لسان دوم
آنکہ گوئیم خداے تعالےٰ چنانکہ برگزید او را از عالمیان و فرستاد بر ایشان خواست کہ باقی دارد در میان ایشان
تا منتفع میشوند بوے تا آن زمان کہ بہ تمام و کمال رسد مہم ارشاد و ہدایت و تکمیل و آنحضرت اگر گذاشتہ میشد بر آنچہ
و در آنچہ بود از حضور و تجلیات الٰہیہ فراخ و فرصت نمی یافت براے تعریف جاہد و تعلیم جاہل پس تقاضا کرد حکمت
الٰہیہ کہ برگماشت نوعے از احتجاب و استتار بر قلب شریف وے تا مشغول گردد باین عالم و تمامتر گردد حظ و انتفاع
مردم از وے اما وے صلی اللہ علیہ وسلم نسبت بحال خود این را گناہ می پنداشت و استغفار مے کرد این حاصل
کلام تورپشتی ست و وجہ اول راجع بوجہی ست کہ سابقا مذکور شد و وجہ ثانی آن نیز موجہ است و طیبی نیز دو وجہ
از افادت شیخ الوقت شہاب الدین سہروردی نقل کردہ کہ ثانی آن قریب ثانی دو وجہی ست کہ تورپشتی ذکر کردہ
و در رسالہ مرج البحرین این وجوہ مقرون بحسن تقریر بیان و تحریر نمودہ شدہ است و نزد این ضعیف سخن اصمعی از ہمہ
خوش تر ست واللہ اعلم۔ وعنہ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الناس توبوا الی اللہ۔ ای آدمیان
توبہ کنید و رجوع آرید بسوے خدا۔ فانی اتوب الیہ فی الیوم مائۃ مرۃ۔ پس بدرستیکہ من توبہ میکنم بسوے وی تعالےٰ
در روز صد بار۔ رواہ مسلم۔ وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یروی
عن اللہ روایت ست از ابی ذر کہ گفت آنحضرت در آنچہ روایت میکند از خداے تبارک و تعالیٰ انہ قال

جنید بغدادے پرسیدند کہ توبہ چیست فرمود فراموش کردن گناہ یعنی چنان کہ حلاوت گناہ از دل برآید کہ بمنزلہ آن شود کہ نمی شناسد گناہ را واز سہل تستری پرسیدند کہ توبہ چیست گفت توبہ آن ست کہ فراموش نکنی گناہ را کذا فی التعرف ودر شرح تعرف گفتہ کہ سہل اشارت کرد باحوال مریدان از جہت خوف عقوبت وخرط مجاہدت ایشان وجنید اشارت بہ توبہ محققین کرد کہ ذکر ذنوب نمیکنند بجہۃ غلبۂ عظمت خدا بر دل ایشان ودوام ذکر ایشان مراورا چہ ذکر جفا در حال وفا قبیح ست وبعضی گفتہ اند مراد بنسیان ترک عود ست

الفصل الاول عن ابی ہریرۃ - رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ انی لاستغفر اللہ واتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ - فرمود آنحضرت بخدا سوگند ہر آئینہ بدرستی کہ من استغفار کنم خدا را وتوبہ میکنم بسوے خدائے تعالیٰ در روزے بیشتر از ہفتاد بار - رواہ البخاری **وعن الاغر** - بفتح ہمزہ وغین معجمہ مفتوحہ وتشدید را - المزنی - بضم میم وفتح زاے منسوب بمزینہ کہ قبیلہ مشہور ست از عرب صحابی ست معدود ست در اہل کوفہ وبعضی گفتہ اند در اہل بصرہ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لیغان علی قلبی - بدرستی کہ ہر آئینہ پردہ کردہ میشود بر دل من وغین نعیم ست یعنی ابر فی الصراح غین ابر وتیرگی وبعضی گفتہ اند غین ابر رقیق را گویند - وانی لاستغفر اللہ فی الیوم مائۃ مرۃ - وبدرستیکہ من ہر آئنہ استغفار میکنم خدا را در روز صد بار - رواہ مسلم - بدانکہ علما وعرفا در بیان معنی این حدیث ودر یافت این سر حیرانند وسزاوار ست مر ایشان را کہ حیران شوند وتوقف کنند زیرا کہ مجال نیست ہیچ یکی را کہ بداند حقیقت قلب مصطفوی را واحوالیکہ عارض میگردد بران وہر چہ در وے گفتہ اند وبگویند ہمہ بظن وتخمین ست اگر چہ دعوی کشف ویقین کنند مگر آنکہ در بواطن بعضے از محققین عارفین از نور مبین آنحضرت پرتو افتد واللہ اعلم پس بعضے علما گفتہ اند کہ این از جہت غم واندوہ امت بود در مبدا ومعاد از انچہ مطلع شدہ بود وے صلی اللہ علیہ وسلم از احوال ایشان بعد از خود واستغفار ہم بر ایشان بود امالفظ اتوب الیہ کہ در حدیث سابق گذشت اما کونہ ازین معنی دارد وہم چنین حدیث آیندہ کہ یا ایہا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ فی الیوم مائۃ مرۃ فافہم مگر آنکہ طلب توبہ توفیق آن باشد مر ایشان را وبعضی مے گویند کہ آن چیزے بود کہ مشتغل بود آنحضرت بدان از نظر کردن در کار وبار امت ومصالح ایشان بر شد وارشاد وہدایت ومخالطت ازواج واکل وشرب ومحاربہ باعداے دین تا چنان می نمود کہ گویا شاغل ست از کمال جمعیت وحضور اگر چہ اعظم طاعت واشرف عبادت بود از جہت علو مقام ورفعت درجت وے وتفرد وے صلی اللہ علیہ وسلم بہ پروردگار وخلوص قلب وہمت وے از ہر چہ ماسواے اوست واین را گناہے میدانست وازان استغفار می کرد چنانکہ گفتہ اند حسنات الابرار سیئات المقربین وبعضی از صوفیہ گفتہ اند کہ این عین انوار بود نہ عین اغیار واین اشارت ست بانچہ بعضی از عرفا گفتہ اند کہ کشف کردہ می شد بر قلب شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم در ہر ساعت از انوار صفات

روایات ولا ملجاء نیز روایت کردہ اند ومنجا مقصور ست وملجاء مہموز۔ کشف اللہ عنہ سبعین بابا من الضر ادناہا الفقر۔ گشادہ کند و دور گرداند خدائے تعالیٰ ازان کس ہفتاد در از گزند کہ کمترین آن ہفتاد در فقر ست۔ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث لیس اسنادہ بمتصل۔ وگفتہ است ترمذی این حدیثی ست کہ نیست اسناد وے متصل۔ ومکحول لم یسمع من ابی ہریرۃ۔ زیرا کہ مکحول نہ شنیدہ است از ابی ہریرۃ در کاشف ذہبی گفتہ کہ مکحول روایت میکند از عائشہ رضی اللہ عنہا واز ابی ہریرہ بطریق ارسال۔ وعن ابی ہریرۃ۔ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاحول ولا قوۃ الا باللہ دواء من تسعۃ وتسعین داء ایسرہا الہم۔ این کلمہ دارو است از نود و نہ درد کہ آسان ترین آن دردہا اندوہ ست مراد دردہائے باطنی ست از گرفتارے نفس و بند خود بینی و خود پرستی و شرک خفی یا عام تر از باطنی و ظاہرے وہذا اظہر۔ وعنہ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ادلک الی کلمۃ من تحت العرش من کنز الجنۃ۔ وہم از ابی ہریرہ است کہ گفت آنحضرت آیا راہ ننمایم ترا بر کلمہ کہ نازل شدہ است از زیر عرش کہ مقام خاص کبریاء و عظمت و قدرت حق سبحانہ است کہ آن کلمہ از گنج بہشت ست و آن کلمہ کدام ست۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ یقول اللہ تعالیٰ۔ میگوید خدائے تعالیٰ یعنی در وقتیکہ میگوید بندہ این کلمہ را۔ اسلم عبدی۔ اسلام آورد و انقیاد و اطاعت کرد بندہ من باعتقاد و اخلاص۔ واستسلم۔ وتفویض کرد امر خود را یا امور کائنات را بسوے من و بعضی گفتہ اند اسلم واستسلم بیک معنی ست و مقصود از تکریر تاکید و تقریر ست۔ رواہما البیہقی فی الدعوات الکبیر۔ روایت کرد این دو حدیث را بیہقی در دعوات کبیر۔ وعن ابن عمر۔ رضی اللہ عنہما انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ ہی صلوۃ الخلائق این کلمہ صلوۃ تمامہ خلق و عبادت ایشان ست زیرا کہ خلائق ہمہ بتسبیح و تنزیہ الٰہی قائل و ناطق اند چنانکہ فرمود وان من شیء الا یسبح بحمدہ و جائے دیگر فرمود کل قد علم صلوتہ وتسبیحہ خواہ بلسان حال یا قال۔ والحمد للہ کلمۃ الشکر۔ والحمد للہ کلمہ شکر ست کہ ہر چیز و ہر کس شکر نعمت الٰہی میگوید۔ ولا الہ الا اللہ کلمۃ الاخلاص۔ ولا الہ الا اللہ کلمہ اخلاص و توحید ست واللہ اکبر تملاء ما بین السماء والارض۔ واللہ اکبر پر میکند چیزے را کہ میان آسمان و زمین ست زیرا کہ کبریا و عظمت الٰہی را محیط و شامل ست و تواند کہ ما بین السماء والارض کنایت از تمامہ عالم باشد۔ واذا قال العبد۔ و وقتیکہ میگوید بندہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ قال اللہ تعالیٰ۔ میگوید خدائے تعالیٰ۔ اسلم واستسلم۔ اسلام آورد و استسلام کرد بندہ من۔ رواہ رزین

باب الاستغفار والتوبۃ

استغفار در لغت طلب غفر بمعنی ستر و در شرع طلب پوشیدن گناہ و بخشیدن آن و توبہ در لغت بمعنی رجوع و در شرع رجوع از معصیت و پشیمان شدن ازان با صدق عزم بر آنکہ باز نگردد و توبہ را گاہے اسناد کنند بحق تعالیٰ و گویند تاب اللہ علیہ بمعنی رجوع برحمت و توفیق توبہ یا رجوع از تشدید بہ تخفیف یا از حظر باباحت۔ واز سید الطائفہ

حساب را عقدہ ہاست موضوع از برائے اعداد مشہور میان ایشان - فانہن مسؤلات - زیرا کہ بدرستیکہ انامل یا اصابع پرسیدہ میشوند روز قیامت از آنچہ کسب میکنند - مستنطقات - بفتح طا طلب نطق کردہ شدہ گویا گردانیدہ میشوند چنانکہ تمامہ اعضا و جوارح گویا میکردند و گواہی میدہند بر ایشان - فلا تغفلن فتنسین الرحمۃ - و غافل مباشید اے زنان از ذکر خدا و تسبیح و تقدیس وے پس فراموش کردہ میشوید و محروم گردانیدہ شوید از رحمت و تنسین بلفظ معلوم نیز روایت ست یعنی در نیابید رحمت را - رواہ الترمذی و ابوداؤد -

الفصل الثالث - عن سعد - بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال جاء اعرابی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال - گفت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آمد و بادیہ نشینی نزد آنحضرت پس گفت - علمنی کلاما اقولہ - بیاموزان مرا کلامے و ذکری و دعائے کہ میگفتہ باشم من آنرا - فقال قل - پس گفت آنحضرت بگو - لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا سبحان اللہ رب العالمین لا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم - و در روایت العلی العظیم - قال فہولاء لربی فما لی - گفت اعرابی این ذکرہا برائے خداست و حمد و ثنائے اوست پس چیست برائے من کہ دعا کنم برائے خود و خیر خواہم برائے خود بدان - فقال قل - پس گفت آنحضرت بگو - اللہم اغفرلی وارحمنی وابدنی وارزقنی وعافنی شک الراوی فی عافنی - شک کردہ است راوی در عافنی کہ ہست یا نیست - رواہ مسلم - وعن انس - رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی شجرۃ یابسۃ الورق - آنحضرت گذشت بر درخت خشک برگہا - فضربہا بعصاہ - پس آنحضرت صلعم زد آن درخت را بچوبیکہ در دست آنحضرت بود فتناثر الورق - پس افتادند و پراگندہ شدند برگہا - فقال ان الحمد للہ وسبحان اللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر تساقط ذنوب العبد پس گفت آنحضرت کہ گفتن این کلمات می افگند گناہان بندہ پس میریزد گناہان وے - کما یتساقط ورق ہذہ الشجرۃ چنان کہ میریزد برگہائے این درخت - رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب - وعن مکحول عن ابی ہریرۃ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ - روایت کرد مکحول شامی کہ از مشاہیر تابعین ست از ابی ہریرہ کہ گفت گفت مرا آنحضرت بسیار گو لا حول ولا قوۃ الا باللہ را زیرا کہ درین برأت ست از حیلۂ نفس و توانائی وے کہ مانع ست از سلوک طریق فنا و توکل شیخ امام قطب ابوالحسن شاذلی رہ گفت صحبت داشتم در سیاحت خود با مردے پس وصیت کرد مرا و گفت نیست اقوال چیزے معین تر و ممد تر بر افعال از قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ و نیست در افعال چیزے ممد و معین تر از گریختن بسوے خدا و اعتصام بفضل وے ومن یعتصم باللہ فقد ہدی الی صراط مستقیم انتہی - فانہا من کنز الجنۃ - پس بدرستیکہ این کلمہ گنجی از گنجہائے بہشت ست - قال مکحول فمن قال - گفت مکحول پس کسیکہ گوید - لا حول ولا قوۃ الا باللہ - نیست حیلت و بازگشتن از معصیت و قدرت و توانائی بر طاعت مگر بتوفیق خدا - ولا منجا من اللہ الا الیہ - و نیست رستگاری و گریز از خدا مگر بسوے او و در بعضی

ومساوی رسبحان اللہ است نصف آن ونصف این وہر دو میزان پر میشود واللہ اعلم - ولا الہ الا اللہ لیس لہا حجاب دون اللہ - نیست مر این کلمہ را پردہ فرود خدائے تعالیٰ - حتی تخلص علیہ - تا آنکہ میرسد بسوئے خدا و در راہ محجوب وموقوف نمی ماند زیرا کہ این توحید حق ست وتوحید حق باقی ست - رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب ولیس اسنادہ بالقوی - وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قال عبد - نگفت ہیچ بندہ — لا الہ الا اللہ مخلصا - بر وجہ اخلاص در توحید - قط - ہرگز - الا فتحت لہ ابواب السماء - مگر آنکہ کشادہ میشود مر آن بندہ را درہائے آسمان - حتی یفضی الی العرش - تا آنکہ میرسد بعرش کہ مقام کبریا و عظمت حق ست کنایت ست از رسیدن او بسوئے خدا چنانکہ در حدیث سابق گذشت - ما اجتنب الکبائر - مادام کہ پرہیز کند گناہان کبیرہ را و یکسو شود ازان تقیید او باجتناب کبائر از برائے سرعت قبول و وصول ست زیرا کہ ایمان بے عمل ناقص ومخل بوجود اخلاص ست قولہ تعالیٰ والعمل الصالح یرفعہ - رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب وعن ابن مسعود - رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیت ابراہیم - گفت آنحضرت بیش آمدم ابراہیم علیہ السلام را - لیلۃ اسری بی - در شب اسرے کہ مرا از مسجد حرام بہ مسجد اقصی بردند کہ شب معراج بود - فقال یا محمد اقرء امتک منی السلام - گفت ابراہیم اے محمد بخوان امت خود را از جانب من سلام اقرار بفتح ہمزہ وکسر راست از اقراء یعنی خوانانیدن ودر بعضی نسخ اقرار بکسر ہمزہ وفتح را از قرار یعنی بخوان وبگو امت خود را از من سلام وتحقیق این لفظ در جائے دیگر از کتاب کردہ شدہ است - واخبرہم ان الجنۃ طیبۃ التربۃ - وخبر دہ ایشان را کہ بہشت خاک او خوش وپاک ست — وعذبۃ الماء - وشیرین وخوش ست آب او - وانہا قیعان - وخبر دہ کہ بہشت یعنی زمینہائے او در اصل ہموار ست خالی از درختان کہ نیست نبات در وے - وان غراسہا - وخبر دہ کہ درختان وے این کلمات ست - سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر - یعنی درختان بجزائے اعمال مردم در انجا نشاندہ ہر کلمہ از کلمات مذکورہ کہ کسی میگوید درختی در بہشت برائے وے می نشانند وچون درختان جزائے این کلمات اند گویا عین این کلمات اند تیسان جمیع قاع زمین ہموار وزمینی کہ ریگستانہا در وے نباشد وغرس درخت نشاندن وغراس بکسر نہال - رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب اسنادا - وعن یسیرۃ - بضم تحتانیہ اولے وسکون ثانیہ وفتح مہملہ وبعد را مضمومہ بجائے یا نیز میگویند بنت یاسر صحابیہ است - وکانت من المہاجرات - وبود این زن از زنانیکہ ہجرت کردہ بودند از مکہ بمدینہ وبعضی میگویند از انصاریات ست وقول اول صحیح ترست - قالت - گفت یسیرہ - قال لنا رسول اللہ - گفت ما را پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم علیکن بالتسبیح والتہلیل والتقدیس - بر شما باد اے جماعۃ زنان کہ یاد کنید خدا را بنزاہت وپاکی بگفتن سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ الروح یا گفتن سبحان الملک القدوس یا انچہ در معنی اوست کذا قالوا - واعقدن بالانامل - وعقد کنید وگرہ بندید بسر انگشتان یعنی بشمارید آنہا را واہل

درشتہ ہاے دراز گرہ ہای بستند مانند آن کذا حققہ السیوطی فی رسالتہ۔ فقال الا اخبرک بما ہو الیسر علیک من ہذا و افضل
تسبیح راوی ست پس گفت آنحضرت آیا خبر ندہم ترا اے زن بہ تسبیحی کہ آن آسان تر یا فاضلتر ست بر تو از ین تسبیح کردن
بگفتہای بسیار باعتبار کمیت و فاضلتر ست از روی کیفیت و آن تسبیح کدام ست سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء پاکی ست خدا را بعدد ہمہ
چیزے کہ پیدا کردہ ست در آسمان۔ و سبحان اللہ عدد ما خلق فی الارض۔ و پاکی خدا بشمار چیزے کہ پیدا کردہ ست در زمین و سبحان اللہ عدد ما بین
ذلک و پاکی خدا را بشمار چیزے کہ میان آسمان و زمین ست۔ و سبحان اللہ عدد ما ہو خالق۔ و پاکی خدا بشمار ہر چیزیکہ پیدا کنندہ است
و ے تعالیٰ تا ابد۔ و اللہ اکبر مثل ذلک یعنی گفت عدد ما خلق فی السماء آخر ہ و احتمال دارد کہ لفظ مثل ذلک را
گفتہ باشد بجاے عدد ما خلق فی السماء الی آخرہ و اللہ اعلم۔ و الحمد للہ مثل ذلک و لا الہ الا اللہ مثل ذلک لاحول ولا قوۃ
الا باللہ مثل ذلک رواہ الترمذی و ابو داؤد و قال الترمذی ہذا حدیث غریب۔ و عن عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سبح اللہ مائۃ مرۃ بالغداۃ۔ کسیکہ بپاکی یاد کند خدا را و بگوید
سبحان اللہ صد بار در بامداد۔ و مائۃ بالعشی۔ و صد بار در شبانگاہ۔ کان لمن حج مائۃ حجۃ۔ باشد ہمچو کسیکہ گزاردہ است
صد حج این را از باب الحاق ناقص بکامل میدارند از برائے مبالغہ در بیان فضل این عمل و بعضی گویند شاید کہ
تضاعیف این باصل ثواب آن برسد و باوجود آن دلالت دارد بر فضل ذکر خدا و کمال آن و فضل اللہ واسع۔
و من حمد اللہ مائۃ بالغداۃ و مائۃ بالعشی۔ و کسی کہ حمد بگوید خدا را و بگوید الحمد للہ صد بار در بامداد و صد بار در شبانگاہ۔
کان کمن حمل علی مائۃ فرس فی سبیل اللہ۔ باشد ہمچون کسیکہ سوار کردہ است مردم را بر صد اسپ در راہ خدا۔ و من
ہلل اللہ مائۃ بالغداۃ و مائۃ بالعشی۔ و کسیکہ تہلیل کند و بگوید لا الہ الا اللہ صد بار در بامداد و صد بار در شبانگاہ۔ کان کمن
اعتق مائۃ رقبۃ من ولد اسمعیل۔ باشد مانند کسی کہ آزاد کرد صد بندہ را از اولاد اسمعیل عم اختلاف ست علماء را در استرقاق
عرب بعض می گویند در مشرکان ایشان یا قتل ست یا ایمان و این حدیث مثبت قول اول ست یا تواند کہ کسی بظلم یا نادانستہ
اسیر و استرقاق کردہ باشد و بعضے گفتہ اند کہ این مبالغہ است۔ و من کبر اللہ مائۃ بالغداۃ و مائۃ بالعشی۔ و کسی کہ
بہ بزرگی یاد کند خدا را و بگوید اللہ اکبر صد بار در بامداد و صد بار در شبانگاہ۔ لم یات فی ذلک الیوم احد باکثر مما اتی
بہ الا من قال مثل ذلک۔ نیاورد در ان روز ہیچ کس عملی بہتر از انکہ آوردہ است آن کس آن را مگر کسیکہ گفتہ است مثل آن۔
او زاد علی ما قال۔ یا زیادہ کردہ است بران و درین حدیث مثل انچہ گذشت در فصل اول در حدیث ابی ہریرہ سخن ست
رواہ الترمذی و قال ہذا حدیث حسن غریب۔ و عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التسبیح
نصف المیزان۔ اسبحان اللہ گفتن نیم ترازو اعمال ست یعنی تسبیح یکطرف و تمامۂ اعمال طرف دیگر۔ و الحمد للہ یملاہ۔
و الحمد للہ گفتن پر میکند میزان را یعنی حمد تمام میزان را پر میکند و فاضلتر ست از سبحان اللہ زیرا کہ الحمد للہ شکر ست
بہ نعمتہاے خدا و شکر مستجلب مزید ست پس ثواب وے اکثر و افر باشد و تواند کہ مراد بآن آن باشد کہ وے معادل

رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال موسیٰ علیہ السلام یارب علمنی شیئا اذکرک بہ۔ گفت آنحضرت گفت موسیٰ اے پروردگار من بیاموز مرا چیزے کہ ذکر کنم ترا بدان چیز۔ او او عوک بہ۔ یانجوانم ترا بدان چیز شک راوی ست کہ اذکرک بہ گفت یا ادعوک بہ گفت و در بعضی نسخ و ادعوک بہ است بواو پس مطلوب ذکر و دعا ست بہر دو۔ فقال۔ پس گفت پروردگار تعالیٰ۔ یاموسیٰ قل۔ اے موسیٰ بگو۔ لا الہ الا اللہ فقال۔ پس گفت موسیٰ یارب کل عبادک یقول ہذا۔ اے پروردگار من ہر بندۂ تو میگوید این را۔ انما اُرید شیئا تخصنی بہ۔ نمیخواہم من مگر چیزے را کہ مخصوص و ممتاز گردانی تو مرا بدان چیز یعنی ذکرے و دعاے خاص مرا ے کہ دیگران بہ من شریک دران نباشند۔ قال۔ گفت پروردگار تعالیٰ۔ یاموسیٰ لو ان السموات السبع وعامرہن غیری۔ اگر ثابت شود کہ ہفت آسمان و آباد دارندگان آنہا جز من یعنی تمامۂ اہل آسمانہا از ملائکہ و استثنائے حق تعالیٰ از عامر سموات بطریق مجاز انقطاع ست و عامر بمعنی اصلاح دہندہ و نگاہدارندہ از خلل و اختلال نیز آمدہ و بریں معنی استثنائے وے تعالیٰ بر حقیقت ست۔ والارضین السبع۔ و ہفت زمین و عامر زمینہا را ذکر کرد از جہت قلت یا اکتفا کرد بذکر عامر سموات و ضعن فی کفۃ۔ نہادہ شوند این آسمانہا و زمینہا در یک پلہ ترازو۔ و لا الہ الا اللہ فی کفۃ۔ و نہادہ شود لا الہ الا اللہ در پلہ دیگر از ترازو۔ لمالت بہن۔ ہر آینہ میل میکند کفۃ لا الہ الا اللہ۔ و راجح می آید از آسمان ہا و زمینہا و اہل آنہا۔ رواہ فی شرح السنۃ۔ وعن ابی سعید۔ و ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال۔ کسی کہ بگوید۔ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر صدقہ ربہ۔ تصدق میکند او را راست گو میگرداند او را پروردگار او۔ وقال۔ و میگوید پروردگار۔ لا الہ الا انا۔ انا اکبر۔ نیست الہ مگر من و من بزرگترم۔ واذا قال۔ و چون میگوید بندہ۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ یقول اللہ۔ میگوید خداے تعالیٰ۔ لا الہ الا انا وحدی لا شریک لی واذا قال۔ و چون میگوید بندہ۔ لا الہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد قال۔ میگوید خداے تعالیٰ۔ لا الہ الا انا لی الملک ولی الحمد واذا قال۔ و چون میگوید۔ لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ قال۔ میگوید خدا تعالیٰ لا الہ الا انا ولا حول ولا قوۃ الا بی یعنی امید دارد پروردگار تعالیٰ این اقوال بندہ را و میگوید موافق انچہ میگوید بندہ و قبول میکند از وی و در بعضی فضیلت ست مر این کلمات را۔ وکان یقول۔ و بود آنحضرت کہ میگفت من قالہا فی مرضہ کسی کہ بگوید این کلمات را در بیماری خود۔ ثم مات لم تطعمہ النار۔ نمی خورد او را آتش دوزخ۔ رواہ الترمذی و ابن ماجۃ۔ وعن سعد۔ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ انہ دخل مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی امرأۃ۔ روایت ست از سعد بن ابی وقاص کہ وے در آمد با آن حضرت بر زنی و در بعضی روایات آمدہ است کہ آن زن از امہات المؤمنین بود جویریہ یا غیر وے واللہ اعلم۔ و بین یدیہا نوے۔ و پیش آن زن خستہ ہاے خرما بود۔ از حصی یا سنگریزہ ہا بود شک راوی ست۔ تسبح بہ۔ تسبیح میکرد آن زن بآن خستہ ہا یا باین سنگریزہ یا تسبیح باین وضع کہ الآن متعارف ست در زمان شریف نبود و بعضی خستہ ہا یا سنگریزہ ہا نگاہ میداشت و بآن شمار میکردند و بعضی

یارسول اللہ قال۔ گفت آنحضرت۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ آن گنجے از گنجہاے بہشت ہاین کلمہ است باین معنی کہ گفتن این کلمہ مرگوینده خود را ثواب ہی بخشد کہ مثل گنجہاے دنیا ست بلکہ گنجہاے دنیا در جنب آن لاشی ست ومشائخ گفتہ اند کہ ہیچ ذکر معین ومحدد بر عمل ازین کلمہ نیست کہ معنی آن تبرے از حول وقوۃ خود وعدم اعتماد واتکال بر نفس ست ودر تشکیک این فقیر این حدیث پیش از حضرت شیخ عبد الوہاب بخواند واز کیفیت وحقیقت این گنج پرسید فرمودند ہمانجا معلوم خواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ حاجت بہ بحث نیست۔ متفق علیہ۔

الفصل الثانی ۔ **عن جابرؓ** قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال۔ کسی کہ گوید۔ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ غرست لہ نخلۃ فی الجنۃ۔ نشاندہ شود براے او درخت خرما در بہشت۔ رواہ الترمذی۔ **وعن الزبیرؓ** رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من صباح یصبح العباد فیہ۔ نیست ہیچ صباحی کہ صبح میکنند در وے بندگان۔ الا منادیان ۔ مگر آنکہ آواز کند آواز کنندہ یعنی فرشتہ آواز میکند۔ سبحان الملک القدوس تسبیح وتنزیہ کنید خدارا کہ بادشاہ مالک الملک پاک از جمیع نقائص ست وبگوئید سبحان الملک القدوس۔ رواہ الترمذی۔ **وعن جابرؓ** رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الذکر لا الہ الا اللہ فاضلترین ذکر لا الہ الا اللہ است اگرچہ اذکار بسیار ست وہر چہ بدان یاد خدا حاصل شود از اقوال وافعال ذکر ست ولیکن این کلمہ توحید ست وایمان بی آن صحیح ونہ اشتغال ومداومت این کلمہ را خواص عجیب واسرار غریب ست در تطہیر باطن وتصفیہ قلب وظہور سرے کہ موضوع ست در دل ولہذا اختیار کردہ اند مشائخ آن را در تربیت مریدان۔ وافضل الدعاء الحمد للہ۔ وفاضلترین دعاہا الحمد للہ ست تسمیہ حمد بدعا بجہت آن ست کہ ثنا بر کریم در معنی دعا وسوال ست وافضل از جہت آن شد زیرا کہ حمد خدا کہ منعم حقیقی ست در معنی شکر ست بلکہ حمد راس شکر ست وشکر موجب مزید نعمت ست۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ۔ **وعن عبد اللہ بن عمرؓ** قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحمد راس الشکر۔ حمد سر شکر ست زیرا کہ شکر تعظیم منعم ست وفعل لسان اظہر وادل بر ان از افعل قلب خفی ست در دلالت افعال جوارح زیرا کہ شکر تعظیم منعم ست یا بہ محبت داشتن بدل یا بثنا کردن بر زبان یا خدمت کردن باعضاء ودر دلالت افعال جوارح قصور واشتباہ است۔ ما شکر اللہ عبد لم یحمدہ۔ شکر کامل نہ گفت خدارا بندہ کہ حمد نگفت او را ودرین کلام اشارت ست بآنکہ آدمی باید کہ با وجود تصفیہ باطن حفظ ظاہر نیز بکند یا تنویر قلب تکمیل آن بہ فعل زبان نیز نماید تا ظاہر وباطن کمال وتمام پذیرد۔ **وعن ابن عباسؓ** رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یدعی الی الجنۃ یوم القیمۃ الذین یحمدون اللہ فی السراء والضراء۔ نخستین کسانیکہ خوانده وبرده شوند بسوے بہشت روز قیامت آنکسانی اند کہ حمد وشکر میگویند خدارا در خوشی وناخوشی کنایت ست از جمیع احوال۔ رواہما البیہقی فی شعب الایمان۔ **وعن ابی سعید الخدری**

وحدا و کلمات - چہار کلمہ است کہ مفید مبالغہ و کمال اند و تسبیح و تحمید مشترک ست میان اینہا زائد بران نیست یعنی تسبیح و تحمید میگویم ترا بشمار مخلوقات تو کہ بشمار و بی اندازہ اند چنانکہ موجب رضائے تو شوند و بوزن عرش تو کہ عظیم ست و بمقدار کلمات تو کہ مر اکلام اوست یا اسماء و صفات او یا علم اوست - رواہ مسلم - وعن ابی ہریرۃ - رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال - کسیکہ بگوید لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر مائۃ مرۃ - صد بار - کانت لہ عدل عشر رقاب - باشد مر او را ثواب برابر دہ برد کہ آزاد کند و عدل بکسر عین و فتح آن ہر دو روایت ست بمعنی مثل و برابر چیزے و بعضی گفتہ اند بفتح برابر چیزے از غیر جنس وے بکسر از جنس وکتب لہ مائۃ حسنۃ - و نوشتہ شود برائے وی صد نیکی - ومحیت عنہ مائۃ سیئۃ - و محو کردہ شود از وے صد بدی این حدیث مؤید آن ست کہ در حدیث سعد بن ابی وقاص ست و یحط بہا و بی الف ست - وکانت لہ حرزا من الشیطان یومہ ذلک - و باشند این کلمات مر او را پناہ از شیطان و شرے و دران روز کہ گفتہ است این کلمات را - حتی یمسی - تا آنکہ شبانگاہ کند حرز بکسر حاء استوار و تعویذ - ولم یات احد بافضل مما جاء بہ الا رجل عمل اکثر من ذلک - و نیاورد ہیچ کس عملی افضل را از آنچہ او آوردہ است او مگر مردیکہ عمل کرد بہ بیشتر از انچہ او کردہ از جنس ہمین تسبیح یا دیگر از اعمال و این حدیث از اشکال اول کہ در حدیث ابی ہریرہ می آید سالم ست - متفق علیہ - وعن ابی موسیٰ الاشعری قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر - گفت ابو موسیٰ اشعری بودیم ما با آنحضرت در سفرے - فجعل الناس یجہرون بالتکبیر پس در ایستادند مردم کہ آواز بلند میکنند بتکبیر - فقال رسول اللہ - پس گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الناس اربعوا علی انفسکم - ای مردم نرمی کنید بر ذاتہائے خود و تعب نکشید بہ بلند کردن آواز و درین اشارت ست کہ منع از جہر برائے آسانی و نرمی ست نہ از جہت نامشروعیت ذکر جہر و حق آن ست کہ ذکر جہر مشروع ست بے شبہہ مگر بعارض اینہا در رسالہ او را د اثبات نمودیم پس ازان تاکید کرد منع را بقول خود - انکم لا تدعون اصم ولا غائبا بدرستی کہ شما نمیخوانید کر را و نہ غائب را - انکم تدعون سمیعا بصیرا - بدرستی کہ شما میخوانید شنوائے بینا را - وہو معکم - و او باشماست بعلم و حضور و زیادت بصیر بآنکہ حاجت بذکر او نیست بمناسبت سمیع ست کہ ہر دو در اکثر مواضع معا ذکر کردہ اند و باوجود آن اشارت ست بآنکہ وے می بیند شما را و می داند اعوال شما را و میداند احوال شما را از ہیئت شما و صورت شما و طیبی گفتہ کہ بصیر بجہت آن زیادہ کرد کہ سمیع بصیر ادراک کنندہ تر ست از سمیع اعمی فافہم - والذی تدعونہ اقرب علی احدکم من عنق راحلتہ - و آن کسیکہ میخوانید شما او را نزدیکتر ست بکی از شما از گردن شتر وی قال ابو موسیٰ و انا خلفہ گفت ابو موسیٰ اشعری و من پس آنحضرت بودم بر شتر پیادہ - اقول - میگویم - لاحول ولا قوۃ الا باللہ فی نفسی - در نفس خود آہستہ - فقال پس گفت آنحضرت - یا عبد اللہ بن قیس - اسم ابو موسیٰ اشعری ست الا ادلک علی کنز من کنوز الجنۃ - آیا راہ ننمایم ترا بر گنجی از گنجہائے بہشت - فقلت بلی - پس گفتم من آرے نما —

تسبیح گوید صد بار۔ فیکتب لہ الف حسنۃ۔ پس نوشتہ میشود مراورا ہزار نیکی بحساب مشہور کہ ہر نیکی را دہ حسنۃ است۔
او یحط عنہ الف خطیئۃ۔ یا افگندہ شود از وے ہزار گناہ این نیز حکم کتاب ہزار حسنۃ دارد و از انچہ تقدیر کردہ شد ضمیر
جلالہ بآنحضرت رفت اما اطلاق این لفظ در احادیث مانوس و معہود نیست و تواند کہ ضمیر بسعد ابن وقاص رود و این
قول راوے سعد بود گویا کہ کسی از ہم نشینان وے اضطراب کرد و پیش از تمام روایت حدیث از وے سوال کرد
فافہم۔ رواہ مسلم وفی کتابہ فی جمیع الروایات عن موسیٰ الجہنی او یحط۔ و در کتاب مسلم یعنے صحیح وے از موسیٰ جہنی بضم جیم
و فتح ہا کہ از ثقات است او یحط آمدہ بکلمۂ او برائے تردید چنانکہ تقریر کردہ شد۔ قال ابو بکر البرقانی۔ گفت ابو بکر
برقانی بفتح باو ضم و کسر آن نسبت بہ برقان کہ نام قریہ ایست از خوارزم۔ رواہ شعبۃ و ابو عوانہ و یحیی بن سعید القطان
عن موسیٰ۔ روایت کردہ اند این حدیث را این آئمہ از موسیٰ جہنی مذکور۔ فقالوا او یحط بغیر الف۔ پس گفتہ اند در
یحط بواو بی الف پس ہم کتابت الف حسنۃ میشود و ہم حط الف خطیئۃ و ظاہر ہمین ست زیرا کہ حسنات دور میکند
سیئات را۔ ہکذا فی کتاب الحمیدی۔ ہمچنین بیان کردہ است حمیدی در جمع بین الصحیحین۔ **وعن ابی ذر** قال
سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الکلام افضل۔ گفت ابو ذر کہ پرسیدہ شد آنحضرت را کہ کدام کلام فاضلتر است
قال ما اصطفی اللہ لملائکتہ۔ گفت آنحضرت فاضلترین کلام کلامی ست کہ برگزیدہ و اختیار کردہ است خدائے تعالیٰ
مر فرشتگان خود را کہ تسبیح و تحمید میکنند او را بدان کلام تلویح ست بقول حق سبحانہ تعالیٰ ونحن نسبح بحمدک و نقدس لک زیرا کہ
این تعلیم وے تعالیٰ ست مر ایشان را بدلیل قول ایشان لا علم لنا الا ما علمتنا آن کلام کدام ست۔ سبحان اللہ وبحمدہ
رواہ مسلم۔ **وعن جویریۃ**۔ بضم جیم و فتح واو و سکون تحتانیہ کہ یکی از امہات المومنین ست۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
خرج من عندہا بکرۃ۔ روایت ست از جویریہ کہ آنحضرت بیرون آمد از نزد وے در بامداد ے۔ حین صلی الصبح ہنگامیکہ
گزارد آنحضرت نماز بامداد را و ہی فی مسجدہا۔ بفتح جیم و حال آنکہ جویریہ در سجدہ گاہ خود بود یعنی در جائیکہ نماز گزاردہ بود
نشستہ ذکر و تسبیح میکرد شاید کہ مراد مکانیست کہ ساختہ بود در خانہ خود برائے نماز گزاردن و آن را مسجد گاہی بکسر
جیم نیز میگویند۔ ثم رجع۔ پس باز گشت آنحضرت و بر سر وے آمد۔ بعد ان ضحی۔ بعد از انکہ چاشت کرد آنحضرت یعنی در آمد
وقت چاشت۔ وہی جالسۃ۔ و حال آنکہ جویریہ نشستہ بود۔ قال ما زلت علی الحال الذی فارقتک علیہا۔ گفت آنحضرت
آیا ہمیشہ ہستی تو بر حالتیکہ جدا شدم از تو بران حال یعنی وقت از صبح تا الآن کہ وقت چاشت ست بر حال خود ے
و نشستہ ذکر میگوئی قالت نعم۔ گفت جویریہ آرے بر ہمان حال خودم۔ قال النبی۔ گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
لقد قلت بعدک اربع کلمات ثلث مرات۔ ہر آئینہ گفتم من بعد از تو یعنی بعد از بر آمدن از پیش تو چہار کلمہ سہ بار۔ لو وزنت
بما قلت منذ الیوم ہمچنین کلمات اند کہ اگر بر سنجیدہ شوند و مقابل کردہ شوند بہ چیزیکہ گفتہ و خواندہ تو امروز۔ لوزنتہن۔
ہر آئینہ بر ابر ے آیند این کلمات بان۔ تسبیحات و تحمیداتست کہ گفتہ تو۔ سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضی نفسہ وزنۃ عرشہ

رواہ مسلم - وعن ابی ہریرۃ - رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان اقول سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر احب الی مما طلعت علیہ الشمس - ہرآئنہ گفتن من این چہار کلمہ را دوست داشتہ شدہ ترست بسوے من از ہر چیزے کہ برآمدہ است بروے آفتاب یعنی دنیا و مافیہا گویا کہ این کفایت ست از ہمہ مخلوقات و مخصوص نیست اجیت نسبت بنعلیات زیرا کہ ذکر خدا افضل واجب ست از تمامہ عالم - رواہ مسلم - وعنہ - وہم از ابی ہریرہ است قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ من قال - کسیکہ بگوید - سبحان اللہ وبحمدہ فی یوم مائۃ مرۃ - در روزے صد بار حطت خطایاہ - افگندہ شود و کم کردہ شود گناہان او و ان کانت مثل زبد البحر - اگرچہ باشد گناہان او مانند کف دریا در کثرت متفق علیہ - وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال حین یصبح وحین یمسی - کسی کہ بگوید در ہنگامیکہ صبح کند و در ہنگامی کہ شام کند یعنی در صبح و شام گوید - سبحان اللہ وبحمدہ مائۃ لم یات احد یوم القیمۃ بافضل مما جاء بہ الا رجل قال مثل ما قال او زاد علیہ - مگر یکی کہ گفتہ است مانند انچہ گفتہ است وے یا زیادہ کردہ است بر انچہ وے گفتہ است متفق علیہ - ایجاد و اشکال می آرند یکی آنکہ از ظاہر عبارت این مفہوم میشود کہ ہر کہ گفت مانند انچہ وے گفت و آوردہ مثل آوردہ باشد نہ افضل ازان و این ظاہر ست اشکال دوم آنکہ زیادت بر تحدیدات شرع در اعداد جائز نیست چنانکہ در چہار رکعت ظہر پنج رکعت گزارد مثلا پس زیادہ آوردن چون جائز باشد جواب از اول آنکہ تقدیر کلام و معنی وے آن ست کہ نیاورد مساوی انچہ وے آوردہ و نہ افضل از انچہ وے آوردہ مگر کسیکہ گفت وے انچہ گفت پس وے مساوی آورد یا کسیکہ زیادت گفت از انچہ وے گفت پس وے افضل ازان آوردہ جواب از اشکال ثانی آنکہ زیادت بر تقدیرے جائز نیست کہ از شارع اجازت و تجویز زیادت نیامدہ است در حدیث چون تصریح بزیادت کرد جواز آن معلوم شدہ پس این مثل پنج رکعت بجاے چہار رکعت ظہر نباشد بلکہ مثل آنکہ در نماز تہجد یا اشراق شش رکعت آمدہ است و اگر تا سیزدہ و دوازدہ بگزارد نیز جائز ست بلکہ افضل ست و تواند کہ مراد بہ ازدیاد اعمال خیر دیگر باشد نہ نفس تسبیح فافہم - وعنہ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن - دو کلمہ اند سبک بر زبان گران در میزان اعمال دوست داشتہ شدہ بسوی رحمان آن دو کلمہ کدام ست - سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم متفق علیہ - وعن سعد - بن ابی وقاص قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال - روایت ست از سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ گفت بودیم ما نزد آنحضرت پس گفت آنحضرت - ایعجز احدکم ان یکسب کل یوم الف حسنۃ - آیا عاجز می آید یکی از شما از انکہ کسب کند ہر روز ہزار نیکی - فسالہ سائل من جلسائہ کیف یکسب احدنا الف حسنۃ - پس پرسید آنحضرت را پرسندہ از ہم نشینان وے صلی اللہ علیہ وسلم چگونہ کسب کند یکی از ما ہزار نیکی را یعنی ہر روز - قال یسبح مائۃ تسبیحۃ - گفت آنحضرت

اسم اعظم درین اسماست کہ دعا کردی بآن و بعضی اللهم گفته اند زرکشی در شرح جمع الجوامع از بعضی سلف نقل کرده کہ گفته اند کہ هر کسیکہ اللهم گفت دعا کرد خدا را بجمیع اسماء و مثل این از حسن بصری نیز نقل کرده اند و بعضی الم گفته اند نقل کرده شده است این از ابن عباس و ابن مسعود و بعضے گفته اند هر اسمی از اسماء الٰهی کہ بخواند او را بنده بطریق حضور و استغراق چنانکه در باطن او دران حالت غیر حق تعالی نباشد هر گز این حالت دست داد مستجاب شد دعاے او البته و این قول از امام جعفر سلام الله علیه و علی آبائه الکرام و از شیخ جنید و غیر وے رضی الله عنهم منقول ست و ابن نعیم در حلیه از بانیه ید بسطامی آورده کہ شخصی از وے از اسم اعظم سوال کرد فرمود از احدے محدود نیت آن فراغ قلب ست بوحدانیت حق و چون باین حال باشی قصد کن بهر اسمیکه باشد میروی بمشرق و مغرب و از ابی سلیمان دارانی آورده کہ گفت پرسیدم بعضی مشائخ را از اسم اعظم گفت دل خود را می شناسی گفتم نعم گفت وقتیکه نبی دل خود را کہ اقبال کرده بخدا و رفیق شد سوال کن حاجت خود را کہ بهین اسم اعظم ست و از ابی الربیع سائح آورده کہ پرسیدند وی مرزے کہ گفت تعلیم کن مرا اسم اعظم گفت بنویس بسم الله الرحمن الرحیم اطاعت کن خدا را تا اطاعت کند ترا و گفته اند بسم الله الرحمن الرحیم از عارف همچو کن ست از پروردگار تعالی و تقدس و الله اعلم

باب ثواب التسبیح والتحمید والتهلیل والتکبیر

تسبیح پاکی تنزیه کردن و پاکی یاد نمودن و تحمید حمد گفتن بسیار و مکرر و باین معنی ست اشتقاق محمد کہ محمود ست مکرر و تکبیر کبیر و بزرگ گردانیدن و تهلیل لا اله الا الله گفتن و مراد بیان احادیث ست کہ وارد شده است در ثواب سبحان الله و الحمد لله و لا اله الا الله و الله اکبر و تهلیل مشتق از لا اله الا الله است و عرب چون بسیار گردد استعمال ایشان دو کلمه را ضم میکنند بعضی حروف یک کلمه را ببعض حروف کلمه دیگر مثل حمدله و بسمله و میگویند هیللت الرجل و هلل وقتیکه گوید لا اله الا الله و حیعل وقتیکه گوید حی علی الفلاح

الفصل الاول - عن سمرة - بفتح سین و ضم میم - بن جندب - بضم دال و فتح آن صحابی مشهور ست کثیر الحدیث

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الکلام اربع - فاضلتر و زیاده تر از روے ثواب چهار کلمه اند سبحان الله و الحمد لله و لا اله الا الله و الله اکبر در روایه احب الکلام الی الله اربع سبحان الله و الحمد لله و لا اله الا الله و الله اکبر لا یضرک بایهن بدأت - زیان نمیکند ترا بهر کدام ازان کلمات کہ آغاز کنی زیرا کہ هر کدام ازین کلمات مستقل ست در افاده مقصود کہ جلال حق و کمال اوست و تقدیم و تاخیر دران تفاوت نمیکند و لیکن این ترتیب را معانی تناسب ست زیرا کہ ناظر در معرفت خدا بحسب تنزیه وے می باید بعد ازان منحصری باید نعم و کمالات در ذات تقدس وے تعالی بعد ازان منکشف میگردد بروے توحید بعد ازان عاجز می باید خود را از ثناء و توحید پس میگوید الله اکبر کذا قال الغزالی و مراد اجلیت ست بعد از کلام خدا و خود این کلمات نیز از قرآنند جز کلمه رابع و در روایتی آمده است افضل الذکر بعد از

باہی بود دعا این ست - لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین لم یدع بہا رجل مسلم فی شئی - دعا کرد بوے ہیچ مردے مسلمان در ہیچ چیزے - الا استجاب لہ - مگر آنکہ قبول کرد خدائے تعالیٰ دعای اورا - رواہ احمد والترمذی پس اسم اعظم باین روایت لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ست اگرچہ صحیح درین حدیث نفرمود کہ این اسم اعظم است ولیکن استجابت دعا حتمافشانی از خواص اسم اعظم ست بارعایت آداب و شروط کہ قرار یافتہ است و در بعضی

روایات صریح نیز آمدہ

الفصل الثالث - عن بریدۃ - رضی اللہ عنہ قال دخلت مع رسول اللہ - گفت بریدہ در آمدم با پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم المسجد غشار - مسجد را در وقت غشا - فاذا رجل یقرا ویرفع صوتہ - پس ناگاہ مردے میخواند و بلند میکند آواز خود را - فقلت - پس گفتم من - یا رسول اللہ اتقول ہذا مرائیا - آیا میگوئی تو کہ این مرد ریائی ست قال بل مومن منیب - گفت آنحضرت بلکہ مسلمان رجوع کنندہ بخدائے در دے آمندہ باوست - قال - گفت بریدہ و ابو موسی الاشعری یقرا ویرفع صوتہ - ابو موسیٰ اشعری میخواند و بلند میکرد آواز خود را پس آن مرد کہ در صدد حدیث مذکور بود ابو موسیٰ بود - فجعل رسول اللہ - پس گشت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یستمع لقرائتہ - می شنید قرأت او را و گوش می نہاد آنرا - ثم جلس ابو موسی یدعو - پس نشست ابو موسیٰ شعری در حالیکہ دعا میکند - فقال - پس گفت - اللہم انی اشہدک انک انت اللہ - خداوندا من گواہ میگیرم ترا کہ تو ئی خدا - لا الہ الا انت - نیست معبود بحق مگر تو - احد الصمد - نصب و در روایت برفع آمدہ - لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد فقال رسول اللہ - پس گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم لقد سال اللہ باسمہ الذی اذا سئل بہ اعطی واذا دعی بہ اجاب - قلت - گفت بریدہ گفتم من - یا رسول اللہ اخبرہ باسمع منک - آیا خبر دہم من ابو موسیٰ را بچیزیکہ شنیدم از تو - قال نعم - گفت آنحضرت آرے خبر دہ او را - فاخبرہ بقول رسول اللہ - پس خبر دادم من او را بقول پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی انت الیوم اخ صدیق - پس گفت ابو موسیٰ مرا تو امروز مرا برادر دوستی - حدثنی بحدیث رسول اللہ - حدیث کردی تو مرا بحدیث پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم - یعنی این حدیث کہ در وے بشارت استجابت ست اما مطلق حدیث آوردہ از احادیث این ست و در اینجا اقوال دیگر ست بعضی بسم اللہ الرحمن الرحیم گفتہ و بعضی اللہ گفتہ اند انچہ مؤلف آوردہ از احادیث این ست و در اینجا اقوال دیگر ست بعضی بسم اللہ الرحمن الرحیم گفتہ و بعضی اللہ گفتہ اند روایت کرد ابن ابی حاتم از جابر بن زید بعضی ہو گفتہ و بعضی الحی القیوم و بعضی مالک الملک و بعضی کلمۂ توحید و بعضی اللہ لا الہ الا ہو رب العرش العظیم و فخر رازی نقل کرد از امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کہ وے سوال کرد از حضرت عزت کہ تعلیم کند او را اسم اعظم پس نمود در خواب کہ اسم اعظم لا الہ الا اللہ است و بعضی گفتہ اند کہ اسم اعظم مخفی ست در اسمائے حسنیٰ و موید ست این قول را حدیث عائشہ کہ وے چون دعا کرد بہ بعضی اسمائے حسنیٰ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

گوید اللھم اعطنی و اعطاء او ن آن و دعا خواندن و ندا کردن ست چنانکہ گوید یا اللہ و اجابت قبول آن چنانکہ خواہد
بیک عبدے و سوال و دعا بمعنی یک دیگر نیز مے آیند۔ رواہ الترمذی و ابو داؤد۔ و بدانکہ بتحقیق وارد شدہ است
اقوال مختلفہ از علماء در اسم اعظم و ذکر کردہ است سیوطی در رسالۂ مسمی بالدر النظم فی بیان الاسم الاعظم کہ بعضے برآنند
کہ اسماے الٰہی ہمہ اعظم اند و روا نیست تفضیل بعضے از انہا بر بعضے و نسبت کردہ میشود این قول را بہ شیخ ابو الحسن
اشعرے و قاضی ابو بکر باقلانی و جماعت غیر ایشان و ایشان میگویند آنجا کہ ذکر اسم اعظم واقع شدہ است مراد
باسم اعظم عظیم ست و طبرانی گفتہ است کہ اختلاف کردہ شدہ است در تعیین اسم اعظم و نزد من آن ست
کہ ہمہ اقوال صحیح اند زیرا کہ در ہیچ خبرے واقع نشدہ است کہ این اسم اعظم ست و اسمی دیگر از وے اعظم نیست
و گو یا کہ وے قائل ست کہ ہمہ اسماء اعظم تو ان گفت پس اعظم راجع بمعنی عظیم گردد و ابن حبان گفتہ کہ اعظمیتی کہ وارد
شدہ است در اخبار مراد بآن مزید ثواب ست مر داعی را بدان و مثل این معنی در آیات قرآنے نیز جاری ست
کہ قرأت بعضی از آیات موجب مزید ثواب ست اگرچہ در حد ذات ہمہ عظیم اند کہ کلام خدا اند و بعضے گفتہ اند کہ تعیین
آن در علم الٰہی ست خبرے کسی نداند چنانکہ در لیلۃ القدر و ساعۃ الجمعہ گفتہ اند و بعضے تعیین نیز کردہ اند نظر بظاہر
احادیثی کہ وارد شدہ است در ان یکی از ان حدیث بریدہ است کہ مذکور شد کہ اسم اعظم لا الہ الا انت الاحد الصمد
الذی لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفوا احد و سیوطی از شیخ ابن حجر نقل کردہ کہ وی گفتہ است کہ این قول ارجح ست از
حیثیت سند از ہر چہ وارد شدہ است در ینباب و دیگر حدیث انس ست کہ مؤلف گفتہ و عن انس قال کنت
جالسا مع النبی۔ گفت انس بودم من نشستہ با پیغمبر۔ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد۔ در مسجد۔ و رجلا یصلی۔ و حال آنکہ
مردے نماز میگذارد۔ فقال۔ پس گفت آن مرد۔ اللھم انی اسالک بان لک الحمد۔ خداوندا سوال میکنم من بوسیلۂ
آنکہ مر تراست ہمہ ستایشہا۔ لا الہ الا انت۔ نیست ہیچ معبود بحق مگر تو۔ المنان۔ مہربان نعمت دہندہ۔
بدیع السموات و الارض یا ذا الجلال و الاکرام یا حی یا قیوم۔ و معانی اینہا در ذکر اسماء گذشت۔ اسالک۔ سوال میکنم ترا
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا اللہ باسمہ الاعظم الذی اذا دعی بہ اجاب و اذا سئل بہ اعطی رواہ الترمذی و ابو داؤد
و النسائی و ابن ماجۃ۔ دیگر حدیث اسماء کہ مؤلف گفت۔ و عن اسماء بنت یزید۔ صحابیہ جلیلۂ انصاریہ از خداوندان
عقل و دین حاضر شد تبوک مراد کشت نہ کافر را بجوب خیمہ رضی اللہ عنہا۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اسم اللہ الذی
فی ہاتین الآیتین۔ گفت آنحضرت اسم اعظم در دو آیت ست۔ و الٰھکم الٰہ واحد لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم و فاتحۂ آل عمران۔
و در اول سورۂ آل عمران کہ این ست۔ الم اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم رواہ الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجۃ و الدارمی
پس اسم اعظم باین روایت الرحمن الرحیم و الحی القیوم باشد۔ و عن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دعوۃ ذی النون اذ دعا ربہ و ہو فی بطن الحوت۔ دعاے یونس پیغمبر علیہ السلام وقتیکہ دعا کرد و حال آنکہ در شکم

در گرفت گناہگاران شتابی نکند و در عقوبت انتقام ایشان تعجیل نورزد و صبور نزدیک بمعنی حلیم ست و فرق آن ست که صبور مشعر ست آنکه اگرچه اکنون صبر کرد و لیکن در آخرت میگیرد و حلیم مطلق ست و بعضی گفته اند که در صبور خوف عذاب غالب ست و در حلیم امید عفو و بعضی گفته اند که صبور بمعنی صبر دهنده است و صبر دهنده مرتبه را بر بلا و مصیبت و صبر دهنده بر تحمل بار امانت و صبر دهنده بر مخالفت هوا و شهوت و صبر دهنده بر مشقت ادای عبادت اوست سبحانه و بنده باید که در جمیع بلاها و زحمتها و فرقتها صبر از وے خواهد و از بی قراری وے دور باشد حکایت آورده اند که یکی از اکابر گفت که در مکه معظمه بودم درویشی دیدم که بمسجد حرام در آمد و طواف کرد و رقعه از جیب بیرون آورد و در وی نگریست و برفت روز دیگر همچنان کرد و برفت چند روز مراقب حال او بودم بهمان منوال می آمد و میرفت روزے در آمد و طواف کرد و در رقعه نظر کرد و جان بحق تسلیم کرد و برخاستم و رقعه را دیدم نوشته بود و اصبر لحکم ربک فانک باعیننا و تخلق آن ست که در هیچ کارے سبکی و شتابی نکند و آرام و تمکین ورزد و در رنج فراق پناه باید وصال بر دود و اشتیاق را بذکر محبوب درمان کند تا بمقصود برسد و منظفر و منصور گردد و ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین یا ایها الذین امنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا الله لعلکم تفلحون یکی از مشائخ گفته است جام صبر بیاشام اگر کشته شوی شهید شوی و اگر زنده مانی سعید باشی (بیت) صبرے کنیم تا کرم او چه میکند ۔ با این دل شکسته غم او چه میکند ۔ عیسی دم ست نفس دهوا پیش او مکش ۔ وانگه نظاره کن که دم او چه میکند ۔ تمام شد شرح نود و نه نام آلهی که درین حدیث وارد یافته ۔ رواه الترمذی ۔ روایت کرد این حدیث را ترمذی در جامع خود ۔ و البیهقی فی الدعوات الکبیر ۔ و روایت کرد بیهقی در کتاب خود که نام آن دعوات کبیر ست و قال الترمذی ۔ و گفته است ترمذی ۔ هذا حدیث غریب ۔ و در روایت ابی هریره غیر این اسما نیز آمده چنانکه الاحد النهم الرب المعطی یا در بدل بعضی ازین اسما یا زیاده بران و بریں تقدیر زیاده بر نود و نه میشود و حق آن ست که اسماء آلهی در کتاب و سنت زیاده بران آمده است بعضی مفرد و بعضی مرکب و منحصر در نود و نه نیست مگر باعتبار اختصاص بخاصیتی که در حدیث مذکور ست چنانکه گفته شد و الله اعلم ۔ و عن بریدة ۔ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم سمع رجلا یقول ۔ روایت ست از بریده اسلمی که آنحضرت شنید مردے را که میگفت ۔ اللهم انی اسالک بانک لا الٰه الا انت انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد ۔ خداوندا من میطلبم از تو بوسیله این که تو خداوندی یگانه که قصد کرده میشود بسوے وے در تمامه حوائج آن کسی که نزاید و نزائیده شد و نیست مراد را همتا هیچ یکی ۔ فقال پس گفت آنحضرت ۔ و الله باسمه الاعظم ۔ خواند آن مرد خدا را بنام وے که بزرگتر ست از همه نامها الذی اذا سئل به اعطی ۔ آن نامی که چون خواسته شود بآن نام میدهد خدای تعالی آن خواسته شده را ۔ و اذا دعی به اجاب و چون دعا کرده شود بآن نام قبول میکند دعا را و اینجا فرق نهادند در سوال و دعا سوال طلبیدن و خواستن است چنانکه

وطریق قویم خصوصاً سید انبیا وختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ بداۃ طریق الحق ومحیی علوم الدین اللھم وفقنا واھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین وذوالنون مصری گفت قدس سرہ سہ چیز از اخلاق عارفان ست تنگدلی غمروگان را بکشادباز آوردن ونعمتہاے حق تعالیٰ را بغافلان بیاد دادن وبزبان توحید مسلمان را بحق راہ نمودن یعنی روے دل ایشان از دنیا بدین واز معاش بمعاد آوردن البدیع بیمثل ومانند وہر کہ در ذات وصفات وافعال بیمثل ومانند ست آن بدیع مطلق ست وآن خبر باری تعالیٰ کہ نیست وبدیع بمعنی مبدع یعنی نوبیرون آرندہ نیز دارند وہر دو تفسیر کردہ شدہ است قول وے سبحانہ تعالیٰ بدیع السموات والارض ونبذہ را باید کہ در ہر چہ از بدائع وصنائع نظر کند دل بخدائے بیمثل ومانند کہ مبدع اوست برد واز حدوث حوادث بر وجود قدیم استدلال نماید وقول رسول صلی اللہ علیہ وسلم در وقت دیدن نو باوہ ہذا قریب العہد من ربی اثر آن معرفت ست وہر نبذہ کہ مخصوص ست بخاصیتی خاص مثل نبوت وولایت وعلم بروجہ بیمثلی وبی نظیرے یا نو پدید آرندہ است چیزہا از امور راجع بصفت کمال در جمیع اوقات یا در عصر خود او را بدیع گویند وابدع مخلوقات محمد رسول اللہ است صلی اللہ علیہ وسلم واوست فرد کامل واحد در اتصاف بصفات حق وتخلق باسماے وی تعالیٰ علی الاطلاق کہ ہیچکس او را مثل ونظیر نیست اللھم صل وسلم علی محمد بعدد کل ذرۃ شعر منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اتمہا واکملہا الباقی - دائم الوجود کہ ہرگز فنا نپذیرد ونبذہ باید کہ در پرتو بقاے حق از خود فانی شود ودل از تعلق بماسواے او نگاہ دارد وتخلق آن ست کہ سعی کند در تحصیل کمالے کہ باقی ماند آثار آن در ین جہان ودر ان عالم وفانی شود در جلال حق تا باقی بانہ بحیات ابدی - الوارث - مراد بوارث باقی بعد فناے موجودات کہ تمامۂ املاک فانی ملاک بعد فناے ملاک راجع بوی گردد وبوے رسد واین نظیر بظاہر ست والا اوست مالک علی الاطلاق از ازل تا ابد بی تبدل ملک وملکوت وتمامۂ ملک وملکوت مراوراست بے شریک وہمتا وہمہ ارباب بصائر ہمیشہ ندائے لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار بگوش ہوش میشنوند جل جلالہ وعظم شانہ پس نبذہ را باید کہ در نبند مال وسیراث نباشد ودانند کہ ہمہ گذاشتنی ست وازوے باز داشتنی ست موتوا قبل ان تموتوا از شعار عارفان ست بیت - دل برین منزل فانی چہ نہی ، رخت بر بند کہ الا للہ وتخلق آن ست کہ تحصیل علوم ومعارف دین کند تا وارث انبیا گردد - الرشید - رشید در لغت لسانان وبرہ شدن بر خلاف غی ورشید آنکہ اقوال اوبر نہج رشاد وافعال اوبر سنن صواب بود واحکام او بر طرز اتقان واحکام خلل وذلل بہیچ کار او راہ نیابد وہمہ تدبیرات او نساق بغایات گردد وبر سنن سداد بی اشتتار وبی اعتراض رفتہ اند کہ رشید اینجا بمعنی مرشد ست کہ بندگان را در مقاصد دین ودنیا ومبدا ومعاد بکتاب وشریعت بطریق ارشاد وسداد خواندہ است ووجہ تعلق وتخلق ظاہر ست - الصبور - صبر در لغت شکیبائی کردن وصبور آنکہ

الٰهی این همان گیاه است که تو تعلیم فرمودی خطاب باعتاب در رسید که آن کرت توجه بجناب ما کردی شفا دادیم و این کرت
توجه به گیاه کردی درد را زیاده گردانیدیم تا بدانی که شفا دهنده مائیم نه گیاه و تخلق آن ست که بامر الٰهی و حکم شریعت
ضرر رساند و زجر کند دشمنان دین را و نفع رساند و یاری دهد دوستان را تا بمقتضای ارادت و امر هر دو عمل کند
که جمع میان حقیقت و شریعت این ست **النور** - نور در عرف عام بمعنی روشنی ست و نور در اسم الٰهی تعالی
بمعنی منور و وی تعالی روشن گرداننده سموات ست بکواکب و سیارات و روشن گرداننده زمین بانبیا و اولیا
و علما و مؤمنین و مؤمنات و بساتین و ریاحین و روشن گرداننده دلهای مومنان و عارفان ست بنور ایمان
و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق نور علی نور یهدی الله لنوره من یشاء و نزد خواص نور عبارت ست از چیزی
که ظاهر تر بود بر خود و ظاهر کننده غیر خود را و چون مقابله کرده شود وجود را بعدم ظهور مر وجود را باشد و خفا مر عدم را
و هیچ چیز تاریکتر از عدم نیست پس کسیکه بری باشد از عدم بلکه از امکان عدم و بیرون آرنده باشد ماهیات را از
ظلمت عدم سزاوارتر ست از غیر خود که نامیده شود او را نور و وجود نوری ست که فائض ست بر جمله اشیا و وجود همه
از نور ذات وست الله نور السموات والارض درین هنگام رساله در تفسیر این کریمه بظهور آمده است که متکفل ابر
از اسرار و اظهار انوار شده است و بالله التوفیق و بنده باید که از ظلمات طبیعت و کدورات نفس برآمده و اقتباس
انوار از مشکات هدایات و مصباح شریعت نموده بنور علم و عمل نیک از بد تمیز نماید و خواطر شیطانی و نفسانی را از ملکانی
و رحمانی جدا کند بزرگان گفته اند که هر حالی که نتیجه علم نباشد اگرچه آن حال عظیم باشد ضرر او بیشتر از نفع بود و هر که
رعایت ظاهر علم و آداب شریعت فرو گذاشت کند حقیقت نور بدل او فرو نیاید و تخلق آن ست که منور باشد بنور ایمان
و عرفان و مظهر باشد احکام دین را و بریاضت و مجاهده و تزکیه نفس و تصفیه قلب و تجلیه روح و بفنا در نور الانوار
فنای ظلمات بشریت نموده و بقا بنور الانوار حاصل کرده عین نور گردد اللهم اعطنی نورا و اعظم لی نورا و اجعلنی نورا
الهادی - هدایت راه نمودن و بمنزل مقصود رسانیدن راه نمای همه راه روان اوست هر که راه دنیا میرود
راه نما اوست و آنکه راه عقبی میرود رهبر اوست و آنکه راه وصول بجناب قرب وی میرود هادی جذبات عنایت اوست
بیت گر نه چراغ لطف تو راه نماید از کرم + قافلهای شب روان پی نبرد بمنزلی + و انواع هدایت پروردگار تعالی
را حصر نیست الذی اعطی کل شیء خلقه ثم هدی چنانکه طفل را بمجرد برآمدن از شکم بمکیدن پستان هدایت کرد و جوجه را بمجرد
برآمدن از بیضه بچیدن دانه راه نمود و مگس شهد را به بنا نمودن خانه بر شکل مسدس که موافق ترین اشکال ست بوی
هدایت فرمود و شرح این دور دراز ست و افضل و اعظم هدایت راه نمودن ست بطریقی که موصل بجناب نعیم
و رویت وجه کریم اوست و ابداع کردن در باطن خواص عباد از انوار توفیق و اسرار تحقیق که سبب هدایت ست
بطاعت و بمعرفت و بهره مند ترین بندگان به تعلق و تخلق باین اسم انبیا و اولیا و علما اند که هادی خلایق اند بصراط مستقیم

متخلق باسم غنی گردد و باز چون نیازمندان را دست گیرد و بآنچه تواند رفع احتیاج ایشان کند و انچه از فضل نعمت حق نزد او دست بر فقراء و مساکین اضافه کند و از سوال بے نیاز گرداند حظے از اسم المغنی نیز یابد المعطی المانع - هر کرا هر چه خواهد بدهد و هر کرا خواهد ندهد لا مانع لما اعطی و لا معطی لما منع و بنده چون دانست که حق تعالیٰ معطی و مانع ست عطائے او امیدوار بود و از منع دے خائف و تخلق آنکه صالحان و مستحقان را عطا کند و فاسقان و ظالمان را منع نماید یا قلب و روح از انوار حضور و طاعت عطا کند و نفس و طبیعت را از هوا و شهوات مانع آید و درین روایت ابی هریره که در کتاب مذکور ست ذکر المعطی نیست و منع را بر این روایت تفسیر میکنند بر دو اسباب هلاک و نقصان در ابدان و ادیان بخلق عقل و وضع شرع و باین معنی راجع رائل یعنی الحفیظ میشود چه منع از اسباب هلاک از ضروریات حفظ و لوازم اوست و حاصل نمیشود حفظ بی او لیکن منع را اضافت بسبب هلاک میکنند و حفظ را اضافت بمحروس از هلاک مینمایند و مقصود از منع و غایت دے حفظ ست پس هر چه در اسم الحفیظ از معانی و وجه تعلق تخلق مذکور شده در اسم المانع نیز ملحوظ خواهد بود و فرق میان این و معنی آن ست که منع بمعنی اول منع از عطاست و بمعنی ثانی منع از بالاطف ظاهر ست از خداوندگاهے منع از عطا نیز لطف میباشد و لیکن خفی و منع میکند دے سبحانه آرزوهاے و شهوتها را از نفس کسی که میخواهد مخصوص میگرداند بفضل و کرامت خود و از اهل خصوص گرداند و منع ارادات و اختیارات را از قلب کسیکه میخواهد خالص گرداند او را برائے خود و مقام اهل خلوص از مرتبه اهل خصوص بلند تر ست و بنده چون دانست که مولی تعالیٰ اسباب هلاک و نقصان از دے منع میکند و در حفظ خود نگاه میدارد شکر گوید حق را بر این نعمت و تخلق آنکه مانع آید خود در باشد از تطرق فساد و هلاک بخود و باهل صلاح نگاهدارد و دین را و اهل دین را از آفات و مخافات - الضار النافع - خالق خیر و شر و نفع و ضر راوست تعالیٰ و آفریننده درد و داروی رنج و شفا و گرمی و سردی و خشکی و تری اوست تعالیٰ گمان نبرد که دوا نافع بذات خود ست و زهر مهلک بنفس خود و طعام بنفس خود سیر میگرداند و آب بذات خود سیراب میسازد اینها همه اسباب عادی اند یعنی آنکه عادت بر آن جاری شده که دے سبحانه اینها را اسباب ساخته است و بواسطه اینها خلق میکند اگر خواهد بے اینها نیز پیدا کند و اگر خواهد با وجود اینها نکند و همچنین کل اجزاے عالم از علویات و سفلیات و وسائط و اسباب مسخر قدرت کامله تامه باری تعالیٰ اند و همه اینها نسبت بقدرت ازلیه مانند قلم در دست کاتب اند بے توقف و قدرت صفتی ست شامل اکثر صفات خصوصاً صفات فعلیه و فرق بعموم و خصوص وجهات و حیثیات ست و بنده باید که ضر و نفع همه از حق تعالیٰ داند و عالم اسباب را مغلوب قدرت او شناسد و حکم قضاے الٰهی را مستسلم گردد و تفویض امور بوے کند و زندگانی کند و بے از خلق و در راحت و خلق از دے در راحت حکایت آورده اند که موسیٰ علیه السلام از رود نیل بحضرت حق تعالیٰ شکایت کرد که فلان گیاه را بر دندان نبه تا آرام گیرد گیاه بر دندان مبارک نهاد و آرام گرفت بعد از مدتی باز دندان درد کرد هم از ان گیاه بر دندان نهاد و در زیاده گشت گفت

ایجاد و اعدام و ابقا و افناء و تعلق و تخلق و شرح اسم الملک گذشت۔ ذو الجلال والاکرام۔ آنکہ ہر جلال و ہر کمال ثابت است مر او را و ہر کرامت و ہر بزرگیت صادر ست از وے جل جلالہ و عم نوالہ پس جلال صفت ذات اوست و کرامت فعل او ست کہ فائض ست از وے بر بندگان و انواع اکرام او بندگان را خارج از دائرۂ حصر و ثناست و مجمل آن در ضمن قول وے و لقد کرمنا بنی آدم۔ و ان تعد او نعمۃ اللہ لا تحصوہا مندرج و مذکور ست و ہر کہ جلال خدا را شناخت تذلل نماید بدرگاہ وے و ہر کہ اکرام او را دید شکر گوید مر او را پس خدمت نکند مر غیر او را و سوال نکند از غیر وے۔ و تخلق آن ست کہ تحصیل کند مر نفس خود را جلالے و شرفے و کمالی و انعامی و اکرام کند بندگان حق را چنانکہ لائق و سزاوار ست۔ المقسط۔ قسوط جور و بیدادے و اقساط عدل و داد گستردن و مقسط عادل کہ انصاف بگیرد مظلوم را از ظالم و کمال این معنی آن ست کہ در روز قیامت ظالم و مظلوم را از یکدیگر خشنود گرداند چنانکہ در حدیث آمدہ است و شرح این در اسم العدل گذشت۔ الجامع۔ جمع گرداورندہ و گرد آرندہ خلق متماثلات چنانچہ آدمیان بر روے زمین و برانگیزندۂ ایشان در محشر و تبانیات ہمچو جمع میان آسمانہا و کوکبہا و ہوا و زمین و دریاہا و حیوانات و نباتات و جماد و معادن مختلفہ و ہمہ را مختلف اشکال و الوان و طعوم و اوصاف اند و ہمہ را و زمین جمع کردہ و ہمہ را در عالم جمع کردہ و بہمچنین جمع کردہ در حیوانات میان استخوان و پی و رگ و مغز و سائر اجزاے حیوان و جمع کردہ میان متضادات چنانکہ عناصر و کیفیات آنہا را در مزاج واحد ابلغ وجوہ جمع ست و جمع کردہ دلہای عارفان را بشہود و تقدیر تا خلاص شدہ اند از اسباب تفرقہ و رویت و سایط و حادثات و جمع کردہ ہموم ایشان را در طلب خود و دلہاے ایشان را بذکر خود الا بذکر اللہ تطمئن القلوب و جمع کرد فضائل و کمالات در انبیا و اولیا و علما و جمع کرد در بعضے از کمل اولی علم و سیادت و کرامت و عزت و قدرت و جمع کرد فضائل اولین و آخرین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب و اتباع اجمعین نبذہ باید کہ تامل و تفکر کند در اجتماع صنائع و بدائع آلہی و افعال غیر متناہی او و تخلق آن ست کہ جمع کند میان علم و عمل و کمالات نفسانیہ و جسمانیہ و معرفت ذات و صفات حق و صفات حمیدہ و اخلاق گزیدہ و در وظائف عبادات و اوراد و خیرات و مبرات و سائر فضائل و کمالات و سعی کند در جمع ہم و سکون قلب و جمعیت مع اللہ بیت در جمعیت کوش تا ہمہ ذات شوی ۔ ترسم کہ پراگندہ شوی بات شوی۔ الغنی المغنی۔ غنا بی نیاز شدن از غنا بی نیاز گردانیدن روے تعالیٰ غنی ست کہ در ذات و صفات و افعال از ہمہ بی نیاز ست و با وجود آن بے نیاز گرداننده است دیگر را از بندگان خود و لیکن آنکہ غنی گردد با غناے غیر غنی مطلق نخواہد بود در فنا اگر از اشتمال خود غنی گردد یعنی خود محتاج ست و غنی مطلق حق ست تعالے و تقدس یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ و اللہ ہو الغنی الحمید و بندہ چون دانست کہ حق سبحانہ بی نیاز ست نیاز بحضرت او برد و چون دانست کہ بے نیاز گرداننده است طمع از ہمہ قطع کند و سوال نکند مگر از وے و در وے نیاز نیاز و مگر بوی در خلق بی نیاز گردد

ورجوع میکند وی سبحانه بفضل وکرامت پس بحقیقت توبه حق سابق ست بر توبه بنده چنانکه فرمود ثم تاب علیهم لیتوبوا
(ع) توبه کنیم و بشکنیم توبه دهی و نشکنیم + و بنده باید که دائم در امید زند و در نومیدی بر بندد و از جناب حق توبه طلب دارد
و از گناهان و پشیمان گردد و گوش عبرت باز دارد و در توبه تاخیر نکند و امر عجلوا بالتوبة قبل الموت را امتثال کند - حکایت
عیسی ابن عیسی وزیر با کوکبه سواران میراند خلق را چنانکه عادت ست میپرسیدند این کیست زالی بر رهگذری نشسته
بود گفت چند گوئید این کیست این بنده است از چشم عنایت حق افتاده و باین حال مبتلا گشته عیسی بن عیسی بشنید
و به منزل خود باز گشت و ترک وزارت کرده بدولت توبه مشرف شد و بمکه مجاور گشت و تخلق آن ست که از زلات
بندگان اعراض کنند و اگر اعتذار نمایند و توبه کنند قبول کند بکرم و انعام بر ایشان رجوع نماید و هر که بعد از نماز چاشت
صد بار بگوید اللهم اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم گناهان او آمرزیده شوند کذا جاء فی کتب الحدیث -
المنتقم - انتقام بعقوبت پاداش کردن و یکی از صفات حق سبحانه انتقام ست ان الله عزیز ذو انتقام و این بعد از
اندازه و امهال اشد و اغلظ ست از معاجلت و مسارعت و وی سبحانه انتقام میکشد و عقوبت میکند کافران را
و متمردان را به سبب کفر و گردن کشی و عاصیان و فاسقان را اگر خواهد عقوبت کند و اگر خواهد ببخشد پس بنده را باید
که از انتقام حق پر حذر باشد و از معاصی مجتنب و متحاشی و تخلق آن ست که در حفظ حدود شرع و احکام آن مسامحه
و مداهنه نکند و انتقام کشد از دشمنان دین و دشمن ترین دشمنان نفس اماره است و سزای او این ست که چون
ارتکاب معصیت کند یا در عبادت تقصیری نماید انتقام از و کشد و عقوبت کند بایزید بسطامی گفت که نفس من
تکاسل کرد در شبی از شبها از ورد پس عقاب کردم او را و منع کردم او را از آب خوردن یک سال - العفو - محو
کننده سیئات و در گذرنده از معاصی قریب بمعنی غفور ست و لیکن ابلغ ست از آن زیرا که غفران مبنی از معنی
ستر و کتمان ست پس غفار بمعنی پوشنده گناهان ست و عفو مشعر بمحو و اعدام ست و بنده هر چند گنهگار بود بعفو
پروردگار امیدوار بود پس دست رد بر پیشانی هیچ مجرم نباید نهاد و شاید که مولی کریم ببخشد باقامت حد شرع
و حکم دین بیت رد مکن بد را چه دانی در ازل + نام او در نامه نیکان بود + در رود بر جای نیکان این گمان
بر تو در روز جزا تاوان بود + و تخلق آنکه تقصیرات مردم و جرائم ایشان را که در حق او کرده اند عفو نماید تا درجه
الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس دریابد - الرؤف - رأفت شدت رحمت و غلبه آن و بعضی گفته اند رافت
احسانی ست که مبدا آن شفقت محسن ست و رحمت احسانی ست که مبدا آن حاجت کسی ست که احسان کرده بوی
و وی تعالی مهربان ست بر بندگان بارسال رسل و بیان شریعت که موجب حفظ ایشان ست از اسباب عقوبت
عقبی و عصمت از زلت ابلغ ست از غفران معصیت پس رافت عبارت از معنی اول ست و رحمت از ثانی و بیان تعلق
و تخلق در باب اسم الرحمن الرحیم گذشت - مالک الملک - نافذ ست حکم او و مشیت او در مملکت وی

جلال و کبریا یا ظاہر ست بہ نعمت و باطن ست بر حمت ظاہر ست بقدرت باطن ست از فکرت ظاہر ست بر بصائر باطن ست از ابصار ظاہر ست بی اقتراب باطن ست بی حجاب چہ خفائے او از جہت شدت ظہور او ست و ظہور او سبب بطون او و نور او حجاب نور او ست سبحان من خفی لشدۃ ظہورہ و احتجب نورہ بنورہ پس او ست ظاہر کہ نیست ظاہر تر از وی و باطنی ست کہ نیست باطن تر از وے و حظ بندہ از ین اسما آن ست کہ اہتمام کند بہ شان خود و فکر کند در اول خود و تدبر کند در آخر خود و اصلاح کند ظاہر و باطن خود را و حدوث عالم و فنائے آنرا بداند و دل بران نہ نہد و نظر تدبر از ظاہر اشیا بر شناخت صانع باید بہ دور کار دین سابق و اول باشد و در کار دنیا پسین و آخر بود و با حکام شریعت ظاہر بود و با سرار حقیقت باطن و ظاہر با خلائق و باطن با خدا چنانکہ گفتہ اند الصوفی کائن و باین ست بیت ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن ۔ بغیر از ہو و یا من ہو دگر چیزے نمیدانم ۔ الولی ولایت بالکسر تصرف کردن و دست یافتن و ولایت بالفتح یارے کردن و بادشاہی راندن و سیبویہ گفتہ کہ ولایت بفتح مصدر ست و بکسر اسم و والی کسی ست کہ متولی شود امور را و مالک بود جمہور را و ولایت مشہور ست تدبیر و قدرت و فعل تا این معنی جمع نہ شوند اسم والی اطلاق نکنند و والی اسم علی الاطلاق نیست مگر اللہ سبحانہ متفرد ست بہ تدبیر آن اولا و منفذ احکام ست دران ثانیا و قائم ست بوے باو امت و ابقا ثالثا و بندہ باید کہ اطاعت امر و فرمانبرداری باری تعالے لازم داند و مملکت وجود خود را بحسن تدبیر و تنفیذ احکام شریعت مضبوط دارد و از غارتگران شیاطین جن و انس محفوظ گرداند و بامر الٰہی و حکم وے والی مملکت وجود خود شود و حاکم دران باشد ۔ المتعالے ۔ بلند قدر بر جمیع ولات و والی و از سائر نقائص و آفات مرتفع و عالی و متعالی ابلغ از اعلی ست و معنی تعلق و تخلق انچہ آنجا نوشتہ شد ۔ البر ۔ بکسر با نیکوئی کردن و بفتح با نیکوئی کنندہ و بحقیقت نیکوئی کنندہ و احسان نمایندہ اوست جل جلالہ و عم نوالہ و ہیچ نیکوئی و احسان نیست مگر آنکہ اوست سبحانہ متولی آن و تفصیل آن بر خدا و احسان وے بر خلق از حد حصر و بیان بیرون ست و ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا و بندہ باید کہ شکر نعمت و مبرت خدا بجا آرد و بخلق خدا نیکی و احسان نماید خصوصا بادر و پدر و اقارب و ہمسایہ ہا و سائر اہل حقوق و استحقاق بلکہ بغیر مستحقان نیز آورده اند کہ شخصی بحضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی مالے آورد و از خیر مال زکوۃ و گفت مستحق را نمی دانم و تمیز میان ایشان نمیتوانم ہر کہ فرمائی بدہم فرمود بدہ مستحق را و غیر مستحق را تا بدہد خدائے تعالی ترا نیز انچہ مستحق آنے و مستحق آن نہ ۔ التواب توبہ باز گشتن از گناہ و اصل معنی توبہ رجوع ست چون نسبت بہ بندہ کنند رجوع از معصیت مراد دارند و اگر بپروردگار نسبت کنند رجوع بر حمت و توفیق ارادہ نمایند و وے تعالی نیز پیدا میکند اسباب توبہ را و توفیق میدہد بندہ را بآن و بیدار میکند او را از خواب غفلت بہ تخویفات و تحذیرات و تنبیہات بر وخامت عواقب معاصی پس رجوع میکند بندہ بہ توبہ ندامت

ارادت وقادر حقیقی آن کسی ست کہ اختراع کند ہر موجود را اختراعی بگاہ باشد بوی و مستغنی باشد دران از معاونت غیر و آن خدا ست جل جلالہ
واما عبد را قدرتی ہست بقادر گردانیدن حق مر او را فی الجملہ بر بعضی اشیاء و بعضی احوال قدرتی ناقص و مخترعات بندہ تابع ست لقدرت خدا
پس سزاوار ست کہ گفتہ نشود او را قادر مگر بصورت مجاز تقیید پس نیست قادر علی الاطلاق مگر وے سبحانہ پس کسی کہ
شناخت کہ اوست علی الاطلاق قادر بر کمال بر ہر چہ خواہد اگر خواہد نیست را ہست گرداند و اگر خواہد ہست را نیست گرداند
ہمیشہ خائف باشد از قہر وے و امیدوار بود بہ لطف وے و تسلیم بود بحکم و ارادت وے و نیز چون دانست کہ مولی
قادر ست بر انتقام ترک کند انتقام کشیدن از ہر کہ ظلم کرد یار نجانید او را باعتقاد آنکہ قدرت حق و انتقام وی
اشد و اتم ست از انتقام کشیدن وے برای نفس و تخلق باین اسم آن ست کہ قادر باشد بر کف نفس از مخالفات
و بر منع شیطان از غوایات و باز داشتن طبع و ہوا از میل بہ شہوات و لذات - المقدم المؤخر - بکسر دال و کسر خا
تقدیم و پیش کردن و تاخیر از پس افگندن اوست عز و علا کہ پیش کردہ دوستان خود را بہ نزدیک گردانیدن
از درگاہ عزت خود و راہ نمودن بجناب قرب خویش و پس افگندن دشمنان دین را بدور افگندن از لطف خو
و پردہ افگندن میان ایشان و میان شناخت خود و کسے را کہ نزدیک گردانید پیش کرد او را و کسی را کہ
دور گردانید پس افگند از شرف و رتبہ و تقدیم و تاخیر گاہے در مکان میباشد و گاہی در زمان و گاہی بشرف
و رتبہ میباشد و رتبہ ہمہ از خداست آدم علیہ السلام را در ین جہان تقدیم کرد و محمد صلی اللہ علیہ وسلم تاخیر و در ان
جہان برعکس و ہمچنین حال امم سابقہ نسبت بامت محمد بہ چنانکہ فرمود نحن الآخرون السابقون و در قرآن مجید فرمود
و السابقون السابقون اولئک المقربون و چون بندہ دانست کہ تقدیم و تاخیر از خداست از حول و قوت خود متبرے
گردد و بر عمل خود اعتماد نکند و نظر بر فضل و کرم حق مقتصر گرداند و تخلق باین اسم آنست کہ تقدیم کند خود را بمسابقت
و مسارعت بخیرات و قربات و تاخیر کند نفس و شیطان را و بعضی آدمیان را کہ مناع خیر اند و نیز مقدم و معظم دارد ہر کہ را
خدائے تعالے مقدم کرد و مقرب گردانید و مؤخر و محقر دارد ہر کہ را وے سبحانہ تاخیر کرد و دور افگند - الاول الآخر
اولیت ازلے کہ وجود او را ابتدائے و ہستی او را افتتاحی نیست و آخریت دایمی ابدے کہ بقائے او را نہایتی نی
و دوام او را انقضائے نی یا سابق ست بر اشیا بوجودکان اللہ ولم یکن معہ شئی و آخرے ست باقی بعد فنائے
خلق کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک یا اول ست بوجود و آخرست بسلوک و از وست مبدا اول و بسوے
اوست مرجع آخر یا اول ست احسان و آخرست بغفران یا اول ست کہ ہدایت و احسان عارفان را بیگانگی
خود شتاب شناسا گردانید و آخری ست کہ باکمال لطف و امتنان کار ایشان تمام ساخت پس اولیت بابتدائے
عرف و آخریت باکمال لطف پس کسیکہ ہدایت کرد در ابتدا اوست کہ کفایت میکند در انتہا - الظاہر الباطن
ظاہری ست کہ پیدا ست بوجود و ہستی او آیات باہرہ در ارض و سماء باطنی ست کہ متجب ست کنہ ذات مقدس او بحجاب

مجید مبالغہ و تاکید ست و ہمہ صفات آلہی تعالی بالغ و کامل ست لیکن گاہے در لفظ اشعار و اعلام بآن میکنند و گاہی باثبات
اصل معنی اکتفا می نمایند کہ در نفس خود کامل ست احتیاج بدلالت لفظ ندارد و بیان معنی تعلق و تخلق ہمہ در شرح اسم
المجید گذشت - **الواحد** - یکی ست و الوحدۃ یگانہ شدن و وے سبحانہ یکی ست بذات خود و یگانہ است بکمال صفات
خود و این نہ آن واحد ست کہ مبداء اعداد ست کہ محدود و منتہی ست آنحضرت سبحانہ را حد و نہایت نیست و جامع اضداد
اوست و واحد در عرف بدو معنی ست یکی آنکہ متجزی و متبعض نباشد مانند جوہر فرد دیگر آنکہ بیمثل و مانند بود چنانکہ آفتاب
کہ نظیر ندارد و لیکن ممکن ست کہ او را نظیر پیدا شود و موجودے کہ متفرد ست بخصوص وجود خود و قابل انقسام نیست
و وجود نظیر وے ممکن نیست و احد مطلق اوست ازلاً و ابداً و بندہ گاہی واحد میشود وقتیکہ پیدا نشود مر او را در ابنای
جنس وے نظیر در خصلتی از خصال در وقتی از اوقات با وجود آنکہ در خصلت دیگر در وقت دیگر موجود ست پس
واحد علی الاطلاق نباشد و کسیکہ شناخت کہ خداے تعالی واحد ست در صفات کمال کہ شریک ندارد باید کہ متوجہ نگردد
مگر بوے و شریک نگرداند غیر او را در و و تخلق بدان اسم آن ست کہ سعی کند کہ متوحد و یگانہ گردد در فضل و کمال نسبت
بکسی کہ ممکن ست توحد نسبت بوے و باید کہ متوحد باشد در عبودیت چنانکہ متوحد ست وے سبحانہ در الوہیت و یک جہت
و یک روے و یک دل متوجہ حضرت واحد گردد تا بہ فیض وحدت مشرف شود و مستغرق گردد در لجۂ توحید یکی گوید و یکی داند
و یکی بیند و یکی جوید و ہر چہ بیند از و بیند و از و داند بیت از بہر آن یکی دو جہان دادہ ام بباد عیبم مکن کہ حاصل
ہر دو جہان یکی ست ۔ نقل ست کہ شبلی قدس اللہ سرہ العزیز بدکان فقاعی گذشت فریاد میکرد کہ یکی بیش نماند
در رقص آمد و فریاد زد کہ کی بود جز یکی بدانکہ در روایت ابی ہریرہ در جامع ترمذی و دعوات بیہقی و شرح السنۃ
اسم الاحد نیامدہ است و لیکن در جامع الاصول الواحد الاحد ہر دو آمدہ و فرق می نہند میان این ہر دو کہ احد باعتبار
ذات ست و واحد باعتبار صفات و بعضی عکس این گفتہ اند و گاہی میگویند واحد بمعنی عدیم التجزے کہ اجزا ندارد و واحد
عدیم الشئی کہ نظیر ندارد - **الصمد** - سیدی ست کہ قصد کردہ میشود بدرگاہ او در جمیع مطالب در غایت آرزو و از صمد
بمعنی قصد و منزہ است از جمیع نقائص و آفات و جامع تمامہ کمالات از صمد بمعنی مصمد کہ میان تہی نباشد و نعت ست
در مصمت پس بندہ باید کہ ہمیشہ بقصد درگاہ وے تعالی پوید و جمیع مقاصد و مآرب از وے جوید و او را از جمیع نقائص
و آفات منزہ داند و از وی استمداد و استکمال خواہد و روی از وی بجانب دیگر نگرداند و تخلق باین اسم آنکہ در کارسازی نیازمندان
و برآوردن حاجات طالبان سعی نماید و از رذائل اخلاق و از احتیاج بلذات و شہوات نفور باشد تا مقصد و مرجع بندگان خدا
شود در جمیع حاجات و محفوظ و معصوم گردد از تمامۂ آفات و راسخ و صلب بود در رعایت احکام دین و متمکن و مستقیم گردد در طریق علم
و یقین - **القادر المقتدر** - قدر و قدرت و اقتدار و مقدرت توانستن و توانائی و قادر و مقتدر بمعنی خداوند قدرت و در
مقتدر مبالغہ است و قادر آن کسی ست کہ اگر خواہد بکند و اگر خواہد نکند و قدرت عبارت ست ازین معنی کہ موجود میشود بوی ممکن بر وفق

وتخلق آن ست که در زنده گردانیدن دل بمعارف الٰهیه ومیرانیدن نفس از قوت غضبیه وشهویه سعی کند بیت حیات القلب
علم فاغتنمه وموت القلب جهل فاجتنبه - وزنده گردانیدن دلها طالبان ومریدان بانوار هدایت ومیرانیدن نفوس ایشان
از ظلمات غوایت که الشیخ یحیی ویمیت نیز ازین باب ست واعطاے غذا بگرسنگان که سبب بقاء ابدان ست وکردن
غزا بکافران که سبب نیستی ناپاکان ست نیز داخل تخلق باین دو اسم عظیم الشان ست - الحی - زنده ازلی وابدی اوست
تعالی شانه که هرگز نمیرد وزوال وهلاک نپذیرد وحیات صفتی ست که موجب علم وفعل ارادی ست وهرکرا ادراک
وفعل ارادے نبود میت ست وحی کامل مطلق آنکس ست که مندرج ست جمیع مدرکات تحت ادراک وی وجمیع
موجودات تحت فعل وے تا بیرون نبود هیچ مدرکی از مدرکات وے ونه هیچ مفعولی از فعل وے وآن خدا ست
پس اوست حی مطلق وهر حے که سواے اوست حیات او بقدر ادراک وفعل اوست وکسیکه شناخت که وی تعالی
حی ست که هرگز نمیرد توکل کند بروے وتوکل علی الحی الذی لا یموت وهرکه اعتماد بمخلوقی کند احتمال ست که وقت حاجت
بمیرد وضائع گردد امید وے وتخلق باین اسم آن ست که زنده باشد بوے وبیاد وے تعالی تا هرگز نمیرد بل احیاء عند
ربهم یرزقون فرحین بیت هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق + ثبت ست بر جریده عالم دوام ما (ع) قد مات
قوم وهم فی الناس احیاء - القیوم قایم بذات خود وقائم دارنده وزنده کننده مر غیر خود را که ممکن ومتصور نیست اشیا را
وجود وبقا جز بوے ووجود وبقاے جمله موجودات بقیومیت اوست وگفته اند که قیوم مبالغه قیم ومصلح امور را گویند وبصلاح
آرنده ومدبر امور عباد وباز نماینده طریق صلاح وسداد معاش ومعاد اوست وهرکه دانست که قایم باشیا ومصلح امور
اوست فارغ گردد از تعب تدبیر وکد اشتغال وزندگانی براحت کند در سایه توکل وتفویض ونصیب بنده ازین
صفت بقدر استغناے اوست از ما سوے الله وامداد مردم واصلاح او امور عباد الله را وگفته اند که الحی القیوم اسم
اعظم ست وهرکه در سجده بگوید یا حی یا قیوم برحمتک استغیث حاجت او برآید - الواجد - وجود هستی ویافتن مطلوب
ووجد وجدت توانگر شدن ووے سبحانه واجب الوجودیست که هیچ کمال ومراد ومقصود از وے مفقود نیست وهیچ
چیز بغیر وجود او موجود نه وغنی ست علی الاطلاق که به هیچ چیز وهیچکس محتاج ونیازمند نیست وهرکه غیر اوست بوجهی واجد ست
وبوجهی دیگر فاقد واز بعضے چیزها بے نیاز ست وبچیزهاے دیگر نیازمند وبعضی گفته اند وجد بمعنی علم نیز آمده وهمه اشیا
بهر صفت که هست در علم او ثابت وموجود ست وفرق میان واجد وغنی وعلیم بآن تواند بود که در غنی دو چیز ست وجدان
آنچه میخواهد وعدم احتیاج بغیر باعتبار اول واجد وباعتبار ثانی غنی وهمچنین در علیم انکشاف ست وحصول از حیثیت
اول علیم ست واز حیثیت ثانی واجد والله اعلم وبنده را باید که بمراد حق باشد واحتیاج بوے دارد واز علم وے
آگاه باشد وتخلق آن ست که سعی کند در تحصیل آنچه لابد ست از کمالات تا واجد مراد ومقصود شود ومستغنی گردد بفضل خدا
از ما سواے او ع چون تو داریم بمعنی همه داریم همه - الماجد - بمعنی مجید ست چنانکه عالم بمعنی علیم ولیکن در صیغه

وطغیان وآن سید رسل ست کہ نام پاک وے محمد ست صلی اللہ علیہ وسلم وہر کہ قریب ست بدرجت ومقام او بر قدر تفاوت
مراتب درجات قرب از انبیاء واولیاء وعلماء وصلحا ہر یک حمید ست بر قدر کمال واندازۂ نوال خود وحمید مطلق اللہ است
جل جلالہ وعم نوالہ۔ المحصی۔ احصا شمردن ودانستن بر سبیل استقصاء واحاطہ وامام غزالی محصی را بعالم تفسیر کردہ
وگفتہ کہ علم را چون اضافت کنند معلومات از حیثیت عدد واحاطت بدان احصا گویند ومحصی مطلق کسی ست کہ منکشف گردد
در علم وے حد ہر معلوم وعدد وے ومبلغ وے وبندہ اگرچہ ممکن ست کہ احصا کند بعلم خود بعضی معلومات را ولیکن عاجز ست
از احصای اکثر معلومات وما اوتیتم من العلم الا قلیلا پس محصی مطلق نیست مگر خدا عز شانہ واوست کہ داناست بدقائق و
حقائق اشیاء ومحیط ست علم او بذرات کائنات واعداد آن وصفت کمال او این ست کہ احاط بکل شئی علما واحصی کل شئی
عددا وبندہ باید کہ علم الٰہی را بجزئیات اعمال واحوال مراقب باشد واز حساب روز قیامت غافل نباشد ودر معاش
حساب معاد بر گیرد وبداند کہ ہمچنانکہ بر ترک نیکوئی تاسف خواہد بود بر ترک نیکوتری نیز تحسر خواہد بود بیت غافل مشو
کہ عمرے زین تازہ تر نیابی ۔ دادش بدہ کہ چون شد عمرے دگر نیابی ۔ وتخلق عبد باین اسم بر قدر کمال اوست چنانکہ
در اصل صفت علم واز جملہ تخلق این ست کہ احصا کند از اعمال خود پیش از انکہ احصا کردہ شود ومحاسبہ نفس کند پیش
از انکہ حساب کردہ شود ودر محاسبہ مساہلہ نکند وجہد کند تا بر دقائق اعمال واحوال ظاہر وباطن خود اطلاع یابد وواقف
گردد۔ المبدئ المعید۔ ابداء ابتدا کردن ونو آفریدن واعادت باز گردانیدن وبعد از عدم ایجاد کردن
نو وبیرون آرندہ صنایع وبدایع بہ فیض وباز گردانندۂ احیا بعد العدم اوست تعالی شانہ وقدرت او ہمہ را شامل ست
وخود ہر کہ از عدم بوجود آورد بعد از اماتت احیا نیز تواند کرد ۔ ؎ آنکہ ما را اول از خاک آفرید ۔ اینچنین شایستہ
وپاک آفرید ۔ گر کند ما را پس از مردن درست ۔ نبود از قدرت عجب تر از نخست ۔ وگاہی معید را بر اعادۂ پروردگار
تعالی عوائد وفوائد الطاف وافضال خود را کہ بر بندہ افاضہ میکند وبسبب بعضی اعذار وتقصیرات وے بعدم وانحطاط
می نہد وبعفو وکرم واحسان خود باز اعادہ میفرماید نیز حمل میکنند این چنین جاری شدہ است سنت الٰہی تعالے
کہ میدہد ومی ستاند وباز میدہد تا قدر نعمت بشناسد وشکر میکند وبرین معنی مبدی بمعنی منشی انعامات بود از وجود ولوازم وہو
مبدئ النعم قبل استحقاقہا وبر ہر تقدیر بندہ را باید کہ شکر نعمت حق گوید ودر ہمہ حال رضاے او را جوید وشکر نعمت
معاش کہ حیات این جہانی ست سازگاری معاد کہ حیات آن جہانے ست بکند وتخلق آنست کہ سعی کند در ابداے
خیرات وتاسیس حسنات واعادہ آنچہ منقطع شدہ از ان بتقصیرات وتفریطات ۔ المحیی الممیت ۔ پیدا گردانندۂ
حیات در جسم ودور گردانندۂ آن از وے کہ احیا واماتت صوری وجسمانی ست وزندہ گردانندۂ دلہا بایمان ومعرفت
ومیرانندۂ آنہا بکفر وغفلت کہ احیاء واماتت معنوی وروحانی ست اوست تعالی شانہ وعظم برہانہ بندہ را باید کہ بشکرانۂ نعمت
حیات مشغول باشد وزندگانی فانی را در تحصیل حیات ابدے صرف نماید وہیچ سبب را در حیات وموت مؤثر حقیقی نداند

دارد قوی ست و ازین حیثیت که شدید القوت ست متین ست که در قرآن مجید وصف کرده است خود را بذو القوة المتین
و مرجع این معنی قدرت ست و ذکر آن بیاید و وے تعالی از عجز و ماندگی و ضعف فرو ماندگی منزه و مبرا ست و بعضی گویند
قوی متین بمعنی خالق قوت و متانت ست فعیل بمعنی مفعل پس در همه کار قوت و نصرت از و خواهد و خود را و همه کس را
و همه چیز را مسخر و منقاد او داند و در وقت جرأت و بی ادبی از قوت و قدرت او هراسان باشد و تخلق آن ست
که بر هوای نفس قوی و چیره باشد و در دین صلب و سخت بود و در یقین قوی و متین باشد و در اجرای احکام
شرع وهن و سستی را بخود راه ندهد **بیت** نفس کافر کیش را بر خویشتن سلطان مکن + دشمن ست او هر چه فرماید که آن
کن آن مکن - **الولی** - محب و ناصر و حق سبحانه محب مومنان و متقیان ست و نصرت میدهد ایشان را و وے تعالی
دوست میدارد مومنان را الله ولی الذین آمنوا و ولی بمعنی متولی امور نیز آمده و وے حق سبحانه متولی امور صالحان ست
بلطف و اصلاح که توکل کرده اند بر وے و تفویض کرده اند امور خود را بوے و متولی امور تمامه خلائق ست از انچه محتاج
اند بآن از امور معاش و معاد و بمعنی قریب نیز آمده و رحمت وے تعالی قریب ست به محسنان و اذا سألک عبادی عنی
فانی قریب پس بنده باید که بتکمیل شعب ایمان خود را شایسته مزید دوستی حق سبحانه گرداند و در همه کارها مدد و نصرت
از وے جوید و به تولیت و محبت وے شکر گوید و از قرب وے تعالی آگاه بود و التفات دل بغیر او نکند و تخلق آن ست
که دوست دارد او سبحانه را و دوستان او را و کوشش کند در نصرت دین او و نصرت دوستان او و سعی کند در قضای
حوائج خلق او و نظم مصالح ایشان تا مشرف گردد باین اسم و نامیده شود او را ولی الله و یکی از نشان ولایت آنست
که وے تعالی دائم دارد توفیق و نصرت او را و مخذول و مطرود نگرداند او را تا اگر قصد معصیت و بدی کند نگاه دارد
او را از آن و اگر ناگاه در آن بیفتد بتوبه و انابت زود باز آرد و در آن نگذارد و این ست بمعنی اذا احب الله عبدا لم
یضره ذنب و از نشان ولایت ست که او را در دل دوستان خود جای دهد زیرا که دل ایشان محل نظر حق ست و
چون او را در آنجا بیابد لابد پرتو از آن بر وے نیز افتد **بیت** دل بدست آر گر دلی داری + در ره فقر حاصلی داری
اللهم ارزقنا - **الحمید** - حمد و محمدت ستودن و ستوده شدن و اوست ستاینده ذات خود و ستایش کننده صفات
خود بکلام خود در ازل و به بت آیات بینات در لایزال لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک دلیل آنست و ستاینده
انبیا و اولیا و مقربان ست به فضیلت ایمان و احسان و عرفان و ستوده شده است بستایش خود و ستایش جمیع
آفرینش خود که و ان من شیء الا یسبح بحمده یا حمید بمعنی مستحق جمیع محامد ست که موصوف بکل کمال و عطا کننده هر نوال ست
و هر حمد و ثنا راجع بذات اقدس اوست و تخلق باین اسم آن ست که دائم حامد حق بود در جمیع اوقات و احوال و سعی کند
که متصف گردد در تحصیل کمال اعطای نوال تا محمود و ممدوح گردد نزد خدا و نزد بندگان وے و محمود از بندگان کسی ست
که ستوده است صفات وے و اخلاق وے و شمائل وے و اعمال وے و اقوال وے و احوال وے بی شوب نقصان

تعالیٰ و تقدس و حق بمعنی صدق و راستی و درستی که اقوال و اعتقاد ست و مذاهب را بدان وصف میکنند نیز نسبتی
بوجود حق دارد باعتبار ثبوت ازین جهت او را حق میگویند و حق بمعنی سزاوار نیز می آید و اوست تعالیٰ سزاوار الوهیت
و اقوال و افعال وی از شائبهٔ بطلان و کذب منزه و مبرا است و تخلق آن ست که مستحق گردد بنده بمتابعت حق که
شریعت نبوی ست صلی اللہ علیه وسلم تا از ان نوری و حضوری بر دل مستولی گردد که بدان مستغرق گردد در وجود
حق و ذکر وی و حضور وی تا متصف گردد بمعنی حقانیت امام غزالی گفت رحمه اللہ علیه رحمة واسعة عبد اگرچه
حق ست ولیکن حق بذات خود نیست بلکه حق ست بخدا و ذات وی تعالیٰ بلکه بنده بذات خود باطل ست اگر
موجود ساختن حق مر او را نمی بود پس خطا کرد کسیکه گفت انا الحق مگر به یکی از دو تاویل یکی آنکه این مراد دارد
که وی بحق ست و میگویند این تاویل بعید ست زیرا که لفظ دلالت ندارد بران دیگر آنکه این مخصوص بوی
نیست بلکه هرچه ماسوای اوست بحق ست تاویل دوم آنکه مستغرق گردد در وجود حق تا آنکه در باطن وی بحسب
شهود گنجایش غیر نماند و هرچه کلیت چیزی را و تمامه او را فرو گیرد او در وی مستغرق گردد میگویند و مبالغه میکنند
که او اوست و ازینجا گفته است انا من اهوی و من اهوی انا مراد استغراق و استهلاک داشته است انتهی کلام
الامام ای موجود بحق و ای نور مطلق افاضه کن بر ما از حقانیت و نورانیت وجود خود تا مستغرق شویم در دریای عرفان
تو و شهود تو و منور گردان بنور اسم خود دل بندهٔ خود را تا چنانکه اسماً و صورةً عبد الحق ست و حقیقةً و معنی نیز گیرد و با وجود
آن آگاهی و هوشیاری پیدا آرد و از مستی و بیخودی نگاهدارد تا گوید انا عبد الحق بجای آنکه دیگری انا الحق گفته است
انک علی کل شیء قدیر۔ **الوکیل** ۔ وکیل آنکه کار را باوی گذارند و زمام تصرف در دست وی دهند و وی تعالیٰ
خود بخود کارهای بندگان را بر خود گرفته و قائم شده بامور عباد در مبدا و معاد و بتحصیل هرچه بدان محتاج اند و کفایت
میکند بعنایت و کرم خود مهمات همه را بی آنکه کسی توکیل و تفویض کند و وکیل گاهی وفا نمیکند قدرت وی بامری که
وکیل ست در ان و وکیل مطلق آن ست که امور موکول باشد بوی و وی کافی باشد بقیام آن و وافی بود باتمام
آن و آن کرم و عنایت باری تعالیٰ ست پس بنده باید که همه کارهای خود را بحضرت وی سپارد و بتدبیر وی باز گذارد
و بکلیت خود متوکل گردد بر وی و بسندگی کند باستعانت و استمداد وی از غیر وی بیت کار خود را بخدا باز گذار
کت نمی بینم ازین بهتر کار + و حقیقت توکل ثقه است بضمانت حق و اکثر استعمال توکل در امر رزق ست و مفهوم او عام ست
و تخلق آن ست که در کارهای ضعیفان و فرو ماندگان سعی کند و در کفایت مهم ایشان کوشش نماید و در انجاح مآرب
و تحصیل مطالب ایشان چنان شود که گویا وکیل ایشان ست و وکیل خدا گردد بر نفس خود و خصم نفس گردد و در استیفای
حقوق الٰهی و اقتضای اوامر و نواهی وی تعالیٰ **القوی المتین** ۔ قوی توانا متین استوار امام غزالی گفت قوت
دلالت میکند بر قدرت تامهٔ کامله مانعه و متانت دلالت میکند بر شدت قوت و اللہ تعالیٰ ازین جهت که قدرت بالغه و کامله

گور و بیدار کردن نائم از خواب و فرستادن کسی را برائے کاری و او تعالیٰ بر انگیزندہ مردہ است از قبور و بیدار کنندۂ دلہائے غافلان ست از خواب غفلت و غرور و باعث رسل ست بسوئے خلق و بعضی گفتہ اند کہ بر انگیزندۂ ہمت باست بر نیکو کارے پس بندہ باید کہ از خواب غفلت بیدار شود و از بیفرمانی رسول بیزار گردد و از روز بعث و نشور یاد آرد و خود را بکار آخرت مشغول دارد و تخلق آن ست کہ دلہائے مردہ را از گور جہل کہ موت اکبر ست بر انگیزد و بعلم کہ سبب حیوٰۃ ابدے ست زندہ گرداند و غافلان را از خواب غفلت بیدار سازد و از روح خود داعی خیر کہ حکم رسول دارد بسوئے جوارح و قوائے خود بفرستد و بسوئے خلق بہ تعلیم و ارشاد و رسل و رسائل از سہال نماید و ہمت را بر خیرات و مبرات بر گمارد۔ الشہید از شہود ست یعنی حاضر آمدن یا از شہادت یعنی گواہی دادن حق سبحانہ حاضر و مطلع ست بر ظاہر و باطن و بر غیب و شہادت و گواہی دہندہ است بر اعمال و احوال خلق روز قیامت و تواند کہ مراد شاہد بر وحدانیت خود باشد چنانکہ فرمودہ است شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو یا شاہد ست بر اخذ میثاق از پیغمبران بایمان و نصرت دادن مر رسول را کہ بیاید بعد از ایشان و مصدق انچہ با ایشان ست چنانچہ قول وے تعالیٰ و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین الایہ دال ست بر ان و بعضی گفتہ اند کہ شاہد یعنی ببین نیز آمدہ و وے تعالیٰ بیان کنندہ است بہ کلام و طریق وحی و الہام احکام دین اسلام را و شہید یعنی شہود نیز گفتہ اند کہ انبیا و اولیا و علما و ملائکہ گواہی میدہند بر وحدانیت ذات و کمال صفات وے اگرچہ از ادراک کنہ ذات و صفات عاجز و قاصر اند۔ الہیات خطبہ بر نام تو خوانند این ہمہ از تو خبر نامی ندانند این ہمہ اگرچہ توحید تو منجوانیم ہم تو میدانی کہ نادانیم ما۔ و بندہ را باید کہ از مراقبہ حضور و اطلاع حق و از شہادت وے بر اعمال غافل نباشد و بشہادت وی بر مجی رسول و صدق وے مصدق بود و احکام دین اسلام را متبع و بر کمال ذات و صفات وی معترف و تخلق بمعنی اول راجع بمعنی علیم و خبیر ست و بمعنی ثانی سعی کند کہ بتحصیل عدالت و تزکیہ و تصفیہ از اہل شہادت در دنیا و در روز قیامت و شہادت بر وحدانیت حق و بمیثاق انبیا گردد تا از خواص عباد اللہ باشد۔ الحق یعنی ثابت و ہست و در مقابل اوست باطل یعنی نیست و ناچیز و معدوم و ثابت و ہست مطلق اللہ تعالیٰ ست و سائر موجودات از حیثیت امکان معدوم و ناچیز و نیستند کہ در حد ذات ایشان را وجودے و ثبوتے نیست چنانچہ گفتہ است الا کل شئی ما خلا اللہ باطل۔ و تفصیل کلام آن ست کہ اینجا سہ چیز ست حق مطلق و باطل مطلق و حق بوجہی و باطل بوجہی پس ممتنع بالذات باطل مطلق ست و ممکن لذاتہ حق ست بوجہی و باطل ست بوجہی و او را از حیث ذات خود ش وجودے نیست اصلا پس باطل ست بذات و مستفید ست وجود را از غیر خود و از وجہی کہ بجانب مفید وجود دارد موجود ست پس وے باین وجہ حق ست و این ست معنی قول وے سبحانہ کل شئی ہالک الا وجہہ پس معلوم شد کہ حق مطلق ہمان موجود حقیقی ست کہ بذات خود موجود ست و ہر چیز وجود از وے میگیرد و آن خدا ست عز و جل

بیت از سینہ محو کن ہمہ نام و نشان غیر ۔ الا کسیکہ میدہد از وے نشان ترا ۔ الودود بضم و فتح و کسر و ہمچنین وداد و بکسر و مودت دوست داشتن و بعضے گفتہ اند دوست داشتن قوی و اکید و وے تعالی دوست میدارد مومنان را و دوست میدارند ایشان او را چنانکہ فرمود یحبہم و یحبونہ یعنی رحمت میکند ایشان را و خیر میخواہد ایشان را و نعمت میدہد و احسان میکند بایشان و ستایش میکند بر ایشان و دوست میدارند مومنان او را یعنی طاعت میکنند و تعظیم میکنند او را و ہیبت میدارند و ذکر میکنند او را و فرمود و ہو الغفور الودود اسم غفور را بر اسم ودود مقدم داشت تا عاصیان گناہگاران کہ آلودۂ غبار معصیت اند نیز نا امید نباشند یعنی اول غبار معصیت را بعفو و مغفرت از رخسار حال عاصیان می بر افشانم و پاک میگردانم بعد ازان در دائرۂ محبوبان و مودودان خود می در آرم بیت از من گنہ آید و من آنم ۔ وز تو کرم آید و تو آنی ۔ و وجہ تعلق باین اسم ظاہر ست و تخلق آن ست کہ دوستدار اہل دین باشد و آنچہ خود را خواہد از خیر برادر مسلمانان را نیز خواہد بلکہ ایثار کند ایشان را بر نفس خود و کمال این اسم آن ست کہ منع نکند او را از ایثار و احسان و غضب و حقد و ایذا پس بہ پیوندد با ہر کہ ببرد از وے و عطا کند آنرا کہ محروم گرداند او را و عفو کند بر ہر کہ ظلم کند بر وے و فرد اعلاے این آن ست کہ در محبت محبوبان حق ثابت قدم باشد و در طریقۂ محبان بذل مجہود نمودہ استقامت ورزد و دوستی دوستان او را وسیلۂ عظمی شناسد خصوصاً محبوب ترین محبوبان و محب ترین محبان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ محبت و طاعت وی عین محبت حق و طاعت اوست حکایت غریبی ست یکی از دوستان آن حضرت را ہفتاد ہزار دینار از میراث پدر رسیدہ بود ناگاہ موئی از حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شد آن ہمہ مال را داد و آن موے را بخرید بیت جمادی چند دادم جان خریدم بحمد اللہ عجب ارزان خریدم ۔ و گفتہ اند کہ علامت صحت محبت حق تعالی سرایت محبت ست بحضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم و نشان راستی محبت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم محبت اہل بیت و منتسبان اوست بیت دوستی را دوست داری دوستش را دوست دار ۔ دوست را بر دیدہ دار و دیدہ را بر دوست دار ۔ سگی دو سہ روز بر پی دوستان قدم زد صورت انسانی و نعیم جاودانی یافت آدمی چون نا امید باشد پیر ہرے میفرماید قدس اللہ سرہ العزیز چون سنگ را با راست و سگ را دیدار عبد اللہ را با نومیدی چکار ۔ المجید ۔ مبالغہ ماجد ست فی الصراح مجد بزرگی و مجید بزرگ و فی القاموس المجید نیل الشرف والکرم و طیبی گفتہ مجد سعت کرم و امام غزالی فرمودہ کہ مجید کسی کہ شریف باشد ذات او و جمیل باشد افعال او و جزیل باشد عطاے او و نوال او پس مجید جامع معنی اسم جلیل و وہاب و کریم باشد و بندہ را باید کہ وظیفۂ حمد و ثناے حق بجاے آرد و شکر نعمت و عطاے او فرو نگزارد و تخلق آن ست کہ شرف و بزرگی را بہ تحصیل اسباب آن از علم و عمل و تہذیب اخلاق حاصل کند و بعطا و نوال افاضہ و افادہ نماید الباعث بعث بر انگیختن میت از

و برآمدن حاجات ایشان آن قدر که تواند و ممکن باشد و اگر عاجز باشد بلطف و سخن نرم و باجابت دعوت ایشان
و قبول هدیهٔ ایشان چنانکه رسول خدا میکرد صلی الله علیه وسلم - الواسع - سعت فراخی و فراخی کردن و همه را
فرا رسیدن و سعت را اضافت بعلم میکنند و میگویند که علم وے وسیع و محیط ست بمعلومات و باحسان میکنند
و میگویند احسان وے وسیع و نعمت او بسیط ست و بقدرت ملک و غنا میکنند و واسع مطلق در جمیع این صفات
الله تعالی ست و آنکه گویند سعت بمعنی توانگری و توانائی و دست رس ست بهمین علاقه است و حق ست مر کسی را که
شناخت خدا را و فراخی علم و قدرت و ملک و غناے او را که باقی نماند در مضیق جهل و عجز و فقر و احتیاج بلکه مستغنی گردد
از همه و در همه کارها التجا باو کند و در تنگی ها پناه باو برد و تخلق آن ست که سعی کند در سعت علوم و معارف و اخلاق و جود
و سخاوت در زر و سینه را کشاده دارد و دل دوست را فراخ گرداند و از انچه وارد گردد بر وے از حوادث و ایذاے
جاهلان تنگدل نگردد و هیچ چیز از هیچکس دریغ ندارد و با همه کس بهر نوع کشاده باشد بیت بندها بردار گر خواهی
کشاد + دست دل بکشا اگر خواهی مراد + الحکیم - حکمت عبارت ست از کمال علم و حسن عمل و ایقان و احکام علم و
عمل و حکمت علم محکم را نیز گویند پس بمعنی علیم باشد بزیادت احکام بعضی گویند حکیم مبالغه حاکم ست و حکیم می گویند کسی را
که عالم باشد بحقائق اشیاء و نیک داند دقائق صناعات را و متقن و محکم کند صنع آنرا و کمال درین معنی جز خداوند
عز و جل را نباشد و وے تعالی هر چه کند بمقتضاے حکمت و از روے دانش و بینش کند و کارهاے وی از
دهن و سستی منزه و مبرا است و داناست بحقائق و دقائق اسرار و کسیکه شناخت که پروردگار تعالی حکیم ست
بر وے لازم بود که راضی گردد بحکم او و بداند که وے را دران حکمت بالغه خواهد بود اگرچه ظاهر نگردد بر وے
پس اعتراض نکند و سخط نگیرد بر وے و بداند که وے فاعل مختار و حاکم علی الاطلاق ست یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید
و باید که در فهم حقایق متوجه بفیض اسم الحکیم باشد و تخلق آنست که اجتهاد کند در تکمیل قوت نظریه و تحسین
قوت عملیه و نیک داند دقائق و علوم و صناعات را از انچه متعلق به تکمیل نفس خود بود و باید که از سفاهت و لغو بپرهیزد
و هیچ کارے بی باعثه حقانی و داعیه ربانی نکند تا مستحق اطلاق اسم الحکیم گردد نقل ست از ذوالنون مصرے
قدس الله سره که گفت شنیدم در زمین مغرب مردی بعلم و حکمت معروف و مشهور ست بزیارت وے شدم
چهل روز بر در خانه وے افتاده بودم وقت نماز بمسجد آمدی و همچنان واله و حیران بازگشتی و بمن هیچ التفات
نکردی ازین حال تنگ آمدم گفتم اے جوان مرد مرا چهل روز ست که اینجا ایستادم هیچ التفات بمن نمیکنی
و سخنی نمیگوئی آخر مرا پند ده و حکمتی و نصیحتی بیاموز تا یاد گیرم گفت بان عمل خواهی کرد گفتم آری اگر خدا توفیق دهد
گفت دنیا را دوست مدار و فقر را غنا شمر و بلا را نعمت دان و منع را عطا گیر و با غیر حق انس مگیر و صحبت مدار
و خوارے را عزت پندار و حیات را موت شناس و طاعت را حرمت بین و توکل را معاش خود ساز

جلال و کبریا ظاہر ست بہ نعمت و باطن ست بہ رحمت ظاہر ست بقدرت باطن ست از فکرت ظاہر ست بر بصائر
باطن ست از ابصار ظاہر ست بی اقتراب باطن ست بی حجاب چہ خفاے او از جہت شدت ظہور او ست و ظہور او
سبب بطون او و نور او حجاب نور او ست سبحان من خفی لشدۃ ظہورہ و احتجب نورہ بنورہ پس او ست ظاہر ے
کہ نیست ظاہر تر از وی و باطنی ست کہ نیست باطن تر از وے و حظ بندہ از ین اسما آن ست کہ اہتمام کند بہ شان
خود و فکر کند در اول خود و تدبر کند در آخر خود و اصلاح کند ظاہر خود بباطن خود را و حدوث عالم و فناے آنرا بداند و دل
بران نہ نہد و نظر تدبر از ظاہر اشیا بہ شناخت صانع بایے بہ در و در کار دین سابق و اول باشد و در کار دنیا
پسین و آخر بود و با حکام شریعت ظاہر بود با سرار حقیقت باطن و ظاہر با خلائق و باطن با خدا چنانکہ گفتہ اند الصوفی
کائن و بائن ست بیت ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن ۔ بغیر از ہو و یا من ہو دگر چیزے نمیدانم ۔ الولی
ولایت بالکسر تصرف کردن و دست یافتن و ولایت بالفتح یارے کردن و بادشاہی راندن و سیبویہ گفتہ کہ ولایت
بفتح مصدر ست و بکسر اسم و والی کسی ست کہ متولی شود امور را و مالک بود جمہور را و ولایت مشہور ست تدبیر
و قدرت و فعل تا این معنی جمع نہ شوند اسم والی اطلاق نکنند و والی اسم علی الاطلاق نیست مگر اللہ سبحانہ متفرد ست
بہ تدبیر آن اولا و منفذ احکام ست دران ثانیا و قائم ست بود باد امت و ابقا ثالثا و بندہ باید کہ اطاعت امر
و فرمانبرداری باری تعالے لازم داند و مملکت وجود خود را بحسن تدبیر و تنفیذ احکام شریعت مضبوط دارد و از
غارتگران شیاطین جن و انس محفوظ گرداند و بامر الٰہی و بحکم وے والی مملکت وجود خود شود و حاکم دران باشد —
المتعالے ۔ بلند قدر بر جمیع ولات و والی از سائر نقائص و آفات مرتفع و عالی و متعالی ابلغ از اعلی ست و معنی
تعلق و تخلق انچہ آنجا گذشت ۔ البر ۔ بکسر با نیکوئی کردن و بفتح با نیکوئی کنندہ و بحقیقت نیکوئی کنندہ و احسان
نمایندہ اوست جل جلالہ و عم نوالہ و ہیچ نیکوئی و احسان نیست مگر آنکہ اوست سبحانہ متولی آن و تفصیل بر خدا
و احسان وے بر خلق از حد حصر و بیان بیرون ست و ان قد و انعمۃ اللہ لا تحصوہا و بندہ باید کہ شکر نعمت
و صبر بر محنت خدا بجا آرد و بخلق خدا نیکی و احسان نماید خصوصا بر والدین و اقارب و ہمسایہا و سائر اہل حقوق و مستحقان
بلکہ بغیر مستحقان نیز آوردہ اند کہ شخصی بحضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی مالے آورد و از
غیر مال زکوٰۃ و گفت مستحق از نا مستحق نمیدانم و تمیز میان ایشان نمیتوانم ہر کہ فرمائی بدہم فرمود بدہ مستحق را و غیر
مستحق را تا بدہد خدا ے تعالے ترا نیز انچہ مستحق آنے و مستحق آن نہ ۔ التواب توبہ باز گشتن از گناہ و اصل
معنی توبہ رجوع ست چون نسبت بہ بندہ کنند رجوع از معصیت مراد دارند و اگر بپروردگار نسبت کنند رجوع بر حمت
و توفیق ارادہ نمایند و وے تعالے نیز پیدا میکند اسباب توبہ را و توفیق میدہد بندہ را بآن و بیدار میکند او را
از خواب غفلت بہ تخویفات و تحذیرات و تنبیہات بر وخامت عواقب معاصی پس رجوع میکند بندہ بہ توبہ ندامت

ارادت وقادر حقیقی آن کسی ست کہ اختراع کند ہر موجود را اختراعی بگاہ باشد بوی مستغنی باشد دران از معاونت غیر و آن خدا ست جل جلالہ
واما عبد را قدرتی ہست بقادر گردانیدن حق مر او را فی الجملہ بر بعضی اشیاء و بعضی احوال قدرتی ناقص و مخترعات بندہ تابع ست لقدرت خدا
پس سزاوار ست کہ گفتہ نشود او را قادر مگر بصورت مجاز مقید پس نیست قادر علی الاطلاق مگر وے سبحانہ پس کسی کہ
شناخت کہ اوست علی الاطلاق قادر بر کمال بر ہر چہ خواہد اگر خواہد نیست را ہست گرداند و اگر خواہد ہست را نیست گرداند
ہمیشہ خائف باشد از قہر وے و امیدوار بود بہ لطف وے و تسلیم بود بحکم و ارادت وے و نیز چون دانست کہ مولی
قادر ست بر انتقام ترک کند انتقام کشیدن از ہر کہ ظلم کرد یا رنجانید او را باعتقاد آنکہ قدرت حق و انتقام وی
اشد و اتم ست از انتقام کشیدن وے برای نفس و تخلق باین اسم آن ست کہ قادر باشد بر کف نفس از مخالفات
و بر منع شیطان از غوایات و باز داشتن طبع و ہوا از میل بہ شہوات و لذات - المقدم المؤخر - بکسر دال و کسر خا
تقدیم و پیش کردن و تاخیر از پس افگندن اوست عز و علا کہ پیش کردہ دوستان خود را بہ نزدیک گردانیدن
از درگاہ عزت خود و راہ نمودن بجناب قرب خویش و پس افگندن دشمنان دین را بدور افگندن از لطف خو
پردہ افگندن میان ایشان و میان شناخت خود و کسے را کہ نزدیک گردانید پیش کرد او را و کسی را کہ
دور گردانید پس افگند از شرف و رتبہ و تقدیم و تاخیر گاہے در مکان میباشد و گاہی در زمان و گاہی بشرف
و رتبہ میباشد و رتبہ ہمہ از خداست آدم علیہ السلام را در ین جہان تقدیم کرد و محمد را صلی اللہ علیہ وسلم تاخیر و در آن
جہان برعکس و ہمچنین حال امم سابقہ نسبت بامت محمد بہ چنانکہ فرمود نحن الآخرون السابقون و در قرآن مجید فرمود
والسابقون السابقون اولئک المقربون و چون بندہ دانست کہ تقدیم و تاخیر از خداست از حول و قوت خود متبرے
گردد و بر عمل خود اعتماد نکند و نظر بر فضل و کرم حق مقتصر گرداند و تخلق باین اسم آنست کہ تقدیم کند خود را بمسابقت
و مسارعت بخیرات و قربات و تاخیر کند نفس و شیطان را و بعضی آدمیان را کہ مناع خیر اند و نیز مقدم و معظم دارد ہر کہ را
خدائے تعالیٰ مقدم کرد و مقرب گردانید و مؤخر و محقر دارد ہر کہ را وے سبحانہ تاخیر کرد و دور افگند - الاول الآخر
اولیت ازلے کہ وجود او را ابتدائے و ہستی او را افتتاحی نیست و آخریت دایمی ابدے کہ بقائے او را نہایتے نی
و دوام او را انقضائے نی یا سابق ست بر اشیا بوجودکان اللہ ولم یکن معہ شئی و آخرے ست باقی بعد فنائے
خلق کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک یا اول ست بوجود و آخرست بسلوک و ازوست مبدا اول و بسوے
اوست مرجع آخر یا اول ست احسان و آخرست بغفران یا اول ست کہ ہدایت و احسان عارفان را بیگانگی
خود شتاب شناسا گرداند و آخری ست کہ باکمال لطف و اتقان کار ایشان تمام ساخت پس اولیت بابتدائے
عرفان و آخریت باکمال لطف پس کسیکہ ہدایت کرد در ابتدا اوست کہ کفایت میکند در انتہا - الظاہر الباطن
ظاہری ست کہ پیداست وجود و ہستی او بآیات باہرہ در ارض و سماء باطنی ست کہ متجب ست کنہ ذات مقدس او بحجاب

مجید مبالغہ و تاکید ست و ہمہ صفات آلہی تعالیٰ بالغ و کامل ست لیکن گاہے در لفظ اشعار و اعلام بآن میکنند و گاہی باثبات
اصل معنی اکتفا می نمایند کہ در نفس خود کامل ست احتیاج بدلالت لفظ ندارد و بیان معنی تعلق و تخلق ہمہ در شرح اسم
المجید گذشت - **الواحد** - یکی ست و الوحدۃ یگانہ شدن و وے سبحانہ یکی ست بذات خود و یگانہ است بکمال صفات
خود و این نہ آن واحد ست کہ مبداء اعداد ست کہ محدود و منتہی ست آنحضرت سبحانہ را حد و نہایت نیست و جامع اضداد
اوست و واحد در عرف بدو معنی ست یکی آنکہ متجزی و متبعض نباشد مانند جوہر فرد دیگر آنکہ بیمثل و مانند بود چنانکہ آفتاب
کہ نظیر ندارد و لیکن ممکن ست کہ او را نظیر پیدا شود و موجودے کہ متفرد ست بخصوص وجود خود و قابل انقسام نیست
و وجود نظیر وے ممکن نیست واحد مطلق اوست ازلاً و ابداً و بندہ گاہی واحد میشود وقتیکہ پیدا نشود مر او را در ابنائے
جنس وے نظیر در خصلتی از خصال در وقتی از اوقات با وجود آنکہ در خصلت دیگر در وقت دیگر موجود ست پس
واحد علی الاطلاق نباشد و کسیکہ شناخت کہ خداے تعالیٰ واحد ست در صفات کمال کہ شریک ندارد باید کہ متوجہ نگردد
مگر بوے و شریک نگرداند غیر او را در و و تخلق بدان اسم آن ست کہ سعی کند کہ متوحد و یگانہ گردد در فضل و کمال نسبت
بکسی کہ ممکن ست توحد نسبت بوے و باید کہ متوحد باشد در عبودیت چنانکہ متوحد ست وے سبحانہ در الوہیت و یک جہت
و یک روے و یک دل متوجہ حضرت واحد گردد تا بہ فیض وحدت مشرف شود و مستغرق گردد در لجۂ توحید یکی گوید و یکی داند
و یکی بیند و یکی جوید و ہر چہ بیند از و بیند و از و داند بیت از بہر آن یکی دو جہان دادہ ام بباد عیبم مکن کہ حاصل
ہر دو جہان یکی ست ۔ نقل ست کہ شبلی قدس اللہ سرہ العزیز بدکان فقاعی گذشت فریاد میکرد کہ یکی بیش نماند
در رقص آمد و فریاد زد کہ کی بود جز یکی بدانکہ در روایت ابی ہریرہ در جامع ترمذی و دعوات بیہقی و شرح السنۃ
اسم الاحد نیامدہ است و لیکن در جامع الاصول الواحد الاحد ہر دو آمدہ و فرق می نہند میان این ہر دو کہ احد باعتبار
ذات ست و واحد باعتبار صفات و بعضی عکس این گفتہ اند و گاہی میگویند واحد بمعنی عدیم التجزے کہ اجزا ندارد و واحد
عدیم الشئی کہ نظیر ندارد - **الصمد** - سیدی ست کہ قصد کردہ میشود بدرگاہ او در جمیع مطالب در غایت آرزو از صمد
بمعنی قصد و منزہ است از جمیع نقائص و آفات و جامع تمامہ کمالات از صمد بمعنی مصمد کہ میان تہی نباشد و نعت ست
در مصمت پس بندہ باید کہ ہمیشہ بقصد درگاہ وے تعالیٰ پوید و جمیع مقاصد و مآرب از وے جوید و او را از جمیع نقائص
و آفات منزہ داند و از وی استمداد و استکمال خواہد و روی از وی بجانب دیگر نگرداند و تخلق باین اسم آنکہ در کارسازی نیازمندان
و برآوردن حاجات طالبان سعی نماید و از رذائل اخلاق و از احتیاج بلذات و شہوات نفور باشد تا مقصد و مرجع بندگان خدا
شود و در جمیع حاجات و محفوظ و معصوم گردد از تمامۂ آفات و راسخ و صلب بود در رعایت احکام دین و متمکن و مستقیم گردد در طریق علم
و یقین - **القادر المقتدر** - قدر و قدرت و اقتدار و مقدرت توانستن و توانائی و قادر و مقتدر بمعنی خداوند قدرت و در
مقتدر مبالغہ ست و قادر آن کسی ست کہ اگر خواہد بکند و اگر خواہد نکند و قدرت عبارت ست ازین معنی کہ موجود میشود بوی ممکن بر وفق

و تخلق آن ست کہ در زندہ گردانیدن دل بمعارف الٰہیہ و میرانیدن نفس از قوت غضبیہ و شہویہ سعی کند **بیت** حیات القلب علم فاعتنہ و موت القلب جہل فاجتنبہ۔ و زندہ گردانیدن دلہا طالبان و مریدان بانوار ہدایت و میرانیدن نفوس ایشان از ظلمات غوایت کہ اشیخ یحیی و میت نیز ازین باب ست و اعطائے غذا بگرسنگان کہ سبب بقاء ابدان ست و کردن عزا بکافران کہ سبب نیستی ناپاکان ست نیز داخل تخلق باین دو اسم عظیم الشان ست۔ **الحی** زندہ ازلی و ابدی او ست تعالیٰ شانہ کہ ہرگز نمیرد و زوال و ہلاک نپذیرد و حیات صفتی ست کہ موجب علم و فعل ارادی ست و ہر کرا ادراک و فعل ارادے نبود میت ست و حی کامل مطلق آنکس ست کہ مندرج ست جمیع مدرکات تحت ادراک وی و جمیع موجودات تحت فعل وے تا بیرون نبود ہیچ مدرکی از مدرکات وے و نہ ہیچ مفعولی از فعل وے و آن خدا ست پس او ست حی مطلق و ہر حے کہ سوائے او ست حیات او بقدر ادراک و فعل او ست و کسیکہ شناخت کہ وی تعالیٰ حی ست کہ ہرگز نمیرد توکل کند بروے و توکل علی الحی الذی لا یموت و ہر کہ اعتماد بخلوقی کند احتمال ست کہ وقت حاجت بمیرد و ضائع گردد و امید وے و تخلق باین اسم آن ست کہ زندہ باشد بوے و بیاد وے تعالیٰ تا ہرگز نمیرد بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین **بیت** ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ۔ ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما (ع) قدمات قوم و ہم فی الناس احیاء۔ **القیوم** قایم بذات خود و قائم دارندہ و زندہ کنندہ مر غیر خود را کہ ممکن و متصور نیست اشیاء را وجود و ابقا جز بوے و وجود و بقاے جملہ موجودات بقیومیت او ست و گفتہ اند کہ قیوم مبالغہ قیم و مصلح امور را گویند و بصلاح آرندہ و مدبر امور عباد و باز نماندہ طریق صلاح و سداد معاش و معاد او ست و ہر کہ دانست کہ قایم باشیاء و مصلح امور او ست فارغ گردد از تعب تدبیر و کد اشتغال و زندگانی براحت کند در سایۂ توکل و تفویض و نصیب بندہ ازین صفت بقدر استغناے او ست از ماسوے اللہ و امداد مردم و اصلاح او امور عباد اللہ را و گفتہ اند کہ الحی القیوم اسم اعظم ست و ہر کہ در سجدہ گوید یا حی یا قیوم برحمتک استغیث حاجت او برآید۔ **الواجد**۔ وجود ہستی و یافتن مطلوب و وجد و وجدت توانگر شدن و وے سبحانہ واجب الوجود یست کہ ہیچ کمال و مراد و مقصود از وے مفقود نیست و ہیچ چیز بغیر وجود او موجود نہ و غنی ست علی الاطلاق کہ بہ ہیچ چیز و ہیچکس محتاج و نیازمند نیست و ہر کہ غیر او ست بوجہی واجب ست و بوجہی دیگر فاقد و از بعضے چیزہا بے نیاز ست و بچیزہاے دیگر نیازمند و بعضی گفتہ اند وجد بمعنی علم نیز آمدہ و ہمہ اشیاء بر صفت کہ ہست در علم او ثابت و موجود ست و فرق میان واجد و غنی و علیم آن تواند بود کہ غنی و چیزیست و جدان آنچہ میخواہد و عدم احتیاج بغیر ہا باعتبار اول و اجد ہا باعتبار ثانی غنی و ہمچنین و علیم انکشاف ست و حصول از حیثیت اول علیم ست و از حیثیت ثانی واجد و اللہ اعلم و بندہ را باید کہ ہمہ اوقات باشد و احتیاج بوے دارد و از علم وے آگاہ باشد و تخلق آن ست کہ سعی کند در تحصیل آنچہ لابد ست از کمالات تا واجد مراد و مقصود شود و مستغنی گردد و بفضل خدا از ماسوے او ع چو ان تو داریم یعنی ہمہ داریم ہمہ۔ **الماجد**۔ یعنی مجید ست چنانکہ عالم یعنی علیم و لیکن در مبالغہ

وطغیان و آن سید رسل ست کہ نام پاک وے محمد ست صلی اللہ علیہ وسلم و ہر کہ قریب ست بدرجت و مقام او بر قدر تفاوت
مراتب درجات قرب از انبیاء و اولیاء و علماء و صلحا ہر یک حمید ست بر قدر کمال و اندازۂ نوال خود و حمید مطلق اللہ است
جل جلالہ و عم نوالہ۔ المحصی۔ احصا شمردن و دانستن بر سبیل استقصاء و احاطہ و امام غزالی محصی را بعالم تفسیر کردہ
و گفتہ کہ علم را چون اضافت کنند معلومات از حیثیت عدد و احاطت بدان احصا گویند و محصی مطلق کسی ست کہ منکشف گردد
در علم وے حد ہر معلوم و عدد وے و مبلغ وے و بندہ اگرچہ ممکن ست کہ احصا کند بعلم خود بعضی معلومات را و لیکن عاجز ست
از احصای اکثر معلومات و ما اوتیتم من العلم الا قلیلا پس محصی مطلق نیست مگر خدا عز شانہ و اوست کہ داناست بدقائق و
حقائق اشیاء و محیط ست علم او بذرات کائنات و اعداد آن و صفت کمال او این ست کہ احاط بکل شیء علما و احصی کل شیء
عددا و بندہ باید کہ علم الٰہی را بجزئیات اعمال و احوال مراقب باشد و از حساب روز قیامت غافل نباشد و در معاش
حساب معاد بر گیرد و بداند کہ ہمچنانکہ بر ترک نیکوئی تاسف خواہد بود بر ترک نیکوتری نیز تحسر خواہد بود بیت غافل مشو
کہ عمرے زین تازہ تر نیابی ۔ دادش بدہ کہ چون شد عمرے دگر نیابی ۔ و تخلق عبد باین اسم بر قدر کمال اوست چنانکہ
در اصل صفت علم و از جملہ تخلق این ست کہ احصا کند از اعمال خود پیش از انکہ احصا کردہ شود و محاسبہ نفس کند پیش
از انکہ حساب کردہ شود و در محاسبہ مساہلہ نکند و جہد کند تا بر دقائق اعمال و احوال ظاہر و باطن خود اطلاع یابد و واقف
گردد۔ المبدئ المعید۔ ابداء ابتدا کردن و نو آفریدن و اعادت باز گردانیدن و بعد از عدم ایجاد کردن
نو و بیرون آرندہ صنایع و بدایع بہ فیض و باز گردانندۂ احیا بعد العدم اوست تعالی شانہ و قدرت او ہمہ را شامل ست
و خود ہر کہ از عدم بوجود آورد بعد از اماتت احیا نیز تواند کرد ۔ ؎ آنکہ ما را اول از خاک آفرید ۔ اینچنین شایستہ
و پاک آفرید ۔ گر کند ما را پس از مردن درست ۔ نبود از قدرت عجب تر از نخست ۔ و گاہی معید را بر اعادۂ پروردگار
تعالی عوائد و فوائد الطاف و افضال خود را کہ بر بندہ افاضہ میکند و بسبب بعضی اعذار و تقصیرات وے بعدم و انحطاط
می نہد و بعفو و کرم و احسان خود باز اعادہ میفرماید نیز حمل میکنند این چنین جاری شدہ است سنت الٰہی تعالے
کہ میدہد و می ستاند و باز میدہد تا قدر نعمت بشناسد و شکر میکند و برین معنی مبدی بمعنی منشی انعامات بود از وجود و لوازم و ہو
مبدئ النعم قبل استحقاقہا و بر ہر تقدیر بندہ را باید کہ شکر نعمت حق گوید و در ہمہ حال رضاے او را جوید و شکر نعمت
معاش کہ حیات این جہانی ست سازگاری معاد کہ حیات آن جہانے ست بکند و تخلق آنست کہ سعی کند در ابداے
خیرات و تاسیس حسنات و اعادہ انچہ منقطع شدہ از ان بتقصیرات و تفریطات ۔ المحیی الممیت ۔ پیدا گردانندۂ
حیات در جسم و دور گردانندۂ آن از وے کہ احیا و اماتت صوری و جسمانی ست و زندہ گردانندۂ دلہا بایمان و معرفت
و میرانندۂ آنہا بکفر و غفلت کہ احیاء و اماتت معنوی و روحانی ست اوست تعالی شانہ و عظم برہانہ بندہ را باید کہ بشکرانۂ نعمت
حیات مشغول باشد و زندگانی فانی را در تحصیل حیات ابدے صرف نماید و ہیچ سبب را در حیات و موت مؤثر حقیقی نداند

دارد قوی ست و ازین حیثیت که شدید القوت ست متین ست که در قرآن مجید وصف کرده است خود را بذو القوة المتین
و مرجع این معنی قدرت ست و ذکر آن بیاید و وے تعالی از عجز و ماندگی و ضعف فرو ماندگی منزه و مبراست و بعضی گویند
قوی متین بمعنی خالق قوت و متانت ست فعیل بمعنی مفعل پس در همه کار قوت و نصرت از و خواهد و خود را و همه کس را
و همه چیز را مسخر و منقاد او داند و در وقت جرأت و بی ادبی از قوت و قدرت او هراسان باشد و تخلق آن ست
که بر هوای نفس قوی و چیره باشد و در دین صلب و سخت بود و در یقین قوی و متین باشد و در اجرای احکام
شرع وهن و سستی را بخود راه ندهد **بیت** نفس کافر کیش را بر خویشتن سلطان مکن + دشمن ست او هر چه فرماید که آن
کن آن مکن - **الولی** - محب و ناصر و حق سبحانه محب مومنان و متقیان ست و نصرت میدهد ایشان را و وے تعالی
دوست میدارد مومنان را الله ولی الذین آمنوا و ولی بمعنی متولی امور نیز آمده و وے حق سبحانه متولی امور صالحان ست
بلطف و اصلاح که توکل کرده اند بر وے و تفویض کرده اند امور خود را بوے و متولی امور تمامه خلائق ست از انچه محتاج
اند بآن از امور معاش و معاد و بمعنی قریب نیز آمده و رحمت وے تعالی قریب ست به محسنان و اذا سألک عبادی عنی
فانی قریب پس بنده باید که بتکمیل شعب ایمان خود را شایسته مزید دوستی حق سبحانه گرداند و در همه کارها مدد و نصرت
از وے جوید و به تولیت و محبت وے شکر گوید و از قرب وے تعالی آگاه بود و التفات دل بغیر او نکند و تخلق آن ست
که دوست دارد او سبحانه را و دوستان او را و کوشش کند در نصرت دین او و نصرت دوستان او و سعی کند در قضای
حوائج خلق او و نظم مصالح ایشان تا مشرف گردد باین اسم و نامیده شود او را ولی الله و یکی از نشان ولایت آنست
که وے تعالی دائم دارد توفیق و نصرت او را و مخذول و مطرود نگرداند او را تا اگر قصد معصیت و بدی کند نگاه دارد
او را از آن و اگر ناگاه در آن بیفتد بتوبه و انابت زود باز آرد و در آن نگذارد و این ست بمعنی اذا احب الله عبدا لم
یضره ذنب و از نشان ولایت ست که او را در دل دوستان خود جای دهد زیرا که دل ایشان محل نظر حق ست و
چون او را در آنجا بیابد لابد پرتو از آن بر وے نیز افتد **بیت** دل بدست آر گر دلی داری + در ره فقر حاصلی داری
اللهم ارزقنا - **الحمید** - حمد و محمدت ستودن و ستوده شدن و اوست ستاینده ذات خود و ستایش کننده صفات
خود بکلام خود در ازل و به بت آیات بینات در لایزال لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک دلیل آنست و ستاینده
انبیا و اولیا و مقربان ست به فضیلت ایمان و احسان و عرفان و ستوده شده است بستایش خود و ستایش جمیع
آفرینش خود که و ان من شیء الا یسبح بحمده یا حمید بمعنی مستحق جمیع محامد ست که موصوف بکل کمال و عطا کننده هر نوال ست
و هر حمد و ثنا راجع بذات اقدس اوست و تخلق باین اسم آن ست که دائم حامد حق بود در جمیع اوقات و احوال و سعی کند
که متصف گردد در تحصیل کمال اعطای نوال تا محمود و ممدوح گردد نزد خدا و نزد بندگان وے و محمود از بندگان کسی ست
که ستوده است صفات وے و اخلاق وے و شمائل وے و اعمال وے و اقوال وے و احوال وے بی شوب نقصان

تعالیٰ و تقدس و حق بمعنی صدق و راستی و درستی کہ اقوال و اعتقادست و مذاہب را بدان وصف میکنند نیز بسبب
بوجود حق دارد و باعتبار ثبوت ازین جہت او را حق میگویند و حق بمعنی سزاوار نیز می آید و اوست تعالیٰ سزاوار الوہیت
و اقوال و افعال وی از شائبۂ البطلان و الکذب منزہ و مبرا است و تخلق آن ست کہ مستحق گردد بندہ بمتابعت حق کہ
شریعت نبوی ست صلی اللہ علیہ وسلم تا ازان نوری و حضوری بر دل مستولی گردد کہ بدان مستغرق گردد در وجود
حق و ذکر وی و حضور وی تا متصف گردد بمعنی حقانیت امام غزالی گفت رحمہ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ عبد اگرچہ
حق ست ولیکن حق بذات خود نیست بلکہ حق ست بخدا و ذات وی تعالیٰ بلکہ بندہ و بذات خود باطل ست اگر
مرجوع ساختن حق مر او را نمی بود پس خطا کرد کسیکہ گفت انا الحق مگر بیکی ازدو تاویل یکی آنکہ این مراد دارد
کہ وی بحق ست و میگویند این تاویل بعید ست زیرا کہ لفظ دلالت ندارد بدان دیگر آنکہ این مخصوص بوی
نیست بلکہ ہر چہ ماسوای اوست بحق ست تاویل دوم آنکہ مستغرق گردد در وجود حق تا آنکہ در باطن وی بجہت
شہود گنجایش غیر نماند و ہر چہ کلیت چیزی را و تمامۂ او را فرو گیرد او را مستغرق گردد میگویند و مبالغہ میکنند
کہ او اوست و از ینجا گفتہ است انا من اہوی و من اہوی انا مراد استغراق و استہلاک داشتہ است انتہی کلام
الامام اے موجود بحق وای نور مطلق افاضہ کن بر ما از حقانیت و نورانیت وجود خود تا مستغرق شویم در دریای عرفان
تو در شہود تو و منور گردان بنور اسم خود دل بندۂ خود را چنانکہ اسماً و صورۃً عبد الحق ست و حقیقۃً و معنیً نیز گردد و با وجود
آن آگاہی و ہوشیاری پیدا آرد او را از مستی و بیخودی نگاہدارد تا گوید انا عبد الحق بجای آنکہ دیگری انا الحق گفتہ است
انک علی کل شئ قدیر۔ الوکیل۔ وکیل آنکہ کار را باو سپارند و زمام تصرف در دست وی دہند و وی تعالیٰ
خود بخود کار ہای بندگان را بر خود گرفتہ و قائم شدہ بامور عباد و سدار و معاد و بتحصیل ہر چہ بدان محتاج اند و کفایت
میکند بعنایت و کرم خود مہمات ہمہ را بی آنکہ کسی توکیل و تفویض کند و وکیل گاہے وفا نمیکند قدرت وی بامری کہ
وکیل ست در ان و وکیل مطلق آن ست کہ امور موکول باشد بوی و وی کافی باشد بقیام آن و وافی بود باتمام
آن و آن کرم و عنایت باری تعالیٰ ست پس بندہ باید کہ ہمہ کار ہای خود را بحضرت وی سپارد و بتدبیر وی باز گذارد
و بکلیت خود متوکل گردد بر وی و بسندگی کند باستعانت و استمداد وی از غیر وی بلیت کار خود را بخدا باز گذارد
گفت نعیم ازین بہتر کار۔ و حقیقت توکل ثقہ است بضمانت حق و اکثر استعمال توکل در امر رزق ست و مفہوم او عام ست
و تخلق آن ست کہ در کار ہای ضعیفان و فرو ماندگان سعی کند و در کفایت مہم ایشان کوشش نماید و در انجاح حاجت
و تحصیل مطالب ایشان چنان شود کہ گویا وکیل ایشان ست و وکیل خدا گردد بر نفس خود و خصم نفس گردد و در استیفای
حقوق الٰہی و اقتضای اوامر و نواہی وی تعالیٰ۔ القوی المتین۔ قوی توانا تین استوار امام غزالی گفت قوت
دلالت میکند بر قدرت تامۂ کاملہ بالغہ و متانت دلالت میکند بر شدت قوت و اللہ تعالیٰ ازین جہت کہ قدرت بالغہ کاملہ

گور و بیدار کردن نائم از خواب و فرستادن کسی را برائے کاری و او تعالیٰ برانگیزندۂ مردہ ہاست از قبور و بیدار کنندۂ دلہائے غافلان ست از خواب غفلت و غرور و باعث رسل ست بسوئے خلق و بعضی گفتہ اند کہ برانگیزندۂ ہمت باست بر نیکو کارے پس نبودہ باید کہ از خواب غفلت بیدار شود و از بیغمبانی رسول بیزار گردد و از روز بعث و نشور یاد آرد و خود را بکار آخرت مشغول دارد و تخلق آن ست کہ دلہائے مردہ را از کوچل کہ موت کبر ست برانگیزد و بعلم کہ سبب حیوٰۃ ابدی ست زندہ گرداند و غافلان را از خواب غفلت بیدار سازد و از روح خود داعی خیر کہ حکم رسول دارد بسوئے جوارح و قوائے خود بفرستد و بسوئے خلق بہ تعلیم و ارشاد و رسل و رسائل از سمال نماید و ہمت را بر خیرات و مبرات برگمارد۔ الشہید از شہود ست یعنی حاضر آمدن یا از شہادت یعنی گواہی دادن حق سبحانہ حاضر و مطلع ست بر ظاہر و باطن و بر غیب و شہادت و گواہی دہندہ است بر اعمال و احوال خلق روز قیامت و تواند کہ مراد شاہد بر وحدانیت خود باشد چنانکہ فرمودہ است شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو یا شاہد ست بر اخذ میثاق از پیغمبران بایمان و نصرت دادن مر رسول را کہ بیاید بعد از ایشان و مصدق انچہ با ایشان ست چنانچہ قول وے تعالیٰ و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین الایہ دال ست بر ان و بعضی گفتہ اند کہ شاہد یعنی ببین نیز آمدہ و وے تعالیٰ بیان کنندہ است بہ کلام و طریق وحی و الہام احکام دین اسلام را و شہید یعنی شہود نیز گفتہ اند کہ انبیاء و اولیاء و علماء و ملائکہ گواہی میدہند بر وحدانیت ذات و کمال صفات وے اگرچہ از ادراک کنہ ذات و صفات عاجز و قاصر اند۔ الہیات خطبہ بر نام تو خوانند این ہمہ از تو خبر نامی ندانند این ہمہ اگرچہ توحید تو منجوانیم ہم تو میدانی کہ نادانیم ما۔ و بندہ را باید کہ از مراقبہ حضور و اطلاع حق و از شہادت وے بر اعمال غافل نباشد و بشہادت وی بر مجی رسول و صدق وے مصدق بود و احکام دین اسلام را متبع و بر کمال ذات و صفات وی معترف و تخلق بمعنی اول راجع بمعنی علیم و خبیر ست و بمعنی ثانی سعی کند کہ بتحصیل عدالت و تزکیہ و تصفیہ از اہل شہادت در دنیا و در روز قیامت و شہادت بر وحدانیت حق و بر میثاق انبیا گردد تا از خواص عباد اللہ باشد۔ الحق یعنی ثابت و ہست و در مقابل اوست باطل یعنی نیست و ناچیز و معدوم و ثابت و ہست مطلق اللہ تعالیٰ ست و سائر موجودات از حیثیت امکان معدوم و ناچیز و نیستند کہ در حد ذات ایشان را وجودے و ثبوتے نیست چنانچہ گفتہ است الا کل شئی ما خلا اللہ باطل۔ و تفصیل کلام آن ست کہ اینجا سہ چیز ست حق مطلق و باطل مطلق و حق بوجہی و باطل بوجہی پس ممتنع بالذات باطل مطلق ست و ممکن لذاتہ حق ست بوجہی و باطل ست بوجہی و او را از جہت ذات خودش وجودے نیست اصلا پس باطل ست بذات و مستفید ست وجود را از غیر خود و از وجہی کہ بجانب مفید وجود دارد موجود ست پس وے باین وجہ حق ست و این ست معنی قول وے سبحانہ کل شئی ہالک الا وجہہ پس معلوم شد کہ حق مطلق ہمان موجود حقیقی ست کہ بذات خود موجود ست و ہر چیز وجود از وے میگیرد و آن خدا ست عز و جل

بیت از سینه محو کن همه نام و نشان غیر + الا کسیکه میدهد از وے نشان ترا - الودود بضم و فتح و کسر و همچنین وداد و بکسر
و مودت دوست داشتن و بعضے گفته اند دوست داشتن قوی و اکید و وے تعالی دوست میدارد مومنان را
و دوست میدارند ایشان او را چنانکه فرمود یحبهم و یحبونه یعنی رحمت میکند ایشان را و خیر میخواهد ایشان را و نعمت
میدهد و احسان میکند بایشان و ستایش میکند بر ایشان و دوست میدارند مومنان او را یعنی طاعت میکنند و تعظیم
میکنند او را و هیبت میدارند و ذکر میکنند او را و فرمود و هو الغفور الودود اسم غفور را بر اسم ودود مقدم داشت
تا عاصیان گناهگاران که آلوده غبار معصیت اند نیز نا امید نباشند یعنی اول غبار معصیت را بعفو و مغفرت از
رخسار حال عاصیان می بر افشانم و پاک میگردانم بعد از ان در دائره محبوبان و مودودان خود می در آرم
بیت از من گنه آید و من آنم - وز تو کرم آید و تو آنی + و وجه تعلق باین اسم ظاهر ست و تخلق آن ست که دوستدار
اهل دین باشد و آنچه خود را خواهد از خیر برادر مسلمانان را نیز خواهد بلکه ایثار کند ایشان را بر نفس خود و کمال
این اسم آن ست که منع نکند او را از ایثار و احسان و غضب و حقد و ایذا پس به پیوندد با هر که ببرد از وے و عطا
کند آنرا که محروم گرداند او را و عفو کند بر هر که ظلم کند بر وے و فرد اعلاے این آن ست که در محبت محبوبان حق
ثابت قدم باشد و در طریقه محبان بذل مجهود نموده استقامت ورزد و دوستی دوستان او را وسیله عظمی شناسد
خصوصاً محبوب ترین محبوبان و محب ترین محبان محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم که محبت و طاعت وی عین محبت
حق و طاعت اوست حکایت غریبی ست یکی از دوستان آن حضرت را هفتاد هزار دینار از میراث پدر رسیده بود ناگاه موئی از حضرت
رسول صلی الله علیه وسلم پیدا شد آن همه مال را داد و آن موے را بخرید بیت جمادی چند دادم جان خریدم
بحمد الله عجب ارزان خریدم + و گفته اند که علامت صحت محبت حق تعالی سرایت محبت ست بحضرت مصطفی صلی الله
علیه وسلم و نشان راستی محبت مصطفی صلی الله علیه وسلم محبت اهل بیت و منتسبان اوست بیت دوستی را
دوست داری دوستش را دوست دار + دوست را بر دیده دار و دیده را بر دوست دار + سگی دو سه روز
بر پی دوستان قدم زد صورت انسانی و نعیم جاودانی یافت آدمی چون نا امید باشد پیر هرے میفرماید قدس الله
سره العزیز چون سنگ را با راست و سگ را دیدار عبد الله را با نومیدی چکار - المجید - مبالغه ماجد ست
فی الصراح مجد بزرگی و مجید بزرگ و فی القاموس المجید نیل الشرف والکرم و طیبی گفته مجد سعت کرم
و امام غزالی فرموده که مجید کسی که شریف باشد ذات او و جمیل باشد افعال او و جزیل باشد عطاے او
و نوال او پس مجید جامع معنی اسم جلیل و وهاب و کریم باشد و بنده را باید که وظیفه حمد و ثناے حق بجاے
آرد و شکر نعمت و عطاے او فرو نگزارد و تخلق آن ست که شرف و بزرگی را به تحصیل اسباب آن از علم
و عمل و تهذیب اخلاق حاصل کند و بعطا و نوال افاضه و افاده نماید الباعث بعث بر انگیختن میت از

وبر آمدن حاجات ایشان آن قدر کہ تواند و ممکن باشد و اگر عاجز باشد بلطف و سخن نرم و باجابت دعوت ایشان
وقبول ہدیۂ ایشان چنانکہ رسول خدا میکرد صلی اللہ علیہ وسلم - الواسع - سعت فراخی و فراخی کردن و ہمہ را
فرا رسیدن و سعت را اضافت بعلم میکنند و میگویند کہ علم وے وسیع و محیط ست بمعلومات و باحسان میکنند
و میگویند احسان وے وسیع و نعمت او بسیط ست و بقدرت ملک و غنا میکنند و واسع مطلق در جمیع این صفات
اللہ تعالیٰ ست و آنکہ گویند سعت بمعنی توانگری و توانائی و دست رس ست بہین علاقہ است و حق ست مر کسی را کہ
شناخت خدا را و فراخی علم و قدرت و ملک و غنائے او را کہ باقی نماند در ضیق جہل و عجز و فقر و احتیاج بلکہ مستغنی گردد
از ہمہ و در ہمہ کارہا التجا باو کند و در تنگی ہا پناہ باو برد و تخلق آن ست کہ سعی کند در سعت علوم و معارف و اخلاق و جود
و سخاوت در زر و سینہ را کشادہ دارد و دل دوست را فراخ گرداند و از انچہ دارد گردد بر وے از حوادث و ایذائے
جاہلان تنگدل نگردد و ہیچ چیز از ہیچکس در ریغ ندارد و با ہمہ کس بہر نوع کشادہ باشد بیت شنبدہا بر دار گر خواہی
کشادہ دست دل بکشا اگر خواہی مراد - الحکیم - حکمت عبارت ست از کمال علم و حسن عمل و اتقان و احکام علم و
عمل و حکمت علم محکم را نیز گویند پس یعنی علیم باشد بزیادت احکام بعضی گویند حکیم مبالغہ حاکم ست و حکیم می گویند کسی را
کہ عالم باشد بحقائق اشیاء و نیک داند دقائق صناعات را و متقن و محکم کند صنع آنرا و کمال در ین معنی خبر خداوند
عزوجل را نباشد و وے تعالیٰ ہر چہ کند بمقتضائے حکمت و از روے دانش و بنیش کند و کارہائے وی از
دہن و سستی مترہ و منزہ است و دانا ست بحقائق و دقائق اسرار و کسیکہ شناخت کہ پروردگار تعالیٰ حکیم ست
بروے لازم بود کہ راضی گردد بحکم او و بداند کہ وے را دران حکمت بالغہ خواہد بود اگرچہ ظاہر نگردد بروے
پس اعتراض نکند و تخطہ نگیرد بروے و بداند کہ وے فاعل مختار و حاکم علی الاطلاق ست یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید
و باید کہ در فہم حقائق متوجہ بفیض اسم الحکیم باشد و تخلق آنست کہ اجتہاد کند در تکمیل قوت نظریہ و تحسین
قوت عملیہ و نیک داند دقائق و علوم و صناعات را از انچہ متعلق بہ تکمیل نفس خود بود و باید کہ از سفاہت و لغو بپرہیزد
و ہیچ کارے بی باعثہ حقانی و داعیۂ ربانی نکند تا مستحق اطلاق اسم الحکیم گردد نقل ست از ذوالنون مصری
قدس اللہ سرہ کہ گفت شنیدم در زمین مغرب مردی بعلم و حکمت معروف و مشہور ست بزیارت وے شدم
چہل روز بر در خانہ وے افتادہ بودم وقت نماز بمسجد آمدی و بہمچنان والہ و حیران باز گشتی و بمن ہیچ التفات
نکردی از ین حال تنگ آمدم گفتم اے جوان مرد مرا چہل روز ست کہ اینجا ایستادم ہیچ التفات بمن نمیکنی
و سخنی نمیگوئی آخر مرا پندے دہ و حکمتی و نصیحتی بیاموز تا یاد گیرم گفت بان عمل خواہی کرد گفتم آری اگر خدا توفیق دہد
گفت دنیا را دوست مدار و فقر را غنا شمر و بلا را نعمت دان و منع را عطا گیر و با غیر حق انس مگیر و صحبت مدار
و خوارے را غرت نپندار و حیات را موت شناس و طاعت را حرمت بین و توکل را معاش خود ساز

کہ نفس خود را بصفات کمال موصوف گرداند وصفات باطنہ خود را نیک گرداند واخلاق ذمیمہ را تہذیب کند تا جلیل وجمیل گردد وخدا وخلق ہمہ دوست دارند۔ الکریم بزرگ وغزیز گفتہ اند کہ چون کسی را وصف بہ کرم کردی ہمہ صفات نیک را اثبات کردی وگفتہ اند کہ کریم آن ست کہ چون قادر گردد عفو کند وچون وعدہ کند وفا کند وچون عطا دہد بیش از امید دہد وہر کہ او بوے التجا آرد او را ضائع نگذارد واز جمیع وسائل وشفعای نیازگرداند وکریم بمعنی مکرم نیز گفتہ اند چنانکہ جلیل بمعنی مجلل داشتہ اند وبمعنی جواد نیز آمدہ وتمامہ این معنی بروجہ کمال خاصہ ذات کریم متعال ست نقل ست کہ اعرابی از حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کرد کہ یا رسول اللہ حساب روز قیامت کہ کند رسول فرمود کہ خدا تعالیٰ بخود خود حساب کند اعرابی را خوش آمد وتبسم کرد پرسیدند کہ چرا تبسم کردی گفت کریم چون عیب بندہ بپوشد وچون قادر شود عفو کند وبندہ باید کہ وظیفہ شکر وکرم واکرام وعفو وجود کند ودوستی اینچنین کریمی در دل گیرد وتخلق آن ست کہ سعی کند در تحصیل آن وتکلف کند در اتصاف بدان تا حاصل شود او را چیزے ازان یا ہمہ آن بدان وجہ کہ لائق بشان اوست وانبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم ہمہ متصف اند بدان اتم واکمل از دیگران وسید الانبیاء علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اکملہا از ہمہ کاملتر وکریم تر واوست اکرم الاکرمین بعد اللہ تعالیٰ وتابعان او از اولیا وعلماء ہم اکرم اند علی حسب درجاتہم ومراتبہم۔ الرقیب۔ فی الصراح رقیب نگہبان وچشم دارندہ وموکل طبی گفتہ رقیب حفیظ کہ مراقب باشد اشیاء را ولاحظہ کند آنہا را پس غائب نگردد از وے مقدار ذرہ در زمین ونہ در آسمان امام غزالی گفت رقیب علیم حفیظ پس کسی کہ مراعات کند چیزے را تا آنکہ غافل نگردد ولاحظہ کند او را الملاحظۂ لازم ودائم او را رقیب خوانند پس رجوع بمعنی رقابت بعلم وحفظ باشد ولیکن باعتبار لزوم ودوام وسابقا گذشت کہ مہیمن را تفسیر برقیب کردہ اند لیکن اخذ کردہ اند در مفہوم وے مبالغہ در رقابت وباین وجہ فرق بود میان ہر دو وجہ تعلق وتخلق ظاہر ست آنکہ نگہبان خود باشند وخود را از عوارض نفسی وقلبی از مکر وتقلب نگاہدارد ودوام در نظر حق با ادب باشد واز ناشایستہا پرہیز بود وبداند کہ وے تعالیٰ رقیب وشاہد اوست در ہر حال ظاہر وباطن وباندیشد کہ نفس وشیطان در کمین اویند وفرصت نگاہ میدارند وباعث اند او را بر غفلت تا چون غافل گردد کار خود را بکنند ولیکن خود بکشند پس ہمیشہ پرہیز بود از ایشان وہشیار بود از مکر وتلبیس ایشان وبر بندد راہہاے در آمد ایشان معنی مراقبہ این ست۔ المجیب۔ اجابت جواب دادن واجابت وعا کردن اوست جواب دہندہ ہر کہ او را بخواند واجابت کنندہ ہر دعا را وعطا کنندہ ہر سوال را واوست اجابت کنندہ دعاے مضطرین بزبان قال وحال بلکہ اجابت کردہ است پیش از انکہ دعا کنند وداده است پیش از انکہ میطلبند واز جملہ اجابت اوست دعوت خلق وکفایت از حاجات ایشان را کہ تدبیر کردہ است کار ایشان را پیش از انکہ پیدا کند ایشان را بپیدا کردن اسباب انرا از ذرات وآلات در آسمان وزمین پس بندہ را باید کہ اجابت کند دعوت حق را در امر ونہی واجابت کند بندگان او را بانجاح مرام

کنند کہ از وے پرسیدند کہ قوت تو چیست گفت اللہ گفتند مقداری کہ ازان چارہ نیست گفت از اللہ چارہ نیست گفتند
از چیزے می پرسم کہ قوام جسدہا بآنست گفت قوام جسدہا باللہ است اگر شما اللہ را می شناسید و تخلق آن ست کہ گرسنگانرا
طعام دہد و غافلان را ارشاد کند و از احوال نفس خود مطلع باشد و بر اصلاح حال خود اقتدار نماید۔ الحسیب۔ کافی
و بسندہ و در جمیع کارہا و احباب بسند آمدن چیزے احسبنی الشی میگویند یعنی کفانی یعنی بسندہ شد مرا این چیز پس حسیب
بمعنی محسب ست و این وصفی ست کہ متصور نیست ثبوت وے حقیقۃً مر غیر حق تعالیٰ را زیرا کہ احتیاج بکفایت از جہت
وجود و دوام وجود و کمال وجود ست و ہیچ چیزے نیست کہ کافی باشد چیزے را مگر اللہ تعالیٰ زیرا کہ با وست وجود
اشیا و دوام وجود و کمال وجود آنہا و اسبابی کہ آنہا را وخل ست در وجود اشیا و کمال آن ہمہ بخلق او ند پس
اوست حسیب مطلق و بعضی گفتہ اند کہ حسیب بمعنی محاسب ست چنانکہ جلیس و ندیم بمعنی مجالس و منادم ست و وے تعالیٰ
حساب میگیرد از خلائق روز قیامت و بے شمارد بر ایشان انفاس ایشان را در دنیا و آخرت و بعضی گفتہ اند کہ حسیب
بمعنی شریف ست از حسب بمعنی فضائل و مناقب شمردن و چون بندہ دانست کہ وی تعالیٰ کافی ست باید کہ اکتفا
کند بوے و بحسن تدبیر وے توکل کند در جمیع امور بر وے و من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ و چون دانست کہ افعال
او را بے شمردہ بر ان حساب خواہد کرد ضبط کند افعال خود را و نیک گرداند احوال خود را و چون دانست کہ مراورا
شرف و کمال ظاہر گردد بر وے خساست نفس و دنائت آن پس تکبر نکند بذات خود و عجب نیارد بافعال خود و تخلق او ست
کہ سبب کفایت حاجات محتاجان گردد و با نفس خود محاسبہ کند پیش از انکہ حساب گرفتہ شود از وے و نفس خود را بمعرفت
و طاعت شریف گرداند الجلیل الجلال و الجلالۃ بزرگی و بزرگ قدر شدن داوست تعالیٰ جلیل مطلق جامع نعوت
جلال و صفات کمال امام غزالی گفتہ رحمۃ اللہ علیہ کبیر راجع بکمال ذات ست و جلیل بکمال صفات و عظیم بکمال ذات
و صفات جمیعاً منسوب بادراک بصیرت کہ محیط بآن نتوان شد انتہی و در اصطلاح قوم ظہور آثار صفات قہریہ را جلال خوانند
و ظہور آثار صفات لطفیہ را جمال و جمیل نیز در اسماء الٰہی آمدہ اگرچہ در روایت مذکور نیست و جمیل در اصل موضوع ست
مر صور ظاہر مدرک بصر را از انچہ بحسن و ملاحت ملائم بہ بصر و موافق آن باشد بعد ازان نقل کردہ شد بصور باطنہ کہ
مدرک بہ بصیرت گردد چنانکہ سیرت جمیل و خلق جمیل و جمیل مطلق اوست تعالیٰ چنانکہ جلیل مطلق اوست غزالی زیرا کہ
ہر جا کہ در عالم حسنی و جمالے و کمالی و جلالی ست پرتو از انوار ذات و آثار صفات اوست و چون بندہ شناخت کہ جلیل
بحق و جمیل مطلق اوست تعالیٰ و تقدس تعظیم نکند مگر او را و دوست ندارد مگر او را و در بزرگی قدر او و در مقابلہ انوار جلال
و جمال و عظمت و کبریائی او جل جلالہ و عظم شانہ وجود مجازی خود را و در زبان و گذارش نیارد و نیست مطلق گردد تا ہست
مطلق ظہور کند چنانکہ گوید شعر شرقی و غربی۔ اخرجنی عن وطنی۔ اذا تغیبت بدا۔ وان بدا غیبنی۔ گم شدم در گم شدن
دین نست۔ نیستی از ہستی آئین منست۔ تو در و گم شو کہ تجرید این بود۔ گم شدن گم کن کہ تفرید این بود۔ و تخلق آن است

وجوارح وزوائد آنہا چنانکہ شاخہا و نابہا و چنگلہا و خارج ازان چنانکہ اسلحہ و بہ پیدا کردن معرفت و ہدایت مبراست کردن آن و استعمال آن و بہ پیدا کردن حواس کہ در رنگ جاسوسان اند کہ می آگاہند تقریبا بعداد آفات چنانکہ چشم و گوش وجز آن و ہم چنین در حفظ اوست تعالی ہر ذرہ کہ در ملکوت آسمان و زمین ست حتی گیاہی کہ از زمین میروید نگاہ میدارد و لباب اورا البقشر و طراوت اورا بر طوبت و بخارہا کہ میروید ازوے و خار مر سلاح نبات ست چنانکہ شاخ و ناب و چنگل سلاح حیوان و باہر قطرہ از آب حافظی ست کہ نگاہ میدارد اورا ازانکہ مبدل بہوا گردد و در خبر آمدہ است کہ فرو نمی آید قطرہ از باران مگر آنکہ باوے فرشتہ است کہ نگاہ میدارد و آنرا تا میرسد بمستقر خود از زمین امام غزالی گفتہ کہ این حق ست و مشاہدہ باطن ارباب بصائر بران دال ست و ایشان ایمان مے آرند بدان بہ بصیرت نہ بتقلید و ابواب حفظ الٰہی تعالی کثیر ست لاتعد ولاتحصی و از جملہ حفظ اوست القاے ایمان مر مؤمنان را و حفظ عقاید ایشان از زیغ و زلل و صیانت عقود ایشان در توحید باقامت دلائل و براہین بر صدق دین و اقواے دلیل و برہان فوز یقین ست کہ در دل انداختہ کہ کسب و اختیار شبہ را دران قطعا دخلی نیست بزرگی گفتہ است کہ شکر این نعمت چگونہ گویم کہ با چندین اختلافات ادیان و مذاہب کہ در عالم ست اصلا محظور خاطر ما نیست و موجب اشکال و اختلال عقد ایمانی نہ و نور ایمان در دل باقی و ثابت ست یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی الایمان و حفظ بمعنی از بردا شتن چیزے کہ ضد آن نسیان و فراموش کردن ست نیز آمدہ و باین معنی نیز اطلاق آن بر پروردگار تعالی صحیح ست کہ ہمہ اشیا محفوظ ست در علم وے و ممکن نیست زوال آن از وے ہمو و نسیان نقل ست کہ یکے از صلحا را مال بسیار میراث رسید گفت الٰہی مرا باین در اہم محتاج آفریدہ امامحافظت این حضور قلب مرا تفرقہ میرساند خداوندا تو حفیظی از براے من نگاہدار و ہر چہ بود ہمہ را بدرویشان داد پس ہر گاہ کہ او را بچیزے احتیاج می افتاد حق تعالی آنرا از غیب بوے میرساند و چون بندہ دانست کہ پروردگار او حفیظ ست باید کہ از ہمہ آفات و مخافات و از غلبۂ نفس و ہوا پناہ بحفظ و حمایت او برد **بیت** ہر کس بخدا پناہ آرد + او را ز بلا نگاہدارد + و **تخلق** آنست کہ حدود و احکام شرع را نگاہدارد و جوارح را از معاصی و دل را از ذکر ماسوے و سر را از ملاحظہ اغیار محفوظ دارد و جمیع احوال را از خروج از حد استقامت و اعتدال حفظ نماید و فرو ماندگان و عاجزان را دست گیرد و محافظت نماید و حافظ قرآن و حدیث گردد و معانی آنہا را در دل نگاہدارد۔ **المقیت** خالق اقوات در ساندۂ آن بابدان و قوت خورش آن چیزی ست کہ بوے بر پا ایستد بدن انسان از طعمہ و اقامت خورش دادن و این قوت ابدان ست و قوت ارواح معرفت و ایمان ست و مقیت بمعنی توانا و نگاہدارندہ و گواہ و حاضر نیز آید قولہ تعالی وکان اللہ علی کل شئ مقیتا ای مطلقا قادر پس وے جامع معنی علم و قدرت باشد پس بندہ باید کہ قوت و قوت تن و جان از وے خواہد و علم وے اکتفا کند از سہل تستری پرسیدند ما القوت قال ذکر الحی الذی لایموت و بعضی این چنین حکایت

و ہمہ مراتب پایان تر از مرتبۂ اوست زیرا کہ سبب و علت فوق مسبب و معلول میباشد و وے تعالیٰ سبب و علت جمیع
مسببات و معلولات ست و بذات وے منتہی میگردد و مراتب علیت و فاعلیت پس ہیچ چیزے فوق وے نباشد و وے
فوق ہمہ باشد و نیز موجودات منقسم اند بحسب وحی و وحی منقسم ست بچیزے کہ او را جز ادراک حسی نیست و آن بہیمہ است
و چیزے کہ با وجود ادراک حسی ادراک عقلی نیز دارد و آنکہ او را ادراک عقلی ست منقسم ست بچیزے کہ معارض ست در معلوم
از شہوت و غضب و آن انسان ست و چیزے کہ سالم ست از ادراک او از معارضہ بکدرات و آن کہ سالم ست یا ممکن ست
کہ مبتلی و ممزوج باشد بدان و لیکن سلامت نصیب وے شدہ و آن ملائک اند و چیزے کہ محال ست در حق او ابتلاء و
امتزاج بدان و آن حق سبحانہ و تعالیٰ است پس وے در مرتبۂ فوق کل باشد کہ عالی تر و کامل تر از ان رتبہ نباشد و در
فہم عوام کہ در رتبۂ بہائم اند جز علو حسی نیاید و خواص کہ متنبہ شدہ اند باو ادراک بصائر علو معنوی را و مراتب آن را بر وفق
مراتب علو حسی نہند و از ینجا معلوم شد معنی بودن وے سبحانہ فوق العرش زیرا کہ عرش فوق جمیع اجسام است و موجود وے
کہ منزہ است از تحدید و تقدیر بحدود اجسام و مقادیر آن فوق تمامہ اجسام باشد در مرتبہ و تخصیص بعرش بجہت فوقیت
اوست از جمیع اجسام کہ چون فوق او شد فوق ہمہ شد و علو بمعنی غلبہ کردن بر کسی نیز آید و وے تعالیٰ غالب ست بر ہمہ
چنانکہ فرمود واللہ غالب علی امرہ پس نبودہ باید کہ قیاس عقل و ترتیب فکر را در کنہ ذات و صفات او رہ ندید و چونی و چگونی
از راہ معرفت بر دارد و بعجز معترف آید کہ کمال معرفت این ست و خود را در جنب غلبہ امر و حکم وے تعالیٰ نیست و نابود دارد
و باستغفال و تسلیم پیش آید و تخلق آن ست کہ بذل مجہود در تحصیل علم و عمل چندان کند کہ از بنی نوع خود فائق گردد در کمالات
و عالی گردد در مراتب بمقامات و لیکن علو مطلق ممکن نیست زیرا کہ فوق وے درجات انبیاست با تفاوتی کہ در انجاست
و اعلی درجات کہ فوق آن درجہ نیست درجۂ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم ست و اعلی مطلق خداست جل جلالہ و تعالیٰ
شانہ و نیز از وجوہ تخلق آن ست کہ بر نفس و ہوا زبردست باشد و از صحبت اہل دنیا استعلا ورزد و ہمت بغیر امر حق
فرو دنیارد و مشائخ گفتہ اند کہ ہر کہ صادق گشت در توجہ بدرگاہ حق اہل آسمان و زمین را ہیبت او در دل نشیند
و ہمہ از وے تبرسند۔ الکبیر۔ بزرگ و صاحب کبریا و کبریا عبارت ست از کمال ذات و مراد بکمال کمال وجود ست
و کمال وجود وے تعالیٰ راجع بدو چیز ست یکی دوام وجود و چون مدت وجود آدمی دراز گردد گویند کہ وے کبیر السن ست
و چون طویل الوجود کبیر شد پس دائم الوجود از لے و ابدے اولی و احری باشد کہ او را کبیر خوانند دوم آنکہ وجود وے
وجودیست کہ صادر ست از وے ہر موجود پس کبیر بمعنی کامل الذات تام الوجود باشد و عظیم بمعنی کامل الصفات
رفیع القدر عالی مرتبہ بود و وجہ تعلق و تخلق قریب باسم العلی ست۔ الحفیظ۔ حفظ نگاہداشتن و نگاہدارندۂ
ہر کہ و ہر چہ در عالم ست از آفت و ضیاع اوست تعالیٰ شانہ بابقاء و صیانت چیزہا کہ ضد و دشمن یک دیگر اند چنان کہ
عناصر را و موالید نگاہ میدارد بترکیب و مزاج و تعدیل قوائے آن و نگاہ میدارد حیوانات را بہ پیدا کردن آلات

است تعالیٰ تقدس کسی کہ بشناخت عظمت حق را مستحقر و خوار داند نفس خود را در جنب عظمت او و اقبال کند بامتثال اوامر و نواہی و احکام وے تعالیٰ شانہ و عظم برہانہ و بندہ را باید کہ از عظمت و جلال حق چنان و چندان در دل فرود آورد کہ ہیچکس و ہیچ چیز را در جنب وجود وے سبحانہ ہستی نماند و تخلق آنست کہ ہمت بلند دارد و از برای دنیائے دون سر فرود نیارد و ملک کونین را در جنب عظمت الٰہی در نظر ہمت وی جائے نماند و تحصیل کند از کمالات و صفات شریفہ انچہ عظیم گردد بوے قدر وے تا بمرتبہ رسد کہ اکثر عقول بکنہ قدر وے نرسند و در حدیث وارد شدہ است کہ عالم عامل کہ تعلیم میکند مردمان را خمیر نام کردہ میشود او را در ملکوت عظیم و عظیم از بندگان انبیا و علما اند کہ چون عاقل صفات ایشان تصور کند پر شود عقل وے بہیبت و عظمت و اعظم مخلوقات سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ست کہ عظیم تر از وے مخلوقی بوجود نیامدہ و در عالم اجسام عظیم تر از عرش آفریدہ نشدہ و در عالم معانی از روح انسانی کہ آن نیز راجع بعظمت روح محمدی ست صلی اللہ علیہ وسلم - الغفور بمعنی غفار ست و ہر دو صیغہ برائے مبالغہ و غفور مبالغہ تر از غفار ست یعنی غفار بسیار بخشاینده کہ مغفرت از وے بسیار بوجود آید و گناہان بسیار بخشد و غفور آنکہ بخشش وی تام و کامل باشد و گناہان عظیم بخشد و مغفرت او باقی مراتب و درجات رسد بعضی گفتہ اند کہ غفور آن ست کہ چون از بندہ نوعے از گناہان بخشید از ہمہ بندگان آن نوع گناہان را بخشد و چون غفر بمعنی پوشیدن ست غافر آنکہ پوشد گناہان را در دیوان اعمال بندگان و غفور آنکہ از ضمیر فرشتگان نیز محو و پوشیدہ گرداند تا ذلت آن مستور ماند بلکہ بر گناہگار نیز فراموش میگرداند تا از خجالت و شرمساری در پردۂ تستر بماند بیت سر خجالت درویش زان بود در پیش + کہ گر گناہ ببخشند شرمسار ہنوز و وجہ تخلق در اسم غفار ند کورشد - الشکور - شکر سپاس داشتن و ثنا گفتن منعم را بہ سبب نعمت و انعامی شکر گفتن بندہ ست مر خدا را و شکر را اسناد بخدائے تعالیٰ نیز کنند و شاکر و شکور نام وے تعالیٰ دارند و معنی وے تواب جزیل دہندہ بر عمل قلیل و کدام ثواب جزیل تر و عظیم تر از ثواب آخرت ست بر عمل در ایام معدودۂ دنیا و بعضے گفتہ اند معنی شکور ثنا گوینده بر بندگان مطیع شاکر و این معنی قریب ترست بمعنی شکر و بعضی گفتہ اند کہ خدای شکر را شکر نام کردند بطریق مشاکلت و چون وے تعالیٰ معطی ثواب جزیل ست ثنا گوینده است بندہ را بر طاعت وے و بندہ را باید کہ در ثنا و شکر و طاعت وے تعالیٰ بیفزاید و صدق و اخلاص نماید و وجہ تخلق آن ست کہ شاکر بود مر خدا را بر نعمت وے و شاکر بود مر کسی را کہ احسان کند بوے بحق وساطت و مکافات کند او را گر مکافات از دستش نیاید دعا کند و اقلش این ست کہ گوید جزاک اللہ خیرا - العلی - علو بلندی و بلند شدن جائے و بر بلندی بر آمدن و برز بر چیزے شدن و آن دو قسم ست حسی چنانچہ جسمی بر زبر جسمی دیگر باشد و عقلی چنانکہ رتبہ چیزے فوق رتبۂ چیزے باشد و وے تعالیٰ و تقدس در مرتبہ بالاترست از ہمہ و ہیچ رتبہ فوق رتبہ او نیست

الخبیر خبر آگاہی و خبیر آگاہ و دانا و نیست ہیچ شی در ملک و ملکوت و متحرک و ساکن نمیشود در زمین و آسمان و ذرہ مضطرب و مطمئن نمیگردد و در کون و مکان نفسی نمیزند مگر آنکہ نزد اوست تعالیٰ شانہ ازان خبر و باین معنی خبیر راجع بمعنی علیم گردد مگر آنکہ خبیر مخصوص باخبار دارند و بمعنی عالم باخبار گویند امام غزالی گفتہ کہ خبیر بمعنی علیم ست لیکن علم چون افاضت کردہ شود بخفایاے باطنہ خبرت گویند و صاحب آنرا خبیر نامند انتہی و گاہی خبیر بمعنی مخبر نیز دارند یعنی خبر دہندہ از مکنون علم خود و وے تعالیٰ خبر دہندہ است از گذشتہ و آیندہ بکلام خود باین معنے راجع بصفت کلام گردد و خبرت و اختبار بمعنی آزمودن نیز آید و وے تعالیٰ آزماینده است بندگان را بامر و نہی و تکلیف شرعیہ چنانکہ فرمود لیبلوکم ایکم احسن عملا و بندہ چون دانست کہ حق تعالیٰ خبیر ست مراقبہ علم اورا از دست ندہد و تصدیق نماید انبیارا در انچہ خبر دادہ اند و امر و نہی را بجا آرد و تخلق آنکہ بکارہاے دین دانا و باریک بین باشد و از انچہ در عالم قلب و قالب او میرود خداوند بصیرت و خبردار باشد و از مکائد نفس و مکر و خداع آن پرحذر بود و خبر دہندہ باشد مردم را ازان و منذر و داعی ایشان بود بطریق نجات ازان و آزماینده بود ایشان را بدان

الحلیم حلم آہستگی و بردباری و حلیم آنکہ او را خشم از جاے نبرد و باعث بر استعجال عقوبت نبود و مسارعت انتقام نگردد و با وجود اقتدار اگر توبہ تدارک کند عفو فرماید و اگر خواہد بے توبہ نیز رحمت کند حلیم علی الاطلاق حق سبحانہ است و بندہ گاہے استعجال نمیکند در عقوبت و لیکن بر عزم آن میباشد و کینہ نگاہ میدارد تا نزد فرصت کیفر را میکشد و وے سبحانہ خود را بانتقام نیز وصف کردہ است پس حق عبد آن ست کہ از انتقام وے خائف باشد و از جہت حلم وے امیدوار عفو باشد کہ چون در حال حلم کردہ است در مآل نیز مغفرت کند و باید کہ اینچنین ذاتے را کہ با وجود کمال قدرت بر عقوبت انتقام نمیگیرد و عفو میکند و نعمت کہ دادہ است باز نمی ستاند شکر گوید و شرم دارد کہ در نظر چنین کریمی بنافرمانی کند و تخلق آن ست کہ بہر ناپسندی کہ بیند از جا نہ رود و تمکین و وقار ورزد و بعقوبت زیر دستان تعجیل نہ نماید و صفح و عفو شیوہ خود سازد مگر در اجراے حدود شریعت۔ العظیم بعظم و عظمت بزرگ شدن و عظمت گاہے در اجسام کہ مدرکات ابصار اند اطلاق یابد و گویند کہ این جسم عظیم ست و آن جسم عظیم تر از وست و وقتی کہ امتداد مساحت وے در طول و عرض و عمق آن بیشتر ازین باشد باز این دو قسم ست یکی آنکہ پر میکند چشم را و محیط میگردد باصرہ بدان چنانکہ فیل و امثال آن و یکی دیگر ست کہ محیط نمیگردد بصر باطراف وے، چنانکہ زمین و آسمان و این اعظم ست از اول و گاہی در مدرکات بصائر استعمال کنند و آنہا نیز اقسام اند قسمی ست کہ محیط میشود باد راک کہ حقیقت آن عقل و قسمی ست کہ قاصر ست ازان اکثر عقول یا بعضے و قسمی ست کہ تصور نیست ادراک عقل واحاطہ وے بلکہ حقیقت آن و عظیم مطلق اوست کہ عظیم تر از ہمہ است و بیرون است از حد عقول و بیرون از دائرۂ ادراک کہ سیچ عقلی بکنہ ذات و صفات وے نرسد و آن ذات حق

در اصل بمعنی داد دادن و بخشیدہ است و عدل ضد ظلم و جور ست و بمعنی استقامت و اعتدال و برابر کردن چیزی را بچیزے نیز می آید و وے تعالیٰ منزہ است از جور و ظلم چہ ظلم تصرف در ملک غیر ست و کل عالم ملک اوست و ہمہ افعال حق مستقیم و معتدل ست و متضمن حکم و مصالح لاتعد و لاتحصی چنانکہ باید و شاید ہمچنان ست قولہ تعالیٰ ماتری فی خلق الرحمن من تفاوت وے تعالیٰ با ہر یکی معاملہ برابر عمل وے کند و سزاوار محبت و نعمت گرداند و این از عدل باشد و گاہے عفو کند بلکہ سیئات بحسنات مبدل گرداند و این فضل اوست و چون بندہ دانست کہ حاکم مطلق اوست و ہمہ بقضا و قدر اوست و در ہمہ افعال او را حکمتہاست باید کہ در افعال او و تدبیر حکمت او اعتراض نکند بلکہ ہمہ حق و عدل داند و تخلق آنکہ در مردم عدالت و زر و خصوصاً در آنکہ رعیت اوست و در مملکت وجود ست و شہوت و غضب را در تحت سیاست عقل و دین اسیر گرداند و افعال وے بر حد استقامت و توسط و اعتدال بود بیت سعدیا راست رو آن گوے سعادت برند ۔ راستی کن کہ بمنزل نرود کج رفتار ۔

اللطیف ۔ لطف نرمے و نازکی در کار و کردار و نیکی کردن بہ کسی و لطف خدا بہ بندہ توفیق طاعت و عصمت از معصیت ست و از جملہ لطف او بہ بندگان اعطاے وی ست فوق کفایت و تکلیف او دون طاقت و رسانیدن بہ سعادت ابد بسبب خفیف در مدت قصیر کہ عمر ست بلکہ در یک ساعت چنانکہ کسی ایمان آورد و گاہی مشقت مجاہدت و کلفت در ریاضت بلطف و نرمے آسان میگرداند و اگر خواہد بے زحمت ریاضت و مجاہدت منزل مقصود میرساند و بتقرب و قبول درگاہ خود مخصوص و مشرف میگرداند و لطف را بالعلم بدقائق مصالح و خفیات امور و رسانیدن آن بمستصلح بہ سبیل رفق و نرمے نیز تفسیر کردہ اند و این ہر دو امر یعنی احاطۂ حق سبحانہ بدقائق و خفایا و رفق در افعال و لطف وے دران از احاطہ حصر و حیطۂ بیان بیرون ست و تنبیہ کردہ است امام غزالی در بعضی امثلۂ آن و گفتہ چنانکہ لطف او در حق جنین تا آخر عمر و رسانیدن غذا چہ در شکم و چہ در حالت رضاع و بعد ازان در اخراج شیر صافی شیرین از میان خون و سرگین و برآوردن جواہر نفیس از میان احجار و بیرون آوردن عسل از مگس و ابریشم از کرم و دراز صدف و عجیب تر از ہمہ پیدا کردن آدمی کہ مستودع معرفت و حامل امانت و مشاہد ملکوت سموات و ارض و عارف ذات و صفات اوست و امثال این بیرون از حد حصر و احصا راست و ہر کہ دانست کہ وے تعالیٰ لطیف ست و عالم بکنونات ضمائر ست و موصل جلائل نعم باید کہ ظاہر و باطن را از مکر و تلبیس و ترک ادب و اخلاق ذمیمہ نگاہدارد و شکر نعمت وے گوید و توفیق غیر و طاعت از وے جوید و بتقصیر خود معترف آید و تائب و معتذر گردد و تخلق آن ست کہ بہ بندگان خدا لطف و رزد و نرمی کند چہ در آخاق حسیہ و نبویہ و چہ در منافع روحانیہ دینیہ و دعوت الی اللہ و ارشاد بطریق حق بر فق و لطف و حکمت و موعظۂ حسنہ و علم حقایق و فہم دقائق پوشیدہ بارفق و سہولت و نرمی بخلائق برساند و افادت نماید

حکایت آوردہ اند کہ دو کودک بازے سیکردند یکی نان خشک داشت و دیگرے نان خورش آن کودک بدین کودک دیگر گفت مرا ہم نان خورش بدہ گفت بیا سگ من باش تا ترا نان خورش دہم آن کودک راضی شد ریسمان در گردن او کرد و میکشید فتح موصلی دید فرمود اگر این کودک بنان خشک قناعت کردے سگ یا خود نگشتی بیت بنان خشک قناعت کنیم وجامہ دلق ۔ کہ بار منت خود بہ نہ بار منت خلق ۔ و تخلق آن ست کہ غریزہ دارد آنرا کہ خدائے تعالیٰ غریزہ گردانیدہ بعلم و معرفت و مخالفت ہوا و طویت و خوار دارد آنرا کہ خوار گردانیدہ بکفر و ضلالت و مخالفت و موافقت نفس و جہالت و شہوات ۔ السمیع البصیر ۔ این دو صفت ست مر حق تعالیٰ را کہ منکشف میگردد بآنہا مسموعات و مبصرات انکشاف تام بے احتیاج بآلت و حاسہ دوے تعالیٰ شنوا ست نہ بگوش و بینا ست نہ بچشم و این کمال ست زیرا کہ جوارح و آلات محل تغیر و آفات اند و دور و نزدیک نزد وے برابر ست و شنیدن و دیدن چیزے او را از شنیدن و دیدن چیزے دیگر مانع و مزاحم نیست و اثبات این دو صفت محل خدا را تشبیہ ست و چون ثابت شدہ است تنزیہ دے تعالیٰ از صفات حسیہ ثابت شد تنزیہ دے از آن و قرآن مجید ناطق ست بہ ثبوت این دو صفت و تاویل آن بعلم خلاف حق ظاہر ست و ہر کہ دانست کہ حق تعالیٰ سمیع و بصیر ست تکلم نمیکند مگر بانچہ راضی ست وے تعالیٰ از آن و ہر چہ گوید با ادب گوید و از غیبت و بہتان و لاف و گزاف و مدح نفس و لعن و طعن بہ پرہیزد و نہ بیند و نہ شنود مگر کلام خدا و رسول خدا و تابعان او را و انچہ راضی ست حق تعالیٰ بدان و از نظر حرام و دراز کردن چشم بزہرت دنیا و زینت آن پرہیزد و نظر کند بصنائع و بدائع آلہی و عبرت گیرد ازان و لازم گیرد دوام مراقبہ و مطالبہ نفس بمحاسبہ و اشارت بے سمیع و بے بصیر ہمیں ست ۔ الحکیم ۔ بمعنی حاکم ست و وے تعالیٰ حاکم علی الاطلاق ست بحکم تشریعی و ارادے و حکم کنندہ است میان خلائق بدفع قاعدۂ ظلم و دفع طریقۂ جفا و انصاف ستاننده مظلومان ست از ظالمان در روز جزا و حکم کنندہ بشقاوت و سعادت بر بندگان و در قاموس گفتہ است کہ حکم بمعنی قضاست و امام غزالی گفتہ کہ از حکم متشعب میشود قضا و قدر پس تدبیر وی تعالیٰ اصل وضع اسباب را حکم ست کہ عبارت از امر ست و کلیم بالبصیرت و خلق اسباب کلیہ مانند زمین و آسمان و کواکب قضاست و ترتیب مسببات بر اسباب بلحظہ بلحظہ تقدیر او ست و این را بیانیت کہ امام در شرح اسمای حسنی گفتہ و جملہ ازان در شرح آوردہ ایم و چون وے تعالیٰ حاکم ست باید کہ بندہ استسلام کند حکم او را و انقیاد آرد مر او را و راضی باشد بقضائے او و ابرائے ذمہ خود کند از حقوق و از خصومات خلق بر حذر باشد و اگر کسی را با او خصومتی افتد انصاف نگاہدارد تا در زمرۂ ظالمان محشور نگردد و در روزی کہ وے تعالیٰ حکم گردد رسوا نشود و از سابقہ حکم ازلی ہر انسان را ندہ ہمین باشد و تخلق آن ست کہ در رفع خصومت و حکومت عدالت نماید و انصاف دہد بر خود و بر نفس خود حاکم باشد بمجاہدات و ریاضات و تقدیر سیاسات کہ مقتضی بصلاح دنیا و دین ست العدل

ان نماید و گفته اند که سیاست نفس اگر بر طاعت و بندگی آرام دارد از حد تجاوز ننماید کرد تاثیر مرده و ملول کار نکند که طاعت با نبساط و نشاط بقبول نزدیکتر ست اما اگر در پی هوا و هوس رود و متابعت شیطان کند تدبیر بسیاست بلیغ نماید **بیت** گر کنی یک آرزوے خود تمام + در تو صد ابلیس زاید و السلام ، **الخافض الرافع** ۔ خفض فرو داشتن رفع بر داشتن فرو می آرد کافران را ببدبختی و بر میدارد مومنان را بنیکبختی و بر میدارد و ستانرا به نزدیک گردانیدن و فرو می آرد دشمنان را بدور گردانیدن و فرو می آرد کسی را که میخواهد باسفل سافلین طبیعت و بر میدارد بعضے را با علی علیین محبت و فرو می آرد یکی را بدرکات جحیم و بر میدارد دیگرے را بدرجات نعیم و این دو صفت را مراتب و درجات بسیار ست و بنده چون شناخت که وی تعالیٰ خافض و رافع ست باید که پناه بوے برد از افرودے مرتبه و مجاورت اشقیا و در خواهد بلندی درجه و مصاحبت سعدا را در هر دو جهان و تخلق باین دو اسم آن ست که پست گرداند باطل را و بالا کند حق را و خفض کند اعدائے دین را و دشمنی دارد با یشان و رفع کند دوستان حق را و دوستی آرد با یشان که افضل الاعمال الحب للّٰہ والبغض للّٰہ است و مرتبۂ نفس را که اعدی الاعادی ست خفض کند و مقام دل و روح را رفع کند و رتبۂ برادران دین و مشائخ اهل یقین را بلند و بالا بیند و مقام خود را از همه پست داند و خود را نه بیند و اگر بیند دون و ناکس بیند **بیت** نهر مندی که ره را پاو سر دید + ز خود عیب و ز بیگانه هنر دید حکیمانیکه دور اندیش بودند + دوائی خلق و در دخویش بودند + **المعز المذل** ۔ اعزاز عزیز گردانیدن اذلال خوار کردن عزیز میگرداند آنرا که میخواهد در دنیا بتوفیق طاعت و هدایت و حمایت از طریق معصیت و ضلالت و در عقبی بلقاء مرتبت و نعیم جنت و رویت ذات پاک خود و خوار میگرداند کسی را که میخواند باضداد این صفات امام غزالی گفته اوست که میدهد ملک را بهر که خواهد و میکند ملک را از هر که خواهد و ملک حقیقی در خلاص لزوال حاجت و اسیری نفس و غلبۂ شهوت و صحت جهل ست پس کسیکه بر داشته شد حجاب از دل وے مشاهده کرد جمال حضرت عزت را و روزی کرده شد او را ملک قناعت و بے نیازمندی از خلق و مدد کرده شد بقوت و تائید و غالب شد بر صفات نفس پس تحقیق عزت داد او را و داد او را ملک دین و دنیا و کسی که دراز کرد چشم او را بسوے خلق محتاج کرد او را با یشان و مسلط گردانید بروے حرص و محروم گردانید او را از قناعت و مغرور گردانید به نفس و استدراج و ماند در تاریکی جهل به تحقیق خواهد گردانید او را و کشید از وے ملک انتهی این اعزاز و اذلال حقیقی روحانی ست که امام ذکر کرد و اعزاز و اذلال حسی جسمانی نیز از صفات و افعال او عز و علاست چنانکه قوت و کمال و جاه و جلال و مال و منال و شرف نسب و تظاهر باتباع و انصار و امداد آن اگر ظاهر گردد نفع و ضرر آن در دین و باقی ماند اثر آن در اهل دین و بنده چون دانست عز و ذل او ست تعالیٰ عزت دنیا و آخرت از وے خواهد از خواری و ذلت پناه بدرگاه عزت وی آرد و بداند که عزت در طاعت ست و خواری در معصیت و حرص و طمع و شهوت نفس خود را خوار نه گرداند

وحکم وفصل کردہ است میان ایشان وکفار ونصرت دادہ است ایشان را وتابان ایشان را بر اعدائے
دین چنانکہ وقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین وانہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون وحی تعالیٰ گشادہ ست
بر دلہائے مومنان درہائی معرفت وگشایندہ است بر عاصیان درہائی مغفرت دیارے دہندۂ درماندگان وآمرزگار
غمزدگان اوست وبالجملہ فتاح اسم جامع ست مر فتح ابواب خیرات وافاضۂ انواع برکات را وچون بندہ دانست
کہ اوست تعالیٰ فتاح باید کہ بہ نشیند بر در کرم وے بامید فتح ونصر وانتظار حصول انفضال بی ملال واستعجال با تسلیم
وسکون تحت جریان حکم بیت ہمہ درہا بگل بر خود فرو بند + در او گیر دائم دل در وبند + وتخلق بآن آن ست کہ سعی
کند کہ در بہ روے طالبان خیر از مال وعلم بگشاید وفصل خصومت میان مردم بکند ومظلومان ودرماندگان را نصرت
دہد العلیم - مبالغہ عالم ست وے تعالیٰ عالم ست بآشکارا ونہان وبخطرات دل وآنچہ ہنوز در دل خطور نکردہ وعلم
وے محیط ست بکلیات وجزئیات ظواہر اشیا وبواطن آن وکنہ حقائق آن وغیر متناہی ست معلومات وے
وچون دانستہ شد کہ وے تعالیٰ عالم ست بظواہر وسرائر ظاہر وباطن از ہر چہ نشاید ونباید پاک باید کرد وملاحظہ
علم خالق را بر علم مخلوق مقدم باید داشت وحظ عبد ازین اسم آن ست کہ بتحصیل علوم دینیہ وتکمیل آن وحقائق
ومعارف کہ سبب تکمیل نفس وباعث بر عبادت گردد وموجب صلاح حال ظاہر وباطن شود کہ علم نافع عبارت
ازان ست بدعاوندارب زدنی علما مشغول ومشغون باشد القابض الباسط - قبض گرفتگی وتنگی وبسط فراخی
وگستر انیدن ضد یکدیگر اند وے تعالیٰ تنگ میکند رزق را بہر کہ میخواہد وفراخ میگرداند بہر کہ میخواہد رزق حسی
باشد یا معنوی وقبض میکند ارواح را از اشباح نزد اماتت وبسط میکند ارواح را در ان نزد احیا یا قبض میکند
در نوم وبسط میکند در استیقاظ یا تنگ میگرداند دلہا را بحزن وملالت بہ تجلی صفات قہریۂ جلالیہ وفراخ میکند
بفرح ومسرت بظہور صفات لطیفۂ جمالیہ وگفتہ اند کہ قبض میکند صدقات را از اغنیا وبسط میکند آنرا بفقرا ودین
قوم را در معنی قبض وبسط وآداب آنہا کلام ست کہ در شرح فتوح الغیب آنرا بتفصیل از کلام بعضے مشائخ عظام نقل
کردہ شدہ است وچون بندہ دانست کہ قابض وباسط اوست تعالیٰ شانہ بر قبض صبر میکند وامیدوار میباشد
وبر بسط شکری ورزد وتر سکار میباشد وہر جا قبض وبسط می بیند از انجا میداند وامام غزالی گفتہ کہ قابض وباسط
از بندگان آن ست کہ قبض میکند دلہائے بندگان را بتخویف وانذار بجلال خدا وکبریائی او بعنوان عذاب وبلای
او وبسط میکند بہ بشارت دادن بہ لطف وعطائے او بصنوف آلاء ونعمائے او ویا قبض میکند وتنگی می آرد در بخل
می ورزد بر حقائق اسرار آلیہ از غیر اہل آن وافاضت ونشر میکند بر اہل انتہی وبعضی گفتہ اند کہ تخلق باین دو اسم
آن ست کہ بانفس بد فرمائی وباہر کہ در تحت ضبط وسیاست اوست باین دو صفت معاملہ میکند تا تربیت بہ کمال
باشد ہر گاہ بسیار ملالت وسآمت بدیشان رسد بہ بسط دفع کند وہر گاہ بسیار جرأت کنند ودلیر شوند قبض ضبط

حکمت وصلاح کار و بندہ چون شناخت کہ وہاب مطلق اوست تعالیٰ ہمہ از وے خواہد واز وی امید دارد واز جز وی طمع ببرد و روی بغیر نیارد و توقع ندارد و خواہش ہر چند دشوار بود بلکہ محال نماید در طلب آن حیا ندارد و دعا این بندۂ مسکین کاتب حروف در ابتدائے حال تعطش کہ مشوب بنادانی و ناعاقبت اندیشی بود این بود کہ رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی اگرچہ عموم و اطلاق این دعا از محالات نماید ولیکن نظر بخصوصیت حال و ملاحظۂ استعداد نوعی از تاویل استجابت پذیرست انشاء اللہ تعالیٰ و اما تخلق باین اسم آن ست کہ بذل کند ہر چیز کہ در دست اوست اگرچہ جان وے باشد در راہ حق بملاحظہ خطر عاجل و ثواب آجل و بی طلب حسن صیت اگرچہ چند حقیقت وہب وجود از آدمی زاد نیاید کہ ممکن نبود تا فعل نزدوی اولیٰ از ترک نگردد و غرض و غایت در نظر نیاید اقدام بر آن نکند و اکمل افراد انسان در ہبہ وجود سید البشرست صلی اللہ علیہ وسلم کہ چندان عطا نمود و انعام کرد باذن خدا کہ غرض و عوض را در آن مدخل نباشد بلکہ بمحض امتثال امر الٰہی تعالیٰ و تقدس و ہم چنین ہمہ انبیاء و مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ **الرزاق** ۔ روزی رساننده خلق را از آدمیان و پریان و سباع و بہائم و سائر حیوانات چنانکہ مناسب حال و موافق حکمت باشد و رزق دو قسم ست محسوس و معقول محسوس ابدان راست و معقول ارواح را و نیز رزق مضمون ست کہ لطف باری تعالیٰ بہ ضمانت آن ایستادہ و این شامل تمامہ جانداران را کہ ما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا و رزق موعود کہ برائے متقیان بی تعب و مشقت از انجا کہ گمان ندارند وعدہ کردہ است کہ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب و رزق مقسوم کہ آنچہ بمت کردہ اند سیر سد خواہ رزق مضمون باشد و خواہ رزق موعود و چون بندہ شناخت کہ رزاق رزق اوست انتظار رزق جز از وے نبرد و توقع از غیر وے ندارد کار خود را بوے گذارد و توکل بر وے کند و چون دانست کہ روزے مقدرست از جہت روزی دل تنگ نگرداند و گلہ و شکایت از خلق نکند و تخلق باین اسم آن ست کہ دست خود را خزانۂ ارزاق ابدان و زبان را خزانۂ ارزاق قلوب گرداند و واسطہ باشد میان پروردگار تعالیٰ و بندگان او در وصول ارزاق جسمانیہ و روحانیہ باتفاق و تعلیم و ارشاد و دعا خیر و نیز از وجوہ تخلق ست کہ باہل و عیال و ہر کہ در مؤنت اوست معیشت بکشاد کند و نفقہ بر ایشان تنگ نگرداند و در وقت رسیدن مہمان روے ترش نکند کہ روزی خود بر خوان تو میخورد **بیت** مرترا منت ز مہمان داشت باید بہر آنکہ میخورد بر خوان انعام تو نان خویشتن ۔ **الفتاح** ۔ فتح کشادن و بمعنی حکم کردن نیز آمدہ است و تعالیٰ شانہ کشاینده درہائے رحمت بر اصناف بریت و حاکم علی الاطلاق میان خلائق و کشایش ہمہ کارہا از دست و فضل ہمہ خصوصا از و در دنیا بواسطہ اسباب و در آخرت بیواسطہ و بیحجاب و فتح بمعنی نصر نیز آید چنانکہ اذا جاء نصر اللہ والفتح و انا فتحنا لک فتحا مبینا و بہ تحقیق کشادہ است ابواب فضل و کرامت خود را بر انبیاء و مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

و خواطر مذمومه و ارادات قبیحه که در دل اوست از علم خلق پنهان داشته تا هیچکس را بر سر او اطلاع نباشد نعوذ بالله
اگر آنچه در دل آدمی ست از وساوس و خطرات و ارادات قبیحه بر خلق ظاهر شدی دوست ترین خلق نزد وی
دشمن ترین ایشان بودی مر او را و همه در دشمنی و هلاک او کوشیدندی و بآنچه گفته شد معنی غفار و ستار یکی اند و لیکن
درین روایت ستار مذکور نیست و احتیاج به بیان فرق درین دو اسم نه و اگر مذکور بودی غفار را بر مغفرت ذنوب
حمل کرده میشد و ستار را بر ستر عیوب چنانکه در بعضی ادعیه آمده که یا غفار الذنوب و یا ستار العیوب و بنده چون
بداند که وی سبحانه غفار الذنوب ست از مغفرت و رحمت وی نا امید نباشد و دست رد بر سینه مجرم نزند و چون
دانست که ستار العیوب ست از شکرانه این نعمت غافل و فارغ نباشد و لیکن باید که بدان مغرور نگردد و از توبه
و انابت غافل نباشد و تاخیر دران جائز ندارد که بر عمر اعتماد نیست بیت لطف حق گرچه مواساها کند + لیک چون
از حد بشد رسوا کند + نسأل الله العافیة و وجه تخلق باین اسم ظاهر ست که از جرائم مردم درگذرد و عیبهای
ایشان را بپوشد + القهار - قهر غلبه کردن و چیره شدن بر کسی و وی تعالی غالب ست که شکننده است پشت
جباران و متکبران را و خوار گردانیده و هلاک کرده است ایشان را و تمامه مخلوقات در تحت صولت قهر وی مقهور
و مغلوب اند و عاجز و خوار اند در قبضه قدرت و عظمت وی و حیران و سرگردانند در وادی قهر و جلال وی
لمن الملک الیوم لله الواحد القهار و هر که شناخت قهاریت او را از مکر و قهر ناگهانی او ترسان و لرزان باشد
و از غایت خوف ملتجی بجناب لطف و کرم وی گردد و قهار از بندگان آن ست که بسطوت سلطان عزت و قهرمان
حال بر اعدای دین از جن و انس و شیاطین غالب و چیره باشد و مداخل ایشان بر روی وقت و حال
خود بر بندد تا از طریق حق بیرون نیارند و از سلوک آن مانع نه آیند و اعدای عدو وی نفس ست که میان
دو پهلوی اوست که بنورانیت قلب مسخر و مطمئن باشد و بطاعت و بندگی آرام گیرد و خلق را بضرب و زجر و قتل
بترک حدود شرع و نفس را بترک آداب و سنن و اشتغال بما لا یعنی و بیهوده تادیب و سیاست نماید و از جمله
قهاران مردانند که هر که با ایشان بمعارضت و مقاومت بر آید مقهور و مغلوب گردد و صاحب فتوحات مکیه هر یکی
از آیات قرآن را نسبت به یکی از اولیا میکند و میگوید آیت شیخ محی الدین عبد القادر این ست و هو القاهر فوق عباده
الوهاب وهب و هبه بخشیدن و عطا کردن موهبت بخشش و وی جل جلاله و عم نواله کثیر الهبة و دائم
العطاست که بخشش او را پایان نیست و فیض او را انقطاع نی و هبه حقیقی عطیه ایست که خالی باشد از غرض و عوض
چه معطی بغرض و عوض که در برابر اعطا چیزی می ستاند در حقیقت واهب نیست بلکه بایع ست پس وهاب بمعنی جواد آمد
و اسم جواد درین روایت نیست و جود و هبه در حقیقت منحصر ست در ذات مقدس باری تعالی اوست که می بخشد
هر محتاج را هر چه احتیاج دارد و بیشتر ازان و زیاده بر ان بی غرض و بی عوض درین جهان و دران جهان موافق

(لطف حق با تو مواساها کند + چونکه از حد بگذرد رسوا کند +)

مسلط و غالب بود و او را بر ملازمت تقوی و مواظبت طاعات حامل گرداند و بہمین قیاس نسبت بخلق خدا جابر کسور و مصلح احوال و دستگیر شکستگان باشد و در اجرائے امور شریعت بامر معروف و نہی منکر غالب و مسلط بود و جبر کند و ہمت بلند دارد۔ **المتکبر**۔ تکبر و استکبار بزرگی نمودن و گردن کشی کردن و کبریا بزرگی و مراد مبالغہ و کمال در کبریاست و ہیچکس مستحق کبریا و لائق آن جز وے تعالیٰ نیست و کبیر علی الاطلاق او ست و ہر کہ کبریائے حق را و علو قدر او را شناسد باید کہ دل مستغرق کبریائی او گرداند و طریق تواضع و تذلل لازم گیرد و گردن در بندگی وے نرم گرداند و در اوامر و احکام سر باز نزند و تخلق باین اسم آن ست کہ ہمہ چیز را خرد و صول بجناب قدس وے تعالیٰ و انچہ اسباب وصول ست از شہوات دنیا بلکہ مستلذات آخرت را نیز خرد و حقیر داند و بدنیا و اہل دنیا و نیز خاصۃ و شہوات آن سر فرود نیارد و قدمے نہ نہد از جہت علو شان انسانیت و رفعت مکان دین نہ از جہت تعظیم نفس و تکبر ذات خود۔ **الخالق البارئ المصور**۔ این سہ اسم در افادۂ معنی پیدا کردن را آفریدن و اختراع نمودن یکی اند اما ہر یک معنی خاص دارد خلق بمعنی اندازہ کردن ست پیش از پیدا آوردن و برا بمعنی ایجاد و پیدا کردن و تصویر بمعنی صورت کردن و ہیئت بخشیدن و ہر چہ از عدم بوجود می آید محتاج ست اولا باندازہ کردن پس ازان بآفریدن و بعد وے صورت دادن بر مثال بنا کہ نخست اندازہ میکند و بعد ازان بوجود می آرد و بعد ازان صورت میکند اگرچہ در پیدا کردن حق سبحانہ ہر سہ معا بوجود مے آید و لیکن رتبۂ یکی مقدم از دیگرے ست و ہر چہ از عالم علوی و سفلی از عرش تا ثری پیدا شدہ و پیدا خواہد شد در ملک و ملکوت ظہور یافتہ و خواہد یافت ہمہ بخلق و تقدیر و ایجاد و تصویر اوست و آفریدگار ہمہ عالم اوست تعالیٰ شانہ کہ بہ ترتیب محکم و صورت بدیعہ بمراعات حکم و مصالح در ایجاد و وضع ترتیب خلق فرمودہ فتبارک اللہ احسن الخالقین و بندہ را باید کہ بہر آفریدہ کہ نظر کند از آفریدگار او یاد آرد و بہر صورت کہ نگرد مصور او را مشاہدہ کند و دائم در تذکر و استبصار و نظر و اعتبار باشد و تخلق عبد باین اسماء خود بسبیل مجاز نبود چہ خالق ہمہ اشیا پروردگار تعالیٰ ست مگر آنکہ آدمی را کسبی و مباشرتے در افعال خود ہست کہ بدان کسب کمالات و اکتساب طاعات و تحصیل صور علمیہ از جسمانیات و روحانیات در ذات خود کند و بتوجہ و حضور متعرض نفحات الٰہیہ گردد و بعضی گفتہ اند کہ تخلق بندہ باین اسماء آن ست کہ وقتی کہ از اداء وظائف عبادت بپردازد کسبی و کاری کند کہ بدان وجہ معیشتی برائے خود پیدا کند خصوصا کسبی و کارے کہ اثر آن بعد از موت وی باقی ماند و فیض بمردم برسد۔ **الغفار**۔ مغفرت و غفران آمرزیدن و خدائے تعالیٰ آمرزندۂ گناہان بندگان ست و غفار مبالغہ است در غافر و غفور ازان بمبالغہ تر ست چنانکہ در شرح آن بیاید و غفر بمعنی پوشیدن نیز آید و وے سبحانہ پوشندۂ گناہان ست در دنیا و آخرت و نیز ساتر قبیح و مظہر جمیل ست و ذنوب از جملہ قبائح ست و از جملہ ستردی تعالیٰ بندہ آن ست کہ قبائح ظاہر بدن او کہ در چشم قبیح نماید مثل انچہ در شکم ست و باطن وے بجمال ظاہر پوشیدہ

مخوف در شرع نیامدہ و اسماء اللہ توقیفی ست چنانکہ سابقاً معلوم شد۔ المہیمن + در لغت گواہ و نگہبان و آنکہ ایمن کند دیگرے را از خوف کہ معنی رقیب ست باز یادت مبالغہ در حفظ و مراقبہ امام غزالی گفتہ کہ معنی وے در حق باری تعالیٰ آن ست کہ وے سبحانہ قائم ست بر خلق با عمال و ارزاق و آجال ایشان و قیام وی تعالیٰ با طلاع و استیلا و حفظ ست و ہر کہ مشرف و مطلع ست بر کنہ چیزے و مستولی ست بران و حافظ ست مر آنرا مہیمن ست و جمع نمیگردد این معانی بر وجہ اطلاق و کمال مگر وے را عزوجل و بندہ را باید کہ چون بشناسد کہ خدائے تعالیٰ مہیمن و رقیب ست بر احوال ظاہر و باطن او مراقبت کند این معنی را در احوال خود و شرم دارد از وے کہ ناشایستہ کند و در زبان قوم این را مراقبہ گویند و تخلق باین اسم آن ست کہ مراقب و محافظ باشد بر دل خود و مشرف و مطلع بود بر احوال و اسرار وے و غالب و مستولے گردد بر راست و درست از احوال و اوصاف خود پس مہیمن گردد نظر بہ نفس خود و چون قیام نماید بحفظ احوال بندگان بر نہج سداد و رشاد حفظ وے از ین صفت او فراہم باشد۔ العزیز یعنی غالب و قوی و بے مانند آید و بر آنکہ وصول باد بآسانی دست ندہد عزیز گویند و این صفات بر وجہ تمام و کمال خاصہ حضرت پروردگار ما تعالیٰ شانہ ثابت شناسد مگر آنکہ وے تعالیٰ از فیض عزت خود نصیبی بخشد قولہ تعالیٰ من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین و کسیکہ شناخت کہ او ست تعالیٰ عزیز عزت از وے خواہد و عزت خود در طاعت و خدمت وے بجوید و بہیچ مخلوقی بنظر عزت و جلال ننگرد مگر کسی را کہ وے عزت بخشیدہ و عزیز گردانیدہ بیت عزیزے و خواری تو بختی و بس + عزیز تو خواری نہ بیند کس + و وجہ تخلق آنکہ بر نفس و ہوای خود غالب بود و قوت و صولت وے بر نفس و شیطان سخت بود و آبروے خود را بطمع و سوال و مذلت بر در اہل دنیا نریزد و اظہار احتیاج بغیر وے تعالیٰ نکند و در علم و عمل عدیم المثل و صعب الوصول گردد چنانکہ کسی را بمعرفت کنہ حال وے راہ نبود۔ الجبار۔ جبر شکستہ بستن و نیکو کردن حال کسی را و بزور و غلبہ بر کارے داشتن کسی را و بمعنی علو و ارتفاع نیز آید نخلہ جبارۃ میگویند درخت خرما را کہ از بلندی دست بآن نرسد و جبار بمبالغہ در جبر ست و تمامۂ این معنی ثابت ست مر ذات پاک خداوند تعالیٰ را و بحقیقت و کمال منحصر ست در وے او ست جبر کنندۂ شکستہا و بصلاح آرندہ و نیکو گردانندۂ کار خراب روزگار ما و جمیع موجودات در تحت غلبہ و فرمان مشیت او ند و ہیچکس را مجال خلاف وے نیست و بندہ باید کہ ہمیشہ در حضرت جبار تعالیٰ شانہ شکستہ دل و نیازمند و ملتجی بجناب وے باشد تا شکستگی او را بندی حاصل شود و حال وے روی بصلاح آرد و دائم در اوامر و احکام تشریعی و ارادی امتثال و استیلام نماید و از حول و قوت خود متبرے باشد و تدبیر و اختیار ترک کند تا بصفت عبادت و عبودیت متصف گردد و وجہ تخلق باین اسم آن ست کہ نقائص نفس خود را بتحصیل کمال و استکمال فضائل جبر نماید و در مقام اصلاح بودہ ساحت حال را از فساد پاک گرداند و بر نفس سرکش

خود را از حظوظ و شہوت کہ راجع اند بشہوت و غضب تا باقی نماند مراورا خلق مگر در رضای خدا و نہ شوقی مگر بہ بقای وی و نہ شادی مگر
بقرب وی تعالیٰ السلام۔ اصل معنی سلامت ست و مراد اینجا معنی سالم ست کسی کہ سالم ست ذات وی از عیب و صفات وی از نقصان
و افعال وی از شر کہ نہ در ضمن وی خیری باشد و حکمتی بود و افعال وی تعالیٰ ہمہ خیر اند بالذات و شر نیست مگر بعارض و بلیغی فرق
در میان قدوس و سلام گفتہ کہ قدوس دلالت میکند بر پاک بودن از نقصی کہ مقتضای ذات بود و سلام برست از نقصی کہ عارض
گردد بعروض آفت و بعضی گفتہ اند کہ قدوس در ازل ست و سلامت در لایزال و این قریب باول ست و سلام یعنی سلامت بخش مومنان
از آفت کفر و عذاب آخرت و یعنی سلام کنندہ در بہشت چنانکہ قول وی سبحانہ سلام قولاً من رب رحیم بران دلالت
دارد و امام غزالی گفت ہر عبدے کہ سلامت ماند از غل و غش و حقد و حسد و ارادۂ شر دیگرے و سلامت اند از معاصی و آثام
وے و سلامت باشد از دگرگونی صفات و اخلاق وے و اوست سلام از بندگان حق مشرف بقرب از جناب
السلام تعالیٰ و تقدس و مراد بدگرگونی در صفات آن ست کہ عقل وے اسیر شہوت و غضب گردد و صواب آن ست
کہ شہوت و غضب اسیر عقل و مطیع وے باشند و وصف کردہ نمیشود بسلام و اسلام مگر کسی کہ سلامت ماند مسلمانان
از دست و زبان وے و بباید خدا را بقلب سلیم۔ المؤمن امان دہندۂ خلق را بہ پیدا کردن اسباب امان و آلات
آن چنانکہ اعضا و حواس و اغذیہ و ادویہ و بیوت و حصون و اسلحہ و جنود و اعوان و انصار در دنیا و امان دہندہ
از آفات آخرت بکلمۂ توحید چنانکہ فرمود لا الٰہ الا اللہ حصنی و من دخل حصنی امن من عذابی بلکہ این کلمہ حصن ست از آفات
دنیا و آخرت و این در جانداران ست و در غیر ایشان مربوط ساختہ باسبابی کہ موجب امان ست از ہلاک و عدم
و ہمہ محل آفات و مخافات و ہلاک و فساد اند پس ہیچ امنی در عالم نیست مگر از جناب حق پس اوست مؤمن مطلق
و از جملۂ افادۂ امن ست کہ تلقین کردہ است مؤمنان را انسجم و بر ایمن بر صدق دین و افاضہ نمودہ از انوار یقین
برائے حفظ ایمان و تائید نمودہ است و توفیق دادہ است برائے حفظ و عصمت از معاصی و مؤمن یعنی مصدق
رسل بکلام خود و خلق معجزات و تصدیق کنندۂ خود بایجاد موجودات و اظہار مکونات نیز گفتہ اند و حق سبحانہ این ست
کہ چون دانست کہ اوست تعالیٰ شانہ امان دہندہ از شر نفس و مکر شیطان التجا آرد بجناب وے و امن طلبد از وے
از جمیع آفات و مخافات ظاہرہ و باطنہ و تخلق باین اسم آن ست کہ ایمن دارد خلق را از شر خود و سبب رفع خوف
و ہلاک ایشان گردد در دین و دنیائے ایشان و سزاوارترین بندگان باسم مؤمن کسی ست کہ سبب امن خلق
گردد از عذاب خدا بہدایت ایشان بطریق حق و ارشاد و سبیل نجات و این حرفت انبیا ست و بزرگترین ایشان
سید انبیا کہ بست صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین و تابعان و پیروان ایشان از علمای دین و بدانکہ چنانکہ وے
تعالیٰ مؤمن ست تخلق اسباب امن بمچنین مخوف ست تخلق اسباب خوف و بودن او تعالیٰ مخوف منافات ندارد
با بودن او مؤمن چنانکہ بودن او مغر منافات ندارد بہ بودن او مذل و قابض و باسط و ضار و نافع و لیکن اطلاق

بذات مقدس وے تعالی و رحمت افاضه خیر ست بر محتاجان و ارادت آن برای ایشان و رحمت حق عام ست
متناول نعم دنیا و آخرت و شامل ضرورات و حاجات و مزایا و خواص بمحض جود و عنایت بے شائبه غرض و عوض و نصیب
بنده ازین دو اسم آن ست که چون شناخت که منعم حقیقی و ولی نعمت مطلق اوست باید که توکل بروی کند
و همه کارهای خود را بوے سپارد و بکلیت خود متوجه بجناب رحمت او باشد و از غیر وے مدد نجوید و بغیر
او روے نیارد و این وجه تعلق باین دو اسم ست و تخلق آن ست که رحمت کند بندگان خدا را و بهمه نظر
بعین رحمت کند و در ازاله منکر سعی کند و تا تواند حاجت محتاجان برآرد بطریق عنایت و ارادت خیر
بیغرض و عوض اگرچه حقیقت رحمت از آدمی وجود نپذیرد و بیغرض و عوض نباشد - الملک - بادشاهی که
ملک دو عالم در حیطه قدرت و تصرف اوست و بادشاه حقیقی اوست و بر همه اشیا غالب ست و در همه چیز
تصرف بایجاد و اعدام و احیاء و اماتت و منع و عطا مر او راست و مستغنی ست در ذات و صفات خود از هر موجود
و محتاج ست بوے هر موجود در ذات و صفات و وجود و بقاء و افعال و آثار پس هر چیز که ماسوای اوست
مملوک و منقاد اوست و وی مستغنی ست از هر چیز متفرد ست به تقدیر و تدبیر خود و هیچکس نیست رد کننده حکم
او را و سرکشنده از ارادت وے پس اوست بادشاه و حاکم علی الاطلاق و ملک اخص و ابلغ ست از مالک
و هر ملک مالک ست و هر مالک ملک نه و چون بنده شناخت که بادشاه علی الاطلاق اوست بنده درگاه و گدای کوے
و باشد و طلب عزت از آستان خدمت و طاعت وے کند و چون دانست که هر چه ماسوای حق ست محتاج ست
بوے و منقاد و مسخر ست حکم او را و قضای او را واجب ست که تعلق کند بجناب قدرت و تصرف وی و بی نیاز
گردد از مردم بالکلیه و ظاهر نگرداند احتیاج خود را بایشان و بیم و امید ندارد از ایشان و تخلق باین اسم آن ست
که تصرف کند در مملکت نفس و قلب و قالب خود و مالک گردد جوارح و قوای خود را و مسخر گرداند ایشان را
بر طاعت حق و حکم شرع تا بادشاه عالم وجود خود باشد و در طالبان و مرشدان نیز تصرف کند از بعضی مشائخ
وصیت خواستند فرمود بادشاه دنیا و آخرت باش یعنی قطع کن حاجت و شهوت خود را از دنیا زیرا که بادشاهی
و ملک رانی در آزادی و بے نیازی ست - القدوس بغایت پاک و منزه از سمات نقصان و لوازم حدوث
و امکان بلکه منزه از هر وصفی که دریابد آنرا حس و یا تصور کند خیال و برسد بآن وهم یا احاطه کند بدان عقل
چنانکه گفته اند کل ما یحسن مالک او خطر فی خیالک فالله وراءه بیت هر چه اندیشی پذیرائی فناست * وانچه در اندیشه
آید آن خداست * و نصیب بنده ازین اسم آنست که بداند که ممکن نیست وصول بجناب قدس وے مگر بعد از
خروج از عالم حس و خروج از حظوظ جسمانیت و تصفیه لوح قلب از نقوش اغیار و تنزیه باطن از هر چه از ماسوای
حق ست گفت امام غزالی قدس عبد تطهیر اوست علم خود را از تعلق بمتخیلات و محسوسات و موهومات و ارادات

تعلق و تخلق ست - و فی روایۃ و در روایتی این عبارت را زیادہ کردہ - وہو وتر یحب الوتر - و وی تعالیٰ وتر ست
دوست میدارد وتر را وتر بکسر واو و فتح آن بمعنی عدد طاق ست چنانچہ یکی و سہ و پنج مثلاً و اطلاق این اسم بر حق تعالیٰ
بمعنی فرد ست در ذات غیر قابل تجزی و انقسام و در صفات بمعنی لا شبہ لہ و لا مثل و در افعال بمعنی لا معین لہ و لا شریک
و عدد فرد مشابہ ست بوی تعالیٰ در بعضی این معانی و محبت وتر بمعنی ثواب دادن بران و لہذا رعایت کردہ شدہ است
عدد وتر در مواضع کثیرہ در شرع متفق علیہ -

الفصل الثانی - عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تسعۃ و تسعین اسما - بدرستیکہ
خدای تعالیٰ را نود و نہ نام ست من احصاہا دخل الجنۃ ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم - ظاہر ادای عبارت آن بود
کہ اسما را بطریق تعداد ذکر میکردند ولیکن بطریق توصیف و اخبار ذکر کردند از جہت وصف کردن مر حق سبحانہ
را بوحدانیت و اخبار کردن از وی بہ صفات کمال و تعلیم کردن طریق احصاء او ذکر کرد
اسما را تا افادہ کند تیقظ و شوق و ذوق و لذت بتوحید خدا و صفات وی را و اشعار
بآنکہ اللہ اسم ذات ست و اینہا صفات اویند ثابت مر او را و در ضمن این تعداد نیز حاصل میگردد و کلمہ ہو اشارت ست
بذات مجردہ و ہویت مطلقہ و اللہ اشارت ست بہ مرتبہ جامعہ مر صفات را مجملا و الرحمن الرحیم بتفاصیل صفات و اتصاف
ذات بآن مفصلا پس ہو برای اتصال سر ست و اللہ برای مشاہدہ روح و الرحمن الرحیم برای مکاشفہ قلب
و مر این قوم را در شرح کلمہ ہو کلمات عجیب و اشارات غریب ست کہ نطاق بیان از آن تنگ ست اکنون شروع
کنیم بتوفیق اللہ و کرمہ اللہ نام موجود حق جامع صفات الوہیت متفرد بوجود حقیقی ست و ہر موجودی کہ جز او ست
استفادہ وجود از وی کردہ و در حد ذات خود معدوم ست و وجود وی از آنجہت ست کہ نسبت بوی دارد
و روی بآنجانب دارد و باین معنی راست آید کہ کل شیء ہالک الا وجہہ دور ست بود کہ لا موجود فی الحقیقۃ و بالذات
الا اللہ و اللہ علم ست مر ذات واجب الوجود را کہ معبود بحق ست و الہ بمعنی معبود مطلق ست بحق یا باطل و در مفہوم
وی جامعیت جمیع صفات ماخوذ ست و باقی اسما دلالت نمیکنند مگر برای احاد صفات و این اسم بر غیر وی
تعالیٰ اطلاق نمیکنند نہ بحقیقت نہ بمجاز و اسماء دیگر اطلاق میکنند اگرچہ بہ مجاز بود پس وی اعظم اسما باشد و اسمای
دیگر را اسماء اللہ میگویند نہ عکس و معانی سائر اسماء متصور ست کہ متصف شود بندہ بآن و متخلق گردد بوجہی کہ
مذکور شد و این اسم برای تعلق ست نہ تخلق و نصیب بندہ ازین اسم تالہ ست کہ بہ تمام دل خود مستغرق
یاد وی گردد و التفات بما سوای وی نکند و امید بغیر وی ندارد و از غیر وی نترسد و در دیدہ شہود
غیر او را نہ بیند بیت رفت او ز میان ہمین خدا ماند خدا + الفقر اذا تم ہو اللہ این ست + الرحمن الرحیم
این ہر دو اسم مشتق از رحمت اند برای مبالغہ و رحمن ابلغ ست کہ شامل رحمت دنیا و آخرت ست و مخصوص ست

تعالیٰ را عالم گویند عاقل وجواد گویند نہ سخی وشافی گویند نہ طبیب ومختار امام محمد غزالی آن ست کہ اطلاق اسماء بہ عقل بہ طریق توصیف جائز ست اما بطریق تسمیہ روا نبود واین سخن بیانے دارد کہ در شرح آوردہ شدہ است و انچہ میگویند کہ بندہ متصف بصفات حق وتخلق باخلاق وے تعالیٰ میگردد معنی این سخن نہ آن ست کہ بندہ بعین صفات حق متصف گردد حاشا یا صفات بندہ مثل صفات وے سبحانہ میشود چہ مثل آنرا گویند کہ بہ جمیع وجوہ مشارک بود وے تعالیٰ لیس کمثلہ شئی ست بلکہ مراد آن ست کہ بوجہی از وجوہ پرتوے از صفات حق مناسب حال بندہ بران می افتد چنانکہ این اسم را بران اطلاق توان کرد ودر حقیقت اصلا مشارک نیست خبر اطلاق لفظ مثلا رحمت وقدرت وعزت کہ صفات حق تعالیٰ اند حقیقت دیگر دارند وانچہ در بندہ پیدا می شود نہ مثل آن ست تعالیٰ اللہ عن ذلک وتخلق در غیر اسم اللہ است از اسمائے صفات وانچہ تعلق در جمیع اسماء است کہ اعتقاد معانے آن کردہ بہ صدق ہمت متوجہ بآن باشند وحق عبودیت دران ادا نمایند وباوجود آن متخلق ومتحقق بدان شوند چنانکہ در ضمن شرح بیان یابد واما در اسم اللہ تعالیٰ تعلق ست نہ تخلق

الفصل الاول عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ تسعۃ وتسعین اسما - بدرستیکہ خدائے تعالیٰ را نود ونہ نام ست اگر گویند کہ بہ تحقیق ثابت شدہ از مذہب اہل سنت وجماعت کہ خدائے تعالیٰ را بہفت صفت ست پس این اسامی کثیرہ از کجاست ونیز اسمائے تعالیٰ بیشتر از نود ونہ است پس وجہ تخصیص این عدد چیست جواب از اول آنکہ اگرچہ صفات ہفت ست ولیکن افعال بسیار ست پس کثرت اسماء از انجاست وفی الحقیقت راجع بیکی ازین صفاتند واز ثانی آنکہ تخصیص باین عدد وحصر دران باعتبار این صفت ست کہ فرمود من احصاہا دخل الجنۃ شاید کہ این خاصیت مخصوص باین اسماء ست چنانکہ بادشاہی کہ صد ہزار سوار دارد گوید کہ مرا ہزار سوار ست کہ ہر جا کہ فرمایم بآنجا برسند وفتح کنند اگرچہ سواران بسیار اند اما این صفت مخصوص باین ہزار ست کذا قالوا وبعضی از متصوفہ گفتہ اند کہ ہر نفسی از نفوس انسانے را نود ونہ خصلت مذموم ظلمانی ست پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نود ونہ اسم از اسماء الٰہی اختیار فرمود کہ از ہر اسمی نورے مناسب ازالت کدورت وظلمت یکی ازان خصلتہائے قائض گردد تا بانوار این اسماء ظلمات آن خصلتہا زائل گردد ونور الانوار بر سد واللہ اعلم - مائۃ الا واحدۃ - ودر بعضے نسخ واحد بی تا صد یک کم این تاکید ست نود ونہ را تا زیادہ وکم خیال نکنند ویا در کتابت اشتباہ نشود وتسعۃ وتسعین را سبعۃ وسبعین یا سبعۃ وتسعین یا تسعۃ وسبعین نخوانند - من احصاہا دخل الجنۃ کسیکہ احصا کند آن اسماء را در آید بہشت را یا مقربان وسابقان ومراد با حصا حفظ ست بعضی گفتہ اند کہ علم بمعانی آن وایمان بدان وتعظیم مسماے آن وبعضے گفتہ اند کہ عمل بہ مقتضائے ہر اسمی بر حسب طاقت کہ مفہ

و در روایتی گفتہ۔ مثل الشجرۃ الخضراء فی وسط الشجر۔ مانند درخت سبز ست در میان درختان۔ و ذاکر اللہ فی الغافلین مثل مصباح فی بیت مظلم۔ مانند چراغیست در خانۂ تاریک۔ و ذکر اللہ فی الغافلین۔ و ذکر کنندۂ خدا در میان غافلان۔ یہ یہ اللہ مقعدہ من الجنۃ و ہو حی۔ می خوابد او را خدائے تعالیٰ جای نشست او را در بہشت در خواب یا در بیداری یا یقینی می بخشد چنانکہ گویا می بیند۔ و ذاکر اللہ فی الغافلین یغفر لہ بعدد کل فصیح و اعجم۔ آمرزیدہ میشود او را گناہان بہ شمار ہر گویا و ناگویا۔ و الفصیح بنو آدم۔ و مراد بفصیح آدمیانند۔ و الاعجم البہائم۔ و مراد باعجم چارپایان اند رواہ رزین۔ و عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال ما عمل العبد عملا انجی لہ من عذاب اللہ من ذکر اللہ۔ گفت معاذ بن جبل رض عمل نکند بندہ ہیچ عملی رستگار ی دہندہ تر مر او را از عذاب خدا از ذکر خدا کہ از ہمہ عملہا نجات دہندہ تر ست بندہ را از عذاب۔ رواہ مالک و الترمذی و ابن ماجہ و عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یقول انا مع عبدی اذا ذکرنی۔ بدرستیکہ خدائے تعالیٰ میگوید من با بندۂ خودم برحمت و اعانت و توفیق وقتیکہ ذکر میکند مرا و تحرکت بی شفتاہ۔ و میجنبد بذکر من ہر دو لب وے مراد اجتماع ذکر بقلب و لسان ست و آن افضل ست نہ آنکہ تفسیر ذکری ست چنانکہ بعضی فقہا میگویند کہ ذکر منحصر ست در لسان۔ رواہ البخاری۔ و عن عبد اللہ بن عمر رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول۔ آن حضرت بود کہ میگفت۔ لکل شیٔ صقالۃ و صقالۃ القلوب ذکر اللہ۔ مر ہر چیزی را از انچہ زنگ میگیرد زدودن ست و زدودن دلہا ذکر خدا ست صقالت زدودن شمشیر و آئینہ و جز آن و صیقل زداینده شمشیر صیاقلہ جمع آن و مصقلہ بکسر میم آلت زدودن کذا فی الصراح۔ و ما من شیٔ انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ۔ و نیست ہیچ چیزے از اعمال نجات دہندہ از اعمال از عذاب خدا از ذکر خدا۔ قالوا و لا الجہاد فی سبیل اللہ۔ گفتند صحابہ و نہ کارزار کردن در راہ خدا با وجود آن محنت و مشقت کہ دران ست۔ قال۔ گفت آنحضرت۔ و لا ان یضرب بسیفہ حتی ینقطع۔ و نہ آنکہ بزند بہ شمشیر خود تا آنکہ بشکند شمشیر یعنی اگر جہاد باین مرتبہ برسد نیز ذکر فاضلتر ازان ست چنانکہ در حدیث ابی سعید گذشت و در حصن حصین و لا ان یضرب بسیفہ حتی تنقطع بہ فوقانیہ و در بعضی نسخ نبود و از ینجا معلوم میشود کہ این جہاد خاص مستثنی ست و این مخالف احادیث دیگر ست پس چارہ نیست از تبرجیح یک حدیث بر دیگر یا قول تو ہم راوی از رواۃ یکی کذا فی شرح مولانا محمد حقی یا گویند کہ مراد بجہاد مفعول جہادی ست کہ خالی ست از ذکر خدا و اگر در جہاد نیز اگر یاشد شک نیست کہ وی افضل خواہد بود و اللہ اعلم۔ رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر

کتاب اسماء اللہ تعالیٰ

بدانکہ اسماء اللہ تعالیٰ توقیفی ست یعنی موقوف ست بر سماع و اذن شارع ہر اسمی کہ در شرع اطلاق وے بر باری تعالیٰ آمدہ ہمان را اطلاق باید کرد و از پیش خود بحکم عقل نامی نباید نہاد اگرچہ ہر دو اسم بیک معنی باشند

رجلا قال - روایت ست از عبد الله بن بسر که عنقریب ذکر وے در فصل ثانی گذشت که مردے گفت که - یا رسول الله
ان شرائع الاسلام قد کثرت علی - بتحقیق شریعتهاے اسلام واحکام آن بتحقیق بسیار شده بر من - فاخبرنی بشیء
اتشبث به - پس خبر ده مارا بچیزے که چنگل در زنم و در آویزم بوی یعنی خبر ده مرا بعملی که مستجلب ثواب کثیر باشد
که لازم گیرم و ورد خود سازم آنرا بعد اداے فرائض و مستغنی شوم بوے از سائر نوافل و اوراد اینچنین تفسیر
کرده اند این کلام را - قال لا یزال لسانک رطبا من ذکر الله - گفت آنحضرت باید که همیشه باشد زبان تو تر از ذکر خدا
معنی این عبارت در فصل ثانی گذشت - رواه الترمذی وابن ماجه وقال الترمذی هذا حدیث حسن غریب -
وعن ابی سعید ان رسول الله صلی الله علیه وسلم سئل ای العباد افضل وارفع درجة عند الله یوم القیمة
روایت ست از ابی سعید خدری بدرستیکه آنحضرت پرسیده شد کدامین بنده از بندگان فاضلتر و بلند
پایه تر ست نزد خدا روز قیامت - قال الذاکرون الله کثیرا والذاکرات - گفت آنحضرت مردان و زنان ذکر
کننده خدا را بسیار - قیل - گفته شد - یا رسول الله ومن الغازی فی سبیل الله - ذکر کنندگان خدا از
غزا کنندگان در راه خدا نیز فاضلتر و بلند پایه تر اند - قال - گفت آنحضرت - لو ضرب بسیفه فی الکفار والمشرکین
غازی اگر بزند شمشیر خود در کافران و مشرکان - حتی ینکسر ویختضب دما - تا آنکه شکسته گردد و رنگ گیرد بخون شمشیر
یا غازی - فان الذاکر الله افضل منه درجة - پس بدرستیکه ذکر کننده مر خدا را فاضلتر ست از وے از روی
درجه یعنی و اگر غزا و کارزار با کفار باین سرحد برسد باز ذاکر فاضلتر ست چه جای مجرد جهاد و کارزار - رواه احمد
والترمذی وقال هذا حدیث غریب - وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
الشیطان جاثم علی قلب ابن آدم - شیطان نشیننده و چسپنده است بر دل آدمی - فاذا ذکر الله خنس - پس
چون ذکر میکند آدمی خدا را سپس میرود و جدا میگردد شیطان - واذا غفل وسوس - و چون غافل و بیخبر میگردد
از ذکر خدا وسواس میدهد جثوم سینه بر زمین نهادن مرغ و آدمی و موش و جز آن از آنچه بر زمین می جنبد از جانوران
و خنوس سپس ماندن و سپس چیزے پنهان شدن و وسواس اندیشه بد در دل افگندن - رواه البخاری
تعلیقا - روایت کرده است این حدیث را بخاری بطریق تعلیق که بمعنی حذف کردن اسناد ست از اول و بخاری
این قسم احادیث در تراجم ابواب آورده است چنانکه در مقدمه گذشت - وعن مالک قال بلغنی ان رسول الله
روایت کرد امام مالک گفت که رسید مرا که پیغمبر خدا - صلی الله علیه وسلم کان یقول - بود که میگفت - ذاکر الله
فی الغافلین کالمقاتل خلف الفارین - ذکر کننده خدا در میان غافلان مانند قتال کننده است از پس گریزندگان
یعنی جماعت گریخته از جنگ که بعد از ایشان شخصی قتال میکند و قتال با کافران همیشه فضل دارد خصوصا بعد از
گریختن جماعت - وذاکر الله فی الغافلین کغصن اخضر فی شجر یابس - همچو شاخ سبز ست در درخت خشک - وفی روایة

ہرگاہ فرود آمد این آیت - والذین یکنزون الذہب والفضۃ - کہ ذم جمع کردن زر و سیم ست - کنا مع النبی بودیم ما با پیغمبر - صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض اسفارہ - و در بعضی سفرہای آنحضرت فقال بعض اصحابہ - پس گفتند بعضی از صحابۂ آنحضرت - نزلت فی الذہب والفضۃ - فرود آمدہ است این آیت در زر و سیم - لو علمنا ای المال الخیر - کاشکی میدانستیم ما کہ کدام مال خیر و بہتر ست - فنتخذہ - پس می گرفتیم ما آن مال را و می نہادیم و مستحق ذم و وعید نمیشدیم - فقال - پس گفت آنحضرت - افضلہ لسان ذاکر و قلب شاکر - بہترین مال زبان ذاکر و دل شاکر ست - و زوجۃ مؤمنۃ تعینہ علی ایمانہ - و زن مسلمان کہ اعانت کند و یارے دہد مرد را بر ایمان او یعنی بر حفظ احکام ایمان از صدق مقال و اکل حلال و عفت و جمعیت و حضور - رواہ احمد والترمذی و ابن ماجہ واللہ اعلم

الفصل الثالث عن ابی سعید - قال خرج معاویۃ علی حلقۃ فی المسجد - گفت ابو سعید خدری بیرون آمد معاویہ رضی اللہ عنہ بر جماعتی کہ گرد کردہ نشستہ بودند در مسجد - فقال ما اجلسکم ہہنا - پس گفت معاویہ چہ چیز نشانیدہ است شما را در ین جا و بر ای چہ نشستہ اید و چہ کار می کنید - قالوا - گفتند الیشان - جلسنا نذکر اللہ - نشستہ ایم کہ ذکر میکنیم خدا را - قال - گفت معاویہ - آاللہ ما اجلسکم الا ذلک - آیا بخدا سوگند نہ نشانیدہ است شما را و نہ نشستہ اید مگر برای ذکر خدا و اللہ حرف قسم از وی محذوف ست و بعد از حذف حرف قسم منصوب آید و مجرور نیز می آید بعد از ان حرف استفہام آوردہ اند و محذوف ساختہ اند قالوا آاللہ ما اجلنا غیرہ - گفتند بخدا سوگند نہ نشانیدہ است ما را جز ذکر او ادخال حرف استفہام در جواب بمشاکلہ سوال ست - قال - گفت معاویہ - اما انی لم استحلفکم تہمۃ لکم - آگاہ باشید بدرستیکہ من سوگند ندادم شما را از جہت تہمت نہادن مر شما را بدروغ یعنی بلکہ بقصد اتباع آنحضرت کہ وی صلی اللہ علیہ وسلم نیز بیرون آمد و حلقہ از صحابہ دید نشستہ در مسجد و سوگند داد و پرسید چنانکہ من پرسیدم بعد از ان حدیث روایت می کند و می گوید - وما کان احد بمنزلتی من رسول اللہ - و نبود ہیچ یکی بمنزلہ و مرتبہ من از پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم اقل عنہ حدیثا منی - کمتر از روے حدیث کردن از آنحضرت مقصود بیان واقع ست یا اعلام بعدم نسیان ست چہ ہر کہ بسیار حدیث می کند احتمال نسیان دارد - وان رسول اللہ - و بدرستیکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خرج علی حلقۃ من اصحابہ - بیرون آمد بر حلقہ از اصحاب خود - فقال ما اجلسکم ہہنا - پس گفت چہ چیز نشانیدہ است شما را اینجا - قالوا جلسنا نذکر اللہ - گفتند صحابہ نشستہ ایم کہ ذکر می کنیم خدا را - و نحمدہ علی ما ہدانا للاسلام - و ممنت می گوئیم خدا را بسبب راہ نمودن ما را بر ای دین اسلام - و منّ بہ علینا - و منت نہادن وی تعالی با سلام بر ما - قال - گفت آنحضرت - آاللہ ما اجلسکم الا ذلک قالوا آاللہ ما اجلنا الا ذلک قال - گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اما انی لم استحلفکم تہمۃ لکم ولکنہ اتانی جبرئیل - لیکن آمد مرا جبرئیل - فاخبرنی ان اللہ عزوجل یباہی بکم الملائکۃ - پس خبر داد مرا کہ خدای تعالی مباہات و مفاخرت می کند وی نازد بہ شما فرشتگان را - رواہ مسلم - وعن عبد اللہ بن بسر ان

وبسکون لام مثل بدر و بدء و قصع و قصع و حلق و حلقہ ہر دو را بالفتح نیز گفتہ اند و حربی گفتہ کہ حلق و حلقہ ہر دو بسکون اند مثل ثمر و ثمرہ و درین حدیث دلیل ست بر آنکہ تحلیق برائے ذکر مشروع ست - رواہ الترمذی وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قعد مقعدا لم یذکر اللہ فیہ - کسیکہ بہ نشیند در مجلس کہ ذکر نہ کند خدائے را در آں کانت علیہ من اللہ ترۃ - باشد بروے از خدا حسرت و نقصان - ومن اضطجع مضطجعا لا یذکر اللہ فیہ - وکسیکہ بر پہلو افتد در جائگاہ کہ ذکر نکند خدائے را در وے - کانت علیہ من اللہ ترۃ - باشد بروے از خدا حسرت و نقصان یعنی ہر حال در نشست و برخاست و در خواب و بیدارے و شب و روز ذکر مشغول باید بود و ہر وقت کہ خالی از ذکر رود موجب حسرت و ندامت خواہد بود در قیامت بیت چو اول شب آہنگ خواب آورم - بہ تسبیح نامت شتاب آورم + وگر نیم شب سر برآرم ز خواب + ترا خوانم و ریزم از دیدہ آب + وگر بامدادت رہا نم بہ دست + ہمہ روز تا شب پناہم بہ ست - رواہ ابو داود - وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من قوم یقومون من مجلس لا یذکرون اللہ فیہ - نیست ہیچ گروہے کہ برخیزند از مجلس و ذکر نکنند خدا را در آن مجلس الا قاموا عن مثل جیفۃ حمار - مگر آنکہ برخیزند از مانند مردار خر - وکان علیہم ترۃ - و باشد آن مجلس بر ایشان موجب حسرت و ندامت - رواہ احمد و ابو داود - وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما جلس قوم مجلسا لم یذکروا اللہ فیہ - نہ نشیند ہیچ قومے مجلسے را کہ ذکر نکنند خدا را در آن مجلس - لم یصلوا علی نبیہم - و درود نفرستند بر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم الا کان علیہم ترۃ - مگر آنکہ باشد بر ایشان حسرت - فان شاء عذبہم و ان شاء غفر لہم - پس اگر خواہد خدائے تعالی عذاب کند ایشان را بہ ترک ذکر و صلوۃ یا بر آنچہ گذشتہ است در مجلس از آنچہ موجب ترہ است و اگر خواہد بیامرزد تقصیر ایشان را - رواہ الترمذی - وعن ام حبیبۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کلام ابن آدم علیہ لا لہ - ہر سخن آدمی زیان ست بر وے نہ سود مر او را - الا امر بمعروف او نہی عن منکر - مگر امر کردن کسی را بامر مشروع یا باز داشتن از نامشروع - او ذکر اللہ - یا ذکر خدا - رواہ الترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ہذا حدیث غریب - و ازین حدیث معلوم میشود کہ در مباح نیز زیان ست و این تشدید و مبالغہ است و ضرر مباح آن ست کہ در وے خسارت ست و موجب قساوت قلب - وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تکثروا الکلام بغیر ذکر اللہ - بسیار نہ کنید سخن را بے ذکر خدا - فان کثرۃ الکلام بغیر ذکر اللہ قسوۃ للقلب - زیرا کہ بدرستی کہ بسیاری سخن بی ذکر خدا سبب سختی ست مر دل را قساوت کنایت ست از عدم قبول ذکر خدا و خوف و رجا و جز آن از صفات حمیدہ - وان ابعد الناس من اللہ القلب القاسی - و بدرستیکہ دور ترین مردم از خدا صاحب دل سخت ست رواہ الترمذی وعن ثوبان — مولای آنحضرت ست و در سفر و حضر ملازم درگاہ بود - قال - گفت - لما نزلت

عملہاے شما نزد بادشاہ شما۔ وارفعہا فی درجاتکم۔ وبلندترین عملہاے شما در پایہ ہاے ومرتبہ ہاے شما۔ وخیر لکم من انفاق الذہب والورق۔ وعملی کہ بہترست شمارا از خرج کردن زر وسیم فی القاموس ورق مثلثہ وبروزن کتف ورجل دراہم مضروبہ۔ وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقہم ویضربوا اعناقکم۔ وبہترست مر شمارا از انکہ پیش آیید دشمنان خود را یعنے کافران را پس بزنید شما گردنہاے ایشان را وبزنند ایشان گردنہاے شمارا یعنی قتال کردن باکفار۔ قالوا بلی۔ گفتند صحابہ بلی بیاگاہان مرا وخبر دہ باین چنین عملی کہ وصف کردے۔ قال ذکر اللہ۔ گفت آنحضرت اینچنین عمل ذکر خداست ازین جا معلوم مے شود کہ افضل اعمال ذکر خداست واز تصدق وجہاد وقتال در راہ خدا نیز فاضلترست پس آنکہ گویند عبادت متعدے فاضلتر از لازم ست کلیہ نیست ومخصوص ست بغیر ذکر۔ رواہ مالک واحمد والترمذی وابن ماجہ الا ان مالکا وقفہ علی ابی الدرداء۔ لیکن این قدر ہست کہ مالک وقف کردہ این را بر ابی الدرداء ورفع نکرد بحضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم وموقوف قول صحابی را گویند چنانکہ در مقدمہ گذشت۔ وعن عبد اللہ بن بسر۔ بضم موحدہ وسکون مہملہ صحابی ست پدر وبرادر وے کہ عطیہ نام دارد وخواہر او را کہ صما نام ست صحبت ست وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بزیارت ایشان آمد ونزد ایشان طعام خورد وایشان را دعا کرد ووے آخر صحابی ست کہ در شام وفات یافت بر قول مشہور۔ قال۔ گفت عبد اللہ۔ جاء اعرابی الی رسول اللہ۔ آمد بادیہ نشینی نزد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فقال اے الناس خیر۔ پس پرسید آن اعرابی کہ کدام از مردمان بہترست۔ قال۔ ودر بعضی نسخ فقال لی پس گفت آنحضرت۔ طوبی لمن طال عمرہ۔ خوشی باد مر کسی را کہ دراز شد عمر وے۔ وحسن عملہ۔ ونیک شد کردار او یعنی بہترین مردمان این چنین مردی ست۔ قال۔ گفت آن اعرابی۔ یا رسول اللہ اے الاعمال افضل۔ کدام از عملہا فاضلتر وزیادہ ترست ثواب آن۔ قال ان تفارق الدنیا ولسانک رطب من ذکر اللہ۔ گفت آنحضرت فاضلترین عملہا آن ست کہ جدا کنی دنیا را وبمیرے در حالی کہ زبان تو تر بود از ذکر خدا وتر زبانی کنایت ست از سہولت وآسانی وروانی زبان چنانکہ خشکی زبان عبارت از ضد آن ست یا کنایت ست از مداومت بر ذکر تا قریب بموت کہ از ذکر ہنوز زبان خشک نہ شدہ باشد کہ بمیرد۔ رواہ احمد والترمذی۔ وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا۔ چون بگذرید بمرغزارہاے بہشت پس بچرید۔ قالوا وما ریاض الجنۃ۔ گفتند صحابہ چیست وکدام ست ریاض جنت۔ قال حلق الذکر۔ گفت ریاض جنت حلقہ ہاے ذکرست کہ مردم مجتمع شدہ ذکر خدا میگویند کہ موصل بریاض جنت ست یا ذوق وحضورے کہ درین مجلس حاصل میشود مثل ذوق نعیم جنت ونمونہ اوست بعضی مشائخ گفتہ اند کہ نمونہ لذت بہشت در دنیا ذوقی ست کہ از تملق مناجات وقت سحر حاصل میگردد وحلق بکسر حا وفتح لام جمع حلقہ است بفتح حا

دوزخ را دیدن بچشم - فاذا خرجنا من عند رسول الله - پس چون بیرون می آئیم از نزد پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم
عافسنا الازواج والاولاد والضیعات - مخالطت میکنیم زنان را و فرزندان را و زمینها را و باغها را - نسینا کثیرا - فراموش
میکنیم بسیارے ازان چیز که یاد داشتیم نزد آنحضرت یعنی غفلتی طاری میگردد که آن حالت که داشتیم نمیماند
معافست معالجت و ممارست و مخالطت و ضیعت مرد چیزے که معاش وے بوی بود چنانکه تجارت و زراعت
و جز آن و بمعنی حرفت نیز آید و در قاموس گفته که ضیعت زمینی که حاصل داشته باشد - قال ابو بکر فوالله انا لنلقی مثل هذا
گفت ابو بکر پس بخدا سوگند بدرستیکه ما هر آئینه پیش می آئیم مانند این حالت را که تو میگوئی یعنی ما را نیز همچنین حالست
که بجهت غیبت و حضور تفاوتے در حال پیدا میشود اگرچه یقین ایمانے بر حال خود ست حنظله میگوید - فانطلقت
انا و ابو بکر حتی دخلنا علی رسول الله - پس رفتم من و ابو بکر تا که در آمدیم بر پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم فقلت نافق
حنظلة - پس گفتم من یا رسول الله منافق شد حنظله یعنی من که ظاهر و باطن در همه احوال موافق ندارم - قال
رسول الله - گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ما ذاک - چیست این سخن که نسبت نفاق میکنی بخود - قلت گفتم
من یا رسول الله - نکون عندک تذکرنا بالنار والجنة کانا رای عین فاذا خرجنا من عندک عافسنا الازواج
والاولاد والضیعات نسینا کثیرا - ترجمه این عبارت سابق ظاهر شد جز آنکه آنجا بلفظ غائب بود اینجا بلفظ حاضر -
فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده - پس گفت آن حضرت سوگند بآن کسیکه بقاے ذات
من در دست قدرت اوست - لو تدومون علی ما تکونون عندی - اگر دائم باشید شما بران حال که میباشید
نزد من - وفی الذکر - و باشید همیشه بران حال که میباشید نزد من در حالت ذکر - لصافحتکم الملائکة علی
فرشکم - هر آئینه مصافحه کنند شما را فرشتگان بر جامه هاے خوابهاے شما - وفی طرقکم - و پیش آیند و مصافحه کنند
در راههاے شما یعنی دائم در اوقات متضاده و احوال متباینه ملائکه را دریابید - ولکن یا حنظلة ساعة وساعة -
و در مصابیح فساعة وساعة یعنی ساعتے در حضور که ادا کنید حقوق پروردگار خود را و ساعتے در غیبت که قضا کنید
حقوق نفسهاے خود را و صبر آدمی و ثبات وے بر حق صرف و جد محض دشوار ست بیت اگر درویش بر حالی بماندے
سر دست از دو عالم بر فشاندے + گهی بر طارم اعلی نشینم - گهی بر پشت پاے خود نه بینم + ثلاث مرات - سه بار
فرمود و ظاهر آن ست که مقصود تکرار این عبارت ست که یا حنظله ساعة وساعة و تواند که مراد تکرار ساعت باشد
یعنی ساعتے در ذکر و اداے حق پروردگار و ساعتی در قضاے حاجت نفس و ساعتی در اداے حق
اهل و عیال والله اعلم رواه مسلم

الفصل الثانی - عن ابی الدرداء رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الا انبئکم بخیر
اعمالکم - گفت آنحضرت آیا نه آگاهانم و خبر ندهم شما را به بهترین عملهای شما - وازکیها عند ملیککم و به پاکیزه تر و گوارا ترین

جنانمن عند عبادک فی الارض - می آیم ما از نزد بندگان تو کہ در زمین اند تسبیحونک و یکبرونک و یہللونک و یمجدونک و بعضی نسخ یحمدونک ذکر میکنند ترا بانواع اذکار - و یسارلونک - و دعا و سوال میکنند ترا - قال میگوید پروردگار تعالی و تقدس - ماذا یسارلونی - چہ چیز سوال میکنند مرا - قالوا یسارلونک جنتک میگویند فرشتگان سوال میکنند ترا بہشت ترا قال میگوید وی تعالی ہل رأوا جنتی آیا دیدہ اند بہشت مرا قالوا لا ای رب میگویند فرشتگان ندیدہ اند ای پروردگار من - قال وکیف لو رأوا جنتی میگوید پروردگار و چگونہ بود حال ایشان اگر میدیدند بہشت مرا - قالوا و یستجیرونک - میگویند فرشتگان طلب امن میکنند از تو و پناہ میجویند بتو - قال میگوید پروردگار و مما یستجیرونی و از چہ چیز طلب امن و پناہ میکنند بنون مشددہ و در بعضی نسخ بدون نون ست - قالوا من نارک - مے گویند فرشتگان طلب امن و پناہ می کنند از آتش تو و عذاب تو - قال میگوید پروردگار - وہل رأوا نارے - آیا دیدہ اند آتش مرا - قالوا لا - گویند فرشتگان ندیدہ اند - قال وکیف لو رأوا نارے - میگوید حق سبحانہ تعالی چگونہ بود حال ایشان اگر میدیدند آتش مرا - قالوا و یستغفرونک - میگویند فرشتگان و طلب آمرزش می کنند از تو - قال - گفت آن حضرت - فیقول - پس میگوید پروردگار تعالی - فقد غفرت لہم - پس بہ تحقیق آمرزیدم مر ایشان را - فاعطیتہم ما سألوا - پس دادم ایشان را چیزے کہ سوال کردند ایشان یعنی بہشت - واجرہم مما استجاروا - وامان دادم ایشان را از چیزے کہ امان جستند ایشان یعنے آتش - قال گفت آنحضرت - یقولون - میگویند فرشتگان - رب فیہم فلان عبد خطاء اے پروردگار در میان ایشان فلان بندہ است گناہگار بد کار - انما مر مجلس فیہم - نبود آن بندہ مگر آنکہ میگذشت از ان راہ پس نشست در ایشان بے آنکہ ذکر کند - قال - گفت آنحضرت - فیقول - پس میگوید پروردگار - ولہ غفرت - ہم او را ہم آمرزیدم - ہم القوم لا یشقی بہم جلیسہم - ایشان آن قوم اند کہ بدبخت نمیشود دولی نصیب نمیباشد بہ سبب ایشان و مصاحبت ایشان ہمنشین ایشان - وقال غوث الثقلین الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ شعر انا من رجال لا یخاف جلیسہم - ریب الزمان ولا یرے ما یرہب - وعن حنظلۃ بن الربیع - بضم راو فتح موحدہ و کسر تحتانیہ مشددہ - الاسیدے - بضم ہمزہ و فتح سین مہملہ و کسر تحتانیہ مشددہ و سکون یا نیز گفتہ اند منسوب باسید بن عمرو بن تمیم صحابی ست کاتب وحی بود و از زہاد عرب و عقلاے ایشان بود عمر طویل یافتہ و در اوایل امارت معاویہ رضی اللہ عنہ از عالم رفتہ - قال - گفت حنظلہ - لقینی - ابو بکر فقال کیف انت یا حنظلہ - پیش آمد مرا ابو بکر صدیق گفت ابو بکر چگونہ تو و چیست حال تو در یقین ایمانے ای حنظلہ - قلت نافق حنظلۃ گفتم منافق شد حنظلہ - قال سبحان اللہ ما تقول - گفت ابو بکر چہ میگوئی و با این خلوص ایمانے کہ تو داری چگونہ نسبت نفاق بخود میکنی - قلت - گفتم - نکون عند رسول اللہ - می باشیم ما نزد پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم یذکرنا بالنار والجنۃ - تذکیر میکند و وعظ میگوید آنحضرت ما را بآتش و دوزخ و بہشت - کانا رأے عین - گویا کہ ما می بینیم بہشت

بر یقین ثابت اند بخلاف ملائکہ کہ ایمان ایشان عیانی ست - قال یقول - گفت آنحضرت میگوید وے تعالی - فکیف لو رأوہا - پس چگونہ بود حال ایشان اگر میدیدند بہشت را - قال یقولون لو انہم رأوہا کانوا اشد علیہا حرصا - گفت آنحضرت میگویند فرشتگان اگر میدیدند بہشت را میبودند سخت تر از روے حرص کردن بران - واشد لہا طلبا - و میبودند سخت تر از روے طلب مر آنرا - واعظم فیہا رغبۃ - و میبودند بزرگتر از روے رغبت کردن دران - قال فمم یتعوذون - گفت آنحضرت پس از چہ چیز پناہ میجویند - قال یقولون من النار - گفت آنحضرت میگویند فرشتگان پناہ میجویند از آتش دوزخ - قال یقول فہل رأوہا - گفت آنحضرت میگوید حق تعالی آیا دیدہ اند آتش را قال یقولون - گفت آنحضرت میگویند فرشتگان - لا واللہ یا رب ما رأوہا - ندیدہ اند آتش را قال یقول فکیف لو رأوہا - گفت آنحضرت میگوید وے تعالی پس چگونہ بود حال ایشان اگر میبود کہ میدیدند آتش را - قال یقولون لو رأوہا - گفت آنحضرت میگویند فرشتگان اگر میبود کہ میدیدند آتش را - کانوا اشد منہا فرارا - و میبودند سخت تر از روے گریختن از آتش - واشد لہا مخافۃ - و میبودند سخت تر از روے ترسیدن مر آتش را - قال - گفت آنحضرت فیقول - پس میگوید پروردگار تعالی - فاشہدکم انی قد غفرت لہم - پس گواہ میگیرم مر شما را کہ بدرستیکہ من بتحقیق آمرزیدم ایشان را - قال فیقول ملک من الملائکۃ - گفت آنحضرت پس میگوید فرشتۂ از فرشتگان - فیہم فلان لیس منہم - در ایشان فلان ست کہ نیست از ایشان و نیت ذکر کنندہ - انما جاء لحاجۃ - نیامدہ آن فلان مگر از جہت کار یکہ احتیاج بدان داشت - قال ہم الجلساء لا یشقی جلیسہم - میگوید حق سبحانہ تعالی ایشان را کہ این قوم ہمنشینانند کہ بدبخت نمیشود ہمنشین ایشان اگرچہ برائے کار دیگر بیاید و ہم کار ایشان نباشد یعنی نخشیدم و آمرزیدم آنرا نیز بہیت ہمنشینی اولیا چون کیمیا ست + کیمیائی خود باین خوبی کجاست + - رواہ البخاری و فی روایۃ مسلم قال ان للہ ملائکۃ سیارۃ - گفت آنحضرت بدرستیکہ مر خدای را فرشتگانند سیر کنندہ و گردندہ در زمین - فضلا - بضم فا و سکون ضاد و ضم آن جمع فاضل و در بعضی نسخ فضلاء بر وزن فقہاء و علماء گفتہ اند کہ اگرچہ در ذات خود این لفظ فصیحست الا اینجا وہم ست - یبتغون مجالس الذکر - طلب میکنند مجلسہائے ذکر را - فاذا وجدوا مجلسا فیہ ذکر قعدوا معہم - پس چون مے یابند مجلسی را کہ در وے ذکر ست می نشینند با ذکر کنندگان - وحف بعضہم بعضا باجنحتہم - و گرد میکنند بعضی فرشتگان بعضی را ببالہائے خود - حتی یملؤا ما بینہم و بین السماء الدنیا - تا آنکہ پر میکنند فضائے را کہ میان ایشان و میان آسمان پایان ترست - فاذا تفرقوا - پس وقتیکہ پریشان میشوند و جدا میشوند ذاکران - عرجوا - بالا می برآیند فرشتگان - وصعدوا الی السماء و میروند تا آسمان - قال - گفت آنحضرت فیسألہم اللہ - پس مے پرسد فرشتگان را خدائے تعالی - وہو اعلم بہم - و حال آنکہ وے تعالی داناترست بہ فرشتگان و در بعضی نسخ باحوالہم - من این جئتم - از کجا می آیند - فیقولون - پس میگویند فرشتگان

موت بروے و مائل گردد دل وی بآن و مشتاق گردد بدان پس متحرط گردد بدان در سلک مقربین و جاے گیرد در اعلی علیین
و تورپشتی گفتہ کہ مراد بتردد ازالہ کراہت موت ست از بندۂ مؤمن بلطائف کہ پیدا می کند وے تعالی و ظاہر میگرداند
بران بندہ تا برود کراہتی کہ در نفس اوست بجہت آنکہ متحقق میگردد نزد وے از بشارت برضوان حق و کرامت
وے و متقدم میشود این حال را از احوال کثیرہ از مرض و ہرم و فاقہ و جا ماندگی و شدت بلا کہ آسان میگرداند
بروے مفارقت دنیا را و قطع میکند از دنیا علاقہ او را تا آنکہ نا امید میشود از وے و امیدوار می گردد آنچہ نزد
خداست و مشتاق می گردد بدار کرامت و نعیم باقی بتدریج باسباب مذکورہ پس وے تعالی تعبیر کرد ازین فعل خود
بہ تردد فافہم۔ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ملائکۃ یطوفون فی الطرق۔ بدرستیکہ مر خداے
تعالی را فرشتگانند کہ مے گردند در راہہا گرد خانہ ہا۔ یلتمسون اہل الذکر۔ میجویند خداوندان ذکر را۔ فاذا وجدوا
قوما یذکرون اللہ تنادوا۔ پس چون می یابند گروہے را کہ ذکر میکنند خدا را آواز میدہند و میخوانند یکدیگر
را و میگویند۔ ہلموا الی حاجتکم۔ بیائید بسوے حاجت خود کہ می جستید۔ قال۔ گفت آنحضرت۔ فیحفونہم باجنحتہم
الی السماء الدنیا۔ پس گرد اگرد می گیرند اہل ذکر را ببالہاے خود تا آسمان کہ پایان تر و نزدیکتر ست۔ قال۔
گفت آنحضرت کہ چون میروند فرشتگان بدرگاہ عزت۔ فیسألہم ربہم وہو اعلم بہم۔ پس می پرسد فرشتگان را پروردگار
ایشان و حال آنکہ وے تعالی داناتر ست بحال ایشان و فائدہ سوال اظہار شرف بنی آدم و صلاح و تسبیح و
تقدس ایشان ست و تعریض بملائکہ کہ بفساد و فسق ایشان گواہی میدادند و تسبیح و تقدیس را بخود نسبت میکردند
می پرسد پروردگار تعالی۔ ما یقول عبادی۔ چہ میگویند و چہ میکنند بندگان من۔ قال۔ گفت آنحضرت۔ یقولون
میگویند فرشتگان در جواب سوال رب العزت۔ یسبحونک ویکبرونک ویحمدونک ویمجدونک۔ بپاکی و بزرگی و ثنا
و عظمت یاد مے کنند ترا۔ قال۔ گفت آنحضرت۔ فیقول۔ پس میگوید پروردگار تعالی۔ ہل رأونی۔ آیا دیدہ اند
ایشان مرا۔ قال۔ گفت آنحضرت۔ فیقولون۔ پس میگویند فرشتگان۔ لا واللہ ما رأوک۔ ندیدہ اند بخدا سوگند ترا
قال فیقول۔ گفت آنحضرت پس میگوید خداے تعالی۔ کیف لو رأونی۔ چگونہ بود حال ایشان اگر میدیدند مرا۔
قال۔ فیقولون۔ گفت آنحضرت صلعم پس میگویند فرشتگان۔ لو رأوک کانوا اشد لک عبادۃ۔ اگر میدیدند ترا
میبودند سخت تر در عبادت کردن مر ترا۔ واشد لک تمجیدا۔ و سخت تر در تعظیم کردن و بزرگ داشتن مر ترا۔
واکثر لک تسبیحا۔ و اکثر و بیشتر در تسبیح کردن مر ترا۔ قال۔ گفت آنحضرت۔ فیقول۔ پس میگوید اللہ تعالی۔
فما یسألون۔ پس چہ چیز میخواہند۔ قالوا میگویند فرشتگان۔ یسألونک الجنۃ۔ میخواہند از تو بہشت را۔ قال یقول
گفت آنحضرت میگوید حق تعالی۔ وہل رأوہا۔ آیا دیدہ اند بہشت را۔ فیقولون لا واللہ یا رب ما رأوہا۔ پس میگویند
فرشتگان نہ سوگند ست اے پروردگار ندیدہ اند بہشت را یعنی ایمان ایشان بجنت بغیب ست و با وجود آن

عبدے تقرب الی بالنوافل - وہمیشہ است بندۂ من کہ نزدیکی میجوید بسوے من بنوافل یعنے بعبادا تیکہ واجب نیستند
حتی احببتہ - تا آنکہ دوست میدارم من آن بندہ را - فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ - پس چون دوست
می دارم اورا میباشم من شنوائی وے کہ بشنود بآن - وبصرہ الذی یبصر بہ - ومیباشم بینائی وے کہ می بیند
بآن - ویدہ التی یبطش بہا - ومیباشم دست آن بندہ کہ میگیرد بآن بطش در اصل حملہ کردن وسخت گرفتن ست
ومراد اینجا مطلق گرفتن ست - ورجلہ التی یمشی بہا - ومی باشم پاے وے کہ راہ می رود بآن ودر بعضی روایات
وفؤادہ الذی یعقل بہ ومیباشم دل وے کہ ادراک می کند بآن ولسانہ الذی یتکلم بہ وزبان وے کہ سخن میکند
بآن ودر آخر این حدیث در بعضی روایات این نیز زیادہ میکند کہ فبی یسمع پس بمن میشنود وبی یبصر وبمن می بیند
وبی یبطش وبمن میگیرد وبی یمشی وبمن میرود یعنی بمشیت ومن می بیند ومی گیرد ومی رود بسوے چیزے مگر آنکہ
ملحوظ ومقصود وے رضاے حق وطاعت اوست ومنظور ومشہود وے ذات مقدس من ست واول این مرتبہ
عمل ست از جہت امتثال امر وے ونیت تقرب بسوے وی سبحانہ تعالی وآخر وے فنا در توحید ومراین کلام
را بیانے ست کہ در شرح فتوح الغیب آوردہ شدہ است ودر شرح نیز چیزے دران مذکور ست وچون بندہ باین
مرتبہ رسید مستجاب میشود دعاے وے البتہ از جہت قضاے وے از ارادت ومحض عبودیت چنانکہ فرمود - ان سألنی
لاعطینہ - واگر سوال کند وبطلبد این بندہ از من ہر آینہ میدہم اورا مطلوب وسئول اورا - ولئن استعاذنی
بنون واگر پناہ جوید آن بندہ از شر ودر مکروہات ودر رواتیے استعاذنی بیا واین اظہر ست از روے معنی اگرچہ
اول اشہر ست از جہت روایت - لاعیذنہ - ہر آینہ پناہ میدہم اورا وچون پناہ وافتتاح کلام بر ذکر ولایت و
محبت بود ختم کرد بانچہ نیز ناظر درین معنی ست وگفت - وما ترددت عن شئی انا فاعلہ - ومتردد نمیشوم وتوقف
نمی کنم از چیزے کہ من کنندۂ آنم - ترددے عن نفس المؤمن - ہیچ تردد من از قبض کردن جان مومن
یکرہ الموت کہ ناخوش میدارد مؤمن مرگ را بحکم طبیعت - وانا اکرہ مساءتہ - ومن ناخوش میدارم اندوہگین کردن
اورا ودر بعضے نسخ ولابد لہ منہ وچارہ نیست اورا از مرگ یعنی من بحبت محبتی کہ بندۂ خود دارم تردد میکنم در
میرانیدن او بسبب آنکہ ناخوش مے آید او را از مرگ چارہ نیست والبتہ باید مرد وآن نیز موصل ست بکرامات
ودرجات عالی کہ حضور جناب قرب ورضوان ست - رواہ البخاری - بدانکہ اطلاق تردد در شان پروردگار
تعالی وتقدس جائز نیست زیرا کہ آن عبارت ست از تعارض دو اے وتردد دو خاطر متعلق بفعل وترک
واطلاق آن بر وے تعالے باعتبار غایت ونہایت است کہ توقف وتانی ست وہمچنین سائر صفات مخلوقین کہ اسناد آن
بر گاہ عزت میکنند مثل غضب وحیا ومکر وجز آن ومعنی آن ست کہ من تاخیر نمیکنم وتوقف نمینمایم در امر وے
مثل درنگ وتوقف شخص متردد در کارے مگر در قبض روح بندۂ مومن کہ توقف میکنم دران تا آسان گردد

رحمت اگرچہ شامل و ثابت ست مر بشر را لیکن ملائکہ را اقدم و اسبق ست و ظہور سلطان ربوبیت و انوار قدس در عالم ملکوت اکثر و ابہر ست اگرچہ بشر افضل و اشرف از وجہ دیگر ست و تصریح کردہ اند باختلاف جہتین بسیارے از علما و اللہ اعلم۔ متفق علیہ۔ وعن ابی ذر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا۔ گفت ابوذر گفت آنحضرت کہ میگوید خدائے تعالے کسیکہ بیارد نیکی را و عمل نیک کند پس مر اوراست دہ چندان ثواب کہ کم ازین نیست۔ وازید۔ و بیشتر ہم میدہم ہر کرا خواہم باندازہ صدق و اخلاص در عمل تا کہ مقصد ہم واقع شدہ است۔ ومن جاء بالسیئۃ فجزاء سیئۃ مثلہا۔ و کسیکہ بیارد بدے را پس پاداش بدی مانند اوست یعنی یک بدے۔ او اغفر۔ یا می آمرزم و اصلا جزاے بد نمیدہم مقصود بیان فضل و کرم اوست تعالے شانہ و فضل دیگر آنکہ میفرماید۔ ومن تقرب منی شبرا۔ و کسیکہ نزدیکی جوید از من مقدار یک شبر۔ تقربت منہ ذراعا نزدیکی جویم من بسوے وے مقدار ذراع۔ ومن تقرب منی ذراعا تقربت منہ باعا۔ و کسیکہ نزدیکی جوید بسوے من یک ذراع نزدیکی جویم من بسوے وے مقدار باع یعنی اندک عمل کند کہ فی الجملہ موجب قرب درگاہ میشود جزاے آن زیادہ ازان دہم و زیادہ گردانم قرب او را بدرگاہ خود از انچہ مستحق و مستوجب آن ست شبر بکسر شین و سکون با یک بدست و ذراع یک ارش دست و باع تولاج کذا فی الصراح و در قاموس گفتہ کہ شبر ما بین اعلی ابہام و اعلی خنصر و ذراع از طرف مرفق تا طرف اصبع وسطی و باع قدر یدین۔ ومن اتانی یمشی اتیتہ ہرولۃ۔ و کسیکہ بیاید مرا روان می آیم من او را دوان و ہرولہ بفتح ہا و سکون را و فتح واو نوعی از رفتار و دویدن کذا فی الصراح و فی القاموس ہرولہ میان رفتن و دویدن و این کنایتی ست از سبق رحمت خداوند تعالی و قرب وے از بندگان و زیادت ثواب و عطا و فضل وے تعالی بر طاعات و اعمال ایشان۔ ومن لقینی بقراب الارض خطیئۃ لا یشرک بی شیئا۔ و کسیکہ بیش آید مرا بمقدار زمین و پرے آن از روے گناہان و حالے کہ انباز نمی گرداند بمن چیزے را۔ لقیتہ بمثلہا مغفرۃ۔ بیش می آیم او را باندازہ آن از روے آمرزیدن قراب شئی بضم و کسر چیزے کہ قریب مقدار وے باشد۔ رواہ مسلم۔ وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی قال۔ گفت آنحضرت کہ خدائے تعالی گفت۔ من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب۔ کسیکہ دشمن دارد دوستی از دوستان مرا پس بہ تحقیق می آگاہانم و خبر میکنم او را بجنگ دشمن و ولی از ولایت ست بمعنی محبت و نصرت یا از تولیت امور۔ وما تقرب لی عبدی بشئی احب الی مما افترضت علیہ۔ و نزدیکی نجست بسوے من بندہ من ہیچ چیزے کہ محبوب ترست بسوے من تقرب وے از چیزیکہ فرض گردانیدہ ام بر وے یعنی تقرب باداے فرائض محبوب ترست نزد من از تقرب بنوافل چہ اداے فرائض محبوب تر و مرضی تر و مطلوب ترست نزد وے سبحانہ باز تقرب بنفل نیز نتیجہ عالی و درجہ عظیم دارد از جہت بودن نوافل متمم و مکمل فرائض۔ و ازینجا

حاجتش را وقتیکہ طلب کند کذا قیل واصح آنست کہ مراد باین رجاست وامید واری عفو وکرم پس اگر عفو امید دارد عفو میکنم واگر عقوبت گمان مے برد عقوبت میکنم اشارت ست بترجیح جانب رجا وگفتہ اند کہ حقیقت رجا آنست کہ عمل کند وخدمتے بجا آرد وامید قبول دارد وآنکہ ہیچ عمل نکند وعصیان وتمرد ورزد واستغفار نیاورد وتوبہ نکند وچشم نیکی دارد آن آرزوے محض ست وآہن سرد کوفتن ست بر ہر تقدیر از لطف وکرم خدا نا امید نباید بود بیت

نا امید از در لطف تو کجا باید رفت ✦ تو چنان ست کہ درگاہ ترا ثانی نیست ✦

وبعض گفتہ اند کہ مراد بظن اینجا علم یقینی ست یعنی من نزد یقین بندہ ام وعلم وے آنکہ باز گشت وے بسوی من ست وحساب وے بر من وآنچہ تقدیر کردہ ام من برائے وے از خیر وشر البتہ شدنی ورسیدنی ست یعنی چون ممکن گردد بندہ در مقام توحید قریب گردد بمن چنانکہ ہرچہ دعا کند اجابت می کنم یا مراد علم اوست بآنکہ من باویم چون یاد میکند مرا یا آنکہ من خبر امید ہم او را بر عمل او پنہان یا آشکارا وباین معنی ما بعد وے تفصیل وتفسیر میشود مراورا چنانکہ فرمود۔ وانا معہ اذا ذکرنی۔ ومن بانبدہ ام وقریب اویم بتوفیق مؤنت ودر آوردن نور حضور وشہود در دل وے وقتیکہ یاد می کند مرا۔ فان ذکرنی فی نفسہ۔ پس اگر یاد کند وے مرا در ذات خود یعنے پنہان۔ ذکرتہ فی نفسی۔ یاد میکنم من اورا در ذات خود یعنی پنہان میدہم ثواب اورا وتولی میکنم بذات خود اثبات آنرا چنانکہ نمیدہند آنرا ہیچکس نہ فرشتہ ونہ غیر وے کذا قالوا۔ وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہم۔ واگر یاد کند مرا در جماعتی از آدمیان ذکر کنم اورا در جماعتی بہتر ازان جماعت کہ جماعت ملائکہ مقربین باشند وملاء بفتح میم ولام اشراف قوم ورؤساے ایشان را گویند وشک نیست کہ مرغی سبحانہ را کلام ست نفسی ولفظی چنانکہ در جاے خود تحقیق کردہ شدہ است پس ذکر میکند بندۂ خود را بہر دو کلام ولا مخدور فیہ وثواب لازم ذکر او ست سبحانہ واثر آن ست وقاضی عیاض گفتہ کہ محتمل ست بودن ذکر محمول بر ظاہر بجہت اکرام وتشریف وے سبحانہ مر بندۂ خود را ودرین حدیث دلیل ست بر جواز ذکر جہر چنانکہ گذشت ماند آنکہ باین حدیث استدلال مے کنند بر افضلیت ملائکہ از بشر طیبی گفتہ کہ مراد از ملاء ملائکہ مقربین وارواح مرسلین اند نہ ملائکہ فقط پوشیدہ نماند کہ ہنوز اشکال باقی ست بذکر در مجلس شریف صلی اللہ علیہ وسلم مگر آنکہ گویند کہ روح مقدس آنحضرت در ملائکہ در اوقات بودہ است وبہمین سبب آن ملاء خیر شد وآنرا خیر نامیدہ اند ولازم نیست کہ در وقت ذکر آنجا باشد فافہم واحسن آن ست کہ گفتہ شود کہ خیریت از جہت نزاہت وتقدس وقرب وعلو ثابت ست مر ملاء اعلی را واین منافات ندارد افضلیت بشر را از جہت کثرت ثواب بجہت تعبد باوجود موانع وعوارض جسمانی وقریب باین ست آنچہ بعضی گفتہ کہ خیریت بجہت بودن ایشان ست نزد خدائے عزوجل وبودن وے تعالی با ایشان چنانکہ قول وے تعالیٰ ان الذین عند ربک لا یستکبرون وقول وے سبحانہ انی معکم عندیت

خود در آمدند و جماعۂ دیگر بے شوق و نشاط بحال خود ماندند پس آنحضرت بآن جماعت گفت شما نیز سیر کنید و تیز روید که منازل نزدیک رسید و مفردان پیشی کردند۔ قالوا۔ گفتند این جماعت۔ وما المفردون۔ و چیستند مفردان یا رسول اللہ۔ ظاہر آن بود کہ می گفتند کیستند مفردان و چہ کسانند ایشان ولیکن سوال از حقیقت مفردان و ماہیت کردند گویا کہ ایشان دریافتند کہ مقصود آنحضرت ہمین اشخاص کہ پیشتر تیز تر رفتند نیستند آنہا خود معلوم اند کہ چہ کسانند پس آنحضرت بجانب حقیقت رفتہ تفسیر مفردان کرد۔ قال الذاکرون اللہ کثیرا والذاکرات فرمود مفردان آن مردانند کہ ذکر کنندہ اند خدا را بسیار و آن زنانند کہ ذکر کنندہ اند خدا را بسیار یعنی آنہا کہ خالص و جدا کردہ اند خود را یا خالص کردہ شدہ اند برای عبادت خدا و خلوت گزیدہ اند بذکر وے سبحانہ از مردم و گوشہ گرفتہ انداز خلق و منقطع شدہ از ماسوائے حق و ترک دادہ اند صحبت دوستانرا و ترک کردہ اند اسباب و شہوات را و مشغول شدہ اند بذکر وے تعالی و این مقام تفریدست کہ اشارت میکند بوے قولہ تعالے وتبتل الیہ تبتیلا و بعضی گفتہ اند کہ مفردون موحدانند کہ غیر خدا را نمیدانند و خبر و بر ابدیدۂ شہود نمی بینند و یکی میگویند و یکی می بینند و خالص شدہ اند از برائے ذکر حق بکلیت خود و در مشارق مے گوید کہ فرد الرجل میگویند وقتیکہ تفقہ کند و پس ازان گوشہ گیرد از مردم و خلوت گزیند بعبادت خدا و مراعات امر و نہی کند و اشتغال بذکر وے سبحانہ و در قاموس نیز مثل این گفتہ۔ رواہ مسلم۔ و در روایت ترمذی اینچنین آمدہ المستہترون و در بعضی الدین اہتروا فی ذکر اللہ آن کسانیکہ شیفتہ و فریفتہ شدہ اند در یاد خدا و مہتر و مستہتر کسی را گویند کہ مولع شدہ است بکسی و بچیزیکہ سخن نمیکند جز بوے و یاد نمی کند جز آن را یضع الذکر عنہم اثقالہم فرود می نہند ذکر از ایشان بارہاے گناہ ایشان را نیا توں یوم القیمۃ خفافا پس می آیند روز قیامت سبک و بے تعلق انتہی و در حدیث آمدہ است کہ فقرا روز قیامت در محشر با اسلحۂ خود بر دوزانو نشینند و بگویند ما را برائے چہ اینجا نگاہ داشتہ اید و چہ چیز میخواہید از حساب و کتاب ما را امر کنید کہ برویم و در بہشت در آئیم و آنجا بیاسائیم چنانکہ در باب فضل الفقرا بیاید۔ وعن ابی موسی رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر ربہ مثل الحی والمیت۔ روایت ست از ابی موسی اشعری کہ گفت گفت آنحضرت حال و قصہ آن کسی کہ یاد مے کند پروردگار خود را و آن کسیکہ یاد نمی کند پروردگار خود را ہمچو حال زندہ و مردہ است ذاکر بمنزلۂ حی ست در ظہور آثار روحانیت از معرفت و ذوق و شوق و محبت مانند ظہور آثار و افعال جسمانیت در حی و غیر ذاکر بر عکس آن بیت زندگانی نتوان گفت حیاتیکہ مراست + زندہ آنست کہ با دوست وصالی دارد

متفق علیہ۔ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالی انا عند ظن عبدی بی گفت آنحضرت میگوید خدائے تعالی من نزد گمان بندۂ خودم کہ بمن دارد یعنی مے آمرزم گناہ او را چون طلب آمرزش کند و قبول میکنم توبۂ او را چون توبہ کند و باز آید از گناہان و اجابت میکنم وقتیکہ دعا کند و کفایت میکنم

واجتماع برائے ذکر ولیکن اینہا در قضایائے مخصوصہ است احتمال اختصاص بآن مواضع کہ واقع اند دران موارد پس اگر نظر کردہ بجانب معنی وعلت اجازت کردہ آنرا علی العموم وانگہ نظر بر خصوص کردہ قصر کردہ آنہا را بر موارد آں وطریق اول موافق ست بقواعد شرع ومطالب آں پس ظاہر گشت از انچہ مذکور شد صحت انچہ استحسان کردہ اند بعضے مشائخ صوفیہ آنرا از اجتماع برائے ذکر وضرب واحد وحلقہ بستن برائے آں وحلق الذکر کہ در حدیث واقع شدہ است حجت آنست اما مذہب مالک کراہت ست از جہت عدم عمل سلف از صحابہ وتابعین بدان واز جہت سد ذرائع تا زنۃ زیادہ بران نکنند وتجاوز از حد نکنند وبعضی از متاخرین از مشائخ شاذلیہ قدس اللہ ارواحہم گفتہ اند کہ این اجتماع وتحلیق از برائے اذکار واوراد از رواج دین ست کہ متعین ست تمسک بدان از جہت ذہاب حقائق دیانت درین ازمنہ واگر بدعت ست مختلف فیہ است ونہایت آں قول بکراہیت ست پس صحیح ست عمل بدان بقول کسیکہ قائل ست بدان وشاید کہ شارع ترغیب کردہ باشد دران برائے جماعتیکہ بعد از صدر اول پیدا شدہ از جہت احتیاج ایشان بدان وگاہے مختلف می گردد حکم باباحت وندب باختلاف ازمنہ وامکنہ بلکہ باختلاف اشخاص پس متعین شد قول بجواز آں بارعایت شروط وآداب کہ آں مذکور ست در مواضع خود واللہ اعلم وبہ التوفیق

الفصل الاول عن ابی ہریرۃ وابی سعید رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یقعد قوم یذکرون اللہ - نہ نشستہ ہیچ گروہے در حالیکہ ذکر میکنند خدارا - الا حفتہم الملائکۃ - مگر انگہ گرد ایشاں میگیرند واحاطہ میکنند ایشاں را فرشتگاں - وغشیتہم الرحمۃ - وپیوشد ایشاں را انوار وآثار رحمت - ونزلت علیہم السکینۃ - وفرود مے آید بر ایشاں آرام وحضور وانچہ حاصل میشود دران وقت از نورانیت وطمانینت وحضور قلب وجمعیت وذوق وشوق اثر آں ست وسخن درین معنی در فصل اول از کتاب علم وفضائل قرآن گذشت فتذکر - وذکرہم اللہ فیمن عندہ - ویاد میکند این قوم را خدائے تعالی دران جماعت کہ نزد اویند ومقربان جناب قدس اند از جہت مباہات ومفاخرت کردن بایشاں واظہار فضل وکرامت آدمیاں بملائکہ زیرا کہ دعوی میکردند تسبیح وتقدیس برائے خود وفساد وسفک دما برائے آدمیاں - رواہ مسلم - وعن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسیر فی طریق مکۃ - بود آنحضرت کہ سیر میکرد در میرفت در راہ مکہ کہ از مکہ بمدینہ مے آمد - فمر علی جبل یقال لہ جمدان - پس گذشت آنحضرت بر کوہے کہ گفتہ میشود مر او را جمدان بضم جیم وسکون میم ودال مہملہ نام کوہی ست نزدیک مدینہ بر مسافت یک شب - فقال - پس گفت آنحضرت - سیر وا ہذا جمدان - سیر کنید وتیز مروید این جمدان نزدیک ست مدینہ - سبق المفردون بفتح فاو تشدید را بکسر وفتح وبہ سکون فا وتخفیف را بکسر وفتح یعنی پیشی کردند تنہا روندگان وجدا کنندگان خود را از مردم آنحضرت با صحابہ از سفر بمدینہ می آمدند چوں نزدیک رسیدند باعث از ایشان مشتاق شدند بوطن واہل وعیال خود وجدا شدند وبشوق وودیع تمام بسوے منازل

دوم ذکر دے بقلب نزد امر و نہی وے تعالی و تقدس انتہی و بعضی فقہا گویند کہ ذکر نسیا شد مگر بزبان و ادنی مرتبہ وے آن ست کہ بشنوا ند خود را بر قول مختار و بی آن معتبر نیست چنانکہ در قرارت و طلاق و عتاق و انچہ بدل ست آن فعل قلب ست از قسم علم و تصور و ذکر نیست چنانکہ قرأت نیست و ذکر نام چیزی ست کہ فعل لسان ست و معلوم نیست کہ مقصود ایشان چیست اگر مراد آن ست کہ فعل قلب را ذکر در لغت نام نیست پس این خلاف چیزے ست کہ در کتب لغت ست در صحاح و قاموس گفتہ است کہ ذکر ضد نسیان ست و این خود فعل قلب ست نعم انچہ فعل لسان ست آنرا نیز ذکر میگویند پس لفظ ذکر مشترک باشد میان فعل قلب و فعل لسان و در قرآن مجید میفرماید وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ پس ذکر بمعنی قول و کلام نیست و اگر بمعنی کلام باشد کلام نیز نفسی و لفظی ست پس چرا ذکر نبود قلبی و لسانی نباشد و اگر مراد آنست کہ فضائل و خواص کہ وارد شدہ است در شان ذکر و مترتب میگردد بر فعل لسان ثابت نیست مر چیزے را کہ فعل قلب ست و مترتب نیست بران این نیز قولی بی دلیل ست و چرا نباشد بعد از انکہ ذکر نام وے باشد و اگر مراد آن ست کہ افضل آن ست کہ بزبان باشد با مواطات قلب آن سخن دیگر ست و نزاع دران نیست و نزد مشائخ طریقت قدس اللہ اسرارہم ذکر دو نوع ست قلبی و لسانی و اثر قلبی اقوی و اعظم و اکثر از ذکر لسانی ست بلکہ بحقیقت ذکر قلبی ست و حقیقت ذکر نزد ایشان نسیان ماسوے اللہ و قیاس بر قرارت و عتاق فاسد ست زیرا کہ در شرع صریحا ثابت شدہ است کہ اینہا فعل لسانند و مترتب نمیشود احکام بران بدون فعل لسان و ذکر اینچنین نیست و شاید کہ مقصود ایشان آن ست کہ معتبر و را ذکار و او را کہ در شرع وارد شدہ اند چنانکہ تسبیح و تحمید و تکبیر در نماز و بعد از نماز و امثال آن فعل لسان ست و مترتب نمیگردد ثواب بران مگر بفعل لسان چنانکہ در قرأت در نماز و دلالت میکند برین معنی کلام جزرے در اول حصن حصین بنظر در سیاق کلام آنکہ یاد کردن بدل اصلا ذکر نمیگویند و یاد خدا ندانند و ثواب و نتیجہ بران مترتب نیست محل نظرست و اللہ اعلم دیگر بدانکہ جہر مذکور مشروع ست بی شبہ چنانکہ در حدیث آمدہ است کہ من ذکرنی فی ملا مقابل من ذکرنی فی نفسہ و ازادلہ آن ست قول حق سبحانہ و تعالی کذکرکم آبارکم ابن عباس میگوید غیر ختم من برگشتن مردم را از نماز در عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر بذکر رواہ البخاری و غیرہ و جہر ذکر در تکبیرات عید و در ادبار صلوٰۃ و در تغور و اسفار و جز آن نیز دلیل آن ست تا آنکہ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقتیکہ بلند کردند صحابہ آواز ہائے خود را بذکر و فریاد برآوردند ایہا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم و لا غائبا فرمود اے مردمان نرمے و آسانی کنید بر نفسہائے خود زیرا کہ شما نمیخوانید کر و غائب را مضمون اربعواد لالت دارد کہ منع از جہت شفقت ست نہ از جہت عدم جواز و بتحقیق جہر کردہ است آنحضرت باذکار و ادعیہ در مواطن کثیرہ چنانکہ در حفر خندق و حمل سنگ و خشت برائے مسجد و جز آن و ہمچنین انچہ آمدہ است از سلف صحابہ و من بعدہم و ہمہ اینہا دلالت دارد بر جواز جہر

صلی اللہ علیہ وسلم اذا ذکر احد افد عالہ بدا بنفسہ۔ بود آنحضرتؐ چون یادی کردیکی را پس دعاے کرد او را آغاز ے کرد بدعا بر اے خود چنانکہ مے گفت اللھم اغفرلی ولفلان وظاہر حدیث دران ست کہ ابتدا بنفس مخصوص بدعاے مغفرت نیست بلکہ در ہر دعا نخست برائے خود ے کرد پس ازان برائے وے۔ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب صحیح۔ وعن ابی سعید الخدری رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مامن مسلم یدعو بدعوۃ لیس فیہا اثم ولا قطیعۃ رحم نیست ہیچ مسلمانی کہ دعا کند بدعائے کہ نیست دران دعا بہ ونہ بریدن خویشی۔ الا اعطاہ اللہ بہا احدی ثلث۔ مگر آنکہ بدہد او را خداے تعالے بآن دعا یکی از سہ خصلت۔ اما ان یعجل لہ دعوتہ۔ یا آنکہ شتابی میکند برائے وے اجابت دعاے او را یعنی درین جہان میدہد۔ واما ان یدخرہا لہ فی الاخرۃ۔ ویا آنکہ نگاہ میدارد دعوت او را و ذخیرہ می کند برائے وی تا دہد در آخرت۔ واما ان یصرف عنہ من السوء مثلہا۔ ویا آنکہ بر میگرداند از وے از بدی مانند دعائے کہ کردہ است۔ قالوا اذا نکثر۔ گفتند صحابہ اکنون کہ دانستیم کہ دعا البتہ مستجاب ست بہ یکی ازین سہ طریق اکثار مینمائیم و بسیار میکنیم دعا را قال۔ گفت آنحضرت۔ اللہ تعالی اکثر۔ فضل خدا و ثواب وے بیشتر ست بہ بسیارے دعاے شما تنگی کی نمی آرد در ثواب وے و در خزانۂ فضل وے بکنید چند انکہ میخواہید رواہ احمد۔ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خمس دعوات یستجاب لہن۔ گفت پنج دعا ست کہ قبول کردہ میشود آنہا را۔ دعوۃ المظلوم۔ یکی دعاے ستمدیدہ حتی ینتصر۔ تا آنکہ انتقام میکشد حق تعالی از ستم کنندہ۔ ودعوۃ الحاج حتی یصدر۔ دوم دعاے قصد کنندہ حج تا آنکہ رجوع کند و باز آید بمنزل خود۔ ودعوۃ المجاہد۔ سوم دعاے کارزار کنندہ بکافران و برآمدہ از خانہ برائے آن۔ حتی یفقد۔ بفاوقاف تا آنکہ گم می کند اسباب و آلات آنرا یعنی فارغ میگردد از جہاد و در بعضی نسخ یقعد بقاف عین تا آنکہ می نشیند از کارزار و در بعضے تیفعل بقاف و فا آنکہ باز می آید بخانہ و قفول بمعنی رجوع ست۔ ودعوۃ المریض حتی یبرا۔ وچہارم دعاے بیمار۔ تا آنکہ بہ مے گردد نہ دعوۃ الاخ لاخیہ بظہر الغیب و پنجم دعاے برادر مسلمان برائے مسلمان دیگر غائبانہ۔ تم قال بشر گفت آنحضرت۔ واسرع ہذہ الدعوات اجابۃ۔ وشتاب ترین این دعاہا از روے اجابت۔ دعوۃ الاخ لغیبہ۔

رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر

باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ

بدانکہ ذکر بدل میباشد و بزبان و افضل آن ست کہ بزبان و بدل ہر دو باشد و اگر بہ یکی باشد پس بدل تنہا فاضلتر ست این چنین گفت نووی در شرح مسلم و نیز گفتہ کہ ذکر حق سبحانہ دو نوع ست ذکر قلب و ذکر لسان باز ذکر قلب دو نوع ست کہ یکی از دیگرے ارفع و اجل و آن تفکر در عظمت خدا ست و جلال وے در جبروت و ملکوت و آیات وے در ارض و سموات و این را ذکر خفی گویند۔ و در حدیث آمدہ کہ خیر الذکر الخفی

از سہل ابن سعد ساعدی کہ صحابی مشہور ست و آخر صحابہ است در موت بمدینہ۔ قال کان یجعل اصبعیہ ھذا منکبیہ ویدعو۔ گفت بود آنحضرت کہ می گردانید انگشتان ہر دو دست خود را مقابل دو شہای خود و دعا می کرد و این مرتبہ توسط و اقتصاد ست در رفع یدین عن ابن السائب بن یزید عن ابیہ۔ سائب بن یزید کہ صحابی مشہور صغیر ست و در سال دوم از ہجرت زائیدہ شد و حاضر شد حجۃ الوداع را ہمراہ پدرش روایت میکند از پدر خود۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دعا فرفع یدیہ مسح وجہہ بیدیہ۔ بود آنحضرت کہ چون دعا میکرد پس بر میداشت ہر دو دست خود را مسح میکرد روی مبارک خود را بہر دو دست خود پس مسح وجہ بدو دست در صورتی بود کہ دستہا را بر میداشت و چون بر نمیداشت مسح نمیکرد و لیکن ہر داشتن دستہا از آداب دعاست۔ روی البیہقی الاحادیث الثلثۃ۔ روایت کرد بیہقی این سہ حدیث را کہ یکی از انس بود و دیگر از سہل و سوم از سائب۔ فی الدعوات الکبیر وعن عکرمۃ عن ابن عباس قال المسئلۃ ان ترفع یدیک حذو منکبیک۔ گفت ابن عباس ادب سوال و دعا این ست کہ بر دارے ہر دو دست خود را برابر ہر دو دوش خود۔ او نحوہما۔ یا نزدیک بجانب آنہا زیرا کہ عادت ان در شان کسیکہ سوال کند چیزے را و بہ طلبد آن ست کہ فراخ کند کفہاے دو دست بجانب مدعو الیہ۔ و الاستغفار تشیر باصبع واحدۃ و ادب استغفار و طلب آمرزش آن ست کہ اشارت کنی بیک انگشت کہ سبابہ است مقصود سب نفس امارہ و شیطان رجیم ست و پناہ جستن از شر ایشان بسوے خدا کذا قالوا۔ و الابتہال ان تمد یدیک جمیعا۔ و ادب ابتہال آن ست کہ دراز کنی ہر دو دست را تمام در قاموس گفتہ کہ ابتہال اجتہاد در دعا و خالص گردانیدن آن و در صحاح آوردہ ابتہال تضرع قولہ تعالیٰ ثم نبتہل ای نخلص فی الدعاء و در مجمع البحار گفتہ ابتہال دراز کردن ہر دو دست و اصل وے تضرع ست و مبالغہ در دعا و سوال و طیبی گفتہ شاید کہ مراد از ابتہال در حدیث دفع چیزیست کہ متصور ست از مقابلہ عذاب پس میگرداند ہر دو دست را مانند سپر از اصابت کردہ۔ و فی روایۃ قال و در روایتے این چنین آمدہ کہ گفت۔ و الابتہال ہکذا۔ ابتہال اینچنین ست۔ و رفع یدیہ۔ و برداشت ہر دو دست را و جعل ظہور ہما مما یلی وجہہ۔ و گردانید پشتہاے دست را و جانبی کہ متصل ست روے او را۔ رواہ ابو داود وعن ابن عمر انہ یقول۔ و روایت ست از ابن عمر کہ وے می گفت۔ ان ربکم ایدیکم بدعۃ۔ بدرستیکہ برداشتن شما دستہاے خود را یعنی بر وجہی کہ بر میدارید بدعت ست و ایشان تا بالاے سینہ بر میداشتند۔ ما زاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ہذا۔ زیادہ نکردہ است آنحضرت برداشتن دستہا را برین مقدار یعنی الی الصدر یعنی تا سینہ این تفسیر ست از راوے مر آن چیزے را کہ کرد ابن عمر و اشارت کرد بآن بقول خود ہذا یعنی سنت برداشتن دستہاست تا سینہ نہ بالاے سینہ طیبی گفت کہ انکار ابن عمر بر قوم در غالب احوال ایشان ست در دعا و سوال و فرق نا کردن ایشان در حالات کہ برائے امرے تا سینہ بر دارند و بالاے سینہ تا دو شہا برائے امرے دیگر و بالاے دو شہا برائے امرے دیگر فافہم۔ رواہ احمد۔ وعن ابی بن کعب قال کان رسول اللہ

در روایت او نیست - وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ لاترد دعوتہم - سہ کس اند کہ رد کردہ نمیشود دعاے ایشان - الصائم حین یفطر - یکی ازان سہ کس روزہ دار ست در ہنگامی کہ افطار میکند والامام العادل - دوم بادشاہ دادگستر - ودعوۃ المظلوم - سوم ازان دعا ہا کہ رد کردہ نمیشود دعاے ستمدیدہ است ظاہر عبارت آن بود کہ گوید والمظلوم یعنی سوم ازانہا کہ رد کردہ نمیشود دعاے آنہا مظلوم ست ولیکن باین عبارت فرمود از براے اہتمام بشان دعاے مظلوم فافہم - یرفعہا اللہ فوق الغمام - بر میدارد دعوت مظلوم را خداے تعالے بالاے ابر کنایت ست از رسانیدن او بجانب فوق ومصعد قبول واجابت ودر بعضی روایات آمدہ است کہ حق تعالے پیدا کردہ است غمام فوق سماء چنانکہ فرمود ویوم تشقق السماء بالغمام - ویفتح لہا ابواب السماء - وکشادہ میشود براے دعوت مظلوم درہاے آسمان ویفتح بفتح یا وابواب بنصب نیز روایت ست یعنی میکند خداے تعالے براے دعوت مظلوم درہاے آسمان را - ویقول الرب - ومیگوید پروردگار تعالی - وعزتی لانصرنک - بہ بزرگی من سوگند ہر آئینہ یارے میدہم ترا - ولو بعد حین - واگرچہ باشد پس از روزگارے خطاب بمظلوم ست وبکسر کاف تصحیح کردہ اند خطاب بدعوت مظلوم واصل فتح ست - رواہ الترمذی - وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث دعوات مستجابات - سہ دعا مستجابند - لاشک فیہن - نیست شک در استجابت این سہ دعا - ودعوۃ الوالد - یکی دعا کردن پدر مر فرزند را خواہ دعاے نیک یا دعاے بد ودعاے والدہ بطریق اولی از جہت وفور شفقت ومہربانی - ودعوۃ المسافر - دوم دعاے مسافر براے خود یا برای غیر - ودعوۃ المظلوم - سوم دعاے مظلوم - رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجۃ -

الفصل الثالث - عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیسأل احدکم ربہ حاجتہ کلہا - باید کہ بخواہد یکی از شما از پروردگار خود حاجت خود را ہمہ - حتی یسألہ شسع نعلہ اذا انقطع - تا آنکہ بخواہد از وے دوال نعل خود را چون گسستہ گردد شسع بکسر شین وسکون سین نعل دوال نعل - زادفی روایۃ عن ثابت البنانی مرسلا - زیادہ کردہ است راوے در روایتے از ثابت بنانے بضم موحدہ کہ از تابعین ست بطریق ارسال - حتی یسألہ الملح - تا آنکہ سوال کند از خدا نمک وے را - وحتی یسألہ شسعہ اذا انقطع - ابو علی دقاق گفتہ کہ از نشانہاے معرفت آنست کہ سوال نکنی حوائج خود را کم یا بیش مگر از خدا چنانکہ موسی علیہ السلام چون مشتاق برویت شد گفت رب ارنی انظر الیک وچون محتاج بنانے شد گفت رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر - رواہ الترمذی وعنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی الدعاء - بود آنحضرت کہ بر میداشت ہر دو دست خود را در دعا - حتی یری بیاض ابطیہ - تا آنکہ دیدہ میشد سفیدے ہر دو بغل وے یعنی در بعضے احیان ودر بعضے کمتر ازان بر میداشت ابط بکسر ہمزہ وسکون باء وبکسر نیز آمدہ - وعن سہل بن سعد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم - روایت ست

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ پشتہائے دست اشارت بآسمان کردہ و بعضی گفتہ اند کہ چون دعا برائے طلب چیزی باشد از جہت جنس نعما مستحب ست کہ ببطون کف بجانب آسمان کند و اگر برائے دفع فتنہ کند پشتہائے دست بجانب آسمان کند و کلام درین باب در استسقا گذشت۔ وفی روایۃ ابن عباسؓ قال سلوا ببطون اکفکم ولا تسالوہ بظہورہا فاذا فرغتم فامسحوا بہا وجوہکم۔ پس چون فارغ شوید از دعا پس بمالید بکفہائے دست خود روئہائے خود را از جہت تبرک بانوار اجابت کہ قابض شدہ اند و رسانیدن آن بہ روئے کہ اشرف اعضاء اقرب آنہا اولیٰ ست رواہ ابوداؤد۔ وعن سلمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حیی کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ الیہ ان یردہما صفرا۔ بدرستیکہ پروردگار شما شرمناک و جواد ست شرم دارد از بندہ خود چون بردارد بندہ ہر دو دست خود را بسوے وے کہ باز گرداند دستہائے بندہ را خالی۔ صفرا بکسر صاد مہملہ وسکون فا خالی و اصفار تہیدست و درویش شدن باید دانست کہ اطلاق حیا و مہربانی و امثال آن از صفات برحق سبحانہ باعتبار آثار و افعال ست نہ باعتبار صفات کہ از قبیل تاثر و انفعال ست۔ رواہ الترمذی وابوداؤد والبیہقی فی الدعوات الکبیر۔ وعن عمر رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یحطہما حتی یمسح بہما وجہہ۔ فرود نمی آورد ہر دو دست خود را تا آنکہ مسح میکرد بآنہا روے مبارک خود را۔ رواہ الترمذی۔ وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستحب الجوامع من الدعاء۔ بود آنحضرت کہ دوست میداشت دعاہا را کہ جامع مطالب و خیرات دنیا و آخرت بود۔ ویدع ما سوی ذلک۔ و ترک می داد دعاہا را کہ نہ جوامع بودند۔ رواہ ابوداؤد۔ وعن عبد اللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اسرع الدعاء اجابۃ دعوۃ غائب لغائب۔ بدرستیکہ شتاب ترین دعاہا از روے اجابت دعاے غائب مر غائب را ست از جہت وجود صدق و اخلاص و محبت دران بی شوب تکلف و ریا۔ رواہ الترمذی وابوداؤد وعن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال استاذنت النبی۔ گفت امیر المومنین عمر طلب اذن کردم از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی العمرۃ۔ از برائے برآوردن عمرہ۔ فاذن لی۔ پس اذن کرد آنحضرت مرا و رخصت داد مرا۔ وقال۔ وگفت۔ اشرکنا یا اخی فی دعائک۔ شریک گردان ما را اے برادر ک در دعاے خود تصغیر درینجا برائے تعطف و تلطف ست۔ ولا تنسنا۔ و فراموش مکن ما را در وقت دعا۔ فقال کلمۃ ما یسرنی ان لی بہا الدنیا پس گفت آنحضرت سخنی را کہ شاد نمی گرداند مرا در بدل آن کلمہ اگر تمام دنیا باشد برائے من شاید کہ ہمین سخن باشد کہ مذکور شد یا سخنی دیگر عنایت آمیز زیادہ برین سخن گفتہ باشد۔ رواہ ابوداؤد والترمذی وزادت روایۃ عند قولہ ولا تنسنا۔ و تمام شد روایت ترمذی نزد قول آنحضرت ولا تنسنا و این عبارت فقال کلمۃ الخ

یحب ان یسأل۔ زیرا کہ خدائے تعالیٰ دوست میدارد کہ سوال کردہ شود۔ وافضل العبادۃ انتظار الفرج۔ وافزون
ترین عبادتہا از روئے ثواب چشم داشتن کشایش از غم واندوہ وبلاست اشارت ست بصبر وترک شکایت
وبیشک جزائے صبر ثواب آن بیحد واندازہ است در قرآن مجید میفرماید انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب وبعضی
گفتہ اند کہ اشارت بترک استعجال ست در طلب اجابت دعا۔ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب وعن
ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یسأل اللہ یغضب علیہ۔ کسیکہ سوال نکند ونخواہد
از خدا خشم می گیرد وے تعالیٰ بروے از جہت کمال جود ورافت حق بہ بندگان گفتہ اند کہ رحمٰن کسیکہ اگر از وے
طلب کند بدہد ورحیم آنکہ اگر سوال نکند خشم گیرد ومراد ترک سوال بطریق استکبار واستنکاف ست والا عدم
سوال بروجہ استسلام ورضا بقضا مقامے عالی ست یا مقصود مبالغہ است درمیان جود ورافت الٰہی چنانچہ
اشارت کردیم۔ رواہ الترمذی۔ وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فتح لہ منکم باب الدعاء
فتحت لہ ابواب الرحمۃ۔ کسیکہ کشادہ شود برائے وے درہائے دعا کشادہ میشود بروے درہائے رحمت واجابت
وما سئل اللہ شیئا۔ وسوال کردہ نہ شد از خدائے تعالیٰ چیزے۔ یعنی احب الیہ یعنی چیزیکہ دوست داشتہ شدہ
ترست نزد وے تعالیٰ۔ من ان یسأل العافیۃ۔ از سوال کردن عافیت بمعنی صحت ضد مرض آید ودر حدیث بمعنی
سلامت از جمیع آفات وعلل وبلاہا ومکروہات ظاہرہ وباطنہ در دنیا وآخرت ست واین شامل ہمہ خیرات ست
ودر قواعد الطریقۃ گفتہ کہ العافیۃ سکون القلب مع اللہ در ہر چہ دل با خدا آرام گیرد اگرچہ بلا بود عافیت ست
واین عافیت اہل کمال وشامل جمیع احوال ست نسأل اللہ العافیۃ۔ رواہ الترمذی وعن ابی ہریرۃ رضؓ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یستجیب اللہ لہ عند الشدائد۔ کسیکہ شاد گرداند او را کہ استجابت
کند خدائے تعالیٰ دعائے او را نزد بلاہائے سخت۔ فلیکثر الدعاء فی الرخاء۔ پس باید کہ بسیار کند دعا را در نرمی
واین برعکس حال مسرفان ست کہ چون سختی وزیان برسد دعا کنند وچون دور شود اسراف ورزند۔ رواہ الترمذی
وقال ہذا حدیث غریب۔ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ۔ دعا کنید
خدا را وحال آنکہ شما یقین کنندگانید باجابت۔ واعلموا ان اللہ لا یستجیب دعاء من قلب غافل لاہ۔ وبدانید
کہ خدائے تعالیٰ قبول نمیکند دعا را از دل بی خبر بازے کنندہ مشغول بغیر حق۔ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث
غریب۔ وعن مالک بن یسار رضؓ۔ بفتح تحتانیہ وتخفیف سین مہملہ ودر آخر را۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا سألتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم۔ چون سوال کنید از خدا پس سوال کند او را بباطن کفہای دست خود۔ ولا تسألوا
بظہورہا۔ وسوال مکنید او را بہ پشتہائے کف دست زیرا کہ سوال بہ بطون کف صورت طلب ویقین داشتن
باجابت ست وجمع یدین مؤذن بکثرت عطیہ است وبہ پشت دست صورت رد ودر استسقاء آمدہ است

زیرا که حقیقت عبادت وخلاصهٔ وے خضوع وتذلل وخوارے ست واین در دعا حاصل ست باکمل وجوه واتم آن
ومخ بضم میم مغز استخوان ودماغ وپیه چشم وخالص هر چیز - رواه الترمذی - ودر بعضی نسخ رواه ابوداود - وعن
ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس شیء اکرم علی الله من الدعاء - نیست هیچ چیز گرامی
تر بر خدا از دعا بجهت اشتمال او بر معانی واحوال که مغز وخلاصهٔ عبادت ست - رواه الترمذی وابن ماجه وقال
الترمذی هذا حدیث حسن غریب - وعن سلمان الفارسی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یرد القضاء
الا الدعاء - رد نمی کند قضا را مگر دعا گویا این مبالغه است در تاثیر دعا در دفع بلا یعنی تاثیر دعا در دفع بلا بحدی ست
که اگر ممکن می بود رد قضا حاصل میشد بدعا وبعضی گفته اند مراد برد قضا تهوین وتیسیر امر اوست در دعا گویا که قضا
نازل نه شده است وبعضی گفته اند که مراد بقضا چیزے که می ترسد بنده ازان از نزول مکروه وپرهیز می کند
ازان وچون توفیق داده شد بدعا برداشت خداے تعالی از وے آنرا واین همه تکلف ست وتحقیق معنی آنست
که مراد بقضا قضائے ست که متعلق ست رد این بلا بدان وگردانیده شده است سبب آن زیرا که قضا منافات
ندارد سبب ومسبب را وهمه قضاست ودر قضا رفته است که این چیز بآن سبب خواهد شد وبآن سبب مندفع
خواهد گشت اگر گویند پس چه فائده است مر این کلام را وانچه رفته است بدان قضا البته شدنی ست جوابش گویم
که شاید مراد وفائدهٔ کلام بیان مبالغه است دران چنانکه ذکر کردیم والله اعلم بحقیقة الحال - ولا یزید فی العمر
الا البر - وزیاده نمیگرداند در عمر مگر نیکی مراد عدم ضیاع وحصول برکت ست در عمر به نیکی وتحقیق همان ست که در قضا
ذکر کرده شده است که عمر او چندین ست اگر نیکی کند وچندین ست اگر نکند ومحو واثبات در مقام قدر وتسبیب
واقع ست ودر حقیقت نه تغییر ست ونه تبدیل ما شاء الله کان وما لم یشأ لم یکن - رواه الترمذی - وعن ابن عمر
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل - بدرستیکه دعا سود می کند از انچه
فرود آمده است از بلا بدفع آن واز انچه فرود نیامده است برد کردن آن - فعلیکم عباد الله بالدعاء - پس بر شما
باداے بندگان خدا که دعا کنید اشارت ست بآنکه دعا مامور به است طریقهٔ بندگی آن ست که امتثال امر باید کرد
ومر قضا را تسلیم باید نمود - رواه الترمذی ورواه احمد عن معاذ بن جبل وقال الترمذی هذا حدیث غریب -
وعن جابر رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من احد یدعو بدعاء الا آتاه الله ما سأل - نیست هیچ یکی که
دعا کند بدعائی مگر آنکه بدهد او را خداے تعالی چیزے که سوال که میکند - او کف عنه من السوء مثله یا باز دارد
از وے بدی واندوه مانند انچه سوال کرده است واین لطف ست از خدا در حق بندهٔ خود زیرا که دفع ضرر اهم ست
از جلب نفع - ما لم یدع باثم او قطیعة رحم - مادام که دعا نکند ببزه یا ببریدن خویشی - رواه الترمذی وعن ابی مسعود
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سلوا الله من فضله - سوال کنید خداے تعالی را از فزونی کرم وے - فان الله

لاخیہ لظہر الغیب مستجابۃ - دعای مرد مسلمان غائبانہ مر برادر خود را یعنی مسلمان دیگر را مستجاب است - عند راسہ ملک موکل - نزد سر دعا کنندہ فرشتہ است گماشتہ شدہ - کلما دعا لاخیہ بخیر قال الملک الموکل بہ آمین - ہر گاہ کہ دعا میکند مر برادر خود را بہ نیکی میگوید فرشتہ کہ گماشتہ شدہ است بران آمین - ولک بمثل - و مر ترا است مانند آن و بازآمدہ است و مثل بکسر میم و فتح مثلثہ نیز روایت ست و بر تقدیر مثل در حدیث تنوین ست و مثلیہ بزیادت یا و ہاء ضمیر بہ لفظ تثنیہ نیز آمدہ است - رواہ مسلم - وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدعوا علی انفسکم - دعای بد نکنید بر ذوات ہای خود - ولا تدعوا علی اولادکم - و دعای بد نکنید بر فرزندان خود - ولا تدعوا علی اموالکم - و دعای بد نکنید بر مالہای خود - لا توافقوا من اللہ ساعۃ یسال فیہا عطاء فیستجیب لکم - تا موافق نیفتد از خدا ساعتی را کہ سوال کردہ شود از خدا در ان ساعت دعائی پس اجابت کند وی تعالی برای شما یعنی یک ساعت ست کہ ہر چہ در ان ساعت بخواہند بیابند پس شما دعای بد بر خود و بر اولاد خود و اموال خود نکنید مبادا بآن ساعت موافق افتد و قبول گردد پس پشیمان شوید این نہی مر جماعت از نادانان را کہ در وقت خشم و مانند آن برای خود بد خواہند این خوب نیست و احتمال زیان دارد - رواہ مسلم و ذکر حدیث ابن عباس - و ذکر کردہ شد حدیث ابن عباس کہ در اول او این لفظ ست - اتق دعوۃ المظلوم - پرہیز کن دعای مظلوم را - فی کتاب الذکوٰۃ - و در مصابیح اینجا مذکور ست

الفصل الثانی - **عن النعمان** - بضم نون و سکون عین - بن بشیر - بفتح موحدہ و کسر معجمہ از صغار صحابہ است و در وقت رحلت آنحضرت ہشت سالہ بود - قال - گفت - قال رسول اللہ - گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء ہو العبادۃ - دعا کردن عبادت ست بلکہ مبالغہ فرمود کہ عبادت ہمین دعا ست کہ او را عبادت تو ان نام کرد زیرا کہ بندہ در وے روی آرندہ است بجناب حق و روی گرداننده است از سوای وی تعالے و امید ندارد و نمی ترسد مگر از وی و در دعا اخلاص حمد و شکر ست و سوال و توحید و رغبت و مناجات و تضرع و تذلل و استعانت و استغاثہ - ثم قرا - پس خواند آن حضرت از برای استدلال بر بودن دعا عبادت این آیت را کہ - وقال ربکم ادعونی استجب لکم - و گفت پروردگار شما دعا بکنید مرا قبول کنم برای شما پس معلوم شد کہ دعا مامور بہ است و مترتب میگردد بر وے اجر و ثواب و ہر چہ اینچنین باشد عبادت ست و در آخر این آیت نیز دلیل ست بر بودن دعا عبادت کہ فرمود - ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین - بدرستیکہ آن کسانی کہ بزرگی مینمایند از خود و گردن کشی میکنند از عبادت من سر انجام ست کہ در آیند دوزخ را خوار و زار و مراد بعبادت اینجا دعا ست و لحوق وعید ناظر وجوب ست و لیکن دعا واجب نیست بامباح ست با مستحب و لحوق وعید بر استکبار ست فافہم - رواہ احمد و الترمذی و ابو داؤد و النسائی و ابن ماجۃ - وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء مخ العبادۃ - دعا مغز و خلاصہ عبادت ست

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستجاب للعبد مالم یدع باثم - قبول کردہ میشود دعا مر بندہ را مادام کہ دعا نکند ببزہ و چیزی
کہ بدان بزہ کار شود - او قطیعۂ رحم - یا دعا کند بہ بدین خویشی چنانکہ دعا کند کہ خداوندا مرا از وی بیزار کن و پیوند ہر باچیزے
دعا کند کہ از ان قطع رحم لازم آید و در غیر این البتہ دعا مستجاب ست - مالم یستعجل - مادام کہ شتابی نکند اجابت دعا و حصول مدعا
قیل - گفتہ شد - یا رسول اللہ ما الاستعجال - چہ چیز ست صورت استعجال - قال - گفت آنحضرت استعجال این ست کہ -
یقول - گوید داعی - قد دعوت وقد دعوت - بہ تحقیق دعا کردم و بہ تحقیق دعا کردم یعنی مکرر کردم و بسیار کردم دعا - فلم
ار یستجاب لی - پس ندیدم کہ استجابت کردہ شد مرا - فیستحسر عند ذلک - پس منقطع شود و ملول گردد نزد آن - ویدع الدعاء
و ترک کند دعا را استحساب و تحسر ماندہ شدن از کاری - رواہ مسلم - و شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری شاذلی در کتاب
الحکم کلامی میگوید کہ ترجمہ اش این ست تاخیر وقت عطا بالحاح در دعا باید کہ موجب یاس و نومیدی تو نگردد زیرا کہ وی عز و علا
ضامن شدہ است اجابت را در چیزیکہ اختیار کرد وی برای تو نہ در چیزی کہ اختیار کنی تو برای خود و قول شیخ بالحاح در دعا ناظر
بہر دو جانب ست یکی آنکہ گوئی چندین دعا کردم و الحاح نمودم ہیچ مستجاب نہ شد باز شیخ میگوید چون الحاح در دعا دوام بران
حاصل ست دیگر عدم استجابت مخور کہ مقصود حاصل ست مقصود ہمین دعا و تضرع و زاری ست و استجابت خط نفس ست بعضی
از عارفان گفتہ اند کہ فائدہ دعا اظہار فاقہ و احتیاج ست در درگاہ حق والا وی سبحانہ میکند ہر چہ میخواہد و سید احمد بن زروق
در شرح کتاب الحکم میگوید کہ دعا عبودیتی ست مقترن بہ سببی کہ نزول بلا یا خوف نزول اوست ہمچو اقتران نماز بوقتش و ترتب
وجود اجابت بر دعا مثل ترتب وجود ثواب ست بر نماز بی تعین و تقیید جزا و وقت و در حدیث آمدہ است کہ
نیست ہیچ عبد داعی مگر آنکہ مراد است شان از میان یکی ازین سہ چیز یا زود می دہد مطلوب او را در ین جہان
یا ذخیرہ می سازد برای او در ان عالم یا باز میگرداند از وے بدی یا مانند آن پس اجابت حاصل ست و منحصر نیست
در عین مطلوب و نہ مقید بوقت و وعدہ کہ فرمودہ است سبحانہ لکم باجابت مطلقہ است نہ تعیین انچہ بندہ میخواہد و نہ
در ان وقت کہ وے میخواہد و گرداندن اللہ تعالی اجابت را در مختار خود نہ مختار عبد عین لطف بہ بندہ و رعایت
صلاح حال او ست زیرا کہ بندہ جاہل ست گاہی گمان می برد شر را او خیر خیال میکند فرد پس دعا ہا
کان زیان ست و وبال + از کرم می نشنود شان ذو الجلال + و نیز آن برائے القای سطوات ربوبیت و استیفاء
احکام عبودیت ست تا امین نگردد بندہ از فوات ادب پس صدق نور زد در وجود طلب و از برای تحقیق مضطر
عبد ست یعنی اختیار وے تا ہمیشہ در بساط قربت و ملازم قرع باب شد کہ فی الحقیقت فائدہ دعا ہمان ست -
مثنوی ہیچ نبود از دعا مطلوب شان + جز سخن گفتن بآن شیرین دہان + دل ز حرص عز دعا خالی شدہ + ذوق عجز و بندگی حالی شدہ + گر اجابت کرد شان خوش المراد + ور نہ بادید ار نقد آنند شاد + در کند رد و لذت
آن بیشتر + بہر تقریب سخن بار دگر + وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوۃ المرء المسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود و رخواستم از خدا سہ چیز برای امت خود پس عطا کرد دو چیز و منع کرد از یکی چنانکہ در حدیث آمدہ است واللہ اعلم - رواہ مسلم وللبخاری اقصر منہ - روایت کرد این حدیث را باین عبارت مسلم و مر بخاری را کوتہ تر ازین عبارت ست وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - و ہم از ابی ہریرہ است کہ گفت گفت آنحضرت - اللھم انی اتخذت عندک عہدا لن تخلفنیہ - خداوندا بدرستیکہ من گرفتم نزد تو پیمان کہ ہرگز خلاف نکنی مرآن پیمان را مقصود مبالغہ در مطلب وقبول ست وتحقیق رجاست گویا عہدی ست کہ ہرگز شکستہ نشود و وعدی ست کہ خلاف کردہ نشود فانما انا بشر - پس نیستم من مگر آدمی کہ خشم می گیرم گاہ گاہ بر کسی بحکم بشریت کہ نگاہداشتہ شدہ است حصہ از ان در من برائے مصلحتی کہ تقاضا میکند آنرا - فای المومنین آذیتہ شتمتہ لعنتہ جلدتہ - پس ہر کدام از مسلمانان کہ برنجانم او را دشنام کنم او را لعنت کنم او را بزنم او را - جلد در اصل تازیانہ زدن بر پوست - فاجعلہا لہ صلوٰۃ وزکوٰۃ وقربۃ - پس بگردان آن مذکورات را برائے آن مومن رحمت وطہارت وسبب قربت بخود - تقربہا الیک یوم القیمۃ کہ نزدیک گردانی تو او را باین مذکورات بسوے خود روز قیامت واین کمال شفقت ومہربانی ست از ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم - در باب امت مرحومہ خود بد کاران چہ جائے نیکوکاران پس مراد مستحقان اذیت وغیر مستحقان آن ہمہ باشند واین اتم وابلغ ست در باب رحمت ورافت واحتمال دارد کہ این حکم مخصوص بغیر مستحقان اذیت باشد واللہ اعلم - متفق علیہ - وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعا احدکم فلا یقل اللھم اغفر لی ان شئت - وہم از ابی ہریرہ است کہ گفت گفت آنحضرت چون دعا کند یکی از شما پس باید کہ نگوید خداوندا بیامرز مرا اگر خواہی ارحمنی ان شئت خداوندا مہربانی کن مرا اگر خواہی - ارزقنی ان شئت - خداوندا روزے دہ مرا اگر خواہی یعنی در دعا طلب بطریق شک وتردد نکند ومعلق بہ مشیت نگرداند - ولیعزم مسئلتہ وباید کہ جزم کند طلب وسوال خود را فانہ لا مکرہ لہ - بدرستیکہ خدائے تعالیٰ میکند ہر چہ میخواہد نیست اکراہ کنندہ مر او را و اکراہ بنا خواست کسی را بر کارے داشتن یعنی شما از جانب خود جزم کنید و ے تعالیٰ ہر چہ میخواہد میکند چہ حاجت کہ شما آنرا بگوئید - وذکر آن عبث ست و ے تعالیٰ بفضل وکرم خود وعدۂ استجابت کردہ است پس بندہ را باید کہ بدان یقین کند ونور یقین منشرح میشود صدر و ے ومنور میگردد قلب و ے وشک وریب ظلمت ست - رواہ البخاری وعنہ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعا احدکم فلا یقل اللھم اغفر لی ان شئت ولکن لیعزم ولیعظم الرغبۃ وباید کہ بزرگ وقوی دارد خواہش وہمت خود را - فان اللہ لا یتعاظمہ شئ اعطاہ - زیرا کہ بدرستی خدائے تعالیٰ بزرگ نمی نماید او را چیزے کہ بدہد وی تعالیٰ آنچیز را پس باید کہ رغبت زیادہ بود ومطلوب و ے عظیم بود وقاصر ندارد ہمت را در طلب مطالب عظیمۃ - رواہ مسلم - وعنہ قال قال

و افضل و واسطی گفتہ کہ اختیار آنچہ رفتہ است در ازل بہتر ست از معارضہ وقت و در حدیث آمدہ است کہ ہر کرا باز دارد ذکر من از سوال از من بدہم او را بہتر و بیشتر از آنچہ دہم سائلان را و قومے گفتہ اند بندہ را باید کہ صاحب دعا باشد بزبان و صاحب رضا بدل تا جامع ہر دو حال باشد و امام قشیرے میگوید اولی آن ست کہ گفتہ شود اوقات و احوال مختلف ست در بعضے اوقات دعا بہتر از سکوت ست و ادب ہمان ست و در بعضے احوال سکوت افضل از دعاست و ادب ہمان ست و این شناختہ نمیشود مگر در وقت زیرا کہ علم وقت ہم در وقت حاصل گردد پس اگر در دل خود اشارتے بدعا یابد پس دعا افضل بود و اگر اشارتے بہ سکوت یابد سکوت اولے و گفتہ است کہ صحیح آنست کہ گفتہ شود بندہ را باید کہ ساہی و غافل نباشد از شہود پروردگار تعالی در حال دعاے خود پس باید کہ رعایت کند حال خود را پس اگر بیابد از دعا زیادت بسط در وقت خود پس دعا اولی ست و اگر رجوع کند بدل خود و بیابد در وقت دعا مثل زجر و قبض پس اولے ترک دعاست درین وقت و اگر نہ بسط یابد و نہ قبض دعا و ترک دعا ہر دو برابر ست و نیز اگر غالب در وقت علم ست پس دعا افضل ست از جہت بودن وے عبادت و اگر غالب در وقت معرفت و حال ست سکوت اولے ست و نیز صحیح ست کہ گفتہ شود آنچہ مسلمان را در آن حق ست یا مر حق سبحانہ را حق ست دعا اولے ست و آنچہ در وے نفس ترا حظ ست سکوت اتم ست و در خبر آمدہ است کہ بندہ دعا می کند و خداے تعالی او را دوست می دارد پس می گوید وے تعالی یا جبرئیل تاخیر کن و در توقف دار حاجت بندہ مرا کہ من دوست میدارم کہ بشنوم آواز او را و گاہے دعا میکند و اللہ تعالی دشمن میدارد او را پس میگوید یا جبرئیل برآر حاجت او را کہ من مکروہ مے دارم آواز او را انتہی کلام القشیرے و در رسالہ تسلیۃ المصاب کلام درین باب بسیط و طویل و حاوے و شامل واقع شدہ است فلینظر ثمہ و دیگر شرائط و آداب و اوقات و احوال اجابت در ضمن شرح احادیث معلوم گردد انشاء اللہ تعالے

الفصل الاول عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ مر ہر پیغمبرے را دعائی ست مستجاب یعنی سنت الٰہی بر آن جاری ست کہ اذن میکند ہر پیغمبرے را بدعا در حق امت خود خواہ براے ایشان یا بر ایشان و استجابت میکند آن دعا را وجوبا فتعجل کل نبی دعوتہ پس شتابی کرد درین جہان ہر پیغمبر دعاے خود را و یافت در دنیا اجابت آن را وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ و بدرستیکہ من پوشیدہ و پنہان داشتم دعاے خود را از براے شفاعت کردن مر امت خود را بروز قیامت فہی نائلۃ انشاء اللہ تعالی من مات من امتی لا یشرک باللہ شیئا پس آن دعوت دریابندہ است اگر خواستہ است خدا کسی را کہ مرد از امت من در حالی کہ شریک نمیگرداند بخدا چیزے را یعنی بایمان از عالم دنیا رفت اگرچہ گناہگار بود و اما سائر دعوات انبیا علیہم السلام بعضی گفتہ اند ہمہ مستجاب اند و این محل توقف ست زیرا کہ

چنین وچنین این دو فقرہ بظاہر مکرر مینماید وفرق نیست میان ہر دو مگر چنین کہ در اولے آیات مذکور ست و در ثانی آیت مقصود تقریر تکریر ست۔ وکانت الانفال من اوائل انزلت بالمدینۃ۔ وبود سورۂ انفال از جملہ اوائل سورتہا کہ نازل شدند بمدینہ کہ در وے ذکر قصۂ بدر ست۔ وکانت براءۃ من اٰخر القرآن نزولا۔ وبود سورۂ برائت از آخر قرآن در نزول کہ در وے ذکر تفضیح منافقین ومنع از دخول مشرکین در مسجد حرام ست۔ وکانت قصتہا شبیہۃ بقصتہا۔ وبود قصۂ انفال مانند بقصۂ برائت در اعلاے کلمۂ دین ونگونساری اعدا از مشرکین ومنافقین فقبض رسول اللہ۔ پس قبض کردہ شد وبرداشتہ شد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبین لنا انہا منہا وبیان نکرد آنحضرت برائے ما کہ این سورہ جزوے از ان سورہ است وہر دو یک سورہ است یا ہر کدام سورہ علیحدہ فمن اجل ذلک قرنت بینہما۔ پس ازین جہت نزدیکی کردم میان ہر دو سورہ۔ ولم اکتب سطر وتنوشتم سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم وفصلتہا فی السبع الطول۔ ونہادم مجموع ہر دو سورہ را در سبع طول ولیکن فاصلہ درمیان گذاشتیم بجہت احتمال واشتباہ در اتحاد و تعدد سورتین واین را ذکر نکردہ نزدیک کہ مذکور صریحا در سوال ابن عباس قران سورتین ونہ نوشتن تسمیہ است وتواند کہ مقصود ابن عباس ہمین یک سوال باشد وذکر قول دے وہی من الثانی وہی من المئین تقریبا یا بیان واقع باشد نہ سوال از تقدیم وتاخیر قتامل۔ رواہ احمد والترمذی وابو داؤد۔ تمام شد کتاب فضائل القرآن بعون اللہ وتوفیقہ وتالے ست اورا

کتاب الدعوات

باید دانست کہ در قرآن وحدیث امر بدعا واقع ست وظاہر آن ست کہ این امر برائے اباحت یا استحباب نہ وجوب ودعا نہ در نزول بلا یا نہ در خوف مسنون ومأثور ست از انبیا صلوات اللہ علیہم۔ واتباع ایشان رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وسکوت از دعا اکتفا بعلم وتقدیر باری تعالی وتقدس نیز آمدہ است مثل قول خلیل صلوات اللہ وسلامہ علیہ حسبی عن سوالی علمہ بحالی شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری در کتاب الحکم میگوید بسا کہ راہ نمایند ایشان را ادب تبرک طلب بجہت اعتماد بر قسمت واشتغال نکردن از مسئلت وامام ابو القاسم قشیری گفتہ کہ اختلاف کردہ اند مردم کہ دعا افضل ست یا سکوت ورضا بعضے گویند کہ دعا در حد ذات خود عبادت ست۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدعا مخ العبادۃ واتیان بعبادت اولی ست از ترک آن پس آن حق خدا ست اگر اجابت نہ شد وبندہ بحظ نفس نرسید قیام بحق پروردگار خود نمود زیرا کہ اظہار فاقہ عبودیت ست وابو حازم اعرج گفتہ است محروم شدن از دعا سخت تر ست بر من از محروم شدن من از اجابت وطائفہ بر آن رفتہ اند کہ سکوت وخمود بجہت جریان حکم اتم واکمل ست ورضا بسابقۂ تقدیر حق عز وعلا اولے

آسان شد آورد ہمہ را بر یک لغت کہ اصل نزول بر آن بود و اما سابق بر جمع جملہ ابوبکر صدیق بود انتہی و آوردہ اند کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نیز جمع کرد قرآن را بر ترتیب نزول و گفتہ اند کہ اگر آن مصحف معمول شدی و مشہور گشتی علم کثیر از ان حاصل شدی کہ معرفت ناسخ و منسوخ ست و مانا کہ وے رضی اللہ عنہ بترس اختلاف آنرا بروی کار نیاوردہ تا ہمہ عالم بر یک وجہ و بر یک نسخ باشند واللہ اعلم وعن ابن عباس قال قلت لعثمان ما حملکم علی ان عمدتم الی الانفال - چہ چیز برداشت شما را برین کہ قصد کردید بہ سوے سورۂ انفال - وہی من المثانی وحال آنکہ این سورہ از مثانی ست نزد شما یعنی از سبع مثانے بقولے کہ مراد بآن سبع سورۂ طولی ست کہ در اول قرآن ست - والی براءۃ - و قصد کردید بہ سوے سورۂ برات - وہی من المئین - وحال آنکہ این سورہ از مئین ست نزد شما و مئین جمع مائۃ است بہ معنی صد نام آن سورت ہاست کہ بعد از مثانے اند زیرا کہ ہر سورۂ از ان زیادہ بر صد آیت ست یا نزدیک بآن و بعد از مئین توالی ست و آن سورہ کہ کم از صد آیت باشد گویا کہ توالے و توابع مئین اند و مئین اوائل اینہا اند و یا از جہت آنکہ اینہا مثنی و مکرر ساختہ میشوند بیشتر از مئین بعد از ان مفصل ست این چنین تقسیم و تسمیہ کردہ اند سور قرآنی را کذا ذکرہ السیوطی فی الاتقان پس ابن عباس بہ عثمان گفت شما انفال را داخل مثانے کہ نام سور سبع طوال ست و برات را از مئین ساختید با وجود آنکہ انفال کوتہ تر از برات ست و بر تقدیرے کہ ہمچنین گردانیدید تسمیہ میان آنہا ننوشتید چنانکہ گفت - فقرنتم بینہما - پس نزدیکی کردید میان این دو سورہ - ولم تکتبوا سطر - و ننوشتید سطر - بسم اللہ الرحمن الرحیم - را - ووضعتموہا فی السبع الطول - و نہادید آنرا یعنی سورۂ انفال را یا برات را در ہفت سورۂ دراز - ما حملکم علی ذلک - چہ حامل و باعث شد شما را بر آن و در بعضی نسخ ذلکم پس گویا ابن عباس دو سوال کرد از عثمان و جواب داد عثمان بانچہ حاصلش آن ست کہ در امر این دو سورہ اشتباہ است بوجہی کہ ہر دو یکسورہ اند و باین حیثیت نہادن آنہا در سبع طول و ننوشتن بسم اللہ در میان آنہا درست شد و بوجہ دیگر دو سورہ اند بنا بر این وجہ فاصلہ در میان آنہا گذاشتیم چنانکہ گفت - قال عثمان - گفت عثمان در جواب سوال ابن عباس کان رسول اللہ - بود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مما یاتی علیہ الزمان - از ان جملہ کہ می آمد بروی زمان - وہو ینزل علیہ السور ذوات العدد - وحال آنکہ آنحضرت فرود می آید یا فرود فرستادہ میشد بروے سورتہای متعددہ یا سورتہائیکہ در وی آیات متعددہ است وکان اذا نزل علیہ شیء - و بود آنحضرت کہ چون فرود می آمد بروی چیزے از آیت - دعا بعض من کان یکتب - میخواند و می طلبید بعضی کسان را کہ می نوشت وحی را و سورتہا را چنانکہ زید بن ثابت وغیرہ - فیقول - پس میگفت آنحضرت ضعوا ہؤلاء الآیات فی السورۃ التی یذکر فیہا کذا وکذا - بنہید و بنویسید این آیتہا را در سورۂ کہ ذکر کردہ میشود در وی چنین و چنین - فاذا نزلت علیہ الآیۃ فیقول ضعوا ہذہ الآیۃ فی السورۃ التی یذکر فیہا کذا وکذا - پس چون فرود مے آمد بروے این آیت پس میخواند آن کسان را و می گفت بنہید این آیت را در سورۂ کہ ذکر کردہ مے شود در آن سورہ

بود کہ فرستاد آنہا را بکہ و شام و یمن و بحرین و بصرہ و کوفہ و نگاہ داشت یکی را بمدینہ۔ قال ابن شہاب فاخبرنی خارجۃ بن زید بن ثابت۔ گفت ابن شہاب زہری پس خبر داد مرا خارجہ کہ پسر زید بن ثابت است و از اعلام علمای تابعین و یکی از فقہای سبعہ مدینۂ مطہرہ است۔ انہ سمع زید بن ثابت۔ کہ وی شنید زید بن ثابت را کہ پدر او ست۔ قال۔ کہ گفت زید بن ثابت۔ فقدت آیۃ من الاحاب۔ گم کردم آیتی را از سورۂ احزاب۔ حین نسخنا المصحف۔ در وقتی کہ نوشتیم یا مصحف را ظاہر آنست کہ این در وقت استنساخ مصحف در زمان ابو بکر بود و معلوم میشود کہ آن نیز باتفاق صحابہ بود اگرچہ متصدی نوشتن آن زید بن ثابت بود۔ قد کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ بہا۔ بہ تحقیق بودم کہ می شنیدم من آنحضرت را کہ میخواند آن آیت را فالتمسناہا فوجدناہا مع خزیمۃ بن ثابت الانصاری۔ پس طلب کردیم ما آن آیت را پس یافتیم آنرا با خزیمہ انصاری صاحب شہادتین آن ایت این ست۔ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ فالحقناہا فی سورتہا فی المصحف۔ پس الحاق کردیم ما آن آیت را در سورۂ وے کہ سورۂ احزاب ست در مصحف و مثل این کلام در آیت سورۂ توبہ نیز گفتہ است چنانکہ گذشت و مقصود آن ست کہ نوشتہ نزد وے یافتیم چنانکہ معلوم شد۔ رواہ البخاری۔ تنبیہ گفتہ اند کہ جمع قرآن سہ بار واقع شدہ یکی در حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم لیکن نہ در مصحف واحد و مرتبۂ ثانی در حضور ابی بکر رضی اللہ عنہ و از عبد خیر کہ یکی از تابعان علی مرتضی ست رضی اللہ عنہ آمدہ است کہ شنیدم علی را رضی اللہ عنہ کہ می گفت عظیم ترین مردم در مصحف از روے اجر و ثواب ابو بکر ست رحمت کند خدای تعالی ابو بکر را و وے اول کسی ست کہ جمع کرد کتاب خدا را عزوجل و ثالث جمع عثمان ست جمع کرد صحابہ را پس نوشتند در مصاحف بلغت قریش و فرستاد در ہر افقی مصحفی و بود آن در سنۂ خمس و عشرین و از علی رضی اللہ عنہ بسند صحیح آمدہ کہ فرمود نگویید در عثمان خبر خیر نجد اسوگند نکرد وے انچہ کرد مگر در حضور جماعت صحابہ و اتفاق ایشان گفت چہ میگویند در شان این قرا بہ تحقیق رسیدہ است بہ من کہ بعضے میگویند قرأت من بہتر از قرأت تست و این نزدیک ست کہ کفر باشد گفتیم ما پس چہ رائے میزنی و مصلحت چہ می بینی گفت آن مے بینم کہ جمع کردہ شوند مردم بر مصحف واحد پس نباشد در وے افتراق و اختلافی گفتیم ما نیکو ست انچہ تو دیدے گفت علی مرتضی رضی اللہ عنہ اگر نمیکرد عثمان انچہ کرد میکردم من آنرا انتہے و گفتہ اند کہ فرق میان جمع ابی بکر و جمع عثمان رضی اللہ عنہما آن ست کہ جمع ابی بکر از بیم آن بود کہ مبادا از قرآن چیزے ببرود و جمع عثمان برائے آن بود کہ اختلافے واقع نشود در ان حارث محاسبی گفتہ مشہور در مردم آن ست کہ جامع قرآن عثمان ست رضی اللہ عنہ و نہ چنین ست کار یکہ وے رضی اللہ عنہ کرد آن بود کہ مردم را جمع کرد بر لغت قریش چون ترسید وقوع فتنہ را میان اہل عراق و اہل شام در حروف قرأت و پیش ازان بود مصاحف بر حروف سبعہ کہ نازل شدہ بران قرآن بجہت تیسیر و تسہیل و چون بدان حاجت نماند و بر ہم

دادند و تحریفہا کردند گفتہ اند کہ سبب آن بود کہ حق تعالی محافظت و نگاہبانی کتاب ایشان را با ایشان گذاشت
چنانکہ فرمود بما استحفظوا من کتاب اللہ لاجرم تغییرہا و تحریفہا بدان راہ یافت و در شان قرآن مجید فرمود
وانا لہ لحافظون خود حافظ و نگہبان این شد و با نگاہبانی وے تعالی خلل و تغییر و تبدیل محال باشد۔
فارسل عثمان الی حفصۃ ان ارسلی الینا بالصحف۔ پس فرستاد امیر المومنین عثمان کسی بسوے ام المومنین حفصہ
کہ بفرست بسوے ما آن صحیفہ ہا را کہ پیش تست۔ ننسخہا فی المصاحف بنویسانیم ما آنہا را در مصحفہاے متعددہ۔
ثم نردہا الیک۔ پستر باز می فرستیم آنہا را بسوے تو۔ فارسلت بہا حفصۃ الی عثمان۔ پس فرستاد آن صحیفہ ہا را
حفصہ بسوے عثمان فامر زید بن ثابت۔ پس امر کرد عثمان زید بن ثابت را۔ وعبد اللہ بن الزبیر وسعید بن العاص
وعبد اللہ بن الحارث بن ہشام۔ این صحابہ را امر کرد و درین میان زید بن ثابت انصارے ست و باقی سہ کس
قریشی اند فنسخوہا فی المصاحف پس نوشتند آنہا را در مصحفہا۔ وقال عثمان للرہط القرشیین الثلث۔ و گفت
عثمان مر گروہ قریشیان را کہ سہ تن بودند۔ اذا اختلفتم انتم وزید بن ثابت فی شیء من القرآن۔ چون مختلف
شوید شما کہ قریشیانید و زید بن ثابت کہ از انصار ست در چیزے از لغات قرآن۔ فاکتبوہ بلسان قریش۔ پس
بنویسید آنرا بزبان قریش۔ فانما نزل بلسانہم زیرا کہ فرود نیامدہ است قرآن مگر بزبان ایشان و لغت ایشان
سابقاً معلوم شد کہ قرآن در اصل بلغت قریش فرود آمدہ و بالتماس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توسیع یافت
و رخصت آن شد کہ ہر کس بلغت خود بخواند الآن امیر المومنین عثمان باتفاق صحابہ بخوف اختلاف مردم
باسقاط آن لغات امر کرد و ہمہ را قرأت بلغت قریش فرمود این ست معنی قول وے کہ بنویسید آنرا بلغت قریش
ففعلوا۔ پس کردند این صحابہ مذکورین آنچہ امر کرد عثمان رض۔ حتی اذا نسخوا الصحف فی المصاحف رد عثمان رضی اللہ عنہ
الصحف الی حفصۃ۔ تا آنکہ وقتیکہ نسخہ برداشتند صحف را در مصاحف باز گردانید عثمان آن صحف را بسوے حفصہ
وارسل الی کل افق بمصحف مما نسخوا۔ و فرستاد عثمان رضی اللہ عنہ بسوے ہر ناحیہ از دیار اسلام مصحفی را از آن
مصاحف کہ انتساخ نمودند و افق بضمتین و بضم و سکون نیز آمدہ ناحیہ و کرانہ یا آنچہ ظاہر ست از کرانہ آسمان کہ کواکب
از آن طلوع و غروب کنند و چون ہر بلد را افقی دیگر ست آفاق میگویند و بلاد میخوانند۔ وامر بما سواہ من القرآن
فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق۔ و امر کرد عثمان رض بآنچہ بود جز آن مصاحف از قرآن در ہر صحیفہ یا مصحف تا کہ
سوختہ شود یا پارہ پارہ کردہ شود و ظاہر امر او از صحیفہ آن بود کہ در رقاع و لخاف و جز آن بود و بہر مصحف آنچہ نزد حفصہ
بود و تواند کہ شک راوے باشد یحرق بحاے مہملہ و خاے معجمہ ہر دو روایت ست و اول اکثر ست و ظاہر حدیث
آن ست کہ آنچہ نزد حفصہ بود بعد از وفاے وعدہ رد کردہ نیز سوختند و اختلاف ست در عدد مصاحف کہ فرستاد
عثمان رضی اللہ عنہ بآفاق مشہور آن ست کہ پنج بود و ابو داؤد گفتہ شنیدم ابا حاتم سجستانی را کہ گفت ہفت مصحف

گشیدند تا چیزے ازان گم نشود و خطابی گفتہ کہ سبب آن کہ آنحضرت جمع نکرد قرآن را در مصحف واحد آن بود کہ انتظار ترتیب نسخ بعضی احکام و تلاوت داشت پس چون منقضی گشت نزول قرآن بر حلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الہام کرد حق تعالیٰ خلفاے راشدین را بجمع آن بجہت وفاے وعدۂ صادق خود کہ در حفظ و نگاہداشت آن کردہ بود و ابتداے آن بر دست صدیق اکبر بود بمشاورت عمر فاروق رضی اللہ عنہما و باید دانست کہ ترتیب سور و وضع آیات ہمہ بوحی بود و جبرئیل چون آیتی از قرآن بجہت واقعہ می آورد می گفت این را در فلان سورہ بعد از فلان آیت بنہند و احادیث درین باب بسیار آمدہ و بہ تحقیق حاصل شد یقین بدان بہ نقل متواتر بہمین ترتیب از تلاوت رسول و اجماع صحابہ بی تطرق شک و شبہہ و در لوح محفوظ نیز بہمین ترتیب نوشتہ اند و از انجا جبرئیل بآسمان دنیا فرستادہ و از انجا جبرئیل بحسب وقائع سور و آیات می آورد و ترتیب نزول غیر ترتیب تلاوت ست و جبرئیل ہر سال در رمضان یکبار تمام قرآن بہمین ترتیب می آورد و بآنحضرت بطریق مدارست میخواند و در سالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از ین عالم رحلت خواہد نمود دو بار آورد و انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید و چون جمع کرد آنرا زید بن ثابت باتفاق صحابہ در صحف متعددہ مکتوب شدہ ہنوز جمع وے در یک مصحف اتفاق نیفتاد۔ فکانت الصحف عند ابی بکر۔ پس بودند این صحیفہ ہا نزد ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ حتی توفاہ اللہ تا آنکہ میرانید ابو بکر را خداے تعالیٰ۔ ثم عند عمر۔ پس بودند آن صحیفہ ہا نزد عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ فی حیوتہ۔ در حیات عمر۔ ثم عند حفصۃ بنت عمر۔ پس بودند آن صحیفہ ہا نزد ام المومنین حفصہ دختر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پس عثمان رضی اللہ عنہ جمع کرد آنرا در یک مصحف و استکتاب فرمود در مصاحف و فرستاد آنہا را بدیار اسلام چنانکہ در حدیث آمدہ بیاید۔ رواہ البخاری وعن انس بن مالک ان حذیفۃ بن الیمان قدم علی عثمان۔ روایت ست از انس کہ حذیفہ قدوم آورد بر عثمان رضی اللہ عنہم۔ وکان یغازی اہل الشام فی فتح ارمینیۃ۔ و بود حذیفہ کہ غزا میکرد اہل شام را در فتح ارمینیہ بفتح ہمزہ و سکون را و کسر میم و سکون تحتانیہ اولی و کسر نون و خفت تحتانیہ ثانیہ کذا فی کتاب المغنی و در قاموس بکسر ہمزہ گفتہ و از جامع الاصول بتثلیث ہمزہ نیز نقل کردہ اند و بہ تشدید یاے ثانیہ نیز گفتہ اند۔ و اذربیجان مع اہل العراق۔ و غزا می کرد آذربیجان را با اہل عراق و آذربیجان بہ ہمزہ و فتح ذال معجمہ و سکون را و کسر موحدہ و سکون تحتانیہ و جیم و فتح موحدہ نیز آمدہ۔ فافزع حذیفۃ اختلافہم فی القراءۃ۔ پس در ترسید آورد حذیفہ را اختلاف مردم در خواندن قرآن بلغات مختلفہ کہ در ان توسعہ رفتہ بود۔ فقال حذیفۃ لعثمان۔ پس گفت حذیفہ مر عثمان را۔ یا امیر المومنین ادرک ہذہ الامۃ قبل ان یختلفوا فی الکتاب۔ دریاب این امت را و دستگیرے کن پیش از انکہ اختلاف کنند در کتاب اللہ۔ اختلاف الیہود و النصاری۔ مانند اختلاف کردن یہود و نصاری در کتاب خود کہ ہر کدام تغییر یا

للذی شرح له صدر ابی بکر وعمر - پس همیشه بود ابوبکر که مراجعت میکرد مرا و باز می گردانید این سخن را تا آنکه کشاد خدای تعالی
سینه مرا بچیزیکه کشاد خدای تعالی برای آن سینه ابوبکر وعمر فتتبعت القرآن اجمعه من العسب - پس طلبیدم من قرآن را
در حالی که فراهم می آرم او را از عسب بضم عین وسین مهملتین جمع عسیب شاخ خرما که برگ نیاورده باشد یا شاخ وی
که برگ از وی جدا کرده باشند وبعضی ببرگ خرما تفسیر کرده اند - واللخاف - وتتبع کردم قرآن را از لخاف بکسر لام
وتخفیف خای معجمه جمع لخفه بفتح سنگ سفید تنک ودر روایتی والرقاع واز رقعه ها وپاره ها از پوست یا کاغذ ودر روایتی
وقطع الادیم واز پوست پاره ها ودر روایتی والاکتاف واز شانه های شتر وگوسفند ودر روایتی والاضلاع واستخوانهای
پهلو ومانند آن که هر کسیکه پاره از قرآن در اینها نوشته میداشت - وصدور الرجال واز سینه های مردان که
یاد داشتند از صحابه اصل ومعتمد همین ست ویافتن آن از عسب ولخاف وخزآن تقریر بر تقریر ست وقرآن
متواتر ست ویقینی ست تا همه صحابه اتفاق نمی کردند واجماع نمی نمودند نوشتن صورت نداشت وآنکه گفت حتی
وجدت آخر سورة التوبة مع ابی خزیمة الانصاری تا آنکه یافتم آخر سورهٔ توبه را با ابی خزیمه بضم خای معجمه وفتح زای معجمه
لم اجدها مع احد غیره - نیافتم آنرا نزد هیچ یکی غیر او وآخر سورهٔ توبه این ست - لقد جاءکم رسول من انفسکم
حتی خاتمة براءة - تا خاتمه سوره که در اول او براءة من الله ورسوله است وآنرا سورهٔ توبه می گویند معنیش آن ست
که نوشته نزد وی یافتم نه محفوظ وهمچنین آنکه در بعضی روایات آمده است که سوگند میدادند کسی را که نزد وی
می یافتند که این قرآن ست یا می گذشت بر وی دو گواه مراد بآن تاکید وتحقیق ومبالغه در احتیاط ست
وشیخ ابن حجر گفته که مراد بدو گواه حفظ وکتاب ست وسخاوی در جمال القراء گفته که مراد این ست که گواهی میدادند
که این مکتوب نزد رسول الله صلی الله علیه وسلم نوشته شده است وبمجرد حفظ اکتفا نمی نمودند گفت بنده مسکین
عبد الحق ابن سیف الدین سامحه الله شک نیست که قرآن معلوم بود بالقطع والیقین ومعروف بود نزد ایشان
متمیز از ماسوای خود ومجمع علیه میان همه نه آنکه مشتبه بود وچیزی از آن نزد بعضی بود که مردم دیگران را نمی شناختند
یا منکر بودند قرآنیت آنرا واثبات میکردند آن را بحلف وشهادت حاشا وکلا می دانستند آنرا بتالیف معجز ونظم
معروف وبتحقیق مشاهده می کردند تلاوت آن را از آن حضرت صلی الله علیه وسلم مدت بیست وسه سال ویاد
داشتند مجموع آن را جمعی از صحابه پس از خلط چیزی که نه از قرآن ست مامون بودند واین تحقیقات وتفتیشات
برای تقریر وتاکید بود که اصل ومعتمد آن بود وسیوطی از حارث محاسبی نقل کرده که فرمود که کتابت قرآن مستحدث
نیست وبود آنحضرت صلی الله علیه وسلم که امر میکرد بکتابت آن ولیکن متفرق بود در رقاع وخزآن وصدیق
رضی الله عنه امر کرد بانتساخ آن از جائی بجائی ومجتمع کنانید واین بمنزله آن بود که گویا اوراق متفرق -
در خانه آنحضرت یافتند که در آن قرآن نوشته بودند ولیکن منتشر بود مجتمع ساختند ودر رشته انتظام والتیام

قال ارسل ابوبکر مقتل اہل الیمامۃ۔ گفت زید بن ثابت کہ فرستاد کسی را بہ سوے من ابابکر صدیق وطلبید مرا پیش
خود در وقت قتل اہل یمامہ واین مقتل بنی حنیفہ بود کہ کشتہ شد در وے مسیلمہ کذاب لعنۃ اللہ علیہ در خلافت صدیق
چنانکہ در کتاب الزکوٰۃ گذشت ودر وے بسیارے از قراے قرآن کشتہ شدند پس رفتم من نزد ابی بکر۔ فاذا عمر
بن الخطاب عندہ۔ پس ناگاہ عمر نزد ابی بکر بود رضی اللہ عنہما۔ قال ابوبکر ان عمر اتانی فقال۔ گفت ابوبکر کہ عمر آمد
نزد من پس گفت۔ ان القتل قد استحر یوم الیمامۃ بقراء القرآن۔ بدرستیکہ کشتن بہ تحقیق سخت وبسیار شد وگرم
شد روز یمامہ بخوانندگان قرآن وحافظان وے وعرب کار سخت را حار گویند وگفتہ اند عدد کسانیکہ کشتہ شدند
در وے از قراء ہفتصد بود وانی اخشی ان استحر القتل بالقراء بالمواطن وبدرستیکہ من مے ترسم کہ اگر
سخت شود قتل بقراے در جاہاے جنگ۔ فیذہب کثیر من القرآن پس برود بسیاری از قرآن کہ ہر کس ہر چیزے از آن
یاد دارند وانی ارے ان تامر بجمع القرآن۔ وبدرستیکہ من مصلحتی می بینم کہ تو امر کنی بجمع کردن قرآن
در مصحف۔ قلت لعمر کیف تفعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ۔ ابوبکر میگوید گفتم من بعمر چگونہ میکنی تو ودر روایتے
کیف تفعل چگونہ می کنیم ما چیزے را کہ نکردہ است آنرا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر ہذا واللہ خیر
پس گفت عمر این جمع کردن قرآن بخدا سوگند بہتر ست وبدعت حسنہ است وبعضی بدعتہاست کہ واجب ست کردن
آن مثل تعلم صرف ونحو وبعضی مستحب چنانکہ بیان آن در باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ گذشت۔ فلم یزل عمر یراجعنی
پس ہمیشہ بود عمر کہ مراجعت میکرد ومکرر می گفت کہ میباید کرد۔ حتی شرح اللہ صدری لذلک۔ تا آنکہ کشاد
خداے تعالی سینہ مرا براے آن یعنی جمع کردن وپسند افتاد مرا راے عمر۔ ورایت فی ذلک الذی راے عمر
ودیدم خیر ومصلحت دران باب انچہ خیر ومصلحت دید وعمر وراے زدم من در باب انچہ راے زد عمر۔ قال زید قال
ابوبکر انک رجل شاب عاقل۔ گفت زید بن ثابت گفت ابوبکر کہ تو مرد جوان عاقلی۔ لا نتہمک متہم نمیدارم
ترا بہ سہو وغفلت وخیانت۔ وقد کنت تکتب الوحی لرسول اللہ۔ وبہ تحقیق بودی تو کہ می نوشتی وحی برای پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم فتتبع القرآن واجمعہ۔ پس طلب کن قرآن را از ہر جا کہ یابی وجمع کن او را وتتبع طلب چیزے
وبرفتن در پی وے گفت زید بن ثابت۔ فواللہ لو کلفونی نقل جبل من الجبال۔ پس بخدا سوگند اگر میفرمودند
وتکلیف می کردند مرا مردم از جائے بجائے بردن کوہے را از کوہہا۔ ما کان اثقل علی مما امرنی بہ من جمع القرآن
نمی بود این تکلیف گران تر بر من از انچہ امر کرد مرا ابوبکر از جمع کردن قرآن وتکلیف نہ باندازہ طاقت کار
فرمودن کسی را وامر کردن بچیزے کہ مشقت ست دران۔ قال۔ گفت زید بن ثابت۔ قلت لابی بکر۔ گفتم مر ابی بکر
را۔ کیف تفعلون شیئا لم یفعلہ رسول اللہ۔ چگونہ می کنید شما چیزے را کہ نکرد آن را پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
قال ہو واللہ خیر۔ گفت ابوبکر این یعنی جمع کردن قرآن را امر خیر ست۔ فلم یزل ابوبکر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری

پس گفت عمران شنیدم پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم یقول - میگفت - من قرأ القرآن فلیسأل اللہ بہ - کسیکہ بخواند قرآن را پس باید کہ سوال کند خدا را بہ قرآن و بخواہد حاجت دینیہ و دنیویۂ خود را از وے تعالی چنانکہ اگر آیت رحمت بر سد یا بذکر جنت آید بطلبد از وے تعالی آنرا و اگر بآیت عذاب و ذکر نار رسد پناہ جوید بخدا ازان یا مراد آن ست کہ دعا کند بعد از فراغ قرأت بدعوات ماثورہ - فانہ سیجئ اقوام یقرؤن القرآن ویسألون بہ الناس - پس بدرستیکہ شان این ست زود باشد کہ بیایند گروہہائے کہ بخوانند قرآن را و سوال کنند بآن از مردم و گدائے کنند از ایشان

رواہ احمد والترمذی

الفصل الثالث - عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - روایت ست از بریدہ اسلمی بضم موحدہ کہ از مشاہیر صحابہ و او را مساعی جمیلہ است از حضرت نبوت و خلفائے راشدین کہ گفت گفت آن حضرت - من قرأ القرآن یتأکل بہ الناس - کسیکہ بخواند قرآن را در حالے کہ طلب اکل میکند بقرآن از مردم یعنی قرآن را وسیلۂ طعام دنیا میگرداند - جاء یوم القیمۃ ووجہہ عظم لیس علیہ لحم - بیاید آن کس روز قیامت و حال آنکہ روے وے استخوان ست کہ نیست بروے گوشت یعنی زار و نزار و خوار و بے غرب باشد - رواہ البیہقی فی شعب الایمان

وعن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یعرف فصل السورۃ - بود آنحضرت نمی شناخت جدا کردن و فرق نہادن میان دو سورہ - حتی ینزل علیہ - تا آنکہ فرود آید بروے - بسم اللہ الرحمن الرحیم - و ظاہر این حدیث دلالت دارد بر آنکہ بسم اللہ آیتی ست از قرآن نازل برائے فصل میان دو سورہ چنانکہ مذہب ماست - رواہ ابو داؤد

وعن علقمۃ قال کنا بحمص - روایت ست از علقمہ کہ از کبار تابعین و اصحاب عبد اللہ بن مسعود ست گفت بودیم ما بحمص بکسر حا و سکون میم کہ از بلاد شام ست - فقرأ علینا عبد اللہ بن مسعود سورۃ یوسف - پس خواند علینا عبد اللہ بن مسعود سورۂ یوسف را - فقال رجل ما ہکذا انزلت - پس گفت مردے نہ اینچنین فرو فرستادہ شدہ است - فقال عبد اللہ واللہ لقد قرأتہا علی عہد رسول اللہ - پس گفت ابن مسعود بخدا سوگند بتحقیق خواندہ ام من آنرا در زمان پیغمبر خدا و در حضرت وے - صلی اللہ علیہ وسلم فقال احسنت - پس گفت آنحضرت نیک خواندی - فبینما ہو یکلمہ پس در اثنائے آنکہ آن مرد سخن میگوید ابن مسعود را از وجد منہ ریح الخمر یافتہ شد یا یافت ابن مسعود از ان مرد بوئے وجد بلفظ مجہول و معلوم ہر دو روایت ست فقال پس گفت ابن مسعود اتشرب الخمر وتکذب بالکتاب آیا می نوشی شراب را و تکذیب میکنی بہ کتاب خدا - فضربہ الحد - پس زد ابن مسعود او را حد اگر انچہ ابن مسعود خواند از قرأت مشہورہ بود و یقیناً از کتاب اللہ بود تکذیب و انکار او کفر ست قطعاً و اگر نہ اینچنین بود و قرأت شاذہ بود اطلاق تکذیب کتاب بطریق تغلیظ و تشدید باشد و ظاہر ہمین ست و لہذا حکم نکرد باستتاب وے و اکتفا کرد بحد شرب خمر - متفق علیہ - وعن زید بن ثابت - از اجلۂ فقہائے صحابہ و کاتب وحی ست و اعلم بود بفرائض

کہ مراد اند بحروف متفق علیہ

الفصل الثانی - عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قال لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل فقال - گفت ابی بن کعب ملاقی شد آنحضرتؐ جبرئیل را پس گفت - یا جبرئیل انی بعثت الی امۃ امیین - بدرستیکہ من فرستادہ شدہ ام بسوی امتی کہ ناخواندگانند وخواندن ونوشتن نیاموختہ اند منہم العجوز والکبیر بعضی از ایشان پیر زنی کلان سال ست عجوز زن مسنہ را گویند ودر قاموس گفتہ عجوز مرد پیر وزن پیر وعجوزہ بتا نیامدہ واگر آمدہ لغت رومی غیر فصیح ست - والشیخ الکبیر - وبعضی از ایشان پیر مردی کلان سال ست والغلام والجاریۃ وبعضی از ایشان کودکانند دختر اند غلام وجاریہ در اصل بمعنی کودک ودختر ست وبر غلامان ودیہان کہ اطلاق میکنند بجہت حقارت ایشان ست چنانکہ فتا وفتاۃ میگویند زیرا کہ با ایشان معاملہ پیران نمی کنند وتوقیر وتعظیم نمی نمایند والرجل الذی لم یقرأ الکتاب قط - وبعضی از ایشان مردی ست کہ نخواندہ است کتاب را ہرگز اگرچہ آموختہ باشد وعلم آن داشتہ باشد - قال - گفت جبرئیل - یا محمد ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف - بدرستیکہ قرآن فرو فرستادہ شدہ است بر ہفت لغت وہفت قرأت - رواہ الترمذی وفی روایۃ الاحمد ولابی داؤد - ودر روایتے مر احمد وابی داؤد را این زیادت آمدہ کہ - قال - گفت جبرئیل - لیس منہا الا شاف کاف - نیست حرفے ازان حروف مگر آنکہ وے شافی ست مر ہر علتی را کہ در سینہ ہاست از کفر وجہل وکافی ست در اعجاز وحجت بر صدق نبی وحقانیت دین والزام منکران ومعاندان - وفی روایۃ للنسائی - ودر روایتے مر نسائی را ہمچنین آمدہ - قال - گفت آنحضرت - ان جبرئیل ومیکائیل اتیانی - آمدند مرا - فقعد جبرئیل عن یمینی پس نشست جبرئیل جانب راستاے من - ومیکائیل عن یسارے - ونشست میکائیل از چپاے من - فقال جبرئیل اقرأ القرآن علی حرف - پس گفت جبرئیل از من بخوان قرآن را در حالی کہ بود قرأت بر یک حرف قال میکائیل گفت میکائیل مر آنحضرت را - استزدہ - طلب زیادتی بکن جبرئیل را یعنی بگو باو کہ بر حرف دیگر ہم بخواند حتی بلغ سبعۃ احرف - تا رسید قرآن یا جبرئیل ہفت حرف را - وکل حرف شاف وکاف - وہر حرف شافی وکافی ست وچون توسیع شد وتنگی رفت وامر قرأت تسہیل وتیسیر پذیرفت ہر قسمی از امت کہ مذکور شد میتوانند خواند بخلاف آنکہ اگر تنگ میشد وبر یک حرف میماند فافہم - وعن عمران بن حصین - صحابی مشہور ست کہ ملائکہ را دید وبر وے سلام میکردند سی سال صاحب فراش بود - انہ مر علی قاص یقرأ ثم یسأل - روایت می کند کہ وی گذشت بر قصہ خوانی کہ قرآن میخواند وپستر از مردم سوال میکرد وقص بمعنی اعلام واخبار ست وقاص کسیکہ اخبار وقصص مے آرد وقصاص بر وعاظ نیز اطلاق مے کنند - فاسترجع - پس استرجاع کرد عمران وگفت انا للہ وانا الیہ راجعون چنانکہ در مصیبت میگویند گویا این قرآن خواندن وسوال کردن بران مصیبتی ست کہ بدان قاص رسیدہ وبدان مبتلا گشتہ یا ابتلاے عمران بمشابہۂ این حالت شنیعہ مصیبتی ست بدان کہ بوے رسیدہ - ثم قال سمعت رسول اللہ

سوم بار۔ اقرار علی سبعۃ احرف۔ بخوان قرآن را بر ہفت حرف و سابقا معلوم شد کہ مراد بحروف قرارت یا لغات وجوہ سوال وجواب و مراجعت کہ ناظر در توقف و تاخر مطلوب و مسئول است میان حق جل وعلا و رسول وے کہ محبوب و مقبول حضرت اوست سہ بار واقع شد برکت کرد و کرم نمود وے سبحانہ بزیادت برکات تکمیلیات متعلق بامر آخرت مرامت مرحومۂ او را بعد از انجاح مرام و اسعاف مسئول وے صلی اللہ علیہ وسلم در حق ایشان در امر دنیا تا جمع گردد تسہیل و تیسیر در امر دنیا و آخرت پس امر کرد کہ سہ سوال کند بعد دہر دو مراجعتی کہ واقع شد پس فرمود ولک بکل ردۃ ردونکہا مسئلۃ تنالنیہا۔ و مر ترا است اے محمد و اے محبوب من و اے مقبول درگاہ من ہر ردے و مراجعتی کہ کردم آنرا با تو قبولے و عطائے و سوالے کہ بکنی آنرا یعنی سہ چیز بخواہ و سوال کن کہ بدہم بہ تو آنرا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سہ سوال را بمغفرت یاد آورد و اشارت بآنکہ اصل ہمین مغفرت ست کہ اگر مغفرت نباشد ہیچ کس را خلاصی ممکن نیست چنانکہ قول وے سبحانہ وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین بدان اشارت میکند لیکن مغفرت سہ قسم ساخت دو برائے امت خود در آمرزیدن کبائر و صغائر سوم بہ تمامۂ خلائق از اولین و آخرین چنانکہ فرمود۔ فقلت۔ پس گفتم۔ اللہم اغفر لامتی اللہم اغفر لامتی واخرت الثالثۃ لیوم یرغب الی الخلق۔ و تاخیر کردم و نگاہداشتم مغفرت ثالثہ را برائے روزے کہ رغبت کنند و خواہش نمایند و توجہ آرند بسوے من و شفاعت طلبند از من خلق کلہم۔ ہمہ خلق۔ حتی ابراہیم۔ تا آنکہ ابراہیم خلیل در خاصۂ نفس خود چنانکہ قول اوست علیہ السلام والذے اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین یا در حق امت برائے مغفرت و شفاعت ایشان و تخصیص ابراہیم بذکر از جہت بودن وے افضل انبیا و رسل بعد از حضرت وے صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ تصریح کردہ اند باین علما و واقع نہ شد تصریحی از جمہور در غیر وے علیہ السلام و بعضی گفتہ اند کہ بعد از ابراہیم موسیٰ افضل انبیاست صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین رواہ مسلم وعن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال۔ گفت ابن عباس کہ آنحضرت گفت اقرانی جبرئیل علی حرف۔ خوانانید مرا جبرئیل یعنی قرآن بوحی الٰہی نخست بر یک حرف یعنی بر یک لغت کہ لغت مجازست و عرب را ہفت لغت بود معروف بفصاحت چنانکہ در اول کتاب در کتاب العلم گذشت۔ فراجعتہ۔ پس مراجعت کردم جبرئیل را کہ عرض کند بدرگاہ حق توسعہ را قلم ازل ہستردہ پس ہمیشہ بودم کہ طلب زیادہ میکردم یعنی مکرر طلب زیادت کردم و نزیدنی و زیادہ میکرد جبرئیل برائے من حتی انتہی الی سبعۃ احرف۔ تا آنکہ بآخر رسید تا ہفت حرف این ہستزادت و زیادت در ہمین وقت و در یک مجلس واقع شد بآمد و رفت کردن جبرئیل و عرض حال بدرگاہ صمدیت یا در اوقات متعددہ بود قال ابن شہاب گفت ابن شہاب کہ زہری مشہورست و از اعلام علمای تابعین بود بلغنی ان تلک السبعۃ الاحرف انما ہی فی الامر الذی یکون واحدا۔ رسید مرا کہ آن ہفت حرف نیستند آنہا در امر دین مگر یکی یعنی متحد و متفق اند لا یختلف فی حلال ولا حرام مختلف نمیشوند در حلال و نہ در حرام یعنی مرجع کل یعنی واحدست اگرچہ بلفظ مختلف باشند چہ قرأت سبع متناقض نمیباشد و ہمچنین لغات سبع

وتخصیص ہر قرأتے بقارے مخصوص بجہت اختیار واعتبار اوست آنرا والا ہمہ راست۔ رواہ البخاری وعن ابی بن کعب قال کنت فی المسجد فدخل رجل یصلی۔ گفت ابی بن کعب بودم من در مسجد پس در آمد مردے در حالی کہ نماز می کند فقرأ فقرأ۔ قرأ رجلا انکرتہا علیہ پس خواند آنمرد قرأتی را کہ انکار کردم من آن قرأت را بر آنمرد ثم دخل آخر فقرأ سوی قرأۃ صاحبہ۔ پستر در آمد مردے دیگر پس خواند قرأتی را غیر قرأت آن یار خود فاستراثنا قرأت نزد ما ہی منکرہ بود ولہذا ذکر نکرد انکار را بر وے۔ فلما قضینا الصلوٰۃ دخلنا جمیعا علی رسول اللہ۔ پس وقتیکہ تمام کردیم نماز را در آمدیم ہمہ بر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ ودر بعض نسخ فلما اقتضینا بلفظ تثنیہ یعنی وقتیکہ تمام کردند آن دو مرد نماز را۔ فقلت ان ہذا قرأ فقرأۃ انکرتہا علیہ۔ پس گفتم من کہ این مرد خواند قرأتی را کہ انکار کردم آنرا بر وے ودخل آخر فقرأ سوی قرأۃ صاحبہ۔ ودر آمد مردے دیگر پس خواند غیر قرأت یار خود۔ فامرہما النبی۔ پس فرمود آن دو مرد را پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ باز بخوانید۔ فقرأ۔ پس خواندند آن دو مرد فحسن شأنہما۔ پس تحسین کرد آن حضرت حال آن ہر دو مرد را ومقرر داشت قرأت ہر دو را۔ فسقط فی قلبی من التکذیب۔ پس افتاد در دل من از تکذیب وانکار از جہت تحسین وتقریر آنحضرت ہر دو قرأت را بگمان آنکہ کلام خدا یکی باید کہ بر یک وجہ شاید ہر کسی ہر طور یکہ خواند چون روا باشد۔ ولا اذ کنت فی الجاہلیۃ۔ وبود این تکذیب وانکار وقتیکہ بودم در جاہلیت واین مبالغہ است از جہت آنکہ در جاہلیت جاہل بود ووقوع تکذیب در حالت چندان مستبعد نبود وعظیم نمی نمود وبعد از حصول یقین ومعرفت عظیم نمود۔ فلما رأی رسول اللہ۔ پس ہنگامی کہ دید پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ما قد غشینی۔ چیزیکہ پوشید ودر گرفت مرا از وسواس شیطان کہ بسبب حد تکذیب وانکار آورد۔ ضرب فی صدری زد آنحضرت دست مبارک خود را در سینۂ من بجہت تصرف کردن در ازالۂ وسواس وانکار۔ ففضت عرقا پس روان شد از من خوے وفیضان کثرت آب چنانکہ روان گردد وفضت بکسر وسکون ضاد۔ وکأنما انظر الی اللہ فرقا وچنان شدم گویا کہ می بینم بسوے خدا از خوف فرق بفتح فا وراء ترسیدن۔ فقال لی۔ پس گفت آنحضرت مرا۔ یا ابی ارسل الی ان اقرأ القرآن علی حرف۔ فرستادہ شد یا فرستاد اللہ تعالی وحی بسوے من کہ بخوانم یا کہ بخوان قرآن را بر یک حرف ارسل بہ لفظ مجہول ومعلوم ہر دو روایت ست واقرأ بلفظ متکلم وامر وچون دیدم کہ قرأت را بر یک حرف تنگ خواہد شد بر امت فعدت الیہ ان اہون علی امتی۔ پس مراجعت کردم بدرگاہ حق سبحانہ کہ آسان گردان کار قرأت را بر امت من وتوسعہ کن بر ایشان۔ فعاد۔ پس رد کردند یا رد کرد حق تعالی وجواب داد ووحی فرستاد الی الثانیۃ۔ بسوے من بار دوم کہ۔ اقرأ علی حرفین۔ بخوان قرآن را بدو حرف۔ فعدت الیہ۔ پس مراجعت کردم بسوے وے تعالی دیگر بار۔ ان اہون علی امتی۔ کہ آسان گردان بر امت من وہنوز توسعہ کن۔ فعاد الی الثالثۃ۔ پس رد کرد در جمع نمود حق سبحانہ تعالی بسوے من بجواب ووحی فرستاد بسوے من

برادر زادۂ ام المومنین خدیجہ است رضی اللہ عنہما گفت عمر بن الخطاب شنیدم ہشام بن حکیم را۔ یقرا سورۃ الفرقان۔ بخواند سورۂ فرقان را۔ علی غیر ما اقراءہا۔ بر وجہ مغایر انچہ میخواندم من آن سورہ را۔ وکان رسول اللہ۔ وبود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اقرانیہا۔ خوانانیدہ بود مرا آن سورہ را۔ فکدت ان اعجل علیہ۔ پس چون انچہ من میخواندم آنحضرت خوانانیدہ بود وے مخالف آن میخواند نزدیک بودم من کہ شتابی کنم بروے ودر افتم در وے وغضب کنم بروے ثم امہلتہ۔ پستر ترک دادم وگذاشتم او را وشتابی نکردم حتی انصرف۔ تا آنکہ برگشت وے از قرارت وتمام کرد ثم لببتہ بردائہ۔ پستر اندا ختم ردائے او را در گردن او وکشیدم او را نے الصراح تلبیب گریبان گرفتن وکشیدن در خصومت ولبب ولبہ نحر یعنی پیش سینہ کہ آنجا ذبح می کنند۔ فجئت بہ رسول اللہ۔ پس آوردم من او را نزد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فقلت۔ پس گفتہ۔ یا رسول اللہ انی سمعت ہذا یقرا سورۃ الفرقان علی غیر ما اقرانیہا۔ بدرستیکہ من شنیدم این را کہ میخواند سورۂ فرقان را بر غیر وجہی کہ خوانانیدے تو مرا آن سورہ را۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس گفت آنحضرت۔ ارسلہ۔ بہل او را باز بہشام فرمود۔ اقرا۔ بخوان۔ فقرا القراءۃ التی سمعتہ یقرا۔ پس خواند ہشام آن قرارت را کہ شنیدہ بودم من او را کہ میخواند۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہکذا انزلت۔ پس گفت آنحضرت ہمچنین فرو فرستادہ شدہ است این سورہ۔ ثم قال لی اقرا۔ پستر گفت آنحضرت مرا بخوان۔ فقرات۔ پس خواندم من چنانکہ یاد داشتم۔ فقال ہکذا انزلت۔ پس ایجا نیز گفت ہمچنین فرو فرستادہ شدہ است این سورہ پس چون فرمود کہ ہکذا انزلت گفت۔ ان ہذا القرآن انزلت علی سبعۃ احرف۔ بدرستیکہ این قرآن فرو فرستادہ شدہ است بر ہفت حرف مراد ہفت قرات یا ہفت لغت ست وتحقیق این در کتاب العلم گذشت فتذکر۔ فاقرءوا ما تیسر منہ۔ پس بخوانید ہر چہ آسان باشد از قرآن وہر چہ خوش آید شما را متفق علیہ واللفظ لمسلم۔ وعن ابن مسعود قال سمعت رجلا قرا۔ گفت عبد اللہ بن مسعود شنیدم مردے را کہ خواند یعنے بیک قرات۔ وسمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرا خلافہا۔ وشنیدم آنحضرت را کہ میخواند مخالف آن قرات را کہ خواند آن مرد۔ فجئت بہ النبی۔ پس آوردم ان مرد را نزد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ۔ پس خبر دادم آنحضرت را بحقیقت حال فعرفت فی وجہہ الکراہۃ۔ پس شناختم من در روے مبارک آنحضرت ناخوشی را از جہت جدالی وخلاف۔ فقال۔ پس گفت آنحضرت۔ کلاکما محسن۔ ہر دو شما نیک خواندہ اید فلا تختلفوا پس مختلف نہ شوید۔ فان من کان قبلکم اختلفوا فہلکوا پس بدرستیکہ کسانیکہ بودند پیش از شما اختلاف کردند پس ہلاک شدند مراد باختلاف اینجا انکار یکی از وجوہ قرات ست کہ فرو فرستادہ شدہ است قرآن بران وقرارت ہمہ حق اند ہیچ یکی را انکار نباید کرد واگر یکی از انہا انکار کند انکار از قرآن کردہ باشد ولیکن قرات بعضی متواتر اند وبعضے آحاد وچنانکہ آحاد یث متواترہ بریں ہفت قرات ست کہ میخوانند وبعضی در وہ قرارت ادعا تواتر کنند

میگفت حسنوا القرآن باصواتکم - نیک گردانید قرآن را بآوازہاے خود - فان الصوت الحسن یزید القرآن حسنا - زیرا کہ آواز خوب زیادہ میگرداند قرآن را حسن - رواہ الدارمی - وعن طاؤس مرسلا - و روایت ست از طاؤس یمانی کہ از مشاہیر تابعین ست و در صحبت ابن عباس میبود بطریق ارسال - قال - گفت - سئل النبی - پرسیدہ شد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اے الناس احسن صوتا بالقرآن - کدام یکی از آدمیان خوش آوازتر ست بقرآن قال - گفت آنحضرت - من اذا سمعتہ یقرأ - خوش آوازترین مردم بقرآن کسی ست کہ چون بشنوی او را کہ میخواند قرآن را - اریت انہ یخشی اللہ - پنداری و گمان بری تو کہ وے می ترسد و ہیبت دارد از خدا - قال طاؤس وکان طلق کذلک - گفت طاؤس و بود طلق بفتح طاے مہملہ و سکون لام کہ یکی از تابعین ست ہمچنین یعنے در خواندن وے اثر خوف و خشیت و ہیبت پیدا بود - رواہ الدارمی - وعن عبیدۃ - بفتح عین و کسر موحدہ - الملیکی بضم میم و فتح لام و سکون تحتانیہ و الملوکی بضم ہمزہ و ضم لام نیز آمدہ شامی ست - وکانت لہ صحبۃ مع رسول اللہ - و بود مر او را صحبت با پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم - در اصابہ گفتہ یقال لہ صحبۃ گفتہ میشود کہ مر او را صحبت ست و در بعضے نسخ بجاے کلمہ مع - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - و برین نسخہ این حدیث مرفوع ست و بر نسخہ اول موقوف و این حدیث را بہر دو طریق رفع و وقف روایت کردہ اند چنانکہ شیخ ابن حجر در اصابہ گفتہ - یا اہل القرآن لا تتوسدوا القرآن - اے اہل قرآن نگردانید قرآن را بالین کہ تکیہ کنید بدان و خواب کنید بران کنایت ست از تکاسل از تلاوت قرآن و تغافل از قرآن بحقوق آن - واتلوہ حق تلاوتہ من آناء اللیل والنہار - و بخوانید قرآن را و ورد سازید آنرا در ساعات شب و روز - وافشوہ - و آشکارا کنید و بخوانید قرآن را باسماع و تعلیم و درس و تفسیر و کتابت تا شائع گردد میان مردم - وتغنوہ - و تغنی کنید بقرآن بمعنی کہ گذشت - وتدبروا ما فیہ لعلکم تفلحون - و تامل کنید در معانی آن و بروید در دنبال آنچہ در دست از معانی و احکام بتامل و تعمل بامید آنکہ رستگار شوید و فیروزے یابید - ولا تعجلوا ثوابہ - و شتاب نہ طلبید در دنیا پاداش آنرا و نگردانید او را از حظوظ این جہان - فان لہ ثوابا - زیرا کہ بدرستی مر قرآن را ثوابے عظیم ست دران جہان - رواہ البیہقی فی شعب الایمان و این حدیث را بخاری نیز روایت کردہ است در تاریخ خود و رفع نکردہ و روایت کردہ طبرانی بہ رفع -

باب

این نیز باب ست بی ترجمہ و در بعضی نسخ باب فی اختلاف القرآن وجمع القرآن - و ظاہرا مراد باختلاف قرآن اختلاف قرأت و لغات اوست و مراد بجمع نوشتن او در مصحف واحد

الفصل الاول - عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت ہشام ابن حکیم بن حزام - بکسر حاے مہملہ و تخفیف زاے صحابی ست اسلام آورد روز فتح و از فضلاے صحابہ است چنانکہ پدر او حکیم بن حزام و پدر وے

ما بدویان صحرانشین و عجمیان غیر عربی نیز بودند و لابد قرأت ایشان در تجوید و رعایت قواعد آن در مرتبه قرارت
عربان فصیح نبود و با وجود آنحضرت صلی الله علیه وسلم تجویز کرده و تقریر و تحسین نموده - فقال - پس گفت - اقرؤا فکل حسن
بخوانید قرآن را پس همه نیکوست یعنی بهر نوع که یکی از شما بخواند خواه عرب و عجم و مقصود وے صلی الله علیه وسلم
رفع حرج و مشقت و تکلف در استقصاے رعایت تجوید بمرتبه غایت ست و تنبیه بر تحرے حسبه و اخلاص در عمل لوجه الله
و تفکر در معانی و شدت اهتمام بآن اگرچه در تحسین الفاظ و تجوید کلمات نه باقصی الغایه کوشند زیرا که استقصا و
اهتمام بثانے با مساهله و تقصیر در اول چندان نفع نکند و با اهتمام و اعتنا بثانی با مساهله در اول ضرر نیارد چنانکه
فرمود - وسیجیٔ اقوام یقیمونه - و زود باشد که بیایند گروهها از مردم که راست و درست گردانند قرآن را
برعایت تجوید کلمات و تحسین اصوات کما یقام القدح - چنانکه راست ساخته میشود تیر و قدح بکسر قاف و سکون دال
تیر ناتراشیده و پرها و پیکانها نانهاده یتعجلونه - زود مے طلبند اجرت آنرا درین جهان - ولا یتاجلونه - و
بمهلت نمی طلبند ثواب آن را در آن جهان یعنی دنیا را بر آخرت اختیار میکنند و دین را بدنیا می فروشند - رواه ابوداود
والبیهقی فی شعب الایمان - وعن حذیفة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقرؤا القرآن بلحون
العرب واصواتها - روایت ست از حذیفه بن الیمان که از کبار صحابه و صاحب سر رسول الله صلعم ست و نزد او علم
منافقان ست گفت گفت آنحضرت بخوانید قرآن را بلحنهاے عرب و خوش آوازی ایشان فی الصراح لحن آواز و آواز
گردانیدن و لحن در قرأت طرب کردن بدان فلان الحن ست نیکوترست از روے خواندن بدان و مراد بلحون
عرب تحسین صوت و تطریب اوست بے تکلف در رعایت قوانین موسیقیه باعانت طبیعت چنانکه از قرأت ایشان
مشاهده مے افتد - وایاکم ولحون اهل العشق ولحون اهل الکتابین - و دور دارید خود را از لحنهاے اهل عشق و لحنهاے
اهل دو کتاب که توریت و انجیل ست و مراد بلحون اهل عشق آنچه میکنند مردم در مغازله نسا و محادثه ایشان در اشعار
از رعایت قواعد موسیقی و تکلف در آن و میخوانند یهود و نصارے کتاب خود را مانند این و تکلف میکردند در آن
و بعضے اهل العشق را اهل الفسق خوانند و این تصحیف و تحریف ست و صحیح نیست - وسیجیٔ بعدے قوم یرجعون
بالقرآن ترجیع الغناء والنوح - و زود باشد که بیایند پس از من گروهے که ترجیع کنند بقرآن مانند ترجیع سرود
و نوحه و ترجیع آواز گردانیدن در حلق و نوح بفتح نوحه در ماتم کردن - لا یجاوز حناجرهم - نمیگذارد قرآن ناے
گلوهاے ایشان را یعنے بالا نمیرود و بمصعد قبول نمی رسد - مفتونة قلوبهم - در فتنه و بلا انداخته شده است
دلهاے ایشان به محبت دنیا و تحسین مردم مر ایشان را - وقلوب الذین یعجبهم شانهم - مفتون و مبتلاست دلهاے
آن کسانے که خوش مے آید ایشان را حال ایشان - رواه البیهقی فی شعب الایمان ورزین فی کتابه
وعن البراء بن عازب قال سمعت رسول الله - گفت شنیدم پیغمبر خدا را صلی الله علیه وسلم یقول -

وقال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب۔ وعن صہیب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ گفت صہیب رومی کہ از فقرائے صحابہ و عظمائے ایشان ست و مناقب او بسیار ست کہ گفت آن حضرت۔ ما آمن بالقرآن من استحل محارمہ۔ ایمان نیاورد بقرآن ایمان کامل کسیکہ حلال گرداند حرامہائے قرآن را یعنی ارتکاب محرمات و مناہی آن کند و حق ایمان آوردن آن ست کہ عمل کند چنانکہ حق محبت آن ست کہ متابعت کنند۔ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث لیس اسنادہ بالقوی۔ روایت کرد این حدیث را ترمذی و گفت این حدیثے ست کہ نیست اسناد آن قوی از جہت ضعف بعضی رواۃ وے۔ وعن اللیث بن سعد۔ روایت ست از لیث بن سعد کہ ثقہ تابعی ست و امام اہل مصر۔ عن ابن ابی ملیکۃ۔ بضم میم و فتح لام و سکون تحتانیہ کہ تابعی ثقہ است و از مشاہیر علمائے تابعین ست و سی صحابہ را دریافتہ و قاضی مکہ بود در عہد عبد اللہ بن الزبیر۔ عن یعلی۔ بفتح تحتانیہ و سکون مہملہ و فتح لام۔ بن مملک۔ بفتح میم اولے و سکون ثانیہ و فتح لام و کاف در آخرے نیز تابعی ثقہ است۔ از ام سلمۃ عن قراءۃ النبی۔ کہ وے پرسید ام سلمہ را از قرأت پیغمبر۔ صلی اللہ علیہ وسلم کہ چہ کیفیت میخواند۔ فاذا ہی تنعت قراءۃ مفسرۃ۔ پس ناگاہ ام سلمہ صفت میکند و بیان میکند بقول یا بفعل قرأت پیدا و کشادہ و روشن۔ حرفا حرفا حرف بعد از حرف جدا جدا۔ رواہ الترمذی و ابو داود و النسائی۔ وعن ابن جریج۔ بضم جیم اولے و فتح را نام او عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج از ائمہ دین و اعلام علماست و از تبع تابعین ست و پدرش از تابعین و وے اعلم و اوثق از پدر ست۔ عن ابن ابی ملیکۃ عن ام سلمۃ قالت کان رسول اللہ۔ گفت ام سلمہ بود پیغمبر خدا۔ صلی اللہ علیہ وسلم تقطع قراءتہ۔ تقطیع می کرد قرأت خود را و تقطیع پارہ پارہ کردن مراد اینجا جدا جدا خواندن حروف و کلمات را از یکدیگر چنانکہ معنی ترتیل ست و وقف کردن بر سر آیات اگرچہ تعلقی ما قبل داشتہ باشد بقول۔ میگفت و میخواند آنحضرت۔ الحمد للہ رب العالمین ثم یقف۔ پستر وقف میکرد و مے ایستاد۔ ثم یقول۔ پستر میگفت۔ الرحمن الرحیم ثم یقف۔ پستر وقف میکرد و میگفت۔ مالک یوم الدین۔ تا آخر سورہ و بقواعد مقررہ ارباب قرأت در امثال این آیات کہ متعلق اند بیکدیگر وصل ارجح ست و لیکن اگر بر رؤس آیی باشد وقف و ابتدا ما بعد سنت ست۔ رواہ الترمذی و قال اسنادہ لیس بمتصل۔ روایت کرد این حدیث را ترمذی و گفت اسناد این حدیث نیست متصل لان اللیث روی الحدیث عن ابن ابی ملیکۃ عن یعلی بن مملک عن ام سلمۃ۔ چنانکہ در اثنائے حدیث سابق گذشت و ابن ابی ملیکۃ از ام سلمہ بواسطہ سماع ندارد۔ و حدیث اللیث اصح۔ و حدیث لیث کہ متصل لیست صحیح تر ست

الفصل الثالث عن جابر۔ رضی اللہ عنہ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نقرأ القرآن گفت جابر بیرون آمد بر ما آنحضرت و حال آنکہ ما میخواندیم قرآن را۔ وفینا الاعرابی والعجمی۔ و در میان

ازانکہ اصوات مبتدعان را مزین قرآن گویند بلکہ قرآن زینت بخش اصوات ست و این سخن معمول ست مزین شی تابع شی می باشد چنانکہ حلی نسبت بعروس گویا قرآن صاحب جمال ست کہ حسن ذاتی دارد آواز خوب زیوری ست کہ حسن دیگر بران می افزاید و در فصل ثالث از حدیث براء بیاید کہ صریح ست درین معنی و مراد اینجا قرارت قرآن ست کہ فعل بندہ است نہ ذات قرآن کہ صفت باری تعالے ست جل شانہ چنانکہ در ترجمہ اشارت بدان کردیم۔ رواہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجۃ والدارمی۔ وعن سعد بن عبادۃ بضم عین و تخفیف موحدہ از نقبائے دوازدہ انصار ست و مہتر قوم خود در ایت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم روز فتح در دست او بود و در مناقب بسیار ست رضی اللہ عنہ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من امرأ یقرء القرآن ثم ینساہ۔ نیست ہیچ مردے کہ بخواند قرآن را پستہ فراموش میگرداند آنرا۔ الا لقی اللہ یوم القیمۃ اجذم۔ مگر آنکہ پیش می آید جناب کبریائے حق را روز قیامت مقطوع الاعضائے جذم یعنی قطع و اجذم مردیکہ بیفتد اعضائے او بعلت جذام کہ علتی مشہور ست و بعضی گفتہ اند کہ مقطوع الید یعنی خالی از خیر و برکت و بعضے گفتہ اند ساقط الاسنان یعنی دندان افتادہ و بعضے گفتہ اند زبان افتادہ بصورت یا بمعنی یعنی بے حجت و بی زبان و فراموش کردن قرآن را بعد از حفظ از کبائر شمردہ اند و وعید درین باب بسیار واقع ست و بعضے میگویند مراد بہ نسیان اینجا ترک عمل و قرارت او ست و اللہ اعلم۔ رواہ ابو داؤد والدارمی۔ وعن عبد اللہ بن عمران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لم یفقہ من قرء القرآن فی اقل من ثلث۔ فرمود فقیہ نہ شد و ندانست معانی قرآن را و تامل و تدبر نکرد در آن کسیکہ خواند قرآن را در کمتر از سہ شب رواہ الترمذی و ابو داؤد و الدارمی۔ بدانکہ عادت سلف مختلف بود در قدرے از زمان کہ ختم می کردند در آن قرآن را از ختم کردن در رد و ماہ تا ہشت ختم کردن در روز و شب و بعضے گفتہ اند از سہ روز کم نباید و بر چہل روز زیادہ نے و بعضے در ہفتہ یک ختم مے کردند و اقوال دیگر نیز ہست و مختار آن ست کہ این مختلف می گردد باختلاف اشخاص پس کسیکہ ظاہر میگردد مراد او تدقیق فکر لطائف و معارف اقتصار کند بران قدر کہ حاصل گردد کمال فہم انچہ بخواند و ہر کہ مشغول ست بہ نشر علم بدرس و تصنیف یا بفصل خصومات و وقائع و مہمات مسلمان اقتصار کند بران قدر کہ مانع نباید ازان و تعلم علم و کسب نفقۂ اہل و عیال نیز ہمین حکم دارد و عن عقبۃ بن عامر صحابی ست و والی مصر بود برای معاویہ بعد از برادرش عقبۃ بن ابی سفیان۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجاہر بالقرآن کالجاہر بالصدقۃ۔ جہر کنندہ بقرآن و بآواز بلند خواندہ آن را ہمچو آشکارا دہندہ است صدقہ را بہ فقرا کہ فضیلت و ثواب دارد۔ والمسر بالقرآن کالمسر بالصدقۃ۔ و سرار کنندہ بقرآن و بآواز نیست خواندہ قرآن را مانند پنہان دہندۂ صدقہ است کہ افضل و اکمل ست در ثواب کہ از سمعہ و ریا خالص ست و این در صدقۂ نفل ست و در جائے کہ بلند خواندن قرآن واجب نیست۔ رواہ الترمذی و ابو داؤد و النسائی

نشینند استفہام بر حقیقت خود ست و الا مقصود توطیہ و تمہید بشارت ست کہ با ایشان داد۔ قلنا گفتیم ما۔ کنا نستمع الی کتاب اللہ تعالی۔ بودیم ما کہ گوش میدا شتیم بسوے کتاب خداے تعالی۔ فقال۔ پس گفت آنحضرت۔ الحمد للہ الذی جعل من امتی من امرت ان اصبر نفسی معہم۔ حمد خدای راست کہ پیدا کرد از امت من کسی را کہ امر کردہ شدہ ام من کہ صبر فرمایم نفس خود را با ایشان و نشینم در ایشان اشارت ست بقول خداوند تعالے واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم الآیۃ گفت ابو سعید خدری۔ فجلس وسطنا۔ پس نشست آنحضرت میان ما وسط بسکون سین میان و تحریک میانہ لتعدل بنفسہ فینا۔ تا برابر گرداند ذات شریف خود را در میان ما و ممتاز نبود از ما۔ ثم قال ہیدہ ہکذا۔ پستر اشارت کرد بدست مبارک خود کہ ہمچنین نشینید یعنی حلقہ زدہ نشینید فتحلقوا۔ پس حلقہ زدہ شستند صحابہ۔ و برزت وجوہہم لہ۔ و بیرون آمد از صف و ظاہر گشت روی ہای ایشان مر آنحضرت را۔ فقال ابشروا یا معاشر صعالیک المہاجرین۔ پس گفت آنحضرت شاد و خوش باشید اے گروہ فقراے مہاجرین صعالیک جمع صعلوک بمعنی فقیر کہ مال ندارد چنانکہ مماليک جمع مملوک۔ بالنور التام یوم القیمۃ۔ بشارت باد مر شما را بہ روشنائی تمام روز قیامت تلمیح ست بقول حق سبحانہ نورہم یسعی بین ایدیہم و بایمانہم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا۔ تدخلون الجنۃ قبل اغنیاء الناس بنصف یوم می در آئید شما بہشت را پیش از مردم تونگر بہ نیم روز۔ و ذلک خمسمائۃ عام۔ و نیم روز آن عالم پانصد سال دنیاست چنانکہ در قرآن مجید میفرماید و ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون و مراد اغنیاے شاکر و فقراے صابر ند یعنی اغنیا فرضا اگرچہ فاضلتر و بیشتر باشند در ثواب چنانکہ حدیث دیگر بر ان دلالت دارد و لیکن با وجود آن این سبقت فقرا را حاصل ست و ظاہر این حدیث و ران ست کہ این فضیلت و سبقت مخصوص بفقراے مہاجرین باشد و لیکن چون علت فقر ست و آن مشترک ست میان سائر فقرا حکم ہمہ یکی باشد و در حدیثے بلفظ اطلاق نیز آمدہ است کہ یدخل الفقراء قبل الاغنیاء و کلام در دے در باب فضل فقراء بیاید ان شاء اللہ تعالے رواہ ابو داؤد۔ و عن البراء بن عازب۔ صحابی مشہور ست اول مشاہد او خندق ست و پیش ازو صغیر بود و سے از تابعان امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ است حاضر شد با و سے در جمل و صفین و نہروان و مات فی زمن مصعب بن الزبیر۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینوا القرآن باصواتکم۔ بیارائید قرارت قرآن را بخوش آوازہاے خود زیرا کہ این جاے کنندہ ترست در دل و سخت ترست از روے تاثیر در ان و رقت پیدا کنندہ ترست شنوندگان را بعضی مشائخ گفتہ اند کہ غنا در حد ذات خود باطل ست و لیکن می آرایند حق را و چون در نفس مریدان در بدایت حال حق بہ تنگی و بزور در می آید با غنا مزج میکنند تا با سانی و بہ رغبت در آید بہ مثال دارو سے تلخ نافع کہ آن را با قند در ہم گداختہ در باطن در آرند و تحسین صوت در قرآن بغایت مطلوب ست و بعضی گفتہ اند کہ این عبارت محمول بہ قلب ست و اصل این ست کہ زینوا اصواتکم بالقرآن و گویا قائل این سخن ادب نگاہ داشت

نام بردہ است خدا۔ قال نعم۔ گفت آنحضرت آرے۔ رواہ مسلم متفق علیہ۔ و در حدیث استحباب قرارت ست بر خداق و اہل علم و فضل اگرچہ قاری افضل باشد از مقرو علیہ و بحقیقت قرارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروے قرارت تعلیم و املا بود کہ تا یاد گیرد آنرا از دہن مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بود ابی مقدم بر قراء صحابہ را فرمود آنحضرت صلعم اقرأہم ابی و تحقیق اخذ کردہ اند از دے قوی از کبراے تابعین و در وجہ تخصیص این سورہ گفتہ اند کہ این سورہ با وجازت جامع ست مر قواعد کثیرہ از اصول دین و مہمات آنرا در وعد و وعید و اخلاص و تطہیر قلوب کذا قال الطیبی واللہ اعلم بالاسرار۔ وعن ابن عمر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یسافر بالقرآن الی ارض العدو۔ نہی کرد آنحضرت از انکہ سفر کردہ شود و ہمراہ بردہ شود مصحف بسوے زمین کافران کہ دشمنان دینند اگر گفتہ شود کہ مصحف نبود در زمان آنحضرت و نوشتن قرآن در مصاحف بعد از زمان آنحضرت شد جوابش آن ست اگرچہ تمام قرآن در مصحف نوشتہ نشدہ بود لیکن انچہ نازل میشد ہر کس براے خود در صحیفہ مینوشت و نگاہ میداشت یا این اخبار بنسبت ست از انچہ بعد از زمان آنحضرت واقع شد و بعضی گفتہ اند کہ مراد بقرآن مصحف نیست بلکہ مراد بعض قرآن ست کہ ہر کس از صحابہ یاد داشت و نہی از رفتن آنجماعت ست کہ نزد ایشان محفوظ بود و از سفر کردن بزمین عدو تا کشتہ نشوند و ضائع نگردد آن قدر از قرآن کہ نزد اوست اگر گفتہ شود کہ بتحقیق ثابت شدہ است کہ حفاظ قرآن بغزوات میرفتند و باوجود نہی چہ صورت دارد رفتن ایشان جوابش آن ست کہ شاید نہی از تفرد ایشان بسفر باشد و بہمراہی عسکر متعین نیست ہلاک ایشان واللہ اعلم متفق علیہ و فی روایۃ لمسلم۔ و در روایتے مر مسلم را اینچنین آمدہ کہ۔ لاتسافروا بالقرآن۔ سفر نکنید باقرآن۔ فانی لا آمن ان ینالہ العدو۔ پس بدرستیکہ من ایمن نیستم از انکہ بیابند و بگیرند آنرا دشمنان و اہانت کنند بدان و ضائع سازند آن را

الفصل الثانی عن ابی سعید الخدری قال جلست فی عصابۃ من ضعفاء المہاجرین۔ گفت ابو سعید خدری نشستم من در جماعت از ضعفاے و فقیران مہاجران و عصابہ بکسر و عصبہ بضم از مردم مابین عشرہ تا چہل۔ وان بعضہم لیستتر ببعض من العری۔ و بدرستیکہ بعضی از ایشان ہر آینہ پوشیدہ میشد بہ بعضی از جہت برہنگی و بی جامگی و عری بضم عین و سکون یا برہنگی مقصود بیان فقر و احتیاج ایشان ست کہ جامہ درست بر تن نداشتند و باین جہت چسپیدہ بیکدیگر می نشستند تا نوعی از پوشیدگی حاصل میشد۔ و قاری یقرء علینا۔ و قاری میخواند قرآن را بر ما۔ اذ جاء رسول اللہ ناگاہ آمد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فقام علینا۔ پس ایستاد آنحضرت بر سر ما۔ فلما قام رسول اللہ۔ پس ہر گاہ کہ ایستاد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سکت القاری۔ خاموش گشت قاری کہ قرآن میخواند فسلم۔ پس چون خاموش گشت قاری سلام داد آنحضرت بر ما از اینجا مفہوم میشود کہ سلام بر قاری قرآن مکروہ نیست چنانکہ در فقہ مذکور ست و گفتہ اند اگر کسے سلام داد جواب آن لازم نیست۔ قال ما کنتم تقولون۔ گفت آنحضرت چہ میگفتید شما اگر آنحضرت قرارت قاری ایشان

احب ان اسمعہ من غیرے۔ گفت آنحضرت من دوست می دارم کہ بشنوم قرآن را از غیر خود گویا حکمت دران ست کہ در استماع از غیر فہم معانی و ملاحظہ آن و تدبر دران اتم و اسہل ست و گویا از غیب مے آید بر مثال ظہور کلام از شجرہ موسیٰ واللہ اعلم ابن مسعود مے گوید۔ فقرأت سورۃ النساء۔ پس شروع کردم در خواندن سورۂ نساء حتی اتیت ہذہ الآیۃ تا آنکہ آمدم در رسیدم باین آیت کہ۔ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا یعنی آیت این ست کہ پروردگار عالم میفرماید پس چگونہ باشد حال این کافران وقتیکہ بیاریم از ہر امت گواہی را کہ گواہی دہد یعنی پیغمبران ایشان بر ایشان بفساد عقائد و قبح اعمال ایشان و بیاریم ترا اے محمد گواہ بر این پیغمبران کہ گواہی دہی بر صدق ایشان درین گواہی یا گواہی دہی بر امت خود کہ ایشان گواہی خواہند داد بر امتان دیگر یعنی مذکور روز قیامت ست کہ عجب روزی سخت ست کہ امتان را خواہند گرفت و پیغمبران بر ایشان گواہی خواہند داد و ابن مسعود میگوید چون این آیت بر خواندم۔ قال۔ گفت آنحضرت حسبک الآن۔ بس ست ترا اکنون یعنی اکنون بس کن و دیگر مخوان۔ فالتفت الیہ۔ پس روے گردانیدم بسوے آنحضرت و دیدم۔ فاذا عیناہ تذرفان۔ پس ناگاہ ہر دو چشم آنحضرت اشک میریختند و اشک روان می شد و بکاے آنحضرت از تصور ہول قیامت و سختی احوال مردم بود بجہت غایت رافت و رحمت و شفقت آنحضرت بر خلق صلی اللہ علیہ وسلم فافہم متفق علیہ۔ وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بن کعب۔ گفت آنحضرت مر ابی بن کعب را کہ از اکابر صحابہ بود و کاتب وحی بود و یکی از ان شش تن بود کہ یاد گرفتہ بودند قرآن را در عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اقرأ صحابہ بود و او را سید القراء میگفتند و ان حضرت او را سید الانصار میگفت و عمر رضی اللہ عنہ سید المسلمین می نامید پس آنحضرت بو گفت کہ ان اللہ امرنی ان اقرأ علیک القرآن۔ بدرستیکہ خداے تعالیٰ امر کردہ است مرا کہ بخوانم بر تو قرآن۔ قال۔ گفت ابی بن کعب اللہ سماني لک۔ ایا خدا نام برد مرا براے تو یعنی مرا بخصوص نام من یاد کرد و نام من آنجا مذکور شد این را از جہت شکست نفس و گمنامی خود گفت تعجبا و استغرابا کہ من کجا لائق این مقام و منزلتم یا از غایت شوق و لذت گفت کہ این چہ تشریف و اکرام ست کہ میکنی۔ قال نعم۔ گفت آنحضرت آرے نام ترا بر دو ترا بنام خواند۔ قال۔ باز گفت ابی بن کعب بطریق تعجب براے تقریر و تحقیق حال خود۔ وقد ذکرت عند رب العلمین۔ ایا بتحقیق ذکر کردہ شدم من نزد پروردگار جہانیان۔ قال نعم۔ گفت آنحضرت آرے ذکر کردہ شدی تو نزد پروردگار۔ فذرفت عیناہ۔ پس اشک ریخت ہر دو چشم ابی و روان شد اشک از چشم وی و این گریۂ شادی ست کہ نزد لطف محبوب و حصول وصال مے آید و بحقیقت غم از راہ چشم بدر میرود۔ وفی روایۃ۔ وفی روایۃ اینچنین آمدہ کہ چون سورۂ لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب نازل شد آنحضرت ابی بن کعب گفت کہ۔ ان اللہ امرنی ان اقرأ علیک۔ بدرستیکہ خداے تعالیٰ امر کرد مرا کہ بخوانم بر تو۔ لم یکن الذین کفروا قال گفت ابی۔ وقد سماني۔ ایا بتحقیق

یا در دو کلمه مانند ما انزل و قالوا آمنا و فی انفسهم و قرا را اختلاف ست در مقدار این مد بعضی مقدار الف و نصف و بعضی
دو الف و نصف تا سه الف و چهار الف و تفصیل آن در کتب تجوید ست - وعن ابی هریرة قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ما اذن الله لشیء استماع نمیکند و گوش نمی دارد یعنی راضی نمیگردد و دوست نمی دارد خدای تعالی
مر هیچ چیز را از مسموعات - ما اذن لنبی یتغنی بالقرآن - چنانکه استماع میکند و گوش میدارد مر آواز پیغمبری را که
تغنی میکند و سرود و خوش آوازی می نماید آن پیغمبر بقرآن و میخواند کتابی را که فرستاده میشود بروی متفق علیه
وعنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما اذن الله لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت بالقرآن یجهر به -
در حالیکه جهر میکند و بلند میگرداند آوازی را بقرآن درین حدیث مقید گردانید نبی را بخوش آوازی و در حدیث
دیگر آمده است که نفرستاد خدای تعالی هیچ پیغمبری را مگر خوش روی و خوش آواز پس مراد آن ست که خوش آوازی
میکند بقرآن و تغنی میکند بآن متفق علیه - وعنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس منا من لم یتغن
بالقرآن نیست از ما یعنی از اهل طریق و تابعان ما کسیکه تغنی نکند بقرآن - رواه البخاری - بدانکه در احادیث استحباب
تغنی در قرآن واقع شده خصوصاً این حدیث که بوعید بر ترک آن ناظر ست پس بعضی میگویند که مراد بتغنی جهر ست
چنانکه در حدیث یجهر به واقع شده است و بعضی میگویند که مراد بتغنی بقرآن استغنا از مردم ست از غنی مقصور بمعنی
بی نیازی نه از غنای ممدود بمعنی سرود یعنی کسیکه او را خدای تعالی علم داده و قرآن عطا کرده باید که از همه مستغنی
گردد و توکل بخدا کند و اعتماد بر مردم نکند و از ایشان طمع نکند و خود را نزد ایشان خوار نگرداند و علم قرآن را
وسیله حطام دنیا نسازد و بعضی گفته اند که تغنی بمعنی استغنا در لغت نیامده است و این سخن خطاست و
صواب آن ست که آمده است و تحقیق آنست که مراد بتغنی تحسین صوت و تطییب و تزیین و ترقیق و تحزین او ست
چنانکه شنیدن آن در دلها کارگر افتد و تاثیر کند و موجب خشیت و جمع هم و هم زیادت حضور شود و ذوق
و شوق آرد و دل را رقیق گرداند با رعایت قوانین تجوید و مراعات نظم در کلمات و حروف چنانکه در حدیث بیاید -
زینوا القرآن باصواتکم و اشارت کرد بآن قول ابی موسی اشعری لحبرته تحبیرا اگر این بصوت طبعی که عرب دارند و اعانت
طبیعت در تزئین آن بکوشند که آنرا لحن عرب می گویند اولی و احسن باشد و اما تکلف الحان موسیقی مکروه است
و اگر مودی بتغییر قرآن گردد حرام ست طیبی گفته تحسین صوت بتغنی و تزیین بالحان جائز ست بهر وجهی که باشد مادام
که خارج نگردد از حد قرأت وعن عبد الله بن مسعود قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو علی المنبر -
گفت ابن مسعود گفت مرا آنحضرت و حال آنکه وی بر منبر بود - اقرأ علی - قرأت کن و بخوان از قرآن چیزی بر من
فقلت - پس گفتم من - اقرأ علیک و علیک انزل - آیا بخوانم قرآن را من بر تو و حال آنکه قرآن بر تو فرستاده شده
است یعنی قرآن خواندن حق تست که آن چنان میخوانی که منزل ست دیگری را چه مجال که در حضرت تو بخواند - قال

آن زیرا که بدرستیکه قرآن سخت ترست در گریختن و برآمدن از سینه هاے مردان از چارپایهاے که اگر نه بندند و محافظت
نکنند بگریزند و برآیند. متفق علیه و زاد مسلم بعقلها. و زیاده کرده است مسلم در روایت خود لفظ بعقلها را و معنی آن معلوم شد
وعن ابن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انما مثل صاحب القرآن کمثل صاحب الابل المعقلة. نیست
حال خداوند قرآن در یاد آمدن و فراموش شدن مگر مانند حال خداوندان شتران بسته شده بپاے بند. ان عاهد
علیها امسکها. اگر محافظت کند بران نگاهدارد آنرا. وان اطلقها ذهبت. و اگر رها کند شتران را میروند آن شتران
و می گریزند. متفق علیه. وعن جندب. بضم دال و فتح آن. بن عبد الله. صحابی ست و گاهی جندب بن سفیان
نیز می گویند نسبت بجد و بجلی و عقلی بفتح عین و لام و بقاف نیز می گویند بکوفه بود پس از آن انتقال کرده ببصره آمد
روایت می کند از وے حسن و ابن سیرین. قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقرؤا القرآن ما ائتلفت علیه
قلوبکم. بخوانید قرآن را مادام که الفت و جمعیت دارد بر قرآن دلهاے شما و ذوق قرأت و نشاط و سرور حاصل باشد
فاذا اختلفتم. پس چون مختلف شوید و متغیر گردید یعنی حاصل گردد شما را ملالت و تفرقه قلوب. فقوموا عنه. پس برخیزید
از خواندن قرآن و بملالت و بے ذوقے نخوانید اما اینجا نکته ایست که مرد را باید که عادت کند و جد و جهد نماید و نفس
را ریاضت فرماید تا بکثرت قرأت ملال نیارد و نشاط افزاید زیرا که کاهلان و آسوده دلان که اعتیاد و ارتیاض ندارند
زود ملول شوند یکی باشد که در قرأت جزوے از قرآن ملول گردد و دیگرے ده جزو بذوق خود خواند چنانکه اصلا
ملالت راه نیابد و بالله التوفیق و در معنی این اختلاف و قیام وجوه دیگر نیز گفته اند که در شرح مذکورست. متفق علیه
وعن قتادة قال سئل انس کیف کانت قراءة النبی. روایت ست از قتاده که از مشاهیر تابعین ست که پرسیده
شد انس را که چگونه بود قرأت پیغمبر صلی الله علیه وسلم قال کانت مداء. گفت انس بود قرأت آنحضرت خداوند مد
مداء بر وزن حمراء و در روایتے کانت مدا بلفظ مصدر آن نیز بهمین معنی ست و در صحیح البخاری کان یمد مدا بود
که آنحضرت مد می کردند مدا ادنی. ثم قرأ. پستر خواند. بسم الله الرحمن الرحیم یمد. در حالی که مد میکند. ببسم الله.
یعنی در لفظ الله. و یمد. و مد مے کند. بالرحمن. یعنی در میم وے. و یمد بالرحیم. یعنی در حاے وی. رواه البخاری
بدانکه مراد باینجا مد اصلی ست که آنرا مد طبعی گویند از جهت بودن وے لازم ذوات حروف مد و طبائع وے چنانکه الف
و واو در قالوا و یا در قیل و حاصل میشود این مد با تمام حرکات یا چیزے از اشباع مقدار الف یا کمتر از آن زیرا که اگر
اینچنین خوانده نشود تمام نمیشود نطق باین حروف و مد متعارف که بحث کرده شود از آن نزد ارباب صناعت مد فرعیست
واو را دو سبب ست سکون و همزه که مد از این حروف واقع میشود و سکون یا بجهت ادغام باشد چنانچه دابة و لا الضالین
یا بے ادغام چنانچه در حروف مد واقع ست در اوائل سور مثل الف لام میم کاف صاد نون قاف و سکون گاهی بجهت
وقف عارض میگردد و مثل نستعین و المفلحون و اولی الالباب و اما همزه یا در یک کلمه مانند السماء و السوء و جیء

وران شب بسندہ است ۔ ومن قرا فی لیلۃ مائتی آیۃ کتب لہ قنوت لیلۃ ۔ وکسیکہ بخواند در شبی دویست آیت نوشتہ شود برائے وے قنوت شب وقنوت بمعنی طاعت وقیام ودعا وخشوع بیاید ۔ ومن قرا فی لیلۃ خمس مائۃ الی الالف اصبح ولہ قنطار من الاجر ۔ وکسیکہ بخواند در شبی پانصد آیت تا ہزار صبح می کند در حالی کہ مر اورا ست قنطار از اجر ۔ قالوا وما القنطار ۔ گفتند صحابہ وچیست قنطار ۔ قال ۔ گفت آنحضرت ۔ اثنا عشر الفا ۔ قنطار مال کثیر مقدار دوازدہ ہزار در قاموس گفتہ قنطار روزن چہل اوقیہ از طلا یا ہزار ودویست دینار یا پری چرم گاو از طلا یا نقرہ مقصود مبالغہ است در کثرت ثواب وشک نیست کہ معنی اخیر انسب واد خل ست دران وطیبی گفتہ است کہ قنطار ہزار ودویست اوقیہ داوقیہ بہتر از انچہ میان آسمان وزمین ست وتواند کہ ضمیر قالوا برائے اصحاب حسن باشد وقال برائے حسن ۔ رواہ الدارمی

باب آداب التلاوۃ

در اکثر نسخ باب بی ترجمہ وعنوان واقع شدہ چنانکہ عادت مولف ست در ذکر مہمات ولواحق ماسبق ودر بعضے نسخ باب آداب التلاوۃ ودرس القرآن وتلاوت قرأت قرآن ست بر سبیل تتابع وتوالے چنانکہ در اوراد ووظائف میباشد وقرائت قرآن را بر مشائخ برائے تعلیم تجوید ادامے گویند وقرائت عام تر وہمہ را شامل ست ودرس تیز بمعنی قرائت ست ومدارست میان دو کس یا زیادہ میباشد ۔

الفصل الاول عن ابی موسیٰ الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعاہدوا القرآن پیمان دارید وتازہ کنید عہد وپیمان را بقرآن ومراد بحفظ ونگاہداشت قرآن ست بقرأت ومواظبت بران تا از دل نرود وفراموش نگردد وتعاہد میان دو کس باشد وذکر آن اشارت ست بانکہ چون بندہ عہد قرآن را تازہ دارد وخدمت وے کند قرآن نیز عہد اورا نگاہدارد ومحفوظ ماند ۔ فوالذی نفسی بیدہ ۔ پس سوگند بخدائی کہ بقائے ذات من در دست قدرت اوست ۔ لہو اشد تفصیا من الابل فی عقلہا ۔ ہر آئینہ قرآن سخت تر ست از روی ۔ باشدن وبیرون آمدن دگر ختین از شتر کہ بستہ شدہ است پائے وے در رسن عقل بضمتین جمع عقال بکسر بند شتر متفق علیہ وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بئسما احدکم ان یقول نسیت آیۃ کیت وکیت ۔ بدچیزی ست ہر یکی را از شما کہ گوید فراموش کردم آیت چنین وچنان را ۔ بل نسی ۔ بلکہ بگوید فراموش گردانیدہ شدہ مرا آن آیت وجہ بدی آن قول آن ست کہ این عبارت مشعر ست بترک وعدم مبالات ویبی پروائی بدان ودر قول وے فراموش گردانیدہ شد اظہار حسرت وخذلان ست بر تقصیر واحرا نہ این سعادت ونگاہداشت این نعمت یا ازجہت احتراز واجتناب از تصریح بارتکاب معصیت کہ متضمن بر بیحیائی وبیباکی وترک ادب ست بر آن ۔ واستذکروا القرآن فانہ اشد تفصیا من صدور الرجال من النعم ۔ ومذاکرہ کنید ویاد دارید قرآن را ومواظبت بر قراءۃ

الفاظ و نصیحت و عمل ثم ادبر الرجل - پستر پشت داد و رفت آن مرد - فقال رسول الله - پس گفت پیغمبر خدا صلی الله
علیه وسلم افلح الرویجل مرتین - رستگارے و فیروزے یافت این شخص دو بار و رویجل بضم را و فتح واو و کسر جیم
تصغیر راجل ست بمعنی پیاده یا تصغیر رجل بمعنی مرد و تصغیر اینجا برائے تعظیم ست یا تعطف رواه احمد وعن ابن عمر
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الا یستطیع احدکم ان یقرأ الف آیة فی کل یوم - آیا نمیتواند یکی از شما که بخواند
هزار آیت در هر روز و التزام کند بران با وجود موانع و اعمال دیگر یعنی از هر کس نمی آید - قالوا ومن یستطیع ان یقرأ
الف آیة فی کل یوم - گفتند صحابه کیست که میتواند که بخواند هزار آیت در هر روز - قال - گفت آنحضرت اما یستطیع
احدکم ان یقرأ الهکم التکاثر - گفت آنحضرت آیا نمیتواند یکی از شما که بخواند سورهٔ الهکم التکاثر را یعنی اگر این سوره
را بخواند ثواب خواندن هزار آیت بیابد و سر این عدد موکول بعلم شارع ست و همچنین سر اعداد که در احکام شرع
وارد ست حقیقت آنرا جز شارع کسی نداند - رواه البیهقی فی شعب الایمان - وعن سعید بن المسیب مرویست از سعید بن المسیب که
از کبار تابعین ست - مرسلا - بطریق ارسال عن النبی - از پیغمبر صلی الله علیه وسلم قال - گفت آنحضرت من قرأ - کسیکه بخواند
قل هو الله احد عشر مرات - ده بار - بنی له قصر فی الجنة - بر آورده شود برای وی کوشکی در بهشت ومن قرأها عشرین مرة بنی له قصران
فی الجنة و کسیکه بخواند آنرا بیست بار بر آورده شود برائے وے دو کوشک در بهشت - ومن قرأها ثلثین مرة بنی له
ثلثة قصور فی الجنة - و کسیکه بخواند آنرا سی بار بنا کرده شود برائے وے سه قصر در بهشت - فقال - پس گفت - عمر
بن الخطاب والله یا رسول الله اذا لنکثرن قصورنا - اکنون چون ثواب خواندن این سوره اینچنین ست
هر آینه بسیار میخوانیم این سوره را و بسیار میگردانیم بسبب خواندن آن قصرهائے خود را - فقال رسول الله - پس
گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم الله اوسع من ذلک - خدا فراخ تر ست ازان یعنی قدرت خدا و رحمت او و فضل
او اوسع است پس تعجب مکن و دور مینداز آنرا کذا قال الطیبی و ظاهر آنست که مقصود عمر رضی الله عنه اظهار میل
و رغبت در تکثیر این ثواب جزیل باین عمل قلیل ست نه تعجب و استبعاد چنانکه ظاهر قول وے اذا لنکثرن
دلالت دارد بران پس معنی جواب آن باشد که ثواب خدا و فضل وے وسیع تر ازان ست پس رغبت کنید
و براه تعجب نروید نعم در ذهن آدمی زاد تعجبی ازان هست و جواب نفی آنرا نیز متضمن ست اما اقتصار بران و ضم
استبعاد بدان چنانکه طیبی گفته خوب نیست پوشیده نماند که عبارت مطلق ست که یکبار در عمر بخواند یا هر روز
ورد سازد والله اعلم و فضله اوسع - رواه الدارمی - وعن الحسن مرسلا ان النبی صلی الله علیه وسلم
قال - روایت ست از حسن بصری بطریق ارسال که آنحضرت گفت - من قرأ فی لیلة مائة آیة لم یحاجه القرآن تلک اللیلة
کسیکه بخواند در شبی صد آیت محاجات نکند و خصم نشود او را قرآن دران شب یعنی قرآن خصم میشود مر کسی را
که نخواند او را و ملازمت وے نکند پس این قدر که صد آیت ست در دفع خصومت قرآن و ادائے حق وے

وعروس قرآن سورۃ الرحمن ست عروس بالفتح زن و مرد نوخاستہ یکدیگر را و مراد اینجا حسن و جمال ست کہ لازمہ عروس ست و آن تبکیت را قول اوست تعالی فبای آلاء ربکما تکذبان۔ کہ حسن و جمال خاص مے بخشد و مراد از شئی چیزی ست کہ مناسب ست کہ اضافت کردہ شود بسوے وے عروس۔ وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ سورۃ الواقعۃ فی کل لیلۃ لم تصبہ فاقۃ ابدا۔ کسیکہ بخواند سورۂ اذا وقعت الواقعۃ را در ہر شب نرسد او را فاقہ فی الصراح فاقہ درویشی و حاجتمند شدن۔ وکان ابن مسعود یامر بناتہ یقرأن بہا فی کل لیلۃ۔ و بود این مسعود کہ می فرمود دختران خود را کہ بخوانند این سورہ را در ہر شب بدانکہ شارع ترغیب کردہ بہ بعضے عبادات کہ مؤثر و نافع اند در امور دنیویہ نیز کہ حصول آنہا ممد و معین ست در دین تا بہر تقدیر مشغول باشند بعبادت بہر وجہ کہ باشد و این مورث محبت ست بآن عبادات و محبت آن مقضی ست بہ محبت کسیکہ آوردہ است آنہا را زیرا کہ محبت منعم جبلی ست و ازین جہت ست امتنان وے تعالی بقول خود اللہ کم بانعام و بنین و جنات و عیون و زروع و مانند آن۔ رواہما البیہقی۔ روایت کرد این و حدیث را بیہقی فی شعب الایمان و عن علی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب ہذہ السورۃ۔ بود آنحضرت کہ دوست میداشت این سورہ را کہ سبح اسم ربک الاعلی۔ ہست گفتہ اند کہ دوست داشتن از جہت قول حق سبحانہ است ان ہذا لفی الصحف الاولی صحف ابراہیم و موسی کہ شاہد ست بر حقانیت قرآن در دست بر مشرکان و اہل کتاب رواہ احمد۔ وعن عبد اللہ بن عمرو قال اتی رجل النبی۔ گفت آمد مردے پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم فقال اقرأنی۔ پس گفت آنمرد بخوانان مرا۔ یا رسول اللہ فقال۔ پس گفت آنحضرت۔ اقرأ تلتا من ذوات الرا بخوان سہ سورہ از سورتہا کہ مصدر ست بالرا و آن پنجسورہ اند و در نسخہ دیگر ذوات الرا یعنی لفظ ثلاثا ثانیت یعنی ازان سورتہا کہ مصدر اند برا و در پنجا الم را نیز داخل میشود۔ فقال۔ پس گفت آنمرد و در اعتذار از عدم قرات این سورہ۔ کبرت سنی۔ بزرگ شد سال عمر من۔ واشتد قلبی و سخت شد دل من کہ نگاہ نمیتوانم داشت و غلظ لسانی۔ و درشت و منطبر شد زبان من۔ قال فاقرأ تلتا من ذوات حم۔ پس گفت آنحضرت بخوان سہ سورہ ازان کہ حم ست در اول وے۔ فقال مثل مقالتہ پس گفت آنمرد مانند سخن خود کہ گفتہ بود در اعتذار فقال ارجل گفت آنمرد۔ یا رسول اللہ اقرأنی سورۃ جامعۃ۔ بخوانان مرا سورہ را کہ فراہم آرندہ است ہمہ مطالب دنیا و آخرت را و ثواب و عقاب را باختصار۔ فاقرأہ رسول اللہ صلعم اذا زلزلت الارض حتی فرغ منہا۔ پس خوانانید آنمرد را آنحضرت سورۂ اذا زلزلت الارض تا آنکہ فارغ شد ازان یعنی تا آخر وے خواند کہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ و جامع تیکہ آنمرد میخواست در پنجاست فقال الرجل والذی بعثک بالحق لا ازید علیہا ابدا۔ پس گفت آنمرد سوگند بآن خدائی کہ فرستادہ است ترا براستی زیادہ نمیکنم بریں مقرر ہیچ چیز را ہمیشہ در

بر ہر سورہ کہ در قرآن ست۔ بستین حسنۃ بقبصت نیکی۔ رواہ الدارمی۔ روایت کرد این را دارمی و این دو حدیث ست کہ دلدے روایت کرد مؤلف آنرا جمع کردہ و قول طاؤس نیز حدیثی دیگر ست کہ دارمی آنرا روایت کردہ و این احادیث مرسل اند ولیکن در حکم مرفوع اند زیرا کہ این اخبار معلوم نمی گردد مگر از احادیث رسول خدا چنانکہ در اول حدیث اشارت کردیم بآن۔ وعن عطاء بن رباح۔ بفتح راو تخفیف باے موحدہ تابعی ست از اعلام علما و اجلۂ فقہا و ثقہ کثیر الحدیث ست امام ابوحنیفہ گفت ندیدم من از انہا کہ دریافتم ایشان را فاضلتر از عطاء بن رباح و بود وے رضی اللہ عنہ اسود اعور افطس اشل اعرج و در آخر عمر اعمی شد شنید حدیث از ابن عباس و ابی ہریرہ و ابی سعید و جابر و ابن عمر و عائشہ رضی اللہ عنہم ہشتاد و ہشت سال عمر یافت و سنہ صد و پانزدہ از عالم رفت۔ قال بلغنی ان رسول اللہ۔ گفت رسید مرا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم قال من قرأ یس فی صدر النہار قضیت حوائجہ۔ گفت کسیکہ بخواند سورۂ یس را در اول روز برآورده شود حاجتہاے وے رواہ الدارمی مرسلا وعن معقل۔ بفتح میم و سکون مہملہ و کسر قاف۔ بن یسار۔ بفتح تحتانیہ و سین مہملہ۔ المزنی۔ بضم میم و فتح زاو نون نسبت بمزینہ کہ نام قبیلۂ است صحابی ست از اہل بیعت الرضوان روایت کردہ از وے حسن بصری و غیر وے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قرأ یس ابتغاء وجہ اللہ تعالی۔ کسیکہ بخواند سورۂ یس را از براے طلب رضاے خداے تعالی۔ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔ آمرزیدہ شود مر او را آنچیزے کہ پیش رفتہ است از گناہان وے۔ فاقرؤہا عند موتاکم۔ پس بخوانید آنرا نزد مردہ ہاے خود یعنی آنہا کہ مشرف موت اند تا بشنوانید ایشان را و بگذرانید معانی آنرا بر دلہاے ایشان پس گردد در حکم قرأت و گردد سبب مغفرت ذنوب و احتمال دارد کہ مر خواندن این سورہ را خاصیتی باشد در غفران ذنوب کسیکہ مشرف باشد بر موت و خواندہ شود نزد وے۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ وعن عبد اللہ بن مسعود انہ قال روایت ست از ابن مسعود کہ وے گفت۔ ان لکل شیء سنامًا۔ بدرستیکہ مر ہر چیزے را رفعت و بلندے ست و سنام القرآن سورۃ البقرۃ۔ و بلندے قرآن سورۂ بقرہ است سنام بفتح سین مہملہ در اصل کوہان شتر ست بعد ازان استعارہ کردہ شد مر ہر چیز بلند را و سنام زمین وسط است بعد ازان استعارہ کردہ شدہ براے رفعت و بلندے۔ وان لکل شیء لبابا۔ و بدرستیکہ مر ہر چیز را خلاصہ است۔ و ان لباب القرآن المفصل و بدرستیکہ خلاصۂ قرآن مفصل ست و آن اول از حجرات تا آخر قرآن بر قول مشہور و در اینجا اقوال ست کہ در باب القرأت از کتاب الصلوٰۃ گذشت۔ رواہ الدارمی۔ وعن علی رضی اللہ عنہ انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لکل شیء عروس و عروس القرآن الرحمن۔ روایت ست از امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کہ وے گفت رضی اللہ عنہ شنیدم آنحضرت را کہ می گفت مر ہر چیز را عروس ست

باانشارت بکثرت وعدم احصاے آن - رواہ الدارمی وعن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قرء سورۃ الکہف فی یوم الجمعۃ اضاء لہ النور ما بین الجمعتین - روایت ست از ابی سعید خدری کہ آنحضرت گفت کسیکہ بخواند سورۂ کہف را در روز جمعہ روشن می گردد برائے وے نور ایمان وہدایت درمیان وقتیکہ میان دو جمعہ است - رواہ البیہقی فی دعوات الکبیر وعن خالد بن معدان - بفتح میم وسکون عین از ثقات تابعین شام ست کہ ہفتاد تن از صحابہ را دریافتہ - قال - گفت بروایت از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اقرؤا الجنۃ - بخوانید سورۂ را کہ رستگاری دہندہ است از عذاب دنیا وآخرت - وہی الم تنزیل - وآن سورۂ الم تنزیل ست کہ در وے آیت سجدہ است - فانہ بلغنی ان رجلا کان یقرأہا - زیرا کہ بدرستی مرا رسیدہ است کہ مردے بود کہ میخواند آنرا - ما یقرأ شیئا غیرہا - نمیخواند ہیچ چیز را جز این سورہ یعنی نگرد انیدہ بود برائے خود در وے جز این سورہ - وکان کثیر الخطایا - وبود آن مرد بسیار گناہگار رفتہ شرت جناحہا علیہ - پس پراگندہ کرد این سورہ بازوے خود را بران مرد یعنے آمد وبروے افتاد ودر پناہ خود گرفت کنایت از ظہور ثواب شفیع خواندن آن - قالت رب اغفر لہ - پس شفاعت کرد این سورہ وگفت اے پروردگار من بیامرز مر او را فانہ کان یکثر قرائتی - پس بدرستیکہ آن مرد بود کہ بسیارے کرد خواندن مرا - فشفعہا الرب تعالے فیہ - پس قبول کرد شفاعت اورا پروردگار تعالی در حق آن مرد - وقال اکتبوا لہ بکل خطیئۃ حسنۃ وگفت پروردگار بہ فرشتگان بنویسید برائے این مرد بہر ہے نیکی یعنی بدہیاے او را بیامرزید ونیکیہا را بپذیرید بلکہ بدہید بدل ہر بدی نیکی وثابت کنید بدل عقاب ثواب - وارفعوا لہ درجۃ - وبعفو گناہان اکتفا نہ کنید بلکہ بلند گردانید برائے وے درجہ - وقال ایضا - وگفت نیز انہا تجادل عن صاحبہا فی القبر - بدرستیکہ این سورہ خصومت مے کند در قبر از جانب خواننده خود کہ ملازمت میکرد خواندن آنرا بقول - جدال انچنین میکند کہ میگوید - اللہم ان کنت من کتابک فشفعنی فیہ - خداوندا اگر ہستم من سورۂ از کتاب تو پس قبول کن شفاعت مرا در حق وے - وان لم اکن من کتابک فامحنی عنہ - واگر نیستم من از کتاب تو پس محو کن مرا از کتاب - وانہا تکون کالطیر - وبدرستیکہ این سورہ مے گردد بقدرت الٰہی ہمچو جانور پرندہ - تجعل جناحہا علیہ - می گرداند وے بازوے خود را بر خواننده خود - فتشفع لہ - پس شفاعت مے کند مر او را - فتمنعہ من عذاب القبر - پس منع مے کند مر او را از عذاب گور - وقال فی تبارک مثلہ وگفت در سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک مانند این - وکان خالد لبیبا حتی یقرأہما - وبود خالد بن معدان گرداے این حدیث ست شب نمیکرد وبخواب نمیرفت تا آنکہ بخواند این دو سورہ را - وقال طاؤس وگفت طاؤس یمانی کہ از مشاہیر تابعین ست - فضلنا علی کل سورۃ فی القرآن - تفضیل داده شده انداین دو سورہ

پس کدام آیت اے پیغمبر خدا دوست تر دارے کہ بر سد خیر و برکت و دعاے او ترا و امت ترا۔ قال خاتمۃ سورۃ البقرۃ فانہا من خزائن رحمۃ اللہ۔ زیرا کہ آن از خزینہ ہاے رحمت خداے تعالیٰ ست۔ من تحت عرشہ از زیر عرش وے تعالیٰ۔ اعطاہا ہذہ الامۃ دادہ است خداے تعالیٰ آنرا باین امت مرحومہ۔ لم تترک خیرا من خیر الدنیا و الآخرۃ۔ نگذاشتہ این خاتمہ ہیچ خیرے را از خیر دنیا و آخرت۔ الا اشتملت علیہ۔ مگر آنکہ مشتمل ست بروے و در گرفتہ و بیان کردہ است آنرا پس قول وے امن الرسول اشارت ست بایمان و تصدیق و سمعنا و اطعنا باسلام و احکام ظاہرہ و الیک المصیر بجزاے عمل در آخرت و لا یکلف اللہ نفسا الی آخرہ بمنافع دنیویہ و اخرویہ۔ رواہ الدارمی۔ و عن عبد الملک بن عمیر۔ بضم عین مہملہ و فتح میم۔ مرسلا۔ بطریق ارسال زیرا کہ وے تابعی ثقہ و قاضی کوفہ بود بعد از شعبی۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتحۃ الکتاب شفاء من کل داء سورۂ فاتحہ شفاست از ہر درد جسمانی و روحانی اگر بطریق ایمان و یقین بخواند۔ رواہ الدارمی و البیہقی فی شعب الایمان و عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قال من قرء آخر آل عمران کسیکہ بخواند آخر سورۂ آل عمران از قول وے تعالیٰ ان فی خلق السموات و الارض تا آخر۔ فی لیلۃ۔ در شبی۔ کتب لہ قیام لیلۃ۔ نوشتہ شود مر آن کس را ثواب بیدار ے شب و نماز کردن در وے یعنی ثواب تہجد و خواندن این آیات بعد از بہ خاستن از خواب برائے تہجد مشہور و مذکور ست در احادیث و عن مکحول۔ روایت ست از مکحول شامے کہ از مشاہیر تابعین ست۔ قال۔ گفت۔ من قرء سورۃ آل عمران یوم الجمعۃ صلت علیہ الملائکۃ الی اللیل۔ کسیکہ بخواند سورۂ آل عمران را روز جمعہ درود مے فرستند بر آنکس ملائکہ و استغفار کنند مر او را تا شب۔ رواہما الدارمی۔ روایت کرد این ہر دو حدیث را دارمی۔ و عن جبیر بضم جیم و فتح موحدہ و سکون تحتانیہ۔ بن نفیر۔ بضم نون و فتح فا و سکون یا و را و آخر از ثقات تابعین شام ست و از حضرمیین جاہلیت و اسلام ہر دو را و را یافتہ ان رسول اللہ۔ روایت می کند کہ پیغمبر خدا۔ صلی اللہ علیہ وسلم قال۔ گفت۔ ان اللہ ختم سورۃ البقرۃ بآیتین۔ بدرستیکہ خداے تعالیٰ ختم کرد سورۂ بقرہ را بدو آیت۔ اعطیتہما من کنزہ الذی تحت العرش۔ دادہ شدہ اند مر این دو آیت از زیر گنج خدا کہ زیر عرش ست تتعلمونہن۔ پس بیاموزید آن کلمات را کہ دران دو آیت اند و علموہن نساءکم۔ و بیاموزید آنہا را زنان خود را و اہل بیت خود را۔ فانہا صلوٰۃ زیرا کہ آن کلماتہا کہ دران دو آیت اند استغفار اند چنانکہ در صلوٰۃ ملائکہ آمدہ۔ و قربان بضم قاف و کسر آن سبب قرب اند بجناب صمدیت زیرا کہ ذکر اند۔ و دعاء و دعا اند شامل مطالب دنیا و آخرت۔ رواہ الدارمی مرسلا و عن کعب۔ روایت ست از کعب بن مالک کہ صحابی مشہور ست۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقرؤا سورۃ ہود یوم الجمعۃ بخوانید سورۂ ہود را روز جمعہ ذکر خیر ثواب آن نکرد از جہت ظہور آن

دوزخ وسبب حفظ ونگاہداشتن ست از آفات شہوات وکید شیطان کہ سبب دخول نار ند وگفت طیبی کہ چون نظر کردہ شود بذات عبادت نماز فاضلتر از صدقہ باشد وصدقہ از صوم وچون نظر کند بہر یکی بسبب اثر وخاصیت آن صوم افضل بود انتہی وعن عثمان ابن عبد اللہ بن اوس - بفتح ہمزہ وسکون واو - الثقفی - بفتح مثلثہ وقاف عن جدہ - روایت مے کند عثمان از جد خود کہ اوس ست وعثمان تابعی ست واوس صحابی قال - گفت اوس قال رسول اللہ - گفت پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم قراۃ الرجل القرآن فی غیر المصحف الف درجۃ - ثواب خواندن مرد قرآن را در غیر مصحف یعنی از بر خواندن ہزار درجہ دارد - وقراتہ فی المصحف تضعف علی ذلک الی اثنتی درجۃ - وثواب خواندن وے در مصحف زیادہ کردہ میشود بر ثواب خواندن از بر تا دو ہزار درجہ از جہت زیادت ثواب نظر کردن مصحف ومماس کردن وبر داشتن آن وتحقیق وارد شدہ است کہ نظر کردن در مصحف عبادت ست وبسیارے از صحابہ وسلف در مصحف میخواندند آوردہ اند کہ عثمان را رضی اللہ عنہ دو مصحف پارہ شد از جہت کثرت قرأت وے وران ونووے گفتہ کہ این حکم علی الاطلاق نیست بلکہ اگر قارے را در یاد خواندن تدبر وتفکر وجمعیت قلب بیشتر از خواندن در مصحف حاصل گردد یاد خواندن افضل باشد واگر ہر دو برابر باشد خواندن در مصحف افضل بود وطیبی گفتہ کہ ممکن وقدرت بر تفکر واستنباط معانی در صورت قرأت از مصحف بیشتر ست ودر کلیت این سخن نظر ست - وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہذا القلوب تصدأ کما یصدأ الحدید - بدرستیکہ این دلہاے مردم زنگ مے گیرد وتیرہ مے گردد چنانکہ زنگ میگیرد آہن - اذا اصابہ الماء - وقتیکہ برسد آہن را آب - قیل - گفتہ شد - یا رسول اللہ ما جلاؤہا چیست سبب روشنی دل وصقالت وے - قال کثرۃ ذکر الموت وتلاوۃ القرآن - گفت آنحضرت موجب جلاے قلوب بسیار یاد کردن مرگ وتلاوت قرآن ست تلاوت برفع ست وبہ جر نیز روایت کردہ اند وبر وجہ اول مراد اصل تلاوت باشد قطع نظر از کثرت آن - روے البیہقی الاحادیث الاربعۃ فی شعب الایمان - وعن الیفع بفتح ہمزہ وسکون تحتانیہ وبفا - بن عبد الکلاعی - بفتح کاف وتخفیف لام وبعین مہملہ منسوب بذے الکلاع کہ موضعیت ازمین صحابی ست رئیس قوم خود بود وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اورا نزد خود طلبید پس ہجرت کرد وسلمان شد قال - گفت الیفع کہ - قال رجل - گفت مردے - یا رسول اللہ اے سورۃ القرآن اعظم - کدام سورۂ قرآن بزرگتر ست - قال - گفت آنحضرت - قل ہو اللہ احد - ان سورہ بزرگتر ست وسابقا گذشت کہ اعظم سورۂ قرآن فاتحۃ الکتاب ست ومعتبر قعد وجہات وحیثیات ست چنانکہ گفتم - قال - گفت آن مرد - فای آیۃ اعظم فی القرآن - پس کدام آیت در قرآن بزرگتر ست - قال آیۃ الکرسی - فرمود آیۃ الکہ بی بزرگتر ست کہ اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم - است - قال فای آیۃ یا نبی اللہ تحب ان یصیبک وامتک - گفت آن مرد

رواہ احمد والنسائی والدارمی

الفصل الثالث عن ابی ہریرۃ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعربوا القرآن - اعراب کنید قرآن را یعنے بیان کنید و اظہار کنید معانی آنرا و اعراب در لغت بمعنی بیان و اظہار آید و حرکات و سکنات را کہ نحویان اعراب مے گویند ہم بجہت آن مے گویند کہ ظاہر و مبین مے گردد بآن معنی و درین شریک ست ہر کہ زبان عرب را مے داند بعد ازان بیان فرمود آنچہ مخصوص ست باہل شریعت و مسلمانان بقول خود و اتبعوا غرائبہ - و پیروے کنید غرائب قرآنرا و تفسیر کرد غرائب را بفرائض و حدود و فرمود - و غرائبہ فرائضہ و حدودہ - و غرائبہ قرآن فرائض ست یعنی احکام واجبہ و حدود او ست یعنی سنن و آداب و تسمیۂ اینہا بغرائب بجہت آن باشد کہ مخصوص ست باہل دین و از جہت آنکہ ایمان غریب ست پس احکام وے نیز غریب باشد و طیبی گفتہ کہ مراد بفرائض مقدرات مواریث ست و بحدود احکام یا مراد بفرائض آنچہ واجب ست بر مکلف اتباع آن و بحدود اسرار و رموز چنانکہ لکل آیۃ ظہر و بطن انتہی - و عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قراءۃ القرآن فی الصلوٰۃ افضل من قراءۃ القرآن فی غیر الصلوٰۃ - خواندن قرآن در نماز بہتر ست از خواندن آن در غیر نماز و افضل حالات قرأت قرآن خواندن او ست در نماز ایستادہ بعد ازان نشستہ - و قراءۃ القرآن فی غیر الصلوٰۃ افضل من التسبیح و التکبیر - و خواندن قرآن در غیر نماز بہتر ست از تسبیح و تکبیر و تحمید اگرچہ در نماز باشند زیرا کہ تسبیح و تکبیر و تحمید و تحلیل ہمہ ذکر و قرآن اند و لہذا افضل دادہ اند قیام نماز را از رکوع و سجود بجہت اشتمال قیام بر قرأت قرآن - و التسبیح افضل من الصدقۃ - و تسبیح و تحمید و ذکر خدا فاضلتر ست از صدقہ و صرف مال در راہ خدا و مشہور آن ست کہ عبادت متعدے کہ نفع آن بغیر برسد فاضلتر ست از عبادت لازم کہ نفع آن مخصوص بفاعل باشد و لیکن این حکم باید کہ مخصوص بغیر ذکر باشد و ذکر ازان مستثنی بود و ذکر خدا اکبر و بزرگتر ست از ہمہ چنانکہ در احادیث صحیحہ آمدہ کہ ذکر بہتر و فاضلتر ست از انفاق ذہب و فضہ در راہ خدا و احادیث درین باب بسیار ست و این حدیث کہ در کتاب مذکور ست یکی ازانہاست فتدبر - و الصدقۃ افضل من الصوم - و صدقہ دادن در راہ خدا و مال صرف کردن بہتر ست از روزہ داشتن و امساک کردن در مال و گفتہ اند کہ در صوم امساک مال ست از نفس بعد ازان صرف کردن مال بران و در صدقہ صرف کردن مال ست بر غیر چنانچہ گفتہ است بیت وگرنہ چہ حاجت کہ زحمت برے - ز خود باز گیرے و ہم خود خورے - و جہت افضلیت صوم کہ اشارت کردہ شد بآن بحدیثے کہ در کتاب صوم گذشت کہ ہر عمل نبی آدم یکی بدہ است مگر روزہ کہ آن برائے من ست و من خود جزا میدہم بدان باقی ست و شک نیست کہ اختلاف جہات و حیثیات معتبر ست و امثال این مسائل باین اشارت کردہ بقول خود - و الصوم جنۃ من النار - و روزہ داشتن سپر ست از آتش

بخواند۔ قل ہو اللہ احد فقال۔ پس گفت آنحضرت او جبت۔ واجب گشت۔ قلت ما وجبت۔ گفتم من چہ چیز واجب شد
قال الجنۃ۔ گفت آنحضرت بہشت واجب شد۔ رواہ مالک والترمذی والنسائی وعن فروۃ بن نوفل۔ بفتح فا
وسکون را نابلی ست وبعضی گفتہ اند کہ مرا و را صحبت ست۔ عن ابیہ۔ روایت می کند از پدرش نوفل کہ صحابی ست
انہ قال۔ کہ پدرش گفت۔ یا رسول اللہ علمنی شیئا اقولہ اذا اویت الی فراشی۔ بیاموزان مرا چیزی کہ بگویم آنرا وقتی کہ
بپناہ آرم بسوے جائہ خواب خود یعنی بخوانم در وقت خواب رفتن۔ فقال۔ پس گفت آنحضرت۔ اقرأ بخوان
قل یا ایہا الکافرون فانہا براءۃ من الشرک۔ زیرا کہ این سورہ بیزاری ست از شرک بترک عبادت انچہ عبادت
می کنند کافران پس در خواب روے بر سے شوے از شرک و پاک از آلایش آن و اگر بمیرے بر توحید بمیرے۔
رواہ الترمذی وابو داؤد الدارمی۔ وعن عقبۃ بن عامر قال بینا انا اسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
در اثنائے آنکہ من سیر میکنم با پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بین الجحفۃ۔ میان جحفہ بضم جیم وسکون حاے مہملہ وفا
والابواء۔ و میان ابو الفتح ہمزہ وسکون موحدہ وبکسر ہمزہ نیز آمدہ ہر دو موضع اند میان مکہ و مدینہ زاد ہما اللہ
تشریفا وتکریما۔ اذ غشیتنا ریح وظلمۃ شدیدۃ۔ ناگاہ پوشید ما را باد و تاریکی سخت۔ فجعل رسول اللہ۔ پس گشت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یتعوذ۔ کہ پناہ می جوید۔ باعوذ برب الفلق و اعوذ برب الناس۔ و در بعضے از روایات
فقیہہ آمدہ کہ ترک قل از ین دو سورہ جائز ست و این حدیث سند وے میتواند بود۔ و یقول۔ و میگوید آنحضرت
یا عقبۃ تعوذ بہما۔ اے عقبہ پناہ جو باین دو سورہ۔ فما تعوذ متعوذ بمثلہما۔ پس پناہ نہ جستہ است ہیچ پناہ جوینده
بمانند این دو سورہ در تعوذ بے مانند۔ رواہ ابو داؤد۔ وعن عبد اللہ بن حبیب۔ بضم حاے مہملہ وفتح موحدہ
صحابی ست مدنی حلیف انصار۔ قال۔ گفت۔ خرجنا فی لیلۃ مطر وظلمۃ شدیدۃ۔ بیرون آمدیم در شب باران
و تاریکی سخت۔ نطلب رسول اللہ۔ در حالے کہ میجوئیم پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم تا در کناہ۔ پس دریابیم
آنحضرت را۔ فقال۔ پس گفت آنحضرت۔ قل۔ بگو یعنی بخوان۔ قلت۔ پس گفتم من۔ ما اقول۔ چہ گویم یعنے
چہ بخوانم۔ قال۔ گفت آنحضرت بخوان۔ قل ہو اللہ احد والمعوذتین۔ و بخوان معوذتین بضم میم وکسر واو
مراد از قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس ست۔ حین تصبح وحین تمسی۔ در ہنگامی کہ صبح کنے
و ہنگامے کہ شبانگاہ کنی۔ ثلث مرات۔ سہ بار۔ تکفیک من کل شیء۔ بسندگی می کند ترا از ہر چیز یعنی دفع میکند
ہر آفت و بلا را۔ رواہ الترمذی وابو داؤد والنسائی۔ وعن عقبۃ بن عامر قال قلت۔ گفت گفتم۔
یا رسول اللہ اقرأنی سورۃ ہود او سورۃ یوسف۔ یا بخوانم سورۃ ہود یا سورۃ یوسف یعنی بقصد تعوذ و دفع
بدے۔ قال۔ گفت آنحضرت۔ لن تقرأ شیئا ابلغ عند اللہ۔ ہرگز نخوانی تو چیزے را آسان تر و تمام تر
در باب تعوذ نزد خدا۔ من قل اعوذ برب الفلق کہ در وے تعوذ ست از شر تمامۂ مخلوقات عموما و خصوصا

قل یا ایہا الکافرون بمقدار ربع القرآن ہا برست ربع قرآن را و در توجیہ بودن او از ثلث یا نصف قرآن گفتہ اند کہ قرآن بیان مبدأ و معاد می کند و درین سورہ بیان معاد ست و وجہ بودن قل ہو اللہ احد ثلث قرآن سابقا معلوم شد اما وجہ بودن قل یا ایہا الکافرون ربع قرآن آنست کہ قرآن مشتمل ست بر تقریر توحید و ثبوت احکام و قصص و این سورہ محتویست بر اول زیرا کہ مبنات از شرک اثبات توحید ست واللہ اعلم - رواہ الترمذی وعن معقل - بفتح میم و سکون عین و کسر قاف - بن یسار - بفتح تحتانیہ و تخفیف عمدہ صحابیست از اہل بیعۃ الرضوان روایت می کند از وے حسن بصری و غیر وے - عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قال حین یصبح ثلث مرات - گفت آنحضرت ہر کہ بگوید ہنگامے کہ صبح کند سہ بار - اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم فقرأ ثلث آیات من آخر سورۃ الحشر - پس بخواند سہ آیت از آخر سورۂ حشر از قول وے سبحانہ ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو تا آخر سورہ - وکل اللہ بہ سبعین الف ملک - وکیل گرداند خدائے تعالیٰ بوے ہفتاد ہزار فرشتہ را تو کیل وکیل گردانیدن و گذاشتن کار را بکسی - یصلون علیہ حتی یمسی - درود می فرستند این ہفتاد ہزار فرشتہ بروے و دعا می کنند و آمرزش می خواہند مر او را تا آنکہ شام کند - وان مات فی ذلک الیوم مات شہیدا - و اگر بمیرد آن کس در ان روز می میرد شہید و می یابد ثواب شہیدان - ومن قالہا حین یمسی کان بتلک المنزلۃ - و کسیکہ بگوید این آیات را ہنگامے کہ شام می کند باشد بہمان منزلت کہ در صباح ذکر کردہ شد از توکیل ہفتاد ہزار فرشتہ و صلوات ایشان بروے و شہید مردن اگر بمیرد در ان شب - رواہ الترمذی والدارمی وقال الترمذی ہذا حدیث غریب -

وعن انس من قرأ کل یوم مائتی مرۃ کسیکہ بخواند ہر روز دو یست بار - قل ہو اللہ احد محی عنہ ذنوب خمسین سنۃ - محو کردہ شود از وے گناہان پنجاہ سال محو پاک کردن نوشتہ و نقش از لوح - الا ان یکون علیہ دین - مگر آنکہ باشد بروے وامے - رواہ الترمذی والدارمی وفی روایتہ خمسین مرۃ - و در روایت دارمی خواندن وے پنجاہ بار واقع شدہ - ولم یذکر الا ان یکون علیہ دین - و ذکر نکردہ است دارمی این استثنا را و این استثناء دو معنی دارد یکی آنکہ این گناہ کہ دین ست محو کردہ نمیشود و دین را گناہ گفت بجہت تغلیظ و تشدید دیگر آنکہ بہ تقدیر وجود دین گناہان محو کردہ نمیشود و قرأت این سورہ تاثیر نمی کند واللہ اعلم وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اراد ان ینام علی فراشہ فنام علی یمینہ - کسیکہ خواہد کہ خواب کند بر جامۂ خود پس خواب کند بر جانب راست خود - ثم قرأ بآیاتہ مرۃ - پستر بخواند صد بار قل ہو اللہ احد اذا کان یوم القیمۃ یقول لہ الرب - و قتیکہ باشد روز قیامت مے گوید مر او را پروردگار - یا عبدی ادخل علی یمینک الجنۃ - ای بندۂ من در آے بر جانب راست خود بہشت را - رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب - وعن ابی ہریرۃ ان رجلا اتی صلی اللہ علیہ وسلم سمع رجلا یقرأ - روایت ست از ابی ہریرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شنید مردے را کہ

از انہا کہ نازل شدہ در ایشان ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملہم الآیۃ - ان النبی - روایت می کند کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ المسبحات قبل ان یرقد ینجواند مسبحات را پیش از انکہ خواب کند و مسبحات بکسر باے موحدہ سورتہاے کہ در اول آنہا سبحان یا یسبح یا سبح ست کذا قال الطیبی - یقول ان فیہن آیۃ خیر من الف آیۃ - می گفت آنحضرت کہ درین سورتہا آیتی ست کہ بہتر ست از ہزار آیت و طیبی گفت کہ آن آیت مبہم ست چنانچہ شب قدر و ساعت جمعہ واللہ اعلم و تواند کہ آخر آیت سورۂ حشر مراد باشد و وے مذکور و مشہور ست و ادعیۂ ماثورہ و اول سورۂ حدید تا علیم بذات الصدور نیز مذکور ست و مشمول این حدیث بقول طیبی علی الاجمال ست واللہ اعلم - رواہ الترمذی وابو داؤد و رواہ الدارمی عن خالد بن معدان بفتح میم وسکون عین مہملہ - مرسلا - بطریق ارسال زیرا کہ خالد تابعی ست - وقال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سورۃ فی القرآن ثلثون آیۃ شفعت لرجل حتی غفر لہ - گفت آنحضرت کہ سورہ است در قرآن کہ سی آیت ست شفاعت کرد مردے را تا آنکہ آمرزیدہ شد آن مرد را - وہی وان سورہ - تبارک الذی بیدہ الملک رواہ احمد والترمذی وابو داؤد والنسائی وابن ماجۃ وعن ابن عباس قال ضرب بعض اصحاب النبی - گفت ابن عباس کہ زد بعضی اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم - خبارہ علی قبر خیمہ خود را بر قبرے وخبار بکسر خاے معجمہ محمود دہ خیمہ و در بعضی نسخ خبارۃ تبار در آخر - وہو لا یحسب انہ قبر - و وے گمان نمی برد کہ آن قبر ست - فاذا فیہ انسان یقرأ پس ناگاہ در ان قبر آدمی ست کہ میخواند سورۂ - تبارک الذی بیدہ الملک حتی ختمہا تا آنکہ ختم کرد این سورہ را فاتی النبی - پس آمد پیغمبر را - صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ - پس خبر داد آنحضرت را - فقال النبی - پس گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی المانعۃ - این سورہ مانع ست یعنی منع کنندہ و باز دارندہ است عذاب را از خواندۂ خود - ہی المنجیۃ - این سورہ رستگار ی دہندہ است خواندۂ خود را تنجیہ من عذاب اللہ رستگاری میدہد او را از عذاب خدا - رواہ الترمذی وقال - و گفت ترمذی - ہذا حدیث غریب وعن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا ینام حتی یقرأ - روایت ست از جابر کہ آنحضرت بود کہ خواب نمی کرد تا آنکہ میخواند - الم تنزیل و تبارک الذی بیدہ الملک رواہ احمد والترمذی والدارمی وقال الترمذی - و گفت ترمذی - ہذا حدیث صحیح وکذا فی شرح السنۃ وہکذا قالہ محی السنۃ فی شرح السنۃ کہ این حدیث صحیح ست - وفی المصابیح غریب - و در مصابیح گفتہ کہ این حدیث غریب ست مکرر گفتہ ام کہ غرابت با صحت منافات ندارد مگر آنکہ مراد بغریب شاذ باشد - وعن ابن عباس وانس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا زلزلت تعدل نصف القرآن - گفت ابن عباس و انس کہ گفت آنحضرت سورۂ اذا زلزلت الارض برابر ست نصف قرآن را و ثواب قرارت وے ثواب قرارت نصف قرآن ست - وقل ہو اللہ احد تعدل ثلث القرآن - و قل ہو اللہ احد برابر ست ثلث قرآن را -

کہ نام او دقیانوس بود و در فصل اول ہم از ابی الدرداء از حدیث مسلم گذشت کہ ہر کہ یاد دارد دہ آیت از اول سورۂ کہف نگاہ داشتہ شود از شر دجال و تواند کہ اول بر دہ آیت این خاصیت مرتب ساختہ باشند بعد ازان توسیع فضل نمودہ بر سہ آیت ساختند تا در حفظ و قرارت فرقے نہ نہند و اللہ اعلم۔ رواہ الترمذی و قال ہذا حدیث حسن صحیح۔ و عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل شئی قلب و قلب القرآن یٰس۔ بدرستیکہ مر ہر چیزے را دل ست و دل قرآن سورۂ یٰس ست و گفتہ اند کہ دل ہر چیزے خلاصہ و زبدۂ اوست و این سورہ شریفہ مشتمل ست بر مقاصد قرآن بر وجہ اتم و اکمل با قصر نظم و صغر حجم آن و اللہ اعلم۔ و من قرأ یٰس کتب اللہ لہ بقرأتہا قرأۃ القرآن عشر مرات۔ و کسیکہ بخواند یٰس را بنویسد خدای تعالی برائے او بسبب خواندن این سورہ ثواب خواندن قرآن دہ بار۔ رواہ الترمذی و الدارمی و قال الترمذی ہذا حدیث غریب و عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی قرأ طٰہٰ و یٰس قبل ان یخلق السموات و الارض بالف عام۔ روایت ست از ابی ہریرہ کہ گفت گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ بدرستیکہ خدائے تعالی خواند یعنی اظہار کرد سورۂ طٰہٰ و یٰس را پیش از انکہ بیافریند آسمانہا را و زمین را بہزار سال۔ فلما سمعت الملائکۃ القرآن پس ہر گاہ کہ شنیدند فرشتگان قرأت طٰہٰ و یٰس را و قرآن در اصل مصدر ست بمعنی قرارت بعد ازان اطلاق کردند او را بر مقروء و اینجا باین معنی نیز درست ست پس یا تمام قرآن مراد باشد کہ طٰہٰ و یٰس خبر او پند یا ہمین طٰہٰ و یٰس مراد باشد کہ قرآن نام خود و کل ہر دو ست۔ قالت۔ گفتند فرشتگان۔ طوبی لامۃ ینزل ہذا علیہا۔ خیر و خوبے باد مر امتے را کہ فرو فرستادہ شود این قرآن کہ مراد بدان این دو سورہ است بران امت۔ و طوبی لاجواف تحمل ہذا و خوبی باد مر شکمہا را و درونہا را کہ بردارند آنرا و حافظ آن گردند۔ و طوبی لالسنۃ تکلم بہذا۔ و خوشی باد مر زبانہا را کہ تکلم کنند باین و بخوانند این را۔ رواہ الدارمی۔ و عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ حم الدخان فی لیلۃ کسیکہ بخواند حم را کہ اول سورۂ دخان میگویند در شبے۔ اصبح یستغفر لہ سبعون الف ملک۔ صبح می کند در حالتی کہ آمرزش میخواہند او را ہفتاد ہزار فرشتہ۔ رواہ الترمذی و قال ہذا حدیث غریب و عمر بن ابی خثعم۔ بفتح خاء معجمہ و سکون مثلثہ و فتح عین۔ الراوی۔ کہ راوی این حدیث ست۔ یضعف۔ ضعیف داشتہ میشود در حدیث و قال محمد یعنی البخاری ہو منکر الحدیث۔ و گفتہ است بخاری کہ عمر مذکور منکر حدیث ست۔ و عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ حم الدخان فی لیلۃ الجمعۃ غفر لہ۔ کسیکہ خواند سورۂ دخان را در شب جمعہ آمرزیدہ میشود مراد در این حدیث تخصیص بہ شب جمعہ واقع شدہ و در حدیث سابق ہر شب کہ خواند شب جمعہ یا غیر شب جمعہ پس خواندن شب جمعہ اولی ست تا حاصل گردد فضیلت یقینا۔ رواہ الترمذی و قال ہذا حدیث ضعیف۔ و در بعضے نسخ غریب ضعیف۔ و ہشام ابو المقدام الراوی یضعف۔ و عن العرباض بن ساریۃ۔ صحابیت

در حدیث سعید بن المعلی گذشت - رواہ الترمذی وروے الدارمی من قولہ - وروایت کردہ است دارمی از قول وے - ما انزلت ولم یذکر ابی بن کعب - وذکر نکردہ است ابی بن کعب راوسوال وجواب اورا بلکہ گفتہ است عن ابی ہریرۃ ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم قال ما انزلت فی التورٰۃ ولا فی الانجیل والزبور والقرآن مثلہا یعنی مثل ام القرآن الحدیث - وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح - وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا القرآن فاقرؤہ - بیاموزید قرآن راپس بخوانید اورا - فان مثل القرآن لمن تعلم فقرأ وقام بہ - بدرستیکہ حال قرآن مر کسی راکہ آموخت پس خواند قرآن را وقیام لیل کرد بدان کمثل جراب محشوۃ مسکا ہمچو حال انبانی ست کہ پر کردہ شدہ از مشک - تفوح ریحہ کل مکان - میدہد بوے وے در ہر جای فوح ومیدہد بوے خوش - ومثل من تعلمہ فرقدہو فی جوفہ - وحال کسیکہ آموخت قرآن راپس خواب کرد وقیام لیل نکرد وحال آنکہ قرآن در شکم اوست کمثل جراب اوکی علی مسک - ہمچو حال انبان مشک ست کہ بستہ شدہ است سر وے پوشیدہ نماند کہ ظاہر حدیث آنست کہ مراد بقیام شب برخاستن وخواندن قرآن باشد در نماز شب بقرینہ مقابلت وے بر قود کہ بمعنی خواب ست وبعضی از قیام بقرآن عمل بدان مراد دارند وقود را کنایت از غفلت وترک عمل دارند فافہم رواہ النسائی وابن ماجۃ - وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ حم المؤمن الی الیہ المصیر - کسیکہ بخواند سورہ حم راکہ اورا سورہ مومن میگویند تا قول وی والیہ المصیر قولہ تعالیٰ حٰمٓ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الہ الا ہو الیہ المصیر - وآیۃ الکرسی - وبخواند آیۃ الکرسی را حین یصبح - ہنگامی کہ صبح کند - حفظ بہما حتی یمسی نگاہ داشتہ میشود بہ برکت این دو آیت از آفات وبلاہای ظاہر وباطن تا آنکہ شام کند - ومن قرأ بہما حین یمسی حفظ بہما حتی یصبح - وکسیکہ بخواند آن دو آیت را ہنگامی کہ شام کند نگاہ داشتہ شود تا آنکہ صبح کند - رواہ الترمذی والدارمی وقال الترمذی ہذا حدیث غریب - وعن النعمان بن بشیر - ولادت وی بعد از چہارد ہ ماہ است از ہجرت واول مولودی ست کہ زائیدہ شد انصار را بعد از ہجرت واورا ووالدین اورا صحبت ست - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ کتب کتابا قبل ان یخلق السموات والارض بالفی عام - بدرستیکہ خدائے تعالیٰ نوشت کتابے را یعنی امر کرد ملائکہ را بنوشتن آن پیش از انکہ پیدا کند آسمان وزمین را بہ دو ہزار سال - انزل منہ آیتین ختم بہما سورۃ البقرۃ - فرو فرستاد از ان کتاب دو آیت کہ ختم کرد بآن دو آیت سورۂ بقرہ را تحقیق این کتاب وکتابت وے باین مدت در شرح ذکر کردہ شدہ است - ولا تقربان فی دار ثلث لیال فیقربہا الشیطان - وخواندہ نشوند این دو آیت در ہیچ سرائے سہ شب پس انکہ نزدیک شود آن سرائے را شیطان - رواہ الترمذی والدارمی وقال الترمذی ہذا حدیث غریب وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ ثلث آیات من اول الکہف عصمہ اللہ من فتنۃ الدجال - کسیکہ بخواند سہ آیت را از اول سورہ کہف نگاہ داشتہ شود از فتنہ وحال چنانکہ نگاہ داشتہ شدند اصحاب کہف از شر جبابرہ

از ثقات تابعین ست - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرء القرآن وعمل بما فیہ - کسیکہ بخواند قرآن را وعمل کند بچیزے کہ در قرآن ست - الیس والداہ تاجا یوم القیمۃ - پوشانیدہ شود پدر و مادر او را فرسے روز قیامت ضوءہ احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لو کانت بینکم - روشنائی آن تاج نیکتر و تابندہ تر از روشنائی آفتاب باشد در خانہاے دنیا اگر میبود آفتاب در خانہاے شما یعنی نزدیک شما و درین مبالغہ است در نورانیت وے وبعضی گفتہ اند کہ الباس تاج کنایت ست از ملک و سیادت - فما ظنکم بالذی عمل بہذا - پس چیست گمانہاے شما بآن کسیکہ بخواند و عمل کند بقرآن یعنی پدر و مادر او را بسبب وے این درجہ و این کرامت خواہد شد قیاس توان کرد کہ خود او را چہ مقدار خواہد بود - رواہ احمد و ابو داؤد - وعن عقبۃ - بن عامر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو جعل القرآن فی اہاب ثم القی فی النار ما احرق - اگر گردانیدہ مے شود قرآن را در پوستی پس انداختہ میشود در آتش نمیسوخت یعنی عظمت شان و شرف او بجدیست کہ اگر بفرض و تقدیر در آتش اندازند نسوزد و لیکن ظہور این کرامت بر دست ہر کس نیست و بعضی گفتہ اند کہ این معجزۂ قرآن بود در زمان کرامت نشان آنحضرت صلعم و متحقق بود و بعضی گفتہ اند کہ مراد نار آخرت ست کہ ممیز ست میان حق و باطل و خبر برحق کارگر نیفتد و بعضی گفتہ اند کہ مراد آن ست کہ ہر کہ قرآن خواند و بدان عمل کند در دوزخ نرود و مراد باہاب پوست آدمی و بدن اوست و اہاب بکسر ہمزہ جلد غیر مدبوغ را گویند و درین مبالغہ دیگریست کہ فساد و احتراق بچرم غیر مدبوغ زود سرایت می کند رواہ احمد و ابو داؤد و الدارمی - وعن علی - رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ القرآن ہر کہ خواند قرآن را - فاستظہرہ - پس یاد کرد آنرا - فاحل حلالہ وحرم حرامہ - پس حلال گرداند حلال او را و حرام گرداند حرام او را یعنی اعتقاد کند و عمل کند بدان - ادخلہ اللہ الجنۃ - می درآرد او را خداے تعالی در بہشت - وشفعہ فی عشرۃ من اہل بیتہ - و قبول میکند شفاعت او را در دہ کس از اہل بیت وے - کلہم قد وجبت لہم النار - ہمہ اہل بیت وے کہ بتحقیق واجب شدہ است مر آنہا را آتش یعنی این چنین اہل بیت کہ فاسق اند و مستحق آتش شدہ اند رواہ الترمذی و ابن ماجۃ والدارمی وقال الترمذی ہذا حدیث غریب وحفص بن سلمان الراوی لیس ہو بالقوی یضعف فی الحدیث - وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بن کعب کیف تقرأ فی الصلوٰۃ گفت آنحضرت مر ابی بن کعب را کہ چگونہ قرأت میکنی در نماز یعنی چہ میخوانی در نماز - فقرأ ام القرآن - پس خواند ابی بن کعب فاتحہ را - فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ ما انزلت فی التوریۃ ولا فی الانجیل ولا فی الزبور ولا فی القرآن مثلہا - و نہ در قرآن کہ از ہمہ فاضل ترست مانند ام القرآن - وانہا سبع من المثانی والقرآن العظیم الذی اوتیتہ - وام القرآن سبع المثانی ست و قرآن عظیم کہ دادہ شدہ است مر اتفسیر این در فصل اول

بوے و مستبد و مستقبل گردد بعقل و برائے خود از ہر تکبر کنندہ ستمگار معاند بحق بشکند و پارہ پارہ کند او را خدای تعالی - ومن یبتغی الہدی فی غیرہ اضلہ اللہ - وکسیکہ طلب کند راہ راست را در غیر قرآن گمراہ سازد او را خدائے تعالی - وہو حبل اللہ المتین - وقرآن رسن خداست استوار کہ ایشان را می کشد بدان بدرگاہ قرب خود و ایشان میرسند بآن درگاہ بتعلق و تمسک بدان - وہو الذکر الحکیم - واوست ذکر مشتمل بر بیان سعادت و کمال مبدا و معاد و ظاہر و باطن - وہو الصراط المستقیم - واوست راہ راست کہ زود می و آسان بمنزل مقصود رساند وہو الذی لا یزیغ بہ الاہواء - وقرآن آن چیزی ست کہ میل نمیکند بسبب وی ہواہای نفس از حق بباطل مگر آنکہ اتباع کند متشابہات را و ترک کند محکمات او را - ولا تلتبس بہ الالسنۃ - وآمیختہ نمی گردد بوے زبانہا یعنی مشتبہ و مخلط نمی گردد بغیر خود از جہت غایت امتیاز و انفراد وے بفصاحت و اسلوب یا مراد آن ست کہ دشوار نمی آید و تنگ نمی گردد بر زبانہا از جہت انشراح و لہا بہ تلاوت و التباس پوشیدہ شدن کار بر کسی و آمیختہ شدن تاریکی یا روشنائی - ولا یشبع منہ العلماء سیر نمیشوند از وے علما یعنی احاطہ نمیکنند علوم ایشان بدان تا بایستند ازان مانند ایستادن کسی کہ سیر میشود از طعام و فارغ می گردد ازان و باسیر نمیگردد از تلاوت وے کسیکہ بداند و حافر گردد از سلاست الفاظ و لطافت معنی آن - ولا یخلق عن کثرۃ الترد د - وکہنہ نمی گردد از بسیارے تردد و تکرار و نمیرود رونق و رواج وی و لذت قرات و استماع وے و یخلق بفتح یا و بضم لام و بضم یا و کسر لام نیز روایت ست - ولا ینقضی عجائبہ و تمام نمیشود و بپرداختہ نمی گردد کارہای شگفت وے و تمام نمی گردد معانی و معارف وے و ازین جہت است کہ سیر نمیشوند از وے علما و کہنہ نمی گردد از تکرار - ہو الذی لم ینتہ الجن اذ سمعتہ حتی قالوا - وقرآن چیزے ست کہ باز نیامدند جن وقتیکہ شنیدند آنرا یعنی باز نیامدند از مدح و ثنائے وے و توقف و صبر دست ندادہ ایشان را تا آنکہ گفتند بسبیل بداہت و استعجال - انا سمعنا قرآنا عجبا - بدرستیکہ ما شنیدیم قرآن شگفت را - یہدی الی الرشد - کہ راہ مینماید بسوے صلاح کار رشد برہ شدن و بسامان بودن مراشد بسیار راہہا - فآمنا بہ - پس ایمان آوردیم بقرآن این نیز مقولۂ جن و تتمہ آیت ست - من قال بہ صدق - کسیکہ قائل شود و تکلم کند بقرآن راست گو شود - ومن عمل اوجر - وکسیکہ عمل کند بقرآن و کار کند بدان ثواب دادہ شد - ومن حکم بہ عدل - وکسیکہ حکم کند بوے برفرمودۂ وے رود عدالت کند - ومن دعا الیہ ہدی الی صراط مستقیم - وکسیکہ دعوت کند و خواند مردم را بسوی قرآن راہ نمودہ شود بسوی راہ راست - رواہ الترمذی والدارمی وقال الترمذی ہذا حدیث اسنادہ مجہول وگفت ترمذی این حدیثیے ست کہ اسناد وے مجہول ست یعنی بعضی رجال اسناد وے مجہول اند - وفی الحارث مقال - ودر حارث اعور کہ منتہائے اسناد ست سخن ست نسائی گفتہ کہ قوی نیست و در قولے گفتہ لا باس بہ و شعبی گفتہ کہ کذاب ست و ابن معین گفتہ کہ ضعیف ست و بعضی گفتہ اند ثقہ است و عن معاذ الجہنی - بضم جیم و فتح ہا

وفضل کلام خدا بر باقی کلام ہای خلق ہمچو فضل خداست عز اسمہ بر خلق وے۔ رواہ الترمذی والدارمی والبیہقی
فی شعب الایمان وقال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ حرفا من کتاب اللہ۔ فلہ بہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالہا کسیکہ بخواند یک حرف از کتاب خدا پس
مر او را نیکی ست ومقرر ست کہ ہر نیکی جزا دادہ میشود بدہ مانند او اقل این ست واکثر را حدی نیست اگر گویند این
خود در ہمہ جا وہمہ نیکیہاست فضل قرآن چیست جوابش آنکہ بودن ہر حرف از قرآن نیکی از فضل قرآن ست کہ بر ہر جزو
وی ثوابی مرتب ست ودر سائر اعمال بر عمل یک نیکی ست نہ کہ ہر پارہ از وے نیکی دیگر باشد فہم عملی ہست کہ مرکب
از چند عمل ست آنجا ہر ہر عمل کہ جزو عمل ست نیز نیکی ست فافہم بعد ازان می فرماید۔ لا اقول الم حرف۔ نمیگویم
الم حرف ست۔ الف حرف۔ الف تنہا حرف ست وہمچنین۔ لام حرف ومیم حرف۔ مراد باین کلام نہ نفی حرفی ست
از الم کہ مرکب از سہ حرف ست ومفتتح سورہ است واثبات مر اسامی حروف را بلکہ مراد نفی از اسامی ست واثبات
مر مسمیات را کہ بسائط حروف اند پس باین معنی حسنات الم کہ فاتحہ سورۂ بقرہ است مثلاً نود باشد وآنکہ در الم
ترست سی فافہم۔ رواہ الترمذی والدارمی وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح غریب اسنادا۔ وعن
الحارث الاعور۔ تابعی کوفیست مشہور بصحبت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ قال مررت فی المسجد
گفت گذشتم در مسجد ظاہر آن ست کہ مسجد کوفہ مراد ست۔ فاذا الناس یخوضون فی الاحادیث۔ پس ناگاہ مردم
در آمدہ اند در سخنان خوض بآب در آمدن وبسخن در آمدن وبکارے در شدن۔ فدخلت علی علی۔ پس در آمدم
بر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ۔ فاخبرتہ۔ پس خبر دادم او را باین حال مردم۔ فقال۔ پس گفت علی رضی اللہ عنہ
او قد فعلوہا۔ آیا این چنین ست کہ تو گفتی وبہ تحقیق کردند این خصلت شنیع را وخوض کردند در اباطیل۔ قلت نعم
گفتم آرے کردند۔ قال۔ گفت علی۔ اما انی سمعت رسول اللہ۔ آگاہ باش بدرستیکہ من شنیدم پیغمبر خدا را صلی اللہ
علیہ وسلم یقول۔ می گفت۔ الا انہا ستکون فتنۃ۔ آگاہ باشید بدرستیکہ قصہ این ست کہ نزدیک ست کہ پیدا شود
فتنہ از اختلاف مردم وافتادن در اباطیل واہوا۔ قلت ما المخرج عنہا۔ گفتم چیست سبیل بیرون آمدن ونجات
یافتن ازان فتنہ۔ یا رسول اللہ قال کتاب اللہ۔ گفت آنحضرت مخرج کتاب خداست کہ قرآن ست
فیہ نبأ ما قبلکم۔ دران قرآن مجید خبر چیزیست کہ پیش از شما بودہ اند از احوال امم ماضی ووقائع ایشان۔ وخبر ما بعدکم
وخبر چیزے کہ پس از شما بیاید از احوال مردم آیندہ واحوال قیامت۔ وحکم ما بینکم۔ ودر قرآن ست حکم احکام
معاملات ووقائع کہ میان شماست۔ ہو الفصل۔ اوست کلام فاصل میان حق وباطل یا کلام مفصول ومبین
کہ نیست در وے اشتباہ وابہام۔ لیس بالہزل نیست قرآن ہزل یعنی بیہودہ ونادرست خلاف جد اشارت ست
بقول حق سبحانہ انہ لقول فصل وما ہو بالہزل۔ من ترکہ من جبار قصمہ اللہ۔ کسیکہ بماند او را وانقیاد نورزد

در عایت نکند حق مرا ببرد او را قہر و غضب خدا و بر اندازد او را از درگاہ رحمت و ندا را مخصوص برحم گردانید
اشارت ست بغایت اہتمام و اعتنای بوے۔ رواہ فی الشرح السنۃ۔ وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقال لصاحب القرآن اقرأ وارتق۔ گفتہ میشود مر صاحب قرآن را و ملازم
او را بتلاوت و عمل بخوان و برو بر درجات جنت بر قدر آنچہ میخوانی از آیات قرآن پس اگر تمام قرآن بخواند
باقصی درجات جنت برآید کہ آمادہ کردہ شدہ است برائے او و لائق ست بحال او پس امر شامل ست جمیع
اصحاب قرآن را از انبیا و مرسلین و اولیا و علما و سائر صالحین بر قدر درجات ایشان۔ ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا
و بترتیل و تجوید بخوان قرآن را چنانکہ ترتیل میکردی در دنیا فی الصراح ترتیل ہموار و آرمیدہ و پیدا خواندن
رتل بفتحتین سخن ہموار۔ فان منزلک عند آخر آیۃ تقرؤہا پس بدرستیکہ منزل تو نزد آخر آیتی ست کہ میخوانی آنرا۔
رواہ احمد والترمذی وابو داؤد والنسائی۔ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان الذی لیس فی جوفہ شیء من القرآن کالبیت الخرب۔ بدرستیکہ آن کسانی کہ نیست در درون
وی چیزے از قرآن ہمچو خانہ ویران ست کہ آدمی درون وے نیست و فی الصراح جوف درون شکم ظاہر
آن ست کہ مراد حفظ قرآن ست زیادہ بر ما یجوز بہ الصلوۃ و بعضی تعمیم کردہ اند و گفتہ اند حفظا او نظرا واللہ اعلم۔
رواہ الترمذی والدارمی وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح۔ وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول الرب۔ میگوید پروردگار تبارک و تعالی من شغلہ القرآن عن ذکری و مسئلتی۔ کسیکہ باز می دارد
او را قرآن از ذکر من و دعا و سوال من کہ در غیر قرآن ست۔ اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین۔ میدہم او را
بہتر و زیادہ تر از آنچہ میدہم سوال کنندگان را ظاہر آن ست کہ گفتہ شود ذکر کنندگان را ولیکن ہمچنین نگفت و
اکتفا بذکر سوال کردہ زیرا کہ ذکر نیز در حقیقت دعاست ولیکن بطریق کنایت و تعریض زیرا کہ ذکر کریم
و ثنائے وی در معنی سوال و طلب ست و در حدیث دیگر آمدہ است کسیکہ باز دارد او را ذکر من از سوال
من میدہم او را بہتر از آنچہ میدہم سوال کنندگان را پس ذکر افضل از دعا آمد و قرآن افضل از ہمہ ذکر و دعا
جزوے از قرآن ست و قرآن کل الکل ست و آنکہ بعضی از درویشان مرید آن اند بذکر مشغول میدارند و تلاوت
قرآن را چندگاہ موقوف گذارند مصلحت در وے آنست کہ ظہور اثر در ذکر اسرع و اظہر ست و حصول آن
در قرآن بطی ست اما بعد از حصول اتم و اکمل ست کہ زوال پذیر نیست بلکہ اثر و نتیجہ ذکر زود می آید و زود میرود
مگر آنکہ بسر حد ملکہ برسد و بفنائے تمام کشد کہ الفانی لا یرد الی اوصافہ و در قرآن دیر آیندہ و دیر پایندہ
کذا ذکر الشیخ الشہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ و نیز گفتہ است کہ طالب بقرآن و تلاوت آن
در نماز و غیر نماز بہر آرزوے کہ درین راہ دارد برسد۔ وفضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ

باچیزے از آب دہن و نفث کمتر از تفل فقرء فیہما پس میخواند آنحضرت در ہر دو کف دست قل ہو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس و مدلول کلمۂ خا در فقرأ اقتضاے آن می کند کہ قرارت بعد از نفث باشد و ظاہر آنست کہ برعکس باشد اول خواندن باشد پس از وے نفث پس بعضی میگویند کہ مراد بہ نفث ارادۂ نفث ست و بعضی میگویند فا اینجا بمعنی واو ست و بعضی میگویند تقدیم نفث بر قرأت برای مخالفت سحرۂ بطلہ است و نیز گفتہ اند کہ آن از سہو راوی یا کاتب است واللہ اعلم۔ ثم یمسح بہما ما استطاع من جسدہ۔ پستر مسح می کرد آنحضرت بہر دہ کف دست چیزے را کہ میتوانست از تن شریف خود یعنی تا آنجا کہ دست می رسید۔ یبدأ بہما علی راسہ و وجہہ آغاز می کرد بگذرانیدن ہر دو کف دست بر سر خود و روے مبارک خود۔ وما اقبل من جسدہ۔ و بچیزے کہ پیش ست از جسد شریف و بعد از وے بجانب دیگر یفعل ذلک ثلث مرات۔ می کرد این خواندن و دمیدن و مسح کردن را سہ بار و ہم در روایت عایشہ آمدہ است کہ آنحضرت در مرض اخیر گرفت ہر دو دست عایشہ را و خواند و دمید در دستہاے عایشہ و امر مے کرد بامر از ہر دو دست وی بجسد شریف خود و متفق علیہ و ستذکر حدیث ابن مسعود و سر انجام ست کہ ذکر کنیم حدیث عبد اللہ بن مسعود را کہ اولش این ست۔ لما اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و در وے ذکر عطای خواتیم سورۂ بقرہ است۔ فی باب المعراج ان شاء اللہ۔ در باب معراج کہ انسب ست بدان باب و در مصابیح در باب فضل القرآن مذکور ست

الفصل الثانی۔ عن عبد الرحمن۔ بن عوف رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلثۃ تحت العرش یوم القیمۃ۔ سہ چیز زیر عرش آمد روز قیامت کنایت ست از اختصاص این سہ بکمال قرب و اعتبار در درگاہ عزت بحیثیتی کہ ضائع نمی کند وی سبحانہ حق آنہا را و اجر کسی را کہ محافظت میکند بران و ترک نمی کند مجازات عاملان آنہا را چنانکہ حال مقربان درگاہ سلاطین ست۔ القرآن۔ یکی از ان سہ چیز قرآن ست یحاج العباد۔ کہ حجت میکند بندگان را گاہے حجت می کند براے نفع ایشان بجہت محافظت ایشان حقوق آنرا و گاہی بر ضرر ایشان در آنچہ ضائع کردند و اعراض نمودند از احکام و حدود وی۔ لہ ظہر و بطن۔ مر قرآن را ظاہریست و باطنی ظاہر آنچہ ہمہ مومنان شریک اند در فہم آن و عمل بدان و باطن آنچہ جز فہم خواص بدان نمیرسد اشارت ست بآنکہ ہر کس مطالب خود را مواخذ ست بقدر آنچہ رسیدہ است علم و فہم وی بقرآن عظیم۔ والامانۃ۔ دوم امانت ست و مراد بدان حفظ حقوق ناس ست و اموال و اعراض و دماے ایشان یا مخصوص باموال دارند کہ ودائع ست و متبادر بفہم از ذکر امانت آن ست والامانتی کہ در قول حق سبحانہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض اشارت بدان واقع شدہ شامل تمامۂ تکالیف و احکام ست۔ والرحم تنادی الا من وصلنی۔ سوم رحم ست آواز میدہد و فریاد می کند رحم و میگوید و انا و آگاہ باشید کسیکہ بہ پیوندد مرا و رعایت کند حق مرا وصلہ اللہ۔ بہ پیوندد او را لطف و کرم خدا و رعایت کند او را۔ ومن قطعنی قطعہ اللہ۔ و کسیکہ ببرد مرا و پیوند نہ کند

و بود آن مرد کہ چون امامت میکرد و میخواند قرآن مر یاران خود را در نماز کہ بایشان می گذارد و پس ختم میکرد قرأت را بہ قل ہو اللہ احد یعنی عادت وی آن بود کہ میخواند بعد از فاتحہ قل ہو اللہ احد کذا قال الطیبی و ظاہر ازان مینماید کہ تمام قرآن کہ فاتحہ و سورہ است میخواند و آخر آن قل ہو اللہ احد میخواند در ہر رکعت و از حدیث صحیح بخاری معلوم میشود کہ بعد از فاتحہ قل ہو اللہ احد میخواند پس از وی سورۂ میخواند پس گفتند اصحاب وے باوی کہ تو افتتاح میکنی باین سورہ و باز کفایت نمیکنی باین تا آنکہ سورۂ دیگر نیز میخوانی یا ہمین سورہ را بخوان یا این را بگذار و سورۂ دیگر بخوان گفت من این سورہ را ترک نمی کنم اگر شما دوست میدارید کہ امامت کنم شما را باین بکنید و اگر مکروہ می دارید می گذارم شما را و او را افضل قوم می دانستند و مکروہ می داشتند کہ جز وے امامت کند ایشان را۔ فلما رجعوا ذکروا ذلک للنبی۔ پس چون باز آمدند از انشکہ ذکر کردند آن قصہ مر پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقال۔ پس گفت آنحضرت۔ سلوہ لای شئی یصنع ذلک بپرسید او را از برائے چہ می کند آنرا یعنی التزام سورہ قل ہو اللہ احد را۔ فسالوہ۔ پس پرسیدند او را کہ برائے چہ میکنی۔ فقال۔ پس گفت آن مرد لانہا صفۃ الرحمن۔ از برائے آن میکنم کہ این سورہ صفت خدائے تعالیٰ ست۔ و انا احب ان اقرأ بہا۔ و من دوست می دارم کہ بخوانم او را۔ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبروہ ان اللہ یحبہ۔ خبر دہید او را کہ خدای تعالیٰ دوست می دارد او را و در روایت صحیح بخاری آمدہ است کہ آنحضرت از وے پرسید کہ چہ منع کرد ترا از انکہ نکنی انچہ امر بے کردند ترا یاران تو چہ داشت ترا با التزام این سورہ در ہر رکعت گفت بدرستیکہ من دوست می دارم این سورہ را فرمود آنحضرت دوست داشتن تو آنرا در آورد ترا در بہشت متفق علیہ و عن انس۔ ان رجلا قال۔ روایت ست از انس کہ مردے گفت۔ یا رسول اللہ انی احب ہذہ السورۃ۔ بدرستیکہ من دوست می دارم این سورہ را قل ہو اللہ احد۔ بیان سورہ است قال۔ گفت آنحضرت۔ ان حبک ایاہا ادخلک الجنۃ۔ بدرستیکہ دوست داشتن تو این سورہ را در آورد ترا در بہشت و مستحق آن گردانید۔ رواہ الترمذی و روی البخاری معناہ۔ روایت کرد بخاری معنی آنرا بلفظ دیگر چنانکہ ذکر کردیم۔ و عن عقبۃ۔ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الم تر آیات انزلت اللیلۃ۔ آیا نمی بینی و نمی شناسی آیتہا را کہ فرود فرستادہ شدہ است امشب مقصود تعجب و تعجیب ست از ان لم یر مثلہن قط۔ دیدہ و دانستہ نہ شدہ است مانند این آیات ہرگز در باب تعوذ زیرا کہ در ان پناہ میجوید از مکارہ ظاہر و باطن و جسمانی و روحانی بکمال مبالغہ و تاکید۔ قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس آن آیات این ست کہ این دو سورہ متضمن آن ست۔ رواہ مسلم و عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اوی الی فراشہ کل لیلۃ۔ بود آنحضرت وقتیکہ می آمد بسوے جامۂ خواب خود ہر شب۔ جمع کفیہ ثم نفث فیہما بہم می آورد ہر دو کف دست خود را پس بدمید در ہر دو کف دست نفخ و نفث و قلل دم کردن صرف بی آنکہ از آب دہن چیزے باوے باشد و نفل و میدمید

فقال - پس گفت جبرئیل عزم - هذا ملک نزل الی الارض لم ینزل قط الا الیوم - این فرشته ایست که فرود آمده است بسوی
زمین و فرود نیامده بود هرگز مگر امروز فسلم - پس سلام گفت آن فرشته - فقال ابشر بنورین اوتیتهما - پس گفت فرشته
بآنحضرت شاد شوید و بنورے که داده شده بتسمیه آن دو نور - لم یؤتهما نبی قبلک - داده نشد آن دو نور بهیچ پیغمبرے
پیش از تو - فاتحة الکتاب وخواتیم سورة البقرة - دو نور کدام ست یکی سورهٔ الحمد دیگر دو آیت که در آخر سورهٔ بقره اند از
آمن الرسول تا آخر سورهٔ - لن تقرأ بحرف منهما الا اعطیته - هرگز نخوانی بحرفے از فاتحة الکتاب وخواتیم سورهٔ بقره مگر آنکه داده شود
ثواب آن ترا یا اجابت کرده شود دعاهای که دران ست یعنی این عمل البته مقبول ست واین دعاها البته مستجاب اند
ومراد بحرف کلامهاست که در انها واقع اند مثل اهدنا وربنا لا تواخذنا وربنا ولا تحملنا وجز آن بر تقدیر معنی اول اگر حروف
که اجزای کلمات اند از حروف تهجی مراد دارند نیز درست ست چنانکه آمده است که هر حرف قرآن را اجری و ثوابی ست
رواه مسلم - وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الآیتان من آخر سورة البقرة -
روایت ست از ابی مسعود که نام وی عقبه بن عمرو بن ثعلبهٔ انصاری ست گفت گفت آنحضرت دو آیت ست
از آخر سورهٔ بقره - من قرأ بهما فی لیلة - کسیکه بخواند این دو آیت را در شبی - کفتاه - کفایت میکنند خواننده را
یعنی دفع میکنند از وے شر جن وانس را یا بسنده اند او را از باقی اوراد در شب اگر هیچ ورد دیگر نخواند کفایت
است متفق علیه - وعن ابی الدرداء - رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من حفظ عشر آیات
من اول سورة الکهف - کسیکه یاد گیرد و بخواند ده آیت از اول سورهٔ کهف - عصم عن الدجال - نگاه داشته میشود
از دجال مراد دجال معهود ست که در آخر زمان بر آید و مردم را در فتنه اندازد یا از هر کذاب تلبیس و دجل در لغت
کذب وخیانت وخداع وتلبیس ست - رواه مسلم - ودر روایت ترمذی هم از ابی الدرداء سه آیت نیز آمده است
چنانکه در فصل ثانی بیاید وعنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ایعجز احدکم ان یقرأ فی لیلة ثلث القرآن - آیا
ناتوانی میکند یکی از شما از آن که بخواند در شبی سه یک قرآن را - قالوا - گفتند صحابه - کیف یقرأ ثلث القرآن - چگونه
خواند یکی از ما ثلث قرآن را در شب که خالی از عسرتی نیست خصوصاً اگر هر شب میفرمائی با وجود اوراد دیگر و اداے
حق نفس و زوجه که امر ست برعایت آن - قال قل هو الله احد یعدل ثلث القرآن - فرمود این سوره برابر ست
ثلث قرآن را در ثواب و فضیلت بطریق الحاق ناقص بکامل و وی سبحانه بفضل خود تضاعیف ثواب آنرا بمرتبه
اصل ثواب قرأت ثلث قرآن میرساند و گفته اند که قرآن را قصص است از احکام و توحید و قل هو الله احد مشتمل ست
بر توحید - رواه مسلم ورواه البخاری - عن ابی سعید وعن عائشة - رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم
بعث رجلا علی سریة - روایت ست از عائشه که آنحضرت فرستاد مردی را بر لشکرے و سریه بفتح سین و تخفیف
را و تشدید تحتانیه پاره از لشکر یعنی فوجے که بجاے فرستند نه لشکر عظیم - وکان یقرأ لاصحابه فی صلوتهم فیختم بقل هو الله احد

می گیرد طعام ہر دو کف دست خود - فاخذته - پس گرفتم اورا - فقلت لارفعنک الی رسول اللہ پس گفتم من ہر آئینہ
می بردارم وی ترا بسوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قال دعنی فانی محتاج وعلی عیال لا اعود - گفت بگذار
مرا پس بدرستیکہ من محتاجم ام وبر من بار عیال ست باز نمی آیم - فرحمته فخليت سبيله فاصبحت فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یا اباہریرہ ما فعل اسیرک البارحة قلت یارسول اللہ شکی احاجة شدیدة وعیالا فرحمته فخليت سبيله فقال اما انه قد كذبك
وزود گفت در دعوی احتیاج وعیال وباز ماندن - وسیعود فرصدته فجاء یحثو من الطعام فاخذته فقلت لارفعنک
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہذا آخر ثلث مرات - وانک تزعم لا تعود ثم تعود -
بدرستیکہ تو میگوئی کہ باز نمی آئی تو بیشتر باز می آئی - قال - گفت - دعنی - بگذار مرا - اعلمک کلمات ینفعک اللہ بها -
تعلیم کنم ترا کلماتی کہ سود کند ترا خدای تعالی بآن کلمات - اذا اویت الی فراشک فاقرأ آیة الکرسی - چون پناہ گیری
بیائی تو بسوی جائہ خواب خود پس بخوان آیة الکرسی کہ - اللہ لا الہ الا ہو حتی تختم الآیة فانک لن یزال علیک من اللہ حافظ - پس بدرستیکہ
ہمیشہ می باشد بر تو از جناب خدا نگاہبانی - ولا یقربک شیطان - ونزدیک نمی آید ترا شیطان از جن وانس
حتی تصبح - تا آنکہ صبح میکنی - فخليت سبيله - پس رہا کردم او را وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بابی ہریرہ امر نفرمود
بود کہ او را رہا نمی کنی والبتہ پیش ما می آری پس رہا کرد او را ومیگوید ابو ہریرہ - فاصبحت - پس صبح کردم و
نزد آنحضرت آمدم - فقال لی رسول اللہ - پس گفت مرا پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم ما فعل اسیرک - چہ شد
اسیر تو - قلت - گفتم - زعم انه یعلمنی کلمات ینفعنی اللہ بها - گفت کہ وی تعلیم می کند مرا کلماتی کہ سود میدہد مرا خدای تعالی
بسبب آن کلمات - قال - گفت آنحضرت - اما انه قد صدقک - آگاہ باش کہ وی بہ تحقیق راست گفتہ است آنچہ گفتہ
است از خاصیت آیة الکرسی وہمچنین ست خاصیت این آیت کہ وی خبر داده - وہو کذوب - ودی در سائر
اعمال خود دروغ گوست تعلم من تخاطب منذ ثلث لیال - میدانی تو اے ابو ہریرہ با کہ خطاب میکنی وبا کہ سخن میگوئی
درین مدت سہ شب - فقلت لا - گفتم نمی دانم - قال ذاک شیطان - فرمود آن شیطانی از شیاطین ست کہ برای تلبیس
صدقات واخلال بمحل خیر آمده بود - رواہ البخاری - وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال بینما جبرئیل
قاعد عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم - در اثنای آنکہ جبرئیل ہم نشستہ است نزد آنحضرت - اذ سمع نقیضا من فوقه -
ناگاہ شنید جبرئیل عزم یا آنحضرت آوازی را از بالائے خود نقیض بقاف وضاد معجمہ آواز مانند آواز کوبیدن
وبالان باشد اول مناسب ترست بفتح - فرفع رأسه - پس بر داشت جبرئیل سر یا آن حضرت سر خود را فقال -
پس گفت جبرئیل عزم - ہذا باب من السماء فتح الیوم - این دری ست از آسمان کشاده شده امروز - لم یفتح قط
الا الیوم - وگشاده نشده آن در ہرگز مگر امروز - فنزل منه ملک - پس فرود آمد از راه آن در فرشته واین کلام راوی

قرآن - تقدمه - بضم دال - سورة البقرة وآل عمران - پیشوای کند قرآن را سورهٔ بقره و سورهٔ آل عمران - کانهما غمامتان
گویا این دو سوره دو ابرند - او ظلتان سوداوان - یا دو سائبان سیاه و صف سیاهی از جهت ازدحام و تراکم
و برهم نشستن بعضی بر بعضی ست - بینهما شرق - در میان این دو سوره فرجه و فرق ست از جهت فصل و تمیز به تسمیه
و شرق در اصل شگافتن گوش گوسفند و بعضی شرق اینجا بمعنی اشراق و درخشندگی گیرند و آن نیز نور تسمیه است
او کانهما فرقان من طیر صواف تحاجان عن صاحبهما رواه مسلم - وعن ابی بن کعب - قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم یا ابا المنذر - بضم میم و سکون نون و کسر ذال معجمه کنیت ابی بن کعب ست - اتدری ای آیة من
کتاب الله معک اعظم - می دریابی کدام آیت ست از کتاب خدا با تو بزرگ تر - قلت - گفتم - الله و رسوله اعلم -
خدا و رسول خدا داناتر ست - قال - باز گفت آن حضرت یا ابا المنذر اتدری ای آیة من کتاب الله معک اعظم
قلت - این بار گفتم بزرگتر آیت از کتاب خدا - الله لا اله الا هو الحی القیوم - یعنی آیت الکرسی - قال - گفت ابی بن
کعب - فضرب فی صدری - پس زد آنحضرت دست بر سینهٔ من و در بعضی نسخ بیده صریحا مذکور ست - وقال لیهنک
العلم - و گفت آنحضرت گوارا باد ترا علم - یا ابا المنذر - مدح کرد آنحضرت ابی بن کعب را بدریافت آنکه بزرگتر
آیة الکرسی ست اگرچه آن دریافت بتصرف و القای آنحضرت بود یهنک بفتح تحتانیه و سکون ها و کسر نون و در بعضی نسخ
یهنک بهمزه و اصل همین ست و یهنک تخفیف آن ست - رواه مسلم - وعن ابی هریرة - قال وکلنی رسول الله
گفت ابو هریره وکیل گردانید مرا پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم بحفظ زکوة رمضان - بنگاه داشتن زکوة رمضان که مراد صدقهٔ فطر ست که بوی
رضی الله عنه سپردند تا وقت دیگر میان فقرا بخش کنند - فاتانی آت - پس آمد مرا آینده یعنی شخص آمد فجعل یحثو من الطعام پس شروع
کرد آن شخص آینده که میگرفت بهر دو دست از آن طعام که صدقهٔ فطر بود - فاخذته - پس گرفتم من آن شخص را و قلت لارفعنک الی
رسول الله و گفتم هر آینه میدارم ترا و می برم بسوی پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم چنانچه خصم را نزد حاکم می برند قال گفت آن شخص
انی محتاج و علی عیال بدرستیکه من فقیرم و بر گردن من بار عیال ست - ولی حاجة شدیدة - و مرا حاجتی سخت ست - قال -
گفت ابو هریره - فخلیت عنه - پس رها کردم او را - فاصبحت - پس صبح کردم و نزد پیغمبر رفتم - فقال النبی
پس گفت پیغمبر صلی الله علیه وسلم یا ابا هریرة ما فعل اسیرک البارحة - چه شد بندی وی شب تو - قلت
گفتم - یا رسول الله شکی حاجة شدیدة و عیالا - گله کرد حاجت سخت را و عیال را - فرحمته و خلیت عنه پس مهربانی
کردم او را و رها کردم او را - قال اما انه قد کذبک - گفت آنحضرت آگاه باش که وی تحقیق دروغ گفته است
بتو در قول او که من محتاجم و عیال دارم و حاجت سخت دارم - وسیعود - و نزدیک ست که باز آید فعرفت
انه سیعود - پس دانستم من که وی باز می آید - لقول رسول الله از جهت گفتن پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم
انه سیعود که وی باز می آید - فرصدته - پس منتظر نشستم او را - فجاء یحثو من الطعام - پس آمد در حالی که

قال گفت آنحضرت اعظم سورہ از قرآن ۔ الحمد للہ رب العالمین ہے السبع المثانی ۔ این سورہ سبع مثانی ست والقرآن العظیم الذی اوتیتہ ۔ واین سورۂ قرآن عظیم ست کہ دادہ شدہ است مرا اشارت ست بقول حق سبحانہ وتعالی ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم یعنی بتحقیق دادیم ترا ای محمد ہفت آیت کہ مکرر میشود در نماز قرارت دے یا ثنا کردہ شدہ است بران بفصاحت واعجاز وثنا گوینده است بر خدا بچیزے کہ وی سبحانہ اہل آنست کہ مراد بدان فاتحہ است وداديم ترا قرآن عظیم مراد بآن نیز فاتحہ است ومبالغہ فرمود کہ قرآن عظیم ہمین ست وجزو اعظم قرآن ست وتحقیقہ فی کتب التفسیر ۔ رواہ البخاری ۔ ودر حدیث ترمذی از ابی ہریرہ آمدہ است کہ این قصہ نسبت بابے بن کعب ست وعن ابی ہریرۃ ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا بیوتکم مقابر ۔ نگردانید خانہای خود را خالی از ذکر وتلاوت وعبادت مثل مقبرہا کہ مانند مردہ در وی افتادہ باشد بعد آن ذکر کرد چیزے کہ افضل وانفع ست مر بیوت واہل آنرا کہ تلاوت قرآن ست وفرمود ۔ ان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرء فیہ سورۃ البقرۃ ۔ بدرستیکہ شیطان میگریزد از خانہ کہ خوانده میشود در وی سورۂ بقرہ ۔ رواہ مسلم ۔ وعن ابی امامۃ ۔ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اقرءوا القرآن ۔ گفت ابو امامہ شنیدم کہ می گفت آن حضرت بخوانید قرآن را ۔ فانہ یاتی یوم القیمۃ شفیعا لاصحابہ ۔ پس بدرستیکہ قرآن می آید روز قیامت شفاعت کنندہ مر تلاوت کنندگان خود را کہ ملازمت می کنند بر آن ۔ اقرءوا الزہراوین ۔ بخوانید دو سورہ روشن وتابان تر وتازہ را ۔ البقرۃ وسورۃ آل عمران ۔ آن دو سورہ کدام اند سورۂ بقر وسورۂ آل عمران فانہما تاتیان یوم القیمۃ کانہما غمامتان ۔ پس بدرستیکہ آن دو سورہ می آیند روز قیامت گویا کہ آن دو سورہ دو ابر ند غمام ابر ودر قاموس گفتہ غمام ابر سفید ۔ او غیایتان ۔ بدو یاے تحتانیہ ہر چہ سایہ کند بالاے سر ابر وجز آن ۔ او فرقان من طیر ۔ یا دو جماعت از طیر اند ۔ صواف ۔ صف زدہ وفرق بکسر فاو سکون راء اصل گلہ گوسفند مراد تشبیہ بہ یکی ازین سہ چیز ست ۔ تحاجان عن اصحابہما ۔ ودر حالیکہ حجت می کنند از جانب خوانندگان خود وملازمت کنندگان خود با تخصیص کردن بقبول سورۂ بقرہ وفرمود ۔ اقرءوا سورۃ البقرۃ ۔ بخوانید سورۂ بقرہ را ۔ فان اخذہا برکۃ ۔ پس بدرستیکہ گرفتن این سورۂ برکت وسبب مزید نعمت وسعادت ست ۔ وترکہا حسرۃ ۔ وگذاشتن آن سبب دریغ وپشیمانی ست ۔ ولا یستطیعہا البطلۃ وتوانائی ندارند اخذ آنرا اہل بطالت وکسالت وگاہی ببطلہ ساحران فاجران نیز مرادی افتد ۔ رواہ مسلم ۔ وعن النواس ۔ بفتح نون وتشدید واو ۔ بن سمعان ۔ بفتح سین مہملہ وکسر آن صحابی ست ساکن شام ۔ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یؤتی بالقرآن یوم القیمۃ واہلہ ۔ گفت شنیدم آنحضرت را کہ می گفت آورده میشود قرآن روز قیامت واہل قرآن ۔ الذین کانوا یعملون بہ ۔ آن کسانیکہ بودند کہ عمل میکردند باحکام

میخواندی تمام شب ہر آئینہ صبح ی کردند آن فرشتگان در حالی کہ نظری کردند مردم بسوی آنہا و ہم میدیدند لاتتواری منہم - پوشیدہ نمی شدند آن فرشتگان از آدمیان متفق علیہ و اللفظ للبخاری و فی مسلم - و در صحیح مسلم واقع شدہ است لفظ - عرجت فی الجو - بالا رفت آن ظلہ در ہوا میان آسمان و زمین جو بفتح جیم و تشدید واو میان آسمان و زمین و کشادگی وادے - بدل فخرجت علی صیغۃ المتکلم - بجاے لفظ فخرجت بصیغۂ متکلم کہ در روایت اولی واقع شدہ است - وعن البراء - قال کان رجل یقرء سورۃ الکہف - و گفت براء بن عازب کہ از مشاہیر صحابہ است بود مردے کہ میخواند سورۂ کہف را - و الی جانبہ حصان - و در پہلوی وے اسپی بود و حصان بکسر حاء مہملہ نر اصیل - مربوط بشطنین - بستہ شدہ بود آن اسپ بدو رسن شطن بشین معجمہ و طاء مہملہ ہر دو مفتوح رسن یا رسن دراز را گویند - فتغشتہ سحابۃ - پس پوشید آن اسپ را و آمد بر بالاے وی ابرے - فجعلت تدنو و تدنو پس گشت آن ابر کہ نزدیک شدہ می آید و می آید - و جعل فرسہ تنفر - و گشت اسپ وے کہ می گریزد و تنفر بتاء و یا ہر دو در روایت ست و فرس مذکر و مونث ہر دو آید فلما اصبح اتی النبی - پس چون صبح کرد آمد آن مرد نزد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لہ - پس ذکر کرد آن واقعہ را برائے آنحضرت - فقال تلک السکینۃ - پس گفت آنحضرت کہ آن سکینہ است - تنزلت بالقرآن - کہ فرود آمدہ است بسبب قرآن سکینہ بمعنی آرامش و آہستگی و بمعنی رحمت آید و آنچہ حاصل گردد بوے آرام و سکون و صفاے قلب و بہر و ظلمت نفسانیت و فرود آرد فیاے رحمانیت و حضور ذوق و غنیمت و گاہے صورت گیرد بصورت ابر و مانند آن و کلام در وے در فصل اول از کتاب العلم زیادہ برین گذشتہ است فقد برء متفق علیہ - وعن ابی سعید - بن معلی - بضم میم و فتح عین و تشدید لام صحابی انصاری مدنی ست - قال کنت اصلی فی المسجد - گفت بودم من کہ نماز میکردم در مسجد - فدعانی النبی - پس خواند مرا پیغمبر - صلی اللہ علیہ وسلم فلم اجبہ حتی صلیت - پس جواب ندادم من آنحضرت را تا آنکہ نماز گزاردم - ثم اتیتہ - پس آمدم نزد آنحضرت بعد از تمام کردن نماز - فقلت - پس گفتم بقصد اعتذار نداد ن جواب - یا رسول اللہ انی کنت اصلی - بدرستیکہ من بودم کہ نماز میکردم باین سبب جواب ندادم - قال گفت آنحضرت الم یقل اللہ - آیا نگفتہ است خدای تعالی - استجیبوا للہ و للرسول اذا دعاکم - پاسخ دہید مر خدا را و رسول را وقتیکہ بخواند رسول خدا شما را و طاعت کنید فرمان او را کہ خواندن او از جانب حق ست و طاعت او طاعت حق - ثم قال - پس گفت آن حضرت - الا اعلمک اعظم سورۃ فی القرآن - آیا تعلیم نکنم و ندانانم ترا بزرگترین سورۂ کہ در قرآن ست - قبل ان تخرج من المسجد - پیش از آنکہ بیرون آئی از مسجد - فاخذ بیدی پس گرفت دست مرا - فلما ار دنا ان نخرج - پس ہنگامی کہ خواستیم کہ بیرون آئیم - قلت - گفتم - یا رسول اللہ انک قلت لاعلمنک اعظم سورۃ من القرآن - بدرستیکہ تو گفتی کہ ہر آئنہ بدانانم ترا بزرگترین سورۂ از قرآن

از اعتقادے کہ مومن در دل وارد داشتہ باشد و عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یرفع بہذا الکتاب اقواما و یضع بہ آخرین - بدرستیکہ خدای تعالی بلند مرتبہ میگرداند باین کتاب یعنی قرآن گروہی را کہ ایمان آوردند بوی و عمل کردند بدان و تلاوت می کنند آنرا و اخلاص می ورزند دران و پست می گرداند بوی گروہی دیگر را کہ بر خلاف آن باشند - رواہ مسلم - و عن ابی سعید الخدری ان اسید - بضم ہمزہ و فتح سین مہملہ - بن حضیر - بضم حاء مہملہ و فتح ضاد و بعجمہ صحابی انصاری ست از نقبای انصار کبیر الشان از افاضل ناس برداشت عمر بن الخطاب جنازۂ او را و نماز گزارد بر وی و دفن کردہ شد بہ بقیع بہ سنۃ عشرین و قیل احدی و عشرین - قال - گفت - بینما ہو یقرء من اللیل سورۃ البقرۃ - در اثنای آنکہ وی میخواند در شب سورۂ بقرہ - و فرسہ مربوطۃ عندہ - و اسپ وی بستہ شدہ بود نزد وی - اذ جالت الفرس - ناگاہ بجہید اسپ فی المصراح جولان گرد و برآمدن - فسکت - پس خاموش گشت اسید و ترک کرد خواندن را - فسکنت پس ساکن شد اسپ و آرام گرفت از جولان - فقرء - پس باز خواند اسید - فجالت - پس باز جولان کرد اسپ فسکنت فسکنت - پس باز خاموش گشت اسید پس آرامید اسپ - ثم قرء - پس قرار - پس خواند - فجالت الفرس - پس جولان کرد اسپ سہ بار ہمچنین واقع شدہ - فانصرف - پس برگشت اسید از قرارت و گذاشت قرارت را - و کان ابنہ یحیی قریبا منہا - و بود پسر اسید کہ نامش یحیی بود نزدیک باسپ - فاشفق ان تصیبہ - پس ترسید اسید بر سد اسپ پسرش را و آزار رساند او را - و لما اخرہ رفع رأسہ الی السماء - و چون پس انداخت اسید پسر را و دور افگند از اسپ بر داشت سر خود را بجانب آسمان - فاذا مثل الظلۃ - پس ناگاہ چیزہا بدید مانند سایبان فیہا امثال المصابیح - و در ان ظلہ امثال چیزہاست مانند چراغہا - فلما اصبح حدث النبی - پس چون صبح کرد ابن حضیر خبر کرد پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم بقال - پس گفت آن حضرت مکرر دو بار - اقرء یا ابن حضیر اقرء یا ابن حضیر - بخوان ای پسر حضیر و مراد دوام و استمرار ست بر قرارت - قال - گفت اسید بن حضیر بجہت اعتذار از انصراف و گذاشتن قرارت - فاشفقت - پس ترسیدم من - یا رسول اللہ - و در نسخہ اشفقت بی فا - ان تطا یحیی - از انکہ پایمال کند اسپ یحیی را - و کان منہا قریبا - و بود یحیی از اسپ نزدیک - فانصرفت الیہ - پس برگشتم من بسوی یحیی - و رفعت رأسی الی السماء - و بر داشتم سر خود را بسوی آسمان - فاذا مثل الظلۃ فیہا امثال المصابیح پس ناگاہ دیدم مانند سایبان ست کہ در وی مانند چراغہاست - فخرجت حتی لا اراہا - پس بیرون آمدم من از جای خود تا آنکہ نمی بینم من آنہا را - قال - گفت آنحضرت - و تدری ما ذاک - و می دانی یا ابی کہ چیست انچہ می بینی تو مانند ظلہ و مصابیح - قال لا - گفت اسید و نمی دانم کہ چیست آن - قال - گفت آنحضرت - تلک الملائکۃ دنت لصوتک آن فرشتگانند کہ نزدیک شدند از جہت آواز تو کہ قرآن میخواندی و لو قرأت لاصبحت ینظر الناس الیہا - و اگر

ملائکہ اند کہ انتساخ می کنند کتب سماویہ را از لوح محفوظ و میانجی میشوند میان خدا و رسل وی یا انبیا اند کہ انتساخ فرمایند وحی را و سفیر اند میان خدا و امت یا مراد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اند کہ اول انتساخ قرآن ایشان کردند یا فرشتگان کہ اعمال بندگان مینویسند و کرام جمع کریم و بررہ جمع بار بمعنی نیکوکار۔ والذی یقرء القرآن و یتتعتع فیہ وہو علیہ شاق لہ اجران۔ و آن کسیکہ میخواند قرآن را و در نمیماند در خواندن آن قرآن و خوب نمیرود زبان او در آن و بزور میخباند زبان را و خواندن قرآن بر وے دشوار ست مر او را دو اجر ست یکی اجر قرارت و دوم اجر مشقت اگرچہ ماہر افضل و اکمل ست اما از حیثیت تعب و مشقت این را نیز فضیلتی و اجری ثابت ست مقصود تسلی و تشفی طالب ست بہ مشقت و ریاضت فافہم۔ متفق علیہ و عن ابن عمر۔ رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا حسد الا علی اثنین۔ نیست جای رشک بردن مگر بر دو کس۔ رجل آتاہ اللہ القرآن۔ یکی مردی کہ دادہ است او را خدای تعالی قرآن را۔ فھو یقوم بہ آناء اللیل و آناء النہار۔ پس آن مرد بہ میخیزد بقرآن و میخواند آن را در ساعات شب و ساعات روز۔ و رجل آتاہ اللہ مالا فھو ینفق منہ آناء اللیل و آناء النہار۔ دوم مردے کہ دادہ است او را خدای تعالی مالی پس آن مرد انفاق می کند از ان مال در ساعات شب و ساعات روز۔ متفق علیہ۔ در کتاب العلم مثل این حدیث در فضیلت علم گذشت و بتحقیق مآل ہر دو یکی ست چہ علم قرآن ست و علوم احکام ہمہ مستفاد از و ست لیکن اینجا این فضیلت تلاوت قرآن را اثبات کردہ و آن نیز مفید علم ست فافہم۔ وعن ابی موسیٰ۔ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل المؤمن الذی یقرء القرآن مثل الاترجۃ۔ قصہ و حال مسلمانی کہ میخواند قرآن را ہمچو حال اترجہ است بضم ہمزہ و سکون تا و ضم راء و تشدید جیم و اترج بی تا ترنجہ و ترنج نیز میگویند و ترنجہ در روایت نیز آمدہ میوہ معروفی ست کہ جامع ست میان طیب طعم و طیب رائحہ چنانچہ فرمود۔ ریحھا طیبۃ و طعمھا طیب۔ بوے وی خوش و مزہ وے خوش ست و ہمچنین مؤمن کہ میخواند قرآن را لذت میگیرد و ازان و منعکس میگردد و از وے اشعۂ انوار قدس و وصول می یابد بدیگران۔ و مثل المؤمن الذی لا یقرء القرآن مثل التمرۃ لا ریح لھا و طعمھا حلو۔ و حال مسلمانی کہ نمیخواند قرآن را ہمچو حال خرما ست کہ نیست بوے مر او را و مزہ وے شیرین ست۔ و مثل المنافق الذی لا یقرأ القرآن مثل الحنظلۃ لیس لھا ریح و طعمھا مر۔ و حال منافقی کہ نمیخواند قرآن را ہمچو حنظل ست کہ نیست مر او را بوی و مزہ وے تلخ ست۔ و مثل المنافق الذی یقرأ القرآن مثل الریحانۃ ریحھا طیب و طعمھا مر۔ و حال منافقی کہ میخواند قرآن را ہمچو حال ریحان ست کہ بوے وے خوش ست و مزہ وی تلخ ست۔ متفق علیہ و فی روایۃ۔ و در روایتے این چنین آمدہ است۔ المؤمن الذی یقرأ القرآن و یعمل بہ کالاترجۃ و المؤمن الذی لا یقرأ القرآن و یعمل بہ کالتمرۃ۔ و درین روایت و یعمل بہ زیادت کردہ و در روایت اول اکتفا بعنوان مؤمن نمود کہ مستلزم عمل ست و احتمال دارد کہ طعم کنایت

وشتران در وی فروخته میشد فیاتی بناقتین کوماوین - پس بیارد دو ناقه بزرگ کوهان را بفتح کاف وسکون واو ناقه بزرگ کوهان
فی غیر اثم ولا قطع رحم - بی ارتکاب معصیت مثل سرقه وغصب وبی بریدن قرابت که واجب ست پیوند بدان
این تخصیص بعد تعمیم ست که از اشد انواع معصیت ست - فقلنا پس گفتیم ما - یا رسول الله کلنا نحب ذلک
همه ما دوست می داریم آنرا ودر روایتی یحب بتحتانیه - قال - گفت آن حضرت افلا یغدو احدکم الی المسجد - آیا پس
بامداد نمی کند یکی از شما به سوی مسجد فیعلم پس تعلیم کند وبداناند - او یقرأ آیتین من کتاب الله - یا بخواند دو آیت
از کتاب خدا ودر بعضی نسخ فیعلم به تخفیف از علم وبرین تقدیر کلمه او برای شک یا تنویع ست - خیر له من ناقتین
این تعلیم دو آیت وخواندن آن بهتر ست مر او را از دو ناقه - وثلث خیر له من ثلث - وسه آیت بهتر ست مر او را از
سه ناقه - واربع خیر له من اربع - وچهار آیت بهتر ست از چهار ناقه - ومن اعدادهن من الابل - وهمچنین اینها بهتر اند
از اعداد خود از شتران یعنی پنج وشش آیت بهتر ست از پنج وشش وعلی هذا القیاس وابل اسم جنس است
شامل نر وماده ونر را جمل گویند وماده را ناقه چنانکه انسان مردم را هم گویند وزن را هم ومرد را رجل وزن را امرأة
گویند اگر گویند که آیتی از قرآن بهتر ست از دنیا وهرچه در دنیاست شتران چه قدر دارند که بر آنها تفضیل
نهند وبیان فضل قرآن بآن کنند جوابش آن ست که حقیقت مراد آن ست که اشتغال بامر دین بهتر ست
از آنچه محنت ومشقت می کشند در آن از طلب رزق غایت آنکه بیان کرد آن را به مثالی خاص ومخصوص گردانید
بناقه کوهان از جهت بودن آنها از خیار اموال عرب یا مراد آن ست که تعلم قرآن واشتغال بامر دین در امر معاش
نیز نافع وموجب مزید خیر وبرکت ست وبیشتر از اشتغال به تحصیل اسباب دنیاست بحکم ومن یتق الله یجعل له مخرجا
ویرزقه من حیث لا یحتسب ودر امر معاد خود چه گویند که تمامه دنیا وما فیها در جنب او محو ومتلاشی ست فافهم
وبالله التوفیق - رواه مسلم - وعن ابی هریرة - رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
ایحب احدکم اذا رجع الی اهله ان یجد فیه ثلث خلفات عظاما سمانا - گفت آن حضرت آیا دوست می دارد یکی از شما
چون باز گردد به سوی اهل خانه خود که بیابد در وی سه ناقه آبستن بزرگ فربه وخلفات جمع خلف بفتح خای معجمه
وکسر لام ناقه آبستن - قلنا نعم - گفتیم ما آری دوست می داریم آنرا - قال - گفت آن حضرت - فثلث آیات یقرء بهن
احدکم فی صلوته خیر له من ثلث خلفات عظام سمان - پس سه آیت که بخواند آنها را یکی از شما در نماز خود بهتر ست مر او را
از سه ناقه آبستن بزرگ فربه وبهمین قیاس این حدیث نیز در معنی حدیث اول ست - رواه مسلم - وعن عائشة
رضی الله عنها الماهر بالقرآن مع السفرة الکرام البررة - زیرک ونیکو دریابنده واوستاد در قرآن بحفظ وتجوید
با ملائکه وانبیاست که بزرگانند ونیکوکار یعنی در دنیا عامل ست به عمل ایشان ودر آخرت رفیق ایشان ست
وسفره جمع مسافر بمعنی کاتب مشتق از سفر بمعنی کتاب یا بمعنی سفیر مشتق از سفارت بمعنی میانجی شدن ومراد

وچار پایه را عربان سریر میگویند و در بعضی نسخ او یوضع بکلمه او - وراء اسطوانة التوبة - انداخته میشد فراش و سریر وی پس یا پیش ستون مسجد که آن را اسطوانه توبه میگویند که ابو لبابه انصاری خود را بران بربسته بود تا توبه او قبول افتاد و قصه آن در کتب سیر و احادیث مسطور و مذکور ست و اسطوانه بضم همزه و سکون سین بمعنی ستون ست -

رواه ابن ماجة وعن ابن عباس - رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فی المعتکف - روایت ست از ابن عباس رضی که آنحضرت گفت در حق معتکف - هو یعتکف الذنوب - معتکف منع کرده میشود و باز داشته میشود از گناهان - ویجزی له من الحسنات کعامل الحسنات کلها - وجزا داده میشود مر معتکف را از حسنات عبادات که فوت میشود او را به سبب اعتکاف مثل عیادت مریض و نماز جنازه و زیارت اخوان و جزا آن مثل عامل حسنات همه و یجری برا نیز روایت کرده اند از اجرا - رواه ابن ماجة

کتاب فضائل القرآن

فضائل جمع فضیلت مشتق از فضل ضد نقص و قرآن مشتق ست از قرارت یا از قرآن که بمعنی جمع و ضم ست و در قرآن قصص و امر و نهی و وعد و وعید و سور و آیات جمع شده و بیکدیگر منضم گشته و صاحب صحاح و قاموس او را در قرارت آورده اند نه در قرآن و هو الظاهر -

الفصل الاول - عن عثمان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیرکم من تعلم القرآن وعلمه - بهترین شما کسی ست که آموخت قرآن را و آموزانید آن را و گفته اند که مراد آنست که از جمله بهترین ست زیرا که خیریت در غیر معلم و متعلم نیز وارد شده است و نووی در فتاوای خود گفته است اگر قدر واجب از قرآن تعلم کرده پس تعلم وی و تعلم فقه برابر ست و در زیاده بر واجب فقه افضل ست از ان و پوشیده نماند که این بر تقدیری ست که مراد تعلم و تعلیم کلمات قرآن باشد و الا تعلم فقه نیز از لوازم و توابع قرآن ست و خود در زمان نبوت علم فقه همین قرآن بود و احادیث نبوی تفسیر آن میکرد و لهذا در باب امامت اقراء صحابه را اعلم ایشان داشته اند فتدبر - رواه البخاری

وعن عقبة بن عامر - صحابی ست که احوال او در مواضع نوشته شده است - قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم ونحن فی الصفة - گفت بیرون آمد آنحضرت و ما در صفه بودیم بضم صاد و تشدید فا مراد صفه مسجد ست و آن موضعی بود که سقف داشت پیش مسجد و بعضی گفته اند که آن مسجد قدیم بود که قبله آن بجانب بیت المقدس بود و بعد از نسخ آن قبله او را همانجا گذاشتند و فقرای صحابه که ایشان را اصحاب صفه می گفتند در انجا میبودند - فقال پس گفت آنحضرت ایکم یحب ان یغدو کل یوم الی بطحان - کدام یکی از شما دوست می دارد که بامداد کند هر روز به سوی بطحان بضم با و سکون طای مهمله - او العقیق یا بسوی عقیق شک راوی ست نام دو موضع ست بمدینه که آنجا بازار بود

این حدیث آن می دارند کہ آنحضرت شب در مسجد می درآمد و چون نماز صبح می گزارد در حجرہ کہ می ساختند برای وے می درآمد و منقطع میشد از خلق و منفرد می گشت و مراد بمعتکف آن حجرہ ایست کہ از حصیر و مانند آن برای اعتکاف او میساختند چنانکہ در حدیث صحیح آمدہ است پس ابتدای اعتکاف از وقت مغرب میبود و تخلی و انفراد وقت صبح۔

وعنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعود المریض وہو معتکف۔ و ہم از عائشہؓ روایت ست کہ گفت بود آنحضرت کہ باز پرس میکرد بیمار را و حال آنکہ آنحضرت معتکف بود۔ قیمر کما ہو۔ پس میگذشت آنحضرت گذشتنی مثل ہیئتی کہ وی بران بود۔ فلا یعرج پس میل نمیکرد بسوی جانبی دیگر و نمی ایستاد در ہمان گذشتن و میرفت و می پرسید و تعریج اقامت و میل از راہ بجانبی۔ یسال عنہ۔ می پرسید از حال بیمار این بیان عبادت ست طیبی گفتہ کہ نزد ائمہ از جملہ آن ست کہ چون بیرون آمد معتکف برای قضای حاجت و اتفاق افتاد او را عیادت مریض و صلوۃ بر جنازہ پس میل نکند و منحرف نگردد از طریق و ایستادہ نشود زیادہ بر قدر نماز باطل نمیشود اعتکاف و اگر انحراف کند و زیادہ بایستد باطل گردد و حسن و نخعی گفتہ کہ جائز ست مر معتکف را بیرون آمدن برای نماز جمعہ و عیادت مریض و صلوۃ جنازہ انتہی۔ رواہ ابو داؤد و عنہا قالت السنۃ علی المعتکف ان لا یعود مریضا و لا یشہد جنازۃ۔ و ہم از عائشہ آمدہ است کہ گفت سنت بر معتکف آن ست کہ عیادت نہ کند مریض را و حاضر نشود نماز جنازہ را مگر بآن صفت کہ گفتہ شد۔ ولا یمس المرأۃ ولا یباشرہا۔ و مساس نکند زن را و مباشرت نکند او را مس سودن بدست و مباشرت نیز ہمین معنی ست و بشرہ روی پوست مردم و گفتہ اند کہ مراد بمس مجامعت ست و وی مبطل ست اعتکاف را باتفاق و مباشرت در غیر فرج بعضی گفتہ اند مبطل ست و بعضی گویند مبطل نیست و بعضی میگویند اگر انزال کند مبطل ست و اگر انزال نکند مبطل نیست و در ہدایہ گفتہ است اگر جماع کرد در غیر فرج و انزال کرد یا بوسہ داد یا لمس کرد و انزال کرد باطل میگردد اعتکاف وی زیرا کہ این در معنی جماع ست تا آنکہ فاسد میگردد بوے روزہ و اگر انزال نکند فاسد نمی گردد اگرچہ حرام ست۔ ولا یخرج لحاجۃ الا لما لا بد منہ۔ و بیرون نیاید معتکف برای حاجتی و کارے مگر برای حاجتیکہ چارہ نیست از آن چنانکہ حاجت انسانی۔ ولا اعتکاف الا بصوم۔ و روا نیست اعتکاف مگر بروزہ و روزہ شرط ست در اعتکاف این دلیل حنفیہ است در اشتراط صوم در اعتکاف۔ ولا اعتکاف الا فی مسجد جامع۔ و روا نیست اعتکاف مگر در مسجد جامع مراد بمسجد جامع اینجا مسجد جماعت ست یا بیان افضل و اولی ست و اللہ اعلم۔ رواہ ابو داؤد۔

الفصل الثالث عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان اذا اعتکف طرح لہ فراشہ

ابن عمر روایت می کند از آنحضرت کہ بود آن حضرت چون اعتکاف میکرد انداختہ میشد برای وی بساط وے کہ در آن می انداخت و یوضع لہ سریرہ۔ و نہادہ میشد برای آنحضرت تخت وی یعنی چارپائہ وی کہ بران می خفت

از جہت کمال شوق و تہیاد استعداد بوصول درگاہ بیت وعدۂ وصل چون شود نزدیک * آتش شوق تیز تر گردد

رواہ البخاری وعن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعتکف اوفی الی راسہ وہو فی المسجد
گفت عائشہ بود آنحضرت چون اعتکاف میکرد نزدیک من میکرد و انید سر مبارک خود را و حال آنکہ وی در مسجد
می بود و فارجلہ پس شانہ میکردم من آنحضرت را ترجیل شانہ کردن و موی فرو شستن از ینجا معلوم شد
کہ باکی نیست بر آوردن معتکف سر خود را از مسجد - وکان لایدخل البیت الا لحاجۃ الانسان - و بود آنحضرت
کہ بخانہ می آمد از مسجد مگر برای حاجت انسانی از بول و غائط و ہمچنین غسل جنابت از جہت وجوب و خروج از مسجد
نزد جنابت و ہمچنین برای نماز جمعہ اما غسل جمعہ روایتی صریح دران از اصول نمی یابم جز آنکہ در شرح او راد گفتہ اند
کہ بیرون می آید برای غسل فرض باشد یا نفل متفق علیہ - وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان عمر سال النبی
روایت ست از ابن عمر کہ عمر پرسید پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت نذرت فی الجاہلیۃ ان اعتکف
لیلۃ فی المسجد الحرام - گفت عمر بودم من کہ نذر کردہ بودم در جاہلیت کہ اعتکاف کنم یک شبی در مسجد حرام
قال فاوف بنذرک - گفت آن حضرت پس ایفا کن نذر خود را اگر نذر کردہ بودی - متفق علیہ - و باین حدیث
استدلال کردہ شافعی و احمد در روایتی بر انکہ صوم شرط نیست در اعتکاف مگر بالتزام آن نذر زیرا کہ اگر
صوم شرط بودی امر نمیکرد بوفای این نذر و جواب ازین استدلال آنست کہ در روایت صحیح آمدہ کہ گفت عمر
نذر کردم کہ اعتکاف کنم روزے پس روایتے کہ در وی لیل واقع شدہ است شب بار روز مراد ست چنانکہ در روز
روز باشب مراد ست و نزد ابی حنیفہ و مالک صوم شرط ست در اعتکاف مطلقاً واجب باشد یا نفل و متمسک
ایشان حدیث عائشہ است کہ باید لا اعتکاف الا بصوم و این حدیث صریحست در اشتراط صوم در اعتکاف

الفصل الثانی عن انس - قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف فی العشر الاواخر من رمضان - گفت انس بود آنحضرت کہ اعتکاف
میکرد در دہ شب آخر از رمضان فلم یعتکف عاما پس اعتکاف نکرد یک سال - فلما کان العام المقبل اعتکف عشرین پس وقتیکہ
شد سال آیندہ اعتکاف کرد در دہ شب و قضا کرد و این بظاہر علامت وجوب ست ولیکن قضای سنت مؤکدہ نیز آمدہ است چنانکہ
سنت ظہر را بعد از نماز عصر قضا کرد چنانکہ در کتاب الصلوٰۃ گذشت - رواہ الترمذی و رواہ ابو داؤد و ابن ماجۃ عن ابی بن کعب
وعن عائشۃ - رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یعتکف صلی الفجر - بود آنحضرت وقتیکہ میخواست کہ
اعتکاف کند میگزارد نماز فجر را ثم دخل فی معتکفہ پستری در آمد در جای اعتکاف خود - رواہ ابو داؤد و ابن ماجۃ - و گفتہ اند کہ این حدیث
را بخاری و مسلم نیز روایت کردہ اند و باقی اصحاب کتب ستہ نیز روایت کردہ مطلقاً و استدلال کردہ بانحدیث کسیکہ قائل ست
کہ ابتدائے اعتکاف از اول نہار عشرۂ اخیرہ کند و باین قائل ست اوزاعی و ثوری و لیث و یک قول و ابو حنیفہ
و مالک و شافعی و احمد رحمہم اللہ بر آنند کہ در آید پیش از غروب آفتاب چون خواہد اعتکاف شہر را یا عشرہ را و مجمل

الفصل الاول ـ عن عائشۃ ـ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ ـ گفت عایشہ بود آن حضرت کہ اعتکاف میکرد در دہ شب اخیر از رمضان تا آنکہ میرانید او را خدا و این بعد ازان کہ در عشر اول و اوسط نشست و شب قدر را دریافت و بارے نمودند کہ شب قدر در عشر اواخرست چنانکہ در باب سابق گذشت ـ ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ ـ پس معتکف شدند ازواج مطہرہ آن حضرت بعد ازوی یعنی در عشرۂ اخیر و این حدیث دلیل ست بر مواظبت آن حضرت بر اعتکاف و بودن آن سنت مؤکدہ چنانکہ مذکور شد ـ متفق علیہ ـ و عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخیر ـ بود آنحضرت جوادترین یا جیدترین مردم بہ نیکی در جمیع اوقات ـ وکان اجود ما یکون فی رمضان ـ و بود جواد تر بودن وی حاصل وقتیکہ میبود در رمضان کہ اشرف و انسب اوقاست بہ فعل خیر ـ کان جبرئیل یلقاہ فی کل لیلۃ فی رمضان ـ بود جبرئیل کہ ملاقات میکرد آن حضرت را در ہر شب در رمضان یعرض علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم القرآن عرض میکرد بر جبرئیل آن حضرت قرآن را و میشنوانید و می گذرانید بروے فاذا لقیہ جبرئیل کان اجود بالخیر من الریح المرسلۃ ـ پس وقتیکہ ملاقات میکرد او را جبرئیل بود وی صلی اللہ علیہ وسلم جوادتر و جیدتر و نیز تر بہ نیکی از باد کہ رہا کردہ شدہ است و فرستادہ شدہ است بہ بشارت اشارت ست بقول حق سبحانہ ـ وہو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ پس باد بر انگیزد و سحاب را و فرود می آید بآن امطار و پیدا میشود بوے ازاق و برکات بحیثیں وجود شریف باعث و منشاے خیرات و مبرات و برکات بود خصوصاً درین اوقات و در حدیث اشارت ست بآنکہ آدمی را در اوقات فاضلہ و صحبت ابرار بیشتر در فعل خیر و کسب خیرات باید کوشید و آوردن این حدیث در اعتکاف بجہت آنست کہ آن حضرت در رمضان معتکف می بود ـ متفق علیہ

وعن ابی ہریرۃ ـ قال کان یعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم القرآن کل عام مرۃ ـ بود کہ عرض کردہ میشد بر آن حضرت قرآن ہر سال یکبار عرض کنندہ جبرئیل بود و منافات نیست میان عرض کردن آن حضرت قرآن را بر جبرئیل چنانکہ مدلول حدیث اول ست و میان عرض جبرئیل قرآن را بر آن حضرت چنانکہ مفہوم این حدیث ست زیرا کہ نخست جبرئیل عرض میکرد بر آن حضرت بعد ازوی آنحضرت عرض میکرد بر جبرئیل چنانکہ در سماع از شیخ و قرارت بروی میباشد و درین غایت احکام امر و اتقان اوست و وارد شدہ است کہ ہر دو میخواندند قرآن را بطریق مدارست چنانکہ حافظان بیک دیگر بطریق دور میخوانند ـ فعرض علیہ مرتین فی العام الذی قبض فیہ ـ پس عرض کردہ شد قرآن بر آنحضرت دو بار در سالی کہ قبض کردہ شد روح مقدس وی ـ وکان یعتکف کل عام عشرا ـ و بود آنحضرت کہ اعتکاف می کرد ہر سالی یک عشر ـ فاعتکف عشرین پس اعتکاف کرد آن حضرت دو عشر و عشرین یعنی بیست نیز خواندہ اند مآل ہر دو عبارت یکی ست ـ فی العام الذی قبض فیہ ـ در سالی کہ قبض کردہ شد آنحضرت

حنفیہ سنت مؤکدہ است از جہت مواظبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر آن تا آنکہ گذشت ازین عالم چنانکہ در صحیحین از حدیث عائشہ آمدہ است کہ زہری گفتہ کہ عجب دارم از مردم کہ چگونہ ترک کردند اعتکاف را و آنحضرت عمل میکرد بنوافل گاہے و ترک میکرد گاہی و ترک نکرد اعتکاف را ہرگز و واجب نگفتند آنرا با وجود آنکہ یک سال نشست در سال دیگر قضا کرد و در عشرہ بہ نشست زیرا کہ داب آنحضرت در واجب با وجود مواظبت آن بود کہ امر میکرد بدان و انکار میکرد بر ترک آن و در اعتکاف گفت کسیکہ دوست می دارد از شما کہ اعتکاف کند باید کہ بکند چنانکہ در صحیحین آمدہ است و نشستن در سال دیگر در عشرہ بجہت قضا نبود بلکہ در سال وفات بود بجہت کمال شوق و تہیا و استعداد بوصول درگاہ و صواب آنست کہ اعتکاف بر سہ قسم ست واجب و آن اعتکافیست کہ نذر کردہ بدان و واجب گردانیدہ آنرا بر نفس خود و سنت و آن در عشر اخیر رمضان ست و جز این دو قسم مستحب ست و حنفیہ مر زنان را در مسجد بیت تجویز کردہ اند و مراد بہ مسجد بیت مکانی ست کہ جدا کردہ میشود برای نماز و او را حکم مسجد نیست مگر درین حکم کہ جواز اعتکاف نساء ست در وی و قول قدیم شافعی نیز ہمین ست و نقل کردہ اند بعضی از اصحاب ما کہ اعتکاف مرأۃ در مسجد باذن خود جائز ست و ہمین قایل ست امام احمد رحمہ اللہ و اذن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرہ را دلیل ست بران و منع بجہت مصلحتی دیگر بود چنانکہ بیاید بعد ازان امام ابو حنیفہ و امام محمد تخصیص کردہ اند بہ مسجدی کہ اقامت کردہ میشود در وی خمس صلوات تا اعتکاف سبب ترک جماعت کہ موکدہ تر ازان ست نگردد و باعث بر خروج پنج وقت نہ شود با امکان احتراز ازان و در شرح ابن ہمام آمدہ کہ بعضی گفتہ اند کہ مراد غیر مسجد جامع ست زیرا کہ جائز ست در وی اگرچہ اقامت کردہ نشود در وی صلوات خمس و در روایتی از ابی یوسف آمدہ کہ اعتکاف واجب جائز نیست مگر در مسجد جماعت اما اعتکاف نفل جائز ست در غیر آن و امام مالک شرط کردہ مسجد جامع را و قولی از شافعی نیز بدین ست و در ہدایہ کہ در مذہب شافعی ست گفتہ کہ جامع اولی ست و نزد جمہور شافعیہ جائز ست در ہر مسجد بشرط بدانکہ اکثر مدت اعتکاف را حدی معین نہ اگر نیت مدت عمر کند رواست و اختلاف در اقل مدت اعتکاف ست کہ چیست نزد بعض اقل آن ساعت ست و ازین جہت گفتہ اند کہ باید مرد را کہ چون در مسجد در آید نیت اعتکاف کند تا ثواب آن بدست آرد و نزد این قایل نشستن نیز شرط نیست و صحیح آن ست کہ عبور معتبر نیست و نزد بعضی اقل اعتکاف یک روز ست و مختار در مذہب ما آن ست و بعضی گفتہ اند کہ این اختلاف فرع اختلاف در اشتراط صوم ست و تحقیق آن ست کہ با وجود اشتراط صوم احتمال دارد کہ اعتکاف باشد در کمتر از یوم پس صائم اگر مکث کند یک ساعت یا دو ساعت حاصل میشود ثمرۂ اشتراط صوم آن ست کہ چون نیت اعتکاف شب کند جائز نباشد زیرا کہ شب محل صوم نیست و سخن درین در ضمن شرح احادیث باید

و بیست و پنجم ازینجا معلوم میشود که آن شب که نموده بودند متردد بود میان این سه شب یا تردید میان این سه شب
بغلبه ظن کرد والله اعلم - رواه البخاری وعن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان لیلة القدر
نزل جبرئیل فی کبکبة من الملائکة - چون میباشد شب قدر فرود می آید جبرئیل در جماعت از فرشتگان و کبکبة بضم
و فتح جماعت - یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذکر الله - دعا می کنند و استغفار مینمایند و درود می فرستند
بر هر بنده که ایستاده است یا نشسته که یاد میکند مر خدا را عز و جل - فاذا کان یوم عیدهم - پس وقتیکه باشد
روز عید مسلمان یعنی یوم فطرهم - یعنی روز فطر ایشان - باهی الله بهم ملائکته - مفاخرت می کند خدای تعالی و می نازد
به بندگان خود فرشتگان خود را که طعنه میزدند بر ایشان به عصیان - فیقول - پس میگوید - یا ملائکتی ما جزاء اجیر
وفی عمله - ای فرشتگان من چیست پاداش مزدوری که تمام کند عمل خود را - قالوا ربنا جزاؤه ان یوفی اجره
گویند فرشتگان ای پروردگار ما این ست پاداش او که تمام داده شود اجرت وی - فقال ملائکتی عبیدی
وامائی قضوا فریضتی علیهم - پس میگوید پروردگار تعالی ای فرشتگان من غلامان و داهان من گزاردند طاعت
مرا که فرض گردانیدم بر ایشان که روزه رمضان ست - ثم خرجوا یعجون الی الدعاء - پستر بیرون آمدند در حالی که
بر میدارند آواز خود را بدعا یعجون بکسر عین و فتح آن - وعزتی وجلالی وکرمی وعلوی وارتفاع مکانی - سوگند
بغلبه و قدرت و بزرگی وجود و بلندی قدر و بلندی مرتبه من - لاجیبنهم - هر آینه اجابت میکنم و قبول میکنم دعای
ایشان را - فیقول ارجعوا فقد غفرت لکم - پس میگوید خدای تعالی برگردید بتحقیق آمرزیدم مر شما را - وبدلت
سیئاتکم حسنات - و تبدیل میکنم بدیهای شما را به نیکیهای یعنی بدیها را می آمرزم و محو میکنم آثار گناهان را و نیکیها را
می پذیرم و ثابت میگردانم انوار طاعات را یا تبدیل میکنم بلکه معصیت را از نفس بملکه طاعات بلکه میدهم
بدل هر معصیت طاعت و ثابت می کردم بدل عقاب ثواب را چنانکه در حدیث آمده است که روز قیامت مردی را
بیارند فرمان آید که عرض کنید بروی گناهان صغیره او را و نهان دارید گناهان کبیره او را و گفته میشود مر او را
کردی تو روز چنین و چنین پس بنده اقرار میکند گناهان صغیره را و منکر میشود و می ترسد از گناهان کبیره
که مبادا اظهار کنند پس حکم بود که بدهند بجای هر بدی که کرده است نیکی را پس گوید بنده مرا گناهان بسیار است
که نمی بینم آنها را اینجا الحدیث - قال فیرجعون مغفورا لهم - گفت آنحضرت پس بر میگردند بندگان در حالیکه آمرزیده
شده است مر ایشان را - رواه البیهقی فی شعب الایمان -

باب الاعتکاف

اعتکاف در لغت باز داشتن و درنگ کردن و لازم بودن بجائے و لازم بودن چیزے را در وے
آوردن به کسے و در شرع درنگ کردن در مسجد و لزوم وے بر وجه مخصوص و اعتکاف در ظاهر مذهب

دہشتم و آخر لیل بر بیست و نہم و بعضی گفتہ اند بر سلخ فقد بر - رواہ الترمذی - وعن ابن عمر قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لیلۃ القدر گفت ابن عمر پرسیدہ شد آن حضرت از شب قدر - فقال ہی فی کل رمضان پس گفت آنحضرت آن شب در کل رمضان ست و این در وجہ احتمال دارد یکی آنکہ در ہر رمضان ست مخصوص بر مضانی دوران رمضان نیست دوم آنکہ در ہمہ ایام رمضان ست و مخصوص بعشرۂ اواخر نیست کذا قال الطیبی - رواہ ابوداود و قال رواہ سفیان و شعبۃ عن ابی اسحٰق - و گفت ابوداود در روایت کردہ است آنرا سفیان ثوری و شعبہ از ابی اسحٰق کہ از اکابر تابعین ست - موقوفا علی ابن عمر - موقوف بر ابن عمر و رفع نکردہ بہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و عن عبد اللہ بن انیس قال قلت - گفتم من - یا رسول اللہ ان لی بادیۃ اکون فیہا - بدرستیکہ مرا بادیہ ایست کہ میباشم در آن و انا اصلی فیہا - و من نماز میگزارم در آن بادیہ - بحمد اللہ فمرنی بلیلۃ انزلہا الی ہذا المسجد - پس امر کن بہ شبی کہ فرود آیم در آن شب بہ سوی این مسجد اشارت کرد بہ مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم گویا قصد دی طلب شب قدر بود فقال - پس گفت آن حضرت - انزل لیلۃ ثلث و عشرین - فرود آی شب بیست و سوم - قیل لابنہ کیف کان ابوک یصنع - گفتہ شد مر پسر او را چگونہ بود کہ میکرد پدر تو در مسجد - قال کان یدخل المسجد اذا صلی العصر - گفت پسر وی بود پدر من کہ می در آمد مسجد را چون می گزارد نماز عصر - فلا یخرج منہ لحاجۃ - پس بیرون نمی آمد از مسجد برای کاری کہ منافی باعتکاف باشد و در بعضی اصول - الا لحاجۃ - یعنی بیرون نمی آمد از مسجد مگر برای حاجت ضروری چنانچہ حاجت بشری کہ معتکف مضطر ست بدان - حتی یصلی الصبح فاذا صلی الصبح وجد دابتہ علی باب المسجد - پس چون میگزارد صبح را می یافت چارپای خود را بر در مسجد - فجلس علیہا - پس می نشست بر دابہ - ولحق بادیتہ - و می پیوست بادیۂ خود را - رواہ ابوداود

الفصل الثالث - عن عبادۃ - ابن الصامت قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیخبر نا بلیلۃ القدر - گفت عبادہ بیرون آمد آن حضرت از درون خانہ در وقتیکہ نمودند بوی لیلۃ القدر تا خبر دہد ما را بلیلۃ القدر - فتلاحی رجلان من المسلمین - پس نزاع نمودند و خصومت کردند یک دیگر دو مرد از مسلمانان فقال - پس گفت آن حضرت - خرجت لاخبرکم بلیلۃ القدر - بیرون آمدم تا خبر دہم شما را بہ شب قدر کہ کدام شب ست فتلاحی - پس نزاع کردند - فلان و فلان فرفعت - پس برداشتہ شد آن شب و فراموش گردانیدہ شد تعیین آن فشوے نزاع آنہا از نیجا معلوم میشود کہ نزاع و خصومت بیک دیگر شنیع ست و سبب حرمان از برکات و خیرات و غالبا نزاع ایشان بناحق بود یا متجاوز از حد اعتدال - وعسی ان یکون خیرا لکم - و نزدیک ست باشد کہ این بر داشتن از خاطر تعیین آن و مبہم گردانیدن آن بہتر مر شما را کہ سبب جد و اجتہاد و ذکر و عبادت گردد - فالتمسوہا فی التاسعۃ والسابعۃ والخامسۃ - پس طلب کنید آنرا در بیست و نہم و بیست و ہفتم

آن حضرت بود اذن کرده نشد بتعیین مر صحابه را و اگر کسی از صحابه باشد که اعلام کرده شد او را و وی نیز ممنوع بود از اظهار آن بحکمت حکمتی که در اخفای آن ست و الله اعلم و روایت کرده شده است از ابی ذر رضی الله عنه که وی پرسید رسول خدا را صلی الله علیه وسلم و سوگند داد مر آنحضرت را که خبر دهد او را بدان پس در غضب آورد آن حضرت را پس فرمود اگر اذن می کرد مر خدای تعالی که خبر میدهم بدان خبر میدادم شما را اگر گویند پس سوگند خوردن ابی بن کعب بی استثناء و جزم کردن وی بدان چه بود وجه آن بخش آنکه این مبالغه است از ابی بن کعب بنا بر غلبه ظن و سوگند خوردن بر غلبه ظن جایز ست و مواخذه نیست بران و همچنین هر که گفته است بغلبه ظن و اجتهاد گفته و المجتهد یخطی و یصیب والله اعلم و عن عایشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یجتهد فی العشر الاواخر ما لا یجتهد فی غیره - گفت عایشه بود آنحضرت که کوشش می نمود و مشقت می کشید در عمل در عشر اواخر رمضان از انچه نمی نمود در غیر عشر اواخر - رواه مسلم - و عنها - قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل العشر شد میزره - بود آن حضرت چون می در آمد در عشر رمضان محکم می بست ازار خود را کنایت ست از اجتهاد در عبادات زیاده بر عادت یا کنایت از گوشه گرفتن از زنان - و احیی لیله - و زنده می داشت شب خود را یا زنده می داشت نفس خود را در شب احیا لیل که می گویند و معنی دارد با بمعنی زنده گردانیدن شب ست چه حیات وقت و تازگی وی در عبادت کردن است در ان یا بمعنی زنده گردانیدن خود ست در ان شب چه حیات آدمی در بیداری ست خصوصاً به عبادت و خواب در حکم موت ست و بیکاری حکم مرده دارد - و ایقظ اهله - و بیدار می گردانید اهل خانه خود را تا آنها نیز عبادت کنند و از سعادت دریافت شب قدر محروم نمانند - متفق علیه

الفصل الثانی - عن عایشة - رضی الله عنها قالت قلت - گفت عایشه گفتم - یا رسول الله ارایت ان علمت ای لیلة القدر ما اقول فیها - خبر ده مرا اگر بدانم که کدام شب ست شب قدر و دریابم آن را چه گویم از ذکر و دعا در آن شب قال تقولی - گفت آن حضرت بگو این دعا را - اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عنی - خدایا بدرستیکه تو عفو کننده و دوست میداری عفو را پس عفو کن از من - رواه احمد و ابن ماجه و الترمذی و صححه و عن ابی بکرة - قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول التمسوها - روایت ست از ابی بکره گفت شنیدم آن حضرت را که می گفت طلب کنید آنرا یعنی لیلة القدر را - فی تسع یبقین او فی سبع یبقین او فی خمس یبقین - در نه شب که باقی میمانند که چهارم شب است یا در هفت شبی که باقی میمانند که سه شب ست یا در پنج شبی که باقی میمانند و آن دو شب ست چنانکه در حدیث ابن عباس ذکر کردیم - او تلث او آخر لیلة - یا بجویید در سه شب که باقی میمانند که شب بیست و هفتم ست یا شب بیست و نهم ست که شب اخیر از رمضان ست که عمل آنجا تمام میشود و بنده مستحق اجر میگردد و بعضی گفته اند که فی تسع یبقین محمول ست بر بیست و دوم و فی سبع بر بیست و چهارم و فی خمس محمول ست بر بیست و ششم او ثلاث بر بیست

گذرانیدہ و شصت در اسلام و عمر وی صد و بیست سال بود و بعضی گویند کہ صد و سی و بعضی گفتہ اند صد و پنجاہ از اکابر علمای قرأت بودہ از اصحاب عبد اللہ بن مسعود و ابی بن کعب و عبد اللہ بن مسعود از وی چیزہا از عربیت می پرسید و ابی بن کعب بوی میگفت ای زر تو نمیخواہی کہ ہیچ آیتی از قرآن را ترک دہی مگر آنکہ بپرسی مرا ازان - قال سالت ابی بن کعب فقلت ان اخاک عبد اللہ بن مسعود یقول - گفت پرسیدم ابی بن کعب را پس گفتم کہ برادر تو ابن مسعود می گوید - من یقم الحول یصب لیلۃ القدر - کسیکہ قیام لیل کند سال تمام در می یابد شب قدر را - فقال پس گفت ابی بن کعب رحمہ اللہ - رحمت کند ابن مسعود را خدای تعالی - اراد ان لا یتکل الناس - میخواہد ابن مسعود غرض وی ازین گفتن آن ست کہ اعتماد نکنند مردم کہ چون شب قدر را در یابند بحصول ثواب عظیم بران اعتماد کنند و باقی سال بآرام و آسایش بگذرانند و جد و جہد در عمل ننمایند - اما انہ قد علم انہا فی رمضان - آگاہ باش بدرستیکہ ابن مسعود بہ تحقیق دانستہ است کہ شب قدر در رمضان ست - و انہا فی العشر الاواخر - و تحقیق دانستہ است کہ شب قدر در دہ اخیر ست - و انہا فی لیلۃ سبع و عشرین - و بہ تحقیق دانستہ است کہ آن شب در بیست و ہفتم ست ثم حلف لا یستثنی پس سوگند خورد ابی بن کعب در حالتی کہ استثنا نمی کند یعنی انشاء اللہ نمیگوید و جزم میکند کہ - انہا لیلۃ سبع و عشرین کہ شب قدر شب بست و ہفتم ست زر بن حبیش بہ گوید کہ فقلت - پس گفتم یعنی ابی بن کعب را - بای شیء تقول ذلک - بچہ چیز و بکدام دلیل میگوئی تو آنرا - یا ابا المنذر - کنیت ابی بن کعب ست - قال بالعلامۃ التی اخبرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - گفت بہ نشانی کہ خبر دادہ است ما را آن حضرت - او بالآیۃ - شک راویست کہ بالعلامۃ گفت یا بالآیۃ و ہر دو بیک معنی ست - انہا تطلع یومئذ لا شعاع لہا - علامت این ست کہ آفتاب در صبح آن شب می برآید در حالتی کہ نیست روشنی مر او را - رواہ مسلم - و در روایت احمد آمدہ کہ می برآید آفتاب مانند طشت و از نجا معلوم میشود کہ ابی بن کعب آن را بہ نشان گفت نہ بنص و اگر این نشان در غیر این شب یافتہ شود نیز ممکن ست آوردہ اند کہ عمر رضی اللہ عنہ خواند اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را و پرسید ایشان را از شب قدر پس ہمہ اتفاق کردند کہ در دہ اخیر ست پس گفت ابن عباس مر عمر را کہ من میدانم یا گمان می برم کہ آن شب ہفتم ست کہ می گذرد یا شب ہفتم کہ باقی میماند از دہ پس گفت عمر از کجا دانستی آنرا گفت پیدا کرد خدای تعالی ہفت آسمان را و ہفت زمین را و ہفت روز را و دہر میگردد در ہفت و آدمی پیدا کردہ شدہ است از ہفت اندام و میخورد از ہفت و سجدہ میکند بر ہفت و طواف را ذکر کرد و بجمار را ہم و چیزہای دیگر را کہ ہفت اند پس گفت عمر بہ تحقیق دریافتی تو چیزے را کہ ماندریافتیم و بعضی از فضلا گفتہ اند کہ خدائے تعالی ذکر کرد لفظ لیلۃ القدر را در سورۂ انا انزلناہ در سہ جا و این نہ حرف ست مجموع آن بیست و ہفت حرف ست و این و امثال آن امارات ظنیہ است نہ دلائل قطعیہ و ہیچ کس را یقین حاصل نیست ورن واگر

عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اعتکف العشر الاول من رمضان - روایت ست از ابی سعید که آن حضرت اعتکاف
کرد در ده شب نخستین از رمضان - ثم اعتکف العشر الاوسط - پستر اعتکاف کرد ده شب میانه را - فی قبة ترکیة -
در خیمه ترکی که نوعی ست از خیمه ها که خرد میباشد از نمد و گفته میشود آن را بفارسی خرگاه - ثم اطلع - بفتح همزه و سکون
طا به تخفیف - راسه - پستر بیرون آورد سر خود را یعنی از قبه - فقال انی اعتکف العشر الاول التمس هذه اللیلة -
پستر گفت آن حضرت بدرستیکه من اعتکاف کردم عشره اول را در حالی که التماس میکنم این شب را یعنی شب قدر را
ثم اعتکف العشر الاوسط - پستر اعتکاف کردم عشره اوسط را یعنی برای التماس این شب - ثم اتیت فقیل لی انها فی العشر
الاواخر - پستر آمده شدم من یعنی آمد مرا آینده از فرشتگان پس گفته شد مرا که آن شب در ده شب پسین ست
فمن کان اعتکف معی - پس کسیکه بود که اعتکاف کرده بود با من به طلب این شب - فلیعتکف العشر الاواخر - پس
باید که اعتکاف کند ده شب آخر را تخصیص امر باعتکاف بطالبان آنها که اعتکاف کرده و طلب نموده بودند برای
آنست که چون طالب و مفتش آن بودند و در نیافتند باز اعتکاف می کنند تا دریابند و آنها که طالب نیستند فارغ اند
بنشینند یا ننشینند - فقد اریت هذه اللیلة - پس به تحقیق نموده شدم من این شب را یعنی معین در خواب در
عشره اخیر - ثم انسیتها - پستر فراموش گردانیده شدم آنرا - وقد رایتنی اسجد فی ماء وطین من صبیحتها - و
تحقیق دیدم خود را در خواب که سجده میکنم در آب و گل در وقت صبح آن شب که در خواب دیدم او را - فالتمسوها
فی العشر الاواخر - پس طلب کنید آن شب را در ده شب آخر - والتمسوها فی کل وتر - و طلب کنید او را در هر
طاق این شب که بیرون ازین نیست - قال - گفت راوی فمطرت السماء تلک اللیلة - پس بارید آسمان در آن
شب - وکان المسجد علی عریش - و بود سقف مسجد بر عریش یعنی بر شاخهای درختان و عریش بفتح عین مهمله و
کسر راء و شین معجمه خانه که از شاخ و برگ درختان ساخته شود چنانکه برای تاکها می سازند و عریش هر چیزیکه در سایه آن نشینند و سقف
مسجد در زمان آنحضرت صلی الله علیه وسلم از شاخ و برگ درخت خرما بود - فوکف المسجد - پس چکید سقف مسجد و وکف چکیدن سقف
خانه از باران فبصرت عینای رسول الله - پس دید هر دو چشم من پیغمبر خدا را صلی الله علیه وسلم وعلی جبهته اثر الماء والطین - و حال
آنکه بر پیشانی آن حضرت اثر آب و گل بود - من صبیحة احدی وعشرین - در صبح تاریخ بیست و یکم این روایت مثبت آنست که
شب قدر بیست و یکم باشد - متفق علیه فی المعنی واللفظ لمسلم - این حدیث متفق علیه است در معنی که معنی آن بخاری و مسلم هر دو روایت
کرده اند و لفظ مر مسلم راست - الی قوله - تا قول وی که این ست - فقیل لی انها فی العشر الاواخر والباقی للبخاری - و لفظ باقی حدیث
مر بخاری راست و این در روایت ابی سعید خدری بود - وفی روایة عبد الله بن انیس - بضم همزه و فتح نون و سکون تحتانیه که
صحابی انصاری بزرگ ست - قال - گفته است - لیلة ثلث وعشرین - صبح شب بیست و سوم - رواه مسلم - وعن زر - بکسر زای
و تشدید را - ابن حبیش - بضم مهمله و فتح موحده و سکون تحتانیه تابعی ثقه است که جاهلیت را دریافته و شصت سال در جاهلیت

ومشاهده نکند ازین امور چیزے و رواست که دو کس در یکجا باشند و آن شب را هر دو دریابند و برای یکی ازین
چیزها کشف گردد نه دیگری را و احسن آنچه حاصل گردد در وی توفیق ذکر و عبادت و مناجات و خضوع و خشوع و ذوق
و حضور و اخلاص ست و این اشیای کرامات ست بی شبهه و مشاهده خوارق عادات محل خطر ست و جای اشتباه است
و به تحقیق وارد شده است در احادیث تحریض و ترغیب در زنده داشتن آن شب و مختار آنست که معتبر احیای
اکثر لیله است و اگر تمام شب احیا کند و منجر بمرض و ملال و اختلال در ادای فرائض و سنن مؤکده نگردد افضل
و اکمل ست و الا هر مقدار که توفیق قیام یابد مقصود حاصل ست و لیس للانسان الا ما سعی و کان سعیه مشکورا رزقنا الله

الفصل الاول - عن عائشة - رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تحروا لیلة القدر فی الوتر
من العشر الاواخر من رمضان - طلب کنید و بجوئید بجد و اجتهاد شب قدر را در شبهای طاق از ده شب اخیر از
رمضان که شب بیست و یکم و بیست و سوم و بیست و پنجم و بیست و هفتم و بیست و نهم ست که از یکی ازین پنج شب بیرون نخواهد بود اگرچه
مبهم ست - رواه البخاری - وعن ابن عمر - رضی الله عنهما قال ان رجلا من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم
اروا لیلة القدر فی المنام - روایت ست از ابن عمر که گفت که چند مرد از یاران آن حضرت نموده شدند شب
قدر را در خواب - فی سبع الاواخر - در هفت شب اخیر احتمال دارد که مراد هفت شب اخیر باشد که متصل عشرین
اند یا هفت شب آخر که متصل آخر شهر اند و این ظاهر تر ست والله اعلم - فقال رسول الله پس گفت پیغمبر خدا
صلی الله علیه وسلم اری رؤیاکم قد تواطأت - و در بعضی نسخ تواطت - فی السبع الآخر - فرمود می بینم و می دانم خواب
شما را که به تحقیق موافق افتاده است در هفت شب اخیر - فمن کان متحریها فلیتحر فی السبع الاواخر - پس کسیکه هست
طلب کننده شب قدر را پس باید که طلب کند او را در هفت شب اخیر ازینجا معلوم میشود که رویای صالح را اعتبار ست
در امور وجودیه و حق ست خصوصا نزد اجتماع و اتفاق اگر مخالف احکام شرعی نباشد - متفق علیه - وعن ابن
عباس - رضی الله عنهما ان النبی صلی الله علیه وسلم قال التمسوها فی العشر الاواخر من رمضان لیلة القدر -
روایت ست از ابن عباس که آن حضرت فرمود طلب کنید او را در ده شب اخیر از رمضان یعنی شب قدر
را - فی تاسعة تبقی - در شب نهم که باقی می ماند مراد شب بیست و نهم ست - فی سابعة تبقی - در شب هفتم
که باقی می ماند و مراد شب بیست و هفتم ست - فی خامسة تبقی - در بیست و پنجم که باقی می ماند و این موافق ست بحدیث
عباده بن الصامت که بیاید یا مراد بتاسعه و سابعه و خامسه تسعه و سبعه و خمسه چنانکه در حدیث ابی بکر رض است پس تردید
در اوتاری ست که واقع می شوند ورنه روز باقیه از عشره اخیر و آن بیست و سوم و بیست و پنجم
و بیست و هفتم و بیست و نهم ست یا در اوتارے که واقع میشوند در هفت روز و آن سه شب ست و دو
اوتار واقع در پنج روز و آن دو شب ست فافهم - رواه البخاری - وعن ابی سعید الخدری - رضی الله

باب لیلۃ القدر

لیلۃ القدر را لیلۃ القدر ازان رو گویند کہ تقدیر کردہ میشود در وی ارزاق و نوشتہ میشود و تفاکردہ میشود آجال و احکام کہ درین سال بوقوع می آید و قدر باین معنی بہ سکون دال نیز آمدہ است اگرچہ مشہور تحریک دال ست و بعضی گفتہ اند از جہت عظم قدر و شرف وی یا از جہت آنکہ طاعات را درین شب قدری زائد است برانچہ در غیر اوست و بدانکہ اختلاف اقوال در تعیین این شب بسیار ست اکثر احادیث دراند کہ در رمضان ست خصوصاً در اوتار عشرۂ اخیرہ خصوصاً در شب بیست و ہفتم و در قولی وی دائر ست در تمام سال و منتقل و متحول میشود و شیخ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ این قول را مشہور از حنفیہ داشتہ و گفتہ کہ قاضیخان و ابو بکر رازی از علمای حنفیہ این قول را حکایت کردہ اند و گفتہ اند کہ این از ابن مسعود و ابن عباس و عکرمہ و جز ایشان مرویست انتہی و شیخ ابن الہمام روح اللہ روحہ گفتہ کہ روایت کردہ شدہ است از ابی حنیفہ کہ شب قدر در رمضان ست ولیکن دریافتہ نمیشود کہ در کدام شب ست پس گاہی متقدم میشود و گاہی متاخر و ہمچنین منقول ست از صاحبیہ ولیکن متعین ست نزد ایشان متقدم و متاخر نمیشود و در فتاوی قاضی خان گفتہ کہ روایت مشہور از ابی حنیفہ آنست کہ وی متحول میشود در سال و در رمضان میباشد و در غیر رمضان و جواب دادہ است ابو حنیفہ از ادلہ کہ دلالت دارند بر بودن او در عشرۂ اخیرہ از رمضان با آنکہ مراد در رمضان ست کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم او را دران جستہ و طلب نمودہ و سیاق حدیث دلالت می کند نزد کسیکہ تامل میکند طرق احادیث را و الفاظ آنرا بر ین معنی انتہی گفت کاتب حروف بندۂ مسکین عبد الحق بن سیف الدین عفا اللہ عنہ کہ این قول اقرب ست بہ تطبیق اقوال و جمع آن و گفتہ اند کہ حکمت در اخفای آن آنست کہ تا مردم جدی و اجتہادی کنند در طاعت و انکار و اعتماد نکنند بران و گفتہ اند کہ ہر کہ اجتہاد کند و بیداری شب یک سال تمام دریابد آنرا انشاء اللہ تعالی و درین معنی گفتہ است ہر کہ گفتہ است من لم یعرف قدر اللہ لم یعرف لیلۃ القدر و بعضی از علما گفتہ اند کہ آن را علامت و امارت است و استنباط کردہ اند آنہا را از احادیث و آثار و دریافتہ اند بعضی ازانہا و ارباب کشف از اہل بصائر و ابصار آنرا و امام محمد غزالی گفتہ کہ شب قدر در حق ہر کسی آنست کہ کشف کردہ شود بروی چیزے از عالم ملکوت و طبرے از قومی نقل کردہ است کہ در ختان دران شب سجدہ کنند و بر زمین افتند باز بمنابت خود باز گردند و سجدہ کنند در وے ہر چیزے و بیہقی در فضائل اوقات از طریق او زاعی از عبیدہ ابن ابی لبابہ روایت کردہ کہ آبہای شور دران شب شیرین گردد و ابن عبد البر کہ از اکابر علمای حدیث ست از طریق زہرہ بن معبد مانند این روایت نمودہ و دران شب ساطع میشود انوار حتی در اماکن مظلمہ و جایہای تاریک و شنیدہ میشود سلام و خطاب از ملائکہ و صواب آنست کہ شرط نیست در دریافت آن شب مشاہدۂ این امور بر کسیکہ دریابد آن شب را

حدیث را کہ روایت کردہ اند از زہری از عایشہ بطریق ارسال و ذکر نکردہ اند در وی عروہ را کہ در روایت سابق واسطہ بود میان زہری و عایشہ و گفتہ است ترمذی این کہ ذکر نکردہ است عروہ را اصح است و ارسال اینجا بمعنی سقوط راوی از اسناد ست بمعنی انقطاع و این نیز اصطلاحی ست و مشہور آن ست کہ مرسل حدیث تابعی ست بی ذکر صحابی و بعضی تابعی کبیر قید کردہ اند بنا بر اصطلاح ست - و رواہ ابو داود عن زمیل مولی عروۃ - و روایت کرد ابو داود و این حدیث را از زمیل بضم زای و فتح میم و سکون تحتانیہ کہ مولای عروہ است - عن عروۃ عن عایشۃ - از عروہ از عایشہ و درین حدیث سخن کردہ اند و عن ام محارۃ - بضم عین و تخفیف میم - بنت کعب - یعنی کعب بن عمرو بن عوف صحابیہ انصاریہ است نام آن فسیبہ بفتح نون و کسر سین حاضر شدہ بیعۃ العقبہ را و حاضر شد غزوۂ احد را ہمراہ زوج خود عاصم بن زید و رسید بوی یازدہ جراحت و حاضر شدہ بیعۃ الرضوان را بعد ازان حاضر شد تمامہ مشاہد را و مجروح شد بیازدہ یا دوازدہ جراحت و بریدہ شد دست وی رضی اللہ عنہا روایت می کند - ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیہا - کہ آن حضرت درآمد بروی - فدعت لہ بطعام - پس طلبید وے برای حضرت طعامی را - فقال لہا کلی - پس گفت آنحضرت مر او را بخور - فقالت انی صائمۃ - پس گفت وے کہ من روزہ دارم - فقال النبی - پس گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان الصائم اذا اکل عندہ صلت علیہ الملائکۃ حتی یفرغوا - بدرستیکہ روزہ دار چون خورده می شود نزد وی دعا می کنند و درود و رحمت میفرستند بر روزہ دار فرشتگان تا آنکہ فارغ شوند از خوردن پس حضرت او را بر ناخوردن تقریر کردہ ثنا الردہ و بشارت داد و امر اباحت بود فافہم - رواہ احمد و الترمذی و ابن ماجۃ و الدارمی -

الفصل الثالث - عن بریدۃ - بضم موحدہ رضی اللہ عنہ صحابی مشہور ست اسلمی سہمی ساعی جمیلہ دارد در حضرت نبوت و بعد از وے صلی اللہ علیہ وسلم کہ در عہد خلفای راشدین و بود در حرب جمل و صفین با علی مرتضی و قبر وے بمرو مشہور ست بزیارت و تبرک بہ - قال - گفت بریدہ - دخل بلال علی رسول اللہ - و درآمد بلال بر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و ہو یتغدی - و آنحضرت طعام چاشت میخورد - فقال رسول اللہ - پس گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم الغداء یا بلال - حاضر شو طعام را ای بلال غدا بفتح غین معجمہ و دال مہملہ طعام چاشت - قال انی صائم - گفت بلال کہ من روزہ دارم - یا رسول اللہ فقال رسول اللہ - پس گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تاکل رزقنا و فضل رزق بلال فی الجنۃ - میخوریم ما رزق خود را و زیادت رزق بلال در بہشت ست - اشعرت یا بلال ان الصائم یسبح عظامہ - ایا شعور داری و میدانی ای بلال کہ روزہ دار تسبیح می کند استخوانہای وی - و یستغفر لہ الملائکۃ - و آمرزش میخواہند او را فرشتگان - ما اکل عندہ - مادام کہ خورده شود نزد وی - رواہ البیہقی فی شعب الایمان

وترمذی مانند این آمده که در لفظ اختلاف ست - وفیه - و در وی این عبارت ست - فقالت - پس گفت ام هانی یا رسول الله
اما انی کنت صائمة - آگاه باش بدرستیکه من بودم روزه دار - فقال الصائم المتطوع امیر نفسه - پس گفت آنحضرت
که روزه دار که روزهٔ نفل دارنده است حاکم نفس خود ست و اختیار او بدست اوست - ان شاء صام وان شاء افطر
اگر خواهد روزه دارد اگر خواهد افطار کند و در روایتی امین نفسه او امیر نفسه بطریق شک راوی و تورپشتی گفته
که تاویلش این ست که مر او را میرسد که افطار کند نظر بر مصلحتی که ظاهر میشود او را از امورے که امیر و امین ساخته شده است
بران چنانکه کسی که ضیافت می کند قومی را یا فرود می آید بر قومی وی بیند که در ترک افطار در وحشت انداختن ست
مصاحب خود را پس او را میرسد که موافقت کند و مساعدت نماید بر انچه سبب انس و الفت گردد بی حرج و مشقت
پس نیست درین قول دلیل بر آنکه قضا واجب نیست بعد از التزام خصوصاً که وارد شده است در حدیث امر
بقضا چنانکه در حدیث آینده از عائشه بیاید فافهم ماند آنکه در کتب سیر باتفاق روایات آمده است که فتح مکه در رمضان
بود و برین تقدیر مشکل میشود بودن صوم ام هانی صوم تطوع و در حدیث ام هانی تکلم نیز کرده اند و ترمذی گفته است
که در اسناد وی مقال ست و منذری گفته که ثابت نیست و در اسناد وی اختلاف کثیر ست اشارت کرده بدان
نسائی انتهی و در حدیث ام هانی ذکر فتح نیز آمده است چنانکه در جامع ترمذی آورده است و اگر گفته شود که مراد
از یوم الفتح اول ایام وے نیست بلکه اقامت آن حضرت امر ممتد مستمر تا بقای آن قضیه است دور نباشد
و نیز روایات در وقت اقامت آن حضرت در مکه و خروج رسول خدا صلی الله علیه وسلم آمده که تقاضا می کند که فتح بعد از
رمضان باشد والله اعلم - وعن الزهری - عن عروة عن عائشة قالت کنت انا وحفصة صائمتین - گفت
عائشه بودم من و حفصه روزه دار - فعرض لنا طعام اشتهیناه - پس عرض کرده شد و آورده شد برای ما طعامی
که خوش داشتیم ما آن را - فاکلنا منه - پس خوردیم ما از ان طعام - فقالت حفصة یا رسول الله انا کنا صائمتین
فعرض لنا طعام اشتهیناه فاکلنا منه - پس گفت حفصه یا رسول الله بدرستیکه ما بودیم روزه دار پس عرض کرده شد
برای ما طعامی که خوش داشتیم آن را پس خوردیم ما از ان طعام - قال - گفت آنحضرت - اقضیا یوما آخر مکانه -
قضا کنید در روزی دیگر بجای آن روز که خوردید این حدیث دلیل حنفیه است بر وجوب قضای صوم نفل زیرا که
ظاهر امر وجوب ست و شافعیه میگویند که امر بقضا بطریق استحباب ست و شاید که آن صوم نذر یا قضا بود و مذهب
نزد ایشان آن ست که واجب نیست قضای صوم نفل و همچنین نزد احمد و در روایتی از احمد اگر شب نیت کرد و
بیعذر خورد واجب ست قضا و همچنین نزدیک مالک و نزد ما واجب ست قضا مطلقا و نفل لازم می گردد -
به شروع و تحقیقه فی اصول الفقه - رواه الترمذی وذکر جماعة من الحفاظ رووا عن الزهری عن عائشة مرسلا
ولم یذکروا فیه عن عروة وهذا اصح - روایت کرد این حدیث را ترمذی و ذکر کرد ترمذی جماعتی از حفاظ

وعن انس - رضی الله عنه قال دخل النبی - در آمد پیغمبر صلی الله علیه وسلم علی ام سلیم - بر ام سلیم بضم سین که مادر انس ست
فاتته بتمر وسمن - پس آورد ام سلیم نزد آنحضرت خرما و روغن - فقال اعیدوا سمنکم فی سقائه - پس گفت آن حضرت
باز گردانید روغن خود را در مشک که روغن در وی بود و روغن و عسل را در آنجا اکثر در مشک می اندازند - وتمرکم
فی وعائه - و باز گردانید خرمای خود را در ظرف خرما - فانی صائم - زیرا که بدرستیکه من روزه دارم اینجا نخوردند که عذری
نبود و در ما سبق ظاهر عذری بود تواند که بعد از زوال باشد یا افطار جائز ست و عدم افطار منافات بدان ندارد - ثم قام الی ناحیة من البیت
پستر ایستاد و رفت آنحضرت بجانبی از خانه - فصلی غیر المکتوبة - پس بگزارد نماز غیر فریضه را - فدعا لام سلیم واهل بیتها
پس دعا کرد ام سلیم را و اهل خانه او را گویا دعای از برای جبر کسر خاطر وی باشد که روزه نخوردند و نیز عادت شریف
بود که چون در خانه کسی می در آمدند نماز می گزاردند و برای وی دعا می کردند - رواه البخاری - وعن ابی هریرة
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دعی احدکم الی طعام وهو صائم - چون خوانده شود یکی از شما بسوی
طعامی و حال آنکه وی روزه دار ست - فلیقل انی صائم - پس باید که بگوید که من روزه دارم یعنی افطار نه کند و در
گفتن این سخن بزبان کلامی ست که گذشت در فصل اول از کتاب صوم - وفی روایة - و در روایتی اینچنین
آمده است که قال - گفت آن حضرت اذا دعی احدکم فلیجب - وقتی که دعوت کرده شود یکی از شما بطعام پس
باید که اجابت کند دعوت را و برود - فان کان صائما فلیصل - پس اگر باشد روزه دار پس باید که نماز
کند یا دعا کند - وان کان مفطرا فلیطعم - و اگر باشد غیر صائم پس باید که بخورد - رواه مسلم -

الفصل الثانی - عن ام هانی رضی الله عنها قالت لما کان یوم الفتح - گفت ام هانی وقتیکه شد روز فتح
یعنی فتح مکه - جاءت فاطمة فجلست علی یسار رسول الله - آمد فاطمه زهرا پس نشست بر جانب چپ پیغمبر خدا -
صلی الله علیه وسلم وام هانی عن یمینه - و نشست ام هانی یعنی نشستم من جانب راست آن حضرت - فجاءت الولیدة
باناء فیه شراب - پس آورد خانه زاد آوند را که در وی چیزی از جنس نوشیدنی بود آب یا جز آن - فناولته -
پس داد ولیده آن انا آن حضرت را فشرب منه - پس نوشید آن حضرت از آن شراب - ثم ناوله ام هانی
پستر داد آن حضرت انا را بام هانی - فشربت منه - پس نوشید ام هانی از آن شراب - فقالت - پس گفت ام هانی -
یا رسول الله لقد افطرت وکنت صائمة - هر آینه بتحقیق افطار کردم و بودم من روزه دار و در روایتی آمده
که گفت گناه کردم پس طلب آمرزش کن برای من - فقال - پس گفت آن حضرت یعنی بام هانی - اکنت
تقضین شیئا - آیا بودی تو که قضا میکردی چیزی را از روزه یعنی این روزه روزه قضا بود از رمضان
یا نذر - قالت لا - گفت ام هانی قضا نمی کردم چیزی را - قال فلا یضرک - گفت آنحضرت پس زیان نمی کند ترا - ان کان تطوعا
اگر بود روزه تو روزه نفل - رواه ابو داود والترمذی - والدارمی وفی روایة لاحمد والترمذی - نحوه - و در روایتی احمد

از ملک و بشر بگذاز ایشان را و مطلب مغفرت ایشان تا آنکه اتفاق نمایند میان یک دیگر و صلح کنند و در بعضی احادیث اترکوا و در بعضے انظروا از انظار بمعنی امهال به لفظ جمع آمده - رواه احمد و ابن ماجة وعنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صام یوما ابتغاء وجه الله - کسی که روزه دارد روزی بجهت طلب کردن ذات حق و رضای وی تعالی بعده الله من جهنم - دور میگرداند او را خدای تعالی از دوزخ - کبعد غراب طائر - مانند دوری زاغ پرنده و هو فسخ - در حالی که آن زاغ چوزه است - حتی مات هرما - تا آنکه بمیرد و در غایت پیری عمر زاغ درازست در تمام عمر که بپردو قیاس باید کرد که چه مقدار مسافت قطع خواهد کرد - رواه احمد و روی البیهقی فی شعب الایمان عن سلمة بن قیس صحابی ست از اهل کوفه

باب در متممات و ملحقات ابواب سابقه متعلقه بصوم نفل و نقض وی و قضای آن

الفصل الاول - عن عائشة - رضی الله عنها قالت دخل النبی - گفت عایشه در آمد بر من پیغمبر صلی الله علیه وسلم ذات یوم - روزی فقال هل عندکم شئی - پس گفت آن حضرت آیا هست نزد شما چیزے یعنی از طعام - فقلنا لا - پس گفتیم ما نیست نزد ما چیزے - فقال فانی اذا صائم - پس گفت آن حضرت پس من اکنون روزه دارم یعنی نیت روزه کردم از اینجا معلوم میشود که نیت نفل در نهار جائز ست و همین ست مذهب ما و باین قایل ست امام شافعی و امام احمد و اکثر علما و امام مالک و بعضی ائمه دیگر قائل اند که واجب ست نیت از شب چنانکه در فرض چنانچه گذشت در باب بعد از باب رویة الهلال - ثم اتانا یوما آخر - پس در آمد آن حضرت نزد ما روزے دیگر یعنی بر سبیل که آیا هست نزد شما چیزے و در بعضی روایات آمده که همان روز باز آمد و پرسید - فقلنا - پس گفتیم ما - یا رسول الله اهدی لنا حیس - فرستاده شده است برای ما حیس بفتح حا و مهمله و سکون تحتانیه در آخر سین مهمله و آن طعامیست که ساخته میشود از تمر و قروت و روغن و گاهے بجای قربت آرد یا سویق اندازند و حیس در اصل بمعنی خلط و مزج ست - فقال ارینیه - پس گفت آن حضرت بعایشه نمایم را حیس را که چگونه است بیارو و در روایتے قربه نزدیک گردان آنرا - فلقد اصبحت صائما - پس هر آینه بتحقیق صبح کرده ام من روزه دار یعنی بر خاسته ام بر نیت روزه - فاکل - پس خورد آن حضرت و ازینجا معلوم میشود که افطار صوم تطوع جائز ست بے عذر و برین اند اکثر علما و امام ابو حنیفه و اصحاب وی بر آنند که واجب ست اتمام آن و جائز نیست افطار مگر بعذر ضیافت و مانند آن زیرا که این ابطال عمل ست و ابطال عمل منهی عنه است از جهت قول وی سبحانه ولا تبطلوا اعمالکم و همچنین هر عمل که مشروع کرده اشده است در ان لازم میگردد و به شروع و اگر نقض کند واجب ست قضای آن و در روایتی جائز ست مطلقا زیرا که قضا خلف ادا ست پس باکی نیست به نقض آن و در وجوب قضای صوم نفل نیز خلاف ست در نزد مالک قضا کند اگر بعذر نقض کرده است و این بحث در حدیث زهری از عروه منشرح گردد - رواه مسلم

و می گفت آنحضرت در سبب روزه داشتن این دو روز - انهما یوما عید للمشرکین - بدرستیکه این روز شنبه و یکشنبه دو روز عید اند مر مشرکان را
فانا احب ان اخالفهم پس من دوست میدارم که مخالفت کنم ایشان را مراد بمشرکان کافرانند که یهود و نصاری باشند و گویند که
بت پرستی نیز بایشان راه یافته بود و بت پرستی نصاری و یهود خود امری مشخص بود چون روز عید ایشان ست روزه نمیدارند پس
در روزه داشتن درین روز مخالفت ایشان باشد و تتمه این کلام در حدیث عبد الله بن بسر گذشت - رواه احمد - وعن جابر
بن سمرة قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یامر بصیام یوم عاشوراء - روایت ست از جابر بن سمره که صحابی ست و خواهرزاده
سعد بن ابی وقاص ست گفت بود آن حضرت که امر میکرد بروزه داشتن روز عاشورا - ویحثنا علیه - و می برانگیخت ما را بران - ویتعاهدنا
عنده - و نگاه میداشت و رعایت میکرد احوال ما را بموعظت و نصیحت و وصیت میکرد بروزه روز عاشورا نزد حضور این روز
فلما فرض رمضان لم یامرنا ولم ینهنا عنه - پس وقتی که فرض کرده شد رمضان نه امر میکرد ما را بدان و نه نهی میکرد ما را
ازان - ولم یتعاهدنا عنده - و تعاهد نمیکرد ما را نزد حضور این روز - رواه مسلم - وعن حفصة قالت اربع
لم یکن یدعهن النبی - گفت حفصه چهار خصلت اند که نبود که ترک دهد آن را پیغمبر صلی الله علیه وسلم یعنی از سنن
موکده اند - صیام عاشورا - روزه عاشورا - والعشر - و روزه دهه ذی الحجه یعنی نه روز ازان - وثلثة ایام من
کل شهر - و روزه سه روز از هر ماه - ورکعتان قبل الفجر - و دو رکعت ست پیش نماز بامداد سنت فجر چه مقدار
مؤکده است روزه این روزها را نیز قرینه آن ساخت تا معلوم گردد قوت تاکد آن - رواه النسائی وعن
ابن عباس - قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یفطر ایام البیض فی حضر ولا سفر - بود آن حضرت
که افطار نمی کرد روزهای ایام بیض را نه در حضر و نه در سفر این حدیث نیز دلالت بر کمال اهتمام و تاکد این روزها
دارد - رواه النسائی - وعن ابی هریرة - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لکل شیء زکوة - مر هر چیز را
از نعمتهای الهی زکوة ست موجب شکر ست و معارف در شرع اطلاق زکوة است بر زکوة مال - وزکوة الجسد الصوم
و زکوة بدن و وجود و صحت و عافیت وی روزه است گویا که بجوع و عطش و ترک شهوت صرف می کند چیزی را
از بدن بسوی درگاه عزت وی و هدیه بوی چنانکه چیزی از مال صرف می کند و میدهد - رواه ابن ماجه - وعنه
ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصوم الاثنین والخمیس - و هم از ابی هریره روایت ست که آن حضرت بود
که روزه می داشت در روز دوشنبه و پنجشنبه فقیل - پس گفته شد - یا رسول الله انک تصوم الاثنین والخمیس
بدرستی که تو روزه میداری دوشنبه و پنجشنبه را - فقال ان یوم الاثنین والخمیس یغفر الله فیهما لکل مسلم - پس گفت
آن حضرت بدرستیکه روز دوشنبه و پنجشنبه می آمرزد خدای تعالی مر هر مسلمان را یعنی روزه می دارم به سبب
بزرگی این دو روز و شکر نعمت و مغفرت و رحمت الهی سبحانه - الا ذا هاجرین - می بخشد همه را مگر دو قطع کنندگان
رحم را و کلمه ذا زائده است - یقول دعهما حتی یصطلحا - میگوید خدای تعالی مر کسی را که سوال مغفرت کند مر ایشان را

در راہ خدا جعل اللہ بینہ وبین النار خندقا۔ میگرداند خدای تعالیٰ میان وی ومیان آتش خندقی۔ گما بین السماء والارض۔ بقدر مسافتی کہ میان آسمان وزمین ست مقصود مبالغہ است وابن ابلغ ست از انچہ در حدیث ابی سعید خدرے گذشت بعد اللہ وجہہ عن النار سبعین خریفا وخندق گوی کہ گرد بارۂ شہر بکنند معرب کنند رواہ الترمذی۔ وعن عامر بن مسعود۔ اختلاف کردہ شد در صحبت وی بعضی اورا در صحابہ ذکر کردہ اند وبعضی در تابعین۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغنیمۃ الباردۃ الصوم فی الشتاء۔ فرمود روزہ داشتن در زمستان غنیمت باردہ است کنایت ست از حصول وی بی تعب ومشقت۔ رواہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث مرسل وگفتہ است ترمذی این حدیث مرسل ست این قول ترمذی مبنی بر بودن وی تابعی نہ صحابی۔ وذکر حدیث ابی ہریرۃ۔ وذکر کردہ شدہ است حدیث ابی ہریرہ کہ در اول اوست این لفظ۔ ما من ایام احب الی اللہ فی باب الاضحیۃ۔ ورباب اضحیہ از برائے بیان فضیلت عشرۂ ذی الحجہ وعمل در ان۔

الفصل الثالث عن ابن عباس۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ فوجد الیہود صیاما یوم عاشورا۔ گفت ابن عباس کہ آن حضرت قدوم آورد مدینہ را پس یافت یہود را روزہ دارندہ روز عاشورا۔ فقال لہم رسول اللہ۔ پس گفت مر ایشان را پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ما ہذا الیوم الذی تصومونہ چیست این روز کہ روزہ میدارید شما۔ فقالوا ہذا یوم عظیم۔ پس گفتند یہود این روزی بزرگ ست۔ نجی اللہ فیہ موسی وقومہ رستگاری دادہ است خدای تعالیٰ در وے موسی را علیہ السلام وقوم اورا۔ وغرق فرعون وقومہ۔ وغرق کردہ است فرعون را وقوم او را غرق بفتح راے مشددہ وبکسر راے مخففہ غیر روایت ست وبریں وجہ فرعون مرفوع ست یعنی غرق شدہ فرعون۔ فصامہ موسی شکرا۔ پس روزہ داشت موسی بجہت شکرانہ این نعمت فنحن نصومہ۔ پس ما روزہ می داریم بمتابعت موسی در شکر۔ فقال رسول اللہ۔ پس گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فنحن احق واولی بموسی منکم۔ پس ما سزاوارتر ونزدیک تریم بموسی از شما ودریں عبارت اشارت ست بانکہ ما کہ روزہ می داریم بموافقت موسی نہ بجہت موافقت شما۔ فصامہ رسول اللہ۔ پس روزہ داشت در روز عاشورا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وامر بصیامہ۔ وامر کرد صحابہ را بروزہ داشتن این روز اینجا اشکال می آرند کہ خبر یہود در دیانات غیر مقبول ست پس چگونہ عمل کرد آن حضرت بخبر ایشان جوابش آنکہ شاید کہ ظاہر شد صدق این خبر بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتواتر یا بخبر جماعت دیگر کہ مسلمان بودند از یہود مثل عبد اللہ بن سلام وغیر وی از علماے ایشان یا وحی شد بعد از خبر ایشان متفق علیہ۔ وعن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم یوم السبت ویوم الاحد۔ گفت ام سلمہ بود آن حضرت کہ روزہ میداشت روز شنبہ ویکشنبہ را۔ اکثر ما یصوم من الایام۔ بیشتر از انچہ روزہ می داشت از روزہاے دیگر۔ ویقول۔

جمعه است و در روایتے او الخمیس آمده بکلمه او چنانچه طبرانی آورده معنی این چنین میشود که مخیر میداشت که ابتدا
بدوشنبه کند یا به پنجشنبه که هر دو متبرک اند و روایت کتاب را که به واو ست نیز برین معنی حمل میتوان کرد فافهم - رواه ابوداؤد
والنسائی - وعن مسلم القرشی - صحابی ست ابو عبد الله مسلم و بعضی گفته اند عبد الله ابو مسلم - قال سألت او سئل رسول الله - گفت پرسیدم
من یا گفت پرسیده شد پیغمبر خدا - صلی الله علیه وسلم عن صیام الدهر - از حکم روزه دهر - فقال ان لاهلک علیک
حقا - پس گفت آن حضرت بدرستیکه مر زن ترا بر تو حق ست و همیشه روزه داشتن سبب ضعف و فتور و قصور
در ادای آن حق ست - صم رمضان والذی یلیه - روزه دار ماه رمضان را و آنکه متصل ست برمضان که مراد بآن
سته شوال باشد و بعضی گفته اند ماه شعبان مراد ست این چنین ست در شرح ابن فرشته - وکل اربعاء وخمیس -
و روزه دار هر چهارشنبه و پنجشنبه - فاذا انت قد صمت الدهر کله - پس اکنون تو به تحقیق روزه داشتی همه دهر
را ازین حدیث معلوم می شود که حکم بصوم دهر منحصر در حساب بودن حسنه بعشر امثال نیست بلکه شارع بفضل خود ثواب
صوم دهر میدهد خواه بآن حساب یا بغیر آن حساب فافهم - رواه ابوداؤد والترمذی وعن ابی هریرة ان رسول الله
روایت ست از ابی هریره که پیغمبر خدا - صلی الله علیه وسلم نهی عن صوم یوم عرفة بعرفة - نهی کرد از روزه داشتن
روز عرفه در عرفات از جهت وجدان مشقت و جهد در ادای وظائف آن چنانکه گذشت و گویند که نهی تنزیهی ست
نه تحریمی - رواه ابوداؤد - وعن عبد الله بن بسر - بضم موحده و سکون مهمله عن اخته الصماء - بفتح صاد مهمله
و تشدید میم و بمد آن - ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال - روایت ست از عبد الله بن بسر مازنی که صحابی ست
و پدر او که بسر ست و مادر وے که عطیه نام دارد و خواهرش که او صما نام دارد و همه صحابی اند روایت می کند از
خواهر خود صما که آن حضرت گفت - لا تصوموا یوم السبت - روزه ندارید روز شنبه را یعنی تنها - الا فیما افترض
علیکم - مگر در چیزے که فرض کرده شده است بر شما اگرچه این افتراض بنذر باشد - فان لم یجد احدکم الا لحاء عنبة -
پس اگر نیابد یکی از شما مگر پوست درخت انگور لحاء بکسر لام و ممدود - او عود شجرة - یا نیابد مگر چوب درخت -
فلیمضغه - پس باید که بخاید آن را یعنی افطار کند و بشکند روزه شنبه را که داشته است و اگر طعام نیابد بمانند
پوست انگور و یا چوب درخت هم بشکند و سبب نهی از صوم سبت لزوم تعظیم اوست بصوم و در تعظیم وی تشبه است به یهود
و اگرچه ایشان روزه نمی دارند بجهت بودن وی عید ایشان ولیکن تعظیم میکنند باین وجه و از حدیث ام سلمه
بیاید که آن حضرت روزه میداشت روز شنبه و یکشنبه بقصد مخالفت ایشان که ایشان روزه نمیدارند در آن
بجهت آنکه عید ایشان ست پس در وقتیکه ترک کرد صوم سبت واحد را تا تعظیم اینها لازم نیاید و در وقتی دیگر
روزه داشت بقصد مخالفت و جهت مختلف ست کذا قیل - رواه احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجة والدارمی
وعن ابی امامة - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صام یوما فی سبیل الله - کسیکه روزه دارد یکروز

والخمیس - بود آن حضرت که روزه می داشت روز دوشنبه و پنجشنبه - رواه الترمذی والنسائی - وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس - عرض کرده میشوند اعمال بندگان در درگاه عزت یا بر فرشتگان اعمال از ملائکه روز دوشنبه و پنجشنبه عملها را خود هر روز و شب می برند شاید که عرض در این دو روز میکرده باشند یا هر روز عرض میکنند و در این دو روز نیز مجموع انچه عرض کرده اند باز میگذرانند باشند مجملا و مفصلا از جهت حکم و مصالحی که خدای تعالی میداند چنانکه عرض اعمال در شب نصف شعبان مثل این گفته اند - فاحب ان یعرض عملی وانا صائم - پس بدوست میدارم که عرض کرده شود عمل من در حالی که من روزه دار باشم سبب روزه داشتن در دوشنبه و پنجشنبه این ست و از برای روزه دوشنبه سبب دیگر نیز در فصل اول در حدیث ابی قتاده معلوم شد فتذکر و اختیار صوم از جهت فضل اوست یا از جهت آنکه معلوم نیست که در کدام ساعت میگذرانند و صوم مستوعب نهار ست و یا از جهت آنکه وی مجتمع میشود با دیگر عملها - رواه الترمذی وعن ابی ذر - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا اباذر اذا صمت من الشهر ثلثة ایام - ای ابوذر چون خواهی که روزه داری از هر ماه سه روز صم ثلث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة - پس روزه دار سیزدهم و چهاردهم و پانزدهم که آنرا ایام بیض گویند یعنی روزها که شبهای آنها روشن اند سابقا معلوم شد که هر سه روز که روزه دار روا ست ولیکن در این سه روز فضل ست و روایات در وی اکثر و در بعضی آثار در ایام سود یعنی روزها که شبهای آنها سیاه است بست و نهم و بست و هشتم و بست و نهم باشد نیز آمده است - رواه الترمذی والنسائی - وعن عبد الله بن مسعود قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم من غرة کل شهر ثلثة ایام بود آنحضرت که روزه می داشت در بعضی احیان از اول ماه سه روز - وقلما کان یفطر یوم الجمعة - واندکی بود که افطار میکرد در روز جمعه ظاهر این حدیث مطلق ست که روز جمعه تنها مراد باشد یا با روز دیگر فافهم - رواه الترمذی والنسائی ورواه ابوداود فی ثلثة ایام - روایت کردند تمام این حدیث را ترمذی و نسائی در روایت کرد آن را ابوداود تا لفظ ثلثة ایام و آخر این حدیث را که قلما کان یفطر یوم الجمعة روایت نکرد - وعن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم من الشهر السبت والاحد والاثنین - گفت عایشه بود آن حضرت که روزه می داشت در بعضی احیان از ماهی روز شنبه و یکشنبه و دوشنبه - ومن الشهر الآخر الثلثاء والاربعاء والخمیس - واز ماه دیگر سه شنبه و چهارشنبه و پنجشنبه و ثلثاء بدست و بفتح ثا و ضم آن و اول اکثر ست و اربعاء مثلثه بالباء الممدود - رواه الترمذی وعن ام سلمة قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یأمرنی ان اصوم ثلثة ایام من کل شهر - گفت ام سلمه که بود آن حضرت که امر میکرد مرا که روزه دارم سه روز از هر ماه - اولها الاثنین والخمیس - اول آن سه روز یوم الاثنین بود تا ثلثاء و اربعاء و یوم الخمیس سه بود و یا

یوم جمعه تنها وارد شده حدیث صحیح دران پس متعین ست قائل شدن بدان و مالک معذور ست که او را حدیث نرسید و داؤدی از اصحاب مالک گفته که نرسید این حدیث مالک را و اگر میرسید مخالفت آن نمیکرد والله اعلم

وعن ابی سعید الخدری - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صام یوما فی سبیل الله بعد الله وجهه عن النار سبعین خریفا - کسیکه روزه دارد یک روز در راه خدای تعالی دور دارد خدای تعالی روی او را از آتش دوزخ مقدار مسافت هفتاد ساله راه که مراد بدان جهاد ست و در فصل سوم با جهاد احادیث آمده و طیبی گفته که تواند که مراد بدان لوجه الله باشد و مؤید این ست انچه از ابو هریره آمده در آخر باب و مراد بخریف سال ست و عرب ابتدای سال بخریف کنند - متفق علیه - وعن عبد الله بن عمرو بن العاص قال قال لی رسول الله - گفت عبد الله بن عمرو گفت مرا پیغمبر خدا - صلی الله علیه وسلم یا عبد الله الم اخبر انک تصوم النهار و تقوم اللیل - ای عبد الله آیا خبر داده نشده ام من که تو روزه میداری هر روز و بیدار می باشی تمام شب و درین کلام تهدیدی و سلطنتی ست که مخفی نیست عبد الله بن عمرو میگوید فقلت بلی پس گفتم من بلی یا رسول الله همچنین ست که میفرمائی قال فلا تفعل گفت آنحضرت صلی الله علیه وسلم اگر اینچنین حت مکن و صم افطر هم روزه دار و هم افطار کن - وقم ونم - و شب برخیز و خواب هم کن - فان لجسدک علیک حقا بدرستیکه مر تن ترا بر تو حق ست که بسیار در تعب نیندازی و بیمار نه شوی و هلاک نگردی - وان لعینک علیک حقا و بدرستیکه مر چشم ترا بر تو حق ست و گاهی خواب هم کنی و چشم را آرام دهی - وان لزوجک علیک حقا - بدرستیکه مر زن ترا بر تو حق ست و زوج بر مرأة بغیر تا اطلاق می کنند و زوجه بتا نیز - وان لزورک علیک حقا - و بدرستیکه مر زیارت کنندگان و مهمانان ترا بر تو حق ست که بدیدن تو بیایند که با ایشان سخنی کنی و صحبتی داری و با ایشان طعامی بخوری و زور بفتح زا و سکون واو جمع زائر چنانکه رکب جمع راکب - لا صام من صام الدهر - روزه نداشت کسیکه روزه داشت همیشه وجه این سخن در حدیث ابی قتاده گذشت صوم ثلثة ایام من کل شهر صوم الدهر کله روزه سه روز از ماه در حکم روزه روزگار ست همیشه - صم کل شهر ثلثة ایام - روزه دار در هر ماه سه روز - واقرأ القرآن فی کل شهر - و بخوان قرآن را در هر ماه - قلت انی اطیق اکثر من ذلک - گفتم بدرستیکه من طاقت و قوت دارم بیشتر ازین در روزه و در قرآن - قال - گفت آن حضرت - صم افضل الصوم صوم داؤد - روزه دار فاضل ترین روزه که روزه داؤد ست علیه السلام - صیام یوم و افطار یوم - روزه یک روز و افطار یک روز واقرأ فی کل سبع لیال مرة - و بخوان و ختم کن قرآن را در هفت شب یکبار - ولا تزد علی ذلک - و زیاده مکن بر ان در روزه و در قرآن - متفق علیه - و ترمذی و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجه نیز روایت کرده اند باختلاف الفاظ پس این حدیث در همه صحاح مروی باشد

الفصل الثانی - عن عائشة - رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم الاثنین

بن مدرکہ ابن الیاس صحابی ست اورا نبیشۃ الخیر میگویند۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام التشریق ایام اکل وشرب۔ روزہای تشریق کہ سہ روز ست بعد از روز عید یازدہم ودوازدہم وسیزدہم روزہای خوردن و نوشیدن ست وآنہارا ایام ضیافۃ اللہ نیز میگویند وتشریق در لغت خشک کردن گوشت ست کہ دراین ایام میکنند ونیز ذبح ہدی در وقت طلوع آفتاب می کنند۔ وذکر اللہ۔ وایام ذکر خدا ست یعنی باوجود اکل وشرب غافل از ذکر خدا نباشند چنانکہ در قرآن فرمود اذکروا اللہ فی ایام معدودات وذکر خدا را درین ایام تفسیر کردہ اند بہ تکبیرات بعد از نماز فرض ونز وذبح قربانیہا وری جمار وجز آن چنانکہ در کتاب الحج بیاید۔ رواہ مسلم۔ وعن ابی ہریرۃ — قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایصوم احدکم یوم الجمعۃ۔ روزہ ندارد یکی از شما روز جمعہ۔ الا ان یصوم قبلہ او یصوم بعدہ۔ مگر آنکہ روزہ دارد پیش از روز جمعہ یا روزہ دارد بعد از وی یعنی تنہا روز جمعہ روزہ ندارد بلکہ روزہ دیگر کہ روز پنجشنبہ باشد یا روز شنبہ باوی ضم کند واگر ہر دو روز روزہ دارد بہتر ست۔ متفق علیہ — وعنہ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتخصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین اللیالی۔ مخصوص نگردانید شب جمعہ را بہ شب خیزے از میان شبہا۔ ولا تخصوا الیوم الجمعۃ بصیام من بین الایام۔ ومخصوص نہ گردانید روز جمعہ را بہ روزہ داشتن از میان روزہا۔ الا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم۔ مگر آنکہ باشد روز جمعہ در روزے کہ روزہ می دارد یکی از شما بتدریا عادت چنانکہ روز دہم یا یازدہم مثلاً عادت کردہ باندر کردہ است اتفاقاً روز جمعہ دران تاریخ واقع شدہ باین عذر تنہا روز جمعہ روزہ داشتن منع نیست۔ رواہ مسلم۔ بدانکہ در نہی از صیام یوم جمعہ تنہا حدیث صحیح وارد شدہ ودر توجیہ آن علمارا اقوال ست وذکر آن موجب تطویل ودر شرح استیفای آن کردہ شدہ است واقرب وجوہ آنست کہ گفتہ اند کہ در انفراد جمعہ بصوم مشابہت ست بہ یہود ونصارے کہ روزی معین را تعظیم می کنند وبعبادت وطاعت مخصوص گردانند چنانکہ یہود یوم السبت را ونصاری یوم الاحد را جز انچہ در شرع از تعظیم وتخصیص وی واقع شدہ است آن ثابت ست وموہم آن منعی نیست امارا از پیش خود تعظیم وتخصیص نباید کرد کذا قالوا گفت بندۂ ضعیف عفا اللہ عنہ کہ سبب نہی آن ست کہ بندہ را باید کہ در ہمہ اوقات بعبادت وطاعت مشغول باشد ودائم متعرض نفحات الٰہی غراسمہ باشد ووقت را مخصوص ساختن ودر اوقات دیگر معطل بودن چیزے نیست واین معنی نہی از تخصیص شب جمعہ بقیام مناسب ترست کما لا یخفی علی المتفطن فافہم واللہ اعلم وازامام مالک نقل کردہ اند کہ در موطا گفتہ است نہ شنیدم من ہیچ احدے از اہل علم وفقہ ازانہا کہ اقتدا بایشان توان کرد کہ نہی کردہ باشند از صوم یوم جمعہ تنہا ودیدم بعضی از ایشان را کہ روز جمعہ تنہا روزہ می داشت وبدان تحری میکرد وشیخ محی الدین نووی گفتہ این کہ مالک گفتہ است بر رای اوست ورای غیر وی مخالف نیست وسنت مقدم ست بر رای او ورای غیر او وبہ تحقیق ثابت شدہ است در نہی از صوم

و روز عاشورا چشم دارم کہ تکفیر کند گناہان سالے را کہ پیش از وست و گفتہ اند کہ مزیت و فضیلت صوم عرفہ را بر صوم عاشورا بجہت آنست کہ صوم یوم عرفہ از شریعت محمدست صلی اللہ علیہ وسلم و صوم یوم عاشورا از شریعت موسی علیہ السلام ست رواہ مسلم۔ وعنہ۔ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین۔ و ہم از ابی قتادہ است کہ پرسیدہ شد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم از روزہ روز دوشنبہ۔ فقال فیہ ولدت۔ پس گفت آن حضرت در روز دوشنبہ زائیدہ شدہ ام من۔ وفیہ انزل علی۔ و در روز دوشنبہ نخست فرستادہ شدہ است وحی بر من احتمال دارد کہ سوال از سبب روزہ داشتن آن حضرت باشد روز دوشنبہ یا از سبب استجاب روزہ داشتن ست درین روز بہر تقدیر سبب آن شکرانہ نعمت وجود آنحضرت و وجود دین و شریعت اوست۔ رواہ مسلم۔

وعن معاذۃ العدویۃ۔ انہا سالت عائشۃ اکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم من کل شہر ثلثۃ ایام۔ روایت ست از معاذہ کہ وی پرسید عائشہ را آیا بود آن حضرت کہ روزہ میداشت از ہر ماہ سہ روز قالت نعم گفت عائشہ آری میگوید معاذہ۔ فقلت لہا من ای ایام الشہر کان یصوم۔ پس گفتم من عائشہ را از کدام روزہا ماہ سہ روزہ میداشت۔ قالت۔ گفت عائشہ لم یکن یبالی من ای ایام الشہر یصوم۔ نبود آن حضرت کہ باک میداشت از کدام روزہای ماہ سہ روزہ میداشت۔ رواہ مسلم۔ ازین حدیث معلوم می شود کہ سہ روزہ داشتن از ہر ماہ در ہر سہ روز کہ باشد کفایت می کند و تقید بہ سیزدہم و چہاردہم و پانزدہم نیست و لیکن اکثر احادیث و آثار و ران واقع شدہ است پس این احب و افضل باشد و طریق دیگر در صوم سہ روز از ہر ماہ نیز از سلف منقول ست مجموع اقوال را در شرح آنرا بیان کردہ ام۔ رواہ مسلم۔ وعن ابی ایوب الانصاری۔ صحابی بزرگ ست و نزول آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ابتدای ہجرت در منزل وے بود از وی آمدہ است انہ حدثہ۔ کہ وی حدیث کرد راوی خود را یا حدیث کرد حدیث را کہ این ہمہ۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من صام رمضان ثم اتبعہ ستا من شوال۔ گفت آن حضرت کسیکہ روزہ دارد رمضان را پس تابع گرداند آن را شش روزہ را از شوال۔ کان کصیام الدہر کلہ۔ باشد بمنزلہ روزہ روزگار ہمیشہ۔ رواہ مسلم۔ وعن ابی سعید الخدری۔ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم یوم الفطر والنحر۔ نہی کرد آنحضرت از روزہ داشتن روز عید فطر و روز عید نحر کہ عید قربان ست این متفق علیہ است میان ائمہ و نزد اکثر ایشان نذر نیز روا نیست و نزد مانذر جائز ست و قضا کردہ شود در روز دیگر۔ متفق علیہ۔ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صوم فی یومین الفطر والاضحی۔ نیست روزہ در دو روز یکی روز عید فطر دیگر روز عید اضحی کہ عید نحرست و در حقیقت نذر روزہ در ہر دی روزہ داشتن در وی نیست و تحقیقہ فی اصول الفقہ متفق علیہ

وعن نبیشۃ۔ بضم نون و فتح موحدہ و سکون تحتانیہ و شین معجمہ۔ الہذلی۔ بضم ہا و فتح ذال معجمہ منسوب بہذیل

عمر پس گفت عمر یا رسول الله کیف من یصوم الدهر کله چگونه است حال کسیکه روزه دارد در همه روزگار و همیشه - قال لا صام ولا افطر گفت
آنحضرت نه روزه داشت آن کس و نه افطار کرد - وقال لم یصم ولم یفطر شک راویست اما عدم افطار خود ظاهر است و اما در توجیه عدم صوم
اختلاف کرده اند بعضی گفته اند که از جهت مخالفت وی سنت را که موجب نقص اجر اوست بر صوم و بعضی گفته اند از جهت استلزام آن صوم ایام منهیه را
و بعضی گفته اند از جهت زیان زده شدن شخص بدان بمشقت و القای نفس در تهلکه و عجز از جهاد و ادای حقوق
دیگر و باین توجیهات مخصوص میگردد نهی به کسیکه افطار نکند در ایام منهیه و بکسیکه متضرر گردد و ضعیف شود و لهذا
جماعتی از ائمه بجواز آن رفته اند مر کسی را که حالش خلاف آن بود و استدلال کرده اند بآنکه محکی ست از بعضی صحابه
مثل ابی طلحه انصاری و حمزه بن عمرو اسلمی و آن حضرت صلی الله علیه وسلم نیز مقرر داشت ایشان را بدان و منقول ست
از بسیاری از تابعین و جز ایشان و بعضی گفته اند که معنی وی آنست که کسی که عادت کرد و خو گرفت بآن زائل میگردد
کلفت و مشقت که مدار اجر و ثواب بر آن ست که مقصود از شرعیت صوم ست و این وجه بر عکس آنست که افاده کرده
وجه اول از وقوع در کلفت و مشقت والله اعلم - قال - گفت عمر - کیف من یصوم یومین ویفطر یوما چگونه است
حال کسیکه روزه دارد دو روز و افطار کند یک روز - قال - گفت آن حضرت - ویطیق ذلک احد - آیا طاقت
دارد آن را هیچ یکی که این نیز دشوار ست و مشقت تمام دارد مقصود دور انداختن این ست از قبول
و رضا و ازین کلام ظاهر میشود که سبب در عدم قبول صوم دوام همین وقوع در مشقت و کلفت ست - قال -
گفت عمر - کیف من یصوم یوما ویفطر یوما - چگونه است حال کسیکه روزه دارد روزی و افطار کند روزی دیگر
قال - گفت آنحضرت ذلک صوم داود و این روزه داود پیغمبر ست علیه السلام که یک روز روزه میداشت و یک روز افطار می کرد و این فضیلتی
و کمالی دارد که در وی نوعی از توسط و اعتدال ست ولیکن این نیز مشقتی دارد چنانکه سیاق حدیث بدان مشعر ست - قال - گفت عمر -
کیف من یصوم یوما ویفطر یومین - چگونه است حال کسیکه روزه دارد یک روز و افطار کند دو روز - قال - گفت آنحضرت - وددت
انی طوقت ذلک - دوست میدارم من که طاقت و قوت داده شوم آن را و مانع نیاید مرا از آن حقوق و مصالح درین عبارت اشارت
است که این در طاقت و طبیعت من نیست مگر آنکه حق تعالی طاقت و قوت دهد مرا بر آن و غرض تبعید ورد این قسم ست نیز - ثم قال
رسول الله - پستر گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ثلث من کل شهر و رمضان الی رمضان - بس ست یا اولی و الیق ست سه روزه از هر ماه
و رمضان تا رمضان دیگر و ذکر الی رمضان برای افاده دوام و استمرار آن ست و ایماست بآنکه گویا روزه متصل ست همیشه چنانکه
فرمود - فهذا صیام الدهر کله - پس این ست روزه تمام روزگار و همیشه - وصیام یوم عرفة احتسب علی الله ان یکفر السنة التی قبله
والسنة التی بعده - و روزه روز عرفه را مزد و ثواب چشم دارم معتمد بر فضل خدا که تکفیر کند گناه سالی را که پیش از وست یعنی ببخشد گناهان را
که در آن سال کرده است و تکفیر کند گناه سالی را که بعد از وست باین معنی که نگاه دارد از گناهان در وی
یا اگر واقع شود گناهان در وی بخشیده شود - وصیام یوم عاشورا احتسب علی الله ان یکفر السنة التی قبله

وکنیت یافت بآن - ان ناسا تماروا عندها یوم عرفة فی صیام رسول الله - که بعضی مردم شک کردند و نزاع نمودند روز
عرفه در روزه داشتن پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم - که آنحضرت بروزه است یا نه - فقال بعضهم هو صائم وقال بعضهم لیس بصائم پس گفتند بعضی که
آنحضرت روزه دار است و گفتند بعضی که روزه دار نیست میمونه میگوید رضی الله عنها فارسلت الیه بقدح لبن - پس فرستادم
نزد حضرت قدح شیر را - وهو واقف علی بعیره بعرفة - و آن حضرت در وقوف بود بعرفه سوار بر شتر خود - فشربه -
پس نوشید آن شیر را پس معلوم شد که روزه نداشت و همچنین نقل کرده اند از فعل ابی بکر و عمر رضی الله عنهما و ابن عمر
گفت روزه نمی دارم من و نهی نیز نمیکنم و عمل سلف نیز برین ست که مستحب ست افطار مر واقفان بعرفات را تا قوت
یابند بر وقوف و دعا و از بعضی اهل علم منقول ست که روزه داشته اند بعرفات و ظاهرا مختلف می شود باختلاف
احوال در قوت و ضعف و بتحقیق وارد شده است در صوم یوم عرفه احادیث که وی تکفیر می کند گناهان سال گذشته
و آینده را چنانچه بیاید پس مختار آنست که صوم عرفه مستحب ست مگر برای حجاج - متفق علیه - وعن عائشة -
رضی الله عنها قالت ما رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم صائما فی العشر قط - گفت عائشه ندیدم من آن حضرت را
روزه دارنده در ماه ذی الحجه هرگز - رواه مسلم - بدانکه بتحقیق ثابت شده است در احادیث فضیلت صوم درین
ایام و فضیلت مطلق عمل درین عشره در صحیح بخاری آمده که نیست هیچ ایام فاضل تر از عشره ذی الحجه و آن حضرت
نیز دران روزه داشته و این حدیث عائشه منافات بآن ندارد زیرا که وی رضی الله عنها خبر از علم خود داده و گفته
که من ندیده ام که آن حضرت صلی الله علیه وسلم روزه داشته پس شاید که عائشه مطلع نشده باشد بران یا آنحضرت
در ان اوقات مانعی شده باشد از سفر یا مرض یا جز آن - وعن ابی قتادة رضی الله عنه - ان رجلا
اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال کیف تصوم روایت ست از ابی قتاده که از مشاهیر صحابه است که مردی
آمد آن حضرت را و پرسید چگونه روزه میداری تو - فغضب رسول الله صلی الله علیه وسلم من قوله - پس در خشم آمد
آنحضرت ازین گفتن آن مرد و پرسیدن وی از حضرت وی که چگونه روزه میداری چه حق سوال آن بود که سوال
میکرد از حال خود که گوید کیف اصوم تا جواب میکرد آنحضرت آنچه موافق حال وی می بود نه آنکه از حال آن حضرت سوال کند و در فعل
آنحضرت در قلت و کثرت اسرار و مصالح ست که بحال دیگران صلاحیت ندارد و وی صلی الله علیه وسلم مشغول بود بمصالح مسلمانان
و حقوق ازواج و اضیاف فلما رای عمر غضبه قال - پس چون دید عمر خشم آنحضرت را گفت رضینا بالله ربا - راضی شدیم به خدا
که پروردگار ماست و بالاسلام دینا - و راضی شدیم باسلام که دین ماست - و بمحمد صلی الله علیه وسلم نبیا - و راضی شدیم بمحمد که پیغمبر ماست
شرح این کلمات را در کتاب الایمان ذکر کرده شد - نعوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله - پناه می جوییم بخدا از غضب خدا و
رسول خدا فجعل عمر یردد هذا الکلام - پس در ایستاد عمر رضی الله عنه که تکرار میکرد این کلام را حتی سکن غضبه - تا آنکه آرام
یافت غضب آن حضرت بعد از آن سوال کرد عمر رضی الله عنه از آنچه آن مرد می پرسید بتفصیل بر وجه ادب و نیاز - فقال -

آینده از ابن عباس و اضافت برای تشریف ست نه برای تخصیص و اگر تمام محرم مراد دارند محل استفسار میشود که چون ماه محرم افضل و اشرف بود چرا در ملاحیان تمام یا اکثر روزه می داشتند در محرم جواب داده می شود که شاید فضل آن در آخر ظاهر شد یا از صوم ماه محرم ما نعی پیدا می شد - و افضل الصلوٰۃ بعد الفریضۃ صلوٰۃ اللیل - و فاضلترین نمازها بعد از نماز فرض نماز شب ست که نماز تهجد ست افضلیت آن از حیثیت ثواب و مشقت و وجود اخلاص و اما افضلیت سنن رواتب با نزدیکی که در انهاست چنانکه در مذهب حنفیه و اکثر شافعیه است از جهت تاکد منافات بآن ندارد و بیان ترتیب نوافل و رواتب در افضلیت بتفصیل در شرح مذکور ست - رواه مسلم - وعن ابن عباس قال ما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتحری صیام یوم فضله علی غیره الا هذا الیوم یوم عاشورا - گفت ابن عباس ندیدم من آنحضرت را که طلب می کرد روزه روز را که تفضیل میداد آن روز را یا صوم آن روز را بر غیر وے مگر این روز را که روز عاشورا ست - و هذا الشهر - و مگر صوم این شهر را یعنی شهر رمضان و تحری قصد کردن و طلب کردن چیزے که احری ست یعنی سزاوار ترست در غالب ظن و عاشورا نام روز دهم از محرم ست و بعضے توهم کرده که نام روز نهم ست و این خطاست و وجه توهم و تخطیه هر دو در شرح مذکور ست و گفته اند که افضلیت روز عاشورا نبی بر فهم ابن عباس ست که وی از حال و مقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این چنین فهمید و در یافت والا روز عرفه افضل از یوم عاشورا ست بلکه از سائر ایام غیر جمعه که در افضلیت روز عرفه و جمعه از یکدگر اختلاف ست - و تحقیق وارد شده است که صوم عاشورا برابر صوم یکسال و صوم عرفه بمجموع دو سال ست متفق علیه - وعنه - قال حین صام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عاشورا و امر بصیامه - و هم از ابن عباس ست که گفت هنگامی که روزه داشت آن حضرت روز عاشورا و امر کرد مردم را بر روزه داشتن روز عاشورا - قالوا گفتند اصحاب - یا رسول اللہ انه یوم تعظمه الیهود و النصاری - بدرستیکه روز عاشورا روزیست که بزرگ میدارند او را یهود و نصاری - فقال رسول اللہ - پس گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع - اگر باینده ماندم تا سال آینده هر آینه روزه دارم روز نهم را از محرم تنها یا با یوم عاشورا و این ظاهر ترست از برای اظهار مخالفت با اهل کتاب پس باقی نماند آن حضرت تا سال آینده بلکه وفات یافت در ربیع الاول همین سال پس صوم یوم تاسع سنت باشد اگرچه روزه نداشت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از جهت صحت عزم آن حضرت بران و مراتب صوم محرم سه است و افضل آن ست که روزه دارد روز نهم و دهم و یازدهم همچنین آمده است در حدیث احمد و بزار از ابن عباس و دوم نهم و دهم سوم دهم تنها رواه مسلم

وعن ام الفضل نبت الحارث - روایت ست از ام الفضل نبت الحارث - که امرأۃ عباس ست و ام اولاد به است و خواهر ام المومنین میمونه است و ام عبد اللہ بن عباس نیز بهمین مشهور بام الفضل شده

و این معنی بہتر ست خصوصاً بہ تقدیر روایت وکان بود در ثانی فافہم متفق علیہ - وعن عبد اللہ بن شقیق - از کبار تابعین وثقات ایشان ست - قال قلت لعائشۃ اکان النبی - گفت گفتم مر عایشہ را آیا بود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یصوم شہرا کلہ - روزہ می داشت ہیچ ماہی را ہمہ ماہ - قالت ما علمتہ صام شہرا کلہ الا رمضان - گفت عایشہ نمی دانم من آن حضرت را کہ روزہ داشتہ باشد ماہی را ہمہ مگر رمضان را - ولا افطر کلہ حتی یصوم منہ - ونمیدانم آن حضرت را کہ افطار کردہ باشد ماہی را ہمہ تا آنکہ روزہ می داشت بعض آن ماہ را یعنی ہیچ ماہی را تمام روزہ نمی داشت وہیچ ماہی را تمام بی روزہ ہم نمی گذاشت - حتی مضی بسبیلہ - تا آنکہ گذشت آن حضرت در راہ خود کنایت ست از موت واشارت بآنکہ بودن آن حضرت در دنیا وتوقف در روے برای ادای رسالت وتبلیغ احکام بود وسعی وی ہمیشہ در راہ آخرت وتوجہ بآن عالم بود کار تمام کردہ در گذشت - رواہ مسلم - وعن عمران ابن حصین - بضم حا وفتح صاد مہملتین صحابی مشہور ست تا سی سال بر بستر بیماری افتادہ بود وفرشتگان را می دید وبر وی سلام می کردند آوردہ اند کہ یکبارے داغ سوخت پس از دیدن ملائکہ محجوب گشت - عن النبی - روایت می کند از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم انہ سالہ - کہ آن حضرت سوال کرد عمران را - او سال رجلا وہو یسمع - یا سوال کرد مردی را وعمران می شنید شک دارد در صورت حال بر ہر تقدیر سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این ست - فقال یا ابا فلان - پس گفت ای ابو فلان کنایت از کنیت اوست مثل ابو محمد یا ابو عبد اللہ نخصوص کنیت او را بہ گفتند چنانکہ اکثر کہ خطاب میکنند ومیگویند ای فلان یا فلان کس یا او کنیت نداشت او را ابو فلان علی الاطلاق بہ کنیت ذکر کردہ اند یا آن حضرت کنیت او را ذکر کردہ باشد راوی فراموش کرد واللہ اعلم - اما صمت من سرر شعبان - آیا روزہ نداشتے تو از آخر شعبان قال لا - گفت نداشتہ ام - قال - گفت آن حضرت - فاذا افطرت - پس چون افطار کنی یعنی فارغ شوی از رمضان فصم یومین - پس روزہ دار دو روز را گویا کہ آن مر نذر کردہ بود یا عادت داشت دو روز روزہ داشتن از آخر ماہ وچون شنیدہ نمی از تقدیم رمضان بصوم یک دو روز چنانکہ در فصل اول از باب رؤیۃ الہلال گذشت باز کشید خود را ازان منذور ومعتاد پس بیان کرد آن حضرت کہ روزہ منذور ومعتاد منہی عنہ نیست باید داشت واگر فوت شد قضا باید کرد وسرر بفتح سین وراء بکسر وے وبعضی بضم نیز گفتہ اند وبفتح را یعنی اول ماہ واوسط وآخر ماہ بیاید چنانکہ در قاموس گفتہ است پس بعضے گفتہ اند کہ اینجا بمعنی اول یا اوسط ست زیرا کہ از صوم آخر شعبان نہی واقع شدہ است وتحقیق آن ست کہ سرر وسرار گفتہ نمی شود مگر دو روز آخر ماہ کہ قمر در شب آنہا مستتر وپوشیدہ می شود وتوجیہش آن ست کہ گفتہ شد - متفق علیہ - وعن ابی ہریرۃ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصیام بعد رمضان شہر اللہ المحرم - فاضلترین روزہا بعد از روزہ رمضان روزہ ماہ خداست کہ محرم ست یعنی میگویند کہ مراد بماہ محرم روز عاشورا ست کہ خدای وی اعظم ست ومؤید آن ست حدیث

فلیطعم عنہ مکان کل یوم مسکینا - کسیکہ بمیرد و بر وی روزہ رمضان باشد پس باید کہ خورانیدہ شود از جانب وے بجای ہر روزہ یک مسکین را این حدیث متمسک جمہور ست و غالباً این ناسخ اول ست یا اول مأول ست بدین چنانکہ گفتہ شد - رواہ الترمذی وقال الصحیح انہ موقوف علی ابن عمر - و گفت ترمذی صحیح آنست کہ این موقوف ست بر ابن عمر و قول اوست اما این موقوف در حکم مرفوع ست زیرا کہ تقدیر کفارت بے سماع از شارع درست نباشد

الفصل الثالث - عن مالک - بلغہ ان ابن عمر کان یسأل - روایت ست از امام مالک رسیدہ است او را کہ ابن عمر بود کہ پرسیدہ میشد - ہل یصوم احد عن احد و یصلی احد عن احد - ایا روزہ دارد یکی از جانب دیگری و نماز گزارد یکی از جانب دیگری فیقول لا یصوم احد عن احد و لا یصلی احد عن احد پس گفت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ روزہ ندارد یکی از دیگرے و نہ نماز گزارد یکی از دیگرے کہ ابرای ذمہ وی شود اما در روزہ و نماز گزاردن و ثواب آن را بہ دیگرے بخشیدن اختلاف ست و صحیح جواز ست - رواہ فی الموطا -

باب صیام التطوع

تطوع از طوع است بمعنی طاعت و فرمانبرداری کردن و تورپشتی گفتہ کہ تطوع توانائی نمودن و انچہ نہ فرض باشد آوردن و عبادت نافلہ را تطوع گویند ازانکہ بندہ از پیش خود طوع می نماید و طاعت می کند بے آنکہ شارع او را تکلیف کند

الفصل الاول - عن عائشۃ - قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم حتی نقول لا یفطر و یفطر حتی نقول لا یصوم - گفت عائشہ بود آن حضرت کہ روزہ می داشت تا آنکہ می گفتیم کہ دیگر افطار نخواہد کرد و افطار میکرد تا آنکہ می گفتیم کہ دیگر صوم نخواہد داشت و نقول در ہر دو جا بتاء فوقانیہ نیز روایت ست یعنی تا آنکہ می گفتی تو اے مخاطب و مقصود آن ست کہ عادت شریف آن حضرت در روزہ نفل دوام و استمرار نبود گاہی چندان متصل روزہ میداشت تا آنکہ مردم گمان می بردند کہ ہرگز افطار نخواہد کرد و گاہی چندان افطار می کرد کہ گمان می بردند کہ ہرگز روزہ نخواہد داشت و ہم عائشہ میگوید - و مارایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استکمل صیام شہر قط الا رمضان و ندیدم من آن حضرت را در ہیچ ماہی کہ کامل و تمام کردہ باشد روزہ مگر روزہ رمضان را - و مارایتہ فی شہر اکثر منہ صیاما فی شعبان - و ندیدم آن حضرت را در ہیچ ماہی بیشتر روزہ دارندہ از شعبان یعنی آن مقدار کہ در شعبان روزہ می داشت در ہیچ ماہ دیگر نمی داشت چنانکہ گفت - و فی روایۃ قالت - و در روایتی این چنین آمدہ ست کہ گفت عائشہ - کان یصوم شعبان کلہ - بود آنحضرت روزہ می داشت شعبان ہمہ شعبان را و چون در ینجا مبالغہ بود باعتبار اقامت اکثر بمقام کل و دادن اکثر را حکم کل گفت - کان یصوم شعبان الا قلیلا - بود آنحضرت کہ روزہ می داشت شعبان را مگر اندکی و بعضی میگویند معنی عبارت این ست کہ گاہی تمام شعبان را روزہ می داشت و گاہی اکثر آنرا

در شعبان و اکثر وی بلکہ کل وی روزہ میداشت درین میان عایشہ فرصت می یافت و روزہ قضائی کرد۔ متفق علیہ۔

وعن ابی ہریرۃ ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایحل للمرأۃ ان تصوم وزوجہا شاہد الا باذنہ۔ رواہ البخاری

مرزن راکہ روزہ دارد و حال آنکہ شوہر وی حاضر ست مگر بدستوری شوہر و این شامل ست ابتدای صوم را و افطار را بعد از صوم و درین ہنگام قضائی کند بر مذہب ابی حنیفہ و ہر کہ موافق ست باوی در قضای صوم نفل بعد از نقض آن پس صحیح باشد ذکر این حدیث در باب قضای صوم یا مراد در ترجمۂ باب قضای صوم ست وجوداً یا عدماً پس موافق باشد بر مذہب شافعی و ہر کہ با اوست در عدم وجوب قضای آن فافہم۔ **ولا تاذن فی بیتہ الا باذنہ**

و اذن نکند زن ہیچ کسی را بدر آمدن خانۂ شوہر مگر باذن وی اگرچہ محرم باشد۔ رواہ مسلم۔ **وعن معاذۃ العدویۃ**

انہا قالت لعایشۃ مابال الحائض تقضی الصوم ولا تقضی الصلوٰۃ۔ روایت ست از معاذۂ عدویہ کہ تابعیہ ثقہ است

و کنیت او ام الصہباست کہ وی گفت مر عایشہ راکہ چیست حال حائضہ کہ قضائی کند روزہ راکہ در ایام حیض

خورده است و قضائی نکند نماز را با وجود آنکہ ہر دو فرض اند ساقط شد ادای آن بعذر حیض۔ قالت عایشۃ کان

یصیبنا ذلک۔ گفت عایشہ بود کہ میرسید ما را آن یعنی حیض۔ فنؤمر بقضاء الصوم پس امر کردہ می شدیم بقضای صوم

ولا نؤمر بقضاء الصلوٰۃ۔ و امر کردہ نمی شدیم بقضای نماز یعنی این امر تعبدیست کہ شارع بدان حکم کردہ است علت

آن پرسیدن حاجت نیست اگرچہ ممکن بود کہ وی گفت در قضای نماز حرج و مشقت تمام ست باین سبب قضائے

آن واجب نہ شد اما عایشہ را گفتگو بریست شاید کہ وی میگفت ما را حرج نیست و مشقت نی و اشارت کرد کہ

در احکام شرع علت طلب کردن حاجت نیست حکم شارع ست ہر چہ فرماید باید کرد۔ رواہ مسلم۔ **وعن عایشۃ**

رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات وعلیہ صوم صام عنہ ولیہ۔ کسیکہ بمیرد و بر وی صومی ست

کہ قضا نکرد آنرا روزہ دارد از جانب وی ولی وی۔ متفق علیہ۔ بدانکہ اختلاف کردہ اند علما در کسیکہ مرد و بر وی صوم

واجب بود قومی بدان رفتند کہ جائزست کہ روزہ دارد از وی ولی وی و این قول قائل ست امام احمد و شافعی

در قولی و تصحیح کردہ است آنرا نووی از جہت تمسک بظاہر این حدیث و بعضی شافعیہ میگویند کہ مخیرست ولی میان

صوم و اطعام و جمہور علما بر آنند کہ جائزست و متعین ست اطعام کہ آنرا فدیہ میگویند و باین قائل شدہ امام

ابو حنیفہ و مالک و شافعی در اصح قولین نزد اکثر اصحاب وی پس نزد ما اگر وصیت کند میت پس گرفتہ میشود

از ثلث مال و نزد شافعی وصیت کند یا نکند پس گرفتہ میشود از کل مال و تاویل کردہ اند این حدیث را باآنکہ

مراد بصوم ولی اطعام و تکفیر اوست و این تاویل بعید ست مگر آنکہ ثابت شود بہ دلائل دیگر کہ فدیہ واجب ست

و صوم درست نہ۔ متفق علیہ

الفصل الثانی ۔ عن نافع عن ابن عمر۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من مات وعلیہ صیام رمضان

فصام الناس - پس روزہ داشتند مردمان - ثم دعا بقدح من ماء - پستر طلبید قدحی از آب - فرفعه - پس برداشت قدح را - حتی نظر الناس الیه - تا آنکہ دیدند مردم بسوی قدح - ثم شرب - پستر نوشید آب را - فقیل له بعد ذلک ان بعض الناس قد صام - پس گفته شد مر آن حضرت را بعد از نوشیدن آب کہ بعضی مردم روزہ داشتند یعنی بروزہ ماندند و افطار نکردند یا این معنی روز دیگر گفته باشند - فقال - پس گفت آن حضرت - اولئک العصاۃ اولئک العصاۃ - آن کسانند بی فرمانی کنندگان آن کسانند بی فرمانی کنندگان مکرر فرمود از برائے تاکید و زجر و تشدید زیرا کہ مخالفت کردند فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم را و قبول نکردند رخصت خدا را عزوجل و وارد شده است کہ خدا دوست دارد کہ کرده شود رخصتهای وے چنانچه دوست میدارد کہ بجا آورده میشود عزیمتهای او نه ازان جهت کہ روزه داشتن حرام ست در سفر چنانچه طائفه ظاهریه توهم کرده اند زیرا کہ در تمام راه روزه داشت و چون اینجا آمد افطار کرد فتدبر - رواه مسلم -

وعن عبد الرحمن - بن عوف - رضی اللہ عنه - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صائم رمضان فی السفر کالمفطر فی الحضر - روزه دارنده رمضان در سفر مانند افطار کننده است در حضر ازین حدیث معلوم میشود منع از صوم در سفر نه بحد منع افطار در حضر و این محمول بر تضرر - و خوف هلاک در صوم و در بعضی حواشی مذکور ست کہ تشابه و تساوی در آنکہ یکی تارک رخصت ست و دیگری تارک عزیمت - رواه ابن ماجه - وعن حمزة - بن عمرو الاسلمی انه قال - گفت - یا رسول اللہ انی اجد بی قوة علی الصیام فی السفر - بدرستیکه من می یابم در خود قوت بر روزه داشتن در سفر - فهل علی جناح - پس آیا هست بر من گناه - قال - گفت - هی رخصة من اللہ - این افطار رخصت است از خدای عزوجل - فمن اخذ بها فحسن پس کسیکه اخذ کند بر خصت و عمل کند بدان پس نیک است نظر بشبهو کرم و تیسیر الٰہی و عجز و ضعف خود چنانچه گذشت - ومن احب ان یصوم فلا جناح علیه - و کسیکه دوست دارد کہ روزه دارد پس نیست گناه بروی درین اشارت ست باولویت افطار - رواه مسلم -

باب القضاء

ظاهر آنست کہ مراد بقضای صوم رمضان باشد و اگر مراد ازان عام تر باشد نیز صورت دارد و فطر صوم رمضان را مستلزم ست اگر نا سیا باشد قضا ست و نه کفارت و اگر متعمداً باشد بیفتد کفارت ست قضا و در ابواب سابق حکم آن گذشت و اگر بعذر باشد چنانچه سفر و مرض در انجا قضا ست

الفصل الاول - عن عائشة - قالت کان یکون علی الصوم من رمضان - گفت عائشه بود شان کہ مے بود بر ذمه من روزه از رمضان کہ بعذر خورده بودم - فما استطیع ان اقضی الا فی شعبان - پس نمی توانستم کہ قضا کنم مگر در شعبان یعنے تاخیر میکردم قضا را تا آخر سال - قال - گفت - یحیی بن سعید یعنی الشغل من النبی او بالنبی صلی اللہ علیه وسلم یعنی منع میکرد عائشه رضی اللہ عنها را از قضاے ماههای دیگر شغولی کہ صادر میشد از جانب آنحضرت از جهت طلب کردن وے صلی اللہ علیه وسلم استماع از وی رضی اللہ عنها یا از جانب عائشه بمشتی بودن وے مر آنحضرت را و آنحضرت

از مدینه دهم رمضان بود و در آمدن بمکه و فتح آن بستم - وکان ابن عباس یقول - و بود ابن عباس که میگفت - قد صام رسول الله - بتحقیق روزه داشته است پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم - یعنی در سفر یا درین سفر - وافطر - و افطار کرده است یعنی بهر دو وجه عمل فرموده اند - فمن شاء صام ومن شاء افطر - پس هر که خواهد روزه دارد و هر که خواهد افطار کند. یعنی هر دو برابرست و بنده مخیرست - متفق علیه وفی روایة لمسلم عن جابر - و در روایتی مر مسلم را از جابر این چنین آمده است انه شرب بعد العصر - که آن حضرت آب نوشید بعد از نماز دیگر

الفصل الثانی - عن انس بن مالک الکعبی - صحابی ست غیر انس بن مالک مشهور گفته اند که در میان صحابه بیست و دو کس اند که نام ایشان انس ست از ان میان انس بن مالک این دو کس اند و این انس بن مالک را یک حدیث ست در صوم مسافر و حامل و مرضع - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله وضع عن المسافر شطر الصلوة - بدرستیکه خدای تعالی نهاده است از مسافر یعنی اسقاط کرده است فرضیت آن را از ذمه وی نصف نماز را که چهارگانی را بدوگانه آورده - والصوم عن المسافر - و نهاده است وجوب روزه را از ذمه مسافر وعن المرضع والحبلی - و نهاده است روزه را از زن شیر دهنده و از زن باردار و افطار مر مرضع و حبلی را بر تقدیری که اگر زیان کند بچه را یا نفس ایشان را و مراد بمرضع دایه است که بحکم عقد اجاره ارضاع بر وی لازم شده است اما ام بر وی ارضاع لازم نیست اگر امتناع آرد و جبرش نتوان آورد مگر آنکه پدرش فقیر باشد یا مرضع نیابد اینچنین ست مذهب ما - رواه ابو داود والترمذی والنسائی وابن ماجه وعن سلمة بن محبق - بضم میم و فتح حاء مهمله و تشدید موحده مفتوحه در آخر قاف و بکسر با نیز گفته اند ولیکن محدثان بفتح با میخوانند صحابی ست و حسن بصری از وی روایت می کند و پسر وی سنان بن سلمه که از دلیران و پهلوانان بود و غزوه چند کرده نیز صحابی ست - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کان له حمولة تاوی الی شبع - کسیکه باشد مر او را مرکبی که برساند او را بمنزل در حالت سیری و آسانی و حموله بفتح حا چیزی که برداشته شود بار بر وی شتر یا خر یا جز آن یعنی مرکب - فلیصم رمضان حیث ادرکه - پس باید که روزه دارد رمضان را هر جا که دریابد رمضان او را یا دریابد او رمضان را ازین حدیث معلوم می شود که بر تقدیر آسایش و آسانی در سفر روزه باید داشت و امر در وی محمول بر ندب و استحباب و الا افطار جائز ست در سفر اگر چه مشقت نبود باجماع و برین حدیث سخن بجهت ضعف بعضی رجال ست که اسناد کرده اند ذکره الشیخ ابن حجر - رواه ابو داود

الفصل الثالث - عن جابر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج عام الفتح الی مکة فی رمضان - روایت ست از جابر که آن حضرت بیرون آمد در سال فتح بسوی مکه در رمضان - فصام - پس روزه داشت در راه - حتی بلغ کراع الغمیم بضم کاف و تخفیف را و فتح غین معجمه تا رسید این موضع را که میان مکه و مدینه است نزدیک به عسفان بر سه میل از وی

واین حدیث دلیل ست بر جواز صیام در سفر و تخییر میان وی و افطار متفق علیہ۔ وعن ابی سعید الخدری قال غزونا مع
رسول اللہ۔ گفت غزا کردیم ما ہمراہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ لست عشرۃ مضت من شہر رمضان۔ وقت شانزدہ
شب کہ گذشتہ بود از رمضان۔ فمنا من صام ومنا من افطر۔ پس بعضی از ما کسی بود کہ روزہ داشت و بعضی از ما کسے
بود کہ روزہ افطار کرد فلم یعب الصائم علی المفطر ولا المفطر علی الصائم۔ پس عیب نگرفت روزہ دار بر افطار کنندہ و
نہ افطار کنندہ بر روزہ دار این حدیث نیز ظاہر در تخییر و مساوات ست مگر آنکہ عدم عیب بجہت اصل جواز دارند
اگرچہ یک جانب افضل باشد۔ رواہ مسلم۔ وعن جابر۔ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ۔ گفت جابر بود
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر۔ در سفرے فرای زحاما۔ بکسر زای پس دید آن حضرت انبوہی مردم را۔
ورجلا قد ظلل علیہ۔ و دید مردے را کہ بتحقیق سایہ کردہ شدہ است بروی بخیمہ و مانند آن تا از مشقت عطش و حرارت
صوم بحال خود آید یا کنایت ست از ایستادن مردم بر سر او و گرد بر گرد او۔ فقال ما ہذا۔ پس پرسید آن حضرت
چیست این انبوہی و این سایہ کردن و سبب آن چیست۔ قالوا صائم۔ گفتند این جا روزہ داریست کہ بجہت غایت
ضعف افتادہ است۔ فقال۔ پس گفت آن حضرت۔ لیس من البر الصیام فی السفر۔ نیست نیکی از روزہ داشتن
در سفر یعنی باین سرحد کہ برسد روزہ داشتن نیک نیست و افطار افضل ست متفق علیہ۔ وعن انس۔
رضی اللہ عنہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر بودیم۔ ما با آن حضرت در سفری۔ فمنا الصائم و
منا المفطر۔ پس بعضی از ما روزہ دار بودند و بعضی از ما افطار کنندہ۔ فنزلنا منزلا فی یوم حار۔ پس فرود آمدیم
منزلی را در روز گرم۔ فسقط الصوامون۔ پس افتادند روزہ داران۔ وقام المفطرون۔ و بر پا ایستادند افطار
کنندگان۔ فضربوا الانبیۃ۔ پس زدند خیمہ ہا را۔ وسقوا الرکاب۔ و آب دادند شتر آنرا۔ فقال رسول اللہ۔ پس گفت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ذہب المفطرون الیوم بالاجر۔ بردند افطار کنندگان امروز اجر و ثواب را و درین دلیل ست
کہ فطر با قوت افضل ست از صوم با عجز کذا قیل گفت بندہ ضعیف سامحہ اللہ کہ در قول وی الیوم ایما است بآنکہ
افضلیت فطر بجہت خدمتگاری مفطر آن ست مر صائمان را نہ علی الاطلاق فافہم و در حدیث دلیل ست بر آنکہ خدمت
صالحان افضل از نوافل ست ذکرہ الشیخ فی العوارف متفق علیہ۔ وعن ابن عباس۔ قال خرج رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ الی مکۃ۔ بیرون آمد آن حضرت از مدینہ بمکہ یعنی بسال فتح مکہ۔ فصام۔ پس روزہ داشت
در راہ۔ حتی بلغ عسفان۔ تا آنکہ رسید عسفان را بضم عین و سین مہملتین و فا نام موضعی ست بر دو مرحلہ از مکہ در وے
چاہہاست شیرین آب۔ ثم دعا بماء۔ پستر طلبید آن حضرت آب را۔ فرفعہ الی یدہ۔ پس برداشت آب را تا نہایت
درازی دست خود۔ لیراہ الناس۔ تا ببینند آنرا مردم۔ فافطر۔ پس آب خورد و روزہ بکشاد۔ حتی قدم مکۃ۔
تا آنکہ قدوم آورد بمکہ۔ وذلک فی رمضان۔ و این واقعہ در رمضان بود مشہور آن ست کہ بر آمدن آن حضرت

در دهن او و بعضی گفته اند دی نافیه است یعنی چیزی باقی نمانده است در دهن وی و گفته اند که اصل عبارت ما فا بقی ست فا از قلم ناسخ افتاده و معنی آن ست که وچه چیز باقی مانده است در دهن یعنی هیچ چیز باقی نمانده است بعد از ریختن آب از دهن ببالغه و شیخ ابن حجر گفته است و در روایات دیگر ما ذا بصریح آمده است فتدبر - ولا یمضع العلک و نخاید علک را بکسر عین مهمله و سکون لام معروف ست مثل معلکی و آن را علک رومی میگویند که برای قوت دندان میخایند و علک بمعنی لزج و چسپان مثل سریشم نیز آید و علک بفتح بمعنی خائیدن نیز می آید - فان از در ریق العلک لا اقول انه یفطر - پس اگر بگلو فرو برد آب دهن را که بخائیدن علک پیدا می گردد نمی گویم که وی افطار میکند زیرا که از وی چیزے جدا نمی گردد که بشکم در رود تا روزه بشکند - ولکن نهی عنه - ولیکن نهی کرده میشود از فرو بردن و مکروه ست و احتیاط نیست و در بعضے نسخ و یمضع العلک بی کلمه لا گفته اند که این ادق ست بسیاق فافهم - رواه البخاری

فی ترجمة باب

باب صوم المسافر

بدانکه احادیث وارده در صوم مسافر و افطار وی مختلف اند بعضی وارد شده اند در اباحت افطار بی تعرض بانکه صیام یا افطار افضل ست و بعضی وارد شده بتخییر میان صیام و افطار و بعضی در جواز افطار روزه صیام نظر در تفاوت احوال و اوقات و اتفاق دارند جمهور علما از اهل فتوی که افطار و صیام هر دو جائز اند و اختلاف دارند در آنکه کدام یکی ازین دو افضل ست یا هر دو برابر اند ابو حنیفه و مالک و شافعی و ثوری و جز ایشان بر آنند که صوم افضل ست کسی را که طاقت دارد از جهت ابرای ذمه و آسان بودن او بموافقت مسلمانان و مشکل بودن قضای بعد از مضی رمضان و فعل آن حضرت صلی الله علیه وسلم در روزه داشتن صالح حجت ست مر ایشان را و نزد احمد و اسحق و اوزاعی و سعید بن المسیب افطار افضل ست مطلقا و بعضی از اصحاب شافعی این قول را از شافعی نیز نقل کرده اند از جهت تمسک بظاهر قول خداوند تعالی فعدة من ایام اخر و باحادیثی که وارد شده است در ذم صوم تا آنکه بعضی از اصحاب ظواهر بعدم جواز صوم در سفر رفته و گفته اند که اگر روزه دارد قضا کند و قائلش همان ست و بعضی علما بدان رفته اند که هر چه آسان تر ست همان افضل ست و بعضی بر آنند که هر دو برابر ست و نبذه مخبر ست

دران والله اعلم

الفصل الاول عن عائشة

رضی الله عنها قالت ان حمزة بن عمرو الاسلمی قال للنبی صلی الله علیه وسلم اصوم فی السفر - گفت عائشه که حمزه بن عمرو اسلمی که از صحابه است گفت مر آن حضرت را آیا روزه دارم در سفر وکان کثیر الصیام - و بود این مرد بسیار روزه دارنده - فقال ان شئت فصم و ان شئت فافطر - پس گفت مر او را حضرت صلی الله علیه وسلم اگر میخواهی روزه دار اگر میخواهی افطار کن ظاهر آنست که بحال وی روزه و افطار هر دو برابر بود

لا اعرف له غیر هذا الحدیث - نمی شناسم مر او را جز این حدیث و گفته است گمان نمی برم پدر او را که شنیده باشد آنرا
از ابی هریره و ابن خلف قرطبی گفته است که این حدیث ضعیف ست احتجاج کرده نمیشود بمثل وی کذا فی بعض الحواشی
وعنه - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کم من صائم لیس له من صیامه الا الظمأ - بسیار روزه دار که نیست
مر او را حاصلی از روزه خود مگر تشنگی چنانکه روزه دارد و از دروغ و از غیبت و دیگر مناهی خود را باز ندارد - وکم
من قائم لیس له من قیامه الا السهر - و بسا شب خیز نماز گزار نیست مر او را حاصلی از قیام خود مگر بیداری چنانکه نماز
در زمین مغصوب کند و ارتکاب مناهی نماید و به نماز فرض بجماعت و رعایت ارکان و آداب آن اعتنا ندارد
و ظمأ بفتحتین ممدود و مقصور تشنگی یا تشنگی سخت - رواه الدارمی و ذکر حدیث لقیط - و ذکر کرده شده است حدیث
لقیط بفتح لام و کسر قاف - بن صبرة - بفتح صاد مهمله و کسر موحده که در وی ترک مبالغه در استنشاق ست مر صائم را
فی باب سنن الوضوء - اگرچه در مصابیح اینجا مذکور ست -

الفصل الثالث - عن ابی سعید - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلث لا یفطرن الصائم - سه خصلت
است که روزه نمی کشایاند مر روزه دار را - الحجامة والقیء والاحتلام - مراد بقی آن ست که سبقت کند
و غالب آید و بعمد نکند که وی مفطر ست چنانکه گذشت - رواه الترمذی و قال هذا حدیث غیر محفوظ - و گفته است که
این حدیث غیر محفوظ ست یعنی شاذ ست - و عبد الرحمن بن زید الراوی یضعف فی الحدیث - و گفته اند که روایت
کرده است آن را دارقطنی و بیهقی و روایت کرده است ابوداود از مردی از اصحاب پیغمبر صلی الله علیه وسلم
و ابو حاتم گفته که حدیث ابوداود اشبه است بصواب و ابو زرعه گفته که اصح است وعن ثابت البنانی - بضم
موحده و تخفیف نون از کبار تابعین ست روایت می کند از انس - قال - گفت - سئل انس بن مالک پرسیده
شد از انس پسر مالک - کنتم تکرهون الحجامة للصائم علی عهد رسول الله - آیا بودید شما که مکروه پنداشتید
حجامت را در زمان پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم قال لا - گفت انس مکروه نمی پنداشتیم حجامت را - الا من اجل
الضعف - مگر از جهت پیدا شدن ضعف بحجامت یعنی نه از جهت آنکه فاسد میگرداند صوم را یا مکروه ست در آن -
رواه البخاری - وعن البخاری - تعلیقا - و روایت ست از بخاری بطریق تعلیق و معنی تعلیق در مقدمه
معلوم شد - قال - گفت بخاری - کان ابن عمر یحتجم وهو صائم - بود ابن عمر رض که حجامت میکرد و حال آنکه صائم ست
یعنی حجامت میکرد در روزه - ثم ترکه - بعد از آن گذاشت حجامت کردن را در روزه - فکان یحتجم باللیل -
پس بود که حجامت می کرد به شب - وعن عطاء رضی الله عنه قال ان مضمض - گفت عطاء که از تابعین ست
اگر آب در دهان جنبانید - ثم افرغ ما فی فیه من الماء - پستر ریخت آنچه بود در دهن وی از آب - لا یضره ان
تزدرد ریقه - زیان نمی کند او را که فرو برد بگلو آب دهان خود را - و ما بقی فی فیه و فرو برد چیزی را که باقی مانده است

وکفارت را نیز واجب گردانید و بقول احمد قائل شدہ اند بعضی از شافعیہ مثل ابن خزیمہ و ابن المنذر و ابن حبان و نقل کردہ زعفرانی از شافعی کہ گفت روایت کردہ شدہ است از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ حجامت کرد و وی صائم بود و روایت کردہ است نیز کہ افطر الحاجم والمحجوم و من ہیچ کدام ازین حدیث را ثابت نمیدانم پس اگر اجتناب کند صائم حجامت را باشد نزد من محبوب تر و اگر بکند حجامت نمی گویم کہ افطار کرد و گفت ترمذی کہ شافعی چون در بغداد بود منع می کرد آن حضرت و چون بمصر آمد میل کرد بر خصت و در فتح الباری گفتہ کہ بود شافعی کہ می گفت حدیث ابن عباس در احتجام آنحضرت امثل و ارجح ست از حیثیت اسناد و با وجود آن اگر اجتناب کند بہتر ست از جہت احتیاط و قیاس موافق حدیث ابن عباس ست زیرا کہ بحجامت بیرون می آید چیزے از داخل و خارج و در نمی آید چیزے از خارج بداخل و نیز حجامت موجب ضعف و کسر شہوت ست و موافق مصلحت صیام ست و جماع ہم اگرچہ ہمچنین ست و لیکن ثابت شدہ است اجتناب ازان بنص و مجمع علیہ است و محفوظ از صحابہ و تابعین و عامۂ اہل علم عدم افطار بحجامت ست و قومی میگویند کہ حجامت اگرچہ مفطر نیست اما مکروہ است از جہت طریان ضعف و خوف ہلاک و علمای مذہب احمد مبالغہ کردہ اند در تصحیح حدیث افطر الحاجم والمحجوم و تائید مذہب خود و نصرت آن بمعقول و منقول و گفتہ اند کہ دوازدہ نفر از صحابہ روایت کردہ اند حدیث درین باب جمہور تاویل میکنند آن را کہ مراد افطار تعرض برای اوست و وقوع دران چنانچہ مؤلف در کتاب منقل از محی السنۃ بیان کردہ است و بعضی میگویند این قول یعنی افطر الحاجم والمحجوم در شخص معین را بود کہ با حجامت ارتکاب امری دیگر کہ مفسد صوم بود میکردند از جہت حجامت و آن امر غیبت بود و احادیث تنفیر اغتیاب صادر شدہ اند و بعضی میگویند کہ آن حضرت نزدیک بہ شام بحاجم و محجوم گذشت و این قول مردود و مقصود بیان عذر از جانب ایشان بود یعنی خوب نکردہ اند کہ حجامت کردہ اند ولیکن باک نیست کہ وقت شام در رسیدہ است و بعضی میگویند کہ رخصت بعد از نہی ست و نہی منسوخ ست و اللہ اعلم

وعن ابی ہریرۃ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افطر یوما من رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض کسیکہ افطار کند روزے را از رمضان بی رخصت شرعی چنانچہ سفر و پیری و بیم مرض - لم یقض عنہ صوم الدہر کلہ - قضا نکند از وی روزۂ تمامۂ عمر - وان صامہ - اگرچہ روزۂ دارد تمامۂ عمر و این حدیث از باب تشدید و مبالغہ است و مراد آنست کہ فضیلت روزۂ فرض دران مرتبہ است کہ بروزۂ نفل در نتوان یافت اگرچہ مدت عمر بود و الا کفارہ بروزۂ دو ماہ کفایت می کند دران - رواہ احمد و الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ و الدارمی و البخاری فی ترجمۃ باب - و روایت کردہ آن را بخاری در ترجمۂ باب یعنی بطریق تحدیث نیاوردہ است چنانچہ احادیث صحیح بخاری ست - وقال الترمذی سمعت محمدا یعنی البخاری - و گفتہ است ترمذی شنیدم محمد را یعنی بخاری را یقول - میگفت بخاری - ابو المطوس - بضم میم و فتح طاء و کسر واو مشددہ در آخر سین مہملہ - الراوی - کہ راوی این حدیث

کردہ اند اہل علم را ان پس مکروہ داشتہ اند آنرا بعضی و این قول سفیان و ابن المبارک و احمد و اسحق ست و رخصت کردہ اند بعضی
و این قول شافعی ست انتہی و قول امام ابو حنیفہ نیز رخصت ست و از امام مالک کراہیت نقل کردہ اند و در جامع الاصول از انس بن مالک
بروایت ابو داؤد آوردہ ہست کہ بود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ سر مہ میکرد و در حدیث دیگر آوردہ کہ گفتہ ہست رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم باید کہ پرہیز کند ازان و سرد و حدیث ضعیف ست واللہ اعلم۔ وعن بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقد رایت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بالعرج۔ گفت بتحقیق دیدم آن حضرت را بالعرج بفتح عین مہملہ و سکون را نام موضعی ست میان مکہ و مدینہ و بعضی گفتہ اند
موضع بدینہ۔ یصب علی راسہ الماء۔ میریخت آن حضرت بر سر خود آب را۔ وہو صائم۔ و حال آنکہ آنحضرت روزہ دار بود۔
من العطش۔ میریخت آب از جہت تشنگی۔ او من الحر۔ یا از جہت گرمی شک راویست۔ رواہ مالک و ابو داؤد۔
وعن شداد بفتح معجمہ و تشدید مہملہ۔ بن اوس بفتح ہمزہ و سکون واو انصاری برادر زادۂ حسان بن ثابت او را
دید و او را صحبت اوست ان رسول اللہ۔ روایت میکند کہ بگذشت خدا صلی اللہ علیہ وسلم الی رجلا بالبقیع۔ آمد مردی را
بہ بقیع کہ مقبرہ مدینہ مطہرہ است۔ وہو یحتجم۔ و آن مرد حجامت میکرد۔ وہو آخذ بیدی۔ و آن حضرت گرفتہ بود دست
مرا۔ ثمانی عشرۃ خلت من رمضان۔ وقتی کہ ہیجدہ شب گذشتہ بود از رمضان۔ فقال۔ پس گفت آن حضرت۔
افطر الحاجم والمحجوم۔ روزہ کشاد حجامت کنندہ و حجامت کردہ شدہ یعنی فاسد شد روزۂ ہر دو۔ رواہ ابو داؤد
و ابن ماجۃ والدارمی قال الشیخ الامام محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ وتاولہ البعض من رخص فی الحجامۃ۔ وتاویل کردہ است این حدیث
را کہ ظاہرش در فساد صوم ست بحجامت بعضی از کسانیکہ رخصت کردہ اند در حجامت و میگویند کہ روزہ بحجامت نمی شکند
و میگویند بقول خود ای۔ تعرضا الافطار یعنی پیش آمدند از حجام و محجوم برای افطار و نزدیک ست کہ بشکند روزہ
ایشان۔ بمحجوم للضعف۔ امامحجوم بجہت ضعف و سستی کہ عارض میشود مر او را بجہت خون کم کردن یعنی نزدیک
است کہ ضعف کند و بجہت آن بخورد روزہ تا ہلاک نشود۔ والحاجم لانہ لا یامن من ان یصل شیء الی جوفہ۔ و اما حجامت
کنندہ زیرا کہ وی ایمن نیست اند سیدن چیزے از خون بشکم وی۔ بمص الملازم۔ بمکیدن شیشہ ہای حجامت در
عرب باین طریق خون کم می کنند کہ بر موضع خون شیشہا میزنند و بہ شاخ یا شیشہ کہ آنرا محجم گویند بکسر میم بران موضع
نہادہ بدہان می کشند و می مکند پس جای آن دارد کہ خون در دہن در آید و از دہن در درون شکم رود و ملازم جمع
ملزم بکسر میم قارورہ حجامت کہ جمع میگردد در وی خون بدانکہ جمہور علما بر انند کہ حجامت نمی شکند روزہ را و مکروہ
نیست مر صائم را مگر بجہت طریان ضعف و این مذہب امام ابو حنیفہ و شافعی ست و ہمین ست مروی از فعل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم و جماعتی از صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مثل سعد بن ابی وقاص و عبد اللہ بن عمر
و زید بن ارقم و ام سلمہ و رفتہ اند امام احمد و طائفہ از علما مثل عبد اللہ بن المبارک و اوزاعی و اسحق و ابی نور
بہ آنکہ حجامت مفطر ست صوم حاجم و محجوم را چنانکہ ظاہر این حدیث ست و واجب ست قضا و تشدید کرد عطا

ومعانی این الفاظ در مقدمہ معلوم شد۔ وعن معدان۔ بفتح میم وسکون مہملہ۔ بن طلحۃ تابعی ثقہ است روایت دارد از عمر بن الخطاب وابی الدرداء وثوبان۔ ان ابا الدرداء حدثہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاء فافطر۔ روایت می کند کہ ابو الدرداء حدیث کرد او را کہ آن حضرت قی کرد پس افطار کرد۔ قال فلقیت ثوبان فی مسجد دمشق۔ گفت معدان پس ملاقات کردم ثوبان را در مسجد دمشق۔ فقلت ان ابا الدرداء حدثنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس گفتم بدرستیکہ ابو الدرداء حدیث کرد مرا کہ پیغمبر خدا صلعم قاء فافطر۔ قی کرد پس افطار کرد۔ قال صدق گفت ثوبان راست گفتہ است ابو الدرداء۔ وانا صببت لہ وضوءہ۔ ومن ریختہ بودم برای آن حضرت آب وضو او را وثوبان مولای آن حضرت ست صلی اللہ علیہ وسلم۔ رواہ ابوداؤد والترمذی والدارمی۔ ظاہر این حدیث دلالت دارد کہ قی ناقض وضوست وبقرینہ حدیث سابق استقاء بمعنی تعمدی مراد خواہد بود۔ وراوی تمیز نکرد کذا قالوا وباین حدیث استدلال کردہ اند ابو حنیفہ واحمد واسحٰق وابن المبارک وثوری کہ قی ناقض وضوست وحمل کرد شافعی وآنہا کہ قائل نیستند بنقض قی وضو را بر شستن دہان در وی یا بر استحباب واللہ اعلم وعن عامر بن ربیعۃ صحابیست قدیم الاسلام حاضر شد بدر را وتمامۂ مشاہد را۔ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مالا احصی یتسوک وہو صائم گفت دیدم آن حضرت را آن قدر کہ شمار نمیتوانم کرد مسواک می کرد در حال آنکہ وی روزہ دار بود۔ رواہ الترمذی وابو داؤد وباین حدیث مطلق ست در جواز مسواک کردن روزہ دار وعلماء اختلاف ست امام ابو حنیفہ وامام مالک جائز میدانند خواہ مسواک سبز باشد یا تر کردہ شدہ بآب وخواہ قبل از زوال بود یا بعد آن وابو یوسف گفتہ مکروہ ست رطب ومبلول ونزد شافعی مکروہ است بعد از زوال زیرا کہ در وی ازالۂ خلوف ست ونزد احمد واسحٰق مکروہ است در آخر نہار پس آنکہ مکروہ نمیدارد سنت می دارد یا مستحب چنانکہ در غیر رمضان صرح بہ العلماء۔ وعن انس قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اشتکیت عینی۔ گفت انس آمد مردی نزد آن حضرت گفت شکایت کردم من ہر دو چشم خود را یعنی ہر دو چشم من بد بر آمد میگویند شکایت کرد فلان شکم خود را وقتی کہ بد بر آمد شکم یا چشم وگاہی بچون میگویند شکایت کرد بطن او یعنی درد مند شد وبیمار شد واصل شکایت بمعنی گلہ است واین نیز ازین باب ست۔ افاکتحل وانا صائم۔ گفت آن مرد آیا پس سرمہ کشم در چشم کہ علاج درد چشم ست وحال آنکہ من روزہ دارم۔ قال نعم۔ گفت آنحضرت آری سرمہ بکش یعنی سرمہ کشیدن بر روزہ زیان نمیکند اگر میخواہی بکش رواہ الترمذی وقال لیس اسنادہ بالقوی۔ روایت کردہ است این حدیث را ترمذی وگفتہ است نیست اسناد وی قوی۔ وابو عاتکۃ الراوی لیضعف۔ وابو عاتکہ کہ راوی این حدیث ست ضعیف دانستہ می شود وحکم کردہ میشود بہ ضعف وی ونیز گفتہ است ترمذی کہ درین باب حدیث از ابی رافع نیز آمدہ است وحدیث انس اسناد وی قوی نیست وبصحت نرسیدہ است از حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم درین باب چیزی واختلاف

وکمال عقل برآیند و پیدا آمدن آنہا نزد خندہ ممکن نیست میگویند کہ مراد بدان مطلق دندانہاست تحقیق این در موضع خود ذکر کردہ شدہ است۔ ثم قال اطعمہ اہلک پستر گفت آن حضرت بآن مرد بخور آن تمر را اہل خانۂ خود را چون دید آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ آن مرد در غایت احتیاج ست فرمود بخور کفارت در وقت دیگر خواہی داد کہ قدرت خواہی یافت وخوردن اہل بیت کفایت نمیکند از کفارت اکثر علما برین اند وبعضی بران رفتہ اند کہ این حکم مخصوص بآن مرد ست وبعضی گفتہ اند کہ منسوخ ست وقول قدیم ہمان ست کہ گفتہ شد واللہ اعلم۔ متفق علیہ۔

الفصل الثانی عن عائشۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقبلہا وہو صائم۔ روایت می کند عائشہ رضی اللہ عنہا کہ آن حضرت بوس می کند او را وحال آنکہ آن حضرت روزہ دار بود۔ ویمص لسانہا۔ ومی مکید آن حضرت زبان عائشہ را ومص مکیدن وگفتہ از مصمصہ بمہملتین مثل مضمضہ بمعجمتین لیکن مہملہ بطرف زبان میباشد ومعجمہ بہ تمام دہان وشک نیست کہ این بر تقدیری بود کہ آب دہان در حلق فرو نرود۔ رواہ ابو داؤد۔ وگفتہ اند کہ سند این حدیث ضعیف ست یکی از رواۃ وی محمد بن دینار الطاحی البصری ودیگر سعید بن اوس ست وہر دو ضعیف اند واللہ اعلم۔ وعن ابی ہریرۃ ان رجلا سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المباشرۃ للصائم۔ ابو ہریرہ روایت می کند کہ مردی پرسید آن حضرت را از مباشرت مر صائم را ومراد بمباشرت لمس مرد وزن ست یک دیگر را وملاقات بشرہ بہ بشرہ در غیر حرج۔ فرخص لہ پس رخصت کرد آن حضرت مر او را ومباح گردانید۔ فاتاہ آخر فسالہ۔ وآمد آن حضرت را مردی دیگر پس سوال کرد از مباشرت۔ فنہاہ پس نہی کرد او را ومنع فرمود۔ فاذا الذی رخص لہ شیخ پس ناگاہ آن کسی کہ رخصت کرد مر او را پیر بود۔ واذا الذی نہاہ شاب۔ وآن کسی کہ نہی کرد او را جوان ست پس معلوم شد کہ پیر را درست ست وجوان را نہ ومآل بامن وخوف ست ودر غالب سبب آن پیرے وجوانی ست۔ رواہ ابو داؤد۔ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذرعہ القیء وہو صائم فلیس علیہ قضاء کسی کہ سبقت کند وغلبہ آرد او را قی پس نیست بروی قضا یعنی مبطل روزہ نیست۔ ومن استقاء عمدا فلیقض۔ وکسیکہ قی کند بقصد باید کہ قضا کند کہ مبطل صوم ست اما کفارت نیست نزد اکثر واین ہر دو صورت مطلق ست وبرابر ست کہ قی پری دہن باشد یا کمتر ازان واین ست مذہب ائمہ ثلثہ واما مذہب نزد اصحاب ما پس امام محمد موافق ست ائمہ را در اطلاق صورتین از جہت اطلاق حدیث وامام ابو یوسف مقید میگرداند تعمد قی را بملاء الفم پس اگر قلیل باشد قضا نکند چنانچہ در حدیث نیست وذکر نکردہ است در ہدایہ مذہب امام ابو حنیفہ را ودر بعضی شروح ہدایہ گفتہ کہ قول محمد روایتی ست از ابی حنیفہ گفتم من وبخدا توفیق کہ امام محمد در موطای خود گفتہ است کہ ہمین ست قول ابی حنیفہ۔ رواہ الترمذی وابو داؤد وابن ماجہ والدارمی وقال الترمذی ہذا حدیث غریب لا نعرفہ الا من حدیث۔ وگفت ترمذی این حدیث غریب ست نمی شناسم او را مگر از حدیث عیسی بن یونس وقال محمد یعنی البخاری لا اراہ محفوظا۔ وگفتہ است محمد یعنی بخاری گمان نمی برم این حدیث را کہ محفوظ ست ومحفوظ مقابل شاذ ست

وے روزہ دارست پس طعام خورد یا آب نوشید پس باید کہ تمام کند روزۂ خود را کہ باطل نمیگردد۔ فانما اطعمہ اللہ وسقاہ زیرا کہ نخورانیدہ است او را و نہ نوشانیدہ او را مگر خدای تعالیٰ متفق علیہ۔ و این حکم عام ست در ہر روزہ فرض باشد یا نفل نزد ہمہ مگر مالک کہ میگوید لازم ست قضا در روزہ رمضان و قیاس ہمین ست و حکایت کردہ است امام محمد از امام ابی حنیفہ کہ می گفت اگر نمی بود اقوال مردم می گفتم بقضا یعنی اگر نمی بود روایت ائمہ این حدیث را قائل میشدم بقضا و در ہدایہ گفتہ است کہ چون ثابت شد این حکم در اکل و شرب ثابت شد در جماع از جہت استواء در رکنیت۔ و عنہ قال بینما نحن جلوس عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ رجل فقال۔ در اثنای آنکہ نشستہ ایم ما نزد آن حضرت ناگاہ آمد او را مردی پس گفت آن مرد۔ یا رسول اللہ ہلکت۔ ہلاک شدم من یعنی با فتادم در گناہ و در روایتے زیادہ کرد و اہلکت و ہلاک کردم یعنی زن خود را با فگندن او را در گناہ۔ قال مالک۔ گفت آن حضرت چہ شدہ است و چہ کردہ تو کہ این را میگوئی قال۔ گفت آن مرد۔ وقعت علی امرأتی و انا صائم۔ افتادم بر زن خود در حال آنکہ من روزہ دارم و در روایتے بجای وانا صائم فی نہار رمضان واقع شدہ فقال رسول اللہ۔ پس گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہل تجد رقبۃ تعتقہا۔ ایا می یابی بندہ را کہ آزاد کنی آن را۔ قال لا۔ گفت نمی یابم۔ قال۔ گفت آن حضرت۔ فہل تستطیع ان تصوم شہرین متتابعین۔ پس ایا می توانی کہ روزہ داری دو ماہ پیاپی۔ قال لا۔ گفت نمی توانم۔ قال۔ گفت آنحضرت۔ ہل تجد طعام ستین مسکینا۔ ایا می یابی طعام شصت مسکین کہ بخورانی ایشان را۔ قال لا۔ گفت نمی یابم قال گفت آن حضرت۔ اجلس فجلس ومکث النبی۔ و درنگ کرد و انتظار بردہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔ تا چیزے بیاید از طعام و بوی دہد تا کفارت وی شود و مکث بضم کاف و فتح ہر دو رواست۔ فبینا نحن علی ذلک اتی النبی پس در اثنای آنکہ ما بریں حال بودیم آوردہ شدہ پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم بعرق فیہ تمر۔ بزنبیلی بافتہ شدہ از برگ خرما و عرق بفتح عین و راء و بہ سکون نیز آمدہ والعرق المکتل الضخم۔ زنبیل سطبر کہ در وی پانزدہ صاع تا بیست صاع گنجد و پانزدہ صاع شصت مدست۔ قال این السائل۔ گفت آن حضرت کجاست آن مرد سائل و کیست۔ قال انا۔ گفت منم اینجا حاضر قال۔ گفت آن حضرت۔ خذ ہذا فتصدق بہ۔ بگیر این تمر را پس تصدق کن بوی بر فقرا از کفارت خود۔ فقال الرجل اعلی افقر منی۔ پس گفت آن مرد ایا تصدق کنم بر فقیر تر از خود۔ یا رسول اللہ یعنی من خود فقیر تر از ہمہ ام بر فقرا چہ تصدق کنم۔ فوا اللہ ما بین لابتیہا۔ پس بخدا سوگند کہ نیست میان دو سنگستان مدینہ۔ یرید الحرتین۔ یعنی اراد بہ لابتین حرتین دو حرہ و حرہ زمین سنگ لاخ سوختہ و مدینہ مطہرہ در میان دو سنگ لاخ واقع شدہ اہل بیت افقر من اہل بیتی نیست اہل خانہ فقیر تر از اہل خانہ من فضحک النبی پس خندہ کرد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت انیابہ۔ تا آنکہ پیدا آمد نابہای آن حضرت و ناب دندان پیشین و در دندان پیشک میگویند و آن دندانہاست متصل رباعیات و در روایات بدت انواجذہ نیز آمدہ و آن دندانہاست در نہایت دہان کہ آنرا ضرس العقل و ضرس الحلم میگویند در وقت بلوغ

مر صائم را بعضی رخصت کرده اند پیر را نه جوان را و مباشرت سخت ترست ازان و بعضی گفته اند که بوسه نقص اجر میکند
نه تفطیر انتهی و مذهب نزد ما آن ست که باک نیست به بوسه اگر امین باشد از جماع یا انزال و مکروه است اگر امین نباشد
زیرا که بوسه لذاته مفطر نیست ولیکن ممکن ست که برساند بدان پس در حالت امن اعتبار کرده شد ذات وے
و در غیر حالت امن اعتبار کرده شد عاقبت وی و امام محمد در موطا گفته که باز داشتن خود را ازان افضل ست و این
قول ابی حنیفه است و اکثر علما که پیش از ما بوده اند و مباشرت در حکم تقبیل ست در ظاهر روایت و مکروه ست مباشرت
فاحشه از جهت غلبه خوف فتنه دران و در موطا گفته که ابن عمر نهی میکرد از تقبیل و مباشرت و عمر بن الخطاب نهی میکرد از
تقبیل و میگفت که نبود از عصمت مر هیچ یکی را آنچه بود مر آنحضرت را صلی الله علیه وسلم وعنها قالت کان رسول الله
صلی الله علیه وسلم یدرکه الفجر فی رمضان وهو جنب من غیر حلم - گفت عایشه بود آن حضرت که در می یافت او را فجر در رمضان
و حال آنکه وی جنب می بود از غیر احتلام فیغتسل ویصوم - پس غسل می کرد بعد از فجر و روزه میداشت متفق علیه -
از ام سلمه نیز مثل این روایت کرده شده است و بود ابو هریره که روایت می کرد از فضل بن عباس که نیست روزه
مر کسی را که صبح کند بجنابت و چون رسید ابو هریره را حدیث عایشه و ام سلمه رجوع کرد ازان و گفت ایشان داناتر اند از
من درین امر این را قصه ایست که ذکر کرده ام آن را در شرح سفر السعادت و اکثر علما بر سنند و طیبی از نخعی نقل کرده که در روزه
نفل درست ست ولیکن روزه فرض را فطا کند و ترمذی گفته که قومی از تابعین بر آنند که چون جنب صبح کند قضا کند آن روزه
را و قول اول صحیح ترست بعد ازان بدانکه گاهی استدلال کرده میشود بقول وی که گفته من غیر حلم بر جواز احتلام بر
آنحضرت والا فائده نباشد این قید را لیکن گفته اند که احتلام بر آن حضرت جائز نیست زیرا که احتلام از شیطان ست و در
مواهب لدنیه از قرطبی نقل کرده است که گفت صحیح اینست که جائز نیست احتلام بر آن حضرت و مراد باحتلام در حدیث
رویه انزال ست بی دیدن چیزے در خواب و این از شیطان نیست یا آنکه بنای قید عدم جواز ست یعنی می بود غسل
وی صلی الله علیه وسلم از جماع نه از احتلام زیرا که احتلام جائز نیست بر وی فافهم - وعن ابن عباس رضی الله عنهما
قال ان النبی صلی الله علیه وسلم احتجم وهو محرم - گفت ابن عباس که آن حضرت حجامت کرد یعنی خون کشید و حال آنکه
وی محرم بود پس محرم را جائز ست که حجامت کند ولیکن بشرط آنکه موی کنده نشود و اگر کنده شود جزای آن بدهد
چنانکه در باب احرام بیاید - واحتجم وهو صائم - و حجامت کرد آن حضرت و حال آنکه وی صائم بود پس بحجامت کردن
صوم فاسد نمیگردد و نزد امام ابو حنیفه مکروه هم نیست و قضا و کفارت لازم نمیگردد و نزد ائمه ثلثه نیز الا نزد امام احمد
که باطل میگردد صوم حاجم و محجوم و واجب میگردد بر وی قضا نه کفارت و نزد عطا باطل میگردد صوم حاجم و واجب میگردد
بر وی کفارت کذا قال الطیبی و کلام در احتجام صائم در حدیث افطر الحاجم والمحجوم بیاید متفق علیه - وعن ابی هریرة
قال قال رسول صلی الله علیه وسلم من نسی وهو صائم فاکل او شرب فلیتم صومه - کسیکه فراموش کرد روزه را و حال آنکه

گفت فرماید پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم الی السحور فی رمضان۔ بطعام سحر رمضان اینجا سحور بفتح سین ست زیرا کہ خواندن بہ طعام میگوئید۔ فقال ہلم الی الغداء المبارک۔ پس گفت آن حضرت بیا بسوی طعام برکت کردہ شدہ در وی چنانکہ در اول باب گذشت فان فی السحور برکۃ رواہ ابوداؤد والنسائی۔ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم سحور المؤمن التمر۔ نیکو طعام سحر مسلمانان خرماست یکی خود سحور مطلقا برکت ست و تمر زیادت برکت ست وچون در افطار بوی نیز برکت ست تسحر بوی موجب برکت اول و آخر خواہد بود۔ رواہ ابوداؤد

باب تنزیہ الصوم

یعنی دور داشتن روزہ از انچہ فاسد گرداند او را یا مکروہ بود در وی و تنزہ بمعنی بعد ست و تنزیہ باری تعالی تبعید او ست از انچہ روا نیست بر وی از نقائص و عیوب و در حدیث آمدہ است الایمان تنزہ یعنی دور ست از معاصی و در حدیثی دیگر آمدہ است الحجابۃ تنزہ یعنی حجابیہ بعید ست از ریا و حجابیہ نام دیہیست بدمشق۔

الفصل الاول عن ابی ہریرۃ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور۔ روزہ دار کہ ترک نکند سخن دروغ را و اطلاق زور بر باطل و بہتان نیز آید و زور قسمی از قول ست و مراد اینجا شامل قول و فعل ست تا صحیح افتد قول وی۔ والعمل بہ۔ و ترک نکند عمل کردن را بزور و باطل۔ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ پس نیست مر خدا را حاجتی یعنی عنایتی و مبالاتی در ان کہ ترک کند وی خوردنی و نوشیدنی خود را و این کنایت ست از عدم قبول یعنی مقصود از ایجاب صوم و شریعت آن ہمین گرسنگی و تشنگی نیست بلکہ کسر شہوت و اطفای نائرۂ نفسانیت است تا نفس از ما رکی بر آید و مطمئنہ گردد رواہ البخاری۔ مشائخ گفتہ اند صوم سہ قسم ست یکی صوم عوام کہ عموم رحمت آن ہمہ عالم را ست و آن امساک از اکل و شرب و جماع و صوم خواص و آن منع تمامہ اعضا و حواس از لذات و شہوات محرمہ و مکروہہ بلکہ از انعماک در مباح نیز از انچہ منافی کسر نفس و قمع او ست و صوم اخص الخواص و آن امساک از ہر چیزی کہ ماسوای حق ست و عدم التفات بغیر وی و تعلق باسوای وی سبحانہ۔ وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبل ویباشر وہو صائم۔ گفت عایشہ بود آن حضرت کہ بوسہ میداد و مباشرت می کرد یعنی بشرہ و اندام را بہ بشرہ زنان میرساند۔ وکان املکم لاربہ۔ و بود آن حضرت مالکترین شما حاجت خود را و شہوت خود را در روایتی لنفسہ و اب بفتح ہمزہ و ما بمعنی حاجت در روایت مشہور نزد محدثین ہمین ست و گاہے روایت کردہ میشود بکسر ہمزہ و سکون را و این نیز بمعنی حاجت ست و بمعنی عضو و فرج نیز می آید و بر تقدیر ارادت عضو مراد عضو مخصوص خواہد بود و نور پشتی گفتہ کہ حمل بر عضو خارج از سنن ادب و صواب ست پس احسن حمل او ست بر حاجت یتفق علیہ۔ و ترمذی گفتہ کہ در ین باب حدیث ابن عمر بن الخطاب و حفصہ و اسلمہ و ابن عباس و انس و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم نیز آمدہ و حدیث عایشہ حدیث حسن صحیح ست و اختلاف کردہ اند اہل علم از صحابہ و غیرہم در بوسہ

او جهز غازیا فله مثل اجره - روایت ست از زید بن خالد که از مشاهیر صحابه است گفت گفت آن حضرت کسیکه روزه کشاید
روزه داری را یا سازد سامان غزا کننده را پس مر او راست مانند اجر وی بجهت اعانت بر خیر و شریک شدن در آن -
رواه البیهقی فی شعب الایمان ومحی السنة فی شرح السنة وقال صحیح - و گفته است محی السنة که این حدیث صحیح ست و ترمذی
و نسائی و ابن ماجه و ابن خزیمه و ابن حبان نیز روایت کرده و حکم بصحت آن کرده اند وعن ابن عمر رضی الله عنهما
قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا افطر قال - ابن عمر روایت می کند که بود آن حضرت وقتی که افطار میکرد میگفت ذهب الظماء
وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالی - رفت تشنگی و تر شد رگهای و ثابت شد اجر و ثواب اگر خواسته است
خدا الظماء مهموز ست ممدود و مقصور بمعنی تشنگی یا تشنگی سخت - رواه ابوداود وعن معاذ بن زهرة بضم زای و سکون
ها از ثقات تابعین ست - قال ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا افطر قال بود آن حضرت چون افطار میکرد
میگفت - اللهم لک صمت - خداوندا برای رضای تو روزه داشته ام - وعلی رزقک افطرت - و بر روزی تو که رسانیدی
کشادم روزه را - رواه ابوداود مرسلا

الفصل الثالث - عن ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزال الدین ظاهرا ما عجل
الناس الفطر - همیشه است دین غالب مادامی که شتابی کنند مردم افطار را - لان الیهود والنصاری یؤخرون
زیرا که یهود و نصاری تاخیر می کنند در افطار پس در خلاف ایشان و هدم بنای عمل ایشان غلبه و شوکت ست
در دین و درین کلام اشارت ست که قوام دین و غلبه آن در مخالفت اعدای دین ست - رواه ابوداود وابن ماجه
وعن ابی عطیة - رضی الله عنه تابعی ست از اقران مسروق - قال - گفت - دخلت انا ومسروق علی عائشة -
در آمدم من و مسروق بر عائشه - فقلنا - پس گفتیم ما - یا ام المؤمنین رجلان من اصحاب محمد - دو مرد اند از یاران محمد
صلی الله علیه وسلم - احدهما یعجل الافطار ویعجل الصلوة - یکی از آن دو مرد شتابی می کند در روزه کشادن و شتابی
میکند در نماز گزاردن یعنی نماز مغرب - والآخر یؤخر الافطار ویؤخر الصلوة - و دیگر از آن دو مرد تاخیر می کند افطار را
و تاخیر میکند نماز را - قالت - گفت عائشه ایهما یعجل الافطار ویعجل الصلوة - کدام یکی از آن دو مرد تعجیل میکند در افطار
و تعجیل میکند نماز را - قلنا عبد الله بن مسعود - گفتیم ما آن مرد که تعجیل میکند عبد الله بن مسعود ست رضی الله عنه -
قالت هکذا صنع رسول الله - گفت عائشه همچنین کرده است پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم والآخر ابو موسی - و مرد دیگر
که تاخیر میکند ابو موسی اشعری ست رضی الله عنه پس ابن مسعود عمل بعزیمت می کرد و ابو موسی برخصت و ابن مسعود
اعلم و افقه است در احکام و اقدم ست در اتباع اسلام و ابو موسی نیز از کبار صحابه است او را نیز سندی یا عذری
خواهد بود و شاید گاه گاهی میکرده باشد والله اعلم - رواه مسلم - وعن العرباض بن ساریة صحابیست
از اهل صفه و از آن گویندگان که نازل شده در ایشان ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملهم الآیة قال دعانی رسول الله

والاناء فی یده - چون بشنود بانگ نماز را یکی از شما و حال آنکه آوند آب در دست اوست که میخواهد آب بخورد - فلا یضعه
حتی یقضی حاجته منه - پس باید که ننهد آوند را تا آنکه بر آرد حاجت خود را از وی یعنی بنوشد آب را احتمال دارد که مراد
ازان مغرب باشد پس درین تاکید ست برای تعجیل افطار اگرچه ترک اکل و شرب نزد اذان مسنون ست یا اذان
صبح بود یعنی مدار بر اذان نیست نظر بر حقیقت صبح کند اگر به یقین طلوع کرده است نخورد و در شک تحری
نماید اگر در غالب ظن شب ست بخورد و الا نخورد و گفته اند که مراد اذان بلال ست که به شب میگفت چنانکه در باب اذان
گذشت و قید بودن انا در دست اتفاقی ست - رواه ابوداود وعنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الله تعالی
و هم از ابی هریره است که گفت آن حضرت که گفت خدای تعالی - احب عبادی الی اعجلهم فطرا - دوست داشته ترین
بندگان من بسوی من شتاب ترین ایشان ست در روزه کشادن از جهت ادراک شرف متابعت و شکر گزاری
ترخیص و اغتنام نعمت و اظهار بندگی و احتیاج و بعضی گفته اند که مراد مسلمانان اند زیرا که یهود و نصاری تاخیر می کنند
دران - رواه الترمذی - وعن سلمان - ابن عامر صحابی ست و در بعضی نسخ مشکات سلیمان واقع شده است
بیا و این خطاست یا از کاتب یا از مولف کتاب کذا قالوا - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا افطر احدکم
فلیفطر علی تمر - چون خواهد که افطار کند یکی از شما پس باید که افطار کند بر خرما - فانه برکة - پس بدرستیکه خرما یا افطار
به خرما سبب برکت و زیادتی ثواب ست - فان لم یجد فلیفطر علی ماء - پس اگر نیابد تمر را پس باید که افطار کند بر آب
فانه طهور - پس بدرستیکه آب پاک کننده است یا افطار بآب پاک کننده است معده را از آلایش و صاف کننده
است و موجب اشتهاست و بعضی از علما گفته اند که معده چون خالی باشد و طلب طعام و اشتها پیدا شود قبول
میکند طعام را باقبال تمام و چون باشد نخست چیزی که برسد بوی شیرین منتفع گردد بدن بوی غایت انتفاع خصوصا
قوت باصره که انتفاع وی از حلاوت بیشتر و قوی ترست و چون حلاوت اهل حجاز تمر ست و مجبول ست طبیعت ایشان
بران و تربیت یافته است بدان انتفاع ایشان بوی اکثر باشد و اما آب چون جگر را بروزه خشکی حاصل میشود پس
چون تر شود انتفاع وی بغذا کامل تر گردد و لهذا اولی بحال تشنه و گرسنه آن ست که اندک آبی شرب کند پس ازان
طعام بخورد - رواه احمد والترمذی وابوداود وابن ماجه والدارمی ولم یذکر فانه برکة غیر الترمذی - و ذکر نکرده است
لفظ فانه برکة را جز ترمذی - وعن انس قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یفطر قبل ان یصلی علی رطبات -
بود آن حضرت که افطار میکرد پیش ازان که نماز بگزارد بر چند خرمای تر - فان لم یکن رطبات فتمیرات - پس اگر نمیبود
خرماهای تر پس افطار میکرد بچند خرمای خشک و در بعضی روایات سه رطب و سه تمر واقع شده - فان لم یکن تمیرات
حسی حسوات من ماء - پس اگر نمی بود خرمای خشک هم می نوشید چند کف آب - رواه الترمذی وابوداود وقال
الترمذی هذا حدیث حسن غریب - وعن زید بن خالد قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من فطر صائما

معنوی که مر آنحضرت را بود **تنبیه** - اختلاف ست علما را در صوم وصال مر غیر آن حضرت را صلی الله علیه وسلم که جائز ست یا حرام ست یا مکروه طائفه گویند که جائز ست مر کسی را قادر ست بر آن و نهی از برای رحمت و شفقت و تخفیف بود چنانکه تصریح در حدیث عائشه آمده است و از بعضی صحابه مثل عبد الله بن زبیر وغیره و تابعین مثل عبد الله بن ابی معمر و عامر بن عبد الله بن الزبیر و از ابراهیم تیمی منقول ست و اکثر بر آنند که جائز نیست و امام ابو حنیفه و امام مالک و امام شافعی تنصیص کرده اند بر کراهت و اختلاف کرده اند که کراهت تحریمی ست یا تنزیهی و اول صحیح تر ست و امام احمد گفته که جائز ست تا سحر و این در حقیقت تاخیر افطار ست نه وصال و جمهور بر آنند که آن از خصائص حضرت نبوت ست و ظاهر حدیث بر همین ست و از اهل سلوک آنها که مولع اند بریاضت نفس و گداختن وی افطار میکنند بکف آبی تا از حقیقت وصال بر آید والله اعلم

الفصل الثانی - عن حفصة - رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام له - کسیکه نیت نه کند و تصمیم عزم ننماید روزه را پیش از فجر پس نیست روزه مر او را یجمع بضم یا و سکون جیم و کسر میم از اجماع بمعنی درستی عزم و ثابت عزم بودن بر کاری - رواه الترمذی و ابو داود والنسائی والدارمی وقال ابو داود وقفه علی حفصة - و گفته است ابو داود که موقوف گردانیده است این حدیث را بر حفصه - معمر بفتح میمین و عین مهمله در میان آنها که از اتباع تابعین ست و ثوری و ابن عیینه و عبد الرزاق از وی روایت دارند و الزبیدی بضم زای و فتح موحده و سکون تحتانیه منسوب بزبید نام او منیه بن صعب ست از یاران زهری ست و ده سال با وی بوده و سماع حدیث از وی نموده - و ابن عیینه نیز از اتباع ست و مشهور ست - و یونس الایلی - بفتح همزه و سکون تحتیه منسوب بایله شهر مشهور از شام نام پدر وی یزید ست - کلهم عن الزهری - همه ایشان معمر و زبیدی و سفیان و ابن عیینه و یونس روایت می کنند از زهری و موقوف میدارند این حدیث را بر حفصه و معنی حدیث موقوف در مقدمه معلوم شد که قول صحابی باشد و بآن حضرت صلی الله علیه وسلم رفع نکرده باشد و گفته اند که این حدیث صحیح ست پنج کس از اصحاب کتب سته جز بخاری روایت کرده اند و دار قطنی نیز روایت کرده نه گفته که رجال اسناد وی همه ثقات اند و ظاهر این حدیث آنست که روزه بی نیت از شب درست نباشد فرض باشد چنانکه روزه رمضان و قضا و نذر و کفارت یا نفل و لیکن مذاهب درینجا مختلف ست مذهب مالک همین ست که نیت از شب برای روزه شرط ست هر روزه که باشد نظر بعموم این حدیث و شافعی و احمد نیز بدین قائل اند در غیر نفل اما نفل جائز ست بنیت قبل الزوال بلکه نزد شافعی بعد از زوال نیز و مذهب ما آنست که روزه ماه رمضان و نفل و نذر معین جائز ست به نیت از نصف نهار شرعی که قبل الزوال ست و برای روزه قضا و کفارت و نذر مطلق نیت شرط ست از شب و دلایل هر یک مذکور ست در شرح فتدبر - وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا سمع النداء احدکم

تا سحر و تاخیر افطار نظر بسیاست نفس و قطع شهوات امری ست که کرده اند آنرا بسیاری ربانیین و ارباب احوال و
معاملات اعاد الله علینا من برکاتهم انتهی کلامه - وعن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اذا اقبل اللیل من ههنا - چون پیش آید تاریکی شب ازینجا یعنی از جانب مشرق - وادبر النهار من ههنا - و پس
رود روز ازینجا یعنی از جانب مغرب - وغربت الشمس - و فرو رود آفتاب و این اقبال و ادبار نیز بسبب
غروب آفتاب خواهد بود و ذکر این برای تاکید و تقریر دخول لیل ست - فقد افطر الصائم - پس بتحقیق روزه کشاد
روزه دار یعنی در آمد وقت افطار و می باید که افطار کند متفق علیه - وعن ابی هریرة - قال نهی رسول الله
صلی الله علیه وسلم عن الوصال فی الصوم - نهی کرده است آن حضرت از وصال یعنی روزه داشتن دو روز
یا زیاده بی اکل و شرب در میان آن - فقال له رجل - پس گفت مر آن حضرت را مردی از اصحاب - انک تواصل
بدرستیکه تو وصال میکنی - یا رسول الله - پس مرا چرا منع میکنی از آن و حال آنکه تو میخوانی ما را دائم باتباع خود - قال -
گفت آن حضرت - وایکم مثلی - و کدام یکی از شما مانند من ست - انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی - بدرستیکه من شب میکنم
در حالی که طعام میدهد مرا آنکه پرورنده و تربیت کننده من ست و آب میدهد وی مرا متفق علیه - بدانکه علما را درین
طعام و شراب چند قول ست یکی آنکه طعام و شراب محسوس بود که برای آن حضرت هر شب از نزد پروردگار می آمد و میخورد و می نوشید
و این کرامتی بود از خدای تعالی مخصوص بوی صلی الله علیه وسلم و این منافی وصال و موجب بطلان صوم نبود اگرچه خود روزانه نیز
فرض کنند چنانکه در روایت دیگر آمده است اظل عند ربی یطعمنی ویسقینی روزه میکنم نزد پروردگار خود طعام و شراب
میدهد مرا چه آنچه موجب افطار ست شرعا طعام و شراب معتاد ست اما آنچه بطریق خرق عادت از بهشت و از پیش
پروردگار آمده باشد مبطل صوم نبود و بعضی گفته اند که مراد به طعام و شراب اینجا قوت ست که لازم اوست پس گویا
فرمود مرا پروردگار من قوت اکل و شارب می بخشد و چیزیکه قائم مقام طعام و شراب میگردد و افاضه میکند و بدان
قوت بر طاعت و عبادت می یابم و یا مراد به طعام و شراب سیری و سیرابی ست که بی طعام و شراب آن حضرت
را حاصل میشد و الم جوع و عطش احساس نمیکرد و این غیر معنی قوت ست چه تواند که قوت بر طاعت و عبادت
با وجود گرسنگی و تشنگی نیز بخشد و درین معنی قوت در ضمن سیری و سیرابی ست و گفته اند معنی اول راجح تر ست چه
سیری و سیرابی منافی حال صائم ست و مفوت مقصود از صوم وصال ست چه روح این عمل گرسنگی ست و تشنگی و نیز حال
آن حضرت در اکثر جوع بود چنانکه سنگ بر شکم مبارک می بست کذا فی فتح الباری و مختار آنست که مراد طعام
و شراب محسوس نیست و نه لازم وی که قوت و شبع ست بلکه غذای روحانی بود که از معارف و لذات مناجات
و فیضان لطائف الهی که بر دل شریف وی صلی الله علیه وسلم وارد می گشت حاصل میشد که بدان از غذای
جسمانی و لوازم آن مستغنی میشد و این در محبتهای مجازی و مسرتهای حسی مجرب ست چه جای محبت حقیقی و مسرت

رمضان را وقت دیدن هلال یعنی مدت رمضان زمان دیدن هلال گردانیده است یعنی هرگاه که هلال ببینید رمضان کنید. فهو لیلة رأیتموه - پس این هلال مرشبی راست که دیده آید او را در ان شب - و فی روایة غنه قال - و در روایتی از ابی البختری همچنین آمده است که گفت دی - اهللنا رمضان - دیدیم ما ماه رمضان را اهلال و استهلال ماه دیدن و بمعنی برداشتن آواز آنند و دیدن هلال نیز آید - و نحن بذات عرق - و حال آنکه بودیم ما در موضعی که نام وی ذات عرق ست بکسر العین و سکون راننده یک بهان موضع ست که مذکور شد - فارسلنا رجلا الی ابن عباس یسأله - پس فرستادیم ما مردی را به سوی ابن عباس که پرسد او را این ماه کدام شب ست - فقال ابن عباس قال رسول الله - پس گفت ابن عباس گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ان الله قد مده لرؤیته - بدرستیکه خدای تعالی به تحقیق مدت گردانیده است رمضان را زمان دیدن هلال - فان اغمی علیکم فاکملوا العدة - پس اگر پوشیده شود ماه بر شما پس تمام و کمال گردانید شمار را یعنی سی روز شمار کنید و روزه دارید - رواه مسلم

باب در سحور و مقاصد مختلفه از صوم

الفصل الاول - عن انس - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تسحروا فان فی السحور برکة - طعام سحر خورید زیرا که در طعام سحر برکت ست - و سحور بفتح سین و ضم آن هر دو جائز ست اگر بفتح ست معنی آن طعام سحر ست و بضم طعام سحر خوردن و محفوظ نزد اکثر محدثین بفتح ست و اظهر در معنی ضم ست زیرا که برکت در فعل ست بمتابعت سنت که در نفس طعام کذا قیل - متفق علیه - **وعن عمرو ابن العاص** قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فصل ما بین صیامنا و صیام اهل الکتاب اکلة السحر - فرق میان روزه ما و روزه اهل کتاب خوردن سحر ست زیرا که خدای تعالی مباح گردانید ما را چیزی که حرام گردانید بر ایشان پس مخالفت کردن ما با ایشان شکرگزاری این نعمت ست و اکلة بفتح همزه و سکون کاف یکبار خوردن و بضم همزه بمعنی لقمه و این موافق روایت سحور ست بفتح سین ولیکن روایت اینجا بفتح همزه است - رواه مسلم - **وعن سهل** - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر - روایت ست از سهل بن سعد الساعدی که از مشاهیر صحابه و آخر کسی ست که مرد در مدینه از اصحاب گفت گفت آنحضرت صلی الله علیه وسلم همیشه اند مردم ملابس بخیر تا وقتی که شتابی کنند در کشادن روزه متفق علیه - و این نیز بجهت مخالفت اهل کتاب ست که تاخیر میکنند در افطار تا اشتباک نجوم و اختلاط آن و در ملت ما شعار بعضی از اهل بدعت شده که آنرا واجب میدانند ولیکن باید که تعجیل بعد از تحقیق وقت باشد و تیقن بدان و احتیاط در ان نه استعجال باتردد و یا ظن چنانکه بعضی از ارباب تکلف در تسحر میکنند و تورپشتی گفته است که اگر قصد در تاخیر تادیب نفس و دفع سرکشی و توسنی کردن نفس یا مواصلت عشائین نبود افضل باشد بی اعتقاد وجوب نه یان ندارد و مویدا ین تاویل ست حدیث صحیح که روایت کرده است آنرا ابو سعید از حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم که فرمود وصال نه کنید و هر کدام از شما که خواهد وصال کند گو که وصال کند

در مردم و اعلام کن ایشان را که روزہ دارند۔ رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والدارمی۔ و درین حدیث دلیل ست بر آنکہ یک مرد مستور الحال یعنی آنکہ فسق او معلوم نباشد مقبول ست خبر وی در ماہ رمضان و شرط نیست لفظ شہادت و تفصیل مذہب آن ست کہ مذہب حنفیہ و صحیح از مذہب شافعی و مشہور از مذہب احمد آن ست کہ ثابت میشود ہلال رمضان بخبر واحدی عدل و شرط نیست لفظ شہادت زیرا کہ این امر دینی ست کہ متعلق بدان ست وجوب این صوم پس مشابہ شد روایت احادیث و اخبار را بخبر واحد عدل و نزد مالک و در قولی مر شافعی را و در روایتی از احمد و اسحق شرط ست شہادت دو کس چنانکہ در سائر شہادات و لیکن عدالت مخبر شرط ست بالاتفاق و طحاوی گفتہ قبول کردہ میشود عدل باشد یا غیر عدل مراد بغیر عدل مستور ست چنانچہ ظاہر حدیث ست و نزد بعضی مقبول ست خبر امراۃ و عبد و این در صوم ست با غیم و در فطر با غیم شرط ست عدد و شہادت و عدالت و حریت و بی علت و ہر دو شرط ست جمع کثیر و مراد بکثرت عدد تواتر ست و نزد بعضے اہل محلہ و روایت ست از ابی یوسف پنجا مرد۔ **وعن ابن عمر** قال تراءی الناس الہلال۔ بیک دگر نمودند مردم ماہ نو را یعنی جمع شدند بدیدن آن۔ فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رأیتہ۔ پس خبر دادم من آنحضرت را کہ من دیدہ ام ماہ را فصام و امر الناس بصیامہ پس روزہ داشت آن حضرت و امر کرد مردم را بروزہ داشتن۔ رواہ ابوداؤد والدارمی

الفصل الثالث عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتحفظ من شعبان مالا یتحفظ من غیرہ۔ گفت عائشہ بود آن حضرت کہ یاد میداشت ایام شعبان را و نگاہبانی میکرد آنچہ نمیکرد از غیر شعبان یعنی تکلف میکرد و مبالغہ می نمود در شمردن ایام ماہ شعبان برای محافظۂ صوم رمضان فی الصراح تحفظ ہشیار و بیدار بودن و یک یک یاد کردن۔ ثم یصوم لرؤیتہ رمضان۔ پستر روزہ میداشت آن حضرت وقت دیدن ماہ رمضان۔ فان غم علیہ عد ثلثین یوما ثم صام۔ پس اگر پوشیدہ میشد ماہ شمار میکرد سی روز را پستر روزہ میداشت رواہ ابوداؤد۔ **وعن ابی البختری** بفتح موحدہ و سکون معجمہ و فتح فوقیہ از تابعین ست نام وی سعید این فیروز کوفی۔ قال گفت۔ خرجنا للعمرۃ۔ بیرون آمدیم ما برای عمرہ گزاردن۔ فلما نزلنا ببطن نخلۃ۔ پس چون فرود آمدیم ما بہ بطن نخلہ کہ موضعیست میان مکہ و طائف۔ ترائینا الہلال۔ جمع شدیم بر طلب ہلال۔ فقال بعض القوم ہو ابن ثلث۔ پس گفتند بعضی از قوم کہ این ماہ سہ شب ست۔ وقال بعض القوم ہو ابن لیلتین۔ و بعضی از قوم گفتند کہ این ماہ دو شب ست۔ فلقینا ابن عباس فقلنا۔ پس ملاقات کردیم ما ابن عباس را پس گفتیم۔ انا رأینا الہلال فقال بعض القوم ہو ابن ثلث وقال بعض القوم ہو ابن لیلتین فقال ای لیلۃ رأیتموہ۔ گفت ابن عباس کدام شب دیدید شما ماہ را۔ فقلنا لیلۃ کذا و کذا۔ گفتیم ما دیدیم شب چنین و چنین یعنی فلان شب تعیین کردند آن شب را کہ دیدہ بودند فقال ان رسول اللہ۔ پس گفت ابن عباس کہ پیغمبر خدا۔ صلی اللہ علیہ وسلم مدہ للرؤیۃ۔ مدت گردانیدہ است

پس باید کہ روزہ دارد دران روز۔ یعنی گفتہ اند کہ این نہی مخصوص ست بضعفا و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کردہ است

میان صوم شعبان و رمضان متفق علیہ

الفصل الثانی ۔ عن ابی ہریرۃ ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انتصف شعبان فلا تصوموا چون نیمہ رسید ماہ شعبان پس روزہ ندارید این نیز درحق کسی ست کہ قوت ندارد و بر پیاپی داشتن روزہ ہا۔ رواہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ والدارمی ۔ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احصوا ہلال شعبان لرمضان ۔ شمار کنید ماہ نو شعبان را از برای تحقیق ماہ رمضان تا عدد ایام وی مشخص گردد و معلوم کردد کہ بیست و نہ یا سی ست ۔ رواہ الترمذی ۔ وعن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت ما رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصوم شہرین متتابعین الا شعبان و رمضان ۔ گفت ام سلمہ ندیدم من آن حضرت را کہ روزہ میداشت دو ماہ پیاپی مگر شعبان و رمضان را ۔ رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ ۔ وعن عمار بن یاسر قال من صام الیوم الذی یشک فیہ فقد عصی ابا القاسم ۔ کسیکہ روزہ دارد روزیرا کہ شک کردہ میشود پس بتحقیق بی فرمانی کرد ابو القاسم یعنی محمد رسول اللہ و ابو القاسم کنیت آن حضرت ست صلی اللہ علیہ وسلم ۔ رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والدارمی ۔ بدانکہ یوم الشک عبارت ست از روزیکہ احتمال دارد کہ از رمضان باشد و احتمال دارد کہ نباشد بپوشیدہ شدن ہلال و ابر یا غیر آن در شب روز بیست و نہم و علما را اختلاف ست در روزہ آن مختار نزد امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی و اکثر ائمہ آن ست کہ روز شک روزہ ندارند و مکروہ ست روزہ داشتن دران و اگر دارند بنیت نفل دارند و ثانی الحال اگر این روزہ از رمضان ثابت شود روزہ ہم از رمضان واقع خواہد شد و مستحب ست نزد امام کسی را کہ موافق اقتدا روزیرا کہ عادت دارد روزہ داشتن دران روز و مرغاص را و غیر ایشان افطار کنند بعد از نصف نہار و امام احمد و جماعتی از علما میگویند کہ اگر در آسمان علتی باشد یوم شک نیست و حساب کردہ میشود روزہ وی از رمضان و ابن عمر و بسیاری از صحابہ چون میگذشت از شعبان بیست و نہ روز طلب میکردند ہلال را اگر میدیدند آن را یا می شنیدند خبر آن را روزہ میداشتند و الا مطلع اگر صاف و بی علت بودی افطاری نمودند و اگر علت بودی روزہ میداشتند و حمل کردہ اند این را بر صوم نفل و آنکہ در حدیث عمار بن یاسر آمدہ مراو بدان روزہ بنیت رمضان میدارند واللہ اعلم ۔ وعن ابن عباس ۔ قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی رایت الہلال یعنی ہلال رمضان ۔ آمد اعرابی نزد آن حضرت و گفت بدرستی کہ من دیدہ ام ہلال یعنی ہلال رمضان را ۔ فقال اتشہد ان لا الہ الا اللہ ۔ پس گفت آن حضرت آیا گواہی میدہی بوحدانیت حق ۔ قال نعم ۔ گفت اعرابی آری گواہی میدہم ۔ قال اتشہد ان محمدا رسول اللہ ۔ گفت آن حضرت آیا گواہی میدہی کہ محمد فرستادہ شدہ خدا ست ۔ قال نعم ۔ گفت آری گواہی میدہم ۔ قال یا بلال اذن فی الناس ان یصوموا ۔ گفت آن حضرت ای بلال ندا کن

الفصل الاول - عن ابن عمر - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتصوموا حتی تروا الہلال - روزہ ندارید تا آنکہ بہ بینید ہلال را - ولاتفطروا حتی تروہ - وافطار نکنید برای عید تا آنکہ بہ بینید آن را - فان غم علیکم فاقدروا لہ - پس اگر پوشیدہ شود ماہ بر شما بغمام یعنی بابر پس اندازہ کنید ماہ را یعنی بہ شمارید روزہای او یا بسی روز تمام کنید و کامل گردانید این عدد را در ماہی کہ پوشیدہ شدہ است بر شما و در مواہب لدنیہ گفتہ است کہ این مذہب ما و مذہب مالک و ابی حنیفہ و جمہور سلف و خلف ست و بعضی گفتہ اند کہ مراد تقدیر بمنازل قمر و ضبط حساب نجوم ست تا دانستہ شود کہ این ماہ سی روز ست یا بیست و نہ و این قول نخواہد رسید زیرا کہ قول منجمین نامقبول و نامعتبر ست در شرع و اعتماد بر ان نتوان کرد و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب و اتباع رضی اللہ عنہم و سلف و خلف رحمۃ اللہ علیہم بدان عمل ننمودہ اند و اعتبار نکردہ اند در عادت عرب نیز بدان واقع نشدہ چنانکہ در حدیث آیندہ بیاید نحن امۃ امیۃ لانکتب ولانحسب الحدیث - وفی روایۃ قال الشہر تسع وعشرون لیلۃ - و در روایتی آمدہ کہ ماہ بیست و نہ شب بیاشد - فلاتصوموا حتی تروہ پس روزہ ندارید تا آنکہ بہ بینید ماہ را - فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین - پس اگر پوشیدہ شود ماہ بابر بر شما پس تمام گردانید شمار سی روز و این روایت صریح ست در ان کہ مراد شمار سی روز ست نہ رعایت حساب نجوم و منازل - متفق علیہ - **وعن ابی ہریرۃ** - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا لرؤیتہ فان غم علیکم فاکملوا العدۃ شعبان ثلثین متفق علیہ - **وعن ابن عمر** - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا امۃ امیۃ لانکتب ولانحسب فرمود ما یعنی عرب گروہی ایم امی کہ حساب و کتاب را نمیدانیم - الشہر ہکذا و ہکذا و ہکذا - ماہ ہمچنین ست و ہمچنین و ہمچنین سہ بار ہر ہمہ انگشت ہر دو دست نمود - وعقد الابہام فی الثالثۃ - و بست ترا انگشت را در بار سوم برای تعین عدد بیست و نہ ثم قال - پس گفت آن حضرت صلعم - الشہر ہکذا و ہکذا و ہکذا - بی آنکہ ترا انگشت را عقد کند یعنی تمام الثلثین - در حالیکہ میخواہد آن حضرت تمام عدد سی را یعنی مرۃ تسعا وعشرین و مرۃ ثلثین یعنی یکبار ماہ بیست و نہ روز یا شد و بار دیگر سی روز - متفق علیہ - **وعن ابی بکرۃ** - بفتح موحدہ و سکون کاف ثناۃ در آخر صحابی مشہور ست از اخیار اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نام وی نفیع ست بضم نون و فتح فا خود را از بالای قلعہ روز طائف از چرخ چاہ نزد آن حضرت انداخت پس کنیت او ابو بکرہ شد و بکرہ بفتح با و سکون کاف چرخ چاہ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہرا عید لاینقصان - دو ماہ عید اند کہ کم نمیشوند یعنی در حکم شریعت و ثواب آخرت اگرچہ در عدد کم شوند و بیست و نہ آیند آن دو ماہ کدام اند رمضان و ذوالحجہ - متفق علیہ - **وعن ابی ہریرۃ** - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایتقدمن احدکم رمضان بصوم یوم او یومین - باید کہ پیشی نکند یکی از شما رمضان را بروزہ یک روز یا دو روز الا ان یکون رجلا کان یصوم صومہ - مگر آنکہ باشد مردی کہ روزہ میداشت روزہ را یعنی عادت وی بود کہ در روزی معین مثل دوشنبہ یا پنجشنبہ مثلا روزہ میداشت اتفاقا پیش از رمضان آن روز واقع شد فلیصم ذلک الیوم -

هر اسیر و شاید که درین میان کسی باشد که بروی حق باشد مر کسی را جوابش آن ست که بگویم اسیران آن حضرت نبودند مگر
کافران که اسیر کرده میشدند در غزوات و آن حضرت مخیر بود بعد از اسیر ساختن میان منت نهادن و رها کردن و میان
فدیه گرفتن و بنده ساختن نزد اکثر ائمه و متعین ست قتل یا استرقاق نزد حنفیه نبود میان ایشان کسی که بروی
حقوق الناس از دیون و امثال آن باشد و اگر باشد شاید که آن حضرت ارضای خصوم کرده رها میکرد وعن ابن عمر
ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الجنة تزخرف لرمضان - فرمود آن حضرت که بهشت آراسته میشود برای رمضان
من راس الحول الی حول قابل - از سر سال تا سال آینده زخرف بضم زای و راء زرد هر آنچه آراسته و آبدار باشد
مزخرف آراسته زخارف الدنیا آرایشهای وی - قال فاذا کان اول یوم من رمضان - پس چون میباشد نخست
روز از رمضان - هبت ریح تحت العرش من ورق الجنة علی الحور العین - میوزد بادی زیر عرش از برگهای بهشت
بر زنان سفید پوست سیم اندام سخت سفیدی و سیاهی چشم دراز مژگان کشاده چشم حور جمع حوراء و عین جمع عیناء
فیقلن یا رب اجعل لنا من عبادک ازواجا تقر بهم اعیننا پس میگویند آن زنان بهشت ای پروردگار ما بگردان ما را
از بندگان خود شوهران که خنک گردد و قرار گیرد بایشان چشمهای ما - وتقر اعینهم بنا - و خنک گردد و قرار گیرد
چشمهای ایشان بما تقر بفتح قاف و کسر آن یا از قر بضم قاف بمعنی برودت و چشم بمشاهده محبوب سرد گردد و لذت
گیرد و گرمی و سوزش وی در دیدن اعدا بود یا از قر بفتح قاف بمعنی قرار و چشم بنظر بر محبوب قرار گیرد و ساکن گردد
و چپ و راست ننگرد و در حدیث واقع شده است که جعلت قرة عینی فی الصلوة و اولاد را قرة العین گفتن نیز
ازینجا هست - روی البیهقی الاحادیث الثلثة فی شعب الایمان - وعن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم
انه قال یغفر لامته فی آخر لیلة من رمضان - روایت ست از ابی هریره که آن حضرت گفت آمرزیده میشود مر امت
او را در آخر شبی از رمضان و در بعضی روایات لامتی - قیل گفتند صحابه - یا رسول الله اهی لیلة القدر - آیا آن شب
که آمرزیده میشود امت را شب قدر ست که بخشیدن گناهان و سلامت از آفات از خواص و لوازم اوست - قال لا
گفت آن حضرت آن شب شب قدر نیست - ولکن العامل انما یوفی اجره اذا قضی عمله - ولیکن کار کننده تمام داده میشود
مزد او مگر وقتیکه تمام کند عمل خود را و آن در آخر شب اخیر میباشد یعنی این مغفرت از جهت فراغ ازین عمل ست
نه از جهت شب قدر - رواه احمد

باب رویة الهلال

هلال نام غره قمر ست و بعضی گفته اند تا دو شب و بعضی گفته اند تا سه شب و هفت شب نیز گفته و گفته اند در دو شب
آخر ماه بیست و ششم و بیست و هفتم و در جز این شبها قمر ست کذا فی القاموس مراد اینجا بمعنی اول ست که دیده میشود
در شب نخست از رمضان یا از شوال که واجب ست در نهار وی صوم یا افطار

فرض - وقیام لیله تطوعاً و گردانیده است نماز کردن را در شب وی نفل و سنت - من تقرب فیه بخصلة من الخیر - کسیکه نزدیکی
جوید بدرگاه حق در وی بخوئی و عملی از نیکی یعنی نفل - کان کمن ادی فریضة فیما سواه - باشد همچو کسیکه بگزارد فرض را
در ماهی که جز رمضان ست - ومن ادی فریضة فیه کان کمن ادی سبعین فریضة فیما سواه - وکسیکه ادا کند فریضه را در وی
باشد همچو کسیکه بگزارد هفتاد فریضه را در ماهی که جز رمضان ست وهو شهر الصبر - وماه رمضان ماهی ست که در وی صبر ست
از شهوات نفس - والصبر ثوابه الجنة - وصبر کردن ثواب وی بهشت ست - وشهر المواساة - وماه رمضان ماهی ست
که در وی غمخوارگی فقرا و گرسنگان باید کرد و مواسات بمال و تن با کسی غمخوارگی کردن - وشهر یزاد فیه رزق المؤمن
وماهی ست که زیاده میشود در وی رزق مسلمان و برکت داده میشود در وی و نیز بتوسیع طعام و مواسات که در وی
امر کرده اند لابد سبب وسعت رزق فقرا و محتاجان خواهد شد - من فطر فیه صائما کان له مغفرة لذنوبه - کسیکه روزه کشاید
روزه داری را باشد سبب آمرزیدن مر گناهان او را - وعتق رقبته من النار - وسبب آزادی ذات وی از آتش - وکان
له مثل اجره من غیر ان ینقص من اجره شیء - و باشد مر او را مانند مزد آن روزه دار بی آنکه کم شود از مزد وی چیزی -
قلنا - گفتیم ما - یا رسول الله لیس کلنا نجد ما نفطر به الصائم - نیست همه ما باین صفت که بیابیم چیزی را که روزه
بگشاییم روزه دار را و نجد در اکثر نسخ بنون ست و در بعضی بیاست و این بحسب قاعده عربیت ظاهر ترست چنانکه
در موضع خود مقرر شده است - فقال رسول الله - پس گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم یعطی الله هذا الثواب
من فطر صائما علی مذقة لبن - میدهد خدای تعالی این ثواب را بکسی که روزه گشاید روزه دار را بدمی از شیر آمیخته
بآب و مذیق شیر آمیخته بآب عادت عرب ست که شیر را بآب آمیخته می خورانند او تمرة یا روزه گشاید بیک خرما - او شربة من ماء - یا بدار آب
ومن استسقی صائما سقاه الله تعالی من حوضی شربة لا یظمأ بعده ابدا - وکسیکه سیر گرداند روزه داری را بنوشاند او را خدای تعالی
از حوض من که حوض کوثر ست نوشیدنی از آب که تشنه نگردد بعد از وی هرگز حتی یدخل الجنة تا آنکه در آید بهشت را و چون در
آید بهشت را همه نعمتها آنجا حاصل ست - وهو شهر اوله رحمة - وماه رمضان اول وی سبب افاضت رحمت ست از
جناب حق که بدان مستعد و قابل ظهور انوار و اسرار گشته از ظلمات گناهان و کثافت معصیت می برآیند - واوسطه مغفرة
ومیان وی سبب مغفرت و آمرزش گناهان ست - وآخره عتق من النار - وآخر ماه رمضان آزاد شدنی ست از
آتش دوزخ چون طاعات میسر شد و معاصی مغفور گردید از آتش دوزخ آزاد شد و متهیی و مستعد دخول جنت گردید
ومن خفف عن مملوکه فیه - وکسیکه تخفیف کند از واه و غلام خود که روزه دارند و تکلیف و مشقت نکند - غفر الله له واعتقه
من النار - بیامرزد خدای تعالی مر او را و آزاد گرداند او را از آتش دوزخ - وعن ابن عباس قال کان
رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل شهر رمضان اطلق کل اسیر - بود آن حضرت چون می درآمد ماه رمضان رها
میکرد هر بنده را - واعطی کل سائل - و میداد هر خواهنده را شاید که درینجا کسی گوید که چگونه روا باشد رها کردن

رمضان شہر مبارک - ماہی ست کہ برکت کردہ شدہ است در وی - فرض اللہ علیکم صیامہ - فرض گردانیدہ است
خدای تعالی بر شما روزۂ آنرا - یفتح فیہ ابواب السماء - کشادہ میشوند در وی درہای آسمان - وتغلق فیہ ابواب الجحیم -
وبستہ میشوند در وی درہاے دوزخ - وتغل فیہ مردۃ الشیاطین - وغل کردہ میشوند در وی مردۂ شیاطین وغل بضم
بند گردن - فیہ لیلۃ خیر من الف شہر - در رمضان شبی ست کہ بہتر ست از ہزار ماہ مراد شب قدر ست من حرم خیرہا فقد حرم
من خیر کثیر - کسیکہ محروم گردانیدہ شد نیکی و ثواب آن را پس تحقیق محروم گردانیدہ شد از خیر کثیر یا از ہمہ خیر چنانکہ
در حدیث انس بیاید و این مبالغہ است یا مراد خیر متعلق بماہ رمضان و ظاہر آن ست کہ مراد ثبوت حقیقت حرمان ست با قطع
نظر از متعلق - رواہ احمد والنسائی - وعن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصیام والقرآن
یشفعان للعبد - گفت آنحضرت کہ روزہ و قرآن شفاعت میکنند مر بندہ را - یقول الصیام ای رب انی منعتہ الطعام
والشہوات بالنہار فشفعنی فیہ - میگوید روزہ ای پروردگار من بدرستیکہ من باز داشتم او را از خورش و شہوات دیگر
چنانچہ آب و جماع در روز پس قبول کن شفاعت مرا در وی و ظاہر آن ست واللہ اعلم کہ مراد تمامۂ شہوات باشد
از مستلذات حواس و روزۂ کامل کہ اہل طریقت راست آن ست کہ تمامۂ اعضا و حواس را ریاضت فرماید و از نا بایستنیہا
باز دارد و عموم رحمت الٰہی بمنع طعام و شراب و جماع اکتفا کرد تا ہمہ را شامل باشد و غیبت در مذہب سفیان ثوری ناقض
صوم ست - ویقول القرآن منعتہ النوم باللیل فشفعنی فیہ - و میگوید قرآن منع کردم من او را خواب را بشب پس قبول کن
شفاعت مرا در وی - فیشفعان - پس قبول کردہ میشود شفاعت صیام و قرآن و شفاعت خواہش کردن و درخواستن
گناہ کسی را شفیع و شافع خواہش گر و تشفیع پذیرفتن شفاعت مشفع بفتح فا و تشدید آن پذیرفتہ شدہ شفاعت وے
رواہ البیہقی فی شعب الایمان - و احمد و طبرانی نیز روایت کردہ و رجال وی حجت اند در صحت و حاکم گفتہ صحیح علی شرط
مسلم - وعن انس بن مالک قال دخل رمضان فقال رسول اللہ - گفت انس در آید ماہ رمضان پس گفت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان ہذا الشہر قد حضرکم وفیہ لیلۃ خیر من الف شہر - بدرستیکہ این ماہ تحقیق حاضر شدہ شما را
و در وی شبی ست بہتر از ہزار ماہ - من حرمہا فقد حرم الخیر کلہ - کسیکہ محروم گردانیدہ شدہ از آن شب پس تحقیق محروم
گردانیدہ شد از خیر ہمہ خیر - ولا یحرم خیرہا الا کل محروم - و محروم گردانیدہ نمیشود از خیر این شب مگر ہر کسیکہ محروم ست
از سعادت و موسوم ست بہ سمت حرمان و مسجل ست بدان این عبارت ناظر در معنی اخیر ست کہ در حدیث ابی ہریرۃ گفتیم
رواہ ابن ماجہ - وعن سلمان الفارسی - قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی آخر یوم من شعبان -
گفت سلمان فارسی خطبہ خواند ما را آن حضرت در پسین روز از ماہ شعبان - فقال پس گفت - یا ایہا الناس قد اظلکم
شہر عظیم - ای مردمان بتحقیق اشراف کرد و سایہ انداخت شما را ماہی بزرگ - شہر مبارک - ماہی ست کہ برکت
کردہ شدہ است در وے - شہر فیہ لیلۃ خیر من الف شہر جعل اللہ صیامہ فریضۃ گردانیدہ است خدای تعالی روزۂ ماہ رمضان را

تعالی بانچه موافق ومشابه صفات اقدس اوست نسبت کرد آن را بخود وموافق سیاق حدیث آن ست که اضافت از جهت
آن ست که وے سبحانه عالم ست بمقدار ثواب وتضعیف آن ومنفرد ست بدان - للصائم فرحتان - مر روزه دار را دو
خوشی وشادمانی ست - فرحة عند فطره - یک فرحت نزد کشادن روزه است یا بجهت انتعاش طبیعت بسیری وسیرابی
بعد از گرسنگی وتشنگی با ضمیمه نورانیت عبادت وقرب شکر چنانکه گفته اند که آب سرد شیرین می برآرد شکرانه را از درونه
دل یا بجهت شکر بر اتمام نعمت وتوفیق - وفرحة عند لقاء ربه - وفرحت دیگر نزد حصول لقای پروردگار ست که در آخرت
خواهد شد - ولخلوف فم الصائم اطیب عند الله من ریح المسک - وهر آینه بوی دهن روزه دار خوشتر ست نزد خدا
از بوی مشک تصویر وتمثیل معقول ست به محسوس وخلوف بضم وفتح نیز آمده بوی دهن واخلاف متغیر شدن بوی
دهن - والصیام جنة - وروزه سپر ست وپناه است از رسیدن شر شیطان در دنیا یا از آتش دوزخ در آخرت -
فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث بضم فا پس چون باشد روز روزه یکی از شما پس باید که تکلم نکند بکلام قبیح وفحش نگوید -
ولا یصخب بفتح خا وبلند نگرداند آواز را بهذیان وخصومت - فان سابه احد او قاتله فلیقل انی امرء صائم - پس اگر دشنام
دهد روزه دار را یکی وقتال کند یعنی خصومت کند او را کسی پس باید که دشنام ندهد وخصومت نورزد وبگوید که من مردی ام
روزه دار بزبان گوید یا بدل خود بگوید که من روزه دارم مرا نشاید که دشنام کنم وخصومت نمایم بعضی گویند که
اگر روزه فرض باشد بزبان گوید واگر نفل باشد بدل تا از ریا دور باشد وقاضی ابوبکر بن العربی گفته که موضع خلاف
صوم نفل ست ودر فرض البته بزبان گوید - متفق علیه -

الفصل الثانی - عن ابی هریرة - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان اول لیلة من شهر
رمضان صفدت الشیاطین چون میباشد نخست شبی از ماه رمضان بند کرده میشوند ومحکم بسته میشوند شیاطین وصفاد
بکسر صاد ودال بند وغل وانچه اسیر را بدان بند کنند از قید وغیره وصفدت به تشدید فا روایت ست - ومردة الجن
وبند کرده میشوند سرکشان سخت از جن ومرده بفتحات جمع مارد چنانچه طلبه جمع طالب - وغلقت ابواب النار - وبسته
میشوند درهای آتش - فلم یفتح منها باب - پس کشاده نمیشود از آن در هیچ دری - وفتحت ابواب الجنة - وکشاده میشوند
درهای بهشت فلم یغلق منها باب - پس بسته نمیشود از وی دری - وینادی مناد - وندا میکند وآواز میدهد آواز دهنده
ومیگوید - یا باغی الخیر اقبل - ای طلب کننده نیکی وثواب پیش آے که وقت تست - ویا باغی الشر اقصر -
وای طلب کننده بدی باز دار نفس خود را از گناهان که وقت توبه از گناهان وترک کردن آنهاست - ولله عتقاء
من النار - ومر خدای راست آزادگان از آتش دوزخ یعنی در رمضان - وذلک کل لیلة - وآن آزاد کردن در هر شب ست
مخصوص به شب قدر نیست - رواه الترمذی وابن ماجه ورواه احمد عن رجل وقال الترمذی هذا حدیث غریب

الفصل الثالث - عن ابی هریرة - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتاکم رمضان - آمد شما را

رمضان

میکردند اسمای شہور را در لغت قدیم نام کردند آنہا را بزمانہا کہ واقع بود دران پس موافق افتاد این ماہ بزمان حر واللہ اعلم
فتحت بتخفیف و بہ تشدید ہر دو آمدہ است و کشادہ شدن درہای آسمان کنایت ست از پیاپی فرستادن رحمت و صعود
اعمال بی مانع و اجابت دعا و کشادہ شدن درہای بہشت از بذل توفیق و حسن قبول و بستہ شدن درہای دوزخ
از تنزیہ نفوس روزہ داران از آلودگی فواحش و تخلص از بواعث معاصی و قمع شہوات و ورزنجیر کردن شیاطین از بستہ
شدن طرف معاصی و وساوس و در روایت اخیر کہ انتہاء فتح ابواب رحمت میکند تفسیر ہمہ میکند و خلاصہ ہمہ معنی این ست

متفق علیہ - وعن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنۃ ثمانیۃ ابواب فرمود آن حضرت
کہ در بہشت ہشت در ست منہا باب یسمی الریان - از جملۂ درہا دری ست کہ نامیدہ میشود آن را ریان بفتح راء تشدید
یا ازری بمعنی سیراب - لا یدخلہ الا الصائمون - در نمی آید آن را مگر روزہ داران بیان آن در باب فضل صدقہ گذشت

متفق علیہ وعن ابی ہریرۃ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ
ما تقدم من ذنبہ - کسیکہ روزہ دارد رمضان را از جہت ایمان بخدا و امتثال امر وی و تصدیق بوعدۂ وی چشم داشت
اجر و ثواب وی آمرزیدہ شود مر او را آنچہ پیش رفتہ است از گناہ وی - و من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم
من ذنبہ - و کسیکہ قیام کند رمضان را یعنی نماز گزارد در شبہای وی از جہت ایمان و جستن اجر آمرزیدہ شود آنچہ پیش رفتہ
از گناہان وی - و من قام لیلۃ القدر ایمانا و احتسابا - و کسیکہ قیام کند در شب قدر بجہت ایمان و احتساب - غفر لہ
ما تقدم من ذنبہ متفق علیہ - وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عمل ابن آدم یضاعف - ہر عمل نیک
آدمی زاد مضاعف کردہ میشود باین وجہ کہ - الحسنۃ بعشر امثالہا - یک نیکی بدہ چندوی - الی سبع مائۃ ضعف - تا ہفتصد
مانند بر اندازۂ شدت ریاضت و صدق نیت و اخلاص للہ سبحانہ و فضل وے - قال اللہ تعالی الا الصوم - گفت خدای
تعالی مگر روزہ کہ جزای اثر آن بحد و بی اندازہ است - فانہ لی - زیرا کہ روزہ برای من ست - و انا اجزی بہ - و من
جزا میدہم بآن ہر چہ میخواہم و چند انکہ میخواہم از حد حصر و احصا بیرون فانہ لی زیرا کہ روزہ محض مراست اگرچہ ہمہ چیز مر او را
تعالی و تقدس و ہمہ عبادات برای اوست در روزہ را دران میان تخصیص کرد و تشریف خاص مخصوص گردانید
از جہت آنکہ این عبادت بعید ست از ریا و پوشیدہ است از چشم غیر بخلاف سائر عبادات کہ ریا بدان راہ بیابد و
لہذا منع کردہ اند کہ گوید من روزہ دارم مگر در فرض کہ متعین و معلوم ست و از جہت آنکہ نفس را دران حظی نیست چنانکہ
فرمود - یدع شہوتہ و طعامہ من اجلی - ترک میدہد صائم خواہش نفس خود را خصوصاً طعام خود را کہ احتیاج بدان اشد
و اکثر ست از جہت من و طلب ثواب و رضای من و در روایتی طعامہ و شرابہ و گفتہ اند کہ حق سبحانہ و تعالی معبود بروزہ
نہ شدہ و تعظیم کفار در ہیچ عصری از اعصار معبودات خود را بصوم نبودہ اگرچہ بصورت صلوٰۃ و سجود بودہ است و بعضی
گفتہ اند کہ استغنا از طعام و سائر شہوات از صفات پروردگار تعالی ست و چون تقرب جست بندہ بدرگاہ وے

ضروری ست که ثابت میگردد نه باختیار بخلاف شرا که وی در حکم استرداد ست باختیار - قالت - باز گفت آن زن - یارسول اللہ
انه کان علیها صوم شهر - بود بر مادر من روزۂ یک ماه که آن را به علت مرض یا سفر یا حیض خورده بود - افاصوم عنها - پس
ایا روزه دارم من از جانب وی - قال صومی عنها - گفت آن حضرت روزه بدار از جانب وی - قالت - باز گفت آن زن -
انها لم تحج فط افاحج عنها - مادر من حج نگذارده است هرگز آیا پس حج بگزارم از وی - قال نعم حجی عنها - پس گفت آن حضرت
آری بگزار حج از وی - رواه مسلم - بدانکه این حدیث دلالت دارد بر آنکه ولی را میرسد که نگاه دارد از میت انچه بر وی
بود از روزۂ قضای رمضان یا نذر یا کفارت و باین رفته است امام احمد باین حدیث و تجویز نه کرده اند آنرا ائمه ثلثه
گذا قال الطیبی و مذهب ما آن ست که روزه ندارد از میت ولی وی زیرا که در حدیث آمده است که روزه ندارد هیچ یکی
از دیگری و نه نماز گزارد هیچ یکی از دیگری بلکه اطعام کند و فدیه دهد اگر وصیت کرده است واجب ست فدیه از ثلث
و اگر وصیت نکرده جائز ست که تبرع کنند ورثه اما لازم نیست و نزد شافعی حاجت نیست بوصیت کذا ذکر فی الهدایة و تفصیل
لام آن ست که عبادات چند نوع ست یکی مالی محض ست چنانچه زکوٰة دیگر بدنی محض چنانچه صلوٰة دیگر مرکب از مالی و
بدنی چنانچه حج و نیابت جاری ست در نوع اول در حالت اختیار و ضرورت از جهت حصول مقصود بفعل نائب و جاری نیست
در نوع ثانی بهیچ حال زیرا که مقصود اتعاب نفس ست و آن حاصل نمیگردد بفعل نائب و جاری میگردد در نوع ثالث نزد
عجز از جهت معنی ثانی که مشقت ست بتفریق مال و جاری نمی گردد نزد قدرت از جهت عدم اتعاب نفس و در حج نفل جائز ست
انابت در حالت قدرت زیرا که باب نفل اوسع ست و ظاهر عبارت حدیث آن ست که حج نفل بود فافهم و الله اعلم

تمام شد کتاب الزکوٰة بعون الله و توفیقه و تالی اوست کتاب الصوم نسأل الله اتمامه

کتاب الصوم

صوم و صیام در لغت بمعنی امساک و در شرع عبارت ست از باز داشتن نفس از طعام و شراب و جماع و اختلاف
کرده اند که صلوٰة افضل ست یا صوم مشهور نزد جمهور آن ست که صلوٰة افضل ست از سائر اعمال چنانکه حدیث واقع شده
است و اعلموا ان خیر اعمالکم الصلوٰة و بعضی گفته اند که صوم افضل ست زیرا که حدیث واقع شده است علیک بالصوم
فانه لا عدل له و ظاهر این مخصوص بمخاطب ست فافهم

الفصل الاول عن ابی هریرة - قال قال رسول الله صلعم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء - چون
می درآید رمضان گشاده میشود درهای آسمان - و فی روایة فتحت ابواب الجنة - گشاده میشود درهای بهشت - و غلقت ابواب
جهنم - و بسته میشود درهای دوزخ - و سلسلت الشیاطین - و زنجیر در پا کرده میشوند شیطانان - و فی روایة فتحت ابواب الرحمة
گشاده میشود درهای رحمت رمضان مشتق از رمض ست بمعنی سخت تافتن گرمای آفتاب بر ریگ و زمین و جز آن و
سوختن قدمها و بگرما جریدن گویند و سوختن درون و علت ناک شدن وی ازان و گویند که دران هنگام که نفل

آن نیست کہ بندہ را حق تصرف ست در ملک مولیٰ علی الاطلاق بلکہ مقصود تسلیۂ مولی ست وعدم ضرب عبد برین فعل بحمت اشتراک در ثواب غنیمت پندا شتن آن - وفی روایۃ - ودر روایتی این چنین آمدہ است کہ - قال - گفت عمر کنت مملوکا بودم من بندۂ کسی - فسالت رسول اللہ - پس سوال کردم پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم اتصدق من مال مولای بشئی - آیا تصدق کنم من از مال مالک خود بچیزے ودر بعضی نسخ موالی بہ لفظ جمع - قال نعم - گفت آن حضرت آری تصدق کن - والاجر بیننا نصفان - وثواب مشترک ست میان شما دو نیم - رواہ مسلم -

باب من لا یعود فی الصدقۃ

باب در بیان کسیکہ باز نمی گردد در صدقہ یعنی نمی باید کہ آنچہ بکسی دادہ باز ستاند و بعد از دادن پشیمان گردد ودر حدیث بیاید کہ خریدن نیز نشاید واین مبالغہ است در نفی عود وتنزہ است ازان وبحقیقت عود نیست واللہ اعلم

الفصل الاول عن عمر - بن الخطاب رض قال حملت علی فرس فی سبیل اللہ - روایت ست از امیر المومنین عمر گفت سوار کردم کسی را بر اسپ در راہ خدا یعنی بخشیدم اسپ را یکی از غازیان را کہ اسپ نداشت - فاضاعہ الذی کان عندہ - پس ضایع گردانید آن اسپ را آن کسیکہ بود آن اسپ نزد وی یعنی خوب نگاہ نداشت و بدرستی کرد و خبردار نہ شد گویا ہلاک کرد آن را وضیاع ہلاک شدن واضاعت ہلاک گردانیدن - فاردت ان اشتریہ پس خواستم من کہ بخرم آن اسپ را - وظننت انہ یبیعہ برخص - وگمان بردم کہ وی بفروشد آن اسپ را بارزانی ورخص بفہم را رزانی وازان واستن - فسالت النبی - پس پرسیدم پیغمبر را صلعم - کہ خریدن من اسپ را از وی خوب ست یا نہ فقال لا تشترہ ولا تعد فی صدقتک - پس گفت آن حضرت مخر آن را وباز مگرد در صدقۂ خود - وان اعطاک بدرہم - واگرچہ بدہد وی اسپ را بیک درہم ونظر بظاہر عبارت وسوق کلام چنان مینماید کہ گویند اگرچہ بفروشد آن را بیک درہم طعنہ گفتہ نظر بارزانی وصحت بیع وی شرعا مکن نظر بآن کن کہ آن ہبہ وصدقۂ تو بہ ظاہر در معنی عود ست فافہم بعد ازان تعلیل کرد آن حضرت آزاد تقبیح نمود عود را بقول خود - فان العائد فی صدقتہ کالکلب یعود فی قیئہ - زیرا کہ بدرستی کہ عود کنندہ در صدقۂ خود مانند سگ ست کہ عود میکند ورقی خود وباز میخورد آن را - وفی روایۃ - ودر روایتی این چنین آمدہ است کہ - لا تعد فی صدقتک فان العائد فی صدقتہ کالعائد فی قیئہ متفق علیہ - وعن بریدۃ - قال کنت جالسا عند النبی - گفت بریدہ بودم من نشستہ نزد پیغمبر صلعم اذ اتتہ امراۃ - ناگاہ آمد آن حضرت را زنی - فقالت - گفت آن زن - یا رسول اللہ انی تصدقت علی امی بجاریۃ - بدرستیکہ من تصدق کردہ ام بر مادر خود وا ہی را - وانہا ماتت - وبدرستی کہ مادر من مردہ است یعنی آن جاریہ بعد از مردن مادرم میرسد بمن بارث من چہ میفرمائی آیا این ہم از قبیل داخل عود در صدقہ ہست یا نہ - قال وجب اجرک - گفت آن حضرت ثابت شد اجر وثواب تو بہ تصدق کردن تو ان را بر مادر - ورد ہا علیک المیراث - وبازگرداند آن جاریہ را بر تو میراث وملک میراث

شنیدم آن حضرت را کہ میگفت در خطبۂ خود سال حجۃ الوداع۔ لا تنفق امرأۃ شیئاً من بیت زوجہا الا باذن زوجہا۔ انفاق نکند زنی ہیچ چیزرا از خانۂ شوہر خود مگر باذن شوہر خود۔ قیل۔ گفتہ شد۔ یا رسول اللہ ولا الطعام۔ وطعام را نیز انفاق نہ کند از خانۂ شوہر بے اذن شوہر باوجود آنکہ در مالیت آن قدر نیست کہ دراہم و دنانیر مثلاً۔ قال ذلک افضل اموالنا۔ گفت آن حضرت یعنی طعام بہترین مالہای ماست کہ بالفعل سبب کفاف معیشت و بقای بنیہ است و مراد بہ طعام اینجا حبوب و تمر ست نہ مطبوخ و فواکہ عام تر باشد و در بعضے نسخ افضل اموال الناس۔ رواہ الترمذی

وعن سعد۔ قال لما بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النساء۔ گفت سعد بن ابی وقاص وقتیکہ مبایعت کرد آنحضرت زنان را۔ قامت امرأۃ جلیلۃ کانہا من نساء مضر۔ بایستاد زنی بزرگ گویا کہ آن زن از زنان قبیلہ مضر ست بضم میم و فتح ضاد معجمہ کہ قبیلہ مشہور ست از قبائل عرب از اولاد مضر بن نزار۔ فقالت۔ پس گفت آن زن یا نبی اللہ انا نکل علی اباۃنا و ابنائنا و ازواجنا فما یحل لنا من اموالہم۔ بدرستیکہ ما کرانیم یعنی عیالیم بر پدران و پسران و شوہران خود پس چہ چیز حلال ست مارا از مالہای ایشان وکل بفتح کاف و تشدید لام گرانی و عیال و کسی کہ متکفل نیست در کار خود۔ قال الرطب تاکلنہ وتہدینہ۔ گفت آن حضرت حلال ست شمارا از اموال ایشان طعام تر از انچہ زود تباہ می گردد مثل شوربا و شیر و میوہ و تحفہ و امثال آن میخورید شما آن را و ہدیہ می کنید و می فرستید آن را از برای ہر کہ میخواہید و حاجت نیست در ان باستیذان زیرا چہ عرف و عادت جاریست بسماحت در ان و اما طعام خشک چارہ نیست در ان از اذن و رضا و طیبی گفتہ کہ این در آباء و ابناء و امہات ست و در ازواج و زوجات جائز نیست مگر باذن و تنبیہ و حدیث صریح ست در شمول ازواج و مدار بر عرف و عادت ست چنانکہ گفتہ شد۔ رواہ ابوداؤد

الفصل الثالث عن عمیر مولی آبی اللحم۔ عمیر بضم عین و فتح میم کہ صحابی ست حاضر شدہ فتح خیبر را و روایت دارد از مولای خود کہ ابی اللحم ست و از قدمای صحابہ و مشاہیر ایشان ست و او حاضر شد بر راء و شہید شد در حنین و ابی اللحم لقب اوست بجہت ابا کردن او از گوشت مطلقاً و بعضی گفتہ اند کہ وی نمیخورد در جاہلیت از انچہ ذبح کردہ میشد بر اصنام۔ قال۔ گفت۔ عمیر امرنی مولائی ان اقدد لحما۔ امر کرد مرا مولای من کہ ابی اللحم ست کہ خشک کنم گوشتی را۔ فجاءنی مسکین۔ پس آمد مرا مسکینے۔ فاطعمتہ منہ۔ پس خورانیدم من آن مسکین را از ان گوشت۔ فعلم بذلک مولائی۔ پس عالم شد بآن یعنی بخورانیدن من آن مسکین را از ان گوشت مولای من

فعتبنی۔ پس نہ د مرا کہ چرا خورانیدی۔ فاتیت رسول اللہ پس آمدم من پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ذلک لہ پس ذکر کردم این قصہ مر آن حضرت را۔ فدعاہ۔ پس طلبید آن حضرت او را۔ فقال لم ضربتہ۔ پس گفت آن حضرت برای چہ زدی او را۔ قال یعطی طعامی بغیر ان آمرہ۔ گفت میدہد ہر طعام مرا بمسکینان بی آنکہ امر کنم او را۔ فقال الاجر بینکما

پس گفت آن حضرت مزن او را و غم مخور زیرا کہ تو ای آن مشترک ست میان ہر دو شما گفتہ اند کہ مقصود آن حضرت

واین حدیث مطلق ست در جواز تصدق زن از طعام مرد خواہ اذن کند یا نہ و بعضی میگویند کہ جائز نیست زن را تصدق بہیچ چیز از مال مرد مگر باذن وی و این حدیث را تاویل میکنند یا اینکہ این مبنی ست بر عادت اہل حجاز کہ اہل و خادم را اذن کردہ میگذارند در انفاق و تصدق از انچہ در خانہ است بر سائلان و ضعیفان و حدیث آیندہ صریح ست در جواز بی امر و اذن و شاید کہ آن جماعت حمل کنند آن را بر امر جدید فافہم **وعن ابی ہریرۃ** قال قال رسول اللہ صلعم اذا انفقت المرأۃ من کسب زوجہا من غیر امرہ - چون انفاق کند زن از مال شوہر خود بی امر وی یا علم زن برضای زوج صریحا یا دلالۃ و چیزے اندک باشد کذا فی الحواشی و تورپشتی گفتہ کہ امر دران راجع ست بعادت مردم خواہ شہری باشد یا روستائی مختار ہمین قول ست - **فلہا نصف اجرہ** - پس مر آن زن را راست نیمۂ اجر آن یعنی مشترک سب میان ایشان متفق علیہ **وعن ابی موسی الاشعری** - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخازن المسلم الامین الذی یعطی ما امر بہ - گنجینہ دار مسلمان امانت دار کہ میدہد انچہ امر کردہ شدہ است بدان و حکم کردہ است بدان مالک - کاملا موفرا - بہ کمال و تمام - طیبۃ بہ نفسہ - در حالی کہ خوش ست بدان نفس وے و کراہیت نمیدارد و تنگی نمی نماید - **فیدفعہ الی الذی امر لہ بہ** - پس میرساند آنرا بہ سوی کسیکہ امر کردہ شدہ است مر او را بدان - **احد المتصدقین** - یکی از دو تصدق کنندگان ست و مراد بدو تصدق کنندہ یکی مالک کہ بحقیقت تصدق میکند دیگر ہمین خازن متصف بہ صفات مذکورہ متصدق ست کہ در حکم تصدق کنندہ است بہ ظاہر و این عبارت از قبیل تحول ایشان ست کہ میگویند القلم احد اللسانین و الخال احد الابوین و مراد شرکت اوست در اجر و ثواب و المتصدقین بکسر قاف نیز خواندہ اند **متفق علیہ** - **وعن عائشۃ** قالت ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امی افتلتت نفسہا - گفت عائشہ کہ مردی گفت مر آن حضرت را کہ مادر من مردہ است بہ مرگ ناگہانی و فتلہ بمعنی ناگہان شدن کاری و اقلات بمعنی - بودن نیز آید - **واظنہا لو تکلمت تصدقت** - و گمان می برم او را کہ اگر سخن میکرد و ہوشیار میبود تصدق میکرد بہ چیزے و وصیت میکرد بدان - **فہل لہا اجر ان تصدقت عنہا** - پس آیا ہست مر او را ثوابے اگر تصدق کنم از جانب وے - قال نعم - گفت آن حضرت آری میرسد مر او را ثواب تصدقی کہ میکنی از جانب وی - **متفق علیہ** و درین حدیث دلیل ست بر آنکہ ثواب صدقہ میرسد بہ میت و ہمچنین دعا و استغفار برای میت و مذہب اہل حق کہ اہل سنت و جماعت اند این ست کہ در عبادات بدنیہ اختلاف دارند مثل نماز و تلاوت قرآن و مختار وصول ثواب ست امام عبد اللہ یافعی در روضۃ الریاحین میگوید کہ شیخ اجل اکرم عز الدین عبد السلام را بعد از فوت او در خواب دیدند کہ گفت ما در دنیا حکم میکردیم بعدم وصول ثواب تلاوت قرآن و درین عالم بر خلاف آن یافتم و اللہ المجیب

الفصل الثانی - **عن ابی امامۃ** - قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول فی خطبتہ عام حجۃ الوداع - گفت ابو امامہ

ان اللہ تقول - بدرستیکہ خدای تعالیٰ میگوید - لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون - وان احب مالی الی بیرحاء - بدرستیکہ محبوب ترین مال من بسوی من بیرحاء ست کہ بستان مذکور ست - وانہا صدقۃ للہ تعالیٰ ارجو برہا - وبدرستیکہ این بیرحاء صدقہ است برای خدا امید دارم نیکی را بموجب این آیۂ کریمہ - وذخرہا عند اللہ - وامید میدارم ذخیرہ نہادن آن را نزد خدا نفعہا - پس بنہ آن را - یا رسول اللہ حیث اراک اللہ - آنجا کہ بنماید ترا خدای تعالیٰ وقرار یابد رای تو بران یعنی ہبہ بہر کہ میخواہی وہر جا کہ مناسب دانی - فقال رسول اللہ - پس گفت پیغمبر خدا صلعم بخ بخ ذلک مال رابح بخ بخ آن یعنی بیرحا مالی سود مند ست بر تو نفقہ آن وبخ کلمہ ایست کہ گفتہ میشود نزد فخر ومدح در رضا بچیزی وخبر در فارسی بمعنی اوست وتکرار کردہ میشود برای مبالغہ وآخر وی ساکن ست وچون وصل کنند مجرور ومنون ووی مخفف ست وگاہی مشدد نیز آید وفرمود آنحضرت - وقد سمعت ما قلت - وبہ تحقیق شنیدم وقبول کردم انچہ گفتی تو از نیت خیر - واني ارى ان تجعلها في الاقربين - وبدرستیکہ من می بینم ومی دانم کہ بگردانی تو آنرا در خویشان خود وتصدق کنی بر ایشان تا تو اب صدقہ وصلۂ رحمی ہر دو ترا باشد - فقال ابو طلحۃ افعل - پس گفت ابو طلحہ بکنم ہر چہ فرمائی وبگردانم آن را در خویشان خود - یا رسول اللہ فقسمہا ابو طلحۃ في اقاربہ - پس قسمت کرد آن را ابو طلحہ در خویشان خود - وبنی عمہ - ودر پسران عم خود این بیان اقارب ست یا از اقارب غیر ایشان مراد ست وآوردہ اند کہ معاویہ در زمان امارت خود آن را از اقارب ابی طلحہ بمال فراوان خرید وقصرہای بلند بنا کرد متفق علیہ - وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصدقۃ ان تشبع کبدا جائعا - فاضل ترین صدقہ آنست کہ سیر گردانی جگر گرسنہ را طیبی گفتہ کہ مؤمن باشد یا کافر ناطق باشد یا غیر ناطق رواہ البیہقی في شعب الایمان -

باب

عادت مولف ست کہ گاہی ذکر میکند باب را بی ترجمہ وذکر میکند در ان متممات ولحقات باب سابق را ودر بعضی نسخ باب صدقۃ المرأۃ من مال الزوج واقع شدہ ودر بعضی باب نفقۃ المرأۃ من مال الزوج واحادیث باب مخصوص نیست بمرأۃ خازن وخادم را نیز شامل ست -

الفصل الاول - عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلعم اذا انفقت المرأۃ من طعام بیتہا غیر مفسدۃ - چون انفاق کند وتصدق نماید زن از طعام خانۂ خود از انچہ خورد میشود وذخیرہ نہادہ نمیشود در حالی کہ تباہ کنندہ واسراف نمایندہ است - کان لہا اجرہا بما انفقت - باشد مر آن زن را ثواب آن بسبب انفاق کردن وی - وگزوجہا اجرہ بما کسب - وباشد مر شوہر را ثواب او بسبب کسب کردن آن مال را کہ ملک اوست - وللخازن مثل ذلک - وباشد مر گنجینہ دار را کہ این طعام حوالۂ اوست مانند آن ثواب کہ زن را وشوہر او راست - لا ینقص بعضہم اجر بعض شیئا - کم نمیگرداند بعضی از ین سہ تن ثواب بعضی را یعنی ہمہ را اجر کامل وثواب تمام ست وموجب نقصان نہ متفق علیہ

اسم الٰہی تعالیٰ میگردد۔ رواہ الترمذی والنسائی والدارمی۔ وعن ام بجید بضم موحدہ وفتح جیم وسکون تحتانیہ در آخر دال صحابیۂ انصاریہ است۔ قالت قال رسول اللہ صلعم ردوا السائل ولو بظلف محرق۔ باز گردانید سائل را اگرچہ بسم سوختہ باشد وظلف بکسر ظای معجمہ وسکون لام سم شگافتہ گاؤ وگوسفند واین مبالغہ است ودر محرق زیادہ مبالغہ است۔ رواہ مالک والنسائی وروی الترمذی وابوداؤد معناہ۔ وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم من استعاذ منکم باللہ فاعیذوہ۔ کسیکہ پناہ طلبد از شر شما یا از شر غیر شما بنام خدا پس پناہ دہید او را۔ ومن سأل باللہ فاعطوہ۔ وکسیکہ سوال کند ونجواہد از شما چیزے بنام خدا پس بدہید او را۔ ومن دعاکم فاجیبوہ۔ وکسیکہ دعوت کند شما را ونجواند بہ طعام پس اجابت کنید وقبول کنید دعوت او را اگر مانعی نباشد حسی یا شرعی۔ ومن صنع الیکم معروفا فکافئوہ۔ وکسیکہ بہ کند بہ سوی شما نیکوئی پس پاداش دہید او را یعنی شما نیز نیکوئی کنید باوی وصنع بضم نیکوئی کردن بہ کسی ومعروف نیز نیکوئی وصنع اینجا بمعنی فعل ست۔ فان لم تجدوا ما تکافئوہ فادعوا لہ۔ پس اگر نیابید چیزے کہ پاداش دہید او را پس دعا کنید مر او را حتی تروا ان قد کافأتموہ۔ تا آنکہ بدانید وگمان برید کہ مکافات کردید او را واداکردید حق او را یعنی مبالغہ کنید در دعا وکمر بر کنید تا حاصل گردد مثلیت در نیکوئی شیخ رح میفرمود کہ کفایت میکند درین باب قول خزاک اللہ خیرا ومیفرمود کہ مبالغہ وروی از جہت ردیت عجز نسبت از نفس خود در مکافات وتفویض وی بحق سبحانہ تعالیٰ۔ رواہ احمد وابوداؤد والنسائی وعن جابر قال قال رسول اللہ صلعم لا یسأل بوجہ اللہ الا الجنۃ۔ سوال کردہ نشود وطلبیدہ نشود بوجہ خدا یعنی بذات وی وبنام وی مگر بہشت ودر بنجاد ومعنی ست یکی منع از سوال کردن از مردم بوجہ اللہ زیرا کہ چون فرمود کہ سوال کردہ نشود بوجہ خدا مگر بہشت دہبشت خود از مردم سوال کردہ نمی شود لازم می آید کہ سوال کردہ نشود از ایشان چیزے بوجہ اللہ غیر آنکہ سوال کردہ شود از خدا چیزے از متاع دنیا از جہت حقارت وفنای وی واگر سوال کنید بہشت سوال کنید کہ عظیم ست وباقی ومقصود مبالغہ است۔ رواہ ابوداؤد

الفصل الثالث۔ عن انس۔ قال کان ابو طلحۃ اکثر الانصار بالمدینۃ مالا من نخل۔ انس گفت بود ابو طلحہ کہ از مشاہیر صحابہ است وزوج ام انس بود بیشترین انصار از روی مال از درختان خرما۔ وکان احب اموالہ الیہ بیرحاء۔ وبود محبوب ترین مالہای ابو طلحہ بہ سوی او بیرحاء کہ نام بوستانی بود ودر تحقیق این لفظ اختلافات وشہور بکسر موحدہ وقصر ومد ست ودر اول کتاب گذشتہ است۔ وکانت مستقبلۃ المسجد۔ وبود بیرحاء مقابل مسجد نبوی صلعم۔ وکان رسول اللہ۔ وبود پیغمبر خدا صلعم یدخلہا۔ می در آمد آن بوستان را۔ ویشرب من ماء فیہا طیب۔ ومیخورد از آبی کہ در وی بود خوش وشیرین۔ قال انس فلما نزلت ہذہ الآیۃ۔ گفت انس پس ہر گاہ کہ فرود آمد این آیت کہ۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ ہرگز نمی یابید نیکی را تا آنکہ انفاق کنید از آنچہ دوست ترمیدارید آن را۔ قام ابو طلحۃ الی رسول اللہ۔ ایستاد ابو طلحہ ورفت بہ سوی پیغمبر خدا صلعم فقال۔ پس گفت ابو طلحہ۔ یا رسول اللہ

قال جہد المقل - گفت افضل صدقات صدقہ ایست کہ مرد قلیل المال مشقت کشد وانچہ در وسع وطاقت او ست بدہد وجہد بضم جیم وفتح آن ہر دو لغت ست ومعنی گویند بفتح بمعنی مشقت وبضم بمعنی وسع واین بر تقدیر صحت وتوکل وقوت یقین وموافقت عیال ست واگر ایشان راضی نباشند روا نیست ولہذا فرمود - وابدا بمن تعول - وہدایت کن بہ کسیکہ عیال مندی آنہا میکنی ونفقہ ایشان واجب ست بر تو چنانکہ گذشت - رواہ ابو داود - وعن سلیمان - بن عامر ہمچنین ست در نسخ مشکوۃ سلیمان بضم سین ویای تحتانیہ وگفتہ اند کہ ثواب سلمان ست بفتح سین وبے یا وسلیمان سہو ست یا از کاتب یا از صاحب کتاب ودر مغنا میگوید کہ سلیمان ہمہ بیاست مگر سلمان فارسی وسلمان ابن عامر وسلمان اغر وعبد الرحمن بن سلمان کہ انہا بی یا ست وسلیمان بن عامر صحابی ست وعداودی در بصریین ست - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدقۃ علی المسکین صدقۃ - تصدق کردن بر مسکین یک ثواب صدقہ دارد - وہی علی ذی الرحم اثنتا صدقۃ وصلۃ - وصدقہ کردن بر کسیکہ قرابت ولادت ورحم دارد دو ثواب دارد یکی ثواب صدقہ دیگر ثواب صلۂ رحم - رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والدارمی - وعن ابی ہریرۃ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عندی دینار - گفت ابو ہریرہ آمد مردی نزد آنحضرت پس گفت نزد من یک دینار ست - قال انفقہ علی نفسک گفت آن حضرت خرج کن آن را بر ذات خود - قال عندی آخر - گفت آن مرد نزد من دینار دیگر ست - قال انفقہ علی ولدک - فرمود خرج کن آن را بر فرزندان خود - قال عندی آخر - گفت نزد من دینار دیگر ست - قال انفقہ علی اہلک - فرمود انفاق کن آن را بر کسان خود - قال عندی آخر - گفت نزد من دینار دیگر ست - قال انفقہ علی خادمک - فرمود انفاق کن بر خدمتگار خود - قال عندی آخر - گفت نزد من دینار دیگر ست - قال انت اعلم - گفت تو داناتری یعنی بحال کسیکہ مستحق ست زیرا کہ بہتر میدانی کہ مستحق ست بدہ - رواہ ابو داود والنسائی - وعن ابن عباس - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بخیر الناس گفت آنحضرت آیا خبر نکنم شما را بہترین مردم - رجل ممسک بعنان فرسہ فی سبیل اللہ بہترین مردم مردیست کہ نگاہ دارندہ ہست عنان اسپ خود را در راہ خدا یعنی سوار شدہ منتظر جنگ باکافران ایستادہ ہست ومراد آنست کہ او از جملہ خیر الناس ست والا شخصی کہ عالم باللہ واتقی وخشی واز ہد در دنیا باشد وجہاد بر وے فرض نباشد بہتر خواہد بود ازین شخص کذا قالوا - الا اخبرکم بالذی یتلوہ ایا خبر نکنم شما را بہ مردی کہ تابع وتالی ایست در مرتبہ - رجل معتزل فی غنیمۃ لہ یؤدی حق اللہ فیہا - تالی وی مردیست کہ توشہ گیرندہ ہست در گوسفندی چند کہ مر او راست کہ ادا میکند حق خدا را دران گوسفندان از تصدق بر فقرا - الا اخبرکم بشر الناس - ایا خبر نکنم شما را بدبد ترین مردم - رجل یسأل باللہ ولا یعطی بہ - بدترین مردم مردیست کہ سوال کردہ میشود بنام خدا او نمیدہد بدان بہ تقدیر یسأل بہ لفظ مجہول ست ولا یعطی بلفظ معلوم واین حال مسئول عنہ است ویعضی یسأل بہ لفظ معلوم ولا یعطی بہ لفظ مجہول ضبط کردہ اند یعنی سوال میکند بنام خدا او دادہ نمیشود بدان وباعث ہتک حرمت

فقلنا له ایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبره ان امراتین بالباب. پس گفتیم او را مر بلال را بیا آن حضرت را پس خبر کن
که دو زن بر در ایستاده اند. تسأل انک اتخبر ان الصدقة عنهما علی ازواجهما وعلی ایتام فی حجورهما. سوال میکنند آن دو زن ترا
آیا بسندگی میکند تصدق کردن ازان دو زن بر شوهران ایشان و بر یتیمانی که در کنار ایشانند ظاهر آمدن بقصد سوال
از انفاق بر ازواج بود ظاهر اسوال از انفاق بر یتیمان در دل مضمر داشتند یا الآن بخاطر ایشان رسید. فائهم. ولا تخبره
من نحن. و خبر مکن آن حضرت را که چه کسانیم یعنی نام ما را در حضرت وی مبر که مبادا بشنیدن آن نام تصدیع وقت
شریف وی لازم آید به طلبیدن در حضور و از جهت عدم حاجت ایشان. قالت فدخل بلال علی رسول اللہ. گفت زینب
پس در آمد بلال بر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فسأله. پس پرسید آن حضرت را ازین مسئله. فقال له رسول اللہ.
پس گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم من هما. چه کس اند آن دو زن. قال امراة من الانصار وزینب. گفت بلال یک
زن ست از قبیلهٔ انصار و دیگری زینب ست. فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الزینب. پس گفت آن حضرت
کدام یکی از زینبها ست زینب نام چند کس از صحابیات بود پس پرسیدیم که آمده است کدام یکی از انهاست بلال باعتماد آنکه مشهور
همین زینب امراة عبد اللہ خواهد بود مطلق آورد یا نام آن زن دیگر را نه شنیدند و این را شنیدند. قال امراة عبد اللہ. گفت
بلال زینب زن عبد اللہ بن مسعود ست. فقال رسول اللہ. پس گفت پیغمبر خدا صلعم نعم. آری کفایت می کند انفاق
بر شوهران و بر یتیمان که در کنار ایشانند و در بعضی نسخ لفظ نعم نیست و همین گفت که. لهما اجران اجر القرابة واجر الصدقة.
مر این دو زن را اجر قرابت و خویشی ست که به شوهران و یتیمان دارند و اجر صدقه است پس افضل و اکمل باشد از تصدق
بر غیر ایشان متفق علیه و اللفظ لمسلم. وعن میمونة بنت الحارث انها اعتقت ولیدة فی زمان رسول اللہ. روایت ست
از ام المؤمنین میمونه که وی آزاد کرده داه خانه زاد را در زمان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ذلک رسول اللہ. پس
ذکر کرد میمونه آن را مر رسول خدا را صلعم. فقال لو اعطیتها اخوالک کان اعظم لاجرک. پس گفت آن حضرت اگر میدادی
تو آن داه را دائیان خود را که محتاج بودند بخدا دمی بود بزرگ تر مر ثواب ترا از ینجا معلوم میشود که صلهٔ رحم افضل ست
از اعتاق متفق علیه. وعن عائشة رضی اللہ عنها قالت. گفت عائشه. یا رسول اللہ ان لی جارین. بدرستیکه
مرا دو همسایه اند. فالی ایهما اهدی. پس بسوی کدام یکی از ین دو هدیه فرستم. قال الی اقربهما منک بابا. گفت آن حضرت
بفرست به سوی کسیکه نزدیک تر ست در وی از در تو پس معتبر در همسایگی در ین باب نزدیکی در ست نه اتصال خانه و قرب
آن. رواه البخاری. وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا طبخت مرقة فاکثر ماءها. وقتیکه پزی
شوربای را پس بسیار کن آب آن را. وتعاهد جیرانک. و باز پرس کن همسایه های خود را. بفرستادن شوربا بخانهٔ
ایشان. ومرق بفتح میم و را شوربا. رواه مسلم

الفصل الثانی عن ابی هریرة. قال یا رسول اللہ ای الصدقة افضل. کدام یکی از انواع صدقه افضل ست

صدقہ است از غیر خود اما افضل یکی از ینہا بر دیگرے از ین حدیث معلوم نمیگردد یا رب مگر بتقدیم ذکر اشعاری بدان توان نمود
و احادیث دیگر مصرح ست بدان - رواہ مسلم - وعن ام سلمۃ قالت قلت - روایت ست از ام المومنین ام سلمہ کہ گفت
گفتم - یا رسول اللہ الی اجر ان انفق علی بنی ابی سلمہ - آیا مرا مزد و ثوابی ہست از جہت آنکہ انفاق میکنم بر پسران ابی سلمہ
انما ہم بنی - نیستند پسران ابی سلمہ مگر پسران من و ابو سلمہ شوہر ام سلمہ بود پیش ازان حضرت صلعم و از کبار صحابہ بود چون
از عالم رفت ام سلمہ در خانۂ آن حضرت آمد و از ام سلمہ پسران ماندہ بودند و ام سلمہ بر ایشان انفاق میکرد پس پرسید
ازان حضرت کہ مراد ر انفاق بر ایشان ثوابی ہست کہ آنہا چون پسران شوہر من اند گویا پسران من اند و مر او پسران
ابو سلمہ نہ ام سلمہ اند و الا آنہا نہ او و پسران ام سلمہ اند نسبت آنہا با بی سلمہ چند ان فائدہ ندارد و آنہا عم و زینب بود کہ ربیب
آن حضرت بودند فقد بر - فقال انفقی علیہم فلک اجرما انفقت علیہم - پس گفت آنحضرت انفاق کن بر پسران ابو سلمہ پس
مر تراست اجر انچہ انفاق کنی بر ایشان متفق علیہ - وعن زینب امرأۃ عبد اللہ بن مسعود - روایت ست از زینب
زن ابن مسعود کہ صحابیہ است و متعلق بکرم و عنایت آن حضرت بود و زوج وی و ابو ہریرہ و ابی سعید خدری و عائشہ از و
روایت دارند - قالت قال رسول اللہ - گفت گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم - در ترغیب نساء بر انفاق تصدقن
یا معشر النساء - تصدق کنید ای گروہ زنان - ولو من حلیکن - اگرچہ از زیور ہای شما یان باشد - قالت فرجعت الی عبد اللہ
گفت زینب پس برگشتم از مجلس آنحضرت کہ این کلمہ از وی دران شنیدم بسوی عبد اللہ - فقلت انک رجل خفیف
ذات الید پس گفتم بر ستیکہ تو مردی ہستی سبک دست یعنی فقیر کہ گرانی مال نداری - وان رسول اللہ - و بر ستیکہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم قد امرنا بالصدقۃ - تحقیق امر کردہ است ما را بہ تصدق - فاتہ فاسالہ - پس بیا آن حضرت را پس پرس او را
یعنی کفایت میکند کہ بر تو و بر اولاد تو تصدق کنم با وجود اشتراک و اختلاطی و ازدواجی کہ مرا با تست - فان کان ذلک یجزی
عنی - پس اگر باشد آن یعنی تصدق کردن بر تو و بر اولاد تو کہ بسندگی میکند از من ادا کنم آن و صرف کنم بر شما - والا صرفتہا
الی غیرکم - و اگر کفایت نکند صرف کنم بر غیر شما و بر م آن را بسوی غیر شما الی غیرکم و علی غیرکم ہر دو روایت ست - قالت
فقال لی عبد اللہ بل انتیہ انت - گفت زینب پس گفت مر ا عبد اللہ بلکہ بیا تو آن حضرت را یعنی تو خود برو و بپرس
و مر ا تکلیف مکن گویا وی رفتن شرم داشت از پرسیدن آن کہ محل حیا و حجاب ست - قالت فانطلقت - گفت زینب پس
رفتم من نزد آن حضرت - فاذا امرأۃ من الانصار بباب رسول اللہ - پس ناگاہ زنی از انصار ایستادہ است بر در پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حاجتی حاجتہا - و در حالی کہ حاجت من حاجت اوست یعنی آن زنی نیز بر ای پرسیدن این
سخن و استفتای ہمین مسئلہ آمدہ بود کہ ایا انفاق کند بر شوہر و متعلقان وی یا نہ - وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قد القیت علیہ المہابۃ - و بود آنحضرت کہ بتحقیق انداختہ شدہ بر وی بزرگی و ترس و ہیبت و عظمت کہ ہر کس نمیتواند
در آمد بر وے بی اذن وی - قالت فخرج علینا بلال - گفت زینب پس بیرون آمد بر ما بلال از نزد آن حضرت

الفصل الاول عن ابی ہریرۃ - وحکیم بن حزام - بکسر حا و بزا صحابی مشہور ست برادر زادۂ ام المومنین خدیجہ است از اشراف قریش بود صد و بیست سال عمر داشت شصت در جاہلیت گذراند و شصت در اسلام - قالا قال رسول اللہ گفتند این دو صحابی کہ گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی ما کان بہترین صدقہ ہا چیزیست کہ باشد ناشی از قوت غنی کہ اعتماد کند متصدق بران و استظہار نماید بدان یعنی غنا را باقی دارد و مطلق فقیر و محتاج نگرداند یعنی قوت اہل و عیال را بگذارد و آنچہ زیادت ازان ماند تصدق کند و عیال را محتاج و گرسنہ ندارد چنانکہ فرمود وابدا بمن تعول - و آغاز کن بانفاق بر کسیکہ غمخواری وی میکنی از عیال و بعضی گفتہ اند کہ مراد آنست کہ صدقۂ ناشی از غنا و سخاوت نفس باشد بتوکل و ثقہ بخدای عزوجل و در تصدق کردن از فقر نترسد و لہذا ستایش کرد آنحضرت ابوبکر صدیق را چون برآمد از تمام مال خود پرسید کہ چہ باقی داشتہ برای عیال خود گفت اللہ و رسول فرمود افضل الصدقۃ جہد المقل چنانکہ در فصل ثانی بیاید و اما احادیث یعنی اول بسیارست و تحقیق آنست کہ اگر توکل درست باشد و عیال نیز موافقت کنند بدہد ہر چہ خواہد و الا رعایت کند و سابق دارد جانب نفس و عیال را و در جہد المقل نیز فرمودہ است وابدا بمن تعول - رواہ البخاری و رواہ مسلم **عن حکیم وحدہ** - روایت کردہ است مسلم از حکیم بن حزام تنہا و بخاری از ابی ہریرہ و حکیم ہر دو کردہ پس این حدیث باعتبار روات حکیم متفق علیہ بود و از ابی ہریرہ از افراد بخاری باشد - **وعن ابی مسعود** - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انفق المسلم نفقۃ علی اہلہ وہو یحتسبہا کانت لہ صدقۃ - روایت ست از ابی مسعود انصاری کہ صحابی مشہور ست و او را بدری گفتہ اند جمہور بر انند کہ نسبت او بدر باعتبار سکونت ست کہ در انجا بود نہ بجہت حضور غزوۂ آن و اللہ اعلم کہ گفت آن حضرت چون انفاق کند مسلمان نفقہ را بر اہل خود و حال آنکہ وی نیت ثواب و ادای حق کسند دران بباشد آن نفقہ صدقہ اگرچہ بقدر اندازہ است و باہل و عیال خود دادہ متفق علیہ - **وعن ابی ہریرۃ** قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینار انفقتہ فی سبیل اللہ دیناریست کہ انفاق کردۂ تو آن را در راہ خدا یعنی جہاد و دینار انفقتہ فی رقبۃ - و دیناری دیگرست کہ انفاق کردۂ در آزاد کردن بندہ - و دینار تصدقت بہ علی مسکین و دینارے دیگرست کہ تصدق کردۂ بدان بر مسکینی - و دینار انفقتہ علی اہلک - و دینار یست کہ انفاق کردۂ بر اہل و عیال خود - اعظمہا اجرا الذی انفقتہ علی اہلک - بزرگترین آن دینار ہا از روی اجر آن دینار یست کہ انفاق کردے آن را بر عیال خود - رواہ مسلم - **وعن ثوبان** قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل دینار دینار ینفقہ الرجل فاضلترین دیناری کہ انفاق کند آن را مرد - دینار ینفقہ علی عیالہ - دینار یست کہ انفاق کند آنرا بر عیال خود و عیال مرد و زن و فرزند دہر کہ در نفقہ و مؤنت او باشد - و دینار ینفقہ علی دابتہ فی سبیل اللہ - و دینار یست کہ انفاق کند آن را بر چارپائے خود در راہ خدا کہ برای جہاد ست و اما چارپای سواری کہ برای جہاد مہیا نیست گویا کہ حکم عیال دارد - و دینار ینفقہ علی اصحابہ فی سبیل اللہ - و دینار یست کہ انفاق میکند آن را بر یاران خود در راہ خدا کہ این سہ محل افضل مصارف

بدرستیکہ سایہ مومن وپناہ جای وی وسبب آسایش ونجات وی روز قیامت صدقۂ اوست کہ در راہ خدا کردہ وتوانند کہ صدقہ را متمثل بصورتے سایبانی سازند کہ در گرمی روز محشر بر سر وی سایہ کند۔ رواہ احمد وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وسع علی عیالہ فی النفقۃ یوم عاشورا۔ کسیکہ فراخی کند بر اہل وعیال خود در خرچ روز عاشورا۔ وسع اللہ علیہ سائر سنتہ۔ فراخ گرداند خدای تعالی بر وے در باقی سال وی۔ قال سفیان قد جربناہ فوجدناہ کذلک۔ بدرستیکہ ما آزمودیم این را پس یافتیم این را ہمچنین۔ رواہ رزین روایت کرد این حدیث را از ابن مسعود رزین عبدری کہ از اکابر علمای حدیث ست۔ وروی البیہقی فی شعب الایمان عنہ وعن ابی ہریرۃ وابی سعید وجابر۔ وروایت کردہ است بیہقی از ابن مسعود وابی ہریرہ وابی سعید خدری وجابر بن عبد اللہ۔ وضعفہ۔ وحکم کردہ است بیہقی بہ ضعف این حدیث ونیز گفتہ است کہ اگرچہ طرق وی ضعیف اند ولیکن چون ضم کردہ شوند بعضی ازان بہ بعضی منجبر میگردد وضعف او بقوت بدانکہ آنچہ ثبوت رسیدہ است نزد محدثین از اعمال روز عاشورا صوم ست وتوسع طعام وحدیث صوم صحیح ست وحدیث توسع ضعیف ولیکن بتعدد طرق وکثرت آن بمرتبۂ حسن رسیدہ ودر کتاب ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ احادیث واردہ در روز عاشورا از صحاح وحسان وضعاف وموضوعات بتفصیل ذکر کردہ ایم واللہ اعلم۔ وعن ابی امامۃ صحابی مشہور ست وابو امامہ از تابعین نیز ہست اما صحابی مشہور ست باین کنیت۔ قال قال ابوذر یا نبی اللہ آرایت الصدقۃ ماذا ہی۔ گفت ابوذر ای پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خبر دہ مرا کہ صدقہ چہ ثواب دارد وفضل وی چیست۔ قال اضعاف مضاعفۃ۔ گفت آن حضرت ثواب صدقہ چندد رچندست واز احادیث معلوم میشود کہ دہ چندست تا ہفت صد وآیت کریمہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ نیز دلالت دارد بران۔ وعند اللہ المزید۔ ونزد خدا ست زیادت کہ اگر خواہد از ہفت صد ہم زیادہ کند چنانکہ قول وی سبحانہ واللہ یضاعف لمن یشاء در آخر کریمہ مذکورہ اشارت ست بآن وضعف بکسر ضاد بمعنی مثل چیزی ست چنانکہ یکی بر یکی زیادہ کند ضعف او ست ہمچنین تا میرود۔ رواہ احمد۔

باب افضل الصدقۃ

افضلیت صدقہ یا باعتبار آن ست کہ ان در حد ذات نافع ست مردم را وبسیار ست احتیاج انسان بدان چنانکہ آیہ وہر یکے محتاج الیہ ست در وقتی وحالی یا نسبت بقومی یا واقع ست بر حالت محمودہ کہ موجود ست در متصدق مثل جہد مقل وبودن وی بر ظہر غنی چنانکہ در شرح احادیث معنی آن معلوم گردد وصدور آن بر وجہ اخلاص وصدق وانشراح صدر وبی منت اذی ومانند آن یا بہ صفتی کہ مرئیست در متصدق علیہ چنانکہ بودن او مستحق احسان وانعام وبودن وی عیال متصدق وذوی رحم وی یا سوال کنند بوجہ اللہ ومانند آن واکثر احادیث کہ مذکور اند درین باب از قسم اخیرست

وتحرک ومتزلزل میگردد آنرا فقال یا رب هل من خلقک شئی اشد من الریح قال نعم ابن آدم تصدق صدقة بیمینه یخفیها من شماله - گفت پروردگارا سخت تر و دشوار تر از باد صدقه دادن فرزند آدم ست که تصدق میکند بدست راست خود و می پوشد آن صدقه را از دست چپ خود این از همه سخت تر و دشوار تر ست زیرا که در وی مخالفت نفس و قهر طبیعت و دفع شیطان ست و این حاصل نمیشود بهیچ چیزے از انچه مذکور شد و نفس آدمی مجبول ست بر غرائز و طبائع که بهیچ چیز قلع و قمع آن ممکن نیست مگر بریاضت و مجاهده و کمال توفیق الٰهی و تائید وی سبحانه و از طبع آدمی ست اتیان سمعه و ریا و عجب و حب ثناء و طلب تفوق بر امثال و اقران پس دست میدارد اظهار نفقات را و چون تسخیر کند نفس و طبیعت را و غالب آید آن را باشد آن غایت شدت و قوت و از جهت آنکه صدقه سر اطفاء می کند غضب پروردگار را و غضب پروردگار مقابلت نمیکند آن را هیچ چیزے در شدت و صعوبت و اگر فرض کرده شود نزول عذاب وی تعالی مثلاً بهیچ و تصدق کند بصدقه سر مندفع گردد و عذاب مذکور و منکشف گردد پس صدقه سر اشد از ریح باشد و بعضے گفته اند که از جهت عظیم ثواب صدقه سر ست و بعضی گفته که از جهت آنکه حاصل میشود بآن رضای الٰهی تعالی و رضوان من الله اکبر - رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب و ذکر حدیث معاذ - و ذکر کرده شد حدیث معاذ که این ست - الصدقة تطفی الخطیئة فی کتاب الایمان - در کتاب الایمان

الفصل الثالث عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من عبد مسلم ینفق من کل مال له زوجین - نیست هیچ بنده مسلمان که خرج کند از هر مالی که مر او راست دو چیز چنانکه دو اسپ یا دو شتر یا دو جنس مثل اسپ و شتر و درهم و دینار - فی سبیل الله - در راه خدا - الا استقبلته حجبة الجنة - مگر آنکه پیش می آیند او را پرده داران بهشت - کلهم یدعوه الی ماعنده - هر یک ایشان میخواند او را به سوی چیزے که نزد اوست از ناز و نعمت که زبان بیان از شرح آن کوتاه ست - قلت وکیف ذلک - ابو ذر میگوید گفتم من و چگونه است انفاق زوجین از هر مال - قال - گفت آن حضرت در جواب آن - ان کانت ابلا فبعیرین - اگر باشد اموال شتران پس انفاق کند دو شتر را و ان کانت بقرة فبقرتین - و اگر باشد اموال گاوان پس انفاق کند دو گاو را چون در نفس حدیث تفسیر زوجین باین واقع شده متعین ست که مراد ازان همین خواهد بود و لیکن بمجرد احتمال لفظ بر دو جنس نیز تفسیر کرده اند چنانکه گفته شد شاید که از جای دیگر آن را فهمیده باشند والله اعلم - رواه النسائی - وعن مسلم - بفتح میم وسکون را و فتح مثلثه - بن عبد الله - از ثقات تابعین ست و مفتی مصر بود در زمان خود و عمر بن عبد العزیز از وی استفسار میکرد - قال - گفت مسلم حدثنی بعض اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم - حدیث کرد مرا بعضی از اصحاب پیغمبر خدا صلعم - انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول - که وی شنید آن حضرت را که میگفت - ان ظل المؤمن یوم القیمة صدقته -

ورجل کان فی سریۃ فلقی العدو فہزموا فاقبل بصدرہ - سوم مرد یست کہ بود در لشکری پس پیش آمد دشمنان را بجنگ پس شکست دادہ شد نداہل این لشکر پس اقبال کرد این مرد بسینۂ خود یعنی روی آورد بجنگ و در اقبال بہ سینہ مبالغہ است در قتال و جرأت یعنی بہ سینہ کشادہ بی تحاشی مقابل شد - حتی یقتل او یفتح لہ - تا آنکہ کشتہ شود آن مرد یا کشایش کردہ شود و نصرت دادہ شود مر او را - والثلثۃ الذین یبغضہم اللہ الشیخ الزانی - و آن سہ کہ دشمن میدارد ایشان را خدا یکی پیر زناکنندہ است کہ شرم ندارد از پیری خود با وجود ضعف آلہ و عدم قدرت بحض خبث باطن و کثرت شہوت آلودہ میشود بدان - والفقیر المختال - دوم درویش تکبر کنندہ است کہ با وجود اسباب غربت و ناسرادی و شکستگی تبسویل نفس و شیطان غرور میکند و سرکشی مینماید ؎ کبر زشت ست از گدایان زشت تر - روز برف و وقت سرد و جامہ تر - اما استغنای فقیر و تعفف از سوال ناشی از عزت فقر و رضا بدان و عدم التفات بدنیا و اہل آن دیگر ست بشیر بن حارث امیر المومنین علی را در خواب دید گفت نپندوہ مرا یا امیر المومنین فرمودہ نیکو ست مہربانی تو نگران بر فقیران بہ طلب ثواب خدا و نیکو تر از ان تکبر فقر است بر اغنیا باعتماد و توکل بر خدا - والغنی الظلوم - بفتح ظا سوم تو انگر ظلم کنندہ بر نفس و بر خلق کہ شکر نعمت حق نمیکند و باز بر دستان مہربانی نمی ورزد و بعضی گفتہ اند مراد ورنگ کردن تو انگر ست در ادائے حق از قرض و غیرہ رواہ الترمذی والنسائی - روایت کردہ است این حدیث را ترمذی و نسائی - ولم یذکر - و ذکر نکردہ است نسائی این عبارت را کہ - وثلثۃ یبغضہم اللہ یعنی ذکر نکردہ است نسائی آن سہ کس را کہ دشمن دارد ایشان را خدا و اقتصار کردہ است بر ذکر محبوبان الٰہی تعالی وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق اللہ الارض جعلت تمیل - وقتی کہ پیدا کرد خدای تعالی زمین را شروع کرد زمین کہ میل کند و بجنبد - فخلق الجبال - پس پیدا کرد خدای تعالی کوہ ہا را - فقال بہا علیہا - پس زد کوہ ہا بر زمین وقال یعنی تکلم وضرب ہر دو آمدہ - فاستقرت پس قرار گرفت و محکم گشت زمین بدون کوہ ہا بران ؎ زمین از تپ و لرزہ آمد ستوہ - فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ - فعجبت الملائکۃ من شدۃ الجبال - پس شگفت کردند فرشتگان از سختی کوہ ہا فقالوا یا رب ہل من خلقک شیٔ اشد من الجبال - پس گفتند فرشتگان ای پروردگار ما یا ہست از آفرینش تو چیزے سخت تر از کوہ ہا - قال نعم الحدید - گفت پروردگار تعالی آری آہن سخت تر ست از کوہ کہ ریزہ ریزہ میکند آن را فقالوا یا رب ہل من خلقک شیٔ اشد من الحدید - پس گفتند فرشتگان ای پروردگار ما یا ہست از پیدائش تو چیزے سخت تر از آہن - قال نعم النار - گفت پروردگار آری آتش سخت تر ست از آہن و غالب و قاہر بر وی کہ میگداز آہن را فقالوا یا رب ہل من خلقک شیٔ اشد من النار - پس گفتند ای پروردگار ما یا ہست از آفرینش تو چیزے سخت تر از آتش و غالب و قاہر بر وی - قال نعم الماء - گفت آری آب غالب ست بر آتش کہ میکند و سرد میگرداند آن را - فقالوا یا رب ہل من خلقک شیٔ اشد من الماء قال نعم الریح گفتند ای او غالب ست بر آب کہ متموج

بہ تحتانیہ و شین معجمہ و وی بسیار غلط میکند در حدیث و این کلام ترمذی در اسناد خاص ست از اسانید
این حدیث و باسناد دیگر صحیح ست کذا قیل۔ وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ثلثۃ یحبہم اللہ وثلثۃ یبغضہم اللہ۔ سہ کس اند کہ دوست میدارد ایشان را خدای تعالے و سہ کس دیگر اند
کہ دشمن میدارد ایشان را خدای تعالیٰ فاما الذین یحبہم اللہ۔ پس آن کسانی کہ دوست میدارد ایشان را
خدای تعالیٰ فرجل اتی قوما یکی از ان سہ مردی کہ مذکور ست درین قضیہ کہ مردے سائل آمد گروہی را
فسالہم باللہ پس سوال کرد ایشان را بہ محض نام خدای تعالیٰ و از جہت رضای وی۔ ولم یسالہم بقرابۃ بینہ وبینہم
و سوال نکرد ایشان را از جہت خویشی کہ میان او و میان ایشان ست۔ فمنعوہ۔ پس ندادند ایشان او را آنچہ
سوال کرد۔ فتخلف رجل باعیانہم۔ تورپشتی در شرح این عبارت گفتہ است پس گذاشت مردے ازین
قوم این قوم را یا باشخاص ایشان یعنی ترک داد این قوم را کہ ندادند پس خود پیش رفت و داد او را یا سبقت کرد
بر ایشان باین چیز و پس انداخت ایشان را۔ فاعطاہ سرا۔ پس داد آنرا نہانی۔ لا یعلم بعطیتہ الا اللہ والذی
اعطاہ۔ در حالی کہ نمیداند دادہ شدہ او را مگر خدا و آن کسی کہ دادہ است او را و در روایت طبرانی من اعیانہم
آمدہ و این روایت اشبہ و انسب ست بتخلف کہ بمعنی تاخر ست چنانکہ میگویند تخلف کرد فلان از غزوۂ فلان یعنی
متاخر شد و جدا گشت آن مرد از قوم و خلوت کرد بسائل و داد او را پوشیدہ کذا قال التورپشتی پس آن مرد کہ دوست
میدارد او را خدای تعالیٰ این مردیست کہ از میان قوم جدا شد و پنہان بسائل داد نہ آن مرد کہ آمد قومے را و سوال
کرد چنانکہ ظاہر عبارت ست فافہم۔ وقوم ساروا لیلتہم۔ دوم مردیست کہ از میان قومی کہ راہ رفتند تمام شب۔
حتی اذا کان النوم احب الیہم مما یعدل بہ۔ تا وقتی کہ شد خواب دوست داشتہ شدہ تر بسوی ایشان از ہر چہ برابر
کردہ شود و عدیل ساختہ شود بخواب یعنی محبوب تر شد از ہر چیز۔ فوضعوا رؤسہم پس بنہادند این قوم سرہای خود
را بخواب۔ فقام رجل منہم۔ پس بایستاد مردی از میان ایشان و در بعضی نسخ۔ فقام احدہم یتملقنی۔ در حالی کہ مناجات
میکند مرا و غایت تضرع می نماید۔ ویتلو آیاتی۔ و میخواند آیات کتاب مارا و این حکایت قول حق تعالیٰ ست کہ آن حضرت
کردہ و فی الصراح تملق چاپلوسی کردن و ملق بالتحریک دوستی و نرمی کردن و در تملق ناز و نیاز یست کہ میان محب
و محبوب میگذرد و اسراریست کہ جز زبان وقت و حال متکفل بیان آن نتوان شد چنانکہ بزبان مجاز اشارت
بدان کردہ است و حال حقیقت عالی تر از انست۔ نظم ای عاشق ناز ارجمندان + معشوق نیاز مستمندان +
چشم کرم تو عین ناز ست + نازی کہ درو دو صد نیاز ست۔ وللہ المثل الاعلیٰ تعالیٰ و تقدس و عز و علا
مشائخ طریقت گفتہ اند کہ یکی از نشان ہای بہشت کہ درین دنیا گذاشتہ اند ذوق تملقی ست کہ محبان در مناجات
وقت سحر می یابند اشارت بمشاہدۂ قلبی کہ نمونۂ رویت بصری ست کہ دران عالم خواہد شد اللہم ارزقنا

بروی و تو چرا در وبال می افتی و جزای بدی بہ بدی میدہی پیست بدی را بدی سہل باشد جزا۔ اگر مردی احسن الی من عصاک۔ و ظاہر آنحضرت صلعم اضداد این صفات مذکورہ در ذات آن شخص احساس فرمودہ پس وصیت کردہ بدان واللہ اعلم۔ رواہ ابوداؤد۔ روایت کرد این حدیث را بہ تمام ابوداؤد۔ و روی الترمذی منہ حدیث السلام سورد روایت کردہ است ترمذی از جملۂ این حدیث صدر آن را تا حدیث سلام کہ ابوجری سلام داد بران حضرت صلعم و گفت علیک السلام و نہی کردہ آنحضرت او را از ان و بعد از وی تا آخر حدیث روایت نکردہ۔ و بود در بعضی حواشی نوشتہ اند کہ ترمذی نیز تمام حدیث را روایت کردہ ولیکن بہ لفظی دیگر و آنچہ مذکور ست در کتاب لفظ ابی داؤد ست و فی روایۃ سورد روایتی بجای فانما وبال ذلک علیہ این عبارت آمدہ است۔ فیکون لک اجر ذلک و وبالہ علیہ پس بیاشد مر ترا ثواب آن و می باشد وبال آن بر وی۔ و عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہم ذبحوا شاۃ۔ روایت ست از عائشہ کہ ایشان یعنی اہل بیت آن حضرت صلعم ذبح کردند گوسپندے را۔ فقال النبی پس گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ما بقی منہا۔ چہ چیز باقی ماند از ان گوسپند۔ قالت ما بقی منہا الا کتفہا۔ گفت عایشہ باقی نماند از وی مگر شانۂ وی یعنی ہمہ تحویش کردند و بفقیہ ان دادند و بخانۂ ہمسایہ ہا فرستادند الا کتف کہ در خانہ ماند۔ قال۔ گفت آنحضرت۔ بقی کلہا غیر کتفہا۔ باقی ماند ہمہ شاۃ غیر کتف وی یعنی باقی آنست کہ انچہ بمردم دادید کہ ثواب آن در دار بقا ثابت شدہ و انچہ در خانہ ماند فانی ست چنانکہ در قرآن مجید میفرماید ما عندکم ینفد و ما عند اللہ باق۔ انچہ نزد شماست سپر سر میگردد و انچہ نزد خداست پاینده است۔ رواہ الترمذی و صححہ۔ و عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول۔ گفت ابن عباس شنیدم آن حضرت را کہ می گفت۔ من سلم کسا مسلما قوبا۔ نیست ہیچ مسلمانی کہ بپوشاند مسلمانی را جامہ۔ الا کان فی حفظ اللہ۔ مگر آنکہ باشد آن جامہ پوشاننده در نگاہداشت خدا و پناہ وی و در اکثر نسخ فی حفظ من اللہ۔ ادام علیہ منہ خرقۃ تا آن وقت باقی ماند از ان جامہ پارۂ۔ رواہ احمد و الترمذی۔ و عن عبد اللہ بن مسعود یرفعہ۔ روایت ست از ابن مسعود در حالی کہ رفع میکند حدیث را و میرساند آن را بآن حضرت۔ قال ثلثۃ یحبہم اللہ۔ سہ کس اند کہ دوست میدارد ایشان را خدای تعالی۔ رجل قام من اللیل یتلو کتاب اللہ۔ یکی از ان سہ مرد مردیست کہ برخاست در پارۂ از شب در حالی کہ میخواند قرآن را در نماز یا در غیر نماز و ظاہر اول ست۔ و رجل یتصدق بصدقۃ بیمینہ یخفیہا۔ دوم مردی کہ تصدق میکند بصدقہ بدست راست خود در حالی کہ پنہان میکند آن را۔ اراہ قال۔ گمان میبرم او را کہ گفت۔ من شمالہ یعنی تصدق میکند بدست راست در حالی کہ می پوشد صدقہ را از دست چپ و این مبالغہ است در اخفا۔ و رجل کان فی سریۃ۔ سوم مردیست کہ بودہ است در پارۂ از لشکر۔ فانہزم اصحابہ۔ پس شکست خوردند یاران او۔ فاستقبل العدو۔ پس روی آورد دشمنان دین را و جنگ دفیع نمود۔ رواہ الترمذی و قال ہذا حدیث غیر محفوظ۔ روایت کردہ است این حدیث را ترمذی و گفتہ است کہ این حدیث غیر محفوظ ست و معنی محفوظ در مقدمہ معلوم شد۔ احمد رواتہ ابوبکر بن عیاش کثیر الغلط یکی از راویان این حدیث ابوبکر بن عیاش ست

شرعیت سلام برای آنست کہ مسلم مبادرت می کند مسلم علیہ را بامن وسلامت از جانب وی وتقدیم علیک کہ موضوع برائے
فہرست منافات دارد ومناسب نیست آن را کذا قیل فافہم بازمیگوید جابر بن سلیم - قلت انت رسول اللہ گفتم من
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایا تو رسول خدائی - فقال انا رسول اللہ الذی ان اصابک ضر فدعوتہ کشفہ عنک پس گفت
آن حضرت من پیغمبر خدایم آن خدائی کہ اگر برسد ترا زیانی پس دعا کنی تو او را بکشاید وتو دور کند آن زیان را از تو وتادر
دعوتہ مفتوح ست برائے خطاب وبضم نیز روایت کردہ اند برائے تکلم یعنی اگر بتو زیانی رسد ومن دعا کنم کہ رسول ادیم
دور کند زیان را از تو وہمچنین در مابعد - وان اصابک عام سنۃ فدعوتہ انبتتہا لک - واگر برسد ترا سال قحط پس دعا
کنی تو او را انبرویاند برائے تو - واذا کنت بارض قفر - واگر باشی تو در بیابان مہلکہ - او فلاۃ - یا در دشت شک را دیست
فضلت راحلتک - پس راہ گم کرد شتر تو - فدعوتہ - پس دعا کنی تو او را - ردہا علیک - باز می آرد وی تعالی راحلہ را
بر تو وقفر بتقدیم قاف مفتوحہ بر فاء زمینی کہ در وی آب وگیاہ نبود وفلاۃ بفاء مفازہ وصحرائی فراخ ودر قول آنحضرت
صلعم کہ من رسول خدایم کہ این صفات اوست اشارت ست کہ وی مبعوث ست ووسیلہ رحمت ووا سطہ در افاضۂ خیر
وبرکت از پروردگار عالمیان کہ برآرندۂ حاجات وآسان کنندۂ مشکلات ست باز میگوید جابر بن سلیم - قلت -
گفتم - اعہد الی - امر زکن مرا ونصیحت کن - قال - گفت آن حضرت - لاتسبن احدا - دشنام مدہ ہیچ یکی را -
قال - گفت جابر بن سلیم - فما سببت بعدہ حرا ولا عبدا - پس دشنام نکردم بعد ازان ہیچ کی را نہ آزاد را ونہ بندہ را - ولا بعیرا
ولا شاۃ - ونہ شتر را ونہ گوسفند را یعنی آدمیان را چہ باشد کہ حیوانات را نیز دشنام نکردم چنانکہ عادت عوام می باشد
قال - گفت - آنحضرت - ولا تحقرن شیئا من المعروف - وخوار وخورد مدان ہیچ چیز را از نیکی واحسان کہ کسی با تو کند یا تو
بکسی کنی ہر کہ ہر چہ نیکی با تو کند بزرگ دان وشکر گو وہر چہ از دست تو آید از نیکی بکن وغنیمت دان - وان تکلم اخاک
وانت منبسط الیہ وجہک - وعہد میکنم بسوی تو باین کہ سخن گوئی برادر خود را وحال آنکہ تو باین صفت باشی کہ فراخ
وگشادہ است بسوی آن برادر روی تو - ان ذلک من المعروف - بدرستیکہ آن از جملۂ نیکی واحسان ست
وارفع ازارک الی نصف الساق - وبردار ازار خود را تا نیمۂ ساق - فان ابیت فالی الکعبین پس اگر سرکشی
میکنی از بلند کردن ازار تا نیمۂ ساق ونفس وطبیعت تو برنمیدارد آن را پس بردار تا ہر دو شتالنگ - وایاک
واسبال الازار - ودور دار خود را از فرو ہشتن ازار - فانہا من المخیلۃ - زیرا کہ ازار فرو ہشتہ از جملۂ کبرست -
وان اللہ لایحب المخیلۃ - وبدرستیکہ خدای تعالی دوست نمیدارد کبر را مخیلۃ بفتح میم وکسر خاء وسکون یاء وخال
وخیلاء بضم خاء وفتح یاء ممدودہ کبر واین مسئلہ بالواح آن در کتاب اللباس بیاید انشاء اللہ تعالی - وان امرء شتمک
واگر مردے دشنام دہد ترا - وعیرک بما یعلم فیک - وسرزنش کند ترا بعیبی کہ میداند وجود آن در تو - فلا تعیرہ بما تعلم فیہ
پس سرزنش مکن او را بعیبی کہ میدانی تو وجود آن در وے - فانما وبال ذلک علیہ - زیرا کہ نیست گناہ آن مگر

علیه وسلم من احیی ارضا میتة فله فیها اجر کسیکه زنده گرداند زمین مرده را یعنی زمین افتاده را زراعت کند پس ثابت ست مر او را
دران ثواب و حکم آن در باب احیاء موات بیاید - وما اکلت العافیة منه فهو له صدقة - و هر چیزی که بخورد کسی از حاصل آن زمین پس ثواب آن
مر او راست و عافیه هر طالب رزق از انسان و بهیمه و طائر عافی یکی و عافیت جماعت و در روایتی العرافی نیز آمده - رواه النسائی والدارمی
و در بعضی نسخ رواه الدارمی - وعن البراء - قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من منح منحة لبن - کسیکه عطا کند
عطیه شیر یعنی ناقه یا شاتی و هد بفقیر تا مدتی شیر آن را بخورد و باز رد کند به سوی وی - او ورق - یا عطا کند عطیه نقره
را مثلاً و ورق مشهور بفتح واو و کسر را نام دراهم مضروبه است و مراد قرض دراهم و دنانیر ست و آنرا صفحه نام کرد زیرا که
رد کرده میشود به صاحبش و منحه بمعنی عطای مطلق نیز آید - وهدی زقاقا - یا راه نماید گمراهی را یا کوری را مشتق از
هدایة و زقاق بضم زای معجمه بمعنی کوچه که بخانه رود و بمعنی رسته از خرما که در بساتین نشانند نیز آید برین تقدیر هدی از
هدیه گیرند یعنی تصدق کند و ببخشد رسته درختان خرما را و بر هر تقدیر هدی بتخفیف دال ست و در روایتی به تشدید دال
نیز آمده از برای مبالغه والله اعلم میفرماید که هر که این خیرات کند - کان له مثل عتق رقبة - باشد مر او را مانند آزاد
شدن بنده - رواه الترمذی - وعن ابی جری - بضم جیم و فتح را و تشدید یاء که نام وی جابر بن سلیم - بضم سین
و فتح لام ست و بعضی سلیم بن جابر گفته اند و اول اصح و اشهر ست صحابی ست قلیل الروایة روایت کرده است از وی
محمد بن سیرین - قال اتیت المدینة - گفت آمدم بمدینه - فرأیت رجلا یصدر الناس عن رأیه - پس دیدم مردی را
که باز میگردند مردم از رای وی یعنی هر کاری که پیش آید نزد آن مرد میروند و عرض میکنند و هر چه میفرماید بدان عمل
میکنند چنانکه فرمود - لا یقول شیئا الا صدروا عنه - نمیگوید آن مرد چیزی را و رای نمی زند بدان مگر آنکه اطاعت میکنند
او را و عمل میکنند بدان و اصل صدور بازگشتن ست از آب که تشنه می آیند و سیراب شده باز برمیگردند ضد ورود که فرود
آمدن ست بر آن و صدور بمعنی مطلق بازگشتن نیز آید - قلت من هذا - گفتم من کیست این مرد - قالوا هذا رسول الله -
گفتند که این پیغمبر خداست و فرستاده اوست بخلق برای هدایت ایشان - قال ذهبت وقلت - گفت جابر بن سلیم
رفتم پیش آن حضرت و گفتم - علیک السلام یا رسول الله مرتین - دو بار گفتم این را - قال - گفت آن حضرت - لا تقل
مگو - علیک السلام - زیرا که - علیک السلام تحیة المیت - سلام مرده است که مرده را بدان تحیت مینمایند - قل -
بگو - السلام علیک - که تحیت زنده است و ظاهر این عبارت این ست که چون بزیارت مرده بروند علیک السلام
بگویند نه السلام علیک چنانکه بر زنده میگویند و لیکن تحقیق آن ست که سنت در میت نیز السلام علیک ست بتقدیم
السلام زیرا که ثابت شده است که آن حضرت در زیارت موتی میگفت السلام علیکم پس آنچه اینجا فرموده اند که
علیک السلام تحیة الموتی ست بنا بر عادت مردم در اغلب احوال و وجهش آن ست که زنده رد میکند سلام را
به علیک السلام پس اگر مسلم نیز علیک السلام بگوید تکرار لازم آید بخلاف میت که رد سلام از وی متحقق نیست و نیز

تاخیر جاری باشد۔ وقال۔ وگفت۔ بدہ لام سعد۔ این چاہ برای ام سعد ست و برای اوست ثواب این بروح وی برسد۔ رواہ ابوداؤد والنسائی۔ وعن ابی سعید۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ روایت ست از ابی سعید خدری کہ گفت گفت آن حضرتؐ۔ ایما مسلم کسا مسلما ثوبا علی عری۔ ہر مسلمانی کہ بپوشاند مسلمانی دیگر را جامہ بر برہنگی وعری بضم عین وسکون را بر ہنگی ضد لبس بضم لام۔ کساہ اللہ من خضر الجنۃ۔ بپوشاند او را خدای تعالی از حلہ ہای سبز بہشت وخضر بضم خای وسکون ضاد جمع اخضر تلبیح ست بقول عز وجل عالیہم ثیاب سندس خضر۔ وایما مسلم اطعم مسلما علی جوع اطعمہ اللہ من ثمار الجنۃ۔ وہر مسلمانی کہ بخوراند مسلمان را بر گرسنگی بخوراند او را خدای تعالی از میوہ ہای بہشت۔ وایما مسلم سقا مسلما علی ظما۔ وہر مسلمانی کہ بنوشاند مسلمانی را بر تشنگی فی الصراح ظمار بفتحتین مصدر تشنہ شدن۔ سقاہ اللہ من الرحیق المختوم۔ بنوشاند او را خدای تعالی از شراب پاک خالص صافی کہ مہر کردہ شدہ است ظروف آن از جہت نفاست آن و در قرآن مجید فرمودہ یسقون من رحیق مختوم ختامہ مسک یعنی مہر کردہ اند او را بمشک بجای گل کہ اوانی را بدان مہر میکنند از جہت غایت نفاست یا بعد از خوردن از آن بوی مشک می آید۔ رواہ ابوداؤد والترمذی۔ وعن فاطمۃ بنت قیس۔ صحابیہ قرشیہ از مہاجرات اولی ست قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المال حقا سوی الزکوٰۃ۔ بدرستیکہ در مال حق ست غیر زکوٰۃ یعنی زکوٰۃ مال خود فرض ست البتہ باید داد و غیر زکوٰۃ صدقۂ نفل نیز مستحب ست کہ بباید کرد چنانکہ نماز ورروزہ وحج ہم فرض ست وہم نفل۔ ثم تلا۔ پس خواند آن حضرتؐ برای اثبات وتائید این مطلب این آیت را کہ لیس البر ان تولوا وجوہکم قبل المشرق والمغرب الآیۃ۔ تا آخر آیت وجہ استدلال باین آیت بر ثبوت حق غیر زکوٰۃ در مال آن ست کہ حق تعالیٰ مدح کردہ است او لا مومنان را بدادن مال بہ محبت وی خویشان ویتیمان ومسکینان را بعد ازان مدح کردہ است باقامت صلوٰۃ وایتای زکوٰۃ پس معلوم شد کہ دادن زکوٰۃ غیر دادن مال ست و آن صدقۂ نفل ست رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی۔ وعن بہیسۃ بضم موحدہ وفتح ہا وسکون تحتانیہ وسین مہملہ از صحابیات ست وحدیث وی در بصریان ست عن ابیہا۔ روایت میکند از پدر خود۔ قالت۔ گفت بہیسۃ کہ۔ قال۔ کہ گفت پدر من یا رسول اللہ ما الشیٔ الذی لا یحل منعہ۔ چہ چیز ست کہ روا نیست باز داشتن ونہ دادن کسی را ازان۔ قال الماء۔ گفت آنحضرت آن چیز آب ست کہ منع نمیتوان کرد کسی را ازان چنانچہ کسی را چاہی وجوئی باشد دیگری را ازان منع نباید کرد۔ قال۔ باز گفت۔ یا نبی اللہ ما الشیٔ الذی لا یحل منعہ۔ چہ چیز ست کہ حلال نیست منع وی۔ قال الملح۔ گفت دیگر نمک ست کہ منع آن روا نیست چنانکہ نمک زاری دارد مردم را از گرفتن نمک ازان منع روا نیست و در مسئلہ آب تفصیل ست کہ ذکر آن در باب احیاء الموات و الشرب بیاید انشاء اللہ تعالیٰ و در آنجا آتش را نیز گفتہ کہ منع آن جائز نیست۔ قال۔ باز گفت یا نبی اللہ ما الشیٔ الذی لا یحل منعہ قال۔ گفت آن حضرت۔ ان تفعل الخیر خیر لک۔ کردن تو خیر را بہتر ست مر ترا و این کلمہ جامع ست مر ہمہ خیرات را یعنی بدہ ہر چیز کہ خواہی و ہر چیز کہ دست تو آید و ہیچکس را ازان منع مکن۔ رواہ ابوداؤد۔ وعن جابر۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ

وچہ جزآن وتقدیم کرد طعام را برسلام کہ او خجل ست در نفع و دران حدیث تقدیم کرد سلام را کہ اقرب ست بہ محبت وایتلاف وتخصیص کرد بہ ذکر صلۂ ارحام وصلوٰۃ وقت منام از جہت اعتنا واہتمام - رواہ الترمذی وابن ماجۃ - وعن انس - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الصدقۃ لتطفئ غضب الرب - بدرستیکہ تصدق کردن ہر آینہ میکشد آتش خشم الٰہی را - وتدفع میتۃ السوء - و دور میگرداند مرگ بد را اشارت ست بحصول سلامت وعافیت در دنیا ودین ومبدار وقال ومیتۃ بکسر میم وسکون یا حالت موت ومراد بمیتۃ السوء حالت بدی کہ در وقت موت باشد از انچہ مؤدی بہ کفر وکفران گردد از آلام واوجاع وجزع وفزع وغفلت از ذکر حق وعدم حضور شہادت ایمان وبعد وحجاب از حضرت رحمٰن وگرفتاری وسوسۂ شیطان وغیر آن از انچہ مفضی گردد بسوء خاتمت ودوخامت عاقبت نعوذ باللہ من ذلک وموت فجأت در حالت غیر محمود نیز ازان قبیل ست - رواہ الترمذی - وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل معروف صدقۃ - ہر کار خیر کہ شناختہ شدہ است وجود او در شرع صدقہ است یعنی صدقہ مخصوص بمال نیست - وان من المعروف ان تلقی اخاک بوجہ طلق - وبدرستیکہ از جملہ خیر واحسان ست کہ ملاقات کنی تو برادر خود را ببروی کشادہ طلق بفتح طا وسکون لام بمعنی طلیق چنانکہ در فصل اول در حدیث ابی ذر مذکور بود وان تفرغ من دلوک فی انا ء اخیک - واز جملہ معروف ست کہ بہ ریزی از دولاب خود در آوند برادر خود آب را کہ در دلو تو فاضل ماند در ظرف مسلمانی بریزی مراد ظاہر انیست یا کنایت ست از فضل واحسان - رواہ احمد والترمذی - وعن ابی ذر - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسمک فی وجہ اخیک صدقۃ تبسم کردن تو در روی برادر خود صدقہ است در صراح گفتہ تبسم لب شیرین کردن - وامرک بالمعروف صدقۃ - وامر کردن تو بمعروف صدقہ است - ونہیک عن المنکر صدقۃ - ونہی کردن تو از منکر صدقہ است - وارشادک الرجل فی ارض الضلال لک صدقۃ - وراہ نمودن تو مرد را در زمین گمراہی یعنی در زمینی کہ مردم در وی راہ گم می کنند مر ترا صدقہ است - ونصرک الرجل الردی البصر لک صدقۃ - ویاری دادن تو مرد تباہ بینائی را مر ترا صدقہ است ردارۃ بفتح ومد رو تباہ شدن - واماطتک الحجر والشوک والعظم عن الطریق لک صدقۃ - ودور کردن تو سنگ را وخار را واستخوان را کہ در وی احتمال آزار مردم باشد از راہ مر ترا صدقہ است - وافراغک من دلوک فی دلو اخیک لک صدقۃ - وریختن تو از دلو تو یعنی آب را در دلو برادر خود مر ترا صدقہ است - رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب - وعن سعد بن عبادۃ قال - روایت ست از سعد بن عبادۃ انصاری کہ از مشاہیر صحابہ است ومقبولان درگاہ نبوت بود کہ گفت - یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت بدرستیکہ مادر سعد یعنی مادر من مردہ است فای الصدقۃ افضل پس کدام صدقہ کہ بروح وی کنم فاضل تر وبہتر ست - قال الماء - گفت آن حضرت کہ آب بہترین صدقہ ہاست کہ برای وی چاہ بکنی وتشنگان بدہی - فحفر بیرا - پس بکند سعد بن عبادہ چاہی را بنام مادر خود

را رو بزای صحابی ست مشہور قدیم الاسلام ہمیشہ غزا میکرد بآن حضرت و اوست کشندۂ عبد اللہ بن خطل بخای معجمہ وطای مہملہ مفتوحتین در روز فتح مکہ۔ قال۔ گفت ابو برزہ۔ قلت۔ گفتم من۔ یا نبی اللہ علمنی شیئاً انتفع بہ۔ بیاموزان مرا چیزے از اعمال کہ سود مند شوم بدان۔ قال اعزل الاذی عن طریق المسلمین۔ گفت آن حضرت یکسو کن انچہ آزار کنندہ است از راہ مسلمانان از خار و سنگ و جز آن و بینداختن اذا از راہ در حکم یکسو کردن ست و بتاویل شامل تمامہ دفع آزارہاست از ہر جنس کہ باشد۔ رواہ مسلم و سنذکر حدیث عدی بن حاتم۔ و سرانجام ست کہ ذکر کنیم حدیث عدی بن حاتم طائی را کہ بعد از بدر آمد و مسلمان شد کہ در وی این کلمہ ہست اتقوا النار۔ فی باب علامات النبوۃ۔ در باب علامات النبوۃ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ و این حدیث درازست کہ بآن مناسب تر ست

الفصل الثانی۔ عن عبد اللہ بن سلام قال لما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ جئت۔ عبد اللہ بن سلام کہ از صحابہ کبار ست و از احبار یہود بود گفت ہنگامی کہ قدوم آورد آنحضرت مدینہ را بہجرت از مکہ آمدم من نزد آنحضرت صلعم بتحقیق حال و صحت نبوت وی۔ فلما تبینت وجہہ عرفت ان وجہہ لیس بوجہ کذاب۔ پس ہنگامی کہ دیدم و تامل کردم روی مبارک آن حضرت را شناختم کہ روے وی نیست روی دروغ گوی و تبین یا بطریق تامل و تفرس بود یا بہ علامات مذکورہ در توریت و سیاق حدیث ناظر در معنی اول ست **بیت** در دل ہر امتی کز حق مزہ است ٭ روی داد از پیغمبر معجزہ است ٭ پس در ہمان مجلس ایمان آورد عبد اللہ و یہودیان بروی حسد بردند و براہ عناد رفتند چنانکہ در محلش مذکور ست۔ فکان اول ما قال۔ پس بود نخست چیزے کہ گفت آن حضرت در نصیحت و دعوت مردم این کلام بود۔ یا ایہا الناس افشوا السلام۔ ای آدمیان فاش گردانید سلام گفتن را یا بآن معنی کہ ظاہر گردانید و بلند گوئید چنانکہ مسلم علیہ بشنود یا بمعنی آنکہ عام گردانید بر آشنا و بیگانہ و بگوئید ہر کہ پیش آید از مسلمانان چہ سلام از حقوق اسلام ست نہ از حقوق صحبت و اطعموا الطعام۔ و بخورانید طعام مہمانان را و گدایان را و ہر کہ محتاج باشد بدان۔ وصلوا الارحام۔ و بہ پیوندید رحمہا را باحسان کردن و صحبت داشتن و مخالطت نمودن بخویشان بر قدر رعایت قرب و بعد و رحم خویشی کہ بواسطۂ ولادت باشد و در اصل موضعی ست کہ بچہ دران پیدا میگردد۔ وصلوا باللیل والناس نیام و نماز بگزارید در شب در حالی کہ مردم در خواب باشند کہ این ادخل ست در اخلاص و حضور و جمعیت تدخلوا الجنۃ بسلام۔ این کارہا بہ کنید می در آئید در بہشت بہ سلامت از عذاب و بعد و حجاب و اشارت کرد آنحضرت صلعم باستجماع صفت تواضع و جود و عبادت کہ اصول کمالات بدنی و مالی و لازم و متعدی ست رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی۔ وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعبدوا الرحمن۔ عبادت کنید خدای مہربان را کہ آثار رحمت و مہربانی وی ظاہر و باطن و انفس و آفاق را در گرفتہ است تا شکر نعمتہای او را گزاردہ باشید۔ واطعموا الطعام وافشوا السلام تدخلوا الجنۃ بسلام۔ درین حدیث مطلق عبادت ذکر کرد چہ نماز

چیزے را بہ چیزے در کی بر وزن زکی چاہ - یلہث کاد یقتلہ العطش - در حالی کہ بر می آرد آن سگ زبان خود را از تشنگی نزدیک ست کہ بہ کشد او را تشنگی - فنزعت خفہا - پس بکشید آن زن زاینیہ موزۂ خود را - فاوثقتہ بخمارہا - پس بربست موزہ را بمنجر خود خمار بکسر معجمہ سر پوش زنان - فنزعت لہ من الماء - پس بکشید آن زن برائے آن سگ چیزے از آب کہ سیراب گشت بدان - فغفر لہا بذلک - پس آمرزیدہ شد مر آن زن را بآن عمل کہ آب دادن بہ سگ ست تکلیف بہ آدمی خصوصاً صالح قبل گفتہ شد یعنی صحابہ گفتند بہ طریق استفہام - ان لنا فی البہائم اجرا - بدرستیکہ ما را در احسان کردن بہائم و سیراب کردن آنہا ثواب ست - قال فی کل ذات کبد رطبۃ اجر - گفت آن حضرت در احسان کردن بہر حیوان خداوند جگر تر ثواب ست و جگر تر کنایت ست از حیات زیرا کہ رطوبت لازمۂ حیات ست و بعضی گویند جگر چون تشنہ گردد تر میشود و ہمچنین چون بہ آتش نہادہ شود و بعضی گفتہ اند کہ وصف کرد جگر را بتری باعتبار حصول آن بعد از سیرابی و در روایتے ذات کبد حراء آمدہ یعنی خداوند جگر گرم و گفتہ اند کہ در ذکر کبد رطبہ مبالغہ است چہ ہر گاہ در جگر تر اجر شد در جگر گرم بہ طریق اولی خواہد بود و این حکم مخصوص بغیر موذیات ست مثل مار و کژدم و جز آن - متفق علیہ - وعن ابن عمر و ابی ہریرۃ قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عذبت امرأۃ فی ہرۃ امسکتہا - عذاب کردہ شد زنی از جہت گربہ کہ بستہ نگاہ داشت آن زن گربہ را - حتی ماتت من الجوع - تا آنکہ مرد آن گربہ از گرسنگی - فلم تکن تطعمہا - پس نبود آن زن کہ چیزے بخوراند آن گربہ را - ولا ترسلہا - و نہ بود کہ بگذارد و رہا کند او را - فتاکل من خشاش الارض - پس بخورد گربہ از کرمہا کہ بزمین اند و خشاش بکسر خای معجمہ حشرات زمین انچہ دماغ ندارد و اب بتثلیث خا حشرات زمین و گنجشکہا و مانند آن - متفق علیہ - وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر رجل بغصن شجرۃ ملی ظہر طریق گذشت مردے بہ شاخ درختے کہ بر پشت راہ است و فوق او ست و ظاہر ست بران - فقال - پس گفت آن مرد - ولاخین ہذا بضم ہمزہ و فتح نون و کسر حای مہملہ شدہ از تنحیہ و بسکون نون و تخفیف حا و فتح تحتانیہ و نون ثقیلہ از انجا ہر آینہ یکسو گردانم این شاخ را عن طریق المسلمین - از راہ مسلمان - لا یؤذیہم - تا ایذا نہ کند این شاخ مسلمانرا - فادخل الجنۃ - پس در آورد شد آن مرد در بہشت بہ ہمین نیت کہ کرد یا یکسو ہم گردانید - متفق علیہ - وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رایت یتقلب فی الجنۃ - گفت آنحضرت ہر آینہ تحقیق دیدم من مردے را کہ میگردد و متنعم میگردد در بہشت - فی شجرۃ قطعہا من ظہر الطریق - بجہت درختے کہ بریدہ آن را از ظاہر طریق و فوق آن - کانت تؤذی الناس - بود آن حضرت کہ ازاری کرد مردم را مضمون حدیث اول ست و اینجا تاکید و مبالغہ بیشتر ست کہ آن حضرت او را بچشم مبارک خود دید کہ ہر سو میگردد در بہشت بناز و نعمت و در حدیث سابق نیز نوعے از مبالغہ بود کہ ببریدن شاخی بہ بہشت در آمد چہ جائے تمام درخت - رواہ مسلم - وعن ابی برزۃ - بفتح موحدہ و سکون

یومئذ۔ دران روز۔ وقد زحزح نفسہ عن النار۔ وحال آنکہ دور انداختہ است نفس خود را از آتش دوزخ و در قول وے یومئذ اشارت ست بآن کہ باید کہ ہر روز این کار را بکند تا کفایت شود۔ رواہ مسلم وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بکل تسبیحۃ صدقۃ۔ بدرستیکہ بہر تسبیح صدقہ است۔ وبکل تکبیرۃ صدقۃ۔ وبہر تکبیر صدقہ است۔ وبکل تحمیدۃ صدقۃ وبہر تحمید صدقہ است وبکل تہلیلۃ صدقۃ وبہر تہلیل صدقہ است۔ وامر بالمعروف صدقۃ ونہی عن المنکر صدقۃ۔ وبہر امر معروف صدقہ است وبہر نہی منکر صدقہ است۔ وفی بضع احدکم صدقۃ۔ ودر فرج ہر یکی از شما یعنی جماع کہ بزن یا بداہ خود میکند صدقہ است یعنی ثواب ست وچون در بودن بضع صدقہ محل استبعاد و استفسار بود۔ قالوا گفتند صحابہ یا رسول اللہ ایاتی احدنا شہوتہ۔ آیا بیاید یکی از ما شہوت نفس خود را کہ جماع ست۔ ویکون لہ فیہا اجر۔ و باشد مر او را دران شہوت مزد و ثواب۔ قال ارایتم لو وضعہا فی حرام اکان علیہ فیہ وزر۔ گفت آن حضرت خبر دہید مرا شما کہ اگر نہد یکی شہوت را در حرام آیا میباشد بروی بار گناہ۔ فکذلک اذا وضعہا فی الحلال کان لہ اجر۔ پس ہمچنین وقتیکہ نہد شہوت در حلال باشد مر او را ثواب یعنی اگرچہ جماع در حد ذات خود صدقہ وعبادت نیست ولیکن چون در ضمن آن ادای حق زوجہ ونگاہداشت نفس از حرام ست بحکم نہی نفس از ہر ہوا وکف وی از معصیت متضمن اجر وثواب باشد ولہذا اینجا کلمہ نے آوردہ وگفت فی بضع احدکم صدقۃ بہ خلاف تسبیح وتحمید وامثال آن کہ عین عبادت ست۔ رواہ مسلم۔ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الصدقۃ اللقحۃ الصفی منحۃ۔ نیکو صدقہ است شتر مادۂ زائیدہ کہ شیر دار ست از روی عطیہ لقحہ بکسر لام وفتح تیز آمدہ ناقہ حلوب وآنرا بفتح لام نیز گویند وناقہ بعد از زائیدن تا روز سہ ماہ نام او لقوح ست بعد ازاں لبون وصفی بروزن غنی بسیار شیر دار ومنحہ بکسر میم وسکون نون در اصل بمعنی عطیہ است وغالب اطلاق او بر ناقہ وشاۃ ست کہ محتاجی را بہ عاریت دہند تا از شیر وے منتفع گردد وبعد از قضای حاجت بمالکش باز دہد واین در اہل خیر از عرب متعارف بود وآن حضرت صلعم آن را مدح کردہ وستودہ۔ والشاۃ الصفی منحۃ ونیز صدقہ است گوسپند بسیار شیر دار از روی منحہ۔ تغدو بإناء وتروح بإناء۔ بامداد میکند بآوندی شیر وشبانگاہ میکند بآوندی دیگر یعنی بگاہ وبیگاہ شیر میدہد وبدان منتفع میشوند متعلق بمنحۃ وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلم یغرس غرسا یا یزرع زرعا۔ نیست ہیچ مسلمانی کہ بنشاند درختی را۔ او بزرع زرعا۔ یا بکارد کشتی را۔ فیاکل منہ انسان او طیر او بہیمۃ۔ پس بخورد از ان آدمی یا پرندہ یا چارپائے الا کانت لہ صدقۃ۔ مگر آنکہ باشد مر او را صدقہ وصدقہ برفع ونصب ہر دو روایت ست متفق علیہ۔ وفی روایۃ لمسلم عن جابر۔ ودر روایتے مر مسلم را از جابر آمدہ کہ۔ وما سرق منہ لہ صدقۃ۔ وانچہ دزدیدہ شد از ان نیز مر او را صدقہ است وعن ابی ہریرۃ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غفر لامرأۃ مومسۃ بکلب علی راس رکی آمرزیدہ شد مر زنی زانیہ را کہ گذشت بہ سگے بر سر چاہے ومومسہ بضم میم اولی وکسر ثانیہ بمعنی زانیہ از ومس بمعنی امساک یعنی در ما بدست

آن عمل را که نفع رساند خود را و تصدق کند بر غیر - او لم یفعل - شک راوی ست و معنی همان ست که نتواند کرد - قال - گفت
آن حضرت - فیعین ذا الحاجة الملهوفة - پس یاری دهد خداوند حاجت اندوهگین ستم زده دادخواه را - قالوا فان لم یفعله
گفتند پس اگر نتواند اعانت کرد ملهوف را و در بعضی نسخ فان لم یستطع - قال فیامر بالخیر - گفت آن حضرت پس امر کند
مردم را به نیکی - قالوا فان لم یفعل - گفتند پس اگر نه کند و نتواند کرد امر بخیر - قال فیمسک عن الشر - گفت پس باز دارد
خود را از رسانیدن شر بمردم چنانکه گفته اند مصرع مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان * فانه له صدقة - پس بدرستیکه امساک
از شر مر او را صدقه و خیر ست خصوصاً که قدرت داشته باشد بر شر - متفق علیه - وعن ابی هریرة قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم کل سلامی من الناس علیه صدقة - هر بند استخوان که از آدمی ست بر وی یعنی بمقابله وی صدقه است
و سلامی بضم سین و تخفیف لام بمعنی عضو و بمعنی استخوان و بمعنی بند استخوان گفته اند و قول اخیر مختار تر ست و در تن آدمی
سه صد و شصت بند ست چنانکه در حدیث آینده بیاید و چون در پیدایش آنها حکمتهاے بالغه و نعمتهاے عظیمه است
شکرانه آن صدقه لازم باشد - کل یوم تطلع فیه الشمس - هر روزی که بر آید در وی آفتاب بعد از ان بیان میکند
که صدقه مخصوص بانفاق مال نیست - یعدل بین الاثنین صدقة - عدل کردن میان دو کس و داد مظلوم از ظالم
ستدن صدقه است - ویعین الرجل علی دابته - و یاری دادن مرد را بر دابه وی - فیحمل علیها - پس بردارد او را
بر دابه - او یرفع علیها متاعه صدقة - یا بردارد بر دابه او رخت او را صدقه است - والکلمة الطیبة صدقة - و سخنی پاک
که در وی ثواب باشد - یا سخن نرم که به سائل گوید صدقه است - وکل خطوة یخطوها الی الصلوة صدقة - و هر گامی که بزند
آن را به سوے نماز صدقه است و خطوه بضم گام و بفتح یکبار گام زدن - ویمیط الاذی عن الطریق صدقة - و دور کردن
آنچه آزار کند مردم را مثل خار و سنگ و پلیدی از راه صدقه است - متفق علیه - وعن عائشة رضی الله عنها قالت
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خلق کل انسان من بنی آدم علی ستین وثلثمائة مفصل - پیدا کرده شده است
هر شخص از اولاد آدم عم بر سه صد و شصت بند - فمن کبر الله - پس کسیکه تکبیر بگوید مر خدا را و بگوید الله اکبر
وحمد الله - و ستایش بکند خدا را بالحمد لله - وهلل الله - و تهلیل کند بلا اله الا الله - وسبح الله - و بپاکی یاد کند
خدا را به سبحان الله - واستغفر الله - و طلب آمرزش گناهان کند از خدا و گوید استغفر الله یا اللهم اغفر لی
او عزل حجرا عن طریق الناس - یا یکسو افگند و دور کند سنگی را از راه مردم - او شوکة - یا خارے را - او عظما - یا
استخوان را که ایذا کند ایشان را - او امر معروف او نهی عن منکر - یا امر کند به مشروع که شناخته میشود وجود او
در شرع و نهی کند از نامشروع که شناخته نمیشود - عدد تلک الستین والثلثمائة - به گوید و بکشد این اقوال و افعال
را همه یا بعضی به شمار آن سه صد و شصت بند خصوصاً از امر معروف و نهی منکر که آن اقوال و افعال همه یک طرف و این دو یک طرف
فانه یمشی - بفتح یا و شین معجمه یعنی راه می رود و در روایتی یمسی بضم یا و سکون میم و سین مهمله یعنی شام می کند

روزہ دار - قال ابو بکر انا - گفت ابو بکر صدیق من صبح کردہ ام امروز روزہ دار - قال فمن تبع منکم الیوم جنازۃ - گفت آنحضرت عم پس کیست کہ پیروی کردہ است از شما امروز جنازہ را و نماز گزاردہ است بروی و دنبال وی رفتہ - قال ابو بکر انا قال - گفت آنحضرت فمن اطعم منکم الیوم مسکینا - پس کیست کہ طعام خوراندہ از شما امروز مسکینی را - قال ابو بکر انا قال فمن عاد منکم الیوم مریضا - پس کیست کہ پرسیدہ از شما بیمارے را امروز - قال ابو بکر انا فقال رسول اللہ - پس گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمعن فی امرئ الا دخل الجنۃ - جمع نہ شوند این چہار چیز یعنی در یک روز بیچ مردے مگر آنکہ در آید در بہشت - رواہ مسلم - و ازین حدیث معلوم شد کہ منعی نیست از انا گفتن و اثبات فضیلت برای خود بہ قصد طلب ثواب و طمع دران کردن و آنکہ بعضی صوفیہ منع کردہ اند و گفتہ اند کہ درویش را کہ انا بر زبان رود مقید بآن خواہد بود کہ بر قصد تکبر و دعوی ہستی و انانیت باشد و الا وقوع آن در کتاب سنت و آثار بیشتر ازان ست کہ احصا کردہ شود پس منع ازان چہ صورت دارد و قول صدیق اکبر و تقریر حضرت پیغمبر صلعم این را بحث آن بس ست و شیخ تورپشتی درین باب بسط کردہ و طیبی آن را نقل کردہ است و عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا نساء المسلمات لا تحقرن جارۃ لجارتہا - ای زنان مسلمانان باید کہ خوار و خرد نشمرید زنی را کہ ہمسایہ است ہدیہ و تصدق را برای زنی دیگر کہ ہمسایہ اوست ولو فرسن شاۃ - اگرچہ باشد ہم گوسفند فرسن بکسر فا و سکون را و کسر سین و نون در آخر بر وزن زبرج خف بعیر و گاہی در شاۃ نیز اطلاق می کنند و اکثر در شاۃ طلف میگویند چنانکہ سم اسپ و خر را حافر می نامند و این معنی لا ینفع بہ است کہ ہدیہ و تصدق درویش نمیرود و ذکر وی برای مبالغہ است و در حدیث دیگر آمدہ است ولو بطلف محرق اگرچہ ہم سوختہ بود و این نہی احتمال دارد کہ برای زنی باشد کہ ہدیہ وی فرستند بہ ہمسایہ یا برای زنی باشد کہ او را دادہ میشود و فرستادہ میشود برای وی و تخصیص بہ زن بجہت آن ست کہ کفران و سخط در طبیعت زنان بیشتر ست متفق علیہ - وعن جابر و حذیفۃ - قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل معروف صدقۃ - روایت ست از جابرؓ و حذیفہ کہ گفتند گفت آن حضرت ہر کار نیک کہ در وی خیر و تقرب بہ درگاہ الٰہی ست و معروف ست در شرع و منکر نیست خواہ عطای مال باشد یا سخنی نرم در روے کشادہ کہ از روے دلی بیاساید و خاطری شاد گردد صدقہ است و صدقہ مخصوص بہ مال نیست متفق علیہ - وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحقرن - بفتح تا و سکون حا - من المعروف شیئا - خرد و خوار مپندارید نیکی را ہیچ چیزے و لو ان تلقی اخاک بوجہ طلیق - و اگرچہ باشد آن معروف پیش آمدن تو برادر خود را بروے کشادہ و خوی خوش - رواہ مسلم - وعن ابی موسی الاشعری - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی کل مسلم صدقۃ - لازم ست بر ہر مسلمان تصدق کردن - قالوا - گفتند صحابہ - فان لم یجد - پس اگر نیابد چیزے کہ تصدق کند چہ کار کند - قال فلیعمل بیدیہ - گفت آن حضرت پس اگر حاضر نباشد چیزے پس باید کہ کار بکند بہر دو دست خود کہ حاصل شود ازان چیزے - فینفع نفسہ و یتصدق - پس بہرہ رساند ذات خود را و تصدق کند بانچہ فاضل ماند - قالوا فان لم یستطع - گفتند پس اگر نتواند کرد

صدقہ را وافزون میکند برائے صاحبش۔ کما یربی احدکم فلوہ۔ چنانکہ پرورش میکند یکی از شما کرۂ اسپ خود را حتی تکون مثل الجبل۔ تا آنکہ میباشد آن صدقہ مانند کوہ فلو بکسر فاو بروزن عدو وسمو کرۂ اسپ چون از شیر باز داشتہ شود تا یک سالہ شود متفق علیہ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نقصت صدقۃ من مال کم نہ کند ہیچ صدقہ چیزی را از مال یعنی بصورت اگرچہ صدقہ سبب نقصان مال ست اما در معنی موجب تمام وکمال ست بحصول مزید برکت ودفع آفات وترتب اجر وثواب۔ وما زاد اللہ عبدا بالعفو الا عزا۔ وزیادت نہ گرداند خدای تعالی ہیچ بندہ را بسبب عفو کردن وے از کسی کہ جرمی کرد یا بدی اندیشید بوے مگر عزت در دنیا وآخرت یعنی عفو وترک انتقام اگرچہ بظاہر در صورت خواری وزبونی نماید اما در حقیقت موجب عزت وغلبہ است بزرگی گفتہ است کہ ہیچ انتقام برابر عفو نیست۔ وما تواضع احد للہ الا رفعہ اللہ۔ وفروتنی نہ کند ہیچ یکی برای خدا مگر آنکہ بلند گرداند قدر او را خدای تعالی ودر حدیث دلیل ست برآنکہ اعتبار حقیقت راست نہ ظاہر را ومعتبر معنی ست نہ صورت۔ رواہ مسلم۔ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من انفق زوجین من شیء من الاشیاء فی سبیل اللہ۔ کسیکہ انفاق کند دو چیز را از چیزہا در راہ خدا چنانکہ دو درہم ودو دینار ودو جامہ ودو اسپ وبعضی گفتہ اند دو خنبس را مثل درہم ودینار ودرہم وجامہ وحدیث ابی ذر کہ در فصل ثالث بیاید صریح ست در معنی اول وبعضی گفتہ اند کہ مراد تکرار انفاق ست زیرا کہ چون یکبار مثلا درہم انفاق نمودہ بار دیگر نیز کرد انفاق زوجین شد واین معنی خالی از بعدی نیست۔ دعی من ابواب الجنۃ۔ خواندہ میشود آن کس از درہای بہشت۔ وللجنۃ ابواب۔ ومر بہشت را درہاست متعدد بعدد اعمال خیر۔ فمن کان من اہل الصلوٰۃ۔ پس کسیکہ باشد از اہل نماز یعنی آنکہ غالب ست بروی نماز۔ دعی من باب الصلوٰۃ خواندہ میشود از در بہشت کہ مخصوص باہل نماز ست۔ ومن کان من اہل الجہاد دعی من باب الجہاد۔ وکسیکہ باشد از اہل جہاد وکارزار با کافران کردن خواندہ میشود از در جہاد۔ ومن کان من اہل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ۔ وکسیکہ باشد از اہل صدقہ خواندہ میشود از در صدقہ۔ ومن کان من اہل الصیام دعی من باب الریان۔ وکسیکہ باشد از اہل روزہ خواندہ میشود از در ریان بفتح راء وتشدید تحتانیہ مشتق از ری بکسر را یعنی سیرابی نام دریست از درہای بہشت کہ مخصوص اند بر آمدن از آن در روزہ داران۔ فقال ابو بکر ما علی من دعی من تلک الابواب من ضرورۃ۔ پس گفت ابو بکر صدیق نیست بر کسیکہ خواندہ میشود از درہا ضرورتے یعنی ہیچ ضرورتی نیست کہ کسی از ہمہ درہا خواندہ شود زیرا کہ اگر از یک در خواندہ شود مراد کہ در آمدن بہشت ست حاصل ست وباوجود آنکہ از ہر در خواندن ضرور نیست۔ فہل یدعی احد من تلک الابواب کلہا۔ پس آیا خواندہ میشود ہیچ یکی از ہمہ درہا۔ قال نعم۔ گفت آن حضرت آری ہست کسیکہ خواندہ میشود از ہمہ درہا۔ وارجو ان تکون منہم۔ وامید میدارم کہ باشی تو ای ابو بکر از آن کسان کہ خواندہ میشود از ہمہ درہا زیرا کہ تو مجمع انواع خیرات وبیرات واقسام حسنات متفق علیہ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصبح منکم الیوم صائما۔ پرسید آن حضرت از صحابہ کہ صبح کردہ از شما امروز

صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی بلال وعندہ صبرۃ من تمر۔ روایت ست از ابی ہریرۃ کہ آن حضرت درآمد بر بلال ونزد بلال تودہ بود از خرمای خشک۔ فقال ماہذا یا بلال۔ پس گفت آنحضرت بطریق تعجب وانکار چیست این تمر یا بلال۔ قال شیء ادخرتہ لغد۔ گفت بلال این چیزی ست کہ ذخیرہ کردہ ام ونگاہ داشتہ ام آن را برای فردا۔ فقال اما تخشی ان تری لہ غدا بخارا فی نار جہنم یوم القیمۃ۔ پس گفت آن حضرت ایا نمی ترسی کہ ببینی مر این تمر را فردا تف در آتش دوزخ روز قیامت یعنی برسد اثر آن بتو می گویند رسید او را از بخار وے یعنی رسید اثر وی۔ انفق یا بلال ولا تخش من ذی العرش اقلالا خرج کن اے بلال ومترس از خداوند عرش کم کردن ودرویش شدن را یعنی انفاق کن واز درویشی مترس کہ قادری کہ عرش عظیم را پیدا کردہ وبرپا میدارد روزی تو البتہ خواہد رسانید واین ارشاد ست بہ مقام توکل واعتماد بر حق سبحانہ وتعالیٰ

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السخاء شجرۃ فی الجنۃ۔ جوان مردی درختیست در بہشت یعنی مانند درختیست خداوند شاخہا ہر کہ بہ پیوندد بہ طرفے از وی درآید در بہشت چنانکہ فرمود۔ فمن کان سخیا اخذ بغصن منہا۔ پس ہر کہ سخی ست گرفتہ است شاخی را از آن درخت۔ فلم یترکہ الغصن حتی یدخلہ الجنۃ۔ پس نمیگزارد آن شاخ او را تا آنکہ می درآرد او را در بہشت والشح شجرۃ فی النار۔ وبخل درختیست در دوزخ۔ فمن کان شحیحا اخذ بغصن منہا۔ پس ہر کہ بخیل ست گرفتہ است شاخی را از آن درخت۔ فلم یترکہ الغصن حتی یدخلہ النار۔ پس نمیگذارد او را آن شاخ تا آنکہ می درآرد او را در دوزخ۔ رواہما روایت کردہ است این دو حدیث را۔ البیہقی فی شعب الایمان۔ وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادروا بالصدقۃ فان البلاء لا یتخطاہا۔ شتابی کنید بہ صدقہ زیرا کہ بدرستیکہ بلا تجاوز نمی کند صدقہ را ونمی گذرد از وی بلکہ مے ایستد ودفع میشود۔ رواہ رزین

باب فضل الصدقۃ

این نیز احتمال حمل بر صدقات نافلہ دارد چنانکہ غالب در اطلاقات آن ست وبر آنچہ شامل فرض ونفل باشد وتسمیہ آن بہ صدقہ از جہت دلالت اوست بر صدق صاحب وی در دعوی صحت ایمان چنانکہ تسمیہ زکوٰۃ بجہت آن ست کہ وی تزکیہ می کند صاحبش را وشہادت میدہد بہ صحت ایمان وی وکمال وی ووجوہ دیگر نیز گذشت

الفصل الاول عن ابی ہریرۃ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تصدق بعدل تمرۃ۔ کسیکہ تصدق کند بہ مقدار چیزیکہ برابر ست قیمت تمر را وعدل بہ فتح مثل شیء در قیمت وبکسر مثل در منظر وبعضی گفتہ بفتح آنچہ عدیل شیء بود از غیر جنس وبکسر از جنس وبر ہر تقدیر میفرماید ہر کہ تصدق کند مقدار تمرہ من کسب طیب۔ از کسب پاک وکسب ورزیدن وگرد آوردن ومراد مالی ست کہ گرد آوردہ است آن را از وجہ حلال۔ ولا یقبل اللہ الا الطیب۔ ونمی پذیرد خداے تعالیٰ مگر پاک را چنانکہ در حدیث دیگر آمدہ است ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا۔ فان اللہ یتقبلہا بیمینہ۔ پس بدرستیکہ خدای تعالیٰ می پذیرد آن را بدست راست خود۔ ثم یربیہا لصاحبہا۔ پستر پرورش می کند آن

ثلث مراق گفت ابوذر سہ بار این سخن را۔ قال نعم۔ گفت عثمان آری شنیدہ ام ابوذر رضا از فقرای صحابہ وزہاد ایشان بود و مذہب او ترک کل و اختیار تجرید و عدم ادخار بود و مسئلہ شرعی آن ست کہ ہر چہ مالی ادا کردہ شود زکوٰۃ آن کنز نیست و ہر ان وعید نہ لاسیما وقتی کہ صلہ کند و روے حقوق از صدقات نافلہ و نزاع وی درین مسئلہ بامعاویہ در شام در زمان عثمان مشہور و مذکور ست۔ رواہ احمد۔ وعن عقبۃ بن الحارث۔ صحابی قرشی نوفلی ست اسلام آورد در روز فتح مکہ۔ قال صلیت وراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ العصر۔ گفت عقبہ گزاردم من پس آن حضرت در مدینہ نماز عصر را فسلم ثم قام مسرعا۔ پس سلام داد آن حضرت پس برخاست و شتابان تخطی رقاب الناس پس در گذشت گردنہای مردم را۔ الی بعض حجر نسائہ۔ ورفت بسوی بعضی حجرہای زنان خود۔ ففزع الناس من سرعتہ۔ پس ترسیدند مردم از شتابی آن حضرت کہ چہ واقع شدہ ست کہ این ہمہ تیز رفت۔ فخرج علیہم۔ پس بیرون آمد آن حضرت از خانہ بر صحابہ۔ فرای انہم قد عجبوا من سرعتہ۔ پس دید کہ ایشان بہ تحقیق تعجب کردہ اند از شتابی وے قال ذکرت شیئا من تبر عندنا۔ گفت یاد کردم چیزے را از زر ری کہ نزد ما بود تبر بکسر تاء و سکون باء زر خالص بی مہر۔ فکرہت ان یحبسنی۔ پس مکروہ پنداشتم کہ منع کند مرا از مقام قرب و مشغول گرداند بماسوے۔ فامرت بقسمتہ۔ پس امر کردم من بہ قسمت کردن آن و از نیجا معلوم میشود کہ التفات بماسوے مقربان را مشغول میگرداند و از علو مقام قرب فرود می آرد با آنکہ این ہمہ برائے تعلیم و تنبیہ امت ست۔ رواہ البخاری وفی روایۃ لہ۔ و در روایتے مر بخاری را این چنین امدہ کہ۔ قال۔ گفت۔ کنت خلفت فی البیت تبرا من صدقۃ۔ بودم من کہ پس گذاشتہ ام در خانہ زری از صدقہ۔ فکرہت ان ابیتہ۔ پس مکروہ پنداشتم کہ بگذارم آن را کہ شب در آید بروے۔ وعن عائشۃ۔ رضی اللہ عنہا انہا قالت کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندی فی مرضہ ستۃ و نانیر او سبعۃ۔ روایت ست از عائشہ کہ وے گفت بود مر آن حضرت را نزد من در بیمارے وی شش دینار یا ہفت۔ فامرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان افرقہا۔ پس امر کردم مرا آن حضرت کہ تفریق کنم آن دینار ہا را یعنی ہر جا بہ ہم و تفریق بمعنی جدا کردن فشغلنی وجع نبی اللہ۔ پس باز داشت مرا یعنی از تفریق کردن درد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ و فرصت نہ شد کہ بدہم۔ ثم سارنی عنہا ما فعلت الستۃ او السبعۃ۔ پس سوال کرد آن حضرت مرا کہ چہ شد آن شش دینار یا ہفت دینار و چیست حال ان خرج کردی آنہا را یا نہ۔ قالت لا۔ گفت عائشہ خرج نکردہ ام۔ واللہ لقد کان شغلنی وجعک۔ بخدا سوگند بہ تحقیق باز داشت مرا از خرج آن درد تو۔ فدعا بہا۔ پس طلبید آن دنانیر را ثم وضعہا فی کفہ۔ پس نہاد آن را در کف دست خود۔ فقال ما ظن نبی اللہ۔ پس گفت چیست گمان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ لو لقی اللہ عز وجل وہذہ عندہ۔ اگر ملاقات میکرد خدا را در حالی کہ این دینار ہا در دست اوست یعنی بدون آنہا در دست منافی مقام نبوت ست۔ رواہ احمد۔ وعن ابی ہریرۃ ان النبی

را در خانہ فی الصراح خادم چاکر مرد باشد یا زن۔ لعل النبی۔ شاید کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یاکلہ۔ بخورد آن را۔ فوضعتہ فی
کوۃ البیت۔ پس نہاد خادم آن را در طاقچہ خانہ۔ وجاء سائل فقام علی الباب۔ وآمد فقیرے سوال کنندہ پس استاد بر در
فقال تصدقوا بارک اللہ فیکم۔ پس گفت سائل تصدق کنید برکت کناد خدا در شما۔ فقالوا بارک اللہ فیک۔ پس گفت
اہل خانہ مر سائل را برکت کناد خدا در تو واین رد سائل ست بالطف چنانکہ الآن می گویند یفتح اللہ۔ فذہب السائل
پس رفت سائل۔ فدخل النبی۔ پس در آمد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یعنی در خانہ۔ فقال یا ام سلمۃ ہل عندکم شیء اطعمہ
پس گفت آن حضرت ای ام سلمہ آیا ہست نزد شما چیزے کہ بخورم آن را۔ فقالت نعم۔ پس گفت ام سلمہ آری ہست
چیزے قالت للخادم اذہبی فاتی رسول اللہ۔ گفت ام سلمہ مر داہ را برو وبیار نزد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بذلک اللحم
آن گوشت را کہ در طاقچہ نہادہ بودی فاتی بہ سکون ہمزہ وکسر تاء وجزم یاء۔ فذہبت فلم تجد فی الکوۃ الا قطعۃ مروۃ۔ پس رفت
داہ پس نیافت در طاقچہ مگر سنگ پارہ را ومروہ سنگ سفید براق وبعضی گفتہ اند سنگی کہ از وی آتش بجہد یعنی سنگ چقمق
فقال النبی۔ پس گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فان ذلک اللحم عاد مروۃ۔ بدرستیکہ آن گوشت گشت سنگ۔ لما لم تعطوہ السائل
از جہت نہ دادن شما آن را سائل را۔ رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ۔ وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بشر الناس منزلا۔ گفت آن حضرت آیا خبر ندہم شما را بہ بدترین مردم از روی مرتبت ومنزلت
قیل نعم۔ گفتہ شد آری خبر دہ۔ قال الذی یسال باللہ ولا یعطی بہ۔ گفت آن کسیکہ سوال کردہ شود بنام خداوند بنام
خدا گفت طیبی این مشکل ست مگر آن کہ تہمت کند سائل را بعدم استحقاق وگفتم من یا باشد مسؤل عنہ محتاج در نفس خود
یا برای عیال خود ونباشد او را جز آنچہ در دست دارد واللہ اعلم۔ رواہ احمد۔ وعن ابی ذر انہ استاذن علی عثمان
روایت ست از ابی ذر کہ وی طلب اذن در آمدن کرد بر امیر المومنین عثمان۔ فاذن لہ۔ پس اذن کرد عثمان مر ابی ذر را
بی ذر وبیدہ عصاہ۔ ودر دست ابی ذر عصای او بود وکعب احبار نیز در آنجا حاضر بود۔ فقال عثمان یا کعب ان
عبد الرحمن توفی۔ پس گفت عثمان ای کعب بدرستی عبد الرحمن وفات یافت۔ وترک مالا۔ وگذاشت مالی عظیم را۔ فما تری فیہ
پس چہ می بینی وچہ اعتقاد داری تو در حق وی کہ از کثرت مال وجمع آن وبالی بر وی خواہد بود۔ فقال ان کان یصل فی
حق اللہ فلا باس علیہ۔ پس گفت کعب اگر بود عبد الرحمن کہ می پیوست ومیداد در آن مال حق خدا را پس ہیچ باکی نیست
بر وے۔ فرفع ابو ذر عصاہ۔ پس برداشت ابو ذر عصای خود را۔ فضرب کعبا۔ پس زد کعب را۔ وقال سمعت رسول اللہ
وگفت شنیدم پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم یقول۔ میگفت۔ ما احب لو ان لی ہذا الجبل ذہبا فانفقہ ویتقبل منی۔
دوست نمیدارم من کہ اگر باشد مرا این کوہ طلا کہ انفاق کنم آن را در راہ خدا با وجود آنکہ قبول کردہ شود از من ودرین
مبالغہ است یعنی با وجود آنکہ قبول درگاہ افتد ولیکن دوست نمیدارم کہ۔ اذر خلفی منہ ست اواق۔ بگذارم پس خود
از آن ذہب شش اوقیہ۔ انشدک باللہ یا عثمان اسمعتہ۔ سوگند میدہم ترا بہ خدای تعالی ای عثمان آیا شنیدی تو آن را

جماعت کثیرہ دارم کہ بآنہا چیزے می باید داد نوبت بتو کی رسد۔ فقال انہ کانی اعرفک۔ پس گفت فرشتہ بدرستیکہ شان این ست کہ گویا من ترا می شناسم۔ الم تکن ابرص یقذرک الناس فقیرا۔ آیا نبودی تو ابرص کہ پلید و مکروہ میداشتند ترا مردم فقیر کہ مالی باخود نداشتی۔ فاعطاک اللہ۔ پس داد ترا خدای تعالی صحت و مال۔ فقال انما ورثت ہذا المال کابرا عن پس گفت دادہ نہ شدم من این مال مگر بمیراث از اباعن جد۔ فقال ان کنت کاذبا فصیرک اللہ الی ما کنت پس گفت فرشتہ اگر ہستی تو دروغ گو پس بگرداند ترا خدای تعالی باز گردندہ بہ سوی حالی کہ بودی تو یعنی ابرص فقیر۔ قال۔ گفت آنحضرت وآتی الاقرع فی صورتہ۔ و آمد آن فرشتہ اقرع را در ہمان صورت کہ نخست آمدہ بود۔ فقال لہ مثل ما قال لہذا پس گفت فرشتہ مر آن اقرع را مانند انچہ گفتہ بود مر این ابرص را۔ ورد علیہ مثل ما رد علی ہذا۔ و جواب داد ورد کردہ بروی مانند انچہ رد کردہ بود بر ین۔ فقال ان کنت کاذبا فصیرک اللہ الی ما کنت قال۔ گفت آن حضرت وآتی الاعمی فی صورتہ فی ہیئتہ فقال رجل مسکین وابن سبیل۔ پس گفت من مردے مسکینم و مسافرم۔ انقطعت بی الحبال فی سفری فلا بلاغ لی الیوم الا باللہ ثم بک اسالک بالذی رد علیک بصرک شاۃ۔ سوال میکنم از تو بآن خدای کہ باز گردانید بر تو بینائی ترا گوسفندی تبلیغ بہائی سفری فقال۔ پس گفت آن مرد اعمی بہ طریق شکر و اظہار نعمت و شکرانہ آن۔ وکنت اعمی۔ و بتحقیق بودم من کور فرد اللہ الی بصری۔ پس باز گردانید خدای تعالی بہ سوی من بینائی مرا۔ فخذ ما شئت ودع ما شئت۔ پس بگیر ہر چہ میخواہی از گوسفندان و بگذار انچہ میخواہی۔ فواللہ لا اجہدک الیوم شیئا اخذتہ للہ۔ پس بخدا سوگند منع نمیکنم تو در مشقت نمی اندازم ترا امروز بہ چیزے کہ بگیری تو آنرا برای خدا و اجہدک بضم ہمزہ و کسر ہا و فتح ہمزہ و ہا از جہد یعنی طاقت و مشقت۔ فقال۔ پس گفت فرشتہ۔ امسک مالک۔ نگاہدار مال خود را فانما ابتلیتم۔ جز این نیست کہ ابتلا کردہ شدہ آید شما سہ کس تا صادق از کاذب و مخلص از منافق پیدا آید و شاکر از کافر۔ فقد رضی عنک و سخط علی صاحبیک۔ پس بہ تحقیق خشنود شد یعنی پروردگار تعالی از تو و ناخشنود شد و خشم گرفت بران دو یار تو و رضی و سخط ہر دو بلفظ مجہول نیز بروایت ست متفق علیہ

وعن ام مجید۔ بضم باو فتح جیم نام او حواست صحابیہ انصاریہ بنت یزید بن السکن اخت اسماء بنت یزید بن السکن۔ قالت قلت۔ گفت گفتم۔ یا رسول اللہ ان المسکین لیقف علی بابی۔ بدرستیکہ مسکین ہر آئینہ می ایستد بر در من۔ حتی استحی تا آنکہ شرم میدارم من۔ فلا اجد فی بیتی ما ادفع فی یدہ۔ پس نمی یابم در خانہ خود چیزے کہ بنہم آن را در دست وی۔ فقال رسول اللہ۔ پس گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ادفعی فی یدہ ولو ظلفا محرقا۔ بدہ و بنہ در دست وی اگر چہ سم سوختہ باشد وظلف بکسر ظا و سم شگافتہ چون سم گاو و گوسپند و امثال آن یعنی شئی محقر لا ینتفع بہ و مقصود مبالغہ است۔ رواہ احمد و ابو داؤد والترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح۔ وعن مولی العثمان قال اہدی لام سلمۃ بضتہ من لحم۔ روایت ست از مولی کہ مر عثمان را بود گفت فرستادہ شد مر ام سلمہ را گوشت پارۂ۔ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ اللحم۔ و بود آن حضرت کہ خوش آمد او را گوشت۔ فقالت للخادم ضعی فی البیت۔ پس گفت ام سلمہ مر وا را کہ بنہ آن گوشت

از من این چیزے کہ بہ تحقیق مکروہ پنداشتہ اند مرا مردم - قال - گفت آنحضرت - فمسحہ فذہب عنہ - پس مسح کرد فرشتہ او را پس
رفت از وی کلی - قال - گفت فاعطی شعرا حسنا - پس دادہ شد موی نیک - قال فای المال احب الیک - گفت فرشتہ پس
کدام مال محبوب ترست بہ سوی تو - قال البقر - گفت بقر - فاعطی بقرۃ حاملا - پس دادہ شد او را گاوی بار دار و حاملہ نگفت
از جہت بودن وی از صفات مختصہ بنساء و در وے تذکیر و تانیث ہر دو جائز ست - قال - دعا کرد فرشتہ و گفت - بارک اللہ
لک فیہا - برکت دہاد خدای تعالی و افزون گرداناد ترا درین کار - قال - گفت آن حضرت - فاتی الاعمی - پس آمد آن
فرشتہ آن کور را فقال ای شیء احب الیک - پس گفت کدام چیز محبوب ترست بہ سوی تو - قال ان یرد اللہ الی بصری
گفت این کہ باز گرداند خدای تعالی بہ سوی من بینائی مرا - فابصر بہ الناس - پس ببینم بوی مردم را - قال فمسحہ فرد اللہ
علیہ بصرہ - پس مسح کرد فرشتہ او را پس باز گردانید خدای تعالی بروی بینائی او را - قال فای المال احب الیک -
گفت پس کدام مال محبوب ترست بہ سوی تو - قال الغنم - گفت گوسپندان محبوب تراند نزد من - فاعطی شاۃ والدا -
پس دادہ شد گوسپندان زائیدہ این نیز مثل حامل ست در جواز ترک تا - فانتج ہذان - پس انتاج کردند این دو یعنی
صاحب ابل و صاحب بقر و تحقیق لفظ انتج در موضع دیگر کردہ شدہ است - وولد ہذا - و تولید کرد این یعنی صاحب غنم
و انتاج و تولید بیک معنی ست و غالب استعمال انتاج در ابل ست و تولید در غنم و ناتج و مولد بمعنی زائیدہ یعنی متولی ولادت
چنانکہ دایہ آدمی راست و لابد مالک تیمار داری ولادت حیوانات خود میکند - فکان لہذا واد من الابل - پس بود مر این را
یعنی صاحب شتر را وادیی از شتر - ولہذا واد من البقر - و مر این را یعنی صاحب گاو را وادیی از گاوان - ولہذا واد من
الغنم - و مر این را یعنی صاحب گوسپند را وادیی از گوسپندان یعنی بسیار شدند چنانکہ وادیہا پر کردند - قال ثم انہ
اتی الابرص - گفت آن حضرت پستر بدرستیکہ آن فرشتہ آمد ابرص را - فی صورتہ وہیئتہ - در ہمان صورت و پیکر و نہاد
خود کہ نخست آمدہ بود و این ادخل ست در شناعت منع و انکار وی - فقال رجل مسکین - پس گفت من مردے مسکینم
قد انقطعت بی الحبال فی سفری - بہ تحقیق گسستہ است بہ من اسباب طلب رزق در سفر من حبال بموحدہ جمع حبل ست
بمعنی رسن و مراد بآن سبب ست و بتحتانیہ نیز روایت ست جمع حیلہ یعنی دستان و چارہ اما روایت بجیم و موحدہ خطا و
تصحیف ست - فلا بلاغ لی الیوم الا باللہ - پس نیست کفایت و رسیدن مرا امروز مگر بخدا و توفیق و فضل وی - ثم بک -
پستر بتو و امداد و اعانت تو و این بر تقدیر تنزل ست بر وجہ سببیت و مجاز و جائز ست کہ گویند بر داشتہ ام حاجت بخدا
بعد از وی بتو و روا نیست کہ گویند بخدا و بہ تو کذا قالوا - اسالک بالذی اعطاک اللون الحسن والجلد الحسن والمال
سوال میکنم ترا بآن خدائی کہ دادہ است ترا رنگ نیک و پوست نیک و مال - بعیرا اتبلغ بہ فی سفری - سوال میکنم
شتری را کہ برسم بوی در سفر خود و مقصد خود را و کفایت کنم در حصول مقصود و این بہ طریق استعطاف و طلب مہربانی ست
نہ حقیقت اخبار زیرا کہ واقع نہ چنین ست کہ گفت - فقال الحقوق کثیرۃ - پس گفت ابرص حقہا بسیار ست یعنی

که این آب اوست یقول اسق حدیقة فلان میگفت آن آواز یعنی کسیکه آواز میکرد آب ده حدیقه فلان را - لاسمک - مر نام ترا پس نام ترا می پرسیم
تا بدانم که آن فلان توئی - فما تصنع فیها پس چه کار میکنی تو در حدیقه خود که این فصل یافتی که در عالم غیب نام ترا می برند و ابر را حکم میکنند که برو حدیقه
او را آب ده - قال اما اذا قلت هذا یعنی من خود نمیخواهم که حقیقت حال را اظهار کنم و بتو بگویم اما چون پرسیدی و گفتی تو این
را بگویم بتو - فانی انظر الی ما یخرج منها پس بدرستیکه من نگاه میکنم بسوی چیزی که بیرون آید از آن و حاصل میشود
در آن - فاتصدق بثلثه - پس تصدق میکنم سوم حصه آن - واکل انا وعیالی ثلثا - و میخورم من و عیال من ثلث دیگر آنرا
وارد فیها ثلثه - و باز میگردانم و صرف میکنم در حدیقه و در زراعت و عمارت آن ثلث آنرا یعنی همه حاصل آن را سه حصه
میکنم یکی بفقرا میدهم و دیگر قوت خود و عیال خود میکنم و دیگر در باغ صرف میکنم - رواه مسلم - وعنه انه سمع النبی صلی الله
علیه وسلم یقول - و هم از ابی هریره است که وی شنید آن حضرت را که میگفت - ان ثلثة من بنی اسرائیل ابرص واقرع
واعمی - بدرستیکه سه کس بودند از قوم بنی اسرائیل یکی پیسی دوم کل سوم کور فاراد الله ان یبتلیهم - پس خواست خدای
تعالی که ابتلا کند ایشان را و آزمایش نماید که شکر نعمت میگویند یا نه - فبعث الله الیهم ملکا - پس فرستاد خدای تعالی بسوی
این سه کس فرشته را - فاتی الابرص - پس آمد آن فرشته نزد ابرص - فقال ای شیء احب الیک - پس گفت فرشته با برص
کدام چیز دوست داشته شده تراست بسوی تو - قال لون حسن وجلد حسن - گفت رنگ نیک و پوست نیک - ویذهب عنی
الذی قد قذرنی الناس - و این که برود از من آنچه بتحقیق پلید و مکروه میدارند مرا مردم یعنی این علت پیسی برود و تندرست
و پاکیزه شوم از آن ویذهب برفع با و نصب آن وقذرنی بکسر ذال از باب سمع یسمع - قال فمسحه - گفت آن حضرت پس مسح
کرده فرشته او را دوست برآورد بر اندام وی - فذهب عنه قذره - پس رفت از وی پلیدی وی و علت وی - فاعطی لونا
حسنا وجلدا حسنا - پس داده شد او را رنگ نیک و پوست نیک - فقال ای المال احب الیک - باز گفت فرشته بوی پس
کدام مال محبوب ترست بسوی تو - قال الابل - گفت محبوب ترین مال نزد من شترانند - او قال البقر - یا گفت البقر
بجای الابل - شک اسحق - شک کرده است اسحق بن راهویه که از اقران امام احمد بن حنبل ست و مجتهد و راوی این
حدیث ست در الابل و البقر - الا ان ابرص او الاقرع - لیکن ابرص یا اقرع - قال احدهما - گفت یکی از ایشان - الابل
وقال الآخر البقر - و گفت دیگری البقر یعنی شک در تعیین ست و گفتن یکی ابل را و دیگری بقر را معلوم ست که محبوب امری
غیر این دو نیست و چون در اصل حدیث قرار بر روایت الابل ست - قال گفت فاعطی ناقة عشراء - پس داده شد
او را ماده شتری حامل ده ماهه در قاموس گفته عشراء بضم عین و فتح شین و مد آنکه بر حمل او هشت ماه یا دو ماه گذشته باشند
و بیشتر اطلاق کرده میشود بر ابل و خیل - فقال بارک الله فیها - پس گفت فرشته برکت دهاد خدای تعالی مر ترا درین
ناقه بحصول نتائج و ثمرات - فاتی الاقرع فقال ای شیء احب الیک - پس آمد فرشته نزد کل پس گفت کدام چیز ست
محبوب تر نزد تو - قال شعر حسن - گفت موی نیک - ویذهب عنی هذا الذی قد قذرنی الناس - و این که برود

و بیان تفصیل داده شده است فتدبر۔ وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رجل لاتصدقن بصدقۃ۔ گفت آن حضرت گفت مردی از بنی اسرائیل که هر آئینه تصدق کنم نذر کرد یا سوگند خورد۔ فخرج بصدقتہ پس بیرون آورد صدقه خود را۔ فوضعہا فی ید سارق پس نهاد صدقه را در دست دزدی۔ فاصبحوا یتحدثون تصدق اللیلۃ علی سارق پس صبح کردند مردم در حالی که سخن میکنند به طریق تعجب و انکار تصدق کرده شد امشب بر دزدی۔ فقال اللہم لک الحمد علی سارق۔ پس گفت آن مرد بار خدایا مر تراست حمد بر تصدق کردن بر دزد یا بطریق شکر گفت که باری تصدقی بوجود آمد اگرچه بر دزد بود یا به طریق تعجب یا تسلی خاطر خود گفت باز گفت۔ لاتصدقن بصدقۃ فخرج بصدقتہ فوضعہا فی ید زانیۃ پس نهاد صدقه در دست زن زناکار که اجرت میگرفت بر زنائی خود۔ فاصبحوا یتحدثون تصدق اللیلۃ علی ید زانیۃ فقال اللہم لک الحمد علی زانیۃ۔ باز گفت۔ لاتصدقن بصدقۃ فخرج بصدقتہ فوضعہا فی ید غنی پس نهاد صدقه در دست توانگری فاصبحوا یتحدثون تصدق اللیلۃ علی غنی۔ در بعضی نسخ درینجا اللیلۃ نیست۔ فقال اللہم لک الحمد علی سارق وزانیۃ وغنی فاتی پس آمده شد آن مرد یعنی نموده شد او را در خواب فقیل لہ۔ پس گفته شد مر او را۔ اما صدقتک علی سارق۔ اما صدقه تو بر دزد پس نافع ست و بیفائده نیست۔ فلعلہ ان یستعف عن سرقتہ۔ پس شاید که وی پارسائی ورزد و باز آید از دزدی خود دران روز که قوتی بوی رسیده دیگر چه حاجت سرقه است۔ واما الزانیۃ فلعلہا ان یستعف عن زناہا۔ پس شاید که وی عفت ورزد و باز آید دران روز از زنا۔ واما الغنی فلعلہ ان یعتبر۔ پس شاید که وی عبرت گیرد و قیاس کند۔ فینفق مما اعطاہ اللہ۔ پس انفاق کند از انچه داده است او را خدای تعالی۔ متفق علیہ ولفظہ للبخاری۔ وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال۔ گفت آنحضرت۔ بینا رجل بفلاۃ من الارض۔ در اثنای آنکه مردی حاضر و استاده است به بیابانی و صحرائی کشاده از زمین۔ فسمع صوتا فی سحابۃ۔ پس شنید آوازی در ابری که میگوید۔ اسق حدیقۃ فلان۔ آب ده بستان فلان را و حدیقه مرغزار یا درخت و بستان از خرما وغیره۔ فتنحی ذلک السحاب۔ پس یکسو شد آن ابر۔ فافرغ ماءہ فی حرۃ۔ بفتح حاء مهمله و تشدید را پس ریخت آن ابر آب خود را در زمین سنگستان۔ فاذا شرجۃ من تلک الشراج قد استوعبت ذلک الماء کلہ پس ناگاه آب راهی از ان آب ها را فراز گرفته است آن آب را همه و شرجه بفتح شین معجمه و سکون را و بجیم آب راه از سنگستان بزمین نرم شراج و شروج جماعت۔ فتتبع الماء۔ پس پیروی کرد آن مرد که آن آواز شنیده بود آب را که کجا میرود تا دریابد که آن فلان که بحدیقه وی آب فرستاده است کیست و کجاست۔ فاذا رجل قائم فی حدیقتہ۔ پس ناگاه مردی استاده است در حدیقه خود۔ یحول الماء بمسحاتہ۔ بکسر میم و سکون سین و حاء مهمله میگرداند آب را به بیل آهنی خود۔ فقال لہ یا عبد اللہ ما اسمک۔ پس گفت این مرد را ای بنده خدا چیست نام تو قال فلان گفت نام من فلانست الاسم الذی سمع فی السحابۃ ان نامیکه شنیده بود در ابر فقال لہ پس گفت این مرد که استاده بود در حدیقه مر آن مرد را که پرسید نام او را و آواز شنیده بود در ابر۔ یا عبد اللہ لم تسألنی عن اسمی۔ ای بنده خدا برای چه می پرسی مرا از نام من۔ فقال انی سمعت صوتا فی السحاب الذی ہذا ماءہ۔ پس گفت آن مرد که من شنیده ام آوازی را در ابری

رواه الترمذی وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم شر ما فی الرجل شح هالع وجبن خالع - بدترین
خصلتهای که در مرد ست دو خصلت ست یکی شح جزع وفزع کننده بر استخراج حق در وی وهلع خروشیدن بر اصابت مکروه و
معنی شح سابق معلوم شد دیگر بد دلی وترسندگی که می برآرد جان را از بدن از شدت خوف یعنی بخل شدید وجبن سخت -
رواه ابوداود وسنذکر حدیث ابی هریرة - وسر انجام ست که ذکر کنیم حدیث ابی هریره را که اولش این ست - لا یجتمع الشح
والایمان کتاب الجهاد ان شاء الله تعالی -

الفصل الثالث - عن عائشة رض - ان بعض ازواج النبی صلی الله علیه وسلم قلن للنبی صلعم - روایت ست از عائشه
که بعضی از زنان آنحضرت گفتند مر آنحضرت را و پرسیدند از وی - اینا اسرع بک لحوقا - کدام یکی از ما شتاب تر ست پیوستن وی بتو و دریافتن
وی ترا بعد از وفات تو یعنی کدام یکی از ما بعد از تو پیشتر خواهد مرد - قال اطولکن یدا - گفت آن حضرت شتاب ترین شما از روی
لحوق بمن دراز ترین شماست از روی دست یعنی از شما شتاب تر بمن خواهد پیوست کسیکه دراز دست تر ست از شما - فاخذوا
قصبة یذرعونها - پس گرفتند زنان نی پاره را در حالی که کر میکردند دست هر یک را - وکانت سودة اطولهن یدا -
وبود سوده که یکی از ازواج مطهرات ست دراز دست ترین این زنان - فعلمنا بعد انما کان طول یدها الصدقة - پس دانستیم
ما بعد از آن که نبود مراد بدست درازی آن زن که آنحضرت خبر داده بود بسرعت لحوق وی بوی مگر صدقه وخیرات که
دست وی در آن دراز تر ونیز تر بود یعنی اگرچه نخست طویل ید را بر ظاهر حمل کردیم اما آخر بفکر وتامل ونظر بقرینه واقعه
معلوم کردیم که مراد بطول ید کثرت صدقه وانعام ست وید بمعنی نعمت می آید - وکانت اسرعنا به لحوقا زینب - وبود شتاب
ترین از ما از روی لحوق بآن حضرت صلعم زینب بنت جحش که در سال بیست یا بیست ویک از هجرت در زمان عمر رض وفات
یافت - وکانت تحب الصدقة - وبود زینب که دوست میداشت صدقه وخیرات را - رواه البخاری وفی روایة لمسلم قالت
گفت عائشه - قال رسول الله - گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم اسرعکن لحوقا بی اطولکن یدا - شتاب ترین شما
از روی پیوستن بمن دراز ترین شماست از روی دست - وکانت یتطاولن ایتهن اطول یدا - وبودند این زنان که گردن کشی ونزاع
میکردند در آن که کدام یکی از ایشان دراز دست تر ست - قالت وکانت اطولنا یدا زینب پس بود دراز دست ترین ما زینب - لانها کانت تعمل
بیدها وتتصدق - زیرا که وی بسیار کار میکرد بدست خود وتصدق میکرد ودرین روایت صریح معلوم نمیگردد که نخست
در طول ید بظاهر حمل کردند بعد از آن دریافتند که مراد بدان کثرت عمل وصدقه ست وشاید که از اول همین معنی
فهمیدند بعد از آن تحقیق کردند ومعلوم کردند که آن زینب ست فافهم - بدان که از حدیث مشکوة معلوم شد که آنکه
پیشتر لاحق شد بآن حضرت صلعم زینب بود وهمین ست صحیح ومعروف نزد اهل علم ومتفق علیه میان اهل سیر وبعضی
گفته اند که حضرت سوده بود وعبارت بخاری در صحیح موهم ست بدان بلکه تصریح کرده بدان در تاریخ صغیر خود وگفته اند
این خطا ست از بخاری وموت سوده در زمان معاویه بود در سنه اربع وخمسین ودر شرح این معنی را بیشتر

داشتہ شدہ است بہ سوے خدا از عابد بخیل ظاہر مقابلہ این را می طلبد کہ گفتہ شود جاہل سخی محبوب ترست از عالم بخیل یا گویند غیر عابد سخی محبوب ترست از عابد بخیل و گویند کہ سلوک این طریقہ شامل ہر یکی از مقابل ہر یک ست باختصار در عبارت فافہم +

رواہ الترمذی - وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان تصدق المرء فی حیوتہ بدرہم خیر لہ من ان یتصدق بمائۃ عند موتہ - گفت ابی سعید خدری گفت آن حضرت ہر آئینہ تصدق کردن مرد در زندگانی خود بیک درہم بہتر ست مر او را از تصدق کردن وی بصد درہم نزد مردن وی چنانکہ در حدیث ابی ہریرہ معلوم شد - رواہ ابوداؤد +

وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یتصدق عند موتہ او یعتق + حال کسیکہ تصدق میکند نزد مردن خود یا آزاد میکند بندہ را یعنی نزد مردن - کالذی یہدی اذا شبع یعنی حال کسی ست کہ ہدیہ می فرستد طعام را بعد ازان کہ سیر شد و او را حاجت بہ طعام نماند رواہ احمد والنسائی والدارمی والترمذی وصححہ وحکم کرد ترمذی بہ صحت این حدیث - وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصلتان لا یجتمعان فی مؤمن البخل وسوء الخلق - دو خصلت جمع نمیشوند در ہیچ مؤمن کہ مسلمان ست یکی بخیلی و دیگر بد خلقی از نفی اجتماع چنان مفہوم میشود کہ اگر یکی ازین دو باشد تواند دگفتہ اند کہ مراد اجتماع این دو خصلت ست یا رسیدن بدرجۂ نہایت چنانکہ انفکاک پذیر نباشند و صاحب آن بدان راضی باشد و اما آنکہ گاہی بد خلقی کند و بخل ونہ در وجود آن نادر باشد و بعد از وجود پشیمان شود و نفس را ملامت کند و با نفس در نزاع باشد منافات بسلمانی ندارد و چندین از مسلمانان باشند کہ بآن گرفتار باشند مگر آنکہ مراد از جمع وقوع نکرہ در سیاق نفی کہ مفید عموم ست مؤمن کامل باشد اگرچہ ارادۂ این معنی درین عبارت خالی از بعد نیست یا آنکہ حقیقت معنی راجع بہ نہی از صدور افعال و آثار این دو صفت و ترغیب بماند الیہ آنہا ست بریاضت و مجاہدت و ترہیب از انقیاد و رضا بدانست یعنی آنکہ آنہا از شان مؤمن نیست و نمی باید کہ در وی موجود باشند و مراد بسوء خلق اتصاف بدانچہ مخالف دین و شریعت ستانہ انچہ متعارف ست در میان مردم از لین جانب و مسامحہ در امور زیرا کہ البغض قلیل از اقوی و ارکان مسلمانی ست فافہم - رواہ الترمذی - وعن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ خب ولا بخیل ولا منان - در نمی آیند بہشت را این سہ کس اول خب فتح خا و کسر آن مرد فریبندہ کر بز چنانکہ در حدیث دیگر واقع شدہ است کہ المنافق خب لئیم دوم بخیل کہ در ادای حق خدا و مواسات فقرا تقصیر کند سوم منان بہ تشدید مرد منت نہندہ بعد از عطا و تواند کہ مراد از من معنی قطع و نقص باشد یعنی قطع حق و نقص آن کند بخیانت و کتمان و تواند کہ قطع تواد و تحاب از ذوی الارحام و سائر مسلمانان از انہا کہ واجب ست محبت و مودت آنہا و تاویل مثل این احادیث در اصول کلام معلوم شدہ است بحجت دلائل دیگر کہ دلالت بر ایمان عصاۃ دارند و لیکن رسول خدا صلعم اقتصار کرد در امثال این مواطن بر قول مجمل از جہت القای خوف در نفوس مکلفین و تحذیر از انچہ موجب منقصت ست در دین باعتماد آنکہ علمای راسخ در دین ارجاع خواہند کرد آن را بہ انچہ حق ست از اصول دین

فاما الیوم فلا حاجۃ لی بہا۔ اما امروز پس نیست حاجت مرا بوی این حالت در آخر زمان خواہد بود در زمان امام مہدی علیہ السلام چنانکہ در باب اشراط الساعۃ بیاید۔ متفق علیہ۔ وعن ابی ہریرۃ قال قال رجل۔ گفت ابو ہریرہ گفت مردی۔ یا رسول اللہ ای الصدقۃ اعظم اجرا۔ کدام صدقہ بزرگتر ست از روی اجر و ثواب۔ قال ان تصدق۔ بفتح تا و دال اصل وی تتصدق۔ و انت صحیح شحیح۔ گفت آنحضرت بزرگترین صدقہ ہا آنست کہ تصدق کنی و حال آنکہ تو تندرستی و بخیلی۔ تخشی الفقر و تامل الغنی۔ در حالتی کہ می ترسی درویشی را و امید میداری توانگری را یعنی تصدق کنی در حالتی کہ بجہت صحت امید حیات و درازی عمر داری و محل این ہست کہ بخیل کردہ شود و اگر ببذہ شاید کہ فقیر گردد۔ ولا تمہل۔ بنصب لام و جزم ہر دو خواندہ اند تاخیر و توقف نہ کنی یا تاخیر و توقف مکن۔ حتی اذا بلغت الحلقوم۔ تا آنکہ چون برسد روح در گلو۔ قلت لفلان کذا و لفلان کذا۔ بگوئی مر فلان را چنین و مر فلانرا چنین و قد کان لفلان۔ و حال آنکہ مال ہست مر فلان را گفتہ اند مراد بفلان اول وثانی شخصی ست کہ وصیت کردہ ہست مر آنہا را و بفلان اخیر وارث نزدیک را کہ وارث را وصیت میت در حالت موت اگر خواہد اجازت کند و اگر خواہد ابطال نماید یعنی تبخیل میکند تا آنکہ مشرف میگردد بر موت بعد ازان تصدق میکند از انچہ متعلق شدہ بدان حق وارث و احتمال دارد کہ مراد بہمہ موصی لہ باشد و در آوردن کان کہ مفید ثبوت و قرار ست اشارت ست بتقریر انچہ مقدر ست برای وی و کرمانی گفتہ کہ احتمال دارد کہ بعضی مال وصیت باشد و بعضی اقرار فقد برء۔ متفق علیہ۔ وعن ابی ذر قال انتہیت الی النبی۔ رسیدم و آمدم بسوی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہو جالس فی ظل الکعبۃ۔ و حال آنکہ آن حضرت نشستہ ست در سایۂ کعبہ۔ فلما رانی قال ہم الاخسرون ورب الکعبۃ۔ پس چون دید آن حضرت مرا گفت ایشانند زیانکارتر از ہمہ سوگند بپروردگار کعبہ۔ فقلت فداک ابی و امی من ہم۔ پس گفتم من فدای تو باد پدر من و مادر من کدامند و کیانند آنہا کہ ایشان زیانکارتر از ہمہ گفتی۔ قال ہم الاکثرون اموالا۔ گفت آن جماعت اند کہ بیشتر ست مال ایشان۔ الا من قال۔ مگر کسیکہ بگوید۔ ہکذا و ہکذا و ہکذا۔ سہ بار یعنی بذل کند و ببیند از مال را اینچنین و این چنین و این چنین یعنی ہر طرف و ہر جانب چنانکہ تفسیر کردہ بقول خود من بین یدیہ و من خلفہ و عن یمینہ و عن شمالہ۔ از پیش خود و از پس خود و از راستای خود و از چپای خود۔ و قلیل ما ہم۔ و اندک اند این جماعت کہ این چنین مید ہند و میکنند و قال اینجا بمعنی فعل ست و عرب اطلاق میکنند قول را بر ہمہ افعال چنانکہ قال بیدہ یعنی گرفت و قال برجلہ یعنی رفت و مانند این بسیار ست در احادیث۔ متفق علیہ۔

الفصل الثانی۔ عن ابی ہریرۃ۔ قال قال رسول اللہ صلعم۔ سخی نزدیک ست از جناب رحمت و رضای حق۔ قریب من اللہ۔ قریب من الجنۃ۔ نزدیک ست از بہشت کہ در آید آن را قریب من الناس۔ نزدیک ست از دلہای مردم بہ محبت۔ بعید من النار۔ چون نزدیک شد بہ بہشت لاجرم بعید شد از دوزخ۔ والبخیل بعید من اللہ بعید من الجنۃ بعید من الناس قریب من النار۔ برعکس حال سخی و درین حدیث مبالغہ است در مدح سخاوت و ذم بخل ظاہر آنست کہ مراد سخا بخل در ادای زکوٰۃ باشد یا مراد انصاف باین دو صفت ست مطلقا۔ و لجاہل سخی احب الی اللہ من عابد بخیل۔ و بہ تحقیق جاہل سخی دوست

وجمع باعتبار جوانب واطراف ست - فجعل المتصدق کلما تصدق بصدقۃ انبسطت عنہ - پس در استاد صدقہ کنندہ ہرگاہ کہ تصدق میکند فراخ میگردد زرہ از وی - وجعل البخیل کلما ہم بصدقۃ قلصت - ودر استاد بخیل ہرگاہ کہ قصد میکند بصدقہ تنگ میگردد وگردی آید - واضطرت کل حلقۃ بمکانہا - ومیگیرد ہر حلقہ جای خود را وپیچید بآن حاصل معنی آنکہ جواد چون قصد نفقہ میکند فراخ وکشادہ میگردد وسینہ وی بدان وفراخ بہ داری میکند او را دستہای او دراز شوند بعطا وبذل وبخیل تنگ میگردد دستہای او منقبض میگردد وست وی وطبیعی گفتہ کہ تخصیص کردہ شد مشبہ بہ بعضی جہات از حدیث اشارت بآن کہ امساک وشح از جبلت انسان وخلقت اوست فافہم متفق علیہ - وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا الظلم - پرہیز کنید ظلم را وبکوشید از ان وظلم شامل انواع معاصی ست وجمع وی در قول وی - فان الظلم ظلمات یوم القیمۃ - باین اعتبار کہ مراد آنست کہ ظلم واحد سبب ظلمات متراکمہ متعددہ از اہوال قیامت وشدائد آن میگردد واصل ظلم وضع الشیٔ فی غیر محلہ وغالب استعمال او در ستم کردن بر خلق - واتقوا الشح - وپرہیز کنید شدت بخل وحرص را زیرا کہ یکی از اقسام ظلم واشد انواع اوست زیرا کہ نتیجہ حب دنیا وشہوات اوست - فان الشح اہلک من کان قبلکم - زیرا کہ شح نیست گردانیدہ است کسانی را کہ پیش از شما بودہ اند - حملہم علی ان سفکوا دماہم برداشت وبرانگیخت ایشان را بر آنکہ ریختند خون یکدیگر را - واستحلوا محارمہم - وحلال گردانیدند چیزہا را کہ حرام گردانیدہ است خدای تعالیٰ بر ایشان از معاصی وخطایا وسبب حمل شح بر سفک دماو استحلال معاصی آنست کہ بذل اموال ومواسات اخوان سبب نجات وتواصل ست وامساک وشح سبب تہاجر وتقاطع واین مفضی بمعادات ست کہ مؤدی بتشاجر وتقاتل ست - رواہ مسلم - بدان کہ تفسیر کردہ اند شح را باشد بخل وبعضی گفتہ اند شح بخل باحرص ست وبعضی گفتہ اند کہ بخل در افراد امور واحاد آن بیاشد وشح عام ست کہ در تمامۂ امور باشد وبعضی گفتہ اند کہ بخل در مال بیاشد وشح در مال ومعروف وگفتہ اند کہ شح خصلت غریزیہ است کہ مجبول ست بر وی آدمی زاد وآن حکم وصف لازم دار دو مرکوزی نفس ست چنانکہ در قرآن مجید میفرماید واحضرت الانفس الشح ومنہی غلبہ وسلطنت اوست تا مستولی گردد بر عرش قلب ومنع کند او را از احکام ایمان زیرا کہ ببرین تقدیر شح میکند بطاعت ومسامحت نمیکند بدان وبذل نمیکند انفیا در ابرای امر خدا وشح در نفوس مانند شہوت وحرص مجبول ست برای ابتلاء ومصلحت نظام عالم وعمارت آن ومذموم آنست کہ مستولی گردد وسلطنت او بر قلب ومطاع او شود واین ست مراد بقول آنحضرت شح مطاع این ست خلاصۂ آنچہ ذکر کردہ است نور بخشی - وعن حارثۃ بن وہب صحابی ست برادر عبد اللہ بن عمر بن الخطاب از مادر معدود ست در کوفیین روایت میکند از آنحضرت وازام المومنین حفصۃ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصدقوا - تصدق کنید وغنیمت دانید وجود آن وثواب آن را فانہ یاتی علیکم زمان یمشی الرجل بصدقتہ - زیرا کہ خواہد آمد بر شما زمانی کہ می برد مرد صدقہ خود را یعنی پیش مردم - فلا یجد من یقبلہا - پس نطلبد یا بد کہ قبول کند از او - یقول الرجل - میگوید مردی کہ می آرد نزد وی صدقہ - لو جئت بہا بالامس - اگر می آوردی تو این صدقہ را دی روز یعنی پیش ازین - لقبلتہا - ہر آینہ قبول میکردم من آن را

انفاق میکند یعنی عوض و زیادت مال - ویقول الآخر اللهم اعط ممسکا تلفه - ومیگوید فرشته دیگر خداوندا بده بخیل را تلف یعنی
هلاک شدن مالی که نگاه میدارد - متفق علیه - وعن اسماء قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم - روایت ست از اسماء بنت
ابی بکر صدیق رض زوجه زبیر بن العوام که از صحابیان ست و مناقب او بسیار ست گفت آن حضرت انفقی ولا تحصی - انفاق کن
و شمار مکن که چند دهم و چه دهم - فیحصی الله علیک - پس احصا کند خدای تعالی بر تو و شمرده دهد بتو مراد باحصای خدای تعالی
قطع مادهٔ برکت و سد باب مزید ست یا مراد حساب آخرت ست و معنی اول ظاهر تر ست - ولا توعی فیوعی الله علیک - و نگاه مدار
مال را پس نگاه دارد خدای تعالی بر تو اصل ایعا حفظ متاع در وعاء ست یعنی ظرف و مراد این جا امساک و ترک انفاق ست
ارضخی ما استطعت - بده آنچه میتوانی و رضخ بضاد و خای معجمه اعطای قلیل و مراد آنست که بده اگرچه چیزی اندک باشد و آنحضرت
حالت و قدرت اسماء را نیز تصور کرد و دانست که تصرف در مال زوج جز در شیء یسیر نخواهد بود - متفق علیه - وعن ابی هریرة
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الله تعالی - این حدیث قدسی ست که آن حضرت از رب العزت جل جلاله
روایت میکند که گفت وی تعالی - انفق یا ابن آدم انفق علیک - انفاق کن ای پسر آدم تا انفاق کنم یعنی افاضه و انتقام
کنم من بر تو بحکم آنکه انفاق شکر نعمت مال ست و شکر سبب مزید نعمت - متفق علیه - وعن ابی امامة قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال الله تعالی یا ابن آدم ان تبذل الفضل خیر لک - ظاهر آنست که این نیز حدیث قدسی ست اگرچه
لفظ حدیث صریح دران نیست و مستلزم آن هم نیست چه اگرچه حضرت رسالت پناه صلعم نیز باین لفظ خطاب کردن را تواند
و گوید ای آدمی بذل کردن تو زیاده از قدر حاجت بهتر ست مر ترا بذل در باختن و نگاه نداشتن چیزی را - وان تمسکه شر لک
و نگاه داشتن تو آن را و بخیلی کردن بدتر ست ترا - ولا تلام علی کفاف - و نکوهیده نمیشوی تو بر نگاه داشتن کفاف یعنی اگر
مقدار کفاف نگاه داری باکی نیست یعنی قوتی که باز دارد از جور و سؤال و این مختلف میشود باختلاف اشخاص و ازمان و احوال
وابدأ بمن تعول - و آغاز کن در بذل زائد از کفاف به عیال خود و فراخ گردان رزق بر ایشان زیاده بر نفقهٔ واجب و اگر
از ایشان زیاده آید به بیگانگان ده - رواه مسلم - وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مثل البخیل
والمتصدق - قصه و حال بخیل و آنکه صدقه میدهد و انفاق میکند - کمثل رجلین علیهما جنتان من حدید - همچو قصه و حال دو
مرد ست که بران دو مرد جنه است از آهن جنه بضم جیم و تشدید نون بمعنی زره و روایت کرده شده است جبتان به موحده و بنون
اصح است روایة و درایة زیرا که جبه از آهن معهود نیست - قد اضطرت ایدیهما الی ثدیهما و تراقیهما - بتحقیق چسپانیده شده است
دستهای آن دو مرد به پستانهای ایشان و چنبر گردنهای ایشان بجهت تنگی آن دو زره و اضطرار در اصل بمعنی
احتیاج و بی اختیاریست و مراد اینجا اتصال و التصاق ست و ثدی بفتح مثلثه و سکون دال پستان و آن زن و مرد
هر دو را باشد و بضم ثا و کسر دال و تشدید یا جمع اوست و روایت به لفظ جمع و افراد هر دو آمده و بجمع اکثر و اظهر ست
و تراقی جمع ترقوة بفتح فوقانیه و سکون را و ضم قاف استخوان میان مغاک منحر و عاتق و آن هر دو ترقوه است از هر دو جانب

عن شیئ استغنی عنہ و بدانید کہ مرد وقتی کہ نا امید شود از چیزے بی نیاز میشود از ان و از احتیاج بدان و معنی طمع نظر داشتن بر مالی کہ
مشکوک ست رسیدن آن یعنی کہ میدہد یا نمیدہد اما اگر یکی را حقی یا ادراری بر کسی لازم ست یا بحکم محبت و کرم یقین دارد بدادن
آن جا معنی طمع متحقق نیست فتدبر۔ رواہ رزین۔ وعن ثوبان۔ مولای آن حضرت ست حاضر درگاہ و محرم گاہ و بیگاہ
و ملازم سفر و حضر بود۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یکفل لی ان لا یسأل الناس شیئا۔ گفت گفت آنحضرت
کیست کہ ضامن شود مرا و عہد کند با من کہ سوال نہ کند از مردم چیزی۔ فاتکفل لہ بالجنۃ۔ پس ضامن شوم من و عہد کنم مر او را
بہ بہشت غایت تاکید ست بوقوع آن بجہت امر الٰہی بدان و وعد صادق وی در ان و انبیا صلوات اللہ علیہم گاہی ضامن میشوند
بثواب طاعتی مخصوص بہ اذن الٰہی تعالیٰ و ذو الکفل کہ نام یکی از انبیاست عم بہ ہمین معنی ست کہ وی علیہ السلام ضامن شدہ بود
برای امت خود بہ بہشت کذا قیل۔ فقال ثوبان۔ پس گفت ثوبان۔ انا من ضامن میشوم و عہد میکنم کہ سوال نہ کنم۔ فکان
لا یسأل احدا شیئا۔ پس بود ثوبان کہ سوال نمیکرد ہیچ یکی را چیزی۔ رواہ ابو داؤد والنسائی۔ وعن ابی ذر قال دعانی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یشترط علی ان لا تسأل الناس شیئا۔ گفت ابو ذر خواند مرا آنحضرت و حال آنکہ وی طلب
شرط میکند بر من کہ سوال نہ کنی تو از مردم چیزی۔ قلت نعم۔ گفتم من آری شرط کردم کہ سوال نہ کنم از کسی چیزی۔ قال۔
گفت آنحضرت۔ ولا سوطک اذا سقط منک۔ و گفت آنحضرت و نہ طلبی از کسی تازیانہ خود را وقتی کہ بیفتد تازیانہ از دست تو
حتی تنزل الیہ فتاخذہ تا آنکہ فرود آئی تو از اسپ و بروی بہ سوی تازیانہ پس بگیری آن را و این کمال مبالغہ است در ترک
طلب و سوال۔ رواہ احمد۔

باب الانفاق وکراہیۃ الامساک

انفاق سپرے کردن مال و خرچ کردن و امساک نگاہ داشتن مال و بخیلی کردن بآن و ممسک بخیل را گویند و ظاہر آنست
کہ مراد انفاق و امساک از غیر زکوٰۃ باشد و لہذا لفظ کراہیت ذکر کرد و بیان زکوٰۃ و احکام آن سابقا ذکر کرد و احتمال دارد
کہ مراد مدح صفت انفاق و ذم بخل و امساک باشد مطلقا خواہ از فرض یا نفل و سوق احادیث مذکورہ در باب اکثر ناظر در مدح
سخا و انفاق مال و باقی نہ گذاشتن چیزے از آنست

الفصل الاول۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان لی مثل احد ذہبا لسرنی ان لا یمر علی
ثلث لیال وعندی منہ شیئ۔ فرمود اگر می بود مرا مانند کوہ احد طلا ہر آئینہ شاد میگرداند مرا این کہ نہ گذرد بر من سہ شب و حال آنکہ
نزد من چیزی از ان باقی ست۔ الا شیئ ارصدہ لدین۔ مگر چیزی کہ آمادہ کنم و نگاہ دارم آن را برای وام در ینجا بیان نہایت
سخاوت آن حضرت صلعم و ترغیب و تحریص امت ست بر آن۔ رواہ البخاری۔ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان۔ نیست ہیچ روزی کہ صبح میکنند بندگان در وے مگر آنکہ دو فرشتہ فرود می آیند از آسمان۔
فیقول احدہما۔ پس میگوید یکی از ان دو فرشتہ۔ اللہم اعط منفقا خلفا۔ خداوندا بدہ انفاق کنندہ را خلف یعنی چیزے بجای مالی

ومن انزلها بالله - وکسیکه فرود آورد حاجت را به خدا - اوشک الله له بالغناء - شتابی کند و برساند او را به غنا بفتح غین معجمه بمعنی فائده
وکفایت نه غنا بکسر غین بمعنی تونگری و مالداری زیرا که فرمود - اما بموت عاجل او غنی آجل - یا به مرگ که زود بیاید یا به تونگری
که دیر حاصل گردد و تونگری به موت حاصل نمیگردد پس این تفصیل وی نه شود و اما کفایت موت حاصل ست و در اکثر نسخ غنی
عاجل بعین مهمله است و گفته اند که اینچنین ست در اکثر نسخ مصابیح و جامع الاصول و در سنن ابی داود و ترمذی غناء آجل
به همزه ممدوده است و این اصح ست روایة و درایة کذا قال الطیبی - رواه ابو داود والترمذی -

الفصل الثالث

عن ابن الفراسی - بکسر فا و تخفیف را نسبت ست به فراس - بن غنم ان الفراسی قال
قلت لرسول الله - روایت ست از ابن فراسی از پدرش که فراسی ست گفت گفتم مر پیغمبر خدا را صلی الله علیه وسلم اسال -
آیا سوال کنم من - یا رسول الله - از مردم چیزی نزد حاجت - فقال النبی - پس گفت پیغمبر صلی الله علیه وسلم لا - سوال
مکن - وان کنت لابد فاسال الصالحین - و اگر هستی تو که البته میخواهی سوال کنی بجهت حاجتی که داری پس سوال کن
صالحان را از جهت کرم ایشان و حلال بودن رزق ایشان - رواه ابو داود والنسائی - وعن ابن الساعدی
و ابن السعدی نیز گویند صحابی ست مات بالشام سنة سبع وخمسین - قال استعملنی عمر علی الصدقة - گفت عامل گردانید
مرا عمر ابن الخطاب رض بر گرفتن زکوة - فلما فرغت منها وادیتها الیه - پس هرگاه پرداختم من از مهم صدقه و رسانیدم صدقه را بسوی عمر
امر لی بعماله - امر کرد برای من عمر باجرت عمل من عماله بضم عین و تخفیف میم مزد کار کن - فقلت انما عملت لله واجری علی الله
پس گفتم من کار نه کرده ام مگر برای خدا و مزد کار من بر خداست - قال خذ ما اعطیت - گفت عمر بگیر چیزی که داده میشوی -
فانی قد عملت علی عهد رسول الله - پس بدرستیکه تحقیق من عمل کرده ام در زمان پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم فعملنی - به تشدید
پس داد اجرت عمل مرا تعمیل عماله دادن - فقلت مثل قولک - پس گفتم من مانند گفتن تو که من این کار برای خدا کردم مزد من
بر خداست - فقال لی رسول الله - پس گفت مرا پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم اذا اعطیت شیئا من غیر ان تساله فکل وتصدق
چون داده شوی تو چیزی را بی آنکه سوال کنی تو و بطلبی پس بخور و اگر از خوردن زیاده ماند تصدق کن - رواه ابو داود
وعن علی رض انه سمع یوم عرفة رجلا یسال الناس - روایت ست از امیر المومنین علی که وی شنید روز عرفه مردی را که سوال میکند
از مردم - فقال - پس گفت علی رض - افی هذا الیوم وهذا المکان - آیا درین روز که روز عرفه است و روز خاص طاعت و عبادت
و دعاست و درین مکان که عرفات است و محل ورود آثار مغفرت و نزول انوار رحمت ست - تسال من غیر الله - سوال میکنی
از جز خدا - فخفقه بالدرة - پس زد علی رض آن مرد را بدره بکسر دال و تشدید را آلت زدن و خفق به خای معجمه و فاء و قاف بدره زدن
کسی را مخفقه دره و به پهنا شمشیر زدن کذا فی الصراح و گفت طیبی خفق به چیزی پهنا زدن - رواه رزین وعن عمر رض قال تعلمن
ایها الناس ان الطمع فقر - گفت امیر المومنین عمر میدانید یا بدانید ای مردم که امید داشتن از مال مردم سبب فقر و زیادت
حاجت ست - وان الایاس - بکسر همزه غنی - و بدانند که نومید بودن از مردم تونگری و بی نیازیست - وان المرء اذا ایس

فقال - پس گفت آن حضرت - اما فی بیتک شیء - آیا نیست در خانۂ تو چیزے - فقال بلی حلس نلبس بعضه ونبسط بعضه - پس گفت
آن مرد آری در خانۂ من گلیم سطبر ست که می پوشیم پارۂ را از وی و میگسترانیم پارۂ را از وی حلس بکسر حا گلیمی که بر پشت شتر زیر برذعه
مے اندازند و در خانۂ ها در زیر فرشهای فاخر می کشند - وقعب - بفتح قاف و سکون عین قدح چوبین خورد و سطبر ست -
نشرب فیه من الماء - که می نوشیم در وی از آب - قال ائتنی بهما - گفت آن حضرت بیار پیش من آن گلیم و قدح را - فاتاه بهما -
پس آورد آن مرد پیش آن حضرت آن گلیم و قدح را - فاخذهما رسول الله - پس گرفت آن گلیم و قدح را پیغمبر خدا صلی الله
علیه وسلم بیده - بدست شریف خود - وقال من یشتری هذین - و گفت آن حضرت کیست که بخرد این هر دو را - قال رجل
انا اخذهما بدرهم - گفت مردی که من میگیرم این هر دو را بیک درهم - قال من یزید علی درهم - گفت آن حضرت کیست که
زیاده کند بر یک درهم مرتین او ثلثا - گفت آن حضرت این سخن را دو بار یا سه بار بقصد تاکید و اهتمام - قال رجل انا اخذهما
بدرهمین - گفت مردی من میگیرم آنها را بدو درهم - فاعطاهما ایاه - پس داد آن قدح و گلیم آن مرد را - فاخذ الدرهمین
فاعطاهما الانصاری - پس گرفت آن حضرت آن دو درهم را پس داد آن دو درهم مرد انصاری را - وقال اشتر باحدهما
طعاما - و گفت بخر بیکی ازین دو درهم طعام را - فانبذه الی اهلک - پس بینداز این طعام را بسوی کسان خود تا قوت چند روزه
خود سازند - واشتر بالآخر قدوما - و بخر بدرهم دیگر تیشه را و قدوم بفتح قاف و ضم دال مخفف یا مشدد تیشه درودگر و آنکه در حدیث
ابراهیم عم واقع شده که اختتن بالقدوم بعضی گفته اند که تیشه مراد ست و بعضی میگویند که نام موضعیست از شام فأتنی به - پس
بیار نزد من آن تیشه را فاتاه به - پس آورد آن مرد نزد آن حضرت تیشه را فشد فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم عودا بیده - پس محکم
کرد آن حضرت در آن تیشه دسته بدست مبارک خود - ثم قال اذهب فاحتطب وبع - پستر گفت آن حضرت برو پس هیزم بکش و
بفروش - ولا اریتک خمسة عشر یوما - و باید که نه بینم ترا پانزده روز - فذهب الرجل یحتطب ویبیع - پس رفت آن مرد در حالیکه
هیزم میکشد و می فروشد - فجاءه وقد اصاب عشرة دراهم - پس آمد آن مرد نزد آن حضرت صلعم در حالیکه تحقیق رسیده
و یافته است ده درهم را - فاشتری ببعضها ثوبا وببعضها طعاما - پس خرید آن مرد به پارۂ از آن دراهم جامه را و به پارۂ از آن
طعام را - فقال رسول الله - پس گفت پیغمبر خدا صلعم هذا خیر لک من ان تجیء المسئلة نکتة فی وجهک یوم القیمة - این هیزم کشیدن
و قوت از آن ساختن اگرچه مشقتی و محنتی دارد بهتر ست مر ترا از آمدن سوال و گشتن او نقطۂ سیاه و خجک در روی تو روز قیامت
ان المسئلة لا تصح الا لثلثة - بدرستیکه سوال کردن نیک نیست مگر سه کس را لذی فقر مدقع ولذی غرم مفظع - ترجمۂ این دو لفظ
در حدیث سابق معلوم شد - او لذی دم موجع - یا مر خداوند خون را که دردمند کننده است مراد بدان دیت ست که در بدل
خون داده از خود یا از غیر خود چنانکه در تفسیر تحمل حماله معلوم شد - رواه ابوداود وروی ابن ماجة الی قوله یوم القیمة
وعن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اصابته فاقة - کسیکه رسید او را حاجت و درویشی
فانزلها بالناس - پس فرود آورد او را به مردمان و روی آورد بایشان - لم تسد فاقته - بسته نه شود و دفع کرده نشود حاجت او

چیزی ست که آن را قوت بامداد گرداند و قوت شبانگاه گرداند یعنی هر کرا قوت یک روز و شب حاصل باشد که بدان قوام بدن شود
و کفایت کند سوال کردن بروی حرام ست چنانچه در شرح ترجمه باب گفته شد - وقال فی موضع آخر - و گفته است نفیلی
در موضع دیگر - ان یکون له شبع یوم او لیلة و یوم - حد غنا که بآن سوال حرام ست اینست که باشد مر او را چیزی که سیر گرداند او را
در روز یا در شب و روز و شبع بفتحتین سیری و بکسر و فتح چیزی که بوی سیری شود - رواه ابو داود - بدانکه حدیث ابن مسعود
که گذشت دلالت دارد بر آنکه حد غنا که مانع از سوال ست ملک پنجاه درهم ست یا قیمت آن و در حدیث آینده از عطا ملک اوقیه است
که چهل درهم باشد و درین حدیث قدر تغدی و تعشی و شبع یوم و لیله پس شافعی اخذ باول کرده و احمد و ابن المبارک و اسحاق
بثالث و بعضی علما بثانی و اخذ کرده ابو حنیفه و اصحاب وی به ملک دویست درهم اگرچه نامی نباشد و درین باب حدیثی نیز وارد
شده است که در کافی آن را ذکر کرده مضمونش آنست که هر که سوال کند و باشد او را پنج اوقیه الحدیث و پنج اوقیه دویست درهم ست
و طیبی گفته که این آسان تر ست بر مردم و در کافی گفته که این ناسخ ست مر احادیث دیگر را والله اعلم پوشیده نماند که اینجا دو چیز ست
منع از اخذ زکوة و منع از سوال و اعتبار مائتی درهم نزد ابی حنیفه در اول ست و در ثانی قدر تغدی و تعشی ست والله اعلم -
وعن عطاء بن یسار عن رجل من بنی اسد قال قال رسول الله - روایت ست از عطاء بن یسار که از مشاهیر تابعین ست
از مردی از بنی اسد که صحابی ست که گفت گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم من سال منکم وله اوقیة او عدلها فقد سال الحافا -
کسیکه سوال کند از شما و حال آنکه مر او راست اوقیه که چهل درهم ست یا مثل اوقیه باشد در قیمت پس بتحقیق سوال میکند بطریق
الحاف و الحاح که مذموم و منهی عنه است و در قرآن مجید در مدح فقرا گفته است لا یسئلون الناس الحافا - رواه مالک و ابو داود
والنسائی - وعن حبشی بضم حای مهمله و سکون موحده و شین معجمه - بن جنادة بضم جیم و تخفیف نون - قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ان المسئلة لا تحل لغنی ولا لذی مرة سوی - بدرستیکه سوال کردن حلال نیست مر توانگر را و نه مر خداوند قوت
سلیم الاعضا را الا لذی فقر مدقع - ولیکن حلال ست مر خداوند فقر را که چسپانیده است بخاک و قعاء بفتح دال و سکون قاف خاک
و دقع بر خاک چسپیدن مدقع بضم میم و سکون دال و کسر قاف بخاک چسپاننده کنایت ست از شدت حاجت و فقر که او را بخاک
افگننده است و نمی تواند برخاست و مسکین نیز ازین رو گویند که طاقت حرکت ندارد چنانچه در قرآن مجید میفرماید او مسکینا ذا متربة
او غرم مفظع - یا حلال ست بر خداوند وام که در فظاعت و شناعت افگننده است غرم بضم غین معجمه وام و تاوان فظاعت رسوائی
ومن سال الناس لیثری بضم یای و سکون مثلثه و کسر را به ماله - و کسیکه سوال کند مردم را تا بسیار کند بآن مال خود را
کان خموشا فی وجهه یوم القیمة - میباشد آن سوال زخمها و خراشها در روی او روز قیامت - ورضفا یاکله من جهنم - و سنگ گرم
که میخورد آنرا از دوزخ رضف بفتح را و سکون ضاد معجمه سنگهای تفسیده که شیر را بوی در جوش آرند رضفه یکی فمن شاء فلیقل و
من شاء فلیکثر پس هر که خواهد کو کم کند و هر که خواهد زیاده کند - رواه الترمذی - وعن انس ان رجلا من الانصار اتی النبی
روایت ست از انس که مردی از انصار آمد پیغمبر را صلی الله علیه وسلم یسأله - در حالیکه سوال میکند آن مرد آنحضرت را و میخواهد از آنحضرت چیزی

قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطینی العطاء گفت عمر بود آنحضرت میداد مرا بخششے۔ فاقول اعطه افقر الیه منی۔ پس میگفتم بآن حضرت
بده آن را بمحتاج ترین بوی از من۔ فقال خذه فتموله وتصدق به۔ پس میگفت آن حضرت بگیر آن را و مال ساز آن را
و تصدق کن بآن۔ فما جاءک من هذا المال وانت غیر مشرف ولا سائل۔ پس چیزی که بیاید ترا ازین مال و حال آنکه تو اشراف
نه کننده و انتظار نبرنده و طمع نه کننده و نه سوال کننده آن را فخذه۔ پس بگیر آن را و مالا فلا تتبعه نفسک۔ و چیزی که نه چنین ست
پس پیرو مگردان آن را نفس خود را یعنی در پی آن مرو و طمع مکن و انتظار مبر چنانچه در میان مردم مشهور ست که لا رد ولا کد متفق علیه

الفصل الثانی عن سمرة بن جندب صحابی مشهور ست حلیف انصار و بود از حفاظ مکثر الحدیث از رسول خدا صلعم
روایت کرده اند از وی حسن بصری و ابن سیرین و شعبی مات بالبصرة سنة تسع وخمسین او ستین۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم المسائل کدوح یکدح بها الرجل وجهه۔ سوالها خراشها و جراحتها ست که مجروح میگرداند بآنها مرد روی خود را۔
فمن شاء ابقی وجهه۔ پس کسیکه خواهد نگاهدارد روی خود را۔ از خراش و سوال نه کند و در بعضی نسخ ابقی علی وجهه و در بعضی
ابقی علی وجهه ماء۔ ومن شاء ترک۔ و کسیکه خواهد ترک کند آن را یعنی نگاه ندارد آبروی خود را و سوال کند اختیار بدست
اوست و این تهدید ست بر ارتکاب سوال کردن پس سوال نباید کرد۔ الا ان یسأل الرجل ذا سلطان۔ مگر آنکه سوال کند
مرد خداوند سلطنت را که امیر ست۔ او فی امر لا یجد منه بدا۔ یا سوال میکند در کاری که نمی یابد از آن چاره چنانکه احتیاج و گرسنگی
و نایافتن قوت یوم چنانکه در شرح ترجمه باب گذشت۔ رواه ابوداود والترمذی والنسائی۔ وعن عبد اللہ بن مسعود
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من سأل الناس وله ما یغنیه۔ کسیکه سوال کند مردم را و حال آنکه مر او راست چیزی
که بی نیاز گرداند او را۔ جاء یوم القیمة ومسئلته فی وجهه می آید روز قیامت و حال آنکه سوال او در روی وی بود۔ خموش
او خدوش او کدوح۔ بعضی گفته اند که این الفاظ قریب المعانی اند و او بجهت شک راویست و بعضی گفته اند که متباین اند در معنی
خدش پوست کندن بچوب و خمش کندن بناخن و کدح بدندان اشارت ست بتفاوت احوال سائلان در قلت
سوال و کثرت آن و توسط۔ قیل۔ گفته شد۔ یا رسول اللہ وما یغنیه۔ و چه چیز بی نیاز میگرداند او را یعنی حد غنا که سوال بآن
حرام ست چیست۔ قال خمسون درهما۔ گفت پنجاه درهم۔ او قیمتها من الذهب۔ یا قیمت پنجاه درهم از طلا۔ رواه ابوداود
والترمذی والنسائی وابن ماجه والدارمی۔ وعن سهل بن الحنظلیة۔ بفتح حا و سکون نون و فتح ظای معجمه نام مادر سهل ست
یا یکی از مادران اوست۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من سأل وعنده ما یغنیه۔ کسیکه سوال کند و نزد وی چیزی باشد
که بی نیاز گرداند او را از سوال۔ فانما یستکثر من النار۔ پس نیست وی مگر آنکه میکند طلب بسیاری از آتش۔ قال النفیلی۔
گفته است عبد اللہ بن محمد نفیلی بضم نون و فتح فا که شیخ ابوداود سجستانی ست۔ وهو احد رواته۔ و نفیلی یکی از راویان این
حدیث ست فی موضع آخر۔ گفته است در جای دیگر نه در میان این حدیث۔ وما الغنی الذی لا ینبغی معه المسئلة۔ و چیست غنا
که روا نیست با وی سوال کردن۔ قال قدر ما یغدیه ویعشیه۔ گفت آن غنا که روا نیست به وجود وی سوال مقدار

و زیبا در نظر خوش آینده و لذیذ در دل - فمن اخذه بسخاوة نفس بورک له فیه - پس کسیکه بگیرد آنرا به سخاوت نفس یعنی بی تطلع
و اشراف و الحاح برکت کرده میشود مر او را در آن مال - ومن اخذه باشراف نفس لم یبارک له فیه - و کسیکه بگیرد آن را به مطلع
شدن بران و انتظار داشتن آن را و طمع کردن و دل بستن در آن برکت کرده نمیشود مر او را در آن مال فی الصراح اشراف
اطلاع یافتن بر چیزی و از بالا به زیر نگریستن - وکان کالذی یاکل ولا یشبع - و باشد وی همچو کسیکه میخورد و سیر نمیشود - والید العلیا
خیر من الید السفلی - و دست بالا بهتر ست از دست پائین مراد بدست بالا آنکه میدهد و بدست پائین آنکه می ستاند یا دست بالا آنکه
نمی ستاند و سوال نمیکند از کسی چنانکه در حدیث آینده معلوم گردد بر هر تقدیر در وی نهی ست از سوال و بیان فضیلت ترک
سوال ست و لهذا متضرع گردانید حکیم بروی قول خود را - فقلت - پس گفتم من - یا رسول الله والذی بعثک بالحق - سوگند به کسیکه
فرستاده است ترا بحق و راستی - لا ارزأ احدا بعدک شیئا - سوال نه کنم بعد از تو یا بعد ازین سوال که از تو کردم و بعضی گویند که
بعد بمعنی غیر ست هیچ یکی را و نستانم از کسی چیزی - حتی افارق الدنیا - تا آنکه جدائی کنم دنیا را یعنی تا وقت موت و رزء به تقدیم
رای مفتوح بر زای ساکن مهموز بمعنی رسیدن چیز از کسی و بمعنی نقص نیز آمده و چون گرفتن از کسی چیزی سبب نقص اوست
بر آن اطلاق کردند - متفق علیه - وعن ابن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال وهو علی المنبر - روایت ست از ابن عمر
که آن حضرت گفت و حال آنکه وی بر منبر بود - وهو یذکر الصدقة والتعفف عن المسئلة - و آن حضرت ذکر میکرد صدقه را و باز
ایستادن از سوال - الید العلیا خیر من الید السفلی - و باز ید علیا را تفسیر کرد بقول خود و فرمود - والید العلیا هی المنفقة
به نون و قاف از انفاق بمعنی خرج کردن و دادن والسفلی هی السائلة - و دست پایان دستی ست که سوال کننده است اینچنین
واقع شده است در صحیح بخاری و صحیح مسلم و طیبی نیز گفت و همچنین ذکر کرده ابوداود نیز و همچنین آمده است روایت از اکثر و در
روایتی مر ابوداود را الید العلیا هی المتعففة بتا و عین و فا از عفت بمعنی باز ایستادن از سوال و از حرام و این معنی انسب
تر ست به سیاق حدیث که گفته وهو یذکر الصدقة والتعفف عن المسئلة و هر دو معنی صحیح ست و نقل کرده شده است از نووی
که صحیح روایت اولی ست - متفق علیه - وعن ابی سعید الخدری قال ان اناسا من الانصار سألوا رسول الله -
گفت که بعضی مردمان از انصار سوال کردند رسول خدا را صلی الله علیه وسلم فاعطاهم - پس داد آن حضرت ایشان را
آنچه طلبیدند ثم سألوا فاعطاهم - باز سوال کردند پس داد ایشان را - حتی نفد ما عنده - تا آنکه تمام شد چیزی که نزد آنحضرت
بود یعنی از آن چیزی که داد ایشان را - فقال ما یکون عندی من خیر فلن ادخره عنکم - پس گفت آنحضرت آنچه میباشد نزد من از خیر یعنی مال پس
ذخیره نمی نهم آنرا از شما - ومن یستعفف یعفه الله - و کسیکه باز ایستد از سوال و نگاه دارد خود را از آن نگاه میدارد او را خدای تعالی و محتاج
نمیگرداند بمردم - ومن یستغن یغنه الله - و کسیکه استغنا ورزد و بی نیاز گرداند خود را از سوال مردم غنی میگرداند و بی نیاز می سازد او را
خدای تعالی - ومن یتصبر یصبره الله - و کسیکه تکلف کند و زور آرد در صبر کردن صبر می بخشد او را خدای تعالی - وما اعطی احد عطاء هو خیر واوسع من صبر
و داده نشد هیچ یکی دادنی را که آن بهتر ست و فراخ تر ست از صبر یعنی صبر عطائی ست از باری تعالی که بهترین عطاهاست - متفق علیه - وعن عمر بن الخطاب

واین ہمہ برای مبالغہ است در منع وزجر از سوال و مسارعت دران - فما سوالہن من المسئلۃ القبیحۃ یعنی یکلہا صاحبہا سعتا
پس چیزے کہ خباثین سہ صورت ست از صور تہای سوال کردن ای قبیحہ حرام ست کہ منجور وخداوند وی حرام را دست
بضم سین وسکون حای مہملتین حرام وسحت واسحات در اصل بمعنی اہلاک واستیصال ست رواہ مسلم - وعن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سائل الناس اموالہم تکثرا کسیکہ سوال کند از مردم مالہای ایشان را بہ قصد
زیادت شدن مال نہ بہ قصد رفع فقر وحاجت - فانما یسائل جمرا - پس سوال نمی کند مگر اخگر را فلیستقل ولیستکثر پس
گو کہ کم طلبد یا بسیار بہر تقدیر سوال کردن ضرر دارد کم یا بیش - رواہ مسلم - وعن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مایزال الرجل یسالی الناس حتی یاتی یوم القیمۃ ہمیشہ است کہ سوال میکند مرد از مردمان تا آنکہ می آید روز
قیامت - لیس فی وجہہ مزعۃ لحم - در حالی کہ نیست در روی وی گوشت کنایت ست از خواری وبی آبروئی یا مراد استخوان بی گوشت
وصور در آخرت تابع معانی آمدہ است ومزعۃ بضم میم وسکون زا وعین مہملہ پارۂ از گوشت وبعضی بفتح میم وزای ضبط کردہ اند
ومحفوظ از محدثین ضم وسکون ست متفق علیہ - وعن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تلحفوا فی المسئلۃ
الحاح مکنید در سوال کردن وبسیار نہ چسپید مسئول عنہ را - فواللہ لا یسالنی احد منکم شیئا - پس بخدا سوگند کہ سوال
نمیکند از من ہیچ یکی ہیچ چیزی را فتخرج لہ مسئلتہ منی شیئا - پس بیرون می آرد برای وی سوال کردن وی از من چیزے را
وانا لہ کارہ - در حالیکہ من سزاوار سوال را ناخوش دارندہ ام - فیبارک لہ فیما اعطیتہ - پس برکت کردہ شود آن کس را در ان
چیزے کہ دادہ ام اورا - رواہ مسلم - وعن الزبیر بن العوام بفتح عین وتشدید واو صحابی مشہور از عشرہ مبشرہ ابن عمہ
رسول اللہ صلعم بود - قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم لان یاخذ احدکم حبلہ - ہر آئینہ بگیرد یکی از شما رسن خود را فیاتی
بحزمۃ حطب علی ظہرہ - پس بیارد پشتہ ہیزم را بر پشت خود فیبیعہا بضم مہملہ وسکون زای بفروشد ہیزم - فیبیعہا - پس بفروشد
آن پشتہ ہیزم را - فیکف اللہ بہا وجہہ - پس باز دارد حق تعالی بآن پشتہ ہیزم آبرو وجاہ او را ودرین عبارت اشارت ست
بانچہ نگاہ داشتن آبروے بندہ از جانب حق تعالی ست ونعمت واطف او ست بروی در جزای اختیار مشقت در کسب حلال
وترک سوال - خیر لہ من ان یسال الناس بہتر ست مر او را ازین کہ سوال کند مردم را - اعطوہ او منعوہ - بدہند مردم
او را یا ندہند اگر بدہند خود آبرو میبرد ومحروم می ماند واگر بدہند بسبب سوال او از کسانی کہ در بند منت ایشان می افتد ودر ربقہ عبودیت
واحسان ایشان می در آید وبطمع وسوال عادت میکند - رواہ البخاری - وعن حکیم بن حزام بکسر حا ونبا منقوطہ ابی خ
برادر زادۂ ام المومنین خدیجۃ تولد او در کعبہ بود وعمر او صد وبیست سالہ شصت در جاہلیت گذرانید وشصت در اسلام
قال سالت رسول اللہ - گفت حکیم سوال کردم از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فاعطانی - پس داد آنحضرت مرا یعنی انچہ
سوال کردہ بودم - ثم سالتہ فاعطانی - پستر سوال کردم آنحضرت را پس داد مرا - ثم قال لی - پستر گفت مرا یا حکیم - ان ہذا المال
خضر حلو - بفتح خا وکسر ضاد معجمتین وحا وبضم حا وسکون لام گفت این مال ومنال دنیا سبز وشیرین ست یعنی خوشنما

بجہت اصلاح ذات البین یعنی جماعت درمیان خود جنگ میکنند وخون یک دیگر میریزند وشخصی دیگر درمیان می آید واصلاح میکند ودیتہا کہ برایشان لازم می آید برخود میگیرد وضامن میگردد بجہت آن دینی برذمۂ اوی نشیند وچون غارم یعنی مدیون یکی از مصارف زکوٰۃ ست این مرد نزد آن حضرت آمد تا از مال زکوٰۃ بوی بدہند چنانکہ گفت۔ فاتیت رسول اللہ۔ پس آمدم پیغمبر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم اسالہ فیہا۔ ودر حالیکہ سوال میکنم آن حضرت را در حمالہ یعنی در ادای دین حمالہ فقال اقم پس گفت آن حضرت بایست وآرام کن نزد ما۔ حتی تاتینا الصدقۃ۔ تا آنکہ بیاید مارا مال زکوٰۃ۔ فنامر لک بہا۔ پس میفرمایم برائے تو بدان صدقہ یعنی بفرمایم کہ ازان بہ تو چیزے بدہند کہ بدان از دین خلاصی یابی۔ ثم قال۔ پس گفت آن حضرت۔ یا قبیصۃ ان المسئلۃ لا تحل الا لاحد ثلثۃ رجل۔ بدرستیکہ سوال نرواست مگر یکی از سہ مرد را تحمل حمالہ۔ یکی ازان سہ مرد ایست کہ برداشتہ ست حمالہ یعنی مال را کہ ادا کند ازانچہ ضامن شدہ ست بدان۔ فحلت لہ المسئلۃ حتی یصیبہا۔ پس حلال شدہ ست مر او را سوال کردن تا برسد آن حمالہ را تمام میسک۔ پس باز دارد خود را از سوال بعد ادای حمالہ وزیادہ بر قدر حاجت سوال نکند۔ ورجل اصابتہ جائحۃ اجتاحت مالہ۔ سوم مردی کہ رسید او را حادثہ وآفتی کہ ہلاک گردانید واز بیخ برکند مال او را وجوع املاک گردانیدن واز بیخ برکندن وجائحہ شدت وسختی کہ ہلاک کند مال را از قحط وفتنہ۔ فحلت لہ المسئلۃ حتی یصیب قواما من عیش۔ پس حلال شد او را سوال کردن تا برسد قوام را از زندگانی یعنی چیزے را کہ بی نیاز شود وبر پا شود بدان حاجت ضروریہ وی از زندگانی۔ او قال سدادا من عیش۔ یا گفت سدادی من عیش بجای قواما من عیش یعنی چیزے کہ بہ بندد حاجت او را از زندگانی وقوام بکسر قاف چیزے کہ قایم شود بوی حاجت وقوام شی بمعنی چیزے کہ نظام وعماد وملاک وی بوو نیز آید وآن نیز قریب بہمین معنی ست واما قوام بفتح قاف بمعنی عدل ووسط ست چنانکہ در قرآن مجید فرمود وکان بین ذلک قواما وسداد بکسر سین چیزے کہ بستہ شود بوی حاجت وہر چیزے کہ بہ بندد چیزے را سداد او ست چنانکہ سداد قارورہ وجز آن وسداد بفتح سین بمعنی راستی وسیانہ روی در قول وعمل ودر ذکر قوام وسداد مبالغہ ست در باز آمدن از سوال گویا تشبیہ داد سائل را بمضطر کہ حلال ست او را اکل میتہ برائے سد رمق وقوام بدن اگرچہ رسیدن باین مرتبہ شرط نیست در حل سوال بلکہ فقدان قوت یوم وران کافی ست واین گویا ذکر حال مسکین ست وذکر حال فقیر این ست کہ میفرماید۔ ورجل اصابتہ فاقۃ۔ وسوم مردی کہ رسید او را حاجت در ویشی فاقہ حاجت وافتقاق حاجتمند شدن۔ حتی یقوم ثلثۃ من ذوی الحجی من قومہ تا آنکہ بایستند وخبر دہند وبگویند سہ کس از خداوندان عقل وفراست از قوم وی کہ بحقیقت حال میرسند وسخن تخمین وقیاس نمیگویند وحجی بکسر حا وفتح جیم عقل۔ لقد اصابت فلانا فاقۃ۔ بتحقیق رسیدہ ست فلان کس را فاقہ۔ فحلت لہ المسئلۃ۔ پس حلال شد او را سوال نمودن وگدائی کردن۔ حتی یصیب قواما من عیش او قال سدادا من عیش۔ پوشیدہ نماند کہ ظاہر مراد انست کہ شہادت دہند وگفتہ اند کہ آن نہ مراد ست بلکہ مراد مجرد قول وخبر ست ودر روایت ابی داؤد بقول آمدہ ودر ذکر قوم مبالغہ است کہ چنان یقین خبر دہند کہ گویا شہادت ست ودر ذکر لام لقد اصابت نیز تاکید ست وذکر ثلثہ نیز برای احتیاط ست وہمچنین ذکر ذوی الحجی

برآبی که به تحقیق نام برد آن آب را و آن موضع را که آن آب از آنجا فرود آمده بود۔ فاذا نعم من نعم الصدقة۔ پس ناگاه شتری چند از شتران زکوٰة آنجا حاضر بودند وهم یسقون۔ و ایشان آب میدادند شتران را۔ فحلبوا من البانها۔ پس دوشیدند قدرے از شیرهای آن شتران۔ فجعلته فی سقائی۔ پس گردانیدم و انداختم آن شیر را در مشک خود و سقا بکسر و مشک شیر و آب۔ فهو هذا۔ پس آن شیر که خوردے این شیر بود که از آن جا بر آورده بودم۔ فادخل عمر یده۔ پس در آورد عمر انگشتان خود را در دهان خود۔ فاستقاء۔ پس به زور و تکلف قی کرد و شیری که خورده بود از شکم بر آورد و این غایت تقوی و تورع بود و الا اگر فقیر هبه کند یا هدیه آرد از صدقه خود رواست خوردن او را و آنچه آنحضرت فرمود در حدیث بریره رخصت بود که برای بیان جواز فرمود کذا قیل۔ رواه مالک والبیهقی فی شعب الایمان

باب من لا تحل له المسئلة ومن تحل له

باب در بیان کسیکه حلال نیست مر او را سوال کردن و گدائی نمودن و کسی که حلال ست او را سوال کردن و گفته اند که نمی باید که سوال کند هر که نزد وی قوت یوم ست زیرا که سوال بی ضرورت حرام ست و اگر قوت یوم نداشته باشد یا چیزی ندارد که بدان ستر عورت کند حلال ست که سوال کند و فقیری که او را قوت یوم حاصل ست یا قادر ست بر کسب حلال مر او را حرام ست سوال و حرام ست زکوٰة و مسکین که چیزے ندارد که قوت یوم کند و قادر نیست بر کسب حلال حلال ست مر او را سوال و اتفاق دارند علما بر نهی از سوال بی ضرورت و اختلاف درین ست که حرام ست یا حلال با کراهت بسه شرط اول آنکه خوار نکند نفس خود را و الحاح نکند در سوال و ایذا نه کند مسئول عنه را و اگر یکی ازین سه شرط مفقود گردد حرام ست باتفاق و منقول ست از ابن المبارک که گفت خوش نمی آید مرا که سائل چون لوجه الله سوال کند داده شود بوی چیزی زیرا که دنیا خسیس ست و چون لوجه الله طلبید تعظیم کرد چیزے را که تحقیر کرده او را حق تعالی پس داده نشود چیزی بجهت زجر و منع و اگر بگوید بحق خدا و بحق محمد بده واجب نمیگردد بر مسئول عنه چیزے دادن بوی و کسی که گرفت باظهار حاجت بدروغ مالک نمیگردد و همچنین اگر گوید به دروغ که من علوی ام و اگر یکی را بجهت صلاح بدهد و وے در باطن ارتکاب معصیت میکند اگر بداند آن را معطی ندهد نیز مالک نمیگردد و حرام ست بر وی و واجب ست رد وے بر مالک و همچنین کسیکه داده شود او را چیزی بجهت بدزبانی وے یا شر سعایت وی حرام ست بر وی و اگر فقیرے بیاید برای سوال و خواهد که دست مسئول عنه ببوسد تا چیزی بوے بدهد مکروه ست و افضل آنست که مسئول عنه دست بوی ندهد بقصد منع و زجر و نباید داد سائلی را که طبل زده بر درها میگردد و مطرب را که از همه افحش ست این مسایل همه در مطالب امیر المومنین ذکر کرده بنقل از کتب والله اعلم

الفصل الاول عن قبیصة۔ بفتح قاف و کسر موحده و سکون تحتانیه و صاد مهمله۔ بن مخارق۔ بضم میم و خاء معجمه و کسر را و قاف در آخر صحابی ست معدود در اهل بصره۔ قال گفت قبیصه۔ تحملت حمالة۔ کفیل و ضامن شده بودم من دینی را از جهت دیت و حماله بفتح حای مهمله مالی که بر میدارد و بر خود میگیرد آدمی از قوم بجهت دیت و جز آن و مدیون میگردد

یکی سرغزا کننده را در راه خدا - او تعالی علیها - دوم مرکسی که عامل ست به صدقات وگماشته سلطانیست به تحصیل آن او نعام سوم مرکسی راکه مدیون ست و دینی بر ذمه وی نشسته که غنای وی باداء دین وی وفا نمیکند - اوابن السبیل - چهارم مردیرا که خریده ست صدقه را به مال خود مثل صدقه که نزد فقیرے بود و غنی آن را از وی بخرید حلال ست اورا و نسبت بوے صدقه نیست - اورجل کان له جار مسکین - پنجم مردی راکه هست مر اورا همسایه مسکین - فتصدق علی المسکین پس تصدق کرده شد بر مسکین - فاهدی المسکین للغنی - پس هدیه فرستاد آن مسکین مر این غنی را از ان صدقه چنانکه در حدیث بریره معلوم شد و استحقاق غازی غنی زکوٰة را مذهب شافعی ست و نه و ما عامل و غارم را درست ست زیرا که عامل اجرت عمل خود میگیرد و غنا و فقر دران برابرست و غارم به سبب استحقاق وی دین ست آن قدر که دین وی ادا یابد درست ست نه غازی را از جهت اطلاق حدیث معاذ بن جبل که آن حضرت فرمود که از اغنیا بگیرد و بر فقرای ایشان صرف کن و جهت حدیث آنحضرت صلعم حلال نیست صدقه مر غنی را - رواه مالک ابو داؤد و فی روایته لابی داؤد عن ابی سعید او ابن السبیل - و در روایتے مر ابی داؤد را از ابی سعید خدری او ابن السبیل نیز واقع شده است که بدان مراد مسافرست که از وطن خود جدا افتاده است زیرا که مال وی از ملک وی برآمده و وی حکم فقیر دارد باشارت قول وی تعالی للفقراء المهاجرین الذین اخرجوا من دیارهم و اموالهم و عن زیاد بن الحارث الصدائی بضم صاد مهمله و تخفیف دال منسوب به شخصی که نام وی صداست محابی ست مبایعت کرد آن حضرت را و اذان گفت در پیش وی صلعم چنانکه در باب الاذان گذشت - قال اتیت النبی - گفت آمدم پیغمبر را صلی الله علیه وسلم فبایعته - پس مبایعت کردم و بعهد مسلمانی دست بوی دادم - فذکر حدیثا طویلا - پس ذکر کرد وی حدیثی دراز را - فاتاه رجل - پس آمد نزد آن حضرت مردی - فقال اعطنی من الصدقة - پس گفت آن مرد با آن حضرت بده مرا از صدقه - فقال له رسول الله پس گفت مر آن مرد را پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ان الله لم یرض بحکم نبی ولا غیره فی الصدقات - بدرستیکه خدای تعالی راضی نشده است نه بحکم پیغمبر و نه بحکم غیر وی از علماء مجتهدین در تقسیم صدقه ها تا که بکند باید داد حتی حکم فیها هو - تا آنکه حکم کرده در صدقات وی تعالی خود در قرآن مجزا ثمانیة اجزاء پس پاره پاره ساخت و تقسیم کرده آن را هشت پاره یعنی قسمت کرده آن را بر هشت طائفه که خبر ایشان را بایه داد چنانکه کریمه انما الصدقات للفقراء و المساکین متکفل بیان آنست و در کتب فقه سیع طوائف واقع شده - برگردانیدن فقرا و مساکین یکی بی اعتبار فرق میان ایشان - فان کنت من تلک الاجزاء اعطیتک - پس اگر هستی تو از جمله آن اقسام میدهم ترا ظاهر احال وی معلوم نبود و تردد وی شبهها بود دران - رواه ابو داؤد

الفصل الثالث - عن زید بن اسلم - فقیه عمری مولای عمر بن الخطاب ثقه عالم فقیه عابد زیاده از چهل فقیه در حلقه درس او مے نشستند و امام زین العابدین پیش او میرفت و استماع میکرد - قال ضرب عمر بن الخطاب - لبنا فاعجبه - نوشید عمر شیر را پس خوش آمد آن ظهیر او را - فعاد الذی سقاه من این هذا اللبن - پس برسید عمر آن کس را که شیر نوشانید او را که از کجا بود این شیر - فاخبره انه ورد علی ماء قد سماه - پس خبر داد آن کس عمر را که وی فرود آمده بود

ہمراہ آن مرد یا نہ۔ فانطلق الی النبی۔ پس رفت ابو رافع بسوی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و آمد نزد وی۔ فسالہ۔ پس پرسید
آنحضرت را کہ بروم یا نہ۔ فقال ان الصدقۃ لا تحل لنا۔ پس گفت آنحضرت بدرستیکہ صدقہ حلال نیست ما را کہ بنی ہاشمیم
وان موالی القوم من انفسہم۔ و بدرستیکہ موالی قوم از ذاتہای ایشان اند و حکم ایشان دارند و چنانکہ ما را صدقہ حلال نیست
موالی ما را نیز نباشد۔ رواہ الترمذی و ابو داؤد والنسائی۔ وعن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا تحل الصدقۃ لغنی یعنی حلال نیست زکوٰۃ مر غنی را۔ ولا لذی مرۃ سوی۔ و نہ حلال ست مر خداوند قوت
درست اعضا را کہ کسب روزی می تواند کرد و مرۃ بکسر میم و تشدید را بہ چند معنی آید قوت و شدت و عقل و استحکام و طاقت
جسد و اگر ظاہر القوۃ باشد ولیکن عقل و سلیقہ کسب نداشتہ باشد حلال بود مر او را زکوٰۃ و اخذ کردہ است باین حدیث
امام شافعی و قائل شدہ است بعدم حل زکوٰۃ مر قومی را کہ قادر بر کسب باشد و نزد ما حلال ست زکوٰۃ مر کسی را کہ مالک
نصاب کہ دویست درہم ست نباشد اگرچہ قوی و قادر بر کسب باشد زیرا کہ آنحضرت میداد صدقہ را بفقرای اصحاب خود
اگرچہ قوی و تندرست میبودند و ہمین بود آخر امر از آن حضرت صلعم پس این حدیث منسوخ باشد یا مراد آنست کہ
نمی باید و نہ سزد کسی را کہ او را قوت و قدرت باشد بر کسب کہ راضی شود باین مذلت و دنائت۔ رواہ الترمذی و ابو داؤد
والدارمی و رواہ احمد والنسائی و ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ۔ وعن عبد اللہ بن عدی بن الخیار۔ بکسر خای معجمہ
و تخفیف تحتانیہ از کبار تابعین ست و تولد او در زمان نبوت بود۔ قال اخبرنی رجلان انہما اتیا النبی۔ گفت خبر دادند
مرا دو مرد کہ آن دو مرد آمدند پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم وہو فی حجۃ الوداع۔ و حال آنکہ آنحضرت در حجۃ الوداع بود کہ
عبارت ست از حجی کہ آن حضرت کرد و بیان احکام فرمودہ تودیع حیات نمود۔ وہو یقسم الصدقۃ۔ و آنحضرت قسمت میکرد
صدقہ را۔ فسالاہ منہا۔ پس سوال کردند آن دو مرد آن حضرت را از آن صدقہ پس آن دو مرد میگویند کہ۔ فرفع فینا النظر
وخفضہ۔ پس چون سوال کردیم ما بر داشت و بلند گردانید آنحضرت در ما نظر خود را و پست گردانید نظر یعنی بالا و پایان
نظر یعنی سر تا پا دید و نگاہ کرد۔ فرآنا جلدین۔ پس دید و دانست ما را چابک و توانا۔ فقال ان شئتما اعطیتکما۔ پس گفت
آنحضرت اگر خواہید شما بدہم شما را۔ ولا حظ فیہا لغنی۔ و حال آنکہ نیست نصیب در صدقہ مر توانگر را۔ ولا لقوی مکتسب
و نہ توانا را کہ کسب میتواند کرد و معنی این حدیث بر مذہب شافعی آنست کہ صدقہ خوردن بر شما حرام ست و اگر شما راضی میشوید
بر خوردن حرام میدہم شما را و این بطریق تشدید و تقریع ست نہ تخییر یا این معنی دارد کہ ظاہر حال شما قوت ست و اگر در واقع
ہمچنین آید کہ توانگر آید حلال نیست شما را و الا بدہم شما را و در مذہب ما آنست کہ در صدقہ خوردن خواری و رذالت ست
اگر باین صفت راضی اید بدہم شما را و درین نیز نوعی از تشدید و توبیخ ست۔ رواہ ابو داؤد والنسائی وعن عطاء بن
یسار مرسلا۔ از علماء تابعین و کبار ایشانست ثقہ کثیر الحدیث مولی میمونہ ام المومنین۔ قال قال رسول اللہ صلعم
لا تحل الصدقۃ لغنی الا لخمسۃ حلال نیست زکوٰۃ مر غنی را مگر برای پنج کس اگرچہ غنی ہم باشند میتوان داد۔ لغاز فی سبیل اللہ

وسکون راد یگ از سنگ کہ مشہور ست در بلاد حجاز و یمن و الآن در حرمین شریفین نیز مشہور ست - فقرب الیہ خبز و ادم من ادم البیت - پس نزدیک گردانیدہ شد بہ سوی آنحضرت نان و نان خورش از ان نان خورش کہ در خانہ بود و ادم بضم ہمزہ و سکون دال و ضم آن مفرد و جمع ہر دو آمدہ چنانکہ فلک و بعضی گفتہ اند کہ بہ سکون مفرد و بضم جمع ست - فقال الم ار برمۃ فیہا لحم - پس گفت آن حضرت آیا نمی بینم دیگی را کہ در وی گوشت ست - قالوا بلی - گفتند آری ہست دیگی کہ میجوشد در وی گوشت ست لکن نہ لحم تصدق بہ علی بریرۃ - ولکن این گوشتی ست کہ تصدق کردہ شدہ ہست بر بریرہ - وانت لا تاکل الصدقۃ - و تو نمیخوری صدقہ را - قال ہو علیہا صدقۃ ولنا ہدیۃ - گفت آن حضرت این گوشت بر بریرہ صدقہ ہست و برای ما ہدیہ ہست یعنی اگر کسی چیزے بہ فقیر بر وجہ زکوٰۃ داد و آن فقیر بہ کسی دیگر بدہد کہ زکوٰۃ گرفتن او را جائز نیست آن چیز بر ین کس حلال ست زیرا کہ آن چیز ملک فقیر شد پس کہ بدہد بر واست متفق علیہ - وعنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبل الہدیۃ ویثیب علیہا بود آن حضرت کہ قبول میکرد ہدیہ را و جزا میداد و مکافات میکرد بر آن - رواہ البخاری - وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو دعیت الی کراع لاجبت - اگر خوانندہ شوم من بہ سوی کراع بضم کاف یعنی پاچہ کہ شئی حقیر ست قبول میکنم دعوت را و بعضی گفتہ اند کہ کراع نام مکانی ست مشہور میان مکہ و مدینہ کہ آن را کراع الغمیم میگویند و معنی اول اظہر ست و انسب بقول وی - ولو اہدی الی ذراع لقبلت - واگر ہدیہ فرستادہ شود بہ سوی من یک دست گوسفند ہر آینہ قبول میکنم اشارت ست بغایت تواضع و شفقت و مہربانی بر خلق خدا - رواہ البخاری - وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس المسکین الذی یطوف علی الناس - نیست مسکین آن کسیکہ طواف میکند بہ مردم و گرد ایشان میگردد و ترددہ اللقمۃ واللقمتان - و باز میگرداند او را یک لقمہ یا دو لقمہ - والتمرۃ والتمرتان - و یک خرما و دو خرما - ولکن المسکین الذی لا یجد غنی یغنیہ - ولیکن مسکین حقیقی کسی ست کہ نمی یابد تونگری را کہ بی نیاز گرداند او را - ولا یفطن بہ فیتصدق علیہ - و در یافتہ نمیشود و در رسیدہ نمیشود بحال وی بجہت تعفف تا تصدق نمودہ شود بر وی - ولا یقوم فیسال الناس - و بر نمیخیزد از کنج خانہ و زاویۂ عزلت خود تا سوال کند مردم را و در ذکر فطانت کہ بمعنی زیرکی و جودت فہم ست اشارت بخفا و کتمان حال و بجہت تعفف و ستر کہ بدان زود تر توان رسید - متفق علیہ

الفصل الثانی - عن ابی رافع - ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث رجلا من بنی مخزوم علی الصدقۃ - روایت ست از ابی رافع کہ مولی آن حضرت بود کہ آن حضرت فرستاد و بر گماشت مردی را از قبیلۂ بنی مخزوم بر گرفتن زکوٰۃ - فقال لابی رافع اصحبنی کیما تصیب منہا - پس گفت آن مرد کہ ای ابی رافع صحبت دار من و بیا ہمراہ من تا بہرہ مند شوی از صدقہ و نصیب خود را و بدہم تو از ان چیزی - فقال لا - پس گفت ابو رافع مصاحب نمی شوم تو را و نمی آیم ہمراہ تو - حتی اتی رسول اللہ تا می آیم پیغمبر خدا را - صلی اللہ علیہ وسلم فاسالہ - پس سوال میکنم آن حضرت را کہ ببرد م ہمراہ آن مرد یا نہ - فانطلق الی النبی - پس رفت ابو رافع بسوی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و آمد نزد وی - فسالہ - پس پرسید آن حضرت را کہ ببرد م

روایت ست از عبد المطلب بن حارث بن ہاشم قرشی کہ در زمان آنحضرت ﷺ سن رجولیت رسیدہ بود گفت گفت آنحضرت
ان ہذہ الصدقات انما ہی اوساخ الناس - بدرستیکہ این صدقہ ہا نیست مگر چرکہای مردم کہ اموال ایشان را و ایشان را
پاک میگردانند - وانہا لا تحل لمحمد ولا لآل محمد - واین صدقات یا این اوساخ حلال نیستند مر محمد را و نہ مر آل محمد را مراد با آل
اینجا بنی ہاشم اند کہ حلال نیست مر ایشان را زکوٰۃ و آل را چنانچہ معنی ست کہ در جای خود تحقیق کردہ شدہ است - رواہ مسلم وعن ابی رافع
رضی اللہ تعالے عنہ - قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بطعام سأل عنہ اہدیۃ ام صدقۃ - گفت ابو رافع بود
آن حضرت وقتیکہ آورده میشد نزدوی طعام می پرسید آیا ہدیہ ست یا صدقہ فرق میان صدقہ و ہدیہ آنست کہ صدقہ چیزیست کہ
انفاق کردہ میشود بر فقرا بہ طریق تلطف و مہربانی وارادہ کردہ میشود بوے ثواب آخرت و در وے نوعے از خواری و
زبونی ست آنرا کہ داده میشود صدقہ بوی و ہدیہ مقصود بوی تعظیم و اکرام ست و برده میشود نزد اغنیا و مکافات کردہ میشود
در وی نہ در صدقہ - فان قیل صدقہ پس اگر گفتہ میشد کہ این طعام صدقہ است - قال لاصحابہ کلوا - مے گفت
آن حضرت مر یاران خود را بخورید شما - ولم یاکل - و خود نمیخورد - وان قیل ہدیۃ - و اگر گفتہ میشد کہ ہدیہ است - ضرب بیدہ
فیہ ودور از میکرد دست مبارک خود را بی تحاشا - فاکل معہم - پس میخورد با ایشان و ضرب بمعنی شتابی در راہ رفتن و بمعنی رفتن
بہ طلب رزق آید و از اینجا معلوم شد کہ آن حضرت ﷺ قبول نمیکرد صدقہ را و نمیخورد آنرا و ہدیہ قبول میکرد و برغبت میخورد آن را
متفق علیہ - وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان فی بریرۃ ثلث سنن - گفت عائشہ بود در بریرہ بفتح باء و کسر راء
اولی مولاۃ عائشہ سہ سنت یعنی سہ حکم شرعی بتقریب وی وارد شد و ثابت گشت - احدی السنن انہا عتقت فخیرت فی زوجہا -
یکی از ان سہ سنت آنست کہ بریرہ آزاد شد پس مخیر گردانیدہ شد در زوج وی کہ نام وی مغیث بود اگر خواہد در تحت آن زوج
باشد و اگر خواہد جدا شود از وی و این خبر عتق ست کہ علما اثبات کردہ اند آن را در زنی کہ داده بود چون آزاد گردد مخیر ست
کہ شوہر خود را اختیار کند یا مفارقت نماید نزد شافعی اگر شوہر او بندہ کسی باشد و نزد ما خواہ بندہ بود خواہ آزاد و این نیست
شوہر بریرہ بود و بر بریرہ او را نخواست مغیث در عشق او و در فراق او والہ و حیران میگشت و فریاد میکرد و میگریست - وقال
رسول اللہ و گفت پیغمبر خدا - صلی اللہ علیہ وسلم الولاء لمن اعتق - ولاء مر کسی راست کہ آزاد کردہ است این منت دوم ست
کہ در بریرہ بود دیگر آنست کہ بریرہ داه یہودی بود کہ او را مکاتب ساخته بود و چون ازادی بدل کتابت عاجز آمد نزد
عائشہ رضی اللہ عنہا آمد کہ تا چیزی بدہد کہ در بدل کتابت بمالک خود داده آزاد گردد عائشہ فرمود اگر بہ صاحبان خود بگوئی کہ ترا بدست من بفروشند
و بخرم پس وی رفت و بہ صاحبان خود آنچہ عائشہ گفتہ بود گفت ایشان گفتند نمیفروشیم ایا بہ شرط آنکہ ولای وی یعنی میراث وی
برای ما باشد عائشہ با آن حضرت صلعم عرض کرد کہ یہود چنین میگویند آنحضرت فرمود کہ غلط میگویند الولاء لمن اعتق ولاء مر کسی ست کہ آنرا آزاد کردہ
تو ای عائشہ بخر و آزاد کن ولای آن مر ترا خواہد بود و شرط ایشان باطل و سنت سوم انیست کہ میفرماید - ودخل رسول اللہ - و در آمد
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم - یعنی در آمد در خانہ عائشہ - والبرمۃ تفور بلحم - و حال آنکہ دیگ میجوشید بہ گوشت بر سبیل

تفاوتے میکند کہ عنوان ثانی در وی صادق ست کہ دفع زکوة بہ سنوی کافر جائز نیست و مسقط ذمہ او بحث کردہ نمیشود
از عدم حل آن بہ وی و در نبی ہاشم ہر دو معنی صادق ست و ظاہر و بالجملہ زکوة بہ کافر نتوان داد بخلاف صدقات دیگر مثل
صدقہ فطر و کفارات و فقرای مسلمانان اجب و افضل اند و عدم جواز دفع زکوة بہ بنی ہاشم ظاہر روایت ست و در روایتی
از امام ابی حنیفہ جائز ست درین زمان و ممنوع دران زمان بود و در روایتی از وی و از ابو یوسف جائز ست و دفع بعضی
بنی ہاشم ببعض و جائز نیست دادن زکوة بہ کسیکہ مالک نصاب ست و در روایتی الا بعلما کہ حوائج ایشان خصوصاً جمع کتب
ایشان را در کار ست بسیار ست و بہ کسیکہ میان او و مزکی نسبت ولادت ست بخلاف دیگر اقربا کہ اعمام و عمات و اخوال و
خالات و اولاد ایشان اولی و افضل ست صلہ کہ باصدقہ جمع میشود و بہ کسیکہ نسبت زوجیت دارد و بمکاتب خود و مدبر خود
دام ولد خود نیز ندہد

الفصل الاول عن انس قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتمرة فی الطریق - گذشت آن حضرت بیک خرما یعنی
خرما در راہ افتادہ بود نظر آنحضرت بران خرما افتاد - فقال لولا انی اخاف ان تکون من الصدقة لاکلتها - پس گفت آنحضرت
اگر نمی بود کہ می ترسیدم کہ باشد این خرما از صدقہ ہر آئینہ میخوردم من آن را ولیکن نہ خوردم از ترس آنکہ مبادا از صدقہ باشد
ازینجا معلوم شد کہ صدقہ بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از جہت کرامت و طہارت جوہر شریف وی حرام بود و باحادیث دیگر نیز معلوم شد
کہ بر بنی ہاشم و موالی ایشان نیز حرام ست و گفتہ اند کہ بر حضرت وی صلعم مطلقا حرام ست چہ صدقہ واجب و چہ تطوع و بر ایشان
صدقہ واجب نہ تطوع کذا قال الطیبی و در بعضی کتب فقہ حنفیہ صدقہ نفل نیز حرام ست بر بنی ہاشم نزد صاحبین و نزد ابی حنیفہ در
روایت ست و نیز معلوم شد کہ برداشتن طعام کہ بر زمین افتادہ باشد اگرچہ ادنی چیزی باشد سنت ست و اگر بخورند نیز
جائز ست و درین کمال تواضع و تعظیم نعمت الٰہی ست اگرچہ قلیل باشد و نیز معلوم شد کہ رعایت احتیاط در مقام شبہہ حرمت
واجب ست - متفق علیہ - **وعن ابی ہریرة** قال اخذ الحسن ابن علی تمرة من تمر الصدقة - گفت ابو ہریرہ گرفت
امام حسن ابن علی رض خرما از خرماہای صدقہ - فجعلها فی فیه - پس گردانید حسن رض آن خرما را در دہن خود - فقال النبی - پس گفت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کخ کخ بفتح کاف و کسر آن و سکون خای معجمہ و کسر آن بالتنوین کلمہ ایست کہ زجر و منع کردہ میشود بدوی صبی و
باز داشتہ میشود از انچہ میکند و نیز در اجتناب و پرہیز از پلیدی نیز گفتہ میشود - لیطرحها - گفت آنحضرت این کلمہ را تا بیندازد
حسن رض آن تمر را از دہان و نخورد و در بعضی گفتہ اند کہ کلمہ اعجمیہ ایست و نجاری این را در باب من تکلم بالفارسیة آوردہ - ثم قال -
پس گفت آنحضرت بحسن رض - اما شعرت انا لا ناکل الصدقة - آیا نمی دانی تو کہ ما بنی ہاشم و اہل بیت طہارت نمیخوریم صدقہ را ظاہر
این عبارت مشعر ست بسابقہ علم امام حسن رض باین حکم و بعید نیست زیرا کہ وی صغیر عاقل بود و بتحقیق تحمل کردہ اند این و امثال
اجل احادیث رسول اللہ را صلعم در صغر سن و بودند در زمان وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہشت سالہ زیرا کہ بود و لادت
ایشان در سال دوم از ہجرت - متفق علیہ - **وعن عبد المطلب** بن ربیعة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم ہذہ الصدقۃ صاعا من تمر او شعیر - واجب گردانیدہ است آنحضرت این صدقہ را یک صاع از خرما یا جو - و نصف صاع من قمح - بفتح قاف و سکون میم یا نصف صاع از گندم - علی کل حر او مملوک ذکر او انثی صغیر او کبیر - بر ہر کس آزاد باشد یا بندہ مرد باشد یا زن خرد باشد یا بزرگ - رواہ ابو داؤد و النسائی - و عنہ قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر وہم از ابن عباسؓ است گفت واجب گردانیدہ است پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ فطر یعنی صدقۂ فطر را مطہرا للصیام - از جہت پاک گردانیدن روزہ را و در بعضی نسخ طہرۃ للصیام من اللغو و الرفث - از سخن بیہودہ و لایعنی گفتن و از رفث کہ واقع شود باشد در صوم و رفث بفتح راو فا بمعنی جماع و فحش و آنچہ میرود از سخن میان مرد و زن در زیر لحاف و آنچہ خطاب کند مرد بازن از فحش بعد ازان استعمال کردہ میشود در ہر کلام قبیح مراد تقصیرات و گناہانست کہ در ادای روزہا کما ہو حقہ بوجود آمدہ باشد - و طعمۃ للمساکین - و صدقۂ فطر واجب ست از جہت طعام دادن بمساکین و بی نیاز گردانیدن ایشان را از سوال در ان روز چنانکہ در حدیث آمدہ است - رواہ ابو داؤد -

الفصل الثالث - عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث منادیا فی فجاج مکۃ آنحضرت برانگیخت و فرستاد آواز کنندہ را در کوچہ ہای کشادۂ مکہ تا ندا کند - الا ان صدقۃ الفطر واجبۃ علی کل مسلم - آگاہ باشید کہ صدقۂ فطر واجب ست بر ہر مسلمان - ذکر او انثی حر او عبد صغیر او کبیر مدان من قمح - صدقۂ فطر دو مد ست از گندم یعنی نصف صاع چہ صاع چہار مد ست - او سواہ یا جز گندم کہ زبیب باشد چنانکہ مذہب امام ابو حنیفہ است - او صاع من طعام - اگر مراد بہ طعام گندم باشد او از برای شک راوی ست و اگر جز آن باشد برای تنویع - رواہ الترمذی - و عن عبد اللہ بن ثعلبۃ او ثعلبۃ بن عبد اللہ بن ابی صعیر - بضم صاد و فتح عین مہملتین - عن ابیہ - این چنین ست در نسخ مشکوٰۃ و صواب عبد اللہ بن ثعلبۃ بن صعیر او بن ابی صعیر و ثعلبہ صحابی ست مر او را یک حدیث ست از آنحضرت در صدقۂ فطر در کاشف گفتہ است ثعلبہ بن صعیر و بعضی میگویند ابن ابی صعیر مر او را صحبت ست و روایت میکند از وی پسرش عبد اللہ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاع من بر او قمح - شک راوی ست و بر و قمح ہر دو بمعنی گندم ست میفرماید صاع از گندم ست عن کل اثنین از ہر دو کس نصف صاع از ہر کس - صغیر او کبیر حر او عبد ذکر او انثی اما غنیکم فیزکیہ اللہ - اما تو انگر شما پس پاک میگرداند او را و نمامی بخشد مال او را خدای تعالی بسبب صدقہ دادن - و اما فقیر کم فیرد علیہ اکثر مما اعطاہ - و اما فقیر شما پس میدہد و میرساند او را خدای تعالی بیشتر از انچہ دادہ است و غنی میگرداند او را ببرکت صدقہ و مضاعف ثواب آن و این معنی در غنی نیز خواہد بود تخصیص او بفقیر از برای تسلیہ و ترغیب اوست - رواہ ابو داؤد

باب من لا تحل لہ الصدقۃ

باب در بیان کسیکہ حلال نیست مر او را صدقہ خوردن و مال زکوٰۃ گرفتن و گاہی عنوان باب اینچنین میسازند باب من لا یجوز دفع الزکوٰۃ الیہ در بیان کسیکہ روا نیست دادن زکوٰۃ مر او را و آل معنی ہر دو عبارت یکی ست و در مادہ کاف

وشرط نیست نصاب دیگر بدانکه واجب در صدقه نصف صاع از بر و صاع از تمر و شعیر و در بعضی احادیث صاع از بر نیز آمده و در بعضی صاع از
طعام واقع شده و در بعضی صاع مطلق آمده غیر مقید بچیزی و گفته اند که واجب در زمان نبوت همان نصف صاع بود و زیاده
بطریق تطوع بود نه وجوب و بعضی گفته اند که واجب دران زمان صاع از بر یا تمر یا شعیر بود پس مردم بعد ازان نصف صاع
از بر گرفتند که معادل بود در قیمت بصاع از تمر یا شعیر فافهم و زبیب در حکم بر ست نزد ابی حنیفه و در حکم شعیر ست نزد ابی یوسف
و محمد و مرویست از امیر المومنین علی که در زمان خلافت خود فرمود که واجب نصف صاع ست از بر اما چون توسعه کرد پروردگار
تعالی بر شما تمام صاع و هید از بر وغیره و ازینجا معلوم میشود که زیاده بر نصف به طریق تطوع ست

الفصل الاول - عن ابن عمر رضی الله عنهما قال فرض رسول الله صلی الله علیه وسلم زکوة الفطر صاعا من
تمر او صاعا من شعیر - گفت ابن عمر فرض گردانید آنحضرت زکوة فطر را صاعی از تمر یا صاعی از شعیر درین حدیث ذکر بر نیست
و ازینجا توهم کرده اند بعضی از مردم که اخراج نصف صاع از بر بعد از زمان نبوت بود از جهت معادلت وی بصاع از تمر یا شعیر
و صواب آنست که نصف صاع از بر بود و تخصیص ذکر تمر و شعیر درین حدیث بجهت غلبه وجود این دو جنس باشد و گویند که
ابن عمر از تمر میداد و چون وجود تمر و شعیر در مدینه کم شد از شعیر میداد و آن جز یکبار نبود - علی العبد والحر والذکر والانثی
والصغیر والکبیر من المسلمین - بر بنده و آزاد و مرد و زن و خرد و کلان از مسلمانان و بنده چون ملک ندارد وجوب
بر وی بمعنی وجوب بر مالک او خواهد بود از جانب وی و همچنین وجوب بر صغیر بمعنی وجوب بر پدر او ست اگر مالک مال نبود
والا از مال وی خواهد بود و امام محمد گوید با وجود مال بر پدر واجب ست - وامر بها ان تؤدی قبل خروج الناس الی الصلوة
و امر کرد بصدقه فطر که ادا کرده شود پیش از بر آمدن مردم بسوی نماز ظاهر حدیث درین ست که ادا بعد از نماز کفایت نمیکند
لیکن ائمه اربعه اتفاق دارند که ادا پیش از نماز مستحب ست نه واجب و امر درینجا برای استحباب ست و درینجا تفصیل بسیار ست
در شرح سفر السعادت آنرا ذکر کرده ایم متفق علیه - وعن ابی سعید الخدری قال کنا نخرج زکوة الفطر صاعا من طعام
گفت ابو سعید خدری بودیم ما که می بر آوردیم صدقه فطر را یک صاع از طعام بعضی گفته اند که مراد به طعام گندم ست که
متعارف ست و غالب قوت در سفر و حضر آن بود و بعضی گفته اند که مراد ذره است بضم ذال معجمه و تشدید را که متعارف در آن
وقت نزد اهل حجاز و غالب اقوات ایشان آن بود - او صاعا من شعیر - یا بیرون می آوردیم صاعی از جو - او صاعا من تمر
یا صاعی از خرمای خشک - او صاعا من اقط بفتح همزه و کسر قاف و بطای مهمله یا صاعی از قروت که آنرا ماضر نیز گویند و آن
شیر ترش که خشک میشود و مثل سنگ میگردد - او صاعا من زبیب - یا صاعی از انگور خشک که آنرا مویز میخوانند متفق علیه

الفصل الثانی - عن ابن عباس رضی الله عنهما قال فی آخر رمضان اخرجوا صدقة صومکم - گفت ابن عباس
در آخر ماه رمضان بیرون آرید صدقه روزه خود را مراد صدقه فطر ست و در حقیقت آن صدقه صوم ست که صوم بی ادای آن
معلق میباشد و چون ادا کرده میشود در محل قبول می افتد چنانکه در حدیث آمده است - فرض رسول الله صلی الله

در قولی و نزد امام ابوحنیفہ و شافعی در قول دیگر در ان خمس ست و قول دیگر مر شافعی را آنست کہ اگر یافتہ است آنرا بتعب و مونت چہل یک دہد والا خمس۔ رواہ ابوداؤد

الفصل الثالث ۔ **وعن علی** رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس فی الخضراوات صدقۃ گفت آنحضرت کہ نیست در سبزیہا و ترہ ہا زکوٰۃ و این مذہب ائمہ ثلثہ است و میوہ ہا کہ دیر نپائیند و سال تمام نایستند ہمین حکم دارند و نزد امام ابوحنیفہ در ہر چہ از زمین روید کم یا بیش دہ یک ست مگر کاہ و نی و ہیزم از جہت عموم قول آن حضرت صلعم ما اخرجت الارض ففیہ العشر چنانکہ در شرح ترجمہ باب اول گذشت ۔ ولا فی العرایا صدقۃ ۔ و نہ در عرایا صدقہ است و عرایا جمع عریہ است و آن فروختن رطب یعنی خرمای تر کہ بر درخت ست بتمر یعنی خرمای خشک بطریق تخمین و اگرچہ از بیع میوہ تر بر درختان بمیوہ خشک کہ آنرا مزابنہ گویند بزا و تقدیم یا بر نون نہی کردہ اند چنانچہ در کتاب البیوع بیاید انشاء اللہ تعالی اما برای بعضی مفلسان و محتاجان کہ میخواہند رطب بخورند و نقدی در دست ندارند کہ بدان بخرند و نخلی ہم ندارند کہ ازان رطب بہ عیال خود بخورانند تمری در خانہ دارند کہ بدان قوت عیال میسازند پارہ ازان کہ از قوت زیادہ ماندہ است بصاحب نخلی میدہند و از وی رطبی کہ بر درخت دارد بخرص میخرند و در این بجہت شفقت و دفع احتیاج این جماعت در مادون خمسۃ اوسق رخصت دادہ اند و چون اقل از خمسۃ اوسق بود در وی زکوٰۃ نباشد چنانکہ فرمود ۔ ولا فی اقل من خمسۃ اوسق صدقۃ ولا فی العوامل صدقۃ ۔ و نیست بر چہار پایہا کہ کار میکنند و نہ برای تجارت اند صدقہ چنانکہ گذشت ۔ ولا فی الجبہۃ صدقۃ ۔ و نیست در جبہہ صدقہ ۔ قال الصقر الجبہۃ الخیل والبغال والعبید ۔ گفتہ است صقر بقاف کہ از رواۃ این حدیث ست کہ مراد بجبہہ اسپان و استران و غلامانند کہ پیشانی دارند ۔ رواہ الدارقطنی ۔ **وعن طاؤس** ان معاذ بن جبل اتی بوقص البقر روایت ست از طاؤس یمانی کہ از مشاہیر تابعین ست آوردہ شدہ بوقص گاوان تا زکوٰۃ آنہا بستانند ۔ فقال لم یامرنی فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشیء ۔ گفت معاذ امر نکردہ مرا در وی آن حضرت بچیزی از زکوٰۃ ۔ رواہ الدارقطنی والشافعی وقال الوقص مالم تبلغ الفریضۃ و گفتہ است شافعی کہ وقص چیزیست کہ بحد نصاب کہ در وی زکوٰۃ واجب گردد نہ رسیدہ است خواہ ابتدا خواہ در میان دو فریضہ و گفتہ اند کہ مراد اینجا اول ست زیرا کہ آنچہ آوردہ بودند نزد معاذ ہمان اول بود واللہ اعلم و وقص در لغت بمعنی شکست و نقصان آمدہ

باب صدقۃ الفطر

صدقۂ فطر فرض ست نزد شافعی و ہمچنین نزد احمد در ظاہر مذہب و سنت موکدہ است نزد مالک و واجب ست نزد ما بمعنی مقابل فرض و در حدیث عمر چنانکہ بیاید اطلاق لفظ فرض بر آن واقع شدہ پس شافعی و احمد بر ظاہر حمل میکنند و مالک میگوید فرض بمعنی تقدیر ست و ما میگوئیم در حدیث دیگر بجای فرض امر واقع شدہ و امر ثابت بدلیل ظنی مفید وجوب ست و شرط وجوب صدقۂ فطر نزد مالک نصاب فاضل از حاجت اصلی ست بی شرط نماء و نزد شافعی ہر کہ قادر ست بر قوت یومیہ خود و برای کسیکہ بر وی نفقہ اوست فاضل از لباس و مسکن و خادم و دین فرض ست بر وی صدقہ

ان امرأتین اتتا رسول الله - دو زن آمدند پیغمبر خدا را صلی الله علیه وسلم - وفی ایدیهما سواران من ذهب - و در دستهای هر یک ازین
دو زن پاره بود از طلا - فقال لهما تؤدیان زکوته پس گفت آنحضرت آن دو زن را آیا ادا میکنید شما زکوة آنرا - قالتا لا - گفتند
ادا نمیکنیم زکوة آنرا - فقال لهما رسول الله صلعم - پس گفت آنحضرت آن دو زن را - اتحبان ان یسورکما الله بسوارین من نار
آیا دوست میدارید شما که بپوشاند شما را خدای تعالی سوارها از آتش دوزخ - قالتا لا - گفتند آن دو زن دوست نمیداریم که
بپوشاند ما را خدای تعالی سوارها از آتش دوزخ - قال فادیا زکوته - گفت آنحضرت پس ادا کنید زکوة آنرا - رواه الترمذی
وقال هذا حدیث قد روی المثنی بن الصباح عن عمرو بن شعیب نحوه - و گفته است ترمذی این حدیثی ست که بتحقیق روایت
کرده است مثنی بن صباح از عمرو بن شعیب مانند آن - والمثنی بن الصباح وابن لهیعة یضعفان فی الحدیث - و مثنی بن صباح
وابن لهیعه که وی نیز از رواة این حدیث ست ضعیف داشته میشوند در حدیث - ولا یصح فی هذا الباب عن النبی صلعم شیء -
و صحیح نه شده است در باب زکوة حلی از آن حضرت چیزی - وعن ام سلمة قالت کنت البس اوضاحا من ذهب - گفت
ام سلمه بودم من میپوشیدم اوضاح از طلا جمع وضح به ضاد معجمه و حای مهمله نوعی از زیوست و اصل وی از فضه است و از
ذهب نیز میباشد چنانکه درین حدیث واقع شده است و وجه تسمیه بوضوح بجهت سفیدی و روشنی اوست در صراح گفته
وضح درم سره و پیرایه از درم درست و روشنی و سفیدی ام سلمه میگوید - فقلت - پس گفتم من - یا رسول الله اکنز هو - آیا گنج ست
این که بر آن وعید واقع شده - فقال ما بلغ ان یؤدی زکوته - گفت آنحضرت چیزی که برسد مقداری را که ادا کرده میشود
زکوة آن یعنی بحد نصاب برسد - فزکی فلیس بکنز - پس داده شد زکوة آن پس نیست کنز که بر آن وعید ست و همچنین هر مال که زکوة
آن ادا کنند از حیطه وعید خارج ست - رواه مالک وابو داود - وعن سمرة - بفتح سین و ضم میم - بن جندب - بضم دال و فتح
آن - ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یامرنا ان نخرج الصدقة من الذی نعد للبیع - بود آنحضرت امر میکرد ما را
که بیرون آریم صدقه را از مالی که آماده میکردیم برای فروختن یعنی برای تجارت یعنی آنچه برای خوردن و پوشیدن و خدمت
و سواری میبود بر آن زکوة نبود - رواه ابو داود - وعن ربیعة بن ابی عبد الرحمن عن غیر واحد - ربیعه که تابعی جلیل القدر
متفق علیه است میان علما و او را ربیعة الرای میگویند روایت میکند از بسیاری صحابه - ان رسول الله - که پیغمبر خدا -
صلی الله علیه وسلم اقطع لبلال بن الحارث المزنی - جدا کرده داد مر بلال بن حارث مزنی را صحابه ایست و بر آن حضرت
در وفد مزینه آمده بود و اقطاع جدا گردانیدن امام ست بعضی از لشکریان خود را قطعه زمین تا از حاصل آن رزق خود
سازد و اقطاع گاهی به تملیک میشود و گاهی بغیر تملیک - معادن القبلیة - کانهای قبلیه را بفتح قاف و یا نام ناحیه است
از ساحل بحر میان وی و میان مدینه پنج روزه راه ست - وهی من ناحیة الفرع - و این قبلیه از جانب فرع ست بضم فا
و سکون را موضع ایست در جانب بالای مدینه میان حرمین - فتلک المعادن لا یؤخذ منها الا الزکوة الی الیوم - پس آن
کانها گرفته نمیشود از آنها مگر زکوة که چهل یک ست یعنی گرفته نمیشود خمس چنانکه حکم معادن ست و این مذهب امام مالک و شافعی ست

خرما یعنی ظاہر میشد در وی شیرینی - قبل ان یوکل منہ پختہ شدن از انکہ خورده میشد - ازان این احادیث دلالت دارند بکفایت خرص درین باب و بر همین اند عامۂ اہل حدیث و این قول قدیم ست مر شافعی را ولیکن فقہا میگویند کہ این مقضی میگردد بر بواو میگویند کہ ورود این احادیث پیش از تحریم ربوا ست کذا قیل پوشیده نماند کہ ورود این احادیث در باب صدقہ ست و شارع دران مسامحت کرده و اینجا استبدال مال بمال نیست تا ربوا لازم آید و قول فقہا در باب بیع ست اگر این احادیث در غیر بیع ست فلا اشکال و اگر عام ست مخصوص گردانیده شود بغیر آن واللہ اعلم - رواہ ابو داؤد - وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی العسل فی کل عشرۃ ازق زق - روایتیست از ابن عمر کہ گفت آنحضرت در زکوٰۃ عسل در ہر ده مشک یک مشک ست - رواہ الشافعی وقال فی اسنادہ مقال - وگفت ترمذی در اسناد این حدیث سخن ست و بعضی راویان وی مطعون اند - ولا یصح عن النبی - و بہ صحت نرسیده است از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذا الباب یعنی در باب زکوٰۃ عسل - کثیر شیئ - بسیار چیز و علما نیز اختلاف دارند نزد امام شافعی در عسل زکوٰتی نیست و بیہقی از امیر المومنین علی روایت کرده کہ فرمود لیس فی العسل زکوٰۃ نزد امام ابی حنیفہ دران عشر ست اگر در ارض عشریہ ست کم باشد یا بیش و معتبر نیست نصابی معین چنانچہ در خارج ارض از حفر اوات و خواکہ و حجت امام ابی حنیفہ قول حضرت رسول ست صلعم ما اخرجت الارض ففیہ العشر و در روایتی از ابی یوسف معتبر در وی قیمت ست و در روایت دیگر ده فرق ست چنانچہ در حدیث ترمذی کہ مذکور ست در کتاب و اما علی کہ بیہقی از میاز جبال در وی نیز عشر ست نزد امام و چیزے نیست نزد ابی یوسف و از جامع صغیر نقل کرده اند کہ علی کہ در جبال و بریہ ارض موات یافتہ شود اگر احیا کرده شده پس در وی عشر ست والا حکم صید دارد واللہ اعلم - وعن زینب امرأۃ عبد اللہ - روایت ست از زینب زن عبد اللہ بن مسعود کہ از صحابیات ست و صحابہ از وی روایت میکنند قالت خطبنا رسول اللہ گفت خطبہ خواند برای ما پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معشر النساء تصدقن پس گفت آنحضرت کلای گروه زنان تصدق کنید - ولو من حلیکن - واگر چہ از زیور شما باشد و حلی بضم حاء و کسر لام و تشدید یا و بعضی حلیتکن بکسر حاء و سکون لام و بتای فوقانیہ بعد تحتانیہ - فانکن اکثر اہل جہنم یوم القیمۃ - زیرا کہ بدرستیکہ شما بیشترین دوزخیانید در روز قیامت - رواہ الترمذی - و اختلاف کرده اند در زکوٰۃ حلی مرنساء پس نزد امام ابو حنیفہ در وی زکوٰۃ ست و نزد مالک زکوٰۃ نیست و حلی کہ مباح ست استعمال وی و شافعی را در قول ست و اظہر همین ست و همین مختار در مذہب احمد و در انچہ برای پوشیدن نبود یعنی اجاره و تجارت باشد یا حرام بود پوشیدن آن یا مہیا کرده شده ست برای انفاق نزد جماعتے در وی زکوٰۃ ست باتفاق نزد ایشان نیز و امام محمد در موطا گفتہ کہ زکوٰۃ نیست در حلی از جواہر و لآلی در ہر حال و حجت ائمہ آنست کہ وی مستعمل مباح ست پس مشابہ بہ جامہای پوشش و بندگان خدمت و خانہای سکونت باشد و حجت امام ابی حنیفہ عموم قول حق تعالی والذین یکنزون الذہب والفضۃ الآیۃ و عموم قول پیغمبر صلعم فی الرقۃ ربع العشر و احادیث در ہر دو جانب واقع ست و صاحبیہ و تابعین و من بعدہم اختلاف داشتند دران و بعضی گفتہ اند کہ مراد بزکوٰۃ حلیہ عاریت دادن او ست و روایت کرده شده ست این تاویل از سعید ابن المسیب و حسن بصری و در رد و وعید ناظر در جانب وجوب ست واللہ اعلم - وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ

رسول الله صلی الله علیه وسلم المتصدق فی الصدقة کمانع منها متصدق ظالم که از حد انصاف و اعتدال تجاوز کند در برداشتن چیزی
متصدق مستحق زکوٰة نیست بلکه ظالم است و نیز متصدق که از حد تجاوز کند و بغیر مستحق بدهد بهر وجه امور نیست بدهد
حکم آن در رد و قبض حکم زکوٰة دارد نه صدقه بلکه تر - رواه ابو داود و الترمذی - و عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی الله علیه وسلم
قال لیس فی حب و لا فی صدقة - نیست در دانه و نه در خرما زکوٰة یعنی بقدر پنج وسق - و این مذهب ائمه ثلثه
است و نزد امام ابو حنیفه در خارج از زراعی عشر است مطلقا کما یجیئ چنانکه گذشت - رواه النسائی - و عن موسی بن طلحة
روایت است از موسی بن طلحة بن عبد الله که تابعی فقیه است و دران آنحضرت متولد شد و آنحضرت او را این نام نهاده - قال عندنا
کتاب معاذ بن جبل - گفت نزد ما کتاب معاذ بن جبل است بخط او - از پیغمبر صلی الله علیه وسلم انه قال - گفت موسی بن طلحة انه امر ان
یاخذ الصدقة من الحنطة و الشعیر و التمر - امر کرد آنحضرت معاذ را که اگر آنکه گیرد صدقه را از گندم و جو و خرما ظاهر الوجود
و انچه باکثیر الوجود بهم نشیابد و نکند زکوٰة نخصه در انجا باشد - مرسل رواه فی شرح السنة - این حدیث مرسل است روایت کرده است
بغوی آنرا در شرح السنة و در بودن او مرسل سخن است و وجه آن در شرح مذکور است - و عن عتاب - بفتح عین مهمله و تشدید مثناة
ابن اسید - بفتح همزه و کسر سین قرشی اموی است اسلام آورد روز فتح مکه گردانید او را آنحضرت صلعم بر مکه و همیشه ان مقرر داشت او را
تا بوقت وفات یافت روز وفات ابی بکر و عمر او بیست و پنج ساله بود و از سادات قریش بود و خیر و صلاح رضی الله عنه - ان النبی صلی الله
علیه وسلم قال فی زکوٰة الکرم انها تخرص کما تخرص النخل - گفت آنحضرت در زکوٰة در ختان تاک یعنی در میوه او که انگور است که اندازه
کرده شود بر درخت چنانکه اندازه کرده میشود خرما بر درخت - تم تؤدی زکوٰة زبیبا کما تؤدی زکوٰة النخل تمرا یعنی بعد از اندازه کرده شدن
کرم و قبل از انکه زبیب شود انچه واجب شود در زکوٰة نخل در حالتیکه تمر شده یعنی وقتیکه پیدا شود در انگور و خرما شیرینی اندازه کند
شخصی که ماهر شد دران که انگور چند وسق چون منیز شود یعنی خشک گردد یا این رطب که تمر گردد یعنی خشک شود چه مقدار خواهد شد
کرمی خشک بر صد زکوٰة آن بدهد - رواه الترمذی و ابو داود - و عن سهل بن ابی حثمة - بفتح مهمله و سکون مثلثه صحابی است
صغیر و ولادت او در سال سوم از هجرت است که اند حدیث آن رسول الله - حدیث کرد که پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کان یقول -
بود که میگفت - اذا خرصتم فخذوا و دعوا الثلث - چون اندازه کنید انگور و خرما را پس بگیرید یعنی دو ثلث و بگذارید ثلث را ازان
مراد آنست که تعیین کنید مقدار زکوٰة را دران میان دو ثلث را بگیرید دو ثلث را به مالک بگذارید و احسان کنید بوی تا آنرا بهمسایه های خود
بخورانند و برگذران و هر که بر سر وقت وی برسد احسان کند تا از ملک خود صرف بکند و این خطاب است بر مصدقان و توسعه است بر صدقان
در انچه ثمار که محل صرف و بذل اند - وان لم تدعوا الثلث فدعوا الربع - و اگر نتوانید گذاشت ثلث را پس بگذارید ربع را او
کم ازین نباید - رواه الترمذی و ابو داود و النسائی - و عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یبعث
عبد الله بن رواحة الی یهود بود آنحضرت که میفرستاد عبد الله بن رواحه را که از مشاهیر صحابه بود و شاعر بود و در غزوه موته شهید
شده به سوی یهود یعنی بود و خیبر - فیجرص النخل حین تطیب - پس قیاس و تخمین میکرد وی خرما را بر درخت هنگامیکه خوش میگشت

و نیست در صد و نود یعنی در کمتر از دویست چیزی۔ فاذا بلغت مائتین ففیہا خمسۃ دراہم۔ بحساب مذکور کہ از چہل یک درہم۔ رواہ
الترمذی و ابوداؤد و فی روایۃ لابی داؤد عن الحارث الاعور عن علی۔ و در روایتی مر ابی داؤد را از حارث اعور کہ تابعی ست مشہور
بصحبت علی و تکلم کردہ ائمہ در وی از علی رض اینچنین آمدہ۔ قال زہیر احسبہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ گفت زہیر کہ راوی است از
حارث اعور گمان میبرم حارث را کہ این حدیث را کہ از علی روایت کرد گفت عن علی عن النبی صلعم یعنی رفع کرد بآنحضرت و موقوف
بر علی نہ گذاشت تا این قول علی باشد نہ حدیث پیغمبر صلعم۔ انہ قال روایت کہ آنحضرت گفت۔ ہاتوا ربع العشر من کل اربعین درہما درہم
بدہید چہار یک از دہ یک کہ از چہل درہم یک درہم ست۔ ولیس علیکم شیء حتی تتم مائتی درہم۔ و واجب نیست بر شما ہیچ چیز تا آنکہ
تمام شود و بگردد رقہ دویست درہم پس در وی پنج درہم ست۔ فاذا کانت مائتی درہم ففیہا خمسۃ دراہم۔ پس چون بود دویست
درہم پس در وی پنج درہم ست۔ فما زاد فعلی حساب ذلک۔ پس آنچہ بر نصاب زیادہ شود بر حساب آنست ہر چہ باشد اندک یا بیش
و در زر و سیم این چنین نیست کہ آنچہ بر نصاب زیادہ شود تا یک حد معین چیزی نباشد چنانکہ در شتر و گوسفند گذشت و میگوید
و فی الغنم فی کل اربعین شاۃ شاۃ۔ و در گوسفندان در ہر چہل گوسپند یک گوسپند ست و در آنچہ زیادہ گردد بر چہل ہیچ نیست
الی عشرین و مائۃ۔ تا صد و بیست۔ فان زادت واحدۃ فشاتان۔ پس اگر زیادہ شود بر صد و بیست اگرچہ یک شاۃ واجب
میشود دو شاۃ الی مائتین تا دویست شاۃ ہمین دو شاۃ ہست۔ فان زادت فثلث شیاہ پس اگر زیادہ شود بر دویست اگرچہ یک شاۃ ہم
باشد واجب میشود سہ شاۃ۔ الی ثلثمائۃ۔ تا سہ صد شاۃ و شاۃ بہاست و اصل شاۃ شویہۃ بدلیل تصغیر وی بر شویہۃ و جمع بر شیاہ
چنانکہ جمع شفۃ شفاہ می آید۔ فان زادت علی ثلثمائۃ پس اگر زیادہ شود بر سہ صد یعنی چہار صد شود نہ آنکہ ہر چہ زیادہ شود۔ ففی
کل مائۃ شاۃ شاۃ۔ پس در ہر صد شاۃ یک شاۃ است در چہار صد چہار و در پنج صد پنج و ہکذا و در میان ہیچ نیست۔ فان لم تکن الا تسع
و ثلثون۔ پس اگر نباشد مگر سی و نہ۔ فلیس علیک فیہا شیء۔ پس واجب نیست بر تو چیزی۔ و فی البقر فی کل ثلثین تبیع۔ و در
گاوان در ہر سی گاو تبیع ست کہ یک سال تمام کردہ و در سال دوم در آمدہ و ذکر و انثی درینجا برابر ست۔ و فی الاربعین مسنۃ۔
و در چہل گاو مسن ست کہ دو سال تمام کردہ و در سال سوم در آمدہ است درین حدیث ذکر صدقہ ابل نیست چنانکہ در حدیث سابق
در فصل اول گذشت ظاہرا آن جماعت کہ مورد حدیث بودند اموال ایشان ازین قبیل نبود۔ ولیس علی العوامل شیء و نیست
بر شتران و گاو اینکہ کار میکنند مثل کشت کار کردن یا آب کشیدن و جز آن چنانکہ در اسپان سواری و عبید خدمت چیزی نیست و
این نزد ائمہ ثلثہ است و نزد امام مالک در انہا نیز زکوٰۃ ست۔ و عن معاذ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما وجہہ الی الیمن۔ روایت ست
از معاذ کہ چون آنحضرت متوجہ گردانید و فرستاد او را بجانب یمن۔ امرہ ان یاخذ من البقر من کل ثلثین تبیعا او تبیعۃ۔ امر کرد
آنحضرت معاذ را کہ بگیرد از گاوان از ہر سی گاو یک گوسالہ نر یا مادہ۔ و من کل اربعین مسنۃ۔ و بگیرد از ہر چہل گاو دو سالہ در تبیع مذکر
و مؤنث ہر دو ذکر کردہ و در مسنہ مؤنث ذکر کردہ اکتفا کرد باول یا در تبیع نر و مادہ ہر دو برابر ست و در مسن مادہ معین ست واللہ اعلم
و نر و مادہ در ہر دو نر و مادہ برابر ست و ہر دو جائز ست۔ رواہ ابوداؤد و الترمذی و النسائی و الدارمی۔ و عن انس قال قال

نفل بدهد - رواه البخاری - وعن عبد الله بن عمر عن النبی صلعم فیما سقت السماء والعیون - در چیزیکه آب داده است
آسمان و چشمه ها - او کان عثریا یا باشد زمین عثری بفتح عین مهمله و ثای مثلثه در قاموس گفته که عثری آنچه آب داده است آنرا آسمان
و برین تقدیر تکرار در عبارت لازم آید پس صواب آنست که بعضی شراح ذکر کرده اند که عثری آنست که آب داده شده بعاثور و عاثور
گویست که کنده میشود بزمین مانند جوئی و آب میرسد از وی بسبزیها و تره ها و درخت خرما و کشت کار و عثری نیز مردی را میگویند
که فارغ ست از دنیا و آخرت و کار نمیکند برای هیچ یکی ازین و در حدیث آمده است که دشمن داشته ترین مردم نزد خدای عثریست
یعنی مرد فارغ از کار دنیا و آخرت و نخل را که در آب دادن آن بدالیه و مانند آن تعب نمیکشند عثری میگویند از جهت حصول فراغ
و آسایش در ان و بالجمله در آنچه بآب باران و چشمه و کندن جوی بی آنکه بکشند بدلو و مانند آن حاصل شده - العشر - ده را یکی
واجب ست - وما سقی بالنضح - و آنچه آب داده شده است بکشیدن آب از چاه و مانند آن بشتر و گاو و جز آن - نصف العشر
بست را یک ست - رواه البخاری - وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم العجماء جرحها جبار - عجماء
بر وزن حمراء بمعنی بهیمه چنانکه اسپ و ستور و مانند آن و جرح بضم جیم خستگی و بفتح خسته کردن روایت اینجا بضم ست و جبار بضم و تخفیف با هدر و باطل
شدن و مراد آنست که بهیمه چون جراحت کند کسی را یا تلف کند چیزی را و نباشد با وی کشنده یا راننده و در روز باشد جراحت و تلف
او هدر و باطل ست و هیچ چیزی بران لازم نمی آید اگر با وی سائق یا قائد باشد ضامن میگردد زیرا که جرح و اتلاف بتقصیر اوست
و همچنین اگر در شب باشد زیرا که مالک تقصیر کرده در بستن و نگاه داشتن وی چه عادت در شب بستن و نگاه داشتن دواب و بهائم ست و اگرچه لفظ
حدیث عام ست ولیکن آنرا مقید و مخصوص ساخته اند بدلائل و احادیث دیگر - والبئر جبار - یعنی اگر یکی را باجاره گرفت تا برای
او چاهی بکند ناگاه در وی افتاد بران شخص مستجیر ضمانی نباشد و همچنین اگر در زمینی که ملک اوست بکند یا در صحرائیکه در راه گذر
مردم ست و شخصی دران بیفتد ضمانی نباشد - والمعدن - بکسر دال مشتق از عدن بمعنی اقامت - جبار - و اگر یکی را برای
کان کندن باجاره گرفت و وی در کان افتاد و دست و پای او بشکست یا هلاک شد چیزی لازم نیاید - وفی الرکاز الخمس -
و در رکاز پنج را یکی ست و رکاز برا در اول و بزای در آخر مراد بآن نزد حنفیه معدن ست و نزد اهل حجاز دفینه اهل جاهلیت معنی اول
انسب ست بسیاق حدیث و در حدیث آمده است که از آنحضرت صلعم پرسیدند که رکاز چیست فرمود ذهب و فضه که پروردگار تعالی
پیدا کرده است در زمین روز پیدایش وی و نزد شافعی در معدن زکوتی نیست و حکم وی حکم صید ست مگر آنکه مستخرج ذهب
و فضه باشد و نزد ما در وی خمس ست بی اشتراط حولان حول - متفق علیه

الفصل الثانی - عن علی رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قد عفوت عن الخیل والرقیق - عفو کردم من از
زکوة اسپ و بنده مراد اسپ سواری و بنده خدمت ست و در عبارت عفو اشارت است که در امساک مال و ترک انفاق
آن برای خدا گناهی هست ولیکن شفقت بر حال بندگان تقاضای عفو کرده - فهاتوا صدقة الرقة من کل اربعین درهما
پس بدهید صدقه نقره از هر چهل درهم یک درهم بعد از آنکه بحد نصاب برسد که دویست درهم ست - ولیس فی تسعین ومائة شیء -

چیزی بوی دہد۔ فان لم یکن عندہ بنت مخاض علی وجهها وعندہ ابن لبون۔ پس اگر نباشد نزد وی بنت مخاض بر طریق وی ونزد وی
ابن لبون ست نہ بنت لبون یعنی نر نہ مادہ۔ فانہ یقبل منہ ولیس معہ شیء۔ پس بدرستیکہ قبول کردہ میشود از وی ہمان ابن لبون
ونیست باوی چیزی واین دلیل ست کہ فضیلت انوثت منجبر میگردد بفضل سن وفی صدقۃ الغنم فی سائمتها اذا کانت اربعین
الی عشرین ومائۃ شاۃ۔ ودر صدقہ گوسفندان در بیرون چندگان این قید بجہت آن کردہ کہ در علوفہ کہ در خانہ علف میخورند
زکوٰۃ نیست آنوقتیکہ باشد چہل تا صد وبیست یک گوسفند ست۔ فاذا زادت علی عشرین ومائۃ الی مائتین ففیها شاتان پس
وقتیکہ زیادہ شوند بر صد وبیست تا دویست وروی دو گوسفند بہ۔ فاذا زادت علی مائتین الی ثلثمائۃ ففیها ثلث شیاۃ۔ پس
چون زیادہ شوند بر دویست تا سہ صد پس دران سہ گوسفند بہ۔ فاذا زادت علی ثلثمائۃ ففی کل مائۃ شاۃ پس چون زیادہ شوند
بر سہ صد پس در ہر صد یک گوسفند ست۔ فاذا کانت سائمۃ الرجل ناقصۃ من اربعین شاۃ واحدۃ۔ پس چون باشند بیرون
چندگان مرد کہ در انہا زکوٰۃ ہست کم از چہل گوسفند یک گوسفند یعنی اگرچہ یک گوسفند ہم کم باشد از چہل۔ فلیس فیها صدقۃ
الا ان یشاء ربها۔ پس واجب نیست دران صدقہ مگر آنکہ خواہد صاحب آن بطریق نفل چیزی بدہد۔ ولا تخرج فی الصدقۃ ہرمۃ
وبیرون آورده نشود وداده نشود در صدقہ دابل وغنم وبقر نیز کلان سال۔ ولا ذات عوار۔ ونہ خداوند عیب ونقصان عوار بفتح عین
وضم آن عیب ونقصان ظاہر مراد عیبی خواہد بود کہ موجب نقصان قیمت گردد۔ ولا تیس۔ ونہ بیرون آورده شود تیس بفتح فوقانیہ
وسکون تحتانیہ در آخر سین مہملہ نر کہ آنرا گوسپند گویند۔ الا ما شاء المصدق۔ مگر در وقت خواستن صدقہ ستاننده بجہت غرضی و
مصلحتی این استثناء است از تیس یا از ہر قسم کہ مذکور شدند۔ ولا یجمع بین متفرق۔ وجمع کردہ نشود میان متفرق۔ ولا یفرق بین
مجتمع سو تفریق کردہ نشود میان مجتمع این ہر دو احتمال دارد نہی مرب المال را وہر ساعی را مثال اول مرد یست کہ مالک ست
چہل گوسفند را وواجب در وی یک شاۃ است پس رفت وخلط کرد بہ چہل شاۃ شخصی دیگر تا بگردد صدقہ او از شاۃ بنصف شاۃ
یا بود او را بیست شاۃ مخلوط بہ بیست شاۃ دیگر پس تفریق کرد تا بحد نصاب نبود ومثال ثانی بود مردی را چہل شاۃ متفرق
پس جمع کرد آنرا ساعی تا واجب گردد در وی زکوٰۃ یا مرد یست کہ بود مر او را بیست وصد شاۃ وواجب در وی یک شاۃ ست
پس تفریق کرد ساعی چہل چہل تا سہ شاۃ واجب گردد۔ خشیۃ الصدقۃ۔ این جمع وتفریق از جہت ترس صدقہ است کہ تقلیل واسقاط
یا تکثیر ایجاب او ست چنانکہ تصویر کردہ شد۔ وما کان من الخلیطین۔ ونصابی کہ باشد میان دو شریک۔ فانہما یتراجعان بینهما
بالسویۃ۔ پس بدرستیکہ آن ہر دو شریک رجوع کنند یک دگر بہ سبب ابری بیانش آنکہ مثلاً دو مرد اند در دویست شاۃ شریک یکی
را چہل شاۃ است ودیگر یرا صد وشصت پس واجب گردد بر اول یک شاۃ وبر دیگری نیز یک شاۃ نہ کہ واجب گردد بر اول
خمس یک شاۃ وباقی بر ثانی۔ وفی الرقۃ ربع العشر۔ وواجب گردد در نقرہ چہل یک ورقہ بکسر را وتخفیف قاف او بچنین ورق
سیم سکہ زده کہ آنرا درہم گویند ومراد اینجا مطلق سیم ست۔ فان لم تکن الا تسعین ومائۃ فلیس فیها شیء الا ان یشاء ربها۔ پس
اگر نباشد مگر صد ونود یعنی کمتر از دویست اگرچہ یکدرہم کم باشد پس نیست دران چیزی مگر آنکہ بخواہد صاحب مال کہ بطریق

در بیست و چہار از شتران و آنچہ پایان این بیست و چہارست از ہر پنج شتر یک گوسفند و من الغنم بیان شافست برائے تاکید۔ فاذا بلغت خمساً و عشرین الی خمس و ثلثین پس چون برسند شتران بیست و پنج شتر را تا بسی و پنج شتر۔ ففیہا بنت مخاض انثی پس واجب دران بنت مخاض ست ماده و بنت مخاض آنکہ یک سال بر وے گذشتہ باشد زیرا کہ مادر وی حامل دیگر باشد و مخاض ناقہ ہای حامل را گویند جمع ست کہ او را واحد نیست فاذا بلغت ستاً و ثلثین الی خمس و اربعین ففیہا بنت لبون انثی۔ چون بسی و شش را تا چہل و پنج پس دران بنت لبون ست ماده و بنت لبون بفتح لام آنکہ دو سال بر وے گذشتہ باشد زیرا کہ مادر وی شیر میدہد بچہ دیگر را کہ زائیدہ است۔ فاذا بلغت ستاً و اربعین الی ستین ففیہا حقۃ پس چون برسند چہل و شش را تا شصت پس دران حقہ است بکسر حا و تشدید قاف طروقۃ الجمل۔ کہ گرفتہ شدہ شتر ست و یعنی مستحق آن شدہ است کہ شتر نر بروی بجہد و آن آنست کہ بہ چہار سال رسیدہ۔ فاذا بلغت واحدۃ و ستین الی خمس و سبعین ففیہا جذعۃ پس وقتیکہ برسد شصت و یک را تا ہفتاد و پنج پس دروی جذعہ ست بفتح جیم و ذال شتر در سنہ خامسہ فاذا بلغت ستاً و سبعین الی تسعین ففیہا بنتا لبون حِقّ چون برسد ہفتاد و شش را تا نود پس دروی دو بنت لبون ست فاذا بلغت احدی و تسعین الی عشرین و مائۃ ففیہا حقتان طروقتا الجمل پس چون برسد نود و یک را تا صد و بیست دروی دو حقہ است کہ گرفتہ شدہ شتر۔ فاذا زادت علی عشرین و مائۃ ففی کل اربعین بنت لبون پس چون زیادہ گردد بر صد و بیست پس در ہر چہل بنت لبون ست و فی کل خمسین حقۃ۔ و در ہر پنجاہ حقہ است۔ و من لم یکن معہ الا اربع من الابل وکسیکہ نباشد با وے مگر چہار شتر فلیس فیہا صدقۃ پس نیست واجب در وے صدقہ۔ الا ان یشاء ربہا مگر آنکہ خواہد صاحب شتران کہ بطریق تبرع و تطوع چیزی بکند۔ فاذا بلغت خمساً پس چون برسد پنج شتر را ففیہا شاۃ پس در وے یک گوسفند ست۔ و من بلغت عندہ من الابل صدقۃ الجذعۃ وکسیکہ برسد نزد وے از شتران بمقداری کہ صدقہ در وی جذعہ باشد کہ از شصت و یک تا ہفتاد و پنج ست۔ لیست عندہ جذعۃ و حال آنکہ نیست نزد وی جذعہ و عندہ حقۃ۔ و نزد وی حقہ ست فانہا تقبل منہ الحقۃ و یجعل معہا شاتین پس قبول کردہ میشود از انکس حقہ و میگرداند باوی دو گوسفند۔ ان تیسرتا لہ۔ اگر آسان شوند آن دو گوسفند مر او را او عشرین درہما۔ یا بگرداند بیست و درہم را۔ و من بلغت عندہ صدقۃ الحقۃ۔ وکسیکہ برسد نزد وی صدقہ حقہ۔ لیست عندہ الحقۃ و عندہ الجذعۃ۔ و نیست نزد آن حقہ و نزد او جذعہ است کہ فوق حقہ است۔ فانہا تقبل منہ الجذعۃ پس بدستیکہ قبول کردہ میشود از وی جذعہ۔ و یعطیہ المصدق عشرین درہما او شاتین۔ و میدہد او را صدقہ شانزدہ بیست و درہم یا دو گوسفند چنانکہ مصدق میداد در قسم سابق۔ و من بلغت عندہ صدقۃ الحقۃ و لیست عندہ الا بنت لبون۔ وکسیکہ رسیدہ نزد وی صدقہ حقہ و نیست نزد وی مگر بنت لبون۔ فانہا تقبل منہ بنت لبون و یعطی معہا شاتین او عشرین درہما پس بدستیکہ قبول کردہ میشود از وی بنت لبون را و بدہد بہمراہ آن دو شاۃ یا بیست درہم۔ و من بلغت صدقتہ بنت لبون و عندہ الحقۃ وکسیکہ برسد صدقہ وی بنت لبون را و نزد وی حقہ است۔ فانہا تقبل منہ الحقۃ و یعطیہ المصدق عشرین درہما او شاتین پس بدستیکہ قبول کردہ میشود از وی حقہ و میدہد ہما او را مصدق بیست درہم یا دو گوسفند برعکس آنکہ او بمصدق میداد۔ و من بلغت صدقتہ بنت لبون و لیست عندہ و عندہ ابنتا لبون فانہا تقبل منہ بنت مخاض و یعطی معہا عشرین درہما او شاتین و من بلغت صدقتہ بنت مخاض و لیست عندہ و عندہ ابن لبون فانہا تقبل منہ و یعطیہا المصدق درہما او شاتین ترجمہ این عبارت نظر بما سبق ظاہر ست و حاصل آنست کہ اگر مصدق اکثر از واجب بدہد چیزے دیگر با آن ضم کند اگر بیشتر دہد مصدق

یا غنی شک راوی ست واگر درمیان موسر وغنی فرقی نہند از جہت اشتقاق موسر از یسر بمعنی سہولت ضد عسر وغنی از غنا بمعنی عدم فقر واحتیاج برای تنویع نیز تواند بود۔ وانما ہی للفقراء۔ ونیست این زکوٰۃ مگر برای فقیران مخالطت زکوٰۃ بہ مال وہلاک آن بخلطت حرام بحلال این معنی دارد پس درین معنی مراد بمخالطت زکوٰۃ بہ مال گرفتن آنست باوجود یسار وغنا ودر معنی اول مراد منع زکوٰۃ است ونہ دادن آن بہ فقراء وہر دو معنی صحیح ست واحتیاج مذکور نبی بہ معنی اول ست

باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ

اتفاق دارند ائمہ بر وجوب زکوٰۃ در انعام واثمان وعروض وباقی ہمہ اموال تجارت واختلاف کردہ اند در ترہ ہا وسبزیہا ومیوہ ہا کہ دیر پا نباشد وسال تمام نہ ایستند نزد ائمہ واجب نیست دران زکوٰۃ ودر تمر ورطب واجب ست وقفیز بر سہ پنج وسق ست در کتب ازان ومعنی آن در شرح حدیث معلوم شود ونزد امام ابو حنیفہ واجب ست عشر در ہر چہ بیرون آید از زمین کم باشد یا بیش مگر در نی وہیزم وکاہ وحجت برای امام قول حضرت رسول اللہ صلعم ما اخرجت الارض ففیہ العشر وتفاصیل این باب از کتب فقہ باید جست

الفصل الاول ۔ عن ابی سعید الخدری ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمسۃ اوسق من التمر صدقۃ ۔ نیست در پایان از پنج وسق بفتح واو وسین مہملہ شصت صاع وصاع چہار مد ومد یک رطل وثلث رطل وتحقیق این اوزان وتطبیق آن باوزان دیار خود در شرح سفر السعادت بہ تفصیل کردہ شدہ است فلینظر ثمہ ۔ ولیس فیما دون خمس اواق من الورق صدقۃ ۔ ونیست در چیزیکہ کم از پنج اوقیہ از نقرہ است زکوٰۃ اواق بفتح ہمزہ جمع اوقیہ بضم ہمزہ وسکون واو وکسر قاف وتشدید یا چہل درہم پس پنج اوقیہ دویست درہم باشد ورق بفتح واو وکسر را نقرہ ۔ ولیس فیما دون خمس ذود من الابل صدقۃ ۔ ونیست در ما دون پنج نفر از شتر صدقہ وذود بذال معجمہ از دو تا نہ یا از سہ تا دہ را گویند درین حدیث خبر دادہ کہ زکوٰۃ تمر ونقرہ وشتر نکردہ متفق علیہ وعن ابی ہریرۃ ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس علی المسلم صدقۃ فی عبدہ ولا فی فرسہ نیست بر مسلمان صدقہ در بندۂ وی ونہ در اسپ وی مراد بندۂ خدمت واسپ سواری ست ۔ وفی روایۃ لیس فی عبدہ صدقۃ الا صدقۃ الفطر نیست در بندۂ وی صدقہ مگر صدقۂ فطر کہ از وی میدہد متفق علیہ ۔ وعن انس ان ابا بکر رضی اللہ عنہ کتب لہ ہذا الکتاب لما وجہ الی البحرین ۔ روایت ست از انس کہ ابو بکر صدیق نوشت برای وی این کتاب را انگاہ کہ متوجہ گردانید او را بسوی بحرین کتاب این ست ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ہذہ فریضۃ الصدقۃ التی فرض رسول اللہ ۔ این فریضۂ زکوٰۃ استکہ فرض گردانیدہ است پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم علی المسلمین ۔ بر مسلمانان ۔ والتی امر اللہ بہا رسولہ ۔ وآن صدقہ کہ امر کردہ است خدای تعالی آن بان پیغمبر خود را من سئلہا من المسلمین علی وجہہا فلیعطہا ۔ پس کسیکہ طلبیدہ شود آن صدقہ را از مسلمانان بر وجہ مشروع کہ مر آن صدقہ را است باید کہ بدہد آنرا ۔ ومن سئل فوقہا فلا یعط ۔ وکسیکہ طلبیدہ شود فوق آن وزیادہ بر وجہ مشروع بیں باید کہ بعد ازان بیان نصاب زکوٰۃ ہر قسم از اموال میکند ومیفرماید ۔ فی اربع وعشرین من الابل فما دونہا من الغنم من کل خمس شاۃ

در گردن وی ماری را ثم قرأ علینا مصداقه من کتاب اللہ بپس خواند آن حضرت بر ما دلیل این سخن را که تصدیق میکند آن را وموافق ست بآن از کتاب خدا این آیت را ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتاهم اللہ من فضله الآیة تا تمام آیت چنانکه در فصل اول گذشت رواه الترمذی والنسائی واین ماجه وعن عائشة رضی اللہ عنها قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول گفت عائشه شنیدم آنحضرت را که میگفت ما خالطت الزکوة مالا قط الا اهلکته نیامیخت زکوة هیچ مالی را مگر آنکه هلاک کرد زکوة بجهت بیرون نیاوردن وی ازان مال آن مال را بضائع شدن آن مال یا بحرام گردانیدن آن وحرام چون نفع گرفته میشود بآن در حکم هلاک وضائع ست رواه الشافعی والبخاری فی تاریخه روایت کرد این حدیث را شافعی وروایت کرد بخاری در تاریخ خود نه در صحیح خود والحمیدی وروایت کرده است حمیدی وزاد وزیاده کرده است حمیدی در تفسیر خود مراد بمخالطت زکوة مهلکه قال گفت آنحضرت یکون قد وجب علیک صدقة یباشد این که بتحقیق واجب شده است بر تو زکوة فلا تخرجها پس بیرون نمی آری تو زکوة را فیهلک الحرام الحلال پس هلاک میگرداند حرام حلال را بمخالطت وی یا وی بعدم انتفاع یا به هلاک وضیاع وقد احتج به من یری تعلق الزکوة بالعین وبه تحقیق حجت گرفته است باین حدیث باین تفسیر کسیکه اعتقاد کرد تعلق زکوة را بعین مال چنانکه شافعی وائمهٔ دیگر وراظهر روایات از ایشان وایشان تجویز نمیکنند دفع قیمت در زکوة زیرا که این قسم تبدیست که تعلق گرفته است بمحل پس ادا نیابد بغیر آنکه چنانکه هدایا وضحایا وتعلق زکوة بمال نزد ایشان تعلق شرکت ست زیرا که منصوص علیه شاة ست مثلا پس شارع مخصوص واجب گردانیده است عین منصوص علیه را وترک واجب گنجایش ندارد وبر تقدیر تعلق زکوة بمال در ذمه چنانکه نزد ابو حنیفه است مخالطت زکوة بمال صورت ندارد ودلیل حنفیه بر تعلق زکوة بذمه آن ست که امر بادای زکوة بسوی فقیر ایصال ست مر رزق موعود را که مشار الیه ست بقول حق تعالی وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها ورزق عبارت ست از چیزی که واقع شود بوی کفایت واین مختلف ست باختلاف حوائج بعد ازان واجب گردانید مال مسمی بر اغنیا برای ذات کریم خود جل جلاله وامر کرد بانجاز آن مواعید ازان مسمی ومال مسمی احتمال ندارد وبه کفایت ان حوائج وانجاز مواعید سبب اختلاف آن حوائج ومواعید پس متضمن گردد امر بانجاز مواعید اذن باستبدال را وبطلان قید شاة بعینه چنانچه سلطان برات کند غازیان را بآلات حرب بر بعضی وکلای خود از مال معین که بوی سپرده پس این اذن ست از سلطان باستبدال ودر هدایا وضحایا قیمت ازان جهت درست نیست که قربت آنجا باراقت دم ست ودر تنازع فیه سد حاجت محتاج ست بر تقدیر تعلق بذمه اگرچه به صورت مخالطت نیست اما در حکم مخالطت ست ودر معنی آن ست فافهم بکذا فی المنتقی اینچنین در منتقی ست که تصنیف ابن عبد البر ست وروی البیهقی فی شعب الایمان عن احمد بن حنبل باسناده الی عائشة وروایت کرده است بیهقی در شعب الایمان از امام احمد بن حنبل باسناد وی تا عائشه این معنی را که وقال احمد فی خالطت وگفته است احمد در قول وی خالطت الزکوة تفسیره ان الرجل یاخذ الزکوة وهو موسر اوغنی تفسیر وی این ست که مردی میگیرد زکوة را وحال آنکه وی موسر ست

چنانکہ در حدیث من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر گفتہ و در شرح شیخ گفتہ کہ شاید بعضی منکر شدند و بعضی امتناع آوردند پس اطلاق کفر و نفی ہر دو جائز باشد و عمرؓ اول اخذ بظاہر کرد و در کفر ایشان باستاد و در آخر چون حقیقت حال دریافت موافق شد با ابی بکرؓ و اعتراف کرد کہ حق ہمان ست کہ ابو بکر بدان ست چنانکہ میفرماید۔ قال عمر بن الخطاب لابی بکر رضی اللہ عنہما کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ چگونہ کشش میکنی مردم را و حال آنکہ بتحقیق گفتہ است پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا۔ امر کردہ شدہ ام کہ قتال کنم مردم را تا آنکہ بگویند ایشان۔ لا الہ الا اللہ فمن قال۔ پس کسیکہ بگوید لا الہ الا اللہ عصم منی مالہ و نفسہ نگاہ دارد ہ از من مال خود را و نفس خود را۔ الا بحقہ۔ مگر بحق اسلام و در روایتی صریح آمدہ است الا بحق الاسلام چنانکہ دیت و قصاص و جز آن۔ و حسابہ علی اللہ۔ و حساب او بر خدا ست یعنی حکم او در ظاہر شرع نیست و حساب باطن او در آخرت بعلم الٰہی ست چنانکہ منافق باشد و بزبان لا الہ الا اللہ بگوید نہ بصدق۔ فقال ابو بکر واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ پس گفت ابو بکر بخدا سوگند ہر آئنہ قتال میکنم کسی را کہ جدائی کند و فرق نہد میان نماز و زکوٰۃ کہ بوجوب نماز قائل باشد و وجوب زکوٰۃ را منکر گردد یا باول عمل کند و از ثانی امتناع آرد فان الزکوٰۃ حق المال زیرا کہ زکوٰۃ حق واجب در مال ست چنانکہ نماز حق واجب در نفس ست و موجب ہر دو اسلام ست۔ واللہ لو منعونی عناقا۔ بخدا سوگند اگر منع کنند مرا بزغالہ و عناق بفتح عین اُنثی ولد معز کہ بیک سال نرسیدہ است و در روایتی عقالا اگر منع کنند پای بند شتر را و این مبالغہ است در طلب حق واجب و در قاموس گفتہ است کہ عقال بکسر عین زکوٰۃ یک سال از شتر و گوسفند۔ کانوا یؤدونہا الی رسول اللہ۔ بودند کہ ادا میکردند بسوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتہم علی منعہا۔ ہر آئنہ قتال میکنم ایشان را بنا بر منع عناق یا بجہت کفر و ارتداد اگر منکر شوند یا برای حفظ شعار اسلام و سد باب فتنہ اگر منع کنند بی انکار فافہم۔ قال عمر فواللہ ما ہو الا ان رایت ان اللہ شرح صدر ابی بکر للقتال۔ گفت عمر پس بخدا سوگند نبود شان من و حال من درین محاجت مگر آنکہ دانستم من در روشن و ہویدا شد بر من کہ خدا تعالیٰ کشاد سینۂ ابو بکر صدیق را برای قتال۔ فعرفت انہ الحق۔ پس شناختم من کہ ہمین ست حق کہ قتال باید کرد و در روایات آمدہ است کہ صحابہ دیگر نیز حتی کہ علی مرتضیٰؓ منع کردند ابو بکر را و گفتند کہ اول عہد خلافت ست و مخالفان جماعت کثیر اند مبادا خللی و فتوری در کار خانۂ اسلام راہ یابد و توقف و تاخیر لائق می نماید ابو بکر گفت رضی اللہ عنہ اگر تمام مردم یک جانب شوند و من تن تنہا باشم قتال میکنم و این دلالت دارد بر کمال شجاعت ابو بکرؓ متفق علیہ۔ و عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون لکنز احدکم یوم القیمۃ شجاعا اقرع۔ میباشد گنج یکی از شما در قیامت مار بزرگ کل چنانچہ در فصل اول گذشت۔ یفر منہ صاحبہ میگریزد از ان مار صاحب مار کہ ہمین صاحب گنج باشد۔ و ہو یطلبہ۔ و حال آنکہ آن مار میجوید او را حتی یلقمہ اصابعہ۔ تا آنکہ بقمہ میگیرد انداز صاحب گنج آن مار را انگشتان خود را چنانچہ عادت ست کہ در وقت خوف از مار و مانند آن دست را در دہن آن می اندازند و نیز اثر اعطاء منع در دست و انگشتان ظاہر میگردد۔ رواہ احمد۔ و عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من رجل لا یؤدی زکوٰۃ مالہ الا جعل اللہ یوم القیمۃ فی عنقہ شجاعا۔ نیست ہیچ مردی کہ ادا نمیکند زکوٰۃ مال خود را مگر آنکہ میگرداند خدای تعالیٰ روز قیامت

صلی الله علیه وسلم قال لا جلب ولا جنب ۔ روایت ست از عمرو بن شعیب از پدرش از جدش از آنحضرت که روا نیست نه جلب
ونه جنب هر دو بجیم متحرک الاوسط اول بلام وثانی بنون مراد بجلب آنست که فرود آید ساعی در جای دور وامر کند خداوندان ماشیه را
که کشیده بیارند ماشیه خود را در جائیکه فرود آمده است وجنب آنکه خداوند ماشیه دور رود از جای خود وساعی را تکلف کند
که بجانب او آورد وهر دو منهی عنه است از جهت حصول تعب مشقت در اول بر متصدق ودر ثانی بر مصدق ۔ ولا تؤخذ صدقاتهم
الا فی دورهم ۔ وگرفته نشود صدقه های مردم مگر در سراها وجایهای ایشان این تتمه وتاکید کلام سابق ست وشامل صورت
جلب وجنب ست هر دو ۔ رواه ابو داود ۔ وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من استفاد مالا فلا زکوة
فیه حتی یحول علیه الحول ۔ کسیکه بیابد مال را پس نیست زکوة آن بروی تا آنکه بگذرد بروی یکسال ۔ رواه الترمذی وذکر
جماعتی انهم وقفوه علی ابن عمر ۔ وذکر کرده است ترمذی جماعه از رواة را که وقف کرده اند این حدیث را بر ابن عمر یعنی این قول
ابن عمر ست نه حدیث آنحضرت وحدیث موقوف قول صحابی را گویند چنانچه مرفوع حدیث رسول را خوانند صلعم اما اینچنین موقوف که
بی سماع آنحضرت معلوم نتوان کرد حکم مرفوع دارد چنانکه در مقدمه معلوم شد ۔ وعن علی ان العباس رضی الله عنهما سال رسول الله
صلی الله علیه وسلم فی تعجیل صدقته قبل ان تحل ۔ روایت ست از امیر المومنین علی که عباس رض سوال کرد در شتاب دادن
زکوة خود را پیش از آنکه تمام شود سال وفرود آید وقت وی وتحل بکسر حاست از حلول دین اما حلول در مکان بکسر وضم هر دو است
کذا قالوا ۔ فرخص له ذلک ۔ پس رخصت کرد آنحضرت عباس را در شتاب دادن زکوة وهمین ست مذهب نزد ما ونزد اکثر ائمه از
جهت وجود سبب زکوة که نصاب ست واین حدیث مؤید توجیه اول مر قول آنحضرت را که واما العباس فهی علی که در فصل اول
از حدیث ابی هریره رض گذشت ۔ رواه ابو داود والترمذی وابن ماجه والدارمی ۔ وعن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان
النبی صلی الله علیه وسلم خطب الناس فقال الا من ولی یتیما له مال فلیتجر فیه ۔ خطبه خواند آنحضرت وتعلیم کرد مردم را پس گفت
آگاه باشید هر که والی شد ونگاه داشت یتیمی را که مر او را مال ست پس باید که سوداگری کند در وی ۔ ولا یترکه حتی تاکله الصدقة
ونگذارد مال یتیم را بی تجارت تا آنکه بخورد مال او را صدقه یعنی گم گرداند وفانی گرداند او را زکوة ۔ رواه الترمذی وقال فی اسناده مقال
روایت کرد این حدیث را ترمذی وگفت در اسناد این حدیث سخن ست لان المثنی بن الصباح ضعیف ۔ زیرا که مثنی بن
صباح بتشدید با که یکی از راویان این حدیث ست اگرچه مرد صالح ودر عبادت قوی ست اما حدیث وی نرمی دارد مات سنة
تسع واربعین ومائة

الفصل الثالث ۔ عن ابی هریرة ۔ قال لما توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم واستخلف ابو بکر بعده ۔ گفت ابو هریره رض
چون وفات یافت آنحضرت وخلیفه گرفته شد ابو بکر بعد از وی ۔ وکفر من کفر من العرب ۔ وکافر شد کسیکه کافر شد از عرب
بانکار زکوة ولحوق بمسیلمه کذاب لعنه الله پس مراد بکفر حقیقت کفر باشد زیرا که چون وجوب زکوة قطعی ست پس انکار وی
کفر باشد چنانکه نماز یا امتناع آوردند از دادن زکوة پس اطلاق کفر بطریق تغلیظ وتشدید باشد ومراد کفران نعمت ست

مرد از ان زن نگاہدار و حق او را در نفس و مال ۔ رواہ ابو داؤد ۔ وعن جابر بن عتیک ۔ بفتح عین و کسر تاء و سکون یاء انصاری
صحابی بزرگ ست و در شہود وی بدر را اختلاف ست و بعد از بدر تمامۂ مشاہد را حاضر شدہ ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سیاتیکم رکیب ۔ بصیغہ رکب کہ جمع راکب ست زود باشد کہ بیایند شما را سوارگان ۔ مبغوضون ۔ کہ دشمن داشتہ شدہ اند
و مکروہ اند نزد مردم بحکم طبیعت زیرا کہ برای گرفتن اموال ایشان می آیند بایجہت آنکہ خلقی میکنند و سختی می نمایند مراد مصدقان اند
کہ برای گرفتن صدقات می آیند ۔ فاذا جاؤکم فرحبوا بہم ۔ پس چون بیایند شما را پس جای فراخ کنید بر ایشان و مرحبا بگویید
بر ایشان و خلوا بینہم و بین ما یبتغون ۔ و خالی گردانید و تہی سازید میان ایشان و میان چیزی کہ می طلبند ایشان از اموال
تا میان ایشان و آن چیز حائلی و مانعی نباشد ۔ فان عدلوا فلانفسہم ۔ پس اگر عدل ورزند ایشان و زور و ستم نکنند پس برای
خود میکنند کہ ثواب عدالت یابند ۔ وان ظلموا فعلیہم ۔ اگر ظلم و ستم و زور کنند پس بر ایشان ست بزہ و زیان آن مراد آنست
کہ اگرچہ ظلم کنند باعتقاد و زعم شما یا مراد فرض و تقدیر آنست مبالغہ و الا اگر بحقیقت ظلم کنند و رضای ظالم چہ صورت دارد ۔
وارضوہم فان تمام زکوتکم رضاہم ۔ و خشنود گردانید ایشان را زیرا کہ تمام و کمال زکوٰۃ شما خشنودی ایشان ست یعنی
اگرچہ اصل واجب زکوٰۃ باداء مال حاصل میشود و لیکن اگر مصدقان راضی و خشنود روند انم و اکمل ست ۔ ویدعوا لکم
و باید کہ دعا کنند مصدقان برای شما بمتابعت آنحضرتؐ کہ بحکم الٰہی تعالیٰ بعد از اخذ صدقات دعا میکرد ۔ رواہ ابو داؤد ۔
وعن جریر بن عبد اللہ ۔ صحابی مشہور ست بحسن صورت و سیرت ۔ قال جاءنا ناس یعنی من الاعراب الی رسول اللہ ۔
گفت آمدند بعضی مردم از بادیہ نشینان بسوی آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ان ناسا من المصدقین یاتونا فیظلمونا
پس گفتند کہ بعضی مردم از مصدقان می آیند ما را پس ظلم میکنند ما را ۔ فقال ۔ پس گفت آنحضرتؐ ۔ ارضوا مصدقیکم ۔
راضی گردانید صدقہ گیرندگان خود را ۔ قالوا ۔ گفتند آن مردم اعراب ۔ یا رسول اللہ وان ظلمونا ۔ راضی گردانیم ایشان را
اگرچہ ظلم کنند ما را ۔ قال ۔ گفت آنحضرتؐ ۔ ارضوا مصدقیکم وان ظلمتم ۔ راضی گردانید مصدقان خود را اگرچہ ظلم کردہ شوید شما بہمان
توجیہ و تاویل کہ گفتہ شد ۔ رواہ ابو داؤد ۔ وعن بشیر ۔ بفتح باء و کسر شین معجمہ بن الخصاصیہ ۔ بفتح خاء معجمہ و تخفیف صاد مہملہ و
تشدید یاء و تخفیف آن نام مادر بشیر ست کہ صحابی ست و مولای آنحضرت ۔ قال قلنا ان اہل الصدقۃ یعتدون علینا ۔ گفت
بشیر گفتیم ما یعنی با آنحضرت کہ اہل صدقہ کہ برای گرفتن صدقہ از ما می آیند تجاوز مینمایند از حد انصاف
و اعتدال و ظلم میکنند بر ما ۔ افنکتم من اموالنا بقدر ما یعتدون ۔ آیا بپوشیم ما از اموال ہای خود بر اندازۂ آنچہ ظلم میکنند ۔
قال لا ۔ گفت آنحضرتؐ نہ پوشید و صبر کنید بر آنچہ میکنند ۔ رواہ ابو داؤد ۔ وعن رافع بن خدیج ۔ بفتح خاء و کسر دال انصاری
صحابی ست ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العامل علی الصدقۃ بالحق کالغازی فی سبیل اللہ ۔ عمل کنندہ بر
صدقہ بر طریق حق و عدل و انصاف ہمچو کسی ست کہ غزا کنندہ است در راہ خدا و یا بندہ است ثواب آنرا ۔ حتی یرجع
الی بیتہ ۔ تا آنکہ باز گردد بسوی خانۂ خود ۔ رواہ ابو داؤد و الترمذی ۔ وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی

کہ آیا ہست حکم وی نزد انفراد یعنی پیش از دخل در عقد۔ لحکمہ عند الاقتران۔ ہمچون حکم وی نزد اقتران و اجتماع در آمدن وے در عقد۔ ام لا۔ یا نیست۔ کذا فی شرح السنۃ۔ و این کلیہ ثانی لائق بمذہب کسی ست کہ از حیلہ منع میکند چنانچہ امام مالکؒ و امام ابو حنیفہؒ و شافعیؒ و غیر ایشان کہ حیلہ را جائز میدانند نظر نمیکنند باین داخل کذا فی شرح الشیخ۔ و عن عدی بن عمیرۃ۔ بفتح عین و کسر میم و سکون یا صحابی ست۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استعملناہ منکم علی عمل۔ ہر کسیکہ عامل گردانیم ما او را از شما بر عملی۔ فکتمنا مخیطا۔ پس پوشید وی از ما سوزنی را مخیط بکسر میم و سکون خا و فتح یا، نما فوقہ۔ پس پوشید چیز یرا کہ بالای سوزن ست در کمی یا زیادتی۔ کان غلولا۔ بیاشد این کتمان خیانت و غلول بضم غین معجمہ خیانت در غنیمت و بمعنی مطلق خیانت نیز آمدہ۔ یاتی بہ یوم القیمۃ۔ می آید آن کس باین فعل روز قیامت و عقاب کردہ شود او را بران۔ رواہ مسلم

الفصل الثانی۔ عن ابن عباسؓ قال لما نزلت ہذہ الآیۃ۔ گفت ابن عباسؓ چون نازل شد این آیت کہ۔ والذین یکنزون الذہب والفضۃ۔ مجمل مضمون آیت آن ست کہ آن کسانیکہ گنج میکنند زر و سیم را و خرچ نمیکنند آنرا در راہ خدا گرم کردہ میشود آن زر و سیم در آتش دوزخ و داغ کردہ میشود بدان پیشانیہا و پہلوہا و پشتہای ایشان را چنانکہ در فصل اول گذشت کبر ذلک اعلی المسلمین۔ بزرگ و گران آمد آن بمسلمانان۔ فقال عمر انا افرج عنکم۔ پس گفت عمر من بگشایم بستگی این اشکال را از شما تفرج بجیم و تشدید کشادن از فرج بمعنی کشایش۔ فانطلق عمر۔ پس رفت عمر۔ فقال۔ پس گفت۔ یا نبی اللہ انہ کبر علی اصحابک ہذہ الآیۃ۔ بدرستیکہ گران آمد بر یاران تو این آیت۔ فقال۔ پس گفت آنحضرتؐ۔ ان اللہ لم یفرض الزکوٰۃ الا لیطیب ما بقی من اموالکم۔ بدرستیکہ خدای تعالی فرض نگردانیدہ ہست زکوٰۃ را مگر برای آنکہ پاک گرداند چیزیکہ باقی ماندہ است بعد از زکوٰۃ دادن از مالہای شما پس چون زکوٰۃ مال ادا کردید باقی مال شما پاک شد اگنجہا جمع کنید و گنجینہ بسازید باکی ندارد و در آیت قرآن کہ بر گنج نہادن وعید فرود آمدہ ہست بر تقدیری ست کہ منع زکوٰۃ کنند و اگر زکوٰۃ بدہند و گنج نہند داخل وعید نیست و انما فرض المواریث۔ و فرض نگردانیدہ وی تعالی میراثہا۔ و ذکر کلمۃ۔ و ذکر کرد آنحضرتؐ کلمہ را این قول راویست یعنی آنحضرتؐ بعد از قول وی و انما فرض المواریث کلمہ ذکر کرد کہ من یاد ندارم آنرا و آنچہ یاد دارم ہمین ست کہ فرمود کہ حق تعالی کہ مواریث فرض کردہ است برای ہمین کردہ است کہ بدست کون لمن بعدکم۔ تا باشد اموال مر کسانی را کہ بعد از شما اند کہ وارث شما اند یعنی در حکم میراث اشارتی بجواز جمع مال کردہ کہ اگر مال جمع نشود و بعد از کسی باقی نماند میراث از کجا باشد۔ فقال۔ پس گفت راوی۔ فکبر عمر۔ پس تکبیر گفت عمر بسبب تعجب از این سخن و حمد و ثنای حق بر کشادہ شدن گرہ این اشکال و اباحت شارع بر جمع اموال۔ ثم قال۔ پس گفت آنحضرتؐ۔ الا اخبرک بخیر ما یکنز المرء۔ آیا خبر ندہم ترا ای عمرؓ بہترین آنچہ گنج کند مرد۔ المرأۃ الصالحۃ۔ آن گنج کدام ست زن صالح کہ بفرمودۂ حق عمل کند و در فرمانبرداری و رضای شوہر باشد چنانکہ فرمود اذا نظر الیہا سرتہ۔ چون نظر کند مرد بسوی وی خوشحال و شادمان گرداند او را بمشاہدۂ حسن صورت و سیرت و روش وی۔ و اذا امرہا اطاعتہ۔ و چون کار فرماید مرد او را فرمانبرداری کند او را۔ و اذا غاب عنہا حفظتہ۔ چون غائب گردد

گفتہ میشد و نام پردہ میشد آن مرد را۔ ابن اللتبیۃ۔ بضم لام و فتح آن و فتح مثناۃ و سکون آن نیز گفتہ اند و کسر موحدہ و تشدید
یای نسبت نام مادر اوست کہ منسوب ست بہ بنی لتب بہ سکون تا قبیلۂ مشہور ست و نام ابن اللتبیۃ عبد اللہ است۔ علی الصدقۃ
عامل گردانید بر گرفتن صدقہ۔ فلما قد قال ہذا لکم۔ پس چون باز آمد این مرد از ان سفر گفت بمسلمانان این مقدار مال برای
شماست کہ صدقۂ اموال ست۔ وہذا اہدی لی۔ و این مقدار دیگر پیشکش فرستادہ شدہ است برای من و چون این سخن بآنحضرت
رسید ناخوش آمد۔ فخطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس بخطبہ برآمد آنحضرت۔ فحمد اللہ واثنی علیہ۔ پس حمد گفت آنحضرت و ستایش
کرد بر ذات پاک وی تعالی چنانکہ در خطبہ میباشد۔ ثم قال۔ پستر گفت۔ اما بعد فانی استعمل رجالا منکم علی امور۔ اما بعد حمد و
ستایش بدرستیکہ من عامل می گردانم مردانرا از شما بر کارہا مما ولانی اللہ۔ از جملۂ آن کارہا کہ ولایت دادہ و حاکم گردانیدہ است
مرا خدای تعالی۔ فیاتی احدہم فیقول۔ پس می آید یکی از شما از ان عاملان پس میگوید۔ ہذا لکم وہذہ ہدیۃ اہدیت لی۔ این
مر شما راست و این ہدیہ است کہ فرستادہ شدہ است مرا۔ فہلا جلس فی بیت ابیہ۔ پس چرا نہ نشست این مرد در خانۂ
پدر خود۔ او بیت امہ۔ یا در خانۂ مادر خود شک راوی ست یا تنویع ست۔ فینظر ایہدی لہ ام لا۔ پس بہ بیند وی کہ آیا پیشکش
فرستادہ میشد برای وی یا نہ یعنی این پیشکش کہ فرستادہ شدہ است برای وی بسبب عملداری اوست اگر عملدار نمیبود و در
خانۂ خود نشستہ می بود کی میفرستادند پس این حکم مال اصل دارد و ازینجا معلوم میشود کہ اگر دوست شخص یا خویش وی باشد کہ ہمیشہ
برای وی ہدیہ میفرستاد نہ از جہت این عمل جائز ست گرفتن او چنانکہ در ہدیۂ قاضی و ضیافت وی گفتہ اند۔ والذی نفسی
بیدہ لا یاخذ احد منہ شیئا۔ بخدا سوگند نہ گیرد ہیچ یکی از ان مال مذکور چیزی را۔ الا جاء بہ یوم القیمۃ یحملہ علی رقبتہ۔ مگر آنکہ بر می آرد
آن مال را روز قیامت بر گردن خود۔ ان کان بعیرا لہ رغاء۔ اگر باشد آن مال از جنس شتر میباشد مر او را رغا بضم را و غین معجمہ
ممدودہ آواز شتر و گرگ و کفتار و شتر مرغ و آواز گریۂ صبی و گریۂ سخت۔ او بقرا لہ خوار۔ یا اگر باشد آن مال از جنس گاو میباشد
مر او را آواز گاو خوار بضم خا آواز بقر و در قاموس گفتہ آواز گاو و گوسفند و آہو۔ او شاۃ تیعر۔ یا اگر باشد آن مال از جنس گوسفند
کہ آواز میکند تیعر بکسر عین و فتح آن بر وزن یضرب یا بر وزن یفتح و یعار بضم یا آواز غنم را گویند۔ ثم رفع یدیہ۔ پستر برداشت آنحضرت
ہر دو دست خود را۔ حتی راینا عفرۃ ابطیہ۔ تا آنکہ دیدیم ما سفیدی ہر دو بغل آنحضرت و عفرہ بر وزن حمرۃ و صفرۃ بیاض و اعفر ابیض
چنانکہ احمر و ابیض۔ ثم قال۔ پستر گفت آنحضرت۔ اللہم ہل بلغت اللہم ہل بلغت۔ مکرر دو بار خداوندا آیا رسانیدم حکم ترا بخلق
متفق علیہ۔ قال الخطابی وفی قولہ۔ گفتہ است خطابی در قول آنحضرت۔ وہلا جلس فی بیت امہ وابیہ فلینظر ایہدی الیہ ام
لا دلیل علی ان کل امر یتذرع بہ الی امر محظور فہو محظور۔ دلیل ست بر آنکہ ہر کاریکہ وسیلہ کردہ شود و وسیلہ شود بوی بسوی
امری حرام پس وی حرام ست زیرا کہ وسائل را حکم مقاصد ست پس ہر چہ وسیلۂ امر حرام ست آن نیز حرام و ازین جہت
آمدہ است کہ ہر قرضی کہ بآن منفعتی حاصل شود ربوا ست۔ وکل دخیل فی العقود۔ و ازین چیز کلام خطابی ست کہ ہر چیزیکہ
در آمدہ است در عقدہا مثل عقد بیع و ہبہ و نکاح مثلا۔ ینظر ہل یکون حکمہ عند الانفراد۔ نظر کردہ شود و تامل نمودہ شود

بعد ازان توبه کرد از نفاق و قاضی حسین گفته که در وی نازل شده است بقول حق سبحانه تعالی ومنهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله لنصدقن الآیة انتهی + وخالد ابن الولید + که صحابی مشهور بود او نیز ندادو + والعباس + وعباس ابن المطلب + عم رسول الله صلی الله علیه وسلم + او نیز ندادو دیگران همه دادند فقال رسول الله + پس گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ما ینقم ابن جمیل + ینقم بمعنی باشد کراهت ست که بحد سخط برسد وموجب کفران نعمت گردد وانتقام بمعنی مبالغه در عقوبت نیز ازین باب است یعنی مکروه می پندارد ابن جمیل وکفران نعمت نمی ورزد + الا انه کان فقیرا فاغناه الله ورسوله + مگر به سبب همین که وی فقیر بود هیچ چیز نداشت پس تو انگر گردانید او را خدا ورسول وی واین تونگری سبب بغی وطغیان وی شد وبکفران نعمت کشید وغنا تخفیف از خداست وذکر رسول بجهت آن ست که وی صلعم واسطه است در افاضت خیرات ووصول نعما از جناب حق در تفسیر کریمه ومنهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله لنصدقن ولنکونن من الصالحین آورده اند وآن حضرت صلعم دعا کرد او را بغنا وثروت بالتماس وی وعهد وی که شکرگزاری نعمت کند + واما خالد فانکم تظلمون خالدا + واما خالد بن ولید که می گوئید وی نیز ندادزکوة سببش آن خواهد بود که شما ظلم می کنید او را وحال وی آنیست که وی + قد احتبس ادراعه واعتده فی سبیل الله + بتحقیق وقف کرده است زره های خود وهمه سازهای جنگ خود را از سلاح وچهارپایها در راه خدا برغازیان دهر که حالش این باشد که اینچنین خیرات نقل میکند منع زکوة که واجب ست چگونه خواهد کرد پس شاید که منع وی از جهت ظلم کردن شما ست بروی وشجاع بر ظلم صبر نتوان کرد یا مراد آنست که وی چیزی ندارد که زکوة آن دهد وهر چه نزد وی بود از مال حتی سلاح جنگ وسائر آن همه را در راه خدا وقف کرده وفقیر شده گشته است واعتد بفتح همزه وسکون عین وضم تا جمع عتاد بفتح بمعنی ساخت وآمادگی والله اعلم + واما العباس فهی علی + واما عباس پس زکوة وی برمن ست + ومن ضامن آنم وسببش آن بود که میگوئید که آنحضرت صلعم پیشتر گرفته بود دو ساله زکوة عباس را یکی زکوة این ساله که ازوی می طلبیدند دیگر زکوة سال آینده چنانکه فرمود + وشلهما معها + ومانند زکوة این سال مانند آنست که زکوة سال آینده است وبعضی گفته اند که آنحضرت صلعم مهلت داده وتاخیر کرده در زکوة دو ساله عباس رض - بالتماس وی بجهت ضرورتی واحتیاجی که داشت وامام را جائز ست که مهلت دهد وتاخیر کند بر وجه نظر ومصلحت وبعد ازان بگیرد یا آن از خصائص آنحضرت بود صلعم را + ثم قال + پس گفت آنحضرت + یا عمر اما شعرت ان عم الرجل صنو ابیه + ای عمر ندانستی ونه فهمیدی که عم پدر مرد مثل پدر اوست پس عباس را بجای پدر من دان وتعظیم وی نگاه دار وعاید الکمن واصل صنو بکسر صاد وسکون نون آنست که دو تنه درخت خرما از یک بیخ بر آید وهر یکی را صنو گویند وهر دو را صنوان فی الصراح صنو بکسر یکی از چند تنه درخت که همه از یک بیخ رسته باشند وبرادر پدر را نیز صنو گویند + متفق علیه + وعن ابی حمید + بضم حا وفتح میم الساعدی + منسوب به بنی ساعده که قبیله ایست از انصار صحابی مشهور ست حافظ صلوة آنحضرت صلعم چنانچه در رباب صفت صلوة گذشت + قال استعمل النبی صلی الله علیه وسلم رجلا من الازد + گفت عامل گردانید آنحضرت مردی را از ازد بفتح همزه وسکون زا که از قبایل یمن ست وآنرا ازدشنوة نیز گویند + یقال له

تمام ملا + پستہ خواند آنحضرت صلعم این آیت را + ولا یحسبن الذین یبخلون الآیۃ + تا آخر آیہ کہ نیست باداتہم اللہ من فضلہ ہو خیرا لہم بل ہو شر لہم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیمۃ + رواہ البخاری + وعن ابی ذر عن النبی + روایت ست از ابوذر از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قال گفت آنحضرت صلعم ما من رجل یکون لہ اہل او بقر او غنم لا یؤدی حقہا + نیست ہیچ مردی کہ باشد مر او را شتران یا گاوان یا گوسفندان کہ ادا نکند حق آنہا را + الا اتی بہا یوم القیمۃ اعظم ما یکون و اسمنہ + مگر آنکہ آورده نمیشود آن شتران و گاوان و گوسفندان را در حال بودن آنہا بزرگتر و فربہ تر تطأہ باخفافہا + پی سپر میکنند آنہا مر او را شتران بپایہای خود + و تنطحہ بقرونہا + و میزنند گاوان و گوسفندان او را بہ شاخہای خود کلما جازت اخراہا ردت علیہ اولاہا + ہر بار کہ بگذرد طائفہ پسین آنہا باز گردانیده شود نخستین آنہا این عبارت بر ظاہر واقع ست بخلاف عبارت حدیث ابی ہریرہ کہ سابقا گذشت چنانکہ اشارت بدان کرده شد + حتی یقضی بین الناس + تا آنکہ حکم کرده شود در میان مردم + متفق علیہ + وعن جریر بن عبد اللہ + روایت ست از جریر بن عبد اللہ البجلی کہ از مشاہیر صحابہ است و بسیار جمیل و جلیل و بزرگ قوم خود بوده است - قال قال رسول اللہ + گفت گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتاکم المصدق + چون بیاید شمار اصدقہ ستاننده یعنی آنکہ از جانب امام برای گرفتن زکوٰۃ اموال بیاید کہ آنرا ساعی و عامل خوانند در قاموس گفتہ کہ مصدق بر وزن محدث گیرنده صدقہ و متصدق بتاء دہنده صدقہ + فلیصدر عنکم و ہو عنکم راض + پس باید کہ باز گردد مصدق از پیش شما و حال آنکہ وی از شما راضی خوشنود ست باین طریق کہ خوب پیش آیید بوی و ادا کنید صدقہ بتمام و کمال + رواہ مسلم + وعن عبد اللہ بن ابی اوفی + پدر او پسر ہر دو صحابی اند و این عبد اللہ آخر صحابہ ہست کہ در کوفہ از عالم رفت + قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتاہ قوم بصدقتہم قال + حکم چنان بود کہ مردم صدقات زکوٰۃ خود را پیش آنحضرت می آوردند آن حضرت صلعم در مصارف آن صرف می نمود و بود آن حضرت کہ چون می آوردند نزد وے قوی صدقہ خود را او عامی کرد ایشان را و می گفت + اللہم صل علی آل فلان + خداوندا درود بفرست و رحمت کن بر آل فلان کہ صدقہ آورده است یعنی بر وی و بر کسان وی فاتاہ ابی بصدقتہ + پس آورد نزد آنحضرت پدر من کہ ابو اوفی ست صدقہ خود را + فقال + پس گفت آنحضرت صلعم + اللہم صل علی آل ابی اوفی + و حکم الٰہی نیز ہمچنین بود کہ بگیرد صدقہ ایشان را و صلوٰۃ بفرست بر ایشان چنانکہ منطوق قرآن مجید ست + متفق علیہ و فی روایۃ اذا اتی الرجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصدقتہ قال چون می آورد مردی نزد آنحضرت صلعم صدقہ خود را می گفت آنحضرت + اللہم صل علیہ + ازین روایت معلوم شد کہ مراد بآل فلان ہمان فلان ست و آل مقحم ست چنانکہ آل فرعون و آل داؤد و مراد ذوات آنہاست و اتباع نیز بہ تبعیت در ان داخل اند چنانکہ اشارت کردیم + وعن ابی ہریرۃ قال + گفت + بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر علی الصدقۃ + فرستاد آنحضرت یکبار عمر بن الخطاب را بر گرفتن صدقہ از مردم + فقیل منع ابن جمیل بفتح جیم پس آمده گفتند بآن حضرت صلعم کہ منع کرد ابن جمیل زکوٰۃ را ابن جمیل کہ منافقی بود و فقیر بود خدای تعالی او را غنی گردانیده در فتح الباری گفتہ کہ واقف نشدم بر نام وی در کتب حدیث و بعضی گفتہ اند کہ نام وی عبد اللہ بوده بعضی گفتہ اند حمید و گفتہ اند ابن جمیل منافق بود

مر مرورا موجب اجر و ثواب عظیم ست ۔ فرجل ربطها فی سبیل الله لاهل الاسلام ۔ پس اسپان مرد اند کسیکه ست آنها را در راه خدا برای اهل الاسلام که جهاد کنند و دیگر آنرا نیز در جهاد اعانت کنند و سوار گردانند تا جهاد کنند ۔ فی مرج بفتح میم و سکون را و بجیم در چراگاه فراخ سبز و خرم ۔ او روضة بفتح راء و ضاد معجمه و سکون واو و در آخر ضاد معجمه باغ سبز و خرم ۔ فما اکلت من ذلک المرج او الروضة من شیء ۔ پس نخورند آن اسپان از آن مرج یا روضه چیزی را الا کتب له عدد ما اکلت حسنات ۔ مگر آنکه نوشته شود مر صاحب اسپان را بشمار آنچه خورده اند اسپان نیکیها و ثوابها ۔ و کتب له عدد ارواثها و ابوالها حسنات ۔ و نوشته میشود مر او را بشمار سرگینهای اسپان و کمیزهای اسپان نیکیها ۔ الا تقطع طولها ۔ و نبرند رسنهای خود را طول بکسر طاء و فتح واو و سکون لام که بندند یکطرف او را بمیخ و دیگر را بپای اسپ یا دست و تابگردد و بچرد ۔ فاستنت شرفا او شرفین ۔ پس برانید یک زمین بلند یا دو زمین بلند را ۔ الا کتب الله له عدد آثارها و ارواثها حسنات ۔ مگر آنکه نبود بسبب خدا تعالی و ثابت گرداند مر آن مرغزار بشمار گامهائیکه اسپ میزند و بشمار سرگینها نیکیها ۔ و لا مر بها صاحبها علی نهر فشربت منه ۔ و نیکند مر و بآن اسپان صاحب آن را ان آب جوی پس آب میخورند اسپان از آن جوی ۔ و لا یرید ان یسقیها ۔ و نمیخواهند آن صاحب اسپان که آب بخوراند اسپان را یعنی وقت آب خوراندن ندارد و بلکه بی قصد مر اراده او آب میخورند فکیف که وی نیت و قصد و اراده آن داشته باشد ۔ الا کتب الله له عدد ما شربت حسنات ۔ مگر آنکه نبویسد خدا تعالی برای او بشمار آنچه نوشیده اند اسپان نیکیها ۔ از اینجا معلوم میشود که کسی کاری میکند و در ضمن آن نیتهای دیگر کارهای دیگر پیدا میشود در آنچه ثواب می آید و در اول کتاب در شرح حدیث انما الاعمال بالنیات اشارتی باین واقع شده ۔ ذکر فضیل ۔ گفته شد یا رسول الله فالحمر پس خران چه حکم آن چیست و در او آنچه آنها و ترک آن چیزی وارد شده ست ۔ قال لم یفت آنحضرت صلعم ۔ ما انزل علی فی الحمر شیء ۔ فرو فرستاده نشده ست بر من در حکم خران چیزی بخصوص ۔ الا هذه الآیة الفاذة الجامعة ۔ مگر این آیت تنها که جامع احکام تمام فعال ست از خیر و شر فاذه بفاء و ذال معجمه فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ۔ پس کسیکه عمل کند مقدار یک ذره نیکی می بیند و می یابد جزای آنرا ۔ و من یعمل مثقال ذرة شرا یره ۔ و کسیکه بکند مقدار ذره بدی می بیند جزای آن را پس اگر خیری کند جزای آن می یابد یا چیزی مخصوص و جزای مخصوص نازل و وارد نشده ۔ رواه مسلم ۔ و عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من آتاه الله مالا فلم یؤد زکوته ۔ کسیکه بدهد او را خدا تعالی مالی پس ندانکند زکوة آنرا مثل له ماله یوم القیمة شجاعا مصور گردانیده شود برای آدمی مال وی روز قیامت بصورت مار شجاع بفتح شین و کسر آن مار نر یا تنین نر یا مطلق مار نر یا ماده ۔ اقرع ۔ مار گل که موی بر سر ندارد و این نشان بسیاری زهر و درازی عمر او ست ۔ و له زبیبتان ۔ برای او دو باموحده میان آنها تحتیه و بقوافنه مر آن مار را دو نقطه سیاه بالای دو چشم او یا دو رگ بالای دو چشم او و بعضی گفته اند گرد دهن او ۔ یطوقه یوم القیمة بگرداند میشود آن مار را مانند طوق در گردن آنکس روز قیامت ثم یاخذ بلهزمتیه پس بگیرد آن مار بهر دو طرف لهزمت خود یعنی شدقیه یعنی بهر دو کنج دهن خود و لهزمتین بفتح لام او سکون هاء و فتح زاء و ستخوان برآمده زیر زنه گوش و در شرح شیخ گفته لهزمتیه یعنی لحیتیه و ستخوان آن جان که ریش بران میروید و چون نزدیک بشدقین بود تفسیر کرده بدان و برین معنی ضمیر لهزمتیه راجع با قرع یا شجاع باشد و تواند که شخص مالدار باشد و یا زائده بود یعنی بگیرد آن مار هر دو کلا انکس را ثم یقول انا مالک پس بگوید آن مار بزبان حال یا قال من مال تو ام که زکوة آن ندادی ۔ انا کنزک ۔ من گنج تو ام که زکوة جدا کرده نشد ادی

ترجمہ این عبارت معلوم شد ہر آئینہ منہا شیئاً۔ در حالیکہ گم نمی کند از ان گاوان و گوسفندان چیزے را۔ لیس فیہا عقصاء۔ و در حالیکہ نیست دران تبع و غنم پیچیدہ شاخہا کہ زور آن کتر رسد و عقصاء بفتح عین و سکون قاف ہمزہ آخر۔ و نیست در میان آن جلجا بفتح تقدیم جیم بر جاہا کہ آنکہ شاخ ندارد۔ و لا عضباء۔ و نہ شکستہ شاخ منقطع بعضو نہا۔ میز ند آن گاوان و گوسفندان او را بشاخہاے خود۔ و تطاء باطلاقہا۔ و پی پیچند او را بسمہاے خود اطلاف جمع ظلف بکسر ظاء مجمہ سم شکافتہ چون سم گاو و گوسفند و مثال آن و سم شتر را خف میگویند و سم فرس را حافر۔ کلام مرعیہ اولہا۔ و علیہ آخرہا۔ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ مما تعدون۔ یعنی بعد از صد ہزار سال بندگان را در قیامت حساب خواہند کرد۔ و ہی بسبد الی الجنۃ او الی النار قیل گفتہ شد۔ یا رسول اللہ فالخیل پس اسپان حکم آنہا چیست۔ قال۔ گفت آنحضرت صلعم۔ فالخیل ثلثۃ پس اسپان سہ قسم اند ہر یک حکمی دارد۔ ہی لرجل وزر۔ اسپان مر مرد را بزہ و بار گناہند و وزر بکسر واو و سکون زاء گرانی بزہ۔ و ہی لرجل ستر۔ و اسپان مر مرد را پردہ و موجب ستر حال اند تا مردم ندانند کہ فقیر و محتاج ست و حجاب اند کہ باز میدارند او را از اظہار حاجت بمردم۔ و ہی لرجل اجر۔ و اسپان مر مردے را اجر و ثواب اند۔ فاما الذی ہی لہ وزر۔ پس اسپان کہ آن مرد ہر مرد را سبب بزہ و بار گناہند۔ فرجل ربطہا ریاء۔ پس اسپان مر مردے اند کہ بستہ است آنرا بجہت نمودن مردم تا بدانند کہ وی مجاہد و غازی ست و در واقع نیست۔ و فخرا و بستہ است آنہا را برائے نازیدن و بزرگی کردن بر مردم و ریا غیر فخر ست چہ ریا در طاعت میباشد۔ و تواء۔ بکسر نون عداوۃ اہل الاسلام۔ و بستہ است برائے عداوت کردن مسلمانان تا بر ایشان بغی کند و بجنگ بر آید۔ فہی لہ وزر۔ پس اسپان برائے این چنین شخصی سبب بزہ و بار گناہند۔ و اما الذی لہ ہی ستر۔ و اما اسپان کہ آن برائے مرد پردہ اند۔ فرجل ربطہا فی سبیل اللہ۔ پس اسپان مردی ست کہ بستہ است آنہا را در راہ خدا یعنی در راہ طاعت و بندگی نہ در معصیت و بی فرمانی وی چنانکہ در قسم اول بود و خصوص جہاد و غزا در راہ خدا نیز مراد نیست چنانکہ در قسم ثالث بلکہ مراد آنست کہ برائے سواری خود بستہ است تا در حاجتہاے شرعی سوار شود و تردد کند۔ و فقر و احتیاج خود را از مردم بپوشد چنانچہ در روایتی دیگر واقع شدہ است و ربطہا تغنیا یعنی بستہ است برائے اظہار غنا و تونگری خود و تعففا از طلبیدن اسپ از مردم نزد احتیاج بسوار۔ ثم لم ینس حق اللہ فی ظہورہا۔ پستر فراموش نکردہ است حق خدا را در پشتہاے اسپان کہ سوار میشود بر پشتہاے ایشان در طاعت و امور خیر و عاریت میدہد و سوار میکند مردم را بران۔ و لا رقابہا۔ و نہ فراموش کردہ است حق خدا را در گردنہاے اسپان کہ او امیکند حق آن را در زکوٰۃ و شافعیہ میگویند کہ حق در رقاب اسپان آن ست کہ غمخواری آنہا بکند بہ کاہ و دانہ و اصلاح کند آنہا را و دفع ضرر کند از انہا مبنائے اختلاف در تفسیر اختلاف در آن ست کہ زکوٰۃ در اسپان زکوٰۃ ست کہ اگر بسیار در صحرا بچرند و در خانہ علف نیابند خداوند اسپ مختار ست کہ پس ہر اسپ دینارے بدہد یا قیمت کند آنہا را و از ہر سی دینار یک دینار و از ہر پنجاہ درہم یک درہم بدہد چنانکہ حساب زکوٰۃ ست نزد صاحبین و شافعی و در اسپ زکوٰۃ نیست زیرا کہ در حدیث واقع شدہ کہ نیست بر مسلمان در عبد او نہ در فرس او صدقہ و دلیل امام ابو حنیفہ قول آنحضرت ست صلعم کہ فرمود در سر ہر اسپ کہ ببرند بچرند یک دینار ست و آنچہ شافعی روایت کردہ بر اسپ غازی محمول ست کہ سوار میکنند بران و ہمچنین عبد بر آخذ ست و تقویم فرس مروی ست از عمر رضی اللہ عنہ و سخن در اینجا دراز ست و در شرح سفر السعادت پارہ از ان مذکور ست فہی لہ ستر۔ پس این اسپان مر او را پردہ و ستر حال اند و اما الذی ہی لہ اجر و اما اسپان کہ ایشان

از سائلان و اعراض کردن از ایشان و پشت دادن بایشان و اینها اشرف اعضای ظاهر اند و مشتمل اند بر اعضای رئیسه که دماغ و دل و
جگر ست کلما ردت اعیدت له - هرگاه که برآورده شوند آن صفائح باز گردانیده شوند برای آنکس یا برای داغ کردن چنانکه آهن گرم
بار بار در کورهٔ آهنگری در آورده میشود و برآورده میشود - فی یوم کان مقداره خمسین الف سنة - در روزیکه باشد اندازهٔ وی
پنجاه هزار سال که عبارت ست از روز قیامت و این کنایت ست از غایت درازی و سختی وی بر گناهگاران و این روز بر نیکوکاران چنان
گذرد که دو رکعت نماز بگذارند اینجا طبع فلسفی حیران بود و بر خود پیچد و باطن ایمانیان منفتح و منشرح بود چنانکه هیچ تنگی و تیرگی را بدان راه
نبود - والحمد لله حتی یقضی بین العباد - تا آنکه حکم کرده شود میان بندگان - فیری سبیله اما الی الجنة واما الی النار - پس دیده شود
راه وی یا به بیند وی راه خود را یا بسوی بهشت و یا بسوی دوزخ و یری بضم یا و فتح آن و سبیله بنصب لام و رفع آن هر دو روایت ست - قیل - گفتند
صحابه - یا رسول الله فالابل - پس حکم شتر که حق آنرا ادا نکرده باشند چیست و عذاب تارک زکوة در وی چگونه بود - قال - گفت آنحضرت
صلعم - ولا صاحب ابل لا یؤدی منها حقها - و نیست هیچ خداوند شتران که ادا نمیکند از آن حق آنرا - ومن حقها حلبها یوم وردها -
و حق واجب شتران اگرچه همان زکوة ست ولیکن از جملهٔ حقوق شتران که مستحب و در طریقهٔ شکرگزاری حق گویا که حکم واجب دارد دوشیدن
شتران ست روز ورد بکسر واو و سکون را بمعنی فرود آمدن شتران بر آب برای آب خوردن که مردم در آن فراهم می آیند و تشنه سیر می باشند
و ظاهر حدیث در آنست که بترک این حق نیز عذاب شود و بالجمله نیست هیچ صاحب شتران که ادا نمی کند حق آنرا - الا اذا کان
یوم القیمة - مگر آنکه چون باشد روز قیامت - بطح لها - بر روی انداخته شود صاحب شتر از جهت شتران تا بر وی بگذرند و پایمال کنند - بقاع
قرقر - بصحرای فراخ هموار که در وی کوه و تل نباشد و قرقر بفتح قافین و سکون رای نخستین نیز بمعنی قاع ست و تاکید و صفت کاشفهٔ او ست
اوفر ما کانت - در حال بودن شتران فربه تر و تمام بنیت تر و یا گران تر و تنومند تر باشد - لا یفقد منها فصیلا واحدا - در حالیکه
گم نمیکند صاحب شتران از آن شتران یک بچهٔ شتر را یعنی بچه ها نیز با شتران باشند و احتمال دارد که مراد بفصیل همین شتران
باشند چه هر شتر بچهٔ شتر ست و معنی آن باشد که گم نمی کنند صاحب شتران از آن شتران یک شتر را و مؤید اینست عبارتی که در
بقر و غنم بیاید - تطأ باخفافها - پایمال میکنند این شتران آنکس را بسمهای خود و سم شتر را خف میگویند و سم گوسفند را ظلف چنانکه
بیاید - وتعضه بافواهها - و می گزند آنکس را این شتران بدندانهای خود - کلما مر علیه اولها رد علیه اخرها - هرگاه که بگذرد بر وی طائفه
نخستین شتران باز گردانیده شود بر وی طائفه پسین آنها یعنی هر بار که بگذرند و تمام شوند بار دیگر باز از سر گیرند یعنی مکرر و دائم
پایمال کرده باشند و درین عبارت سخن میکنند و میگویند که ظاهر آنست که گفته شود کلما مر علیه اخرها رد علیها اولها زیرا که
رد و رجوع در اولی واقع میشود نه در اخری و در روایت مسلم همبرین نسق واقع ست و در حدیث ابی ذر نیز همچنین ست و تورپشتی
گفته که آنچه در کتاب واقع شده است سهوی ست که از بعضی رواة واقع شده صاحب مصابیح بی تامل آنرا نقل کرده انتهی و اگر تکلف کنند و
از رد مرور مراد دارند نه رجوع فلا اشکال فتامل - فی یوم کان مقداره خمسین الف سنة حتی یقضی بین العباد فیری سبیله اما الی الجنة
واما الی النار قیل یا رسول الله فالبقر والغنم قال ولا صاحب بقر ولا غنم لا یؤدی منها حقها الا اذا کان یوم القیمة بطح لها بقاع قرقر -

در آنچہ بزیادت تکلفے محتاج بود از دولابی کہ بآن از حوضہا و جویہا آب بکشند یا از چاہی بگاو و شتر و خر کشند و نیمہ آن کہ چہل را یکی ست واجب شود در آنچہ محتاج ست بعمل و تعب دائم از ارتکاب مشقت اسفار و رکوب بحار و ترقب و انتظار قیم و امثال آن و دیگر از رعایت عدالت آنست کہ در ہر نوعی از مال بحسب مصلحت حال و حکمتی کہ جز علم شارع بدان نرسد نصابی تعیین فرمود چنانکہ در نقرہ دویست درم و در زر بیست مثقال و در گوسفند چہل و در گاو سی و در شتر پنج کہ در کمتر ازین نصابہا چیزے واجب نبود

الفصل الاول - عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذا الی الیمن فقال - روایت ست از ابن عباس رض کہ آنحضرت صلعم فرستاد معاذ بن جبل را بسوی یمن بامارت و قضا و آمدہ است کہ آنحضرت بنفس کریم خود مشایعت او کرد پیادہ و معاذ سوار بود گفت شاید کہ باز در نیابی مارا تو یا معاذ و ہمچنین واقع شد پس گفت آنحضرت بمعاذ - انک تاتی قوما اہل کتاب - بدرستیکہ تو می آئی قومی را کہ اہل کتاب اند تخصیص اہل کتاب بذکر بجہت اہتمام بحال ایشان ست وگرنہ در آنجا مشرکان و غیر آن از اہل ذمہ بسیار بودند - فادعہم الی شہادۃ - پس نخست دعوت کن ایشان را بہ گواہی دادن - ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ فان ہم اطاعوا لذلک پس اگر فرمانبرداری کنند ایشان ترا برای آن یعنی ادای شہادتین کنند و مسلمان شوند - فاعلمہم ان اللہ قد فرض علیہم خمس صلوات فی الیوم واللیلۃ - پس بدانان ایشان را کہ بدرستیکہ خدایتعالی بتحقیق فرض کردہ است بر ایشان پنج نماز در روز و شب - فان ہم اطاعوا لذلک فاعلمہم ان اللہ قد فرض علیہم صدقۃ - پس اگر ایشان فرمانبرداری کنند بر نماز پنجگانہ پس بدانان ایشان را کہ بدرستیکہ خدایتعالی بتحقیق فرض گردانیدہ است بر ایشان صدقہ یعنی زکوٰۃ تقدیم اعلام بصلوٰۃ بر اعلام بزکوٰۃ بجہت اہتمام و فضل اوست بر سائر اعمال نہ کہ شرط آن باشد تؤخذ من اغنیائہم فترد علی فقرائہم - گرفتہ شود صدقہ از توانگران ایشان بآن حد کہ توانگری را درین باب نہادہ اند پس باز گردانیدہ شود بر درویشان ایشان - فان ہم اطاعوا لذلک - پس اگر ایشان اطاعت کنند مر صدقہ را و بدہند آنرا - فایاک وکرائم اموالہم - پس دور دار خود را از نفائس اموال ایشان کہ چیدہ چیدہ بگیری چنانکہ شکم دار و فربہ و جز آن بلکہ ہر چہ کہ مالک بدہد بشرط سلامت از عیب و نقصان کہ در شرع جائز نیست - واتق دعوۃ المظلوم - و پرہیز کن دعای ستم کردہ شدہ را فانہ لیس بینہا وبین اللہ حجاب - پس بدرستیکہ نیست میان دعا کردن مظلوم و میان خدا پردہ و البتہ بجناب صمدیت وی میرسد و مستجاب می گردد اگرچہ کافر باشد چنانکہ در بعضی اخبار آمدہ است متفق علیہ - وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من صاحب ذہب ولا فضۃ لا یؤدی منہا حقہا - نیست ہیچ خداوند زر و سیم کہ نمیدہد از آن حق آنرا کہ زکوٰۃ ست - الا اذا کان یوم القیمۃ - مگر آنکہ چون باشد روز قیامت صفحت لہ - بتشدید کوفتہ شود و ساختہ شود برای وی - صفائح من نار - صفیحہا از آتش و صفیحہ آنچہ نرم شود از کوفتن مانند آہن و مس و صفائح الباب تختہای در و صفیحہ شمشیر پہنا و رو سنگ پہن را نیز گویند و صفیحۃ الوجہ بشرہ پوست روی و صفائح از زر و سیم ساختہ میشود و من نار از جہت آن گفت کہ گویا از بس گرم کردند سختی گرمی آتش میگردد چنانکہ فرمود - فاحمی علیہا فی نار جہنم - پس گرم کردہ میشود بران صفائح در آتش دوزخ - فیکوی بہا جنبہ - پس داغ کردہ میشود بآن صفائح پہلو آنکس - جبینہ و پیشانی او را و ظہرہ و پشت او را و تخصیص این سہ عضو بداغ کردن بجہت آنست کہ جمع کردن مال و امساک وی برای طلب برتری و جاہ بغنا و تنعم بمطاعم شہیہ و ملابس بہیہ بود و از جہت آنکہ روی گردانیدن

بسم الله الرحمن الرحیم

کتاب الزکوٰة

زکوٰة در لغت بمعنی نما و تطهیر آید و زکوٰة موجب نما و زیادت و طیب و تطهیر مال و سبب نمای اجر صاحب آن و طهارت او از ذنوب ست و زکوٰة را
صدقه نیز گویند بجهت آنکه دلیل ست بر صدق صاحب وی در دعوی صحت ایمان بدانکه در شرعیت زکوٰة و سایر صدقات مانند عشر و جز آن و
در احکام و حدود آن حکمتها و مصلحتها مرعیست که در می یابند آنرا اهل خبرت و بصیرت و در همه احکام شرعیه دقائق حکم لا یعد و لا یحصی ست
و عادت حضرت نبوی صلعم در زکوٰة و صدقات مراعات فقراست و مواسات ایشانست چنانچه وصیت کردی و ترغیب نمودی در رسانیدن
آن بایشان بدیانت و امانت و رغبت بی محنت و مشقت و بی من و اذی و ایجاب انثی در ابل که منفعت انثی در وی بیشتر از ذکور ست و نیز
ازین باب ست مراعات باصحاب اموال تا عمال بر ایشان ظلم و تعدی و تجاوز از حد اعتدال نکنند و از اموال جیده و خلاصه انتخاب
ننمایند و زیاده بر قدر فرض از هدایا و ضیافات نستانند و شرط نما و حولان حول که ناظر در یسر و رفق ست داخل آنست و هم از جهت رعایت حکمت و
عدالت ست که زکوٰة را در چهار صنف مال که دوران و وجود آن میان خلق بیشتر و احتیاج کسان بآن فراوان ترست واجب گردانید تا دادن آن
بآسانی میسر بود و گرفتن آن بیشتر موجب دفع حاجت گردد صنف اول زرع و ثمار چنانچه دانه خرما و انگور و مانند آن نه مثل بقول و خضراوات
که در اندک زمانی تباه گردد و صنف دوم بهیمة الانعام از شتر و گاو و گوسفند بشرایطی و تفصیلی که در فقه مذکور ست صنف سوم
زر و سیم که قوام و معاش عالمیان باعتبار تقویم اشیا بدان ست صنف چهارم اموال تجارت از هر صنف که باشد در هر سال یکبار فرمود
و در زروع و ثمار در وقت حصاد و کمال آن فرمود و نیز از رعایت عدالت ست که بحسب سعی صاحب مال در تحصیل مال و سهولت و
مشقت وی در مقدار واجب تفاوت بیان فرمود لاجرم پنج را یکی واجب کرد در مالیکه بی مشقت و تکلف بدست آید همچو گنجی که بیابد از کان
یا از دفینه و آمدن سال در آن اعتبار نکرد بلکه در حال که بیابد بر وی واجب شود که اخراج خمس کند و آنچه از اموال در تحصیل آن مشقتی و
کلفتی لابدست نیمه آن که ده را یکی باشد واجب کرد چنانچه در زروع و ثمار که بآب باران حاصل شود و نیمه آن یعنی بیست را یکی واجب کرد

به عون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

ترجمه جلد ثانی

مشکوة شریف

فارسی

در مطبع نامی منشی نولکشور به طبع مزین مقبول جهان شد

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے تمہید پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب حدیث و فقہ وغیرہ فارسی و اردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب علم فقہ فارسی

شرح مختصر وقایہ۔ مشہور بہ شرح کوریری اہل ولایت افغانستان کے نزدیک اس سے بڑہ کر کوئی شرح معتبر مختصر وقایہ کی نہین ہی مصنفہ جلال الدین محمد سمرقندی۔

بدائع منظوم۔ مسائل فقہ مصنفہ مولوی ناظم علی۔

نام حق۔ مصنفہ شرف الدین بخاری۔

مائۃ مسائل۔ مصنفہ مولوی احمد اللہ۔

شرح وقایہ مع ملتقی الابحر برحاشیہ ترجمہ شرح وقایہ عربی کا از مولوی عبدالحق سجاول سرہندی دو جلد علیحدہ علیحدہ۔

مسلک المتقین۔ منظوم علماے ولایت نے اسمین مسائل فقہ حنیفہ کے کارآمد ضروری مندرج کیے ہین مصنفہ مولوی آلہ یار خان۔

فتاوی برہنہ۔ اسمین مسائل فقہیہ ہین مصنفہ مفتی محمد نصیرالدین صاحب۔

بنارالاسلام فی احکام الصیام۔ مذہب امامیہ کی کتاب

ہدایہ۔ مع ترجمہ و شرح حاشیہ المتن منقول از مطبوعہ کلکتہ جو چند علماے نامدار نے باتفاق رائے مدون کیا۔

۱ جلد اول۔ کتاب الطہارۃ سے کتاب الحج تک۔

۲۔ جلد دوم۔ کتاب النکاح سے کتاب الوقف تک۔

۳۔ جلد سوم۔ کتاب البیوع سے کتاب الغصب تک۔

۴۔ جلد چہارم۔ کتاب الشفعہ سے مسائل شتی تک۔

کتب متفرقات دینیہ فارسی

تذکرۃ المعاد۔ معاد کے بیان مین ہی مصنفہ جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔

فتوح الحرمین۔ منظوم مع نقشجات حرمین شریفین اور اُسکے مقامات متبرکہ مولفہ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ۔

تفسیر التقلید فی تحریر الانوار۔ سلسلۂ خانوادۂ قادریہ کا بیان مصنفہ شاہ محمود حیدر۔

ظہیر الاسلام۔ معروف بہ ظہیر المدارین اسمین فوائد دینیہ کا بیان بعنوان اہل تصوف مصنفہ منشی ظہیرالدین۔

تبیان فی احکام الدخان۔ مسائل مع قلیان کشی اور ناس سونگھنے کا بیان از ابوالخیر مولوی معین الدین۔

مدار الحق فی رد معیار الحق۔ تصنیف ملا شاہ محمد حنفی صاحب در مباحث تقلید۔

روضۃ الشہدا۔ تصنیف ملا حسین واعظ۔

شرح اوراد فتحیہ۔ مع شرح دعاے رقاب و خلاصۃ الاوراد نادر مجموعۂ شارح ملا محمد جعفر علی اور خلاصۃ الاوراد من وظائف ماہواری اور ہفتہ وسالانہ کی دعائین جنکی مواظبت ہر شیعہ اہل دین ہی مذکور ہین۔

رسالۂ وجیز و تفویض۔ از ملا محمد باقر مجلسی مذہب امامیہ کا ذکر ہی۔

سفینۃ الاولیا۔ تصنیف شاہزادۂ دارا شکوہ۔

Mushkot Sharef I Part

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

ترجمه جلد ثانی

مشکوة شریف

فارسی

در مطبع نامی منشی نولکشور بطبع مزین مقبول جهان شد

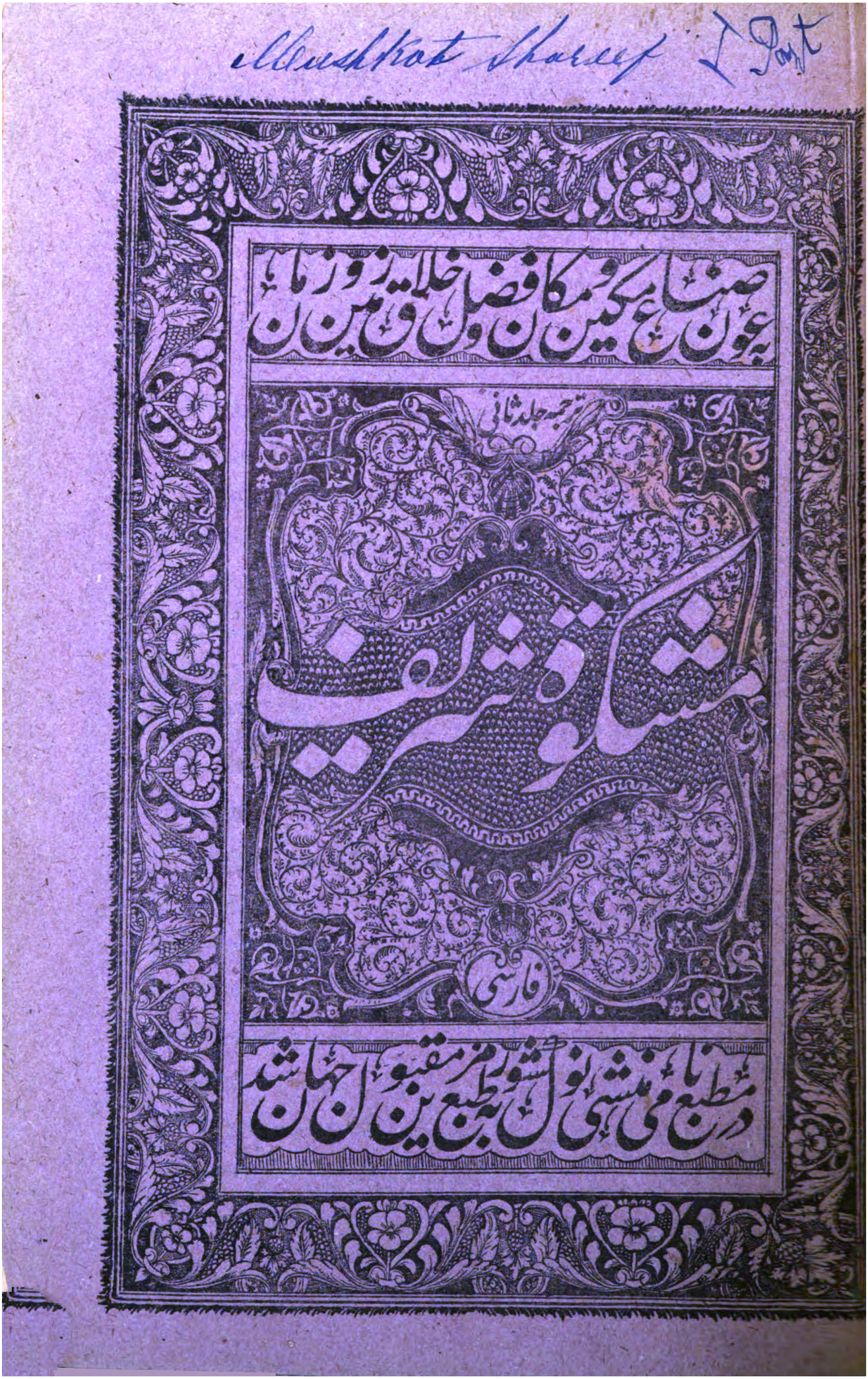

Ashi'at al-Lama'āt.

Vol. II.
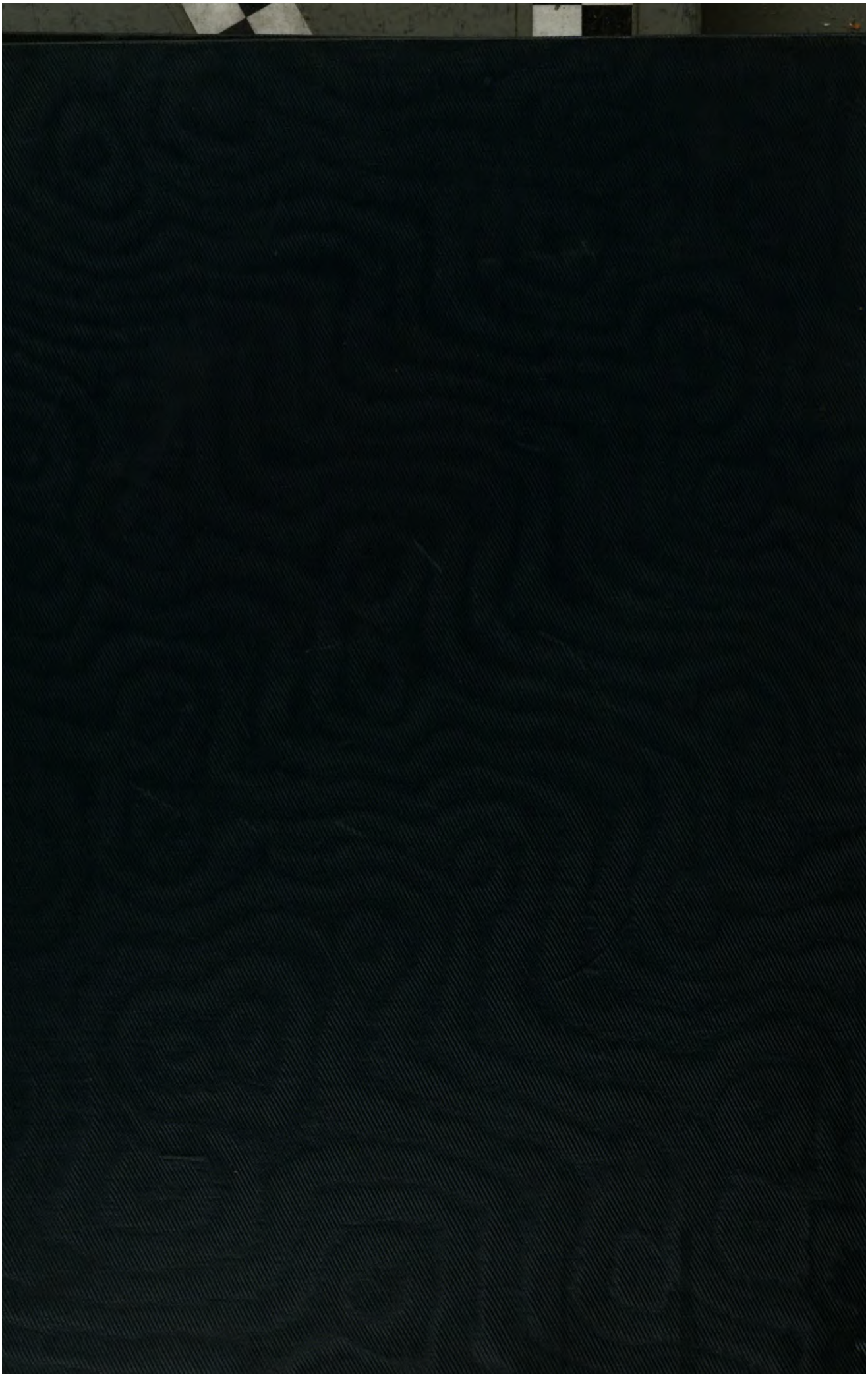
49 E 34
2
Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.